کشاف اصطلاحات فلسفہ
DICTIONARY OF
تالیف و ترجمہ
پروفیسر سی۔ اے۔ قادر (مرحوم)
اکرام رانا
بزم اقبال ○ لاہور

کشّافِ اصطلاحاتِ فلسفہ

تالیف و ترجمہ

پروفیسر سی۔ اے قادر (مرحوم)

اِکرام رانا

بزمِ اقبال ○ لاہور

انتساب

استاذ الاساتذہ ڈاکٹر سید عبداللہ کے نام جن کی خواہشوں اور کاوشوں سے اس پر کام شروع ہوا۔

***

عرض حال

ڈکشنری آف فلاسفی (Dictionary of Philosophy) دنیا بھر میں فلسفہ کی مستند ترین ڈکشنری ہے۔ جسے بہتر ممتاز سکالرز نے برسوں کی کاوش کے بعد مرتب کیا۔ دنیا کی مختلف اقوام نے اسے اپنی اپنی زبانوں میں ترجمے کرائے۔ بعض اقوام نے اسے اپنے نظریے کے مطابق ڈھالنے کے لئے اس میں کچھ ترمیم و اضافہ کیا۔ اس کی سب سے بڑی مثال متحدہ سوشلسٹ سوویٹ یونین کے دور میں ملتی ہے۔ سوویت یونین نے اس کتاب کا ترجمہ کراتے ہوئے اس میں سوشلسٹ اصطلاحات کو شامل کر لیا اور بعض اصطلاحوں کی تشریح سوشلزم کے نظریہ کے تحت کی گئی۔ لیکن بنیادی طور پر ڈکشنری آف فلاسفی کو ہی سامنے رکھا گیا۔

اس سے قبل اردو زبان میں اس ڈکشنری کا ترجمہ نہیں تھا' بلکہ فلسفہ کی انگریزی اصطلاحات کا ترجمہ بھی عام فہم نہیں تھا۔ ایک دن پاک ٹی ہاؤس میں ہم چند افراد فلسفہ کی گتھیاں سلجھا رہے تھے۔ میں ان دنوں فلسفہ کا طالبعلم تھا اور لوگ مجھے لائق طالبعلم سمجھتے تھے۔ اسی حوالے سے کسی نے مجھ سے سوال کیا کہ افلاطون کی (Theory of Ideas) کو اردو میں کیا کہتے ہیں۔ میں اس (Theory) کو اچھی طرح سمجھتا تو تھا میں اس کا متبادل لفظ یا اصطلاح ذہن میں نہ لا سکا۔ مجھے خفت محسوس ہوئی اساتذہ سے معلوم ہوا کہ اردو میں اسے نظریہ عینیت کہتے ہیں۔

ایک دن میں نے اپنی اس شرمندگی کا تذکرہ استاذ الاساتذہ ڈاکٹر سید عبداللہ سے بھی کیا تو ان کی علم دوستی اور زبان اردو کی محبت نے کچھ ایسا جوش مارا کہ انہوں نے اس ڈکشنری کو اردو زبان میں منتقل کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اس کی ذمہ داری انہوں نے محترم فاضل استاد سی۔ اے۔ قادر اور میری ذات پر ڈال دی۔ ہم دونوں سید صاحب کی سپرد کردہ اس ذمہ داری پر عمل پیرا ہو گئے کہ مجال انکار تو تھی ہی نہیں بلکہ جوش عمل تھا۔

ہمارا طریقہ کار یہ تھا کہ ہم نے حروف ابجد کے تحت اپنے طور پر علیحدہ علیحدہ اس ڈکشنری کو اردو کے قالب میں ڈھالنا شروع کر دیا۔ وقتاً" فوقتاً" ہم اپنے اپنے کام کو ایک دوسرے کے مشورے سے حتمی صورت دیتے جاتے تھے۔

ابھی ایک تہائی کام مکمل ہوا تھا کہ حکومت بدل گئی اور ادارہ کی امداد بند تو نہیں ہوئی لیکن بہت کم ہو گئی اور یہ کام رک گیا۔ دوسری بار حکومت تبدیل ہوئی تو یہ کام کرنے کے مواقع پھر میسر آ گئے۔ کام کی نوعیت اور اہمیت کے تحت اسے برق رفتاری سے مکمل نہیں کیا جا سکتا تھا۔

ابھی تین چوتھائی سے کچھ زائد کام ہو سکا تھا کہ ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب اپنے خالق حقیقی سے جا ملے' کام میں پھر تعطل پیدا ہو گیا' کچھ عرصہ بعد میں نے اور پروفیسر سی۔ اے قادر صاحب نے مل کر اس کام کو مکمل کرنا چاہا لیکن اس کے پایہ تکمیل سے قبل ہی پروفیسر صاحب بھی عالم جاودانی کو سدھار گئے کام پھر

ادھورا رہ گیا۔

جب وحید قریشی صاحب ڈاکٹر عبد اللہ صاحب کے ادارے مغربی پاکستان اردو اکیڈمی کے سربراہ بن گئے اور ڈکشنری آف فلاسفی کے مسودات ان کے نظر سے گزرے تو اس کی اہمیت و افادیت کے تحت اس کی تکمیل پر زور دیتے ہوئے اسے پھر میرے سپرد کر دیا اور فرمایا کہ اسے نظر ثانی کے ساتھ مکمل کرنا ہے۔

ڈاکٹر وحید قریشی میرے لئے بے حد محترم ہیں اپنی بیماری کے باوجود میں انکار نہ کر سکا۔ تمام مسودات پر نظر ثانی بھی کی اور نامکمل کام کی تکمیل بھی کی - بحمد اللہ یہ کتاب تکمیل کو پہنچ گئی۔

"کشاف اصطلاحات فلسفہ" کو مرتب کرتے ہوئے ہم نے بھی ڈکشنری آف فلاسفی کو سامنے تو رکھا ہے لیکن فلسفہ کی جو اصطلاحات متروک ہو چکی ہیں انہیں چھوڑ دیا گیا ہے اور جدید اصطلاحات کو شامل کیا گیا ہے۔ نیز یہ کہ اسلامی فلسفہ کی اصطلاحات کو بطور خاص شامل کر کے اس کا علیحدہ حصہ بنا دیا گیا ہے تاکہ اسلامی فلسفہ دانوں اور اسلامی فلسفہ کی اصطلاحات کے متلاشی اسے بغیر کسی دقت کے پا لیں اور فیضیاب ہوں۔

ڈاکٹر وحید قریشی کتاب کی افادیت اور بعض دوسری وجوہ کی بنا پر چاہتے تھے کہ کتاب 'بزم اقبال' شائع کرے لیکن اس کی طباعت سے قبل ہی ان کی خدمات 'اقبال اکادمی' کے سپرد کر دی گئیں اور ان کی جگہ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار 'بزم اقبال' کے سربراہ مقرر ہوئے اور کتاب کی طباعت ان کی ذمہ داری میں آ گئی۔

ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار علم و عشق دونوں کے حامل ہیں۔ ان کا علم، تحقیق کا باعث بنتا ہے اور عشق اس تحقیق کو تخلیق بنا دیتا ہے۔ وہ مقدار کے نہیں معیار کے آدمی ہیں اور ان کے اعلیٰ معیار کا ثبوت آپ کے سامنے ہے۔

اس کتاب کی ابتدا میں پروفیسر سی۔ اے قادر کا اشتراک اور سرپرستی مجھے حاصل رہی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو شاید میرے لیے اس کام کی تکمیل اس طرح ممکن نہ ہوتی۔ میں ان تمام حضرات کا جن کا تعاون آغاز سے انجام تک حاصل رہا تہ دل سے ممنون ہوں۔ میری استدعا ہے کہ اس لغت سے فیض یاب ہونے والے اگر کوئی تشکیک یا تشنگی پائیں تو ہمیں اس سے ضرور آگاہ کریں تاکہ دوسرے ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جا سکے۔

اکرام رانا
بیت الاکرام، رستم پارک لاہور
14 اگست 1994

A

Abailard, Peter
ابا ئیلارڈ پیٹر(ا ۔یلرڈ پیٹر)(1079ء-1142ء)

قرون وسطیٰ کا یہ فرانسیسی نژاد نصرانی فلسفی فرانس کے شہر پالٹ (Pallet) میں پیدا ہوا۔ طالب علمی کے زمانے سے ہی اسے منطقی بحث و تمحیص اور مباحثہ و مناظرہ کا بڑا شوق تھا۔ پیرس (Paris) کے کئی مدرسوں میں دینیات کا معلم رہا۔ ایک رومان میں الجھ کر مذہب سے باغی ہو گیا جس پر بے دینی کے الزام میں مقدمہ چلا۔ بری ہو کر دوبارہ مذہبی تعلیم و تدریس کا سلسلہ شروع کیا تو مجلس دانایاں فرنگ (Council of Sens) نے اس کے مذہبی عقائد پر اعتراضات کئے آخری عمر میں مذہب کی طرف رجوع کر لیا تھا۔

اس کے نظریہ تصورات نے دو سو سال تک فلسفیانہ فکر کو ایک ہی سانچے میں ڈھالے رکھا۔ اس نے منطق اور فلسفہ پر متعدد کتابیں تصنیف کیں جن میں سے چند اہم کے نام یہ ہیں:-

1-Sic et non 2-Theologia Christiana 3-Scito Teiptum 4-And Several Logical Glasses.

Abarkhus ابرخس

یونان کا مشہور ہیئت دان، حساب دان اور جغرافیہ دان جو دو سو سال قبل مسیح گذرا ہے۔

Abdera, School of (Democritus)
ابدیرا کا مدرسہ

اس مدرسے کا بانی مشہور فلسفی دیمقراطیس (Democritus) تھا۔ اس کی وفات کے بعد مدرسے کا نظم و نسق پائیرہو (Pyrrho) کے حامیوں نے سنبھال لیا۔

چوتھی صدی قبل مسیح میں دیمقراطیس نے مادی فلسفے کے فروغ میں نمایاں کام کیا۔ اس کے نزدیک جوہر (Substance) کی اصل غیر منقسم اور غیر مرئی ایٹم پر ہے۔ اسے (Atomistic Theory) کہا جاتا ہے۔ یہ پہلا فلسفی تھا جس نے تغیر (Change) کے اصول کو تسلیم کیا۔

دیمقراطیس کی موت کے بعد اس کے جانشینوں نے تغیر کے اصول کو اپنانے کی بجائے تشکیکیت (Scepticism) کا مسلک اختیار کر لیا۔ جسکی وجہ سے اسکی تعلیمات صدیوں تک نظروں سے اوجھل رہیں اور ان پر توجہ نہ کی گئی۔ حکمائے یورپ نے جب فطرت پر غور شروع کیا تو اس کے فکر سے بھی استفادہ کیا۔

Abduction متملہ، تبعید، احتمالی قیاس

ارسطو کے نزدیک ایسا قیاس جس کا کلیہ کبریٰ یقینی ہو مگر کلیہ صغریٰ احتمالی ہو مثلاً

تمام انسان ذی عقل ہیں
بن مانس ایک انسان ہے
لہٰذا بن مانس ذی عقل ہے

استدلال میں ایسے نتیجہ کو مشروط یا بیانیہ کہا جا سکتا ہے۔ لیکن استخراجی یا استقرائی اعتبار سے بہ لحاظ صحت اسے قطعیت حاصل نہیں ہو سکتی۔ گو قرائن سے اس کے ٹھیک ہونے کا احتمال بھی ظاہر ہوتا ہو۔ پرنسس (Peirce) ایسے استنتاج کو متحملہ کہتا ہے جس کی حیثیت توجیہی فرضیہ کی ہوتی ہے۔ ظاہر ہے یہ فرضیہ نہ تو قانون کہلا سکتا ہے نہ قانون کا اطلاق۔ اس لئے احتمالی اور ظنی رہتا ہے مثلاً سائنس میں ایتھر کا فرضیہ۔

Abesse ad passe valet, a passe ad esse non valet Consequentia.

اس ضرب المثل کی رو سے حقائق سے ممکنات پر استدلال تو جائز ہے مگر ممکنات سے حقائق کی صحت پر استدلال کو ناجائز ٹھہرایا گیا ہے۔

Abhasa, abhasana ابھاسا۔ابھاسنا

یہ سنسکرت کا لفظ ہے لغوی معنی چمکنا ہے۔ یہ وہ آفاقی نفسیاتی عمل ہے جس کی رو سے وحدت بالا خر

کثرت میں تبدیل ہو جاتی ہے اس نظریہ کی رو سے کثرت ہی حقیقت کی اصلی شکل ہے۔

Abhada
یک رنگ، ہم صفت

سنسکرت کے اس لفظ کا مفہوم یہ ہے کہ روح و مادہ کے سوا کچھ نہیں۔ باقی سب فریب ہے۔ مادہ اور روح کی تفریق غلط ہے۔ یہ دونوں ایک ہیں۔ صحیح انسانی صفات اللہ تعالیٰ کے اوصاف حمیدہ کے غیر محدود اور لامتناہی چشموں کے فیوض و برکات ہی کا ادنیٰ کرشمہ ہیں۔

Abjad
ابجد

حروف تہجی کو ایک خاص طریقے سے جمع کرکے ہر حرف کی حسابی قیمت مقرر کی گئی ہے۔ یہ قیمت ایک سے ایک ہزار تک چلتی ہے۔ الفاظ حسب ذیل ہیں۔

ابجد، ہوز، حطی، کلمن، سعفص، قرشت، شجذ، ضظغ، انموب (شمالی افریقہ، جزیرہ نمائے سپین و پرتگال) میں پانچویں چھٹے اور آٹھویں مجموعہ حرف کی ترتیب مختلف تھی۔ چنانچہ مکمل فہرست صورت ذیل تھی۔

ابجد، ہوز، حطی، کلمن، سعفص، قرشت، شجذ، ضظغ

مشرقی حصے کے پہلے چھ مجموعوں میں "فسیقی" زبان کے حروف عجابہ کی ترتیب بعینہٖ باقی ہے۔ آخر کے دو اضافی مجموعے ان حروف صاحت (Consanants) پر مشتمل ہیں۔ جو عربی سے مخصوص ہیں اور اس سے "روادف" (یعنی پچھلے حصے پر سوار ہیں) کہلاتے ہیں۔

عملی نقطہ نگاہ سے حروف ھجا کی اس ترتیب میں دلچسپی کا صرف ایک ہی پہلو نکلتا ہے وہ یہ کہ عربوں نے (یونانیوں کی طرح) ہر حرف کی اس کے قیام کے لحاظ سے ایک عددی قیمت مقرر کر دی ہے۔ اس طرح سب کے سب اٹھائیس حروف نو نو حرفوں کے تین متواتر سلسلوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔

اکائیاں (1 سے 9 تک) دہائیاں (10 سے 90 تک) سینکڑے (100 سے 900 تک) اور ہزار۔

ظاہر ہے کہ پانچویں، چھٹے اور آٹھویں مجموعے میں آنے والے ہر حرف کی قیمت عددی مشرقی اور مغربی سلسلوں میں مختلف ہے۔

Abravanel Don Issac
ابراونل ڈون آئزک

یہ پرتگیزی فلسفی اپنے جائے پیدائش لزبن (Lisbon) سے ترک سکونت کرکے ہسپانیہ کی راہ اٹلی میں آکر آباد ہو گیا۔ اس نے متعدد کتابیں تصنیف کیں جن میں ایک گائیڈ (guide) کے کچھ حصوں کی شرح و تفسیر ہے۔ اس کے خیالات پر کرکیکس (Crescas) مکتب فکر کا گہرا اثر تھا۔

Abravanel Judah (1470ء-1570ء)
ابراونل جوڈا (یہودا)

ابراونل ڈون آئزک کا یہ ہونہار بیٹا اپنے باپ کی طرح اٹلی میں مقیم رہا۔ اس نے باپ کی تقلید میں فلسفے سے گہری دلچسپی لی۔ اس نے کائنات کو خالق حقیقی کی محبت کا سرچشمہ قرار دیا۔ اس کے افکار کا سپینوزا (Spinoza) کے افکار پر گہرا اثر ہے۔

Absolute
مطلق

لاطینی زبان کے لفظ (absolvere) سے اخذ کیا گیا ہے۔ جس کے معنی گلوخلاصی یا آزادی حاصل کرنا کے ہیں۔ کیونکہ یہ کہا جاتا ہے کہ ایک شے دوسری شے سے مختلف طریقوں سے آزاد کہلا سکتی ہے اس لئے حکماء نے مطلق کو بھی بہت سے معنوں میں استعمال کیا ہے۔

قرون وسطیٰ کے فلسفہ میں مطلق سے مراد مادی عوامل سے آزادی حاصل کرنا کے ہیں۔ لہٰذا مطلق ہر قسم کے حدود اور پابندیوں سے ماوراء، خود مختار، غیر مشروط، بے علت اور آزاد حقیقت ہے۔

جدید فلسفہ نے متذکرہ بالا معانی کو نہ صرف قبول کیا ہے بلکہ ان کو وسعت دی ہے اور مطلق سے مراد کمال،

کامل، خالص، غیرپابند، قائم بالذات، وجود مطلق ہے۔
علم العقائد میں اس اصطلاح کا استعمال ہستی (وجود) کیلئے ہوتا ہے۔ اس طرح کہ "الوجود المطلق" سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ بمقابلہ اس کی مخلوقات کے جن کی حقیقی معنوں میں کوئی ہستی نہیں۔
علم ماہیت اشیاء (Ontology) میں بھی یہ اصطلاح وجود کیلئے مستعمل ہے۔ یعنی وجود کی ماہیت کے مسئلہ کے ضمن میں یہاں "الوجود المطلق" "الوجود المحمول للموضوع" کے مقابلے میں مستعمل ہوتا ہے۔

مطلق ایغو، انائے مطلق Absolute Ego

جرمن فلسفی فختے (Fichte) کے مطابق مطلق ایغو ایسی ایغو ہے جو تجربی ذات اور غیرذات میں منقسم ہونے سے پہلے موجود ہوتی ہے۔ فختے کے خیال میں موضوع اور محمول یا وہ ذات جو علم حاصل کرتی ہے اور وہ شے جس کا علم ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں ذات اور غیرذات دونوں ہی مطلق ایغو کے ظہور ہیں۔ فختے کہتا ہے کہ اخلاق کی اصلاح اور ترقی کیلئے ضروری ہے کہ ذات کے ساتھ غیرذات پر قابو حاصل کر کے ذات کی ترقی ہو سکتی ہے۔

مطلق (مابعد الطبیعیات) Absolute, The

افکار کی آخری حد، غیر مشروط اور اضافیت کی ضد ہے۔ اسے واحد اور جمع دونوں صورتوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔
(الف) واحد کی شکل میں نکولس (Nicholes) نے اس سے مراد خدا تعالیٰ کی ذات لی ہے۔ ہیگل (Hegel) اور شیلنگ (Schelling) نے فلسفہ میں اس لفظ کو کثرت سے استعمال کیا ہے۔ فرانس میں کازن (Cousin) اور برطانیہ میں ہملٹن (Hamilton) کی بدولت اس نے رواج پکڑا۔ کانٹ (Kant) کا کہنا ہے کہ عقل کا کام مظاہر کے شرائط ڈھونڈنا اور ان کی غیر مشروط علت تلاش کرنا ہے۔ اس غیر مشروط علت یا اساس کو فختے (Fichte) مطلق ایغو کا نام دیتا ہے۔ شیلنگ کی رائے میں مطلق سے مراد کائنات کی علت اولیٰ ہے۔ یہ ایک قسم کی رومانی اکائی ہے جو منطقی (Logical) اور وجودیاتی (ontological) تضاد کے پیچھے مضمر ہے۔ اور یہیں سے نفس اور آفاق پیدا ہوتے ہیں۔ ہیگل کے نزدیک مطلق ایسے کل (All) کا نام ہے جو کامل، لامتناہی اور سوچنے والے فکر کی نامیاتی کل ہے۔ انگلستان میں اسے حقیقت کے مترادف گردانا گیا ہے اور حقیقت کو غیر مشروط، بے تعلق اور ناقابل فہم سمجھا گیا ہے۔ فلسفہ میں ہیگل کا موقف مطلق تصوریت (Absolute Idealism) کا ہے۔ اسکے نزدیک مطلق مکمل اور کامل اکائی ہے۔ یہ ایک ایسی ہمہ گیر وحدت ہے جو افکار، مقاصد، اقدار اور تجربات کی جزئیات کو مٹا دیتی ہے یا انہیں منقلب کر کے وحدت میں مدغم کر دیتی ہے۔ اس ہمہ گیر اکائی کو مختلف طریقے سے سمجھا گیا ہے۔ مثلاً ہیگل اسے منطق کل، ہملٹن اسے مابعد الطبیعیاتی کل، بریڈلے (Breadley) اسے مقصدیانہ حسیت، بوسنکے (Bosanquet) اسے جمالیاتی کل اور رائس (Royce) اسے اخلاقی کل کہتا ہے۔ علاوہ ازیں بعض فلسفی اسے ہمہ گیر "شخص" کہیں گے۔
دور جدید میں مطلق سے مراد یا تو حقیقت کی کل لی جاتی ہے یا کائنات کی علت خواہ اسے مادی طریقہ سے سمجھا جائے یا رومانی طریقہ سے۔ چین میں اس علت اولیٰ کو ووچی (Wuchi)، تائی چی (Tai che) یا تاؤ (Tao) کہا گیا ہے۔ ہندو اسے آتما یا براہما کہتے ہیں۔ بدھ مذہب والے اسے بوت ہتا (Bhutata hata) اور وگنا پتی مترا (Vigna patimatra) کے نام سے پکارتے ہیں۔ یونانیوں میں ایلیاٹکس (Eleatics) کا اول، افلاطون (Plato) کا خیر یا ذات، رواقیت (Stoicism) کا کائناتی عقل اور نو افلاطونیوں (Neo Platonism) کا مطلق ہے۔ مدرسی عیسائیت (Scholastic Christianity) میں اسے خدائے خالق کہا گیا ہے۔ جدید فکر میں ڈیسکارٹ (Descartes) اور سپینوزا کے ہاں تو یہ جوہر ہے۔

ملبرانچ (Malebranche) اور برکلے (Berkley) اس کو خدا کہتے ہیں۔
مادہ پرست (Materialist) اسے توانائی' حقیقت پسند (Realist) اسے زمان و مکان' مظہریت (Phenomenalism) اسے خالص تجربہ اور کانٹ (Kant) اسے ذات شے کے نام سے پکارتے ہیں۔
(ب) جمع میں مطلق سے مراد مظاہرات کے مقابلے میں ذات شے اور علائق کے مقابلے میں جواہر اور حقائق ہیں۔ اور اسے ہر لحاظ سے کامل' مکمل اور لاثانی خیال کیا جاتا ہے' ازلی اور بے علت بھی اور خودمختار اور خودکار بھی۔
منطق: ارسطو کی منطق میں فکر کے قوانین ثلاثہ مطلق کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ایسے ہی معروضی طور پر چند ایک مستقل جماعتیں اور انواع ہیں۔ کانٹ کی منطق میں مقولے اور قضایا کے اصول مطلق ہیں۔ ہیگل کی منطق میں مطلق کو ہر قضیہ کی آخری حد اور شار "الیہ" سمجھا گیا ہے۔
اخلاقیات اور اقداریات:
اگر اخلاقی قدروں اور اقداری اصولوں کا اطلاق عمومی ہو تو انہیں مطلق کا درجہ دیا جاتا ہے مثلاً کانٹ کا امر مطلق (Categorical Imperative) اور مل کا عظیم ترین مسرت کا اصول (Greatest Happiness Principle) جمالیات جمالیاتی اصول' قوانین اور اقدار بھی مطلق کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں بشرطیکہ ان کی حقانیت عمومی اور مسلمہ ہو۔

Absolutism
مطلقیت

یہ لفظ اضافیت کی ضد ہے اور مختلف مضامین میں مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً مابعدالطبیعیات میں اس سے مراد نظریہ مطلق ہے۔ علمیات (Epistemology) میں صداقت کا خارجی اور مطلق ہونا نہ کہ اضافی اور بشری ہونا۔
اقداریات (Axiology) میں قوانین قدر کی حیثیت کا مطلق خارجی' ماورائی اور ابدی ہونا۔
سیاسیات (Politics) میں حاکم وقت کو لامحدود حاکمیت کا حاصل ہونا۔

Absolutistic Personalism
مطلق ذاتیت' شخصی مطلقت

اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں انائے مطلق کا اعتقاد رکھنا کہ ذات حق' مطلق خودی سے متصف ہے۔

The Absolute and The Relative
مطلق اور اضافی

مطلق: جس کا وجود کسی اور شے پر منحصر نہ ہو۔ اضافی یا مقید (صوفیانہ زبان میں) کی ضد جس کا وجود کسی اور شے پر منحصر ہوتا ہے اور مظاہر کی تشریح دوسرے مظاہر کے علائق اور رشتوں سے کرتا ہے۔ مطلق اپنی ذات میں غیر مشروط' خودمختار' غیر متبدل' ہر لحاظ سے مکمل اور اضافیت (اور اضافات) سے بالا ہوتا ہے۔
مارکسی فلسفہ میں محرک مادہ کو مطلق تصور کیا جاتا ہے کیونکہ مارکس کے نزدیک نہ تو یہ مشروط ہے اور نہ ہی کسی شے سے محدود۔ البتہ مادہ کی مختلف اقسام اور اسکی حرکت سے مختلف ٹھوس اشیاء عارضی' محدود اور اضافی پیدا ہو جاتی ہیں۔ لیکن مطلق اور اضافی کی تمیز خود اضافی ہے۔ کیونکہ جو شے ایک لحاظ سے اضافی ہے وہ ایک دوسرے لحاظ سے مطلق ہے۔

Absorption
جذب' تحلیل' ادغام

کسی شے کا دوسری شے میں شامل ہونا یا ایک شے کا دوسری شے کو اپنے اندر سمو لینا۔ اسلامی تصوف میں اتحاد جو حلول کے احوال میں سے ہے انہی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

Abstinence
محنت' اتقا' پرہیزگاری

خواہشات نفس پر قابو پانا' لذت پرستی سے احتراز۔ عیسائیت میں خواہشات نفس پر قابو پانے کیلئے رہبانیت کی تعلیم دی گئی مگر اسلام رہبانیت کے خلاف ہے۔ اس کے نزدیک عزت اور نیکی صرف تقویٰ سے ہے۔ قرآن

کریم میں ہے:۔
"اے لوگو تحقیق ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہارے کنبے اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو پہچانو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہی ہے جو زیادہ تقویٰ والا ہو (سورہ حجرات آیت 12)
دوسری جگہ ہے۔
"گواہ ہے (یہ) سورج اور اس کا چڑھنا اور چاند جب اس کے بعد نکلے اور دن جب وہ اسے (زمین کو) روشن کر دے اور رات جب وہ اسے (زمین کو) ڈھانپ لے۔ اور آسمان کو جیسے اس نے بنایا اور زمین کو جیسے اس نے پھیلایا اور انسان کو اور جب اسے ٹھیک ٹھاک بنایا پھر اس کے دل میں بدی (سے بچنے) اور نیکی (اختیار کرنے کی طلب) بلاشبہ وہ شخص کامیاب ہوا جس نے اس (نفس) کو سنوارا اور بے شک وہ نامراد ہوا جس نے اسے خاک میں ملایا"۔
محسن انسانیت حضور اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری خطبہ میں ارشاد فرمایا "کسی عربی کو عجمی پر اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں ماسوائے تقویٰ کے" اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام نے ترک دنیا کی مخالفت کے باوجود نفس پر قابو پانے اور پرہیزگاری اختیار کرنے کی راہ بتائی ہے۔

مجرد' الگ' مفرد Abstract

کسی شے کا ایک مشترک' یکجا' محل وقوع' ماحول یا فضا سے جدا ہونا' علیحدہ ہو جانا یا الگ کر لینا۔
آرٹ میں (تجرید سے) مجرد وہ ہے جو موضوع کی معروف جسمی شکل سے ہٹ کر ہو۔ کسی شے کے سایہ یا تاثر یا تصور کی تصویر یہ علامتی آرٹ سے آگے کی منزل ہے۔
مذہب میں مجرد سے مراد وہ شے لی جاتی ہے جو مادے سے پاک یا بری ہو۔

مجردات' مفردات Abstracta

موجودات (موجود اشیاء) کے محض شمار (گنتی) ان کی تعداد سے متعلق خالصتاً" تصوراتی' تخیلاتی' ذہنی حقائق جو حواس سے نہیں خرد سے معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً اشیاء کے خواص' اوصاف' صفات' عادات و خصائل وغیرہ جو ظاہری طور پر ٹھوس اشیاء جن کا حواس سے مشاہدہ کیا جا سکتا ہے کی عین ضد ہیں اور جن کا وجود انسان کے باطن میں ہوتا ہے اور اس کو تحریر و تقریر میں اشاروں' کنایوں یا علامات سے ظاہر کرتے یا بیان کر سکتے ہیں۔ جیسے رنگت' بے رنگی' مستعدی' شرافت اور نیکی بدی وغیرہ جو زمان و مکان کی قید سے آزاد ہوں۔

مجرد اور متجحر Abstract and Concrete

جب کسی متحجر (ٹھوس) شے سے اس کی صفت یا جزوی پہلو الگ کر کے دیکھا جائے تو اس کا مجرد حصہ نظر آتا ہے۔ ہیگل (Hegel) کی رائے میں جب اشیاء اور مظاہرات کو محض تحسسات سے جانا جاتا ہے تو وہ متحجر کہلاتے ہیں اور مجرد صرف نفس کے عمل سے پیدا ہوتا ہے۔ مارکس نے متحجر کو جدلیاتی رشتوں اور کلیت کی ریخت کے مترادف قرار دیا ہے۔ مجرد اور متحجر ایک دوسرے کی ضد نہیں بلکہ متحجر کے راستے میں مجرد ایک منزل ہے۔ متحجر کو مجرد کی غیر منکشف اور غیر ترقی یافتہ صورت کہہ سکتے ہیں۔ ہیگل نے مجرد اور متحجر کو "کلی اور پھول" اور "بیج اور درخت" سے تشبیہ دی ہے۔

تجرید Abstraction

کسی شے کو اس کے مادے اور مقرون لواحقات سے علیحدہ کرنا۔ تجرید اس عمل کو کہتے ہیں جو کسی شے کے صرف ایک حصے کو تصوراتی طور پر الگ کر دے یہ تجزیہ (Analysis) سے مختلف ہوتی ہے کیونکہ تجزیہ مکمل شے کا ہوتا ہے اور تجرید اس کے صرف ایک حصے یا صفت کا۔
تجرید کے نتیجے یا پیداوار کو بھی تجرید کہتے ہیں۔ تجرید کے عمل میں بعض اوقات امکانی پہلو کو نظرانداز کرنا پڑتا ہے مثلاً اعداد کے پورے سلسلہ کو گننا محالات سے

ہے۔ لیکن اگر اس امکان سے چشم پوشی اختیار کریں تو ہمیں واقعی لامتناہیت (actual infinity) (جو شمار کی جا سکے) کا علم ہو سکتا ہے۔ ہمارے تصورات اور معقولات تجرید کا نتیجہ ہیں۔ وقوف کا تجرید سے لامحالہ واسطہ ہے۔ کیونکہ ان کے بغیر کائنات اور ماحول کو سمجھا نہیں جا سکتا۔

نفسیات میں افراد کے ادراک و مشاہدہ سے جنس یا گروہ کا تصور قائم کرنے کا عمل تجرید کہلاتا ہے۔ تجرید وہ نفسی عمل ہوتا ہے جس کی بدولت جزئیات سے کلیات کی طرف جاتے ہیں۔ مثلاً کتے کو دیکھ کر کتوں کا تصور قائم کیا جا سکتا ہے۔

وجودیت۔ کیرکیگارڈ (Kirkigaurd) کے مطابق وجود کی حقیقت جزئیات میں ہے۔ لہٰذا فکر کو وجوہ کی تجرید کرنی پڑتی ہے کیونکہ جزئیات تو فکر کی گرفت سے باہر ہیں صرف کلیات پر ہی اس کی دسترس ہے۔

منطق۔ فرض کیا کہ کوئی اضافت (متعدی) (Transitive) تناسب (Symmetric) اور انعکاسی (Reflective)_ اگر اس ساخت اضافت کے ممبران کے بالمقابل نئے عناصر اس طرح تسلیم کر لئے جائیں کہ ر کی ساخت اضافت ک اور ی کے ساتھ ان کا تطابق ہو جائے تو ان نئے عناصر کو تجرید کہا جاتا ہے۔ پینو (Peano) اسے طریقہ تعریف کہتا ہے مثلاً ک اور ی کے درمیان ر کا رشتہ ہے اور س اور ش بھی وہی ہیں جو ک اور ی ہیں۔ تو ان کے درمیان بھی رشتہ ر کا ہے تو س، ش کو ک ر ی کی تعریف کہا جائے گا۔

تجریدیت Abstractionism

تجرید کا غلط استعمال خصوصاً تجرید کو ٹھوس اور جامد بنانے کی کوشش۔

کل سے جز کے متعلق نتیجہ صحیح مگر جز سے کل کے متعلق نتیجہ لازماً" درست نہیں ہو سکتا۔

Ab Universali ad Particulare valet,a particulari ad Universale non valet Consequentia.

اس ضرب المثل میں یہ قاعدہ کلیہ مذکور ہے کہ کلیات سے جزئیات کے بارے میں بروئے استدلال نتیجہ برآمدہ صحیح ہوتا ہے مگر کسی ایک جز کے متعلق ضروری نہیں کہ نتیجہ برآمدہ صحیح نکلے۔

اکادمی، اکیڈیمی Academy

ایتھنز کے نواح میں ایک ورزش گاہ جس کا نام ہیرو اکیڈیمس (Acadamus) کے نام پر رکھا گیا تھا۔ افلاطون نے اس ورزش گاہ کو اپنی درسگاہ بنا لیا۔ یہ 387 ق م میں قائم ہوئی۔ فیثا غورث (Protogoros) کا اثر اس اکادمی پر جسے قدیم اکادمی کہا جاتا تھا بہت نمایاں تھا۔ افلاطون کا فلسفہ فیثا غورث کے نظریہ اعداد پر مبنی تھا اس اکادمی نے ریاضیات اور فلکیات کے علوم کو فروغ دیا۔ افلاطون نے اکادمی کے دروازے پر تحریر کیا تھا کہ "جو شخص ریاضی نہیں جانتا اکادمی میں داخل نہ ہو"۔

وسطی اکادمی جو تیسری صدی قبل مسیح میں قائم ہوئی. اس پر ارتیابیت یا تشکیکیت (Scepticism) کو مزید فروغ ہوا اور رواقیت (Stoicism) کا مقابلہ کیا۔ لیکن بعد میں افلاطونی، رواقی اور ارسطو کی تعلیمات مل جل گئیں۔ یہ اکادمی چوتھی پانچویں صدی بعد مسیح مکمل طور پر نو افلاطونی (Neo Platonism) بن گئی۔ 529 میں شہنشاہ جسٹینین (Emperor Justanian) کے حکم سے بند کر دی گئی۔ اب ہر علمی درسگاہ کے لئے اکادمی کا لفظ استعمال ہونے لگا ہے۔

عرض Accident

اشیاء کی عارضی، حادثاتی، فانی اور اضافی صفات کا نام ہے۔ اس کے مقابلے میں قدیم، جوہر، قائم بالذات، خود مختار اور دائمی ہے۔ پہلے اس لفظ کو ارسطو نے استعمال کیا۔ پھر مدرسیت (Scholasticism) نے سترھویں اور اٹھارویں صدی کے فلسفہ میں اس کا استعمال عام ہو گیا۔

ارسطو کی منطق میں جو وصف نہ تعبیری ہو اور نہ

خاصہ اسے عرض کہا جاتا ہے۔ یہ غیر ضروری صفت ہوئی۔ جس کی موجودگی یا غیر موجودگی اشیاء کی ماہیت میں کوئی فرق نہیں ڈالتی مثلاً کسی شے کا نام، رنگت یا مذہب وغیرہ۔

Accidentalism عرضیت

یہ نظریہ کہ بعض واقعات کی کوئی علت نہیں ہوتی اور وہ آزاد ہوتے ہیں۔ یا یہ نظریہ کہ کسی ایسے سلسلے کا تصور جس میں واقعات کو مکمل طور پر متعین کیا جا سکے محال ہے۔ لذت پسندوں (Epicurians) نے اسے واردات نفس اور آزادیِ افعال کا نظریہ بنایا۔ ان کا کہنا ہے کہ بعض انسانی افعال بغیر سبب کے صادر ہوتے ہیں اور انہیں آزاد کہا جا سکتا ہے۔

Acervus arguments
سوفسطائی دلیل یا برہان

ایسا طریقہ استدلال جو سامع یا قاری کو الجھن میں ڈال دے مثلاً اناج یا کسی اور چیز کے کچھ دانوں یا ٹکڑوں کی یکجا پڑی ہوئی تعداد جو خرمن یا ڈھیر کی تعریف میں نہ آتی ہو۔ اس میں مزید ایک دانے یا ٹکڑے کی بیشی بھی اسے ڈھیر یا خرمن میں نہیں بدل سکتی۔ لیکن مزید اضافے کا تکرار اسے غیر فرضی مجموعہ خرمن یا ڈھیر میں بدل بھی سکتا ہے۔

Achilles arguments حجت اکی لیس
(Reductio absurdum) (احالہ محال)

حرکت کے خلاف زینو (Zeno) کی دلیل:

کسی خاص فاصلے کو طے کرنے کیلئے تین چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اولاً فاصلہ ثانیاً فاصلے طے کرنے والا ثالثاً رفتار۔ مگر زینو نے مقابلے کی دوڑ میں حرکت کو نظرانداز کر کے زمان و مکان کا ایک ایسا لامتناہی تسلسل بیان کیا ہے اس کی رو سے اگر سست رو آگے ہے تو تیز رو اس کو کبھی نہیں پکڑ سکتا۔

زینو کہتا ہے کہ اکی لیس جو تیز دوڑنے میں مشہور ہے وہ کبھی سست رفتار کچھوے کو نہیں پکڑ سکتا۔ فرض کیا کہ کچھوا ت مقام پر موجود ہے اور اکی لیس ب مقام پر۔ دونوں دوڑ لگاتے ہیں اکی لیس اپنی تیز رفتاری کے باوجود سست رو کچھوے کو کبھی نہیں پکڑ سکے گا کیونکہ جب اکی لیس مقام ت تک پہنچے گا کچھوا وہاں سے آگے بڑھ گیا ہو گیا وغیرہ وغیرہ۔

Acosmism لاکوتیت

اس نظریہ کی رو سے خارجی، مادی دنیا کا وجود کالعدم ہے۔ یہ نظریہ (Subjective Idealism) سے ملتا جلتا ہے۔

Acquaintance, Knowledge by.
Knowledge by Acquaintence.
علم بالتعارف

اشخاص، اشیاء یا صفات کو بلاواسطہ بذریعہ حواس خمسہ جاننا۔ صحیح معنوں میں علم بالتعارف کو فوری تجربی مواد تک محدود رکھا گیا ہے۔ لیکن وہ اشخاص، اشیاء یا صفات جو اسے ذریعے سے جانے پہچانے جائیں سبھی علم بالتعارف میں آ جاتے ہیں۔

Acquisition, Theory of نظریہ کسب

العشریہ کا کہنا ہے کہ خدا ہر چیز کا خالق ہے اور ہر چیز پہ قادر ہے۔ اس لئے انسانی افعال و کردار کا بھی خالق ہے۔ لیکن خدا اس نظام کائنات کو کچھ اس طریقہ سے چلاتا ہے کہ جب انسان اچھے یا برے کام کی خواہش کرتا ہے تو اسکے مطابق اللہ تعالیٰ فعل پیدا کر دیتا ہے اور انسان سمجھتا ہے کہ وہ اس فعل کا خالق ہے حالانکہ یہ غلط ہے۔ اس فعل کو کسب کہتے ہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی خالقیت سے حاصل کیا گیا ہے۔

Acroamatic مشافہہ، تقریری ابلاغ

ارسطو (Aristotle) نے اپنے خاص شاگردوں کے لئے تعلیم کا الگ بندوبست کیا ہوا تھا جسے نجی تقریری سلسلہ تدریس کہا جاتا تھا۔

افعال Act

اخلاقیات کا سروکار ارادی افعال یا انفعال کے اخلاقی اوصاف سے ہے۔ فعل سے مراد کردار یا سیرت ہے۔ اخلاقی عامل اپنے ماحول میں تبدیلی لاتا ہے۔ لہٰذا عمل کو نیت، محرک اور نتیجہ سے علیحدہ لیا جاتا ہے۔ لیکن عمل کی اخلاقی قدر و قیمت لگاتے وقت نیت، محرک اور نتیجہ کو نظرانداز نہیں کیا جاتا۔

عمل قریب یا بعید Action, Immediate & at a distance.

طبعی عمل کو بیان کرنے کے دو متضاد تصورات ہیں۔ عمل قریب سے مراد یہ ہے کہ مادی شے پر اثرانداز ہونے کیلئے ضروری ہے کہ موثر کو قرب زمان اور قرب مکان حاصل ہو۔ عمل بعید کا دور سے اثر پڑ سکتا ہے لہٰذا ایسا اثر زمان و مکان کے قرب کا محتاج نہیں ہوتا اس کا سبب کہیں بھی ہو سکتا ہے۔ طبیعیات میں نیوٹن کے بعد ایسے اثرات کو تسلیم کیا گیا ہے۔ نیوٹن کے ہاں بھی کشش ثقل کو عمل بعید کی حیثیت حاصل ہے۔

فعالیت Activism

ایک فلسفیانہ نظریہ جو فعالیت اور خصوصاً روحانی فعالیت کو جوہر حقیقت سمجھتا ہے۔ یہ اس امر کی تردید کرتا ہے کہ صداقت کو صرف عقل کے ذریعے پایا جا سکتا ہے۔ عمل کو صداقت کی کلید سمجھتا ہے صحیح اور سچے عمل کا معیار خودمختار رومانی زندگی ہے جس نے کائنات اور زندگی کی اقدار کے مطابق جنم دیا۔

اصلی، صحیح، واقعی Actual

غیر حقیقی یا نمائشی کی ضد

اس سے مراد یا تو حقائق میں یا امکانات کی فعلیت ہے۔ مارکسیوں کے مطابق مادہ کی ایک خاصیت یہ ہے کہ امکانات کو واقعیت میں بدل دے۔ ارسطو کے فلسفہ میں یہ تصور غیر جدلیاتی رہا اور خدا کو محرک اول ماننے کی ضرورت رہی۔ مادی جدلیات کے مقولے کو عمل کائنات کو بڑی خوش اسلوبی سے بیان کرتے ہیں اس لئے بیرونی محرک کی ضرورت نہیں پڑتی۔

واقعیت Actuality

ہر شے جو موجود اور ترقی پذیر ہے اپنا جوہر اور اپنے قوانین رکھتی ہے اور اپنے عمل اور ترقی کے نتائج کی حامل ہوتی ہے۔ یہ واقعیت ہے اور یہی خارجی حقیقت۔

واقعیت کی ضد خیالی اور بناوٹی اشیاء ہوتی ہیں۔ دوسرے الفاظ میں ہر وہ شے جو ظنی، احتمالی اور امکانی ہے یا جس کا سرے سے وجود نہیں وہ واقعیت کی ضد ہے۔

خالص عمل، فعل برائے فعل Actus Purus

ارسطو نے اسے خدائی فعل قرار دیا ہے۔ مراد اس سے وہ عمل یا فعل ہے جو مخلل بالاعتراض نہ ہو یعنی کسی غرض سے معرض وجود میں نہ آیا ہو۔

ایک فلسفیانہ نظریہ جو فعالیت بالخصوص روحانی فعالیت کو حقیقت کا جوہر گردانتا ہے۔ ارسطو اس نظریہ کا حامی ہے اور اس کے خیالات مدرسیت (Scholastic) کے مکتب نے بھی اپنائے۔ بعد میں لائبنیز (Leibniz) فختے (Fichte) اور جدید تصوریت (Modern Idealism) پر بھی اس کا اثر پڑا۔

اس نظریہ کو صداقت کی کلید بھی کہا جاتا ہے۔ فعل کی سچائی اور مضبوطی کا انحصار آزاد روحانی زندگی پر ہے۔

ادب Adab

تہذیب الاخلاق، اٹھنے، بیٹھنے، سونے، جاگنے وغیرہ کے طور طریقے۔ مشکوٰۃ شریف میں آداب معاشرت پر ایک پورا باب ہے جس میں زندگی کے ہر شعبہ کے بارے میں احادیث پیش کی گئی ہیں۔

Adeism

لاوثنیت۔ دیوی دیوتاؤں سے انکار کا نظریہ

اس اصطلاح کا بانی میکس مولر (Max Mullar)

ہے۔ مولرئی کی اس سے مراد قدیم ہندوؤں کے دیوی اور دیوتاؤں سے انکار ہے۔ اب اس کا اطلاق دہریوں پر بھی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے منکر ہیں۔

قیاس مع الفارق، حجت اختراعی Adhoc

کسی واقعہ کی صراحت یا تشریح کیلئے مشکوک مفروضہ یا بے سروپا دلیل کو تسلیم کرلینا۔

ادی آتما Ad-hyatman

یہ بھگوت گیتا کی اصطلاح ہے اس سے مراد قدیم، ابدی، دائمی سرمدی روح ہے۔

غیر متعصب، غیر جانبدار Adiaphora

یونانی زبان کی اصطلاح یہ ان حقائق کی طرف اشارہ کرتی ہے جو اخلاقی اعتبار سے کسی کی طرف داری نہیں کرتے۔

ادویتا۔ بے دوئی Advaita

ادویتا کا لفظی مطلب عدم ثنویت ہے۔ شنکر اچاریہ جو ویدانت مت کا پرچارک تھا کہتا ہے کہ کائنات کے ساتھ مطلق کا رشتہ شخصی ہے۔ لیکن اپنی ذات میں مطلق شخصیت سے ماورا ہے۔ کائنات اور دیگر موجودات محض اضافی اور مظہری ہیں۔ نجات (مکتی) کا انحصار گیان پر ہے۔ اس سے مایا کا پردہ دور ہو جاتا ہے اور الوہیت سے دوری جاتی رہتی ہے۔ اس طرح یکسانیت دور ہو جاتی ہے اور دوئی ختم ہو جاتی ہے۔

خارجی تصورات Adventitious Ideas

وہ تصورات جو معنی سے باہر بیرونی اشیائے ذہن میں وارد ہوں۔ جو باطنی تصورات کی سراسر ضد ہوتے ہیں۔

ان ہی خارجی تصورات کی بنا پر ڈیکارٹ (Decart) نے ہستی باری تعالیٰ کے بارے میں دلیل استوار کی تھی۔

برزخ، عالم مثال، عین ثبوتی Aeon

عالم بالا اور مادی دنیا کے درمیان ایک حالت یا عالم کے قیام کا عقیدہ، موت کے بعد ارواح برزخ میں چلی جاتی ہیں۔

عملی صدور سے کسی ذیلی آسمانی طاقت کا ہستی بالا سے پیدا ہونا عین ثبوتی کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور مادی دنیا کے درمیان اعیان ثابتہ تھے۔ یہ اعیان ثابتہ عین ثبوتی ہیں اور ان کا وجود عالم بالا اور مادی دنیا کے درمیان ہے۔

تعدیل Acquilibrium Indifferentiae.

جہاں دو اعمال یا افعال اپنے اغراض و مقاصد کی قوت جاذبہ، دلچسپی اور دلاویزی میں اتنے برابر ہوں کہ ایک کو ترک اور دوسرے کو اختیار کرنے میں مشکل پیدا ہو ایسی صورتحال کو تعدیل کہتے ہیں۔

Aesthetic Judgement

جمال پسند فیصلہ، حسن نواز حکم

جمال پسندی، حسن نوازی کی حس سے فراہم کردہ مواد کے متعلق فیصلہ کرنے کی قوت۔ جمالی قوت یا جمالیہ قوت فیصلہ۔

جمالیات Aesthetics

فلسفہ کی وہ شاخ جو حسن و جمال (خاص طور پر فن میں) اور فنون لطیفہ کے جمالیاتی اصولوں کو زیر بحث لاتی ہے۔ اس اصطلاح کو پہلے پہل بم گارٹن (Baumgarten) نے 1750ء میں استعمال کیا۔ اس سے مراد ایسا حسی علم ہے جو حسن کی تخلیق کرتا ہو۔ کانٹ (Kant) نے اس سے کچھ اور مراد لی ہے اس کی اصطلاح ماورائی جمالیات (Transcendental Aesthetics) ہیں۔ جمالیات سے مراد حسی تجربات کے غیر تجربی اصول ہیں۔

جمالیات نے اب مستقل علم کی حیثیت اختیار کرلی ہے اور اس میں مندرجہ ذیل مضامین شامل ہیں۔

1- فنون کے نمونے 2- فن کا تجربہ اور تخلیق کا عمل۔
3- فن کے علاوہ حسن و قبح کے مظاہر مثلاً پھول، غروب آفتاب، انسانی صورتیں اور مشینیں وغیرہ۔

وجودیات۔ وجودی ارتقا میں کرکیگارڈ (Karkegaurd) کہتا ہے پہلی منزل جمالیاتی ہے۔ جس میں ذمہ داری کا احساس نہیں ہوتا اور ہر چیز لاابالیانہ انداز سے لی جاتی ہے۔

بیلنسکی (Belinskey) کے نزدیک حسن اخلاق کی بہن ہے اگر فن میں حسن ہے تو خیر بھی ہے۔ بالفاظ دیگر جو فن مثبت کے طور پر زندگی کی عکاسی کرتا ہے اس کا حسن لائق صد تحسین ہے۔ عظیم انسانوں کی زندگیوں میں بھی حسن ہوتا ہے اور ان کا مطالعہ مسرت اور فرحت کا باعث ہوتا ہے۔ منفی فن سے حقارت اور کراہت پیدا ہوتی ہے لہٰذا اخلاقیات اور جمالیات کی وحدت ایک ایسا اصول ہے جس سے فنون کی مدد سے معاشرہ میں انقلاب لایا جا سکتا ہے۔

یونانیوں کے نزدیک حسن کی تعریف یہ ہوتی ہے کہ "جو چیز جتنی زیادہ متناسب ہوتی ہی حسین ہوتی ہے" لہٰذا حسن میں تناسب ناگزیر ہے۔

Aesthetics & Technology
جمالیات اور ٹکنالوجی

مارکسی فلسفہ میں یہ ہر دو تصورات انسانی کردار کے اہم پہلوؤں کی نقاب کشائی کرتے ہیں۔ محنت کے عمل نے جمالیاتی احساسات کو جنم دیا اور شروع سے ہی انسان کو کام کے جمالیاتی پہلوؤں سے آگاہ کیا۔ پیداوار میں اوزار اور ماحول کی خوبصورتی کو بڑا دخل ہے۔ حسن کا کام ہے محنت کو ابھارنا اور لوگوں میں اشتراکی ذہنیت پیدا کرنا۔ اوزاروں میں افادی خوبیوں کے ساتھ جمالیاتی خوبیاں بھی ہونی چاہئیں اور ہر جمالیاتی نمونے کا افادی پہلو ہونا چاہئے۔ ٹکنالوجی سے حسن کے نئے نمونے پیدا ہوتے ہیں مثلاً سینما۔ اس کے علاوہ ٹکنالوجی سے پرانے نمونوں میں نئی دلکشی پیدا ہوتی ہے مثلاً فن تعمیرات۔ ٹکنالوجی سے فن کی اشاعت میں مدد ملتی ہے مثلاً ٹیلیویژن، ریڈیو۔

Aetiology
فلسفہ علت و معلول، علم الاسباب

اسباب کی تفتیش اور جستجو۔ علت و معلول کے باہمی جوڑ کے سلسلہ میں لزوم اور سائنس یا فلسفیانہ تحقیق سے متعلق علم۔ مثلاً طب میں علم تشخیص الامراض جو امراض کے اسباب کو زیر بحث لا کر نتائج اخذ کرتا ہے یا دیگر علوم جو اپنے اپنے دائرہ کار میں اسباب و علل کو زیر بحث لاتے ہیں۔

Aeviternity **دہر، زمانہ**

وقت جو ابتدا یا انتہا سے بے نیاز و بالا ہے۔ اور جس میں واقعات و اشیاء محدود زمان اور مکان کی پابندی کے ساتھ کسی معین مدت کیلئے وقوع پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ زمان کا مسئلہ بے حد پیچیدہ اور اہم ہے۔ مغربی اور مشرقی حکما نے اس مسئلہ پر بڑی تفصیل سے بحث کی ہے۔ اس بحث کو زمان (Time) میں دیکھئے۔

Affect **جذبہ، تاثر**

اندرونی جذبہ یا شوق جو ارادہ یا کسی عمل یا فعل کے نتیجہ سے ممتاز ہو۔

سپینوزا (Spinoza) نے اپنی اخلاقیات میں جذبہ یا تاثر کو باغی قرار دیا ہے اور اسے کسی عمل کام کے نتیجہ سے الگ ٹھہرایا ہے۔

Affection **جذبہ، تاثر**

لذت اور الم کی خصوصیات۔ بعض لوگ تاثر اور ہیجانات کو ہم معنی لیتے ہیں جو صحیح نہیں۔ ہیجانات مرکب تجربات کا نام ہے اور تاثر سادہ اور بسیط تجربہ ہوتا ہے۔ ٹچنر (Titchner) کے مطابق جیسے حواس (Sensations) جیسے سادہ اور بسیط ہیں ویسے ہی تاثر بھی سادہ اور بسیط ہیں۔ ان دونوں کے امتزاج سے مرکب واردات اور تجربات تشکیل پاتے ہیں۔

Affective **جذباتی**

خوشی غمی کے جذبات، ہیجانات، خلجانات کا اثراندازی سے ہم نوعی کردار جو شعور کے تخیلاتی اور ارادی پہلوؤں سے الگ ہو۔

جذباتیت، تاثریت Affectivity

کانٹ کے نزدیک تاثریت سے مراد اشیاء کا وہ خاصہ ہے جس سے وہ حواس خمسہ پر اثرانداز ہوتی ہیں اور اپنا علم بہم پہنچاتی ہیں۔ اس کا مقابلہ کانٹ نے ماورائی ادراک سے کیا ہے لیکن اسکے باوجود وہ سمجھتا ہے کہ ذات شے (Thing in itself) ناقابل فہم ہے۔

مماثلت، کشش، نکاحی رشتہ Affinity

متن کے لحاظ سے یہ اصطلاح موقع و محل کے مطابق قدرے اختلاف کے ساتھ استعمال ہوتی ہے۔ کیمیاوی نقطہ نگاہ سے کشش بالقوہ خاصیت کا نام ہے۔ حیاتیات میں اسے مماثلت یا مشابہت کے معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ عمرانیات میں اس سے مراد نکاحی رشتے یا تزویجی رابطے لی جاتی ہے۔ فلسفہ و نفسیات میں اسے لگن یا قلبی لگاؤ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ بہرحال ان سب معنوں میں تعلق بالخاصہ ایک مشترک قدر کے طور پر ضرور پایا جاتا ہے۔

Affirmation of the Consequent
اثباتی تالی

یہ ایک مغالطہ ہے اگر شرطیہ قیاس میں/ تالی کا اثبات کر کے استنتاج کیا جائے تو غلط ہو گا۔ استنتاج تالی کی تردید سے نکل سکتا ہے مثلاً

اگر زہر کھالیا جائے تو انسان مرجاتا ہے
فلاں انسان مرگیا ہے
لہٰذا اس نے زہر کھایا ہو گا

نتیجہ غلط ہے کیونکہ اس میں تالی کا اثبات کیا گیا ہے۔

قضیہ موجبہ Affirmative Propositon

ارسطو کی منطق کے دو قضیوں ا اور ی کو مثبت یا موجبہ کہا جاتا تھا اور دو قضیوں یعنی ع اور د کو منفی یا سالبہ کہا جاتا تھا۔

ا۔ تمام انسان فانی ہیں
ی۔ بعض بچے شرارتی ہیں

متذکرہ صدر دونوں موجبہ قضئے ہیں پہلا موجبہ کلیہ ہے اور دوسرا موجبہ خبریہ۔

حزن Affliction Anquish

وجد کا ضروری حصہ۔ وجودی زندگی کا جزو لانیفک۔

بطریق اولیٰ Afortiori

ان الفاظ کا استعمال وہاں ہوتا ہے جہاں ایک وجہ کے علاوہ کسی دوسرے سبب سے بھی کسی شے یا واقعہ کی اہمیت کا اظہار مقصود ہو۔

آگم، اگم (سنسکرت) Agama

اس ہندی شاستر کا سن تصنیف پہلی صدی عیسوی کے لگ بھگ ہے۔ اس کو ویدوں کی روائیتی سند کا درجہ تو حاصل نہیں ہے مگر وشنومت کے ماننے والے اور شوجی کے پجاری اس کو مستند کتاب مانتے ہیں۔ اس کتاب کے بڑے بڑے موضوعات، قدیم روایات، شجاعت کے کارنامے اور رسوم سے متعلق ہیں اور انداز تحریر خاصہ فلسفیانہ ہے۔

Agatholiotik
صالحانہ اسلوب یا متقیانہ طرز زندگی

رہنے سہنے کا صالحانہ طریق جس میں اپنی اور دوسروں کی دنیوی اور اخروی فلاح و بہبود مقصود ہو۔

علم البر Agathology

ایسا علم یا علوم جو بر، نیکی، بھلائی کو اپنی تحقیقات کا مرکزی اور بنیادی ضابطہ قرار دیں۔ سائنس اور عملی نقطہ نظر سے بر، بھلائی نیکی کو اپنا باقاعدہ تحقیق کا موضوع بناتے ہیں۔

عامل Agent

اخلاقیات میں عامل اس شخص کو کہتے ہیں جس نے کوئی کام کیا ہو یا کر رہا ہو یا کرنے کی سوچ رہا ہو۔ ایسے شخص کو خاص حدود تک آزاد اور ذمہ دار ہونا چاہئے اور اس میں نارمل درجہ کی پختگی، معقولیت اور حسیت

بھی ضروری ہے۔ کیونکہ اسی صورت میں اسے اچھا یا برا کہا جا سکتا ہے اور اس کے فعل کو لائق تحسین یا مورد الزام گردانا جا سکتا ہے۔

چسپیدگی، الزاق Agglutination

کسی زبان یا طریق گفت و شنید یا نوشت و خواند کی تراکیب میں کسی لغت کے ساتھ کسی لغوی جز کا اضافہ جس سے اس لفظ کے معنوں میں اختلاف پیدا ہو جائے "نین" بمعنی آنکھ سے پہلے الف کے اضافہ سے "انین" بن جاتا ہے جس کے معنی بن آنکھ یعنی اندھا کے ہوتے ہیں۔ اسی طرح "سوجھ" سے پہلے بے بڑھانے سے "بے سوجھ" ہو جاتا ہے جس کے معنی بیوقوف کے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

مجموعہ، میزان Aggregate

مجموعہ سے عموماً جمع، کل اور میزان مراد لی جاتی ہے۔

1- منطق استقرائی میں جب قدرت کو مجموعہ کہا جاتا ہے تو قدرت کو ایسی کلیت سمجھا جاتا ہے جس کے اجزاء یا عناصر میں محض مکانی اور زمانی رشتہ ہوتا ہے لہٰذا اگر ایک جزو یا عنصر کو حذف کر دیا جائے یا کلیت میں اور اجزا ملا دیئے جائیں تو کلیت یا دیگر اجزا کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔

2- ریاضیات اور ریاضیاتی منطق میں بمعہ سیٹ (Set) یا عناصر کی کلیت جو فرض کردہ شرائط کو پورا کرتی ہو یا قوانین کے تحت عمل کر رہی ہو۔ کینٹر (Canter) کے مطابق موضوعات فکر کے اجتماع کو کل بنانا یا کسی کثرت کو بطور وحدت لینا یا مختلف عناصر کو قانون کے تحت کل بنانا مجموعہ کہلائے گا۔ مجموعہ کے دو خواص ہیں

1- جب اسکے عناصر کو 1-1 مطابقت میں ترتیب دیا جائے تو ہر عنصر کی طاقت یکساں ہو گی۔ 2- جب ان عناصر کی طاقت یکساں ہوتی ہے (جیسے کہ اعداد کے مجموعہ میں ہوتی ہے) تب ان کا شمار ہو سکتا ہے شمار پذیری تب ممکن ہے جب عدد اصلی عنصر ہو۔

جہلیات، جہل Agnoiology

عدم علم سے کیا مراد ہے اور اسکی صحیح تعریف کیسے ممکن ہے۔ علم کی اس ضد ــ جہل کا مطالعہ اور تحقیق کیلئے علم کیوں درکار ہے۔ یہ اور اس قسم کے بے شمار سوالات کے باقاعدہ اور مدون جوابات کا مجموعہ یا ذخیرہ اور ان سے متعلق ضروری معلومات کا ایک منضبط دستور اور اس کے بارے میں علم یا علوم۔

لاادریت Agnosticism

عملیات میں اس اصطلاح سے یہ مراد لی جاتی ہے کہ انسان بعض خاص اشیاء کا علم نہیں جان سکتا۔ یعنی ان کی حقیقت کو نہیں پا سکتا۔

دینیات۔ میں اس کے معنی یہ کئے جاتے ہیں کہ انسان اللہ تعالٰی کی ذات پاک کی کنہ۔ اس کی ورا الوجود ہستی، وجود یا اس کے علم کی اصلیت کو نہیں جان سکتا۔

پہلے پہل اس لفظ کا استعمال ٹی ایچ ہکسلے (T-H-Huxley) نے کیا۔ لینن نے کہا کہ لاادریہ (Agnostic) جوہر کو مظاہرات سے الگ کرتا ہے اور تحسسات سے پرے نہیں جاتا۔

لاادریت نے یونانیوں میں تشکیکیت (Scepticism) کی شکل اختیار کر لی۔ مگر کانٹ (Kant) اور ہیوم (Hume) نے اسے فلسفیانہ حیثیت عطا کی۔ لیکن دور حاضر کی نتائجیت (Pragmatism) اور اثباتیت (Positivism) نے کانٹ کی ذات شے (Thing in itself) کو رد کر دیا ہے۔ مارکسی فلسفہ میں اس کا کوئی مقام نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مارکس خدا کو سرے سے مانتا ہی نہیں۔ لہٰذا وہ لاادریت کو کس طرح تسلیم کر سکتا ہے۔

اگیان، اگیان Agnosy

یہ لفظ گیان، عرفان کی ضد ہے۔

اس سے مراد عموماً انسان کی وہ حالت ہوتی ہے جس میں انسان اللہ تعالٰی کی ذات یا کسی دوسرے امر میں علم سے محروم ہوتا ہے۔

Ahadiyah — **احدیہ**

توحید اور اتحاد- صوفیوں کی اصطلاح میں جب انسانی ذہن اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مکمل طور پر محو ہو تو اس کیفیت کو احدیہ کہتے ہیں-

Aham brahma Asmi

انا الحق، اہم برہما اسمی، منم برہمن (سنسکرت)

لفظی مطلب میں برہما (خدا) ہیں- ہندوؤں کی مذہبی کتب اپنشدوں کی رو سے یہ نظریہ کہ ایک مقام پر خدا اور بندے کے درمیان کوئی حجاب باقی نہیں رہتا- مسلمانوں میں صوفیا کے ایک گروہ کا بھی ایسا ہی خیال ہے- چنانچہ منصور نے یہ نعرہ لگایا تھا کہ انا الحق- یعنی میں خدا ہوں-

اسی طرح ہندوؤں کے بعض رشی بھی یہ نعرہ لگاتے تھے میں برہم گیانی-

لیکن صوفیا اور رشیوں کا یہ نعرہ عوام میں ہمیشہ گمراہی کا باعث بنا اور اس سے فائدہ کے بجائے نقصان ہوا-

Ahamkara — **خود آگاہی، خودشناسی (سنسکرت)**

اس لفظ کے معنی اپنی ذات کو پہچان لینے کے ہیں- اس سے مراد اپنی خود آگاہی یا اپنی حقیقت کو جاننے اور تشخص کو سمجھنے کے ہیں- علامہ اقبال کہتے ہیں-

درگذر از خاک و خود را پیکر خاکی مگیر
چاک گر در سینہ ریزی ماہتاب آید بروں

(اے انسان اپنے آپ کو محض خاک کا پتلا نہ جان اگر تو اپنے آپ کو پہچان لے تو چاند بھی تیرے سامنے ماند ہے) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے "جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے خدا تعالیٰ کو پہچان لیا-"

Ahauta — **خودی، انا (سنسکرت)**

جب انسان یہ جان لے کہ میں کیا ہوں اور میری حقیقت کیا ہے تو اسے اپنی ذات (خودی) کی اصلیت معلوم ہو جاتی ہے-

Ahmisa — **اہمسہ، اہنسا (سنسکرت)**

ہندوؤں کا عقیدہ جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی جاندار شے کو مارنا مہا پاپ ہے- اس عقیدے کی رو سے انہوں نے اپنے لئے گوشت حرام کرلیا اور نباداتی اور جماداتی اشیا کو اپنا نظریہ بنایا-

درحقیقت یہ عقیدہ ہندوؤں میں اس وقت پیدا ہوا جب جین مت اور بدھ مت کے عروج کے بعد ہندو مت کا احیا ہوا اور اس کے لئے انہوں نے جین مت اور بدھ مت کے بہت سے اصولوں کو بھی اپنے مذہب کا حصہ بنا لیا- لہٰذا یہ عقیدہ بھی ہندوؤں نے بدھوں اور جینیوں سے لیا- قدیم ہندو کتب میں اس کا کوئی ذکر نہیں- مہاتما گاندھی کا نظریہ عدم تشدد بھی اہنسا سے ہی لیا گیا تھا-

Ahriman — **اہرمن**

زرتشتی مذہب میں اہرمن سے مراد بدی کا خدا لی جاتی ہے- عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ زرتشت ثنویت کا قائل تھا اور دو خداؤں کو مانتا تھا ایک نیکی کا خدا جسے یزدان کہا جاتا ہے اور دوسرا بدی کا خدا جو اہرمن کہلاتا ہے- مگر زرتشت کے بارے میں یہ نظریات و عقائد صحیح نہیں ہیں- زرتشت ثنویت کا نہیں وحدانیت کا قائل تھا-

دراصل زرتشت کے دین کے متعلق دو عظیم الشان غلط فہمیاں پیدا ہوئیں- اولاً آتش پرستی اور ثانیاً ثنویت- ان غلطیوں کے کچھ نہ کچھ وجوہ ضرور تھے لیکن یہ سب کم علمی اور خود مجوسیوں میں بعد کی الحاقی چیزوں سے پیدا ہوئیں-

زرتشت نے خدائے واحد کی عبودیت کا اعلان کیا- وہ اللہ تعالیٰ کیلئے اہوار فردا کا لفظ استعمال کرتا تھا- آریائی زبان میں اہوار خدائے واحد کو کہتے تھے- فردا کا لفظ بھی مستعمل تھا جسکی موجودہ شکل فارسی میں ایزد ہے اور جو آج بھی مروج ہے- زرتشت نے ان دونوں الفاظ کو ملا کر خدائے واحد کیلئے اہوار فردا کا لفظ استعمال کیا-

اے اہوار فردا! تیری ثنا کرتے ہیں اور تیرے ہی سپاس گذار ہیں- اندیشہ نیک، گفتار نیک اور کردار نیک سے تیرا قرب چاہتے ہیں-"

نیکی بدی کا تصور بڑا قدیم ہے۔ ہر مصلح نے اس کی وضاحت کی زرتشت نے بھی اس پر بہت زور دیا اور اسے نمایاں کیا کیونکہ یہ بنیادی مسئلہ ہے چنانچہ " یسنائی 45 قطعہ 2" میں مذکور ہے۔

"اب میں دو گوہروں (مظاہر) کے متعلق کہنا چاہتا ہوں۔ جو آغاز زندگی سے موجود تھے۔ انہیں سے گوہر پاک یعنی (خرد مقدس) نے گوہر خبیث (اگرہ نینیو) سے کہا کہ ہمارے خیالات و نظریات' گفتار و کردار' دل اور روح باہم یکساں نہیں۔" یہ درحقیقت اہوار فردا کے دو مختلف مظاہر تھے لیکن بعد میں غلطی سے اہوار فردا کو سنیتہ فیننیو کے ساتھ ایک ہی سمجھ لیا گیا ہے اور انگرہ فینیو کو دوسری۔ اس طرح اہوار فردا (اللہ تعالیٰ) کے دو مظاہر دو خدا بن گئے اور زرتشت کے بارے میں دو خداؤں کا تصور عام ہو گیا۔

Ai

محبت' شفقت' پریت

چینی زبان کے اس لفظ کے معنی محبت اور شفقت کے ہیں۔ جس کے مفہوم اقبال نے بڑی خوبصورتی سے اس شعر کے مصرع ثانی میں بیان کئے ہیں۔

شکتی بھی شانتی بھی بھگتوں کے گیت میں ہے
دھرتی کے باسیوں کی مکتی پریت میں ہے

مطلب یہ ہے کہ معاشرتی بہبود کی خاطر ہر ایک سے محبت سے پیش آنا چاہئے۔

Ajivika

اجیوکا

بعض ہندو فلسفی روح کی ہستی سے انکار کرتے ہیں۔ بعض بدھوں کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ اس نظریہ کا بانی مارکلی دیوا (Markali Diva) تھا جو پانچ چھ صدی قبل مسیح پیدا ہوا۔ اس کا خیال تھا کہ افکار اور نظریات کا منبع جواہر ہیں۔ جن کی چار قسمیں ہیں اور ان سے چار عناصر زمین' پانی' آگ اور ہوا رونما ہوتے ہیں۔ زندگی جواہر سے نہیں بنتی بلکہ جواہر کی حقیقت اور اس کے مختلف اجتماعات کا ادراک کرتی ہے جو اہر ابدی اور ناقابل تقسیم ہیں۔ کسی نے انہیں خلق نہیں کیا اور یہ تلف بھی نہیں ہو سکتے۔ نیز ایک قسم کے جواہر دوسری قسم کے جواہر میں تبدیل نہیں ہو سکتے۔

Akasa

آکاش یا آکاسا

ہندو فلسفہ میں یہ اصطلاح غالباً ظرف' مکان کے مترادفات میں سے کسی ایک کا بدل یا مترادف ہے۔

Akhlaq

اخلاق

طور طریقے' عادات' کردار و افعال۔ علم الاخلاق سے مراد خیر و شر کا علم ہے۔ اخلاق جلالی اور اخلاق محسنی دو علم الاخلاق کی مشہور کتابیں ہیں۔

Aksara

اکسارا' اکسرا

ہندو فلسفے کی اس اصطلاح کا عربی مترادف "آلان کما کان" ہے جس سے مراد وہ ذات ہے جو ہر تفسیر سے بے نیاز و مبرا ہے۔

Alam

عالم

کائنات' دنیا' کیفیت۔ عالم کئی قسم کے ہیں مثلاً عالم الارواح۔ عالم الخلق۔ عالم البقا۔ عالم عظمیٰ۔ عالم الشہود۔ عالم الغیب۔ عالم المعقول۔

معرفت کے چار منازل ہیں۔

عالم النسوت' عالم ملکوت' عالم جبروت اور عالم لاہوت۔

Albertists

البرٹس میگنس (Albertus Magnus) کے ہم خیال

کولون (Cologne) یونیورسٹی میں پندرھویں اور سولھویں صدی میں یہ لفظ مدرسیوں (Scholastics) کی ایک جماعت کیلئے استعمال ہوتا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب اسمیت پسندوں (Nomenalists) اور خارجی حقیقت نگاروں (حقیقت پسندوں) (Realists) میں زور کی ٹھنی ہوئی تھی۔ البرٹس کا لفظ عموماً البرٹس میگنس کے ہم خیالوں کیلئے استعمال ہوتا تھا۔

(Albertus Magnus)

البرٹس میگنس (1193-1280)

یورپ کی ریاست بوریا میں پیدا ہوا۔ پیرس میں دینیات کا معلم رہا۔ پھر بشپ کے عہدے پر فائز رہا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد باقی عمر تصنیف و تالیف میں گزاری۔ سائنس، فلسفہ اور مذہبی افکار میں البرٹس وسیع نقطہ نظر رکھتا تھا۔ اس نے اپنے فلسفے میں ارسطو اور عربوں کے فلسفہ کو ہردلعزیز بنایا اس نے متعدد تصانیف اپنی یادگار چھوڑیں۔ جن میں چند یہ ہیں۔

1- Summa de Creaturis

2- Commentaries on Aristotle Works.

Alcuin الکوئین' الکوئن (730 تا 804)

نارتھیمریا میں پیدا ہوا۔ مغربی فلسفے کی تاریخ میں مسیحی علوم کی نشاۃ الثانیہ کے سلسلے میں اس کا اثر بڑا نمایاں ہے۔ نفسیات میں آگسٹینی (Augustian) فکر کی تسہیل اس کے کارناموں میں سے ایک ہے۔ اس کی کوئی تصنیف دستبرد زمانہ سے محفوظ نہیں رہی۔

Alexander Samuel

الیگزنڈر سموئیل (1859-1938)

اس نے حقیقت پسندی (Realism) کو نیم مادیت بنا دیا۔ اور مکمل تصوریت (Absolute Idealism) اور عام مادیت کا بدل قرار دے دیا۔

اس نے طبیعیات میں قانون کی ہمہ گیری اور اچانک وقوع پذیر ہونے والے خواص' صفات کو غیر معمولی کثرت میں تطابق کی صورت نکالی۔ اس نے بروج (Emergence) کو فلسفیانہ اصول مانا۔ اگرچہ اس کی تحقیق استخراجی تھی لیکن اس کا طریق کار تجربی تھا۔

Alexandrian School مکتب سکندریہ

سکندریہ کی علمی درسگاہوں میں مختلف مکاتب فکر مذہبی عقیدوں کو یونانی فلسفہ رنگ میں پیش کرتے تھے۔ سکندریہ کا مدرسہ ان حصہ افکار کیلئے ایک مجموعی نام کی حیثیت سے استعمال ہوتا تھا۔ پہلی صدی عیسوی سے چوتھی صدی عیسوی تک کا زمانہ سکندریہ میں عملی مشاغل کے عروج کا زمانہ تھا۔

Alexandrists مکتب اسکندریہ

پندرھویں اور سولھویں صدی میں اٹلی میں فلسفہ کے مختلف مکتب فکر تھے۔ ایک گروہ تھا جو ارسطو کے نظریات کا پرچارک تھا۔ ایک دوسرا گروہ افلاطون کے افکار سے متاثر تھا۔ ایک گروہ ارسطو کے نظریات کی تشریح ابن رشد کی وساطت سے کرتا اور دوسرا الیگزنڈر کے نظریات کی روشنی میں۔ یہ اصطلاح موخر الذکر کیلئے استعمال ہوتی تھی۔

Alfred Adler الفریڈ ایڈلر (1870-1930)

سگمنڈ فرائڈ __ بانی تجزیہ نفس کا شاگرد تھا۔ لیکن 1913ء میں اپنے استاد سے علیحدگی اختیار کر کے اپنا الگ مکتب فکر بنا لیا۔ جسے انفرادی نفسیات (Individual Psychology) کہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ایڈلر شخصیات کے انفرادی عادات اور بچپن کے ماحول کی انفرادی حیثیت کو بہت اہمیت دیتا تھا۔

فرائڈ صرف بچے کی جنسی زندگی کو درخور اعتنا سمجھتا تھا اور زندگی کے ہر فعل کو اس کا مظہر سمجھتا تھا۔ ایڈلر اس خیال کی حمایت نہیں کرتا وہ کہتا ہے کہ زندگی میں جنسی سے زیادہ اہم غلبہ یا اقتدار حاصل کرنے کی خواہش ہے۔ جب یہ خواہش پوری نہیں ہوتی تو احساس کمتری پیدا ہو جاتا ہے۔ اسے دور کرنے کیلئے یا اقتدار حاصل کرنے کیلئے جو جتن کئے جاتے ہیں ایڈلر انہیں تلافی (Compensation) کا نام دیتا ہے۔ یہ جتن ایک پروگرام کے تحت ہو سکتے ہیں جیسے ڈیموستھین (Demosthene) نے اپنی لکنت پر فتح پائی اور دنیا کا مثالی مقرر بن گیا۔ یا جس میدان میں ناکامی ہو اسے چھوڑ کر دوسرا میدان اختیار کر لیا جاتا

ہے- جیسے کوئی شخص پڑھائی میں ناکام ہو مگر کھیل میں کامیاب ہو جائے یا کوئی غلط راستہ اختیار کر لیا جائے مثلاً چور، ڈاکو وغیرہ بن جائے یا پھر ذہنی توازن کھو بیٹھے اور ذہنی مریض بن جائے-

اس انفرادی اور جارحانہ رجحان کے ساتھ بچے میں معاشرتی زندگی کیلئے پیدائشی رغبت بھی ہے- اس میں پیار اور محبت کا جذبہ ہے وہ پیار چاہتا ہے اور پیار کرتا ہے- اگر ماں اس جذبہ کی مناسب تربیت کرے یعنی نہ تو زیادہ لاڈ پیار سے بچے کو بگڑنے دے اور نہ ہی بے پرواہی اور عدم توجہی کا شکار ہونے دے تو بچہ نارمل شخصیت اختیار کرے گا- اس سارے قصہ میں گھر کا ماحول نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے اور بچہ کو اسلوب زندگی (Style of Life) عطا کرتا ہے-

اڈلر کے ہاں نظریہ تربیت پیدائش (order of birth) بھی ملتا ہے- جس ترتیب سے بچے پیدا ہوتے ہیں اس طرح ان کی شخصیت پروان چڑھتی ہے مثلاً پہلا بچہ چونکہ ماں باپ کا لاڈلا ہوتا ہے عموماً مغرور، حریص اور خودسر ہوتا ہے- دوسرا بچہ باغی اور انقلابی ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ-

احساس کہتری کئی طرح سے پیدا ہوتا ہے ایک وجہ تو ترتیب پیدائش ہے جو چھوٹے بڑے کا احساس دلاتی ہے- دوسری عضویاتی کمزوری- جسم میں کوئی نقص ہونا، قد کوتاہ یا لمبا ہونا، رنگ کا سفید یا سیاہ ہونا، معاشی ناہمواری بھی کہتری کا احساس پیدا کرتی ہے- اس احساس سے جارحیت اور خلاف معاشرہ افعال تولد ہوتے ہیں-

احساس کہتری سے عصبانیت (Neuroses) پیدا ہوتا ہے- جو اندرونی اور معاشی رجحانات کے عدم توازن کی غمازی کرتا ہے- اعصابی مریض (Neurotic) کو جنسی مسائل درپیش نہیں ہوتے- اس نے غلط قسم کا اسلوب زندگی اختیار کیا ہوتا ہے اور غلط مقاصد اپنائے ہوتے ہیں- مشکلات کو سر کرنے کی بجائے ان سے گریز کی راہ اختیار کی ہوتی ہے- اس کے خیالات، جذبات اور افعال سے حقیقت کی صحیح ترجمانی نہیں ہوتی بلکہ حقیقت مسخ ہوتی ہے یا اسکی نفی ہوتی ہے-

دماغی مریض کا معائنہ کرتے وقت اڈلر مریض کی ہر حرکت کو دیکھتا ہے- اس کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، ہاتھ ملانا، آنکھ جھپکنا، دروازہ بند کرنا، بڑی یا چھوٹی ٹوپی پہننا، اونچی یا نیچی ایڑی کی جوتی پہننا غرضیکہ ہر چیز شخصیت کو عیاں کرتی ہے یا اسلوب زندگی کا پتہ دیتی ہے-

فرائڈ تو مریضوں کو چارپائی پر لٹا دیتا تھا اور ان سے حالات پوچھتا تھا اور ماضی کی طرف لوٹتا تھا- اڈلر ماضی سے زیادہ حال کو اہمیت دیتا ہے- مریض کا طرز حیات حال کے مسائل میں الجھا ہوا ہے- اس کی خواہش بھی حال سے تعلق رکھتی ہے- للذا ماضی کی نسبت حال سے زیادہ نپٹنا چاہئے- اڈلر مریضوں کو چارپائی پر نہیں لٹاتا بلکہ گفتگو کرتا ہے اور گفتگو بھی دوستانہ اور غیر رسمی طریقے پر- نفسیاتی ڈاکٹر کو واعظ یا بڑے بھائی کا رول اختیار نہیں کرنا چاہئے بلکہ دوست، ہمدرد اور رفیق کا-

اڈلر کی مشہور کتابیں مندرجہ ذیل ہیں-

1- Study of organ inferiority & its Physical manifestation.

2- The Neurotic Constitution.

ان میں احساس کہتری کا ذکر تفصیل سے آتا ہے- اور ہر وہ قسم کی جسمانی اور نفسی کمزوری کا منبع اس احساس کو قرار دیتا ہے-

Algebraization الجبریت

مادی اشیاء کے وہ تاثرات جو حواس کے ذریعے مدرک ہوتے ہیں اور ان کے عمومی، تعمیمی تصورات جو الفاظ سے بیان اور ظاہر کئے جاتے ہیں- ان کے بجائے غیر معینی علامات، اصلاحات کو ان کا قائم مقام قرار دیا-

Algebra of Logic جبرالمنطق

انیسویں صدی میں جماعتوں اور قضایا کے احفاکو جبرالمنطق کا نام دیا گیا- جارج بول (George Boole)

ڈی مارگن (De Margen) ڈبلیو ایس جیونز (W.S.Jevens) جان وین (Jhon Venn) ہیگ میکال (Hagh MacCall) وغیرہ کے نام اس ضمن میں قابل ذکر ہیں۔

خوارزمیت Algorithm (Algorism)

اس اصطلاح کو خوارزمیت اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ لفظ خلیفہ مامون الرشید کے عہد کے مشہور ریاضی دان محمد بن موسیٰ الخوارزمی کی نسبت سے بنا ہے۔

ابتدا میں اس سے مراد اعداد ہندسی تھے اور وہ ابتدائی عمل بھی جو ان اعداد سے ہوتا تھا۔ ان کا ریاضیات میں مقررہ اصولوں کے تحت علامتوں سے شمار کرنے کے عمل کو خوارزمیت کہا جاتا ہے۔

ہم، سب، کل All

مقدرہ کلیہ (Universal qualified) کی علامت ہے۔ مثلاً قضیہ کلیہ موجبہ سب یا تمام سے شروع ہوتا ہے مثلاً سب یا تمام انسان فانی ہیں۔ قضیہ کلیہ سالبہ میں کوئی نہیں، بھ تمام کی ایک شکل ہے مثلاً اگر کہا جائے کہ کوئی انسان ابدی نہیں تو اس کا مطلب ہو گا کہ تمام انسان غیر ابدی ہیں۔

ایلن ایتھان Allen, Ethan

امریکی انقلاب کے دوران میں سبز پوش کوہستانی نوجوانوں کا قائد۔ اگرچہ ایلن زیادہ شہرت حاصل نہیں کر سکے لیکن اس کے افکار کا ان لوگوں نے گہرا اثر لیا جو عیسائی عقائد کو عقل سے ہم آہنگ کرنا چاہتے تھے۔

ہمہ گیر صداقت Allgemeingultig

ایسی صداقت جو ہمہ گیر ہو۔ یہ دونوں طرح کی ہو سکتی ہے یعنی تجربے سے ثابت شدہ اور ایسی بھی جو تجربے کی کسوٹی سے ماورا ہو۔ بالفاظ دیگر ایسا قضیہ یا تصدیق جو کلیتہ" صحیح ہو یا لازمی ہو۔ یہ قضایا تجربی بھی ہو سکتا ہے اور بدیہی بھی۔ مثال کے طور پر کانٹ کے فلسفے میں تحسسات اور تعقلات کی لازمی صورتوں یعنی مقولوں کو ضروریہ کہا گیا ہے۔ کیونکہ ہر قسم کے تجربہ کا لابدی عنصر سمجھی جاتی ہیں۔ کانٹ (Kant) ان مقولوں کو بدیہی کہتا ہے لیکن بعض تجربی قضایا بھی ضروریہ ہو سکتے ہیں مثلاً ہر انسان فانی ہے۔

تغیر و تبدل، بیگانگی، اجنبیت Alteration

ارسطو کے فلسفیانہ افکار میں کسی چیز کی صفت یا اس کے وصف میں کمی بیشی رونما ہونے کو تغیر و تبدل کہا گیا ہے۔ نقل مکانی یا مقدار کے گھٹنے بڑھنے کو تغیر و تبدل سے تعبیر نہیں کیا گیا۔

یہ تصور اس عمل کو ظاہر کرتا ہے جس سے انسانی اور معاشرتی افعال کے حاصل کو اور انسانی قابلیتوں اور صلاحیتوں کو پیچ کر کے کچھ کا کچھ بنا دیا جاتا ہے۔ پھر اس مسخ شدہ تصورات (اشیاء) کو انسانوں پر مسلط کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح مظاہر اور علائق کو تبدیل کر کے بالکل مختلف شکل دے دی جاتی ہے اور زندگی کے حقیقی علائق کو بگاڑ کر رکھ دیا جاتا ہے۔ اس کی جڑیں فرانسیسی اور جرمنی کے روشن ضمیروں میں عام ملتی ہیں۔ روسیو، گوئٹے اور شیلر کے نام اس سلسلہ میں قابل ذکر ہیں۔

فختے (Fichte) کے فلسفہ میں موضوع کی بیگانگت کا ذکر ہے۔ اس سے مراد تجریدی ایغو کا کائنات کو تخلیق کرنا ہے۔ ہیگل (Hegel) نے اس تصور کو آگے بڑھایا اسے "موضوعی دنیا" میں موضوع کی بیگانگی نظر آتی ہے۔

ہیگل کے نزدیک ارتقاء کا منشا وقوف (Cognition) کے ذریعہ بیگانگت کو دور کرتا ہے۔ ہیگل کی جدلیات میں منطق تو دعویٰ ہے فلسفہ فطرت 'جواب دعوی' اور فلسفہ نفس ترکیب' یعنی فطرت میں عقل کی بیگانگت ہے اور اس سے نجات نفس کی طرف واپس لوٹنے میں ہے۔

کارل مارکس کے خیال میں بیگانگت کی ابتدا نجی جائیداد اور مخاصمانہ تقسیم کار سے ہوتی ہے اور اسے دور کرنے کیلئے سرمایہ داری نظام کا خاتمہ ضروری ہے۔ وجودیت (Existentialism) کا آغاز بھی اجنبیت کے

احساس سے ہوتا ہے لیکن یہ دور مشینی دور کی پیداوار ہے اور اس سے انسان اپنی شخصیت سے بیگانہ ہو گیا ہے اس کا علاج معروضیت (objectivity) سے ہٹ کر موضوعیت (Subjectivity) کی زندگی گذارنا ہے۔

ایثاریت Altruism

قربانی و ایثار کا طریق جس میں دوسروں کی خاطر ذاتی مفادات کو نظرانداز یا پس پشت ڈال دیا جائے۔ یہ طریق خودغرضی اور مطلب پرستی کی ضد ہے۔

اس اصطلاح کو مغربی فلسفے میں پہلے پہل کامٹے (Comte) نے استعمال کیا۔ برطانیہ میں ہربرٹ اسپنسر (Herbert Spencer) نے اسے اختیار کر لیا۔

کامٹے کے نزدیک ایثاریت سے مراد خودغرضی کا قلع قمع کرنا ہے۔ اور ایسی زندگی بسر کرنا ہے جو دوسروں کی بہبودی کیلئے وقف ہو۔ اس کا شعار معاشرے سے بے لوث محبت ہے۔ اس نظریہ کا تعلق کیتھولک فرقہ سے بھی بتایا جاتا ہے کیونکہ اس فرقہ کے نزدیک انسان کو چاہئے کہ اپنی خودی کو مٹا کر انسانیت کی خدمت کرے اس لحاظ سے ایثاریت نہ صرف انانیت کی نفی بلکہ سوشل فلاسفی اور افادیت پسندی کی بھی نفی ہے۔

ایثاریت کے معانی کو وسعت دے کر اس سے مراد دوسروں کی بھلائی کیلئے کوشش کرنا لیا گیا ہے۔ خواہ یہ کوشش اپنی بھلائی کے تحت کی گئی ہو یا دوسروں کی بھلائی کی خاطر۔ بعض لوگ اسے جود اور احسان کے ہم معنی سمجھتے ہیں۔ جود اور احسان جذباتی بھی ہو سکتا ہے اور تعقلی بھی۔ صرف اس احسان کو ایثار کہیں گے جو تعقلی ہو۔

Ambiguous middle,fallaey of
مغالطہ اوسط مبہم

قیاس میں اگر حد اوسط کو دو مختلف معانی میں لیا جائے یعنی قضیہ کبریٰ میں اس کا مطلب کچھ ہو اور قضیہ صغریٰ میں کچھ اور تو یہ مغالطہ اوسط مبہم ہو گا مثلاً

تمام بشر جانور ہیں
یونانی بشر ہیں
لہٰذا یونانی جانور ہیں

یہ نتیجہ غلط ہے کیونکہ قضیہ کبریٰ میں بشر سے مراد بشر بحیثیت جانور لیا گیا ہے اور قضیہ صغریٰ میں بشر بطور استعارہ لیا گیا ہے۔

لامیکانی Amechamical

یہ اصطلاح ان اعمال و اشغال کے لئے موضوع ہے جن کی تحریک خالصتاً" ذہنی واردات پر موقوف ہو۔

امونیس سیکس Ammonius Saccus

نوفلاطونیت کے معروف بانی اور پلوٹینس (Platonius) اور اوریجن (Origen) کے استاد ہیں۔

نسیانی Amnestic

حافظہ کے ضعف کی وجہ سے بھول چوک کی غیر معمولی کثرت کو نسیانی حالت کہا جاتا ہے۔

لااخلاقی Amoral

ایسے اعمال، افعال، اشغال اور کردار کی صورتیں جو اخلاق کی پابندیوں سے آزاد ہوں۔ بالفاظ دیگر جنہیں نہ برا کہا جا سکے نہ بھلا یہ دائرہ اختیار سے باہر ہوتے ہیں اس لئے صائب یا غیر صائب قرار نہیں دیئے جا سکتے۔ اضطراری افعال لااخلاقی ہوں گے۔ اس کے علاوہ جبلی افعال بھی لااخلاقی ہوتے ہیں مثلاً ہر بچہ میں بھوک، پیاس اور جنس کی خواہش ہوتی ہے لیکن اپنی ذات میں نہ یہ اچھی ہے اور نہ بری۔ ان کا استعمال انہیں اچھا یا برا بنا دیتا ہے۔

التباس کلام Amphiboly

ایسا مغالطہ جو جملے کی ساخت سے پیدا ہو۔ ایسے جملے کو اگر ایک طریق سے پڑھیں تو کچھ اور معانی نکلتے ہیں مثلاً یہ جملہ "روکو مت جانے دو" التباس کلام کی عمدہ مثال ہے۔ اگر اسے روکو مت جانے دو پڑھیں تو کچھ اور مطلب ہو گا اور اگر اسے "روکو مت۔ جانے دو" تو

مطلب کچھ اور ہو گا۔

ایزادی، توضیحی Ampliative

اسے ترکیبی (Symthetic) بھی کہا جاتا ہے۔ ایزادی قضیوں میں محمول (Prodicals) کا مفہوم موضوع (Subject) میں مضمر نہیں ہوتا بلکہ محمول سے موضوع کے مفہوم میں اضافہ ہوتا ہے مثلاً چچا کو باپ کا چھوٹا بھائی کہیں تو محمول 'باپ کا چھوٹا بھائی' کا مفہوم موضوع چچا کے مفہوم میں شامل ہے۔ اگر کہیں میرا چچا بیرسٹر ہے تو یہاں محمول کا مفہوم موضوع میں شامل نہیں لہٰذا یہ جملہ ایزادی ہو گا۔ پہلا جملہ چچا باپ کا چھوٹا بھائی ہے تحلیلی جملہ ہے۔

ازلی، دائمی، سرمدی، افادی Anadi

ازلی جس کا آغاز نہ ہو یہ مطلق کا خاصہ ہے۔ مطلق اللہ تعالیٰ کی صورت میں ہو سکتا ہے یا آخری مشیت کی صورت میں۔ چونکہ مطلق زماں کی قید سے ماورا ہوتا ہے لہٰذا ازلی بھی ہو گا اور ابدی بھی۔

روحانی، مثیل Anagogic

دینی اعتبار سے ہدایت اور حق شناسی کا ضابطہ جو وحی پر مشتمل ہے۔ اس کی پیغمبروں نے خبر کی اور اپنے قول و فعل سے اس کی عملی تعلیم دی۔

علمیات میں اس سے مراد مثالی شے (تصور، نظریہ یا اسلوب تحقیق) لی جاتی ہے جو مادی اشیاء عمل یا قانون کی بطریق احسن عکاسی کرے۔ فلسفہ جدید میں ایسی مادی شے کو جو علمیات یا منطق میں کسی نظریہ کی بنیاد بن سکے مثیل بھی کہتے ہیں۔

تمثیل تجربہ Analogies of Experience

کانٹ نے مقولہ رشتہ (Category of relative) کے لئے تین اصول جوہریت (Substantiality) التزام (Receprocity) اور علیت (Casuality) وضع کئے ان کی مدد سے معطیات حس (Sense data) میں وحدت آتی ہے۔

تمثیل Analogy

دو مختلف اشیاء میں مثالیت کی بنا پر نتیجہ اخذ کرنا۔ مثلاً الف اور ب ایک دوسرے سے خواص ج۔ چ۔ ح۔ خ میں مثالیہ ہیں۔ الف میں ایک خاصہ س پایا جاتا ہے چونکہ الف اور ب کئی لحاظ سے ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں لہٰذا جو خاصہ الف میں پایا جاتا ہے یعنی س وہ ب میں بھی اغلباً" پایا جائے گا۔ ازمنہ گذشتہ میں لوگ مشاہدے اور تجربے سے تو کم نتائج نکالتے تھے ان کی تعمیمات کا دارومدار زیادہ تر تمثیل پر ہوتا تھا۔ وقت گزرنے پر تمثیل کا رول بدلتا گیا موجودہ زمانے میں اسے توضیح (Explanation) کا ذریعہ تو نہیں سمجھا جاتا۔ البتہ مسائل کے حل میں اس سے رہنمائی ضرور لی جاتی ہے مثلاً کرسچین ہیوگنز (Christian Hugens) نے جب روشنی اور آواز میں مماثلت دیکھی تو اس سے روشنی کا جو نظریہ پیدا ہوا جیمز میکسویل (James Maxwell) نے اس کو مقناطیسی میدان پر پھیلا دیا۔ منطق استقرائی میں تمثیل کو ضعیف استنتاج کہا جاتا ہے اس کے نتائج احتمالی ہوتے ہیں یقینی نہیں۔ اس کی احتمالیت بڑھانے کیلئے یہ دیکھنا ضروری ہے 1- کہ تمثیل کی بنا ضروری اور زیادہ سے زیادہ مشترک خواص پر ہے 2- نتیجہ کے طور پر جو خاصیت اختیار کی گئی ہے اس کا اور مشترک خواص کا گہرا اور لابدی تعلق ہوتا ہے۔ 3- تمثیل سے مشابہت کی بنا پر ایک خاص جہت میں مشابہت ڈھونڈلی جاتی ہے نہ کہ ہر لحاظ یا جہت میں۔ لہٰذا اگر دو لڑکوں میں ذہانت، صحت، پابندی وقت اور محنت کی بنا پر یہ کہا جائے کہ اگر ایک امتحان میں پاس ہو گا تو دوسرا بھی اغلباً" پاس ہو جائے گا تو یہ مزید مشابہت صرف کامیابی تک محدود ہے اس سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا کہ اگر ایک دولت مند ہے تو دوسرا بھی اغلباً" دولت مند ہو گا۔ 4- چونکہ یہ تمثیل کا منشا مشابہت معلوم کرنا ہوتا ہے لہٰذا دونوں اشیاء کا اختلاف بھی معلوم کرنا چاہئے اور اگر اختلاف مشابہت کی نسبت زیادہ ہو اور قوی بھی تو تمثیل سے

کوئی نتیجہ بھی برآمد نہیں ہو گا۔

Analogy of Attribution

تمثیل توصیف

مشترک اوصاف کی بنا پر وحدت قائم کی جاتی ہے۔ ان مشترک اوصاف سے ماتحت عناصر کا رشتہ علت و معلول کا ہوتا ہے۔ اور ماتحت عناصر اس مشترک تصور کے لئے تمثیل کا کام دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر صحت کو لیجئے۔ خوراک اور دوائیوں کو بھی صحت بخش کہا جاتا ہے یہاں مشترک تصور صحت ہے۔ جس کا اطلاق جانداروں پر ہوتا ہے۔ خوراک اور دوائیوں کا تعلق صحت سے علت و معلول کے سلسلہ سے قائم کیا جاتا ہے لہٰذا خوراک اور دوائیوں کو صحت بخش کہا جاتا ہے۔

Anology of Being تمثیل وجود

اسے کیتھولک فلسفہ میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اس کی رو سے ہر شے ایک دوسرے کی مثل بھی ہے اور مختلف بھی۔ لہٰذا کیتھولک فلسفہ میں اس تصور سے ایک نظام مدارج قائم ہوتا ہے۔ اگر مشابہت اور استمراریت کو اساس اور اولیٰ خواص قرار دے دیا جائے تو صرف خدا کو ہی موجودات اور اس کے مختلف مظاہر کا سبب کہہ سکتے ہیں کیونکہ خدا ایک بیرونی اور فوق الفطرت طاقت ہونے کے علاوہ اپنی ذات میں ہر قسم کے اختلافات کو ختم کئے ہوئے ہے۔ پس تمثیل وجود کے تصور میں اشیاء کی مشابہت اور عینیت کو مستقل قرار دیا جاتا ہے اور ان کے اختلافات کو کمی اختلافات میں تحویل کر دیا جاتا ہے۔

Analogy of proportion تمثیل تناسب

اس تمثیل میں وحدت کے اصول کو مشترک تصور میں نہیں ڈھونڈا جاتا بلکہ دو تصورات کے باہمی رشتوں میں تلاش کیا جاتا ہے۔ یہ رشتے درجے اور مشابہت کے ہوتے ہیں۔ مثلاً جوہر اور مقدار کو وجود (Being) کا محمول کہا جاتا ہے یہ اس لئے نہیں کہ جوہر اور مقدار کا تعلق کسی تیسری شے سے ہے بلکہ اس کے دونوں درجے مشابہت کے لحاظ سے ایک دوسرے کے مثل ہیں۔

Analogy of proportionality

تمثیل مناسبیت

اس تمثیل میں وحدت کے اصول کو متناسب کی مساوات میں ڈھونڈا جاتا ہے مادی اور روحانی حقائق میں رابطہ اور مشابہت دریافت کرتے وقت اس تمثیل کا استعمال ہوتا ہے مثلاً آنکھ بھی دیکھتی ہے اور عقل اور روح بھی۔

Analogy of Phthagoras

تمثیل فیثاغورث

موسیقی کی تاریں جو ہم آہنگ سریں پیدا کرتی ہیں انکی لمبائی میں تناسب کی مساوات۔ فیثاغورث نے اسے دریافت کیا اور تمام فنون پر اس کا اطلاق کر کے حسن و جمال کی اساس قرار دیا۔

Analysis تجزیہ، تحلیل

کسی مرکب کو اس کے اجزائے ترکیبی میں بدلنا اور اس عمل سے اس کے الگ الگ اجزا کی شناخت اور وزن و مقدار وغیرہ کا تعین جدا جدا ثابت کرنا (Chemical)_ کسی آمیزے کے آمیختہ (ملے جلے) حصوں کو ان کی قسم کے مطابق علیحدہ علیحدہ کر دینا۔ کسی پیچیدہ مسئلے کی اس طرح چھان بین کرنا کہ اس کی الجھن کا حل مل جائے۔

لاشعور یا تحت الشعور کی ذہنی الجھنوں کی صورتوں اور انکی بہت ہی پیچیدہ حالتوں کو عالم شعور میں لانا۔

Analysis & synthesis تحلیل و ترکیب

کسی کل کو ذہنی یا حقیقی طور پر اس کے عناصر میں تحویل کرنا۔ اور ان عناصر کو جوڑ کر دوبارہ کل بنانا۔ وقوف (Cognition) میں یہ دونوں عمل کارفرما ہوتے ہیں۔ ان عوامل کا مرکز مخ کبیر کا مغز ہے۔ ذہنی سطح پر تحلیل و ترکیب کو فکر کے منطقی آلات کہہ سکتے ہیں اور

ان کا تعلق تجریدات اور تعمیمات سے نہایت گہرا ہے۔ تحلیل سے ذہنی طور پر کسی شے کے اجزائے ترکیبی الگ الگ کر دیئے جاتے ہیں اور مزید علم حاصل کیا جاتا ہے۔ کسی شے کو کماحقہ سمجھنے کیلئے اسے کئی طریقوں سے تحلیل کرنا چاہئے تحلیل سے شے کی ساخت کا پتہ چلتا ہے۔ ضروری عناصر کو غیر عناصر سے جدا کیا جا سکتا ہے اور ملفوف کو سادہ میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ ترقی پذیر عمل کی تحلیل سے اس کے مختلف مدارج اور متضاد رجحانات کا پتہ چلتا ہے۔ تحلیل کا مقصد عناصر کو کسی کل کے اجزا دکھلانا ہے۔ ان اجزا کے درمیان علائق قائم کرنا اور ان کے متعلق اصول بنانا ہے۔ لیکن تحلیل سے وحدت کا پتہ نہیں چلتا۔ اس مطلب کیلئے ترکیب ہے جو اجزاء، خواص اور علائق کو مجتمع کر کے کل کا تصور مہیا کرتی ہے۔ اس کل میں ضروری اور غیر ضروری خواص، وحدت اور کثرت، مشترک اور منفرد سب ملے جلے ملیں گے۔ پس تحلیل و ترکیب ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔

Analysis Intentional

تحلیل معنوی، ارادی تجزیہ

ہسرل (Husserl) کے فلسفہ میں تحلیل معنوی سے مراد بالفعل یا بالقوہ ترکیب کی تشریح یا وضاحت ہے۔ عقلی رو سے تحلیل معنوی کا کام اشیاء کے مرکزی خارجی معانی کی دریافت اور وضاحت ہے۔

معقولیاتی رو سے تحلیل معنوی کا مقصد شعور کی ترکیب یافتہ ساخت کی تحلیل یا وضاحت ہے تاکہ الجھن سلجھن میں بدل جائے اور کوئی امر ڈھکا چھپا نہ رہے۔

Analytic تحلیلی، تجزیہ سے متعلق

ارسطو کے ہاں یہ منطقی تجزیے کا نام ہے۔ The Prior Analytics میں ارسطو نے قیاس کی تحلیل کی ہے اور Posterior Analytics میں اس نے سائنس اور ثباتی علم کی تحلیل پیش کی ہے۔ کانٹ (Kant) کے ہاں اس کا مفہوم ذرا مختلف ہے۔ اس نے عمومی منطق کے دو حصے بنائے ہیں۔ ایک جدلیاتی اور دوسرا تحلیلی۔ تحلیلی منطق میں عقل کے اس فریضہ کی تشریح کی گئی ہے جو وہ میدان فکر میں ادا کرتی ہے۔ اس طرح تجربے اور صداقت کے صوری معیارات (Criteria) معلوم ہوتے ہیں۔

Analytical Judgements تحلیلی تصدیق

جس تصدیق میں محمول کا مفہوم موضوع کے مفہوم میں مضمر ہو اسے تحلیلی تصدیق کہیں گے۔ اس کی حقانیت حقائق سے نہیں بلکہ قانونی تضاد سے ہوتی ہے مثلاً چچا، باپ کا چھوٹا بھائی ہے، مثلث کے تین اضلاع ہوتے ہیں یہ سب تحلیلی تصدیقات ہیں۔ ان میں محمول کا مفہوم موضوع کے مفہوم میں پوشیدہ ہے۔

Analytical Jurisprudence

تحلیلی آئین سازی

آسٹن (Austin) کا یہ نظریہ کہ قانون یا آئین سازی، مثبت قانون (Positive law) سے متعلق ایک باقاعدہ باضابطہ (formal) علم ہے۔ جس کا بڑا مدعا یہ ہے کہ قانون یا آئین کے ضروری یا ناگزیر (Necessary motives of law) کا تجزیہ کیا جائے اور خوب اچھی طرح ان کی تحلیل اور چھان بین کی جائے۔

Analytic, Transcendental

ماورائی تحلیلات

کانٹ (Kant) کی "انتقاد عقل محض" (Critique of Pure Reason) کا وہ حصہ جو فہم (understanding) کے تصورات اور اصولوں سے بحث کرتا ہے۔ اس سے عالم مظاہرات کے مقولوں کا ثبوت ملتا ہے۔ لیکن یہ تصورات اور اصول ماورائی اور قبل تجربی ہوتے ہیں۔

Anamnesis تذکر، یاد، یاد ماضی

افلاطون (Plato) کا کہنا ہے کہ جب انسانی ذہن ان

اعیان کو یاد کرتا ہے جو اس نے پیدا ہونے سے پہلے عالم حقیقت میں مشاہدہ کئے تھے تو اسے صحیح علم حاصل ہوتا ہے۔

Ananda انند (سنسکرت)

سرور، خوشی، مسرت اور سعادت جو مکتی (نجات) کی حالت میں ملتی ہے۔ ہندو فلسفی اسے کمال اور روحانی شعور کا لازمی جزو سمجھتے ہیں۔

Ananya انانیا، انینیا (سنسکرت)

غیر (other) کی نفی، عدم غیریت جس سے وحدت اور کثرت کی تمیز مٹ جاتی ہے۔

Anarchism
فوضویت، انتشاریت، نراجیت، طوائف الملوکی

اس نظریہ کی رو سے معاشرہ پر سیاسی کنٹرول نہیں ہونا چاہئے اس کے مطابق ریاست، مملکت اور سیاسی اقتدار کی حامل حکومت انسانوں کی سب سے بڑی دشمن ہے۔ ریاست ختم ہو جائے تو ساتھ ہی انسانوں کی تمام مصیبتیں ختم ہو جائیں گی۔ انسان کو سادہ زندگی بسر کرنی چاہئے۔ اس کی خوشیاں سادہ ہونی چاہئیں اور اس کے افعال و کردار میں بھی کوئی پیچیدگی نہیں ہونی چاہئے۔ اس نظریہ کے حامل انسانی فطرت کی اچھائی میں یقین رکھتے ہیں۔ اور جین جیکس روسیو (Jean Jacques Rousseau) کے فلسفہ سے متاثر ہیں جس نے کہا تھا "انسان آزاد پیدا ہوا تھا مگر اب زنجیروں میں جکڑ دیا گیا ہے۔"

فوضویت سے عام طور پر لاقانونیت اور افراتفری مراد لی جاتی ہے لیکن یہ فوضویت (بحیثیت ایک فلسفیانہ نظریہ کے) اس کی تردید ہے۔

فوضویت چونکہ ہر قسم کی آمریت کے خلاف ہے حتیٰ کہ پرولتاری آمریت کو بھی تسلیم نہیں کرتی لہٰذا مارکسیوں کے نزدیک یہ بوژوائی نظریہ ہے۔ ان کے نزدیک یہ استحصال کا ذکر تو کرتا ہے مگر اس کو طبقاتی کشمکش میں تلاش نہیں کرتا۔ مارکس نے ایسا اس لئے کہا ہے کہ وہ انسان کی نیک سرشت پر یقین نہیں رکھتا۔

مارکس کے افکار سیاسی میں جب معاشرہ "بے طبقہ" ہو جائے گا تو کسی ریاست کی ضرورت نہ رہے گی اور انسان ریاست اور قانون کے جبر سے آزاد ہو کر ہر کسی کو دوسرے کا حق از خود دیتا رہے گا اور کسی ریاست کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔

مارکس کا یہ خیال کئی تضادات کا حامل ہے ایک طرف تو مارکس یہ باور کراتا ہے کہ انسان فطرتاً خود غرض اور استحصال پسند ہے لہٰذا اسے جبر اور بیگار سے مساوات پر مجبور کیا جائے۔ اور دوسری طرف کہتا ہے کہ بے طبقہ معاشرہ میں انسان از خود نیک ہو جائے گا اس لئے ریاست کی ضرورت نہ رہے گی۔

یہ سارا استدلال غیر منطقی اور غیر سائنسی ہے اور تضاد کا مظہر ہے۔ حقیقت ہے کہ مارکس دعویٰ تو کرتا ہے انسانوں کی فلاح و بہبود کا مگر اس کے نظریہ میں انسان کہیں نظر نہیں آتا۔ ابتدائی سطح جس پر وہ جبر سے انسانوں میں مساوات پیدا کرنا چاہتا ہے اس میں انسان حیوان بن جاتے ہیں۔ آخری سطح بے طبقہ معاشرہ میں وہ انہیں انسانوں کی بجائے فرشتہ بنا دیتا ہے جو کسی قسم کی برائی کے مرتکب نہیں ہو سکتے۔ اس نے انسان کو حیوان سمجھا ہے یا فرشتہ انسان نہیں۔

یوں بھی ہیگل (Hegel) کے اصول جدل (Dialectic) کے تحت ہر thesis کا ایک anti-thesis ہوتا ہے جس میں جدل لازمی ہے۔ اس جدل کے اندر سے (Synthesis) پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد ایک نیا thesis ابھرتا ہے اور جدل کا وہی سلسلہ چلتا رہتا ہے اور یہ ہمیشہ چلتا رہے گا۔

مارکس اس جدل کو تسلیم کرتا ہے مگر ساتھ ہی اس کی تردید کرتا ہے کہ بے طبقہ معاشرہ میں جدل باقی نہیں رہے گا گویا فطرت کا مسلم قانون جدل مارکس کی خواہش کے تحت ساکت ہو جائے گا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ سلسلہ جدل جاری رہے گا اور انسان کی فطری

خودغرضی بھی باقی رہے گی کیونکہ یہ انسان کی فطری جبلت کی پیداوار ہے۔ پس سلسلہ جدل میں نظم اور خودغرضی میں اعتدال پیدا کرنے کیلئے ریاست کی ضرورت ہمیشہ رہے گی۔

اناتاودا (پالی) Anatta Vada

ودا سے مراد نظریہ اور انت نا سے مراد روح کے وجود سے انکار ہے۔ یہ نظریہ بدھ مت کے پیروکاروں کا ہے۔ مہاتما بدھ کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ ان کے نزدیک روح کا ہر نظریہ غلط اور باطل ہے اور فلسفیانہ افکار سے ناقص۔ پس اس کا وجود ثابت نہیں ہوتا۔ یہ نظریہ صحیح نہیں بلکہ غلط فہمی پر مبنی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ کم از کم دس مسائل پر گوتم نے بحث مباحثہ کرنے سے بالکل انکار کر دیا ہے۔ وہ مسائل درج ذیل ہیں۔

2-1 کائنات قدیم ہے یا حادث۔ 3-4 کائنات لامحدود ہے یا محدود۔ 5-6 روح انسانی جسم کے مماثل ہے یا مختلف۔ 7-8 کیا نجات یافتہ انسان موت کے بعد بھی زندہ رہے گا یا نہیں؟ 9-10 کیا یہ ممکن ہے کہ انسان زندہ بھی ہو اور مردہ بھی یا ان میں سے دونوں حالتیں اس پر عائد نہیں ہوتیں۔

آخری چار سوال انسانی روح کے متعلق ہیں۔ قدیم آریائی نقطہ نظر سے موت کے بعد انسان دوبارہ اس دنیا میں اپنے کرموں کا اجر پانے کیلئے پیدا ہوتا ہے۔ صرف ناجی آواگون کے دائمی چکر سے چھٹکارا حاصل کرتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ دوسری زندگی اور پہلی زندگی میں کوئی وجہ تسلسل ہے؟ کیا کوئی ایسی چیز ہے جو ایک موت کے بعد دوسری پیدائش کے وقت نئی زندگی میں منتقل ہو جاتی ہے۔ عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ انسانی روح لازوال اور نہ مرنے والی چیز ہے۔ جو کسی آدمی کی موت کے بعد نئی زندگی کی بنیاد اور اس کے شخصی تسلسل کو قائم رکھتی ہے۔ یہ نظریہ گوتم کے زمانے میں بھی مروج تھا۔ لیکن اس نے اسے رد کر دیا۔ اس کے نزدیک روح انسانی کو ابدی یا غیر ابدی ماننے کیلئے کوئی دلائل موجود نہ تھے۔ لہٰذا اس نے یہی بہتر سمجھا کہ اس کے بارے میں خاموشی اختیار کرے۔ یہ انکار نہیں ہے۔ جہاں تک روح کی ماہیت کا سوال ہے قرآن کریم بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ لوگوں کے سوال کے جواب میں قرآن نے صرف اتنا کہا ہے

"لوگ تم سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں کہو کہ روح میرے رب کا امر ہے۔"

انیگزاغورث (انیکساگورس) Anaxagoras

500-428 قبل مسیح میں ایشیائے کوچک سے یونانی (Ionion) فلسفی ایتھنز آیا اور وہیں تیس سال مقیم رہا۔ پیراکلیز (Peracles) کا دوست تھا۔ جب پیراکلیز پر اس کے سیاسی معاندین نے اعتراضات کئے تو ساتھ ہی انیگزاغورث بھی نکتہ چینی کا نشانہ بنا۔ اس پر الزام یہ تھا کہ یہ سورج کو یونان سے ذرا بڑا دہکتا ہوا سرخ پتھر کہتا تھا اور چاند کو مادی شے اور اس کی روشنی کو انعکاسی سمجھتا تھا۔

انیگزا غورث نے انیکذیمنڈر (Anaximender) کے تغیر اور ارتقا کے تصور کو وسعت دی اور فلسفہ میں ایک نیا تصور پیش کیا جسے ناؤس (Nous) کہتے ہیں۔

1- تغیر: موجودات کی تہہ میں لامحدود اصول اولیہ یا اساسی خواص ہیں جو ایک دوسرے میں تحویل نہیں ہو سکتے مثلاً رنگ، بو، حرارت وغیرہ تغیر کی بدولت یہ خواص اکٹھے ہوتے ہیں اور عناصر بناتے ہیں۔ نہ صرف فطرت میں تغیر کا عمل جاری ساری ہے۔ بلکہ معاشرہ میں بھی اس کا عمل دخل ہے کوئی ادارہ بھی مستقل نہیں چند سری حکومت (obligarchy) جمہوریت میں بدل جاتی ہے۔ جمہوریت بھی بدل کر کوئی اور شکل اختیار کر لیتی ہے۔ کیا کوئی طاقت ترقی کے منازل کو کنٹرول کرتی ہے؟

2- ناؤس: انیگزاغورث کہتا ہے کہ یہ طاقت ناؤس ہے۔ اس سے کائنات میں نظم و نسق آتا ہے اور اس سے بنیادی عناصر ایک دوسرے پر عمل پذیر نہیں ہوتے ہیں۔ ناؤس ایک قسم کی عقل ہے جو ہر شے کا علم رکھتی

ہے اور ہر شے کو کنٹرول کئے ہوئے ہے لیکن اس کی حقیقت کا تعین کرنا آسان نہیں۔ حیوانات اور نباتات کی نسبت انسانوں میں اور معدنیات کی نسبت نباتات اور حیوانات میں یہ صفت زیادہ پائی جاتی ہے۔ ناؤس مادہ کو منظم کرتی ہے یہ مادہ سے الگ بھی ہے اور نہیں بھی۔ چونکہ مادہ کو اس سے تنظیم ملتی ہے اس لئے مادہ سے الگ ہے۔ لیکن چونکہ ایک قسم کا لطیف اور بسیط مادہ ہے لہٰذا مادہ سے بالکل الگ بھی نہیں۔

Anaximander
انیگزیمنڈر (410 تا 546 ق م)

یونان کا یہ مادہ پرست فلسفی تھیلز (Thales) کا شاگرد تھا۔ یونان میں پہلی فلسفیانہ کتاب (On Nature) کا مصنف۔ اب یہ کتاب ناپید ہو چکی ہے۔ اس نے اولیٰ (Arche) کا تصور دیا۔ جس کا مطلب اصول اولیہ یا کائنات کی ابتدا ہے۔ وہ زمین کو پچکا ہوا سلنڈر سمجھتا تھا اور اسے کائنات کا مرکز قرار دیتا تھا۔ اس کے نزدیک زمین کے گرد تین حلقے ہیں کوکبی، قمری اور شمسی۔ یہ پہلا شخص تھا جس نے زمین کے نقشے بنائے اور کہا کہ تمام روئے زمین کے حیوانات مچھلیوں سے ترقی کر کے بنے ہیں۔ کائنات کا جوہر اول لامحدود ہے۔ اور اس کے خواص متعین نہیں کئے جا سکتے۔ نہ وہ گیلے ہیں اور نہ خشک، نہ وہ گرم ہیں نہ سرد، اور نہ ہی وہ مائع ہیں اور نہ ہی ٹھوس۔

ہمارے حواسوں اور متضاد خواص کو لامحدود جوہر سے نکال لیتے ہیں۔ لیکن یہ جوہر نہ مشاہدے میں آ سکتا ہے نہ تجربے میں۔ اپنی ذات میں یہ ابدی، لازوال اور غیر فانی ہے۔

Anaximans
انیگزیمن (588 تا 525 ق م)

یونانی مادہ پرست فلسفی انیگزیمنڈر (Anaximander) کا شاگرد تھا۔ اس نے کائنات کا بنیادی جوہر ہوا کو قرار دیا ہے۔ اس کے نزدیک تمام چیزیں ہوا سے بنتی ہیں خواہ وہ مادی ہوں یا غیر مادی۔ انسان کی روح کو ہوا زندہ رکھتی ہے۔ ایسے ہی ہوا کائنات کو گھیرے ہوئے ہے اور اسے حیات بخشتی ہے۔ جب ہوا پرسکون ہو تو دکھائی نہیں دیتی۔ اگر ہوا ٹھنڈی، گرم بھیگی ہوئی یا حرکت میں ہو تو دکھائی دیتی ہے۔ لیکن ہوا ہمیشہ حرکت میں رہتی ہے۔ کیونکہ اگر یہ حرکت نہ کرے تو یہ اتنا نہ بدلے جتنا بدلتی ہے۔ تکاثف (Condensation) اور تلطیف (Rarifaction) کی وجہ سے اس کی مقدار مختلف اشیاء میں ایک جیسی نہیں ہوتی ہوا ہلکی ہو کر زیادہ لطیف بن جاتی ہے تو آگ کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ جب یہ کثیف ہو جاتی ہے تو بادل بن جاتی ہے اگر زیادہ کثیف ہو جائے تو پانی بن جاتی ہے اگر اور زیادہ کثیف بن جائے تو مٹی بن جاتی ہے تو پھر پتھر نمودار ہوتے ہیں۔

Animism
نسمیت

یہ عقیدہ کہ روحیں برحق ہیں اور انسانی زندگیوں اور احوال کائنات پر اثرانداز ہوتی رہتی ہیں۔ یہ تصویر ابتدائی معاشرہ میں ابھرا۔ قدیم لوگوں کا خیال تھا کہ اشیاء، نباتات اور حیوانات میں روح ہے مارکسیوں کے نزدیک اس خیال کا سبب جہالت، پیداواری طاقتوں کا ادنیٰ درجہ پر ہونا اور انسانوں کی کمزوری ہے۔

مختلف علوم میں نسمیت کا مفہوم الگ الگ ہے۔

1- بشریات (Anthropology) (الف) ہر شے میں روح ہے جو اس کی آزادی یا افعال و حرکات کا اصول ہے (ب) نیچر یا فطرت میں مختلف درجوں کی روحیں بستی ہیں۔

2- حیاتیات (Biology)، نفسیات (Psychology) یہ نظریہ کہ زندگی کی اساس مادی جسم کی بجائے غیر مادی روح ہے۔

3- مابعد الطبیعیات (Metaphysics) یہ نظریہ کہ جو ہر ذی حیات، جاندار اور صاحب روح ہے۔

4- کونیات (Cosmology) یہ نظریہ کہ کائنات اور اجرام فلکی صاحب روح ہیں۔

Anergy

انرجی، توانائی

اس نظریہ کے مطابق حواس کے ذریعے موصولہ، مدرکہ حسیات، احساسات کو صفر (Zero) سے کمتر حرکت کی منفی توانائی کی غیر محدود حالتوں کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے۔

Anglo Catholic Philosophy

اینگلو کیتھولک فلسفہ

یہ کلیسائے انگلستان اور امریکہ کے اسقفی (Episcopal) کلیسا کا فلسفہ ہے۔ اس کا مقصد روایتی اخلاق، عقائد اور مذہبی رسوم کو قائم رکھنا ہے اور ساتھ ہی ساتھ جدید علوم سے فائدہ اٹھانا ہے۔ تاریخی اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو اس فلسفہ پر ارسطو اور افلاطون کے خیالات کا گہرا اثر ہے۔ افلاطون کا زیادہ اور ارسطو کا کم۔ اس فلسفہ میں لاادریت (Anosticism) اور تجربیت (Empiricism) دونوں پائے جاتے ہیں۔ لاادریت اس اعتبار سے کہ عقل کی حدود قائم کئے جاتے ہیں جس سے پرے اس کی دسترس نہیں اور تجربیت اس اعتبار سے کہ یہ اینگلو امریکن فلسفہ کا ایک جزو لانیفک ہے۔

اس فلسفہ میں حضرت یسوع مسیح کو خدا کا اوتار مانا جاتا ہے لیکن ان کا ظہور کسی زمانے کی تاریخ میں محدود نہیں کیا جاتا۔ مذہبی عقائد کی حقانیت کا دارومدار عیسائیوں کے مجموعی تجربے پر ہے اور اس تجربہ کی کسوٹی الہامی کتاب بائبل ہے پس الہام کو آخری سند قرار دیا جاتا ہے اور کلیسا کے مرکزی عقائد اسی وجہ سے قابل اعتبار ہیں لیکن ان کی تشریح زمانے کے ساتھ بدلے گی۔

Angst

خوف، ہراس، دہشت

جرمن زبان کا یہ لفظ انگریزی زبان میں بھی خوف، ہراس اور دہشت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ خوف، ہراس، تشویش، پریشانی ہیڈگر (Heidgger) کے نزدیک دہشت کا خاصہ نہیں۔

Aniekkw Dmitry Sergeyevick

اینی چکو، ڈی مٹری سرگی یورچ (1733-88)

روسی ماہر تعلیم اور فلسفی۔ ماسکو یونیورسٹی میں ریاضی، منطق اور فلسفہ کا استاد رہا۔ اٹھارہویں صدی کے روشن خیالوں کی طرح اس نے بھی کہا کہ مذہبی خیالات خوف کا نتیجہ ہیں۔ اس نے بائبل کا بھی ناقدانہ جائزہ لیا اور اس پر کلیسا کا نشانہ بن گیا اپنے لادینی خیالات کے باوجود خدا پرست تھا کیونکہ روح کو غیر فانی تسلیم کرتا تھا۔

Anima Mundi

نسمہ عالم، روح کائنات

اس نظریہ کے ماننے والے اس امر کے قائل ہیں کہ کائنات میں مستور ایک حیات پرور ذہن رسا موجود ہے۔ جس کی وجہ سے کائنات میں نظم وضبط اور حرکت پائی جاتی ہے۔

Annihilation

اعدام، فنا

کسی چیز کو صفر کر دینا۔ طبیعیات میں وہ عمل جس سے ریزہ (Particles) اور ضد ریزہ (anti-particles) دوسرے ریزوں میں تحویل ہو جاتے ہیں۔ پہلا اعدام 1930ء میں دیکھا گیا جبکہ الیکٹرون (Electron) اور پازیٹرون (Positron) کے تصادم سے فوٹون (Photon) پیدا ہوا۔ اعدام کوئی اچھی اصطلاح نہیں۔ کیونکہ ریزوں اور ضد ریزوں کے تصادم سے اعدام واقع نہیں ہوتا بلکہ مادہ ایک شکل سے دوسری شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے کمیت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ ریزوں کے سسٹم کی توانائی وہی رہتی ہے۔

ویسے اعدام کا اصول بڑے کام کی چیز ہے۔ اس سے مادہ اور حرکت کی مختلف اشکال کا پتہ چلتا ہے۔ اس سے مادہ کا تصوراتی نظریہ بھی رد ہو جاتا ہے۔ جس کی رو سے مادہ غائب ہو سکتا ہے اور توانائی مادہ بن جاتی ہے۔

Annihilationism

افضلیت حیوانات

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ انسان کے مقابلے میں

حیوانات کی زندگی زیادہ خوش کن اور پرسکون ہی نہیں بلکہ زیادہ طبعی اور قدرتی ہونے کی وجہ سے پر لطف بھی ہے۔ لو جوائے (Lovejoy) نے اپنی تصنیف "قدیم ایام" میں انسان کا ابتدائی دور اور متعلقہ خیالات میں حیوانات کی فطری مسروریت کا ذکر کیا ہے۔

نسمیت۔ یہ عقیدہ کہ روحیں برحق ہیں اور انسانی زندگیوں اور احوال کائنات پر اثر انداز ہوتی رہتی ہیں۔ مارکسی چونکہ انسان کے بے روح ہونے کے قائل ہیں اس لئے اس نظریہ کے بھی مخالف ہیں۔ مختلف علوم میں نسمیت کا مفہوم الگ الگ ہے۔

1-بشریات (Anthropology)

(الف) ہر شے میں روح ہے جو اس کی آزادی یا افعال و حرکات کا اصول ہے۔

(ب) فطرت میں مختلف درجوں کی روحیں بستی ہیں۔

2- حیاتیات (Biology) نفسیات (Psychology) یہ نظریہ کہ زندگی کی اساس مادی جسم کے بجائے غیر مادی روح ہے۔

3- مابعد الطبیعیات (Metaphysics)- یہ نظریہ کہ جوہر ذی حیات جاندار اور صاحب روح ہے۔

4- کونیات (Cosmology)- یہ نظریہ کہ کائنات اور اجرام فلکی میں بھی روح کارفرما ہے۔

اعدامیت، فنائیت Annihilationism

انگلستان کے ایڈورڈ وائٹ (Edward White) کا یہ عقیدہ کہ بدکاروں کو دائمی سزا نہیں ملے گی بلکہ موت ان کا مکمل خاتمہ کردے گی۔

عقل ہیولائی Anoetic

یہ یونانی Nous سے ماخذ ہے جس کے معنی ایسی عقل کے ہیں جو ہر قسم کا علم رکھتی ہے۔ لہٰذا اس لفظ کا اطلاق خالص تحسسات، تاثری کیفیات اور قبل وقوفی یا غیر وقوفی نفسی احوال پر ہوتا ہے۔

Anselm of Conterbury, st.
کینٹربری کا انیلم

اٹلی میں پیدا ہوا۔ نارمنڈی (Normandy) میں ایبٹ (Abbot) تھا۔ بعد میں کینٹربری کا لاٹ پادری بنا اور اس عہدہ پر موت تک فائز رہا۔ ہستی باری تعالیٰ کے بارے میں اس نے وجودیاتی دلیل (Ontological Argument) دی۔ اس کے بارے میں مشہور ہے کہ اس کا فلسفہ اور نظریہ صداقت سینٹ آگسٹائن (St.Augustine) کے افکار کا مرہون منت ہے۔

وجدان Anschauung

جرمن زبان میں یہ اصطلاح وجدان کے معنوں میں استعمال ہوتی ہے۔ اس سے مراد بلاواسطہ اور فوری ادراک ہے۔ کانٹ کے نزدیک اس سے ہی زمان و مکان کی صورتوں کے ذریعہ عقل کو مواد ملتا ہے۔ کانٹ نے وجدان کے فریضے (Critique of the Reason) میں بیان کئے ہیں۔

Anselmian Argument
حجت انیلم (1033-1109)

انیلم نے خدا کی ہستی کا یوں ثبوت پیش کیا۔ وہ کہتا ہے کہ میرے ذہن میں ایسی ہستی کا تصور موجود ہے جس سے عظیم تر ہستی کا تصور ممکن نہیں۔ یہ تصور ایسی ہستی کا ہے جو ہر لحاظ سے مکمل، لامحدود اور کامل ہے۔ پھر وہ کہتا ہے کہ جو تصور خارج میں وجود رکھے یا فی الواقع موجود ہو وہ اس تصور سے بہتر ہوگا جو محض ذہن میں ہو اور یوں کوئی وجود نہ رکھے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ جو ہر لحاظ سے کامل ہے ضرور موجود ہونا چاہئے اسے وجودیاتی دلیل (Ontological Argument) بھی کہتے ہیں۔

کماہی An Sich

اگر کسی شے کو علائق کے بغیر شعور سے قطع کرکے لیں تو یہ کماہی کہلائے گا ہیگل (Hegel) کے فلسفہ میں جو شے بھی علائق کو مسترد کردے وہ کماہی ہوگی اس طرح اس کی ذاتی صلاحیتوں کا علم ہوتا ہے۔ لہٰذا ہیگل کے فلسفہ میں اگر کوئی شے بالقوہ، لاشعور اور غیر ترقی

یافتہ ہو تو اسے کماہی کہیں گے۔ کانٹ (Kant) ذرا مختلف طریقے سے لیتا ہے وہ جب شے کماہی (Thing in itself) کا مظاہرات سے مقابلہ کرتا ہے تو کہتا ہے کہ اول الذکر توحیطۂ شعور سے باہر ہیں اور موخر الذکر شعور کا تفاعل ہیں۔

کماہیت Ansichtslosigkeit

خارجیت یا حقائق کا بے واسطہ مطالعہ۔

Antaqenistic and non-Antoqonistic Contradictiono

مخاصمانہ اور غیر مخاصمانہ تضاد

ان دونوں تضادات کو سمجھنے کیلئے مارکسیوں کا کہنا ہے کہ ہمیں معاشرے کے دو قسم کے اختلافات لینے چاہئیں ایک تو سرمایہ دار اور مزدوروں کا ہے اور دوسرے دو مزدوروں کے درمیان ہو سکتا ہے۔ سرمایہ دار، زمیندار اور نو آباد کار سب مزدوروں، کسانوں اور دوسرے محنت کش عوام کا استحصال کر رہے ہیں اس لئے انکی کوشش ہے کہ استحصالی نظام اور نو آبادیاتی نظام دونوں برقرار رہیں۔ اس کے برعکس محنت کش عوام طبقاتی استحصال اور نو آبادیاتی غلامی سے نجات کیلئے برسرپیکار ہیں۔ ان حالات میں سرمایہ داروں، زمینداروں اور نو آبادکاروں اور محنت کش عوام کے درمیان ایسے تضادات ابھر آئیں گے۔ جو صرف دشمنوں کے درمیان ہی پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور جن کو کبھی ختم نہیں کیا جا سکتا۔ یہ تضاد ناقابل حل طبقاتی تضاد ہیں دو محنت کش افراد کے درمیان تضاد اس سے مختلف نوعیت کا ہو گا۔ مزدور ایک ہی طبقے سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے مفادات بھی ایک جیسے ہیں۔ ان کے درمیان کوئی ایسی دشمنی نہیں ہو سکتی جو سلجھائی نہ جا سکے۔ اگر کبھی حالات کی تبدیلی سے ان کے درمیان تضاد ابھر آئے تو اس تضاد کو مخاصمانہ نہیں کہیں گے۔ دو مختلف قسم کے تضادات کا حل ایک دوسرے سے مختلف ہو گا۔ پہلا تضاد مخاصمانہ ہے دوسرا غیر مخاصمانہ۔

ماقبل، مقدم Antecedent

شے ماقبل یا واقعہ ماقبل۔

منطق میں کسی قضیہ شرطیہ کا وہ حصہ جس پر دوسرا حصہ منحصر ہو۔ اگر منطقی جملہ کی شکل "اگر الف تب ب" ہو تو پہلا حصہ یعنی الف تو مقدم کہلائے گا اور دوسرا حصہ یعنی ب موخر کہلائے گا۔

انتر آتما (سنسکرت) Anter-atman

اندرونی یا داخلی ذات، یہ اصطلاح اپنشد میں پائی جاتی ہے۔

علم تحقیق انسانی Anthropogeny

ڈارون (Darwan) ہکسلے (Huxley) اور ہیگل (Hegel) نے مشاہدات اور تجربات سے بتایا کہ انسان کا ارتقا کازی میمون (fassil ape) سے ہوا۔ اینگلز (Engels) کے نزدیک ارتقائے انسانی کے محرکات قدیم آدمی کی سماجی صحت میں پائے جاتے ہیں۔ سائنسی نقطہ نظر سے تخلیق اور ارتقا کے کئی منازل ہیں۔

1- اسٹرالو پتھکیس (Australopithcus) دو ٹانگوں پر حرکت کرتا تھا۔ شکار کھیلتا تھا، قدرتی اوزار استعمال کرتا تھا۔ ان اوزاروں میں کچھ اصلاح کی اور کچھ خود بنائے۔

2- بن مانس جاوا نے مصنوعی اوزار بنائے۔ سماجی پیداوار سے شعور اور زبان کا نشوونما ہوا اور انسان کا جسم بنا یہ مرحلہ ہزاروں لاکھوں سالوں میں طے ہوا۔

3- دوسری منزل پر انسان جتھوں میں رہتا تھا۔ ان جتھوں سے قدیم معاشرہ ابھرا اور جاوا کے بن مانس سے انسان کی تخلیق ہوئی۔

یہ سب نظریات نہ صرف الہامی مذاہب کے تخلیق انسانی کے نظریہ کے مخالف ہیں بلکہ جدید علوم نے بھی ان نظریات کو مسترد کر دیا ہے۔

انسان پرستی Anthropolatry

انسان کو خدا بنا کر یا خدا کو انسانی روپ عطا کر کے

اس کی پرستش کرنا۔ قدیم تہذیبوں جن میں یونان و مصر، بھارت اور جاپان کا شمار ہوتا ہے میں خدا کو انسان بنایا گیا اور اس کی پرستش کی گئی یہ جہالت کی بات ہے۔

بشریاتیت Anthropologism

مارکسیوں کا کہنا ہے کہ جدلیاتی مادیت سے پہلے انسان کو اشرف المخلوقات خیال کیا جاتا تھا اور اس کی قابلیتوں کے حیاتیاتی اسباب ڈھونڈے جاتے تھے انسان اور قدرت کو اکائی تصور کیا جاتا تھا اور جسم اور روح میں دوئی خیال نہیں کی جاتی تھی۔ سترھویں اور اٹھارویں صدی کی مادیت میں بشریاتیت کو بوژوائی انقلاب کیلئے دلیل کے طور پر استعمال کیا گیا۔ کہا یہ گیا کہ انسان کی فطرت کے ساتھ جاگیرداری سماجی نظام اور مذہب نہیں چلتے لیکن یہ مادیت غلط بنیادوں پر قائم تھی اور تصوریت (Idealism) سے جاملتی ہے۔ یہ انسان کی سماجی نیچر اور شعور کو نہیں سمجھ سکی۔ اس کے برعکس انسانی اوصاف کو تجریدی مان کر انکا مطالعہ معاشرے اور معاشرتی تجربے سے الگ کرتی ہے پس بشریاتیت میں انسان تجریدی رہ جاتا ہے اور معاشرتی علائق کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔

فلسفیانہ بشریات Anthropology

انسانی جوہر کے متعلق فلسفیانہ علم۔ فلسفیانہ سائنس جو اس سوال سے متعلق ہے کہ جوہر انسانی کیا ہے۔

تجسیم Anthropomorphism

قدرت کی خارجی طاقتوں کو انسانی شکل دینا اور انسانی اوصاف سے متصف کرنا۔ زینوفون (Xenophone) کہتا ہے کہ تجسیم مذاہب کا خاصہ ہے۔ مارکس بھی اسی خیال کا حامی ہے۔

بشر مرکزیت Anthropopathism

اس نظریہ کے مطابق انسان کو کائنات میں مرکزی حیثیت حاصل ہے اور اسے تخلیق کا مقصد قرار دیا جاتا ہے۔ اس کا نظریہ علت غائی (Teleology) کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔

انسانی معاشرت Anthroposocislogy

نسلی نظریہ جو افراد اور جماعتوں کے سماجی درجوں، ان کے فعلیاتی اور تشریحی اوصاف (مثلاً بالوں کا رنگ، قد کی لمبائی، کھوپڑی کی بناوٹ) کے درمیان رشتہ قائم کرتا ہے۔ اور اس نقطہ نگاہ سے سماجی مظاہر کی توجیہہ کرتا ہے۔ اس نظریہ کا امام جے۔ وی۔ لے پوگ (J.V.Lapouge) (1854 -1936) تھا۔ اس نے یہ تصور جے گاب نو (J.Gobnew) (1814 -82) سے لیا تھا جو یہ کہتا تھا کہ آریہ نسل سب سے افضل اور اعلیٰ نسل ہے اور اچھی قسم کے انسان اسی نسل سے پیدا ہوتے ہیں۔ انسان معاشرت کی رو سے طبقاتی کشمکش دراصل نسلوں کی کشمکش ہے۔ محنت کشوں کا آزاد ہونا رجعت پسندانہ فعل ہے جس کا باعث آریہ عنصر کی کمی ہے۔ لے پوگ کہتا ہے کہ نسلی اصلاح کے ذریعے عوام کی بے چینی کم کی جاسکتی ہے۔ جرمن نازی اس نظریہ کے پرستار تھے اور آج بھی نسل پرست اس کے حامی ہیں۔

Anthroposophy

انسانی عقلیات، فلسفہ انسان

اسے عرفان (Theosophy) کی شاخ کہنا چاہئے دراصل یہ ایک سوسائٹی ہے جس کا دارومدار فیثاغورث، نو افلاطونی، عرفانیاتی، مذہبی اور فلسفیانہ عقائد پر ہے۔ اس سوسائٹی کا مرکزی عقیدہ انسانی فطرت کو الٰہی صفات سے مزین کرنا ہے جو صرف اس سوسائٹی کا ممبر بننے سے ہو سکتا ہے۔ پہلی عالمی جنگ کے خاتمہ پر ریڈولف سٹینر (Radolph Staner) نے اس کی بنا رکھی جرمنی، امریکہ، اور برطانیہ میں اس سوسائٹی کی شاخیں موجود ہیں۔

Anticipation

پیش بینی، مستقبل کے متعلق پیش گوئی کرنا

یہ عمل فوری اور استنتاجی ہوتا ہے۔ بیکن

(Bacon) اور لائبنیز (Lubniz) کے نزدیک ایسا مفروضہ جس کی توثیق نہ ہوتی ہو۔ سائنس کے اکثر مفروضے اسی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ جب انکی تصدیق ہو جاتی ہے تو پھر وہ قوانین قدرت کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں۔

Anticipation of Experience
تجربے کی پیش بینی

کانٹ (Kant) کے انتقاد عقل محض میں دو قسم کے ترکیبی اصولوں کا ذکر آتا ہے۔ اس میں سے دوسرا اصول جس کی بدولت انسانی ذہن اس چیز کو جو دراصل تجربی ہوتی ہے قبل تجربی سمجھ لیتا ہے۔ یہ پیش بینی تجربہ کا اصول ہے۔ اس اصول سے مخصوص خصوصیات کا علم تو نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ علم تجربہ یا مشاہدہ سے حاصل ہوتا ہے لیکن ہم اس تجربے یا مشاہدے کے بارے میں پیش گوئی کر سکتے ہیں۔

Anti-Communism **ضد اشتراکیت**

اشتراکیوں کے مخالفوں کا کہنا ہے کہ اشتراکی ممالک کے نظام کو اشتراکی نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ یہ بھی ایک قسم کا سرمایہ دارانہ نظام ہے۔ اشتراکیت کلیت پسند اور جارحانہ ہے۔ اس کے تحت معاشرتی روابط انسانیت سے عاری ہو جاتے ہیں اور انسانوں کو محض کل پرزہ سمجھا جاتا ہے۔ لارڈ رسل (Russell) کہتا ہے کہ اشتراکیت اندرونی طور پر حاکمانہ ہے اور بیرونی طور پر جارحانہ عزائم کی مظہر ہے۔

Anti Duhring **ردِ ڈورنگ**

اینگلز (Engels) کی تصنیف جو ڈورنگ (Duhring) کے جواب میں لکھی گئی۔ ڈورنگ نے مارکسی نظریات پر تنقید کی تھی اور اس کتاب میں ڈورنگ کی تنقید کا جواب دیا گیا ہے۔ یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے۔ 1- جدلیاتی اور تاریخی مادیت 2- معاشیات 3- سائنسی اشتراکیت۔ مارکس نے مسودہ پڑھا اور کتاب کیلئے معیشت کی تاریخ پر باب لکھا۔

Antilogism **ضد قیاس**

منطق کی رو سے اگر قیاس کے نتیجے کی نفی کی جائے تو اس کے قضیوں میں تناقض پیدا ہو جائے گا۔ اس کی وضاحت مسز لیڈ فرینکلن (Mrs. Ladd Franklin) نے کی۔ ارسطو کے اصولوں کے مطابق صحیح ضرب کے نتیجے کی نفی کرنے سے ضد قیاس حاصل ہو جاتا ہے۔

Anti-Metaphysics
ضد یا نفی مابعد الطبیعیات

لا ادریت (Agnosticism) اور منطقی اثباتیت (Logical Positivism) سے مابعد الطبیعیات کی نفی ہو جاتی ہے۔ لاادریت کی رو سے مابعد الطبیعیاتی جملوں کی تصدیق حسی تجربوں سے نہیں ہوتی۔ لہٰذا یہ باطل ہیں۔ منطقی اثباتیت بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ انکے پروگرام کا اہم حصہ مابعد الطبیعیات کی تردید ہے لیکن یہ تردید زبان کے تجزیہ سے کی جاتی ہے جس کی رو سے مابعد الطبیعیاتی جملوں کا شمار جذباتی جملوں میں ہوتا ہے جو غیر وقوفی ہوتے ہیں۔

Anti-Nomianism **ضد اصولیت**

مارٹن لوتھر نے یہ اصطلاح وضع کی۔ اس کے نظریہ کے مطابق مغفرت کے دروازے توبہ سے کھلتے ہیں نہ کہ شرح سے۔ لہٰذا مذہب میں جبر و اکراہ کی گنجائش نہیں اور اسے ہر قسم کے بیرونی دباؤ سے آزاد ہونا چاہیے۔

Anti-nomies Samantics
معنویاتی اضداد اصولی

یہ اضداد ان قضیوں میں پائے جاتے ہیں جن کا مقصد کسی خاص زبان کو ظاہر کرنا ہو۔ اس کی مشہور مثال یوبلوڈیز (Eubliodies) نے چوتھی صدی قبل مسیح میں دی۔ اے کاذب (Liar) کی ضد اصولی کہتے ہیں اس کی شکل ہے (اس صفحہ پر خطوط وحدانی کے

درمیان فقرہ غلط ہے) اگر یہ فقرہ صحیح ہے تو اس کا مافیہ تو کہتا ہے فقرہ غلط ہے اور اگر یہ غلط ہے تو مافیہ بتائے گا کہ یہ صحیح ہے۔ پس قانون تناقض کے برعکس یہ فقرہ غلط بھی ہو گا اور صحیح بھی۔ ایک اور مثال گری لنگ (Grelling) نے دی ہے۔ ایسی محمول (Preodicate) کو جو خود اس صفت کا حامل نہ ہو جو وہ بیان کر رہا ہے غیر مماثل (Heterologus) محمول کہا جاتا ہے۔ مثلاً چار رکنی (tetrasy llabic) چار رکنی نہیں۔ ضد اصولی تب ظاہر ہوتی ہے جب غیر مماثل محمول کی تعریف خود غیر مماثل پر منطبق کرتے ہیں۔ یعنی اگر یہ غیر مماثل ہے تو تعریف کی رو سے ان صفات کا حامل نہیں ہو گا جو وہ بیان کرتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں غیر مماثل نہیں ہو گا۔ اگر یہ غیر مماثل نہیں تو بھی تعریف کی رو سے اسے ان اوصاف کا مالک ہونا ہو گا جو یہ بیان کر رہا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ غیر مماثل ہو گا۔ ایسے اضدار کو فوق زبان (Meta language) اور معروض زبان (Object-language) کی تمیز سے رد کیا جا سکتا ہے۔

ضد اصولی Antinomy

دو متضاد نتیجے گو دونوں صحیح ہوتے ہیں۔ یونانیوں کے ہاں یہ تصور پایا جاتا تھا افلاطون اور ارسطو اس کا ذکر کرتے ہیں۔ زینو ضد اصولی کی بجائے اشکال کا لفظ استعمال کرتا ہے اور حرکت اور کثرت میں اشکال دیکھتا ہے۔ دور وسطیٰ میں یہ تصور مدرسیتی منطقیوں کے ملتا ہے۔ کانٹ کے فلسفہ میں ضد اصولی کا ذکر تب آتا ہے جب وہ یہ ثابت کرتا ہے کہ انسانی عقل کا دائرہ تحسسات تک محدود ہے اور اسے شے کماہی (Thing in itself) کا علم نہیں ہو سکتا۔ عقل جب اپنے دائرہ سے باہر نکلتی ہے تو تضاد میں پھنس جاتی ہے۔ دعویٰ (Thesis) بھی ویسا ہی نظر آتا ہے جیسے ضد دعویٰ (anti-thesis) مثلاً عقل محض کے اضداد ہیں۔ 1- کائنات محدود بھی اور لامحدود بھی۔ 2- ہر مرکب شے کے اجزاء بسیط ہوتے ہیں اور بسیط شے کا کوئی وجود نہیں ہوتا۔ 3- کائنات میں آزادی ہے بھی اور نہیں بھی بلکہ علیت (Casuality) ہے۔ 4- کائنات کا سبب اول ہے اور کائنات کا کوئی سبب اول نہیں۔

جدید صوری منطق کے اضداد، کانٹ کے اضداد اصولی سے مختلف ہیں۔ انیسویں صدی کے آخر سے ریاضیات کے اصل الاصولوں کا کھوج لگاتے ہوئے کئی ایک اضداد کا علم ہوا ہے۔ ان اضداد کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک میں تو منطق اور سٹ (Set) کا نظریہ ہے اور دوسرے میں معنویت۔ ان اضداد کی حیثیت نفسیاتی نہیں بلکہ معنوی ہے اور جدلیاتی ہے۔ یہ اضداد دراصل صورت اور مافیہ کے اضداد ہیں۔ جب استدلال کی کسی ایک صورت سے اضداد پیدا ہوں تو استدلال کی نیچر پر غور کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اضداد اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ صوری استدلال کا نیا طریقہ سوچنا چاہئے جو مافیہ سے زیادہ اہم آہنگ ہو۔ اضداد سے مکمل چھٹکارا تو حاصل نہیں کیا جا سکتا لیکن صوری طریقوں کو درست کرنے سے کئی اضداد ختم ہو جاتے ہیں۔

انتی سھین (444-368ق م) Antisthenes

سقراط کا شاگرد۔ کلبیت (Cynicism) کا بانی۔ اس نے سقراط کی تعلیم کو آگے بڑھایا۔ وہ صرف اندرونی اشیاء کے علم کو صحیح خیال کرتا تھا۔ اس نے افلاطون کے نظریہ اعیان (Theory of Ideas) پر اعتراضات کئے اور کہا کہ محض انفرادی اشیاء کا وجود ہے۔ تہذیب پر بھی نکتہ چینی کی اور کہا کہ ضروریات زندگی کو سمیٹنا چاہئے۔

ضد یا تضاد دعویٰ Anti-Thesis

دعویٰ کی ضد۔ کانٹ کے نزدیک اضداد اصولی کا منفی عنصر ہیگل (Hegel) کے نزدیک جدلیاتی عمل کا دوسرا قدم (پہلا قدم دعویٰ Thesis ہے) دعویٰ اور تضاد دعویٰ کے بعد تیسرا قدم ترکیب (Synthesis) ہے جو دونوں کی جزوی سچائیوں کو نئے قضئے میں پیش

کرتا ہے۔

Anti Thesis of Mental & Physical labour

دماغی اور جسمانی محنت کا تضاد

مارکسیوں کے نزدیک جسمانی اور دماغی محنت کی تمیز غلط ہے کیونکہ اس سے استحصال ہوتا ہے۔ اس تمیز کا آغاز دور غلامی میں ہوا۔ اس وقت یہ تمیز قدرے مفید تھی۔ اس سے تقسیم کار کا تصور پیدا ہوا۔ کچھ لوگ جسمانی محنت میں لگ گئے اور کچھ دماغی میں۔ جس سے سائنس اور ثقافت کو ترقی ہوئی لیکن بعد میں یہ طبقاتی کشمکش کا سبب بن گئی۔ لہٰذا اب وہ اس کشمکش کا خاتمہ چاہتی ہے۔

Anti Thesis of Town & Country

شہری اور دیہاتی زندگی کا تضاد

مارکسیوں کے نزدیک اس تضاد کی بنیاد سماجی تقسیم کار میں ہے۔ اس تضاد سے مراد دیہی زندگی کی پسماندگی ہے۔ اشتراکیت اسی تضاد کو ختم کرنا چاہتی ہے۔

Antonovich Maxum Alexeyevich

میکسم الیگزیوچ اینڈنووچ (1918-1835)

روسی مادہ پرست فلسفی، سیاسی مقالہ نگار، جمہوریت پسند۔ سینٹ پیٹرس برگ میں تعلیم حاصل کی اور چرچ کی ملازمت کر لی۔ 1859 میں ملازمت چھوڑ کا ایک رسالہ "ہم عصر" کا مقالہ نگار بن گیا۔ اس نے اپنے مقالوں میں کانٹ اور ہیگل پر کڑی تنقید کی۔ اس کے خیال میں فلسفہ اور عملی سیاست میں گہرا رشتہ ہے۔ جب "ہم عصر" بند ہو گیا تو دوسرے رسالوں میں مضامین لکھنے لگا۔ 1894ء میں اس نے "ڈارون اور اس کا نظریہ" کے موضوع پر کتاب لکھی۔

Anu **آنو (سنسکرت) سالمہ، ایٹم، ذرہ، نقطہ**

سنسکرت زبان کے اس لفظ کا ایک مفہوم تو ہے نقطہ (Point)۔ ہیچ یعنی بے مقدار۔ بلا طول و عرض و

ارتفاع۔ مفروضہ مقدار یا مقام جس کو ریاضی یا دیگر علوم بالخصوص علم ہندسہ میں کسی مقدار کی اساس یا خط کا آغاز مانا جاتا ہے۔

دوسرے معنی میں اس اصطلاح کے ایٹم (Atom) ذرہ، سالمہ جس سے عموماً مادے (Matter) یا جوہری وجود (Substance) کا ایک فرضی جزو لایتجزی اور ناقابل تقسیم ذرہ لیا جاتا ہے۔

Anumana **انومانا (سنسکرت)**

استنتاج، استنباط یعنی نتیجہ نکالنا۔

Apagoge **احالہ بہ محال**

ارسطو کی منطق میں اس کے دو معنی ہیں۔

1- ایسا قیاس جس کا قضیہ کبریٰ تو یقینی ہو لیکن قضیہ صغریٰ محض ظنی اور احتمالی۔ بالواسطہ ثبوت مہیا کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ جس نتیجے کی صحت ثابت کرنی ہو اس کی ضد فرض کر لی جائے اور اس سے جو ناممکن یا غیر قابل قبول نتائج نکلتے ہوں انہیں الم نشرح کیا جائے۔ فرض کیا ب کو ثابت کرنا ہے اور صحیح حقائق جس کی رو سے ثبوت مہیا کیا جاتا ہے الف۔ الف..... الف ہیں اگر ب غلط ہے تو غیر ب درست ہو گا اب حقائق الف۔ الف...... یعنی الف۔ الف...... الف اور غیر ب سے نتائج نکالے جاتے ہیں جو مسلمہ حقائق یعنی الف۔ الف ...... الف میں سے کسی ایک کی تردید کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ حقائق کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ اس لئے غیر ب غلط ہو گا یعنی ب صحیح ہو گا۔

A Parte ante **مدت ما قبل**

اس کے لغوی معنی ہیں واقعہ صادر ہونے سے پہلے کی مدت۔ پہلے سے گذرے ہوئے واقعہ کے بارے میں حوالہ دینا۔

A Parte post **مدت مابعد**

اس کے معنی ہیں واقعہ صادر ہونے کے بعد کی مدت۔ دیئے گئے واقعہ میں مدت کا حوالہ دینا۔

Apathia **اپاتھیا**

یونانی لفظ جس کے معنی ہیں محسوس نہ کرنا۔ ابیقوریت، رواقیت کے فلسفہ اخلاق میں سکون حاصل کرنا۔ قوی احساس سے آزادی جو صرف غور و فکر کے نتیجہ میں حاصل ہوتی ہے۔

Apathy **بے نیازی، بے پرواہی**

ابیقوری (Epicurean) اور رواقی (Stoics) فلسفہ اخلاق میں راحت اور سکون تلاش کرنے کا طریق۔ ان کے مطابق دل کو راحت و سکون اسی شکل میں مل سکتا ہے کہ جذبات تنگ نہ کریں اور ذہنی خلفشار سے نجات حاصل ہو۔ ان کے نزدیک زندگی کے مقاصد پر غور و فکر کرنے سے یہ مقام حاصل کیا جا سکتا ہے۔

Apeiron **فوق العصر، لامحدود، غیر معین، لامتناہی**

انیگزیمنڈر (Anximander) کے نزدیک وہ لامحدود اور غیر معینی مادہ جو تکوین سے پہلے موجود تھا اور جس سے تمام چیزوں نے وجود پایا۔ یونانی فلسفہ میں اس کا ذکر اکثر آتا ہے خصوصاً جہاں کہیں ثنویت (Daulism) ہو جیسا کہ فیثا غورث میں ہے۔ وہ حد (paras) کو لاحد (Apeiron) کے مقابل لاتا ہے۔

Apercu **لمحہ، خاکہ، خلاصہ، وجدانی بصیرت**

باطنی نور، کشادہ قلب، بسط روح۔ ایک وجدانی باطنی کیفیت جو کسی تجزیہ یا تحلیل سے ماورا، بالا تر ہو۔

Apreu

جو اپنے آپ نہ ہو بلکہ تجزیاتی ہو۔

Apocatastasis **نروان، مکمل نجات**

مذہبی عقیدہ کے مطابق شخصی یا اجتماعی رہائی، ہر قسم کے دکھ، درد آلام و مصائب سے خلاصی۔ دائمی ابدی سکھ، راحت کا حصول، نروان، سب تکالیف سے مبرا ہو کر جاودانی فلاح و فوز۔

Apodeictic **مسلم، بدیہی، وجوبی**

وہ امر جس کا ظہور یا وقوع ہر قسم کے شک و شبہ سے بالا ہو۔ ارسطو کے نزدیک وجوبی علوم وہ ہو گا جو صحیح مقدمات سے استخراجی اصولوں کے مطابق حاصل کیا گیا ہو۔ قیاس ایک وجوبیہ ہے بشرطیکہ اس کے مقدمات صحیح ہوں۔ وجوبیہ کے مقابلے میں احتمالی (Problematic) اور مطلقہ (Assertional) قیاس یا محض جملے ہوتے ہیں۔

Apodictio Knowledge

ایسا علم جو یقینی ہو نہ کہ احتمالی ہو۔

Apollinarianism **اپولیناریانزم**

بشپ اپولینارس (390-310) کا حضرت یسوع مسیح کی الوہیت کے بارے میں انتہا پسندانہ نظریہ جس کی رو سے وہ حضرت مسیح کے کلام کو مکمل طور پر کلام خدا قرار دیتا تھا اور انہیں انسانی روح اور انسانی خوف و ارادہ سے معرا سمجھتا تھا۔ اس نظریہ کو خود مسیحیوں نے رد کر دیا۔

Apollonian **اپولائی**

محویت یا شغف، ارتکاز، التفات، توجہ یا دھیان کی اس کیفیت یا حالت سے متعلق امور جس میں تخلیقی اذہان مختلف علوم طبیعیات وغیرہ۔ سائنسی علوم، فلسفہ، ادب یا اہم فقہی معاملات کی جستجو میں اس قدر مشغول یا کھو جانا کہ ان لمحات میں ماحول سے الگ ہو جاتے اس حالت کو عالم رویا یا خواب کی سی کیفیت کے ساتھ بھی تشبیہ دی جاتی ہے۔

نتشے کے نزدیک وہ نظری اور عقلی جذبے جو تال، تربیت اور نغمہ کی تہ میں کارفرما ہیں۔ دیکھئے (The birth of Tragedy) سپنیگلر (Spengler) اسے کلاسیکی روح کیلئے استعمال کرتا ہے۔ دیکھئے (The Decline of the West)

Apologetics **اعتذاریات**

مذہبی علوم کی وہ شاخ جو عقائد کے جواز اور حقانیت میں فلسفیانہ دلائل پیش کرے۔ پرانے وقتوں میں عیسائی متکلمین کا فریضہ تھا کہ وہ عیسائیت کی حفاظت

کریں اور اعتراضات کا جواب دیں۔ عیسائیت میں اعتذاریات کو عیسائی مذہب کے شواہد (Evidence of the Christian Religion) بھی کہا جاتا تھا۔ ویسے ہر مذہب کی اعتذاریات ہوتی ہیں مثلاً ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت، روح کا غیر فانی ہونا، وحی اور اس کا ثبوت، معجزات اور پیش گوئیاں، مذہب اور اس کے عقائد پر اعتراضات کے جواب اور دوسرے مذاہب کا تجزیہ۔ مارکسیوں کا کہنا ہے کہ اعتذاریات میں ایک بنیادی تضاد ہے۔ اس کی بنیاد دلائل پر عقلی ثبوت پر ہے لیکن اس کا عقل سے کوئی تعلق نہیں۔

اعتذار Apology

کسی الزام کے جواب میں ملزم کی دفاعی کارروائی جس سے وہ عائد کردہ الزامات سے بریت ثابت کرکے اپنا بچاؤ چاہے یہ کارروائی تحریری، تقریری یا کسی اور عملی تدبیر سے اصالتاً" یا وکالتاً" دونوں طرح ہو سکتی ہے۔

سزائے موت ملنے سے پہلے سقراط نے اپنی مدافعت میں تقریر کی اور الزامات کا جواب دیا۔ اسے "اعتذار سقراط" (Apology of Socretes) کہتے ہیں۔ اسے قلمبند کرنے والا افلاطون تھا جو سقراط کا شاگرد ہے۔

انارہ A pophansis

یونانی اصطلاح قضیہ کیلئے جو معنوی اعتبار سے اپنے موجودیاتی پس منظر کو ظاہر کرتی ہے۔ قضیہ میں محمول اپنے موضوع کو شکار کرتا ہے استعارہ کے طور پر کہہ سکتے ہیں کہ محمول کی وساطت سے موضوع کا نور ظاہر ہوتا ہے۔

ارسطو کے نزدیک قضیہ کی مستند صورت موضوع اور محمول کی تھی باقی ہر قسم کے جملے اس مستند صورت میں ڈھالنے پڑتے ہیں۔ انہیں وہ انارہ کہتا ہے۔

Apophansis

یونانی لفظ ہے۔ یہ علم حرف میں اس قضئے کے بارے میں استعمال ہوتا تھا جو اپنے وجودی پس منظر پر روشنی ڈالے۔ ان معنوں میں قضیہ اپنے موضوع اور محمول سے ظاہر ہوتا ہے۔

انار یہ Apophantic

ہسرل (Husserl) ایسے قضیہ کو جو موضوع اور محمول پر مشتمل ہو انار یہ کہتا ہے۔ گرائمر میں ایسے جملے کو جزیہ کہتے ہیں۔ یہ جملے موجبے اور سالبے دونوں قسم کے ہو سکتے ہیں مثلاً پھول خوبصورت ہیں اور حبشی سفید رنگ کے نہیں ہوتے ایسے قضئے میں جن میں پہلا موجبہ ہے اور دوسرا سالبہ۔ دونوں ہی ہسرل کی زبان میں انار یہ ہوں گے۔

اشکال Aporia

یونانی فلسفہ میں وہ مسئلہ جو کسی تضاد کے باعث حل نہ ہو سکے زینو (Zeno) کے استعارات کا شمار اسی ضمن میں ہوتا ہے۔ زینو نے ثابت کیا کہ حرکت ناممکن ہے۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت کرنے سے پیشتر لازم ہے کہ اس کا نصف حصہ طے کیا جائے اور پھر اس کا نصف حصہ اور یہ سلسلہ لامتناہی ہو گا۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ انسان اسی جگہ رہے گا جہاں ہے لہٰذا حرکت ناممکن ہے۔

زینو نے یہ بھی کہا کہ تیز رفتار ایکسیلز (Achelles) سست رفتار کچھوے کو کبھی نہیں پکڑ سکے گا۔ خواہ ان کے درمیان فاصلہ ایک انچ ہی کا کیوں نہ ہو۔ استدلال متذکرہ صدر ہے۔ یعنی ایک انچ طے کرنے سے قبل آدھ انچ طے کرنا ہو گا آدھ انچ طے کرنے سے قبل 11/4 انچ اور 11/4" سے قبل 1/8" اور یہ سلسلہ لامتناہی ہو گا اور ایکسیلز تیز رفتاری کے باوجود کچھوے کو نہیں پکڑ سکے گا۔

افلاطون اور ارسطو نے اس اصطلاح کو اپنی تحریروں میں استعمال کیا ہے ارسطو اس کی تعریف یوں کرتا ہے کہ جب دو مستعار دلائل ایک جیسے نظر آئیں گے تو اشکال ہو گا۔

بعد تجربی Aposteriori

قبل تجربی (apriori) کی ضد ہے نفسیات میں وہ معطیات (Data) جو تجربے سے حاصل ہوتے ہیں اور نفس کی ذات سے اخذ نہیں کئے جاتے بعد تجربی کہلاتے ہیں۔ منطق میں اس سے استقرائی (Inductive) طریقہ مراد ہے۔ یہ طریقہ استخراجی کی ضد ہے۔

ظاہر، نمایاں، واضح Apparent

وہ چیز جو حقیقی اور واقعی نظر آئے۔ یہ ذہن اور حواس سے بھی متعلق ہو سکتی ہے۔ ہر موجود شے جو زمان و مکان میں ہو اور اس کا تعلق معقولات سے ہو ظاہر ہو گی۔

ظاہر، نمایاں Appearance

یوں اس سے مراد اظہار (Presentation) ہے علمیات (Epistemology) میں تحسی قابل مشاہدہ صورت کو 'ظاہر' کہا جاتا ہے۔ کانٹ کے نزدیک ذات کماہی (Thing in itself) کے نفسی ملزوم کا نام 'ظاہر' ہے۔ ہر موجود شے جو زمان و مکاں میں ہو اور اس کا تعلق معقولات سے ہو 'ظاہر' ہو گی۔ مابعد الطبیعیات میں حقیقت کے درجے یا حقیقت کے متعلق متضاد قضئے 'ظواہر' کہلائیں گے۔

Appearances

کانٹ اس سے یہ مراد لیتا ہے کہ انسانی تجربے میں جیسے اشیا ہیں نہ کہ جیسے وہ اپنے آپ میں ہیں۔

ادراک، نفس شناسی Apperception

علمیات میں اس سے مراد نفس کا اپنے ذاتی اور داخلی کیفیات سے بذریعہ مطالعہ باطن (Introspection) آگاہ ہونا۔ لائبنیز (Lebniz) نے ادراک (Perception) اور ادراک (Apperception) میں فرق کیا۔ اول الذکر سے خارجی اشیاء کا علم ہوتا ہے اور موخر الذکر سے اندرونی کیفیات کا۔ کانٹ ادراک سے مراد خود شعوری کی وحدت لیتا ہے۔ خواہ اس خود شعوری کا تعلق تجربی ایغو سے ہو یا خالص ایغو سے۔ تجربی ایغو کے سلسلے میں اس ادراک کو تجربی ادراک کہا جائے گا اور خالص ایغو کے سلسلے میں ماورائی ادراک کہیں گے۔

نفسیات میں ادراک سے مراد پرانے تجربات کا نئے سے مل کر ایک نیا کل تعمیر کرنا۔ پرانے تجربات کو ادراکی مواد (Apperception Mass) کہتے ہیں۔ ٹچنر (Titchner) کے مطابق ہر نئے تجربے پر اسی ضمن کے پرانے تجربات کا اثر پڑتا ہے۔ اس لحاظ سے ہر ادراک فی الحقیقت ادراک ہوتا ہے۔

حیطہ درک Apperehension span of

بہت ہی، مختصر ہی، ایک ہی توجہ میں جس قدر اشیاء دیکھی یا سنی جا سکتی ہیں درک کا احاطہ یا وسعت کا پتہ دیں گی۔ مختلف لوگوں کے حیطہ درک مختلف ہوتے ہیں۔ کوئی زیادہ دیکھ یا سن سکتے ہیں کوئی کم۔

اشتہا، بھوک Appetite

مدرسیتی فلسفہ (Scholastic Philosophy) میں ہر قسم کے تقاضے کو اشتہا کہا جاتا ہے۔ اشتہا بہت سی قسموں کی ہو سکتی ہے۔ حسی اشتہا کا مقصد کسی حسی شے کو حاصل کرنا یا ترک کرنا ہو تو یہ شہوانی پہلو اختیار کر لیتی ہے۔ اور جب ایسی خواہش یا خواہشات کے راستے میں کوئی ایسی رکاوٹ آئے تو انسان جھنجلا اٹھتا ہے۔ اس سے جذبات ابھرتے اور مشتعل ہوتے ہیں عقلی اشتہا ایسے ارادہ کو ظاہر کرتی ہے جو خیر محض کو طلب کرے۔ چونکہ مدرسین کے نزدیک خیر محض صرف خدا کی ذات ہو سکتی ہے پس عقلی اشیاء کا مقصد اللہ تعالیٰ کی ذات کو پانا ہے۔

اندرونی اشتہا Appetition

لائبنیز کے نزدیک اندرونی اشتہا جو ایک ادراک سے دوسرے کو جدا کرتی ہے سپینیوزا کے نزدیک یہ شعوری خواہش ہوتی ہے۔

Appetitive — **اشتہا کی قسم صفت**

یہ اشتہا کی اسم صفت ہے۔ عام طور پر یہ ان خواہشات پر مبنی ہوتی ہے جو حیوان ہوں مثلاً بھوک، جنس وغیرہ۔ یہ تصوراتی، موثراتی کے ساتھ مل کر شعور کے تین بنیادی عنصر ہیں۔

Appreciation — **تخمینہ**

رائس (Royce) کے نزدیک انسانی ذہن کا وہ ملکہ جس کی بدولت وہ اشیاء جو اشخاص کو پسند یا ناپسند کرتا ہے۔ تجربات کا محاسبہ کرتا ہے اور ان کی قیمت یا قدر متعین کرتا ہے۔ اس کے مخالف وہ ملکہ ہے جس سے اشیاء کا ذکر، تشریح اور تجزیہ کیا جاتا ہے اور علم کا ابلاغ ہوتا ہے۔

Apprehension — **درک**

درک سے صرف اشیاء کی آگہی یا شعور مراد ہے۔ اشیاء کے بارے میں کچھ کہا نہیں جاتا۔ یعنی اس شعور میں کسی تصدیق کو دخل نہیں ہوتا انسانی نفس کا جو خارج سے عمومی تعلق ہے خواہ یہ تعلق کوئی شکل اختیار کرے درک کہلائے گا۔

Apprehension-Span — **حیطہ درک**

سادہ اور پیچیدہ چیزوں کا وہ حصہ جسے انسان ایک نظر میں اپنے حیطہ درک میں لا سکے۔

Approbative Ethics — **استحسانی اخلاق**

اخلاقیات کا وہ نظریہ جس کی رو سے خیر سے مراد ایسا تصور، فعل یا شے ہے جسے پسندیدگی حاصل ہو۔ اگر پسندیدگی کا فاعل خدا ہو تو یہ دینی نظریہ بن جاتا ہے۔ اس کے حامی کارل بارتھ (Karl Barth) پال ٹلچ (Paul Tillich) ایمل برونر (Emil Brumer) اور بہت سے دوسرے ہیں۔ اگر اخلاقی حس (Moral Sense) کی پسندیدگی خیر کا موجب ہے تو یہ نظریہ اخلاقی حس کا ہے۔ اس کے حامی گذشتہ زمانے میں شافٹس بری (Shaftes Bury) آدم سمتھ (Adam Smith) اور ہیوم (Hume) تھے۔ اور اب ایڈروڈ ویسٹر مارک (Edward Wester Mark) اور آرتھر راجرس ہیں۔ اگر پسندیدگی کا معیار معاشرہ ہو تو یہ نظریہ معاشری بن جائے گا۔ اس کے حامی ایملی ڈرکھیم (Emile Darkim) اور لوئس لیوی برول (Luce Levy Bruchl) ہیں۔

Apriori — **قبل تجربی**

کانٹ (Kant) کے مطابق وہ علم جس کا وجود تجربے سے پہلے بھی موجود ہو، یا تجربے کے بغیر حاصل کیا گیا ہو یا شعور کا حصہ ہو قبل تجربی کہلائے گا۔ اس کے ضد 'بعد تجربی' (Aposteriori) ہے جو تجربے کی بناء پر حاصل کیا جاتا ہے۔ کانٹ کہتا ہے کہ تجربے کی لابدی شرطیں جن میں ہیئت اور مقولے شامل ہیں قبل تجربی ہیں۔ کانٹ کے مطابق حسی علم غیر یقینی ہے۔ صرف قبل تجربی علم قابل اعتماد ہے۔

Aquinas, Thomas

ٹامس اکیوناس (1225-1274)

جنوبی اٹلی میں نیپلز (Naples) کے قریب روکیسکو (Roccasecca) میں پیدا ہوا۔ خانقاہ نشین کی حیثیت سے مونٹے کاسینو (Monte Cassino) کے مقام پر بنے ڈیکنائن (Benedictine) کی خانقاہ میں داخل ہو گیا۔ جب راہبوں کو وہاں سے نکالا گیا تو ٹامس نیپلز یونیورسٹی پہنچا اور 1244 میں ڈومینیکی سلسلہ میں شامل ہو گیا۔ 1445 میں پیرس پہنچا اور البرٹ اعظم کی شاگردی اختیار کی پیرس اور دوسری جگہوں پر پڑھاتا رہا پھر نیپلز آیا اور درس و تدریس دینے لگا۔ لی آن (Lyon) کی کونسل کیلئے جا رہا تھا کہ راستے میں مر گیا۔

فلسفے میں ارسطو کا پیروکار تھا اور سینٹ آگسٹائن کا مخالف۔ کیونکہ سینٹ افلاطونی تھا۔ اس نے ارسطو کے فلسفہ کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال کر اسے عیسائیت کی پشت پناہ بنا دیا اور اس کی مادیت کو گھٹا کر اس کے

تصوراتی پہلو کو زیادہ نمایاں کیا۔ اس پر نوفلاطونیت کا اثر بھی موجود ہے۔ مثلاً کلیات (Universals) کی بحث میں ٹامس کی پوزیشن ایک میانہ رو حقیقت پسند کی ہے۔ اس نے تین قسم کے کلیات تسلیم کئے۔ ایک اشیاء سے پہلے (ذہن الٰہی میں) ایک خود اشیاء میں (جب کلیات جزئیات کے ساتھ ہوں) اور ایک اشیاء کے بعد (انسانی ذہن میں جیسے ان کا وقوف ہے) ٹامس نے عقل اور وحی کا تضاد ختم کیا اور کہا کہ عقل سے خدا کی ہستی ثابت کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ عقلی طور پر اس نے پانچ استدلال پیش کئے اور جو مذہب پر اعتراضات کئے جاتے تھے انہیں بھی رد کیا۔ 1879ء میں ٹامس اکیوناسس کے فلسفہ کو رومن کیتھولک کا فلسفہ قرار دیا گیا۔

Aquo **مبداء**

جیسے خیرات کا مبداء نیک سرشت ہے۔ اس کا مطلب ظاہر ہونے کی جگہ ہے۔

Arabesque

بنیادی طور پر زیبائشی طریق جو قنطاسی خطوط پر مشتمل ہوتا ہے فارم (شکل) کے اندرونی نمونہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

Arabic Philosophy **فلسفہ عرب**

یونانی تہذیب اور عربوں کا میل جول پہلے پہل شام میں ہوا۔ جہاں عیسائی عربوں نے یونانی فلسفہ کو روشناس کرایا۔ اس کے بعد بغداد میں یونانی فلسفہ کے تراجم ہوئے۔ علاوہ ازیں ایشیائے کوچک' ایران' مصر اور سپین میں بھی یونانی فلسفہ سے واسطہ پڑا۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ عربوں نے یونانی فلسفہ کو من و عن قبول کر لیا یقیناً غلط ہو گا۔ عربوں کی اپنی مذہبی' تہذیبی اور ثقافتی اقدار تھیں اور سب سے بڑھ کر قرآن حکیم جیسی کتاب ان کی ہدایت کیلئے موجود تھی۔ عربوں کو دراصل یونانی فلسفہ سے دلچسپی اس وقت پیدا ہوئی جب عیسائی مناظر ارسطو کی منطق کا سہارا لے کر ان کے افکار پر حملہ کرنے لگے۔ چنانچہ یونانی فلسفہ کے تراجم کرائے گئے اور عربوں نے عیسائی مناظروں کو انہی کے ہتھیاروں سے پسپا کر دیا۔

البتہ اس کا یہ اثر ضرور ہوا کہ عربی افکار اور یونانی فلسفہ کے ربط سے ایک نئے فلسفہ نے جنم لیا۔ مشرق میں صوفیانہ خیالات اور اشراقی ماہیت فکر تو پہلے سے موجود تھا۔ اس سے نوافلاطونیت کو آنا آسان ہو گیا ارسطو کا فلسفہ منطق اور طریقیات (Methodology) کی شکل میں مقبول ہوا۔

دور عباسیہ میں یعنی 750 کے لگ بھگ جب عربوں نے سائنس اور طب میں دلچسپی لینی شروع کی تو المامون کے زمانے میں یونانیوں کے فلسفہ کی کتابوں کا ترجمہ شاہی نگرانی میں ہونے لگا۔ مشرق میں اہم عرب فلسفی الکندی تھا جو منجم اور ماہر ریاضیات بھی تھا۔ اس کے علاوہ الفارابی نے نوفلاطونی نظریہ صدور (Emanation) اختیار کیا پھر بو علی سینا جو ارسطو کا حامی تھا نے اندرونی تشکک (Scepticism) سے مذہبی فلسفیانہ افکار کی راہ نکالی۔

مغرب کے عرب فلسفی ابن باجہ' ابن طفیل اور ابن رشد تھے ابن باجہ اور ابن طفیل نے انسانی روح کی ترقی کے مدارج' وسائل اور ارباب کا ذکر کیا ہے۔ ابن رشد نے ارسطو کی بہت سی کتابوں کے تراجم کئے اور شرحیں لکھیں۔

مغرب کے حکما اکثر مسلمان فلاسفروں کو ارسطو کا پیروکار ظاہر کرتے ہیں۔ یہ بات صرف اس حد تک صحیح ہے کہ بو علی سینا ابن رشد اور بعض دوسرے مسلمان فلاسفروں نے ارسطو کے فلسفہ سے استفادہ کیا۔ مگر ساتھ ہی ساتھ اس کے افکار کو من و عن قبول نہیں کیا اختلاف بھی کیا اور پھر اس کے یونانی افکار کو آگے بڑھایا۔

یہ حقیقت ہے کہ یورپ میں مسلمان فلاسفروں کے افکار اور تراجم کی بدولت ہی یونانی فلسفہ کو فروغ ہوا۔ بہت سے عیسائی عالموں نے ہسپانیہ سے تعلیم حاصل کی

اور انہیں دوسرے یورپی ممالک میں پہنچایا۔ پھر یونانی کتابوں کے عربی تراجم نے اہل یورپ کو یونانی فلسفہ سے آگاہ کیا۔ مگر عیسائی مفکروں کے تعصب نے عربوں کے اس احسان کو بہت کم تسلیم کیا ہے اور مسلمان فلاسفروں کی محنت کو اپنی جھولی میں ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

ارمبا ودا (سنسکرت) Arambha Vada

ہندوؤں کے نیائے (Naya) اور وشنکو فلسفہ میں ارتقا کا ذکر آتا ہے۔ اس کے بموجب شروع میں جوہر (atom) تھے جن سے بالاخر مرکب دنیا بنی یہ نظریہ کسی حد تک ارتقائے بارز (Emergent Evolution) سے ملتا جلتا ہے۔

ارن یاکا (سنسکرت) Aran Yaka

ہندوؤں کی مقدس کتابیں جو برہمنوں نے آبادیوں سے دور جنگلوں میں لکھیں۔ ان کتابوں میں ویدوں کی تشریح اور تفسیر ہے۔ آرن یا (aranya) کا مطلب جنگل ہے۔

تحکیم مختار Arbitrium Liberum

لغوی معنی آزاد فیصلہ ہے۔ لیوی (Livy) ٹرٹولین (Tertulian) اور سینٹ آگسٹائن نے یہ اصطلاح خدا کی ذات کیلئے استعمال کی ہے۔ جس کا ارادہ مطلقاً آزاد ہے اور جس کی ذات قادر مطلق ہے۔ لیکن اب اس اصطلاح سے مراد محض آزاد ارادہ اور آزاد انتخاب لیا جاتا ہے خواہ یہ ارادہ خدا کا ہو یا انسان کا۔

شجر فرفریوسیس Arbor Porphyrii

ایک ایسا سلسلہ جس کے ذریعے صفت سے جنس اعلیٰ تک پہنچا جاتا ہے۔ اس سلسلہ کی کڑیاں جسمانی، ذی روح، ذی حس اور ذی عقل ہیں۔ مثلاً

وجود

جسمانی	غیر جسمانی
ذی روح	غیر ذی روح
ذی حس	غیر ذی حس
ذی عقل	غیر ذی عقل

ارکادک Arcadic

مصنوعی فن جس میں دیہاتی سادگی کی نمائش ہو۔

نظریہ اولیت۔ اولیات کی سائنس Archelogy

ان اصولوں کی سائنس جنہیں اصول اولیہ کہا جاتا ہے۔

ارسیس لیس (241-215ق م) Arcesilous

یونانی فلسفی جو کریٹس (Critus) کے بعد افلاطونی اکیڈمی میں مسند فلسفہ پر فائز ہوا۔ یہ دوسری اکیڈمی کا بانی بنا۔ رواقیت اور ابیقوریت کے خلاف اس نے ارتیابیت کی تائید کی۔

متروک، دقیانوسی، ابتدائی Archaic

وہ اسلوب جو قدیم اور نامکمل تھا اور اب متروک ہو چکا ہو اس کے مقابلے میں جدید اسلوب ہے جسے مکمل تصور کیا جاتا ہے۔

Archaism

متروکیت، دقیانوسیت، متروک اسلوب

عدم اطمینان کی وجہ سے متروک اسلوب کا احیا جو پہلے مکمل سمجھا جاتا ہو۔

اول Arche

سلسلہ کی پہلی کڑی، ابتدا، کسی شے کا ماخذ۔ ارسطو کے نزدیک سبب اول۔

آرکی لس Archelaus

انیگزا غورث کا شاگرد جو سوفسطائیت کے دور سے تعلق رکھتا تھا۔

مثل اولیٰ Archetype

ہیئت (Form) کا اصلی نمونہ جس کی تمام اشیاء نقل یا عکس ہیں۔

Archeus(Theophrastus Bombast)

تھیوفراسٹس بمباسٹ (1541-1493)

ایک ماہر فزیشن تھا جس نے طب میں فلسفہ کو اہم

ستون کے طور پر پیش کیا۔ اس کا فلسفہ نوفلاطونیت، تجرباتی اور ماورائی عجوبوں پر مشتمل تھا۔

متعلق بہ تنظیم علوم **Architectonic**

تعمیراتی نمونہ یا کسی نظام کا تشریحی یا وفاتی طریقہ۔ کانٹ اس طریق کار سے بہت کام لیتا تھا۔ کانٹ کا فکری طریق کار روایتی منطق سے مختلف تھا۔

اریو پیگی ٹیکس **Areopagitics**

چار کتابوں اسمائے الٰہی (On Divine Names) ترتیب خداوندی (On the Heavenly Hierarchy) کلیسائی ترتیب (On the Ecclesiasical Hierarchy) اور متصوفانہ دینیات (On Mystical Theology) اور دس خطوط پر مشتمل ایک مجموعہ جسے کافی عرصہ تک اریو پیگی ٹیکس کے ڈائنوسس (Dionosus) کی طرف منسوب کیا جاتا رہا۔ پہلی صدی عیسوی میں اس شخص کو ایتھنز کا بشپ خیال کیا گیا۔ لیکن یہ پایہ تحقیق کو نہیں پہنچ سکا کیونکہ اس کتاب میں نوفلاطونی اثر پایا جاتا ہے اور کلیسا کے بارے میں ترقی یافتہ نظریے موجود ہیں۔ یہ دونوں باتیں پہلی صدی میں ناممکن تھیں اس کے علاوہ پانچویں صدی کے عیسائی لٹریچر سے پہلے اس مجموعہ کا کوئی حوالہ نہیں ملتا۔ اس کتاب میں دور وسطیٰ کے عیسائی عقاید کا منظم بیان ملتا ہے کائنات کا مرکز خدائے برتر کو تسلیم کیا گیا ہے لیکن یہ بھی کہا گیا ہے کہ علم ممکن نہیں ہر شے فرشتوں سے لے کر انسانون تک اسی کی تجلی ہے۔ یہ ہمہ اوست کا نظریہ ہے۔ احیا (Renaissance) تک اس مجموعہ کو دینی فلسفہ کی حیثیت سے بڑی مقبولیت حاصل تھی۔

Ardigo, Roberto

آرڈیگو روبرٹو (1828-1920)

اٹلی کے شہر پاڈو (Padua) میں پیدا ہوا اور کیتھولک پادری بننے کیلئے تعلیم حاصل کی۔ لیکن وہ کومٹے کے فلسفیانہ افکار سے متاثر ہوا اور پادری کی تعلیم ترک کر کے یونیورسٹی میں پروفیسر ہو گیا۔ وہ نفسیات پر زور دیتا تھا جس کی وجہ سے اس کے اور کومٹے کے نظریات میں امتیاز پیدا ہو گیا۔

وصف، خوبی، فضیلت **Arete**

یہ لفظ (virtue) کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ ارسطو کے نزدیک کسی شے کا جوہر جو اسے خصوصیت عطا کرتا ہے اور اس قابل بناتا ہے کہ وہ خوش اسلوبی سے کام کر سکے بالخصوص انسان میں معقولیت اور تعقلی انداز میں عادات کو منضبط کرنا۔ رومن فلاسفی میں اسے مردانگی اور کردار کی پختگی کے طور پر لیا جاتا ہے۔ میکیاولی اسے ہوشیاری اور مصلحت اندیشی کے معنوں میں استعمال کرتا ہے۔

Aretology

فلسفہ اخلاق کی وہ برانچ جو وصف کی نوعیت سے متعلق ہے۔

حجت، دلیل **Argument**

منطق میں ایسا قضیہ یا قضایا جو کسی دوسرے قضیہ کی صداقت میں پیش کئے جائیں یا ثبوت کے مقدمات جنہیں اساس ثبوت بھی کہا جاتا ہے۔

ریاضیات میں وہ خود مختار متغیر (Independent Variable) جس کی قیمت پر کسی تفاعل (Function) کی قیمت کا انحصار ہو۔

Argumentum a fortiori

حجت بطریق اولیٰ

ایک مغالطہ ہے جس میں تمثیل (Analogy) سے ثابت کیا جاتا ہے کہ جس امر کا دعویٰ کیا گیا ہے وہ زیادہ صحیح ہے بہ نسبت اس امر کے جس کو حریف پہلے تسلیم کر چکا ہے۔

Argumentum ad baeulum

دلیل اعصائی

ایک مغالطہ ہے جب دلائل کا خاتمہ ہو جائے یا

دلائل سرے سے موجود نہ ہوں اور ڈنڈے کے زور سے حریف سے اپنی بات منوائی جائے۔

Argumentum ad Hominum
دلیل اہوائی، حجت بالمرافع الاالشخص

یہ ایک مغالطہ ہے اس میں دلیل کا تعلق موضوع زیر بحث سے بالکل نہیں ہوتا۔ صرف حریف کی شخصیت پر وار کیا جاتا ہے۔ یہ ثابت نہیں کیا جاتا کہ حریف کا استدلال خام ہے بلکہ حریف کی ذات پر نکتہ چینی کر کے اس کی شخصیت کو خام ظاہر کیا جاتا ہے۔

Argumentum ad ignoratian
حجت الاالجہل

یہ ایک مغالطہ ہے جس میں حریف کی لاعلمی سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ مثلاً اگر میرا حریف کسی معاملہ کو نہیں سمجھتا اور میں اس کے متعلق ایک غلط بیان دے دوں تو اغلب یہی ہے کہ وہ اسے بالکل درست اور سچ تسلیم کر لے گا۔

Argumentum ad judicuim دلیل خام

یہ مغالطہ ہے جس میں لوگوں کی رائے کو بطور ثبوت پیش کیا جاتا ہے۔

Argumentum ad misercardiam
دلیل ترحم

یہ مغالطہ ہے حریف کو جھٹلانے کیلئے دلائل نہ دینا بلکہ یہ کہنا کہ اگر اس کی بات تسلیم کر لی گئی تو مصیبت نازل ہو جائے گی اور مجرم یا اسکے لواحقین سخت مصیبت میں گرفتار ہو جائیں گے۔

Argumentum ad populum
دلیل شعبی، دلیل عوامی

ایک مغالطہ ہے جس میں مخاطب یا عوام کے جذبات کو اکسایا جاتا ہے اور کوئی معقول دلیل پیش نہیں کی جاتی۔ کوشش صرف یہ کی جاتی ہے کہ سامعین یا ناظرین کے جذبات کو مشتعل کیا جائے تاکہ اصل موضوع کو چھوڑ کر وہ دوسرے اور بالکل غیر متعلق معاملہ کی طرف چل نکلیں اور اس طرح حریف کو زک پہنچائی جائے۔

Argumentum ad rem

ایسی دلیل جو حیلہ بازی اور دلیل اہوائی سے امتیاز کرے۔

Argumentum ad verecundiam
دلیل احترام

یہ ایک مغالطہ ہے اس میں رعب و احترام کو اساس دلیل بنایا جاتا ہے۔ ایک ماہر نیا نظریہ پیش کرتا ہے اور لوگ اعتراضات یہ کرتے ہیں کہ بڑے بڑے فضلاء نے اسے تسلیم نہیں کیا جب گلیلیو نے زمین کی حرکت کو ثابت کیا تو مسیحی علماء نے شور مچایا کہ یہ ایک ناپاک اور شیطانی بدعت ہے کیونکہ بائبل میں اس حرکت کا ذکر نہیں۔

Argumentum ex concesso

ایسے قضایا سے استنباط کرنا جسے مخالف پہلے ہی تسلیم کر چکا ہو۔

Arianism اریَن ازم

یہ ایک مسلک ہے جس کا بانی سکندریہ کا مسیحی عالم اریُس (Arius) (256-336) تھا۔ جس کا کہنا تھا کہ حضرت مسیح اور خدا کا مرتبہ برابر نہیں۔ حضرت مسیح خدا کے تابع ہیں اگرچہ ان کی ذات میں کوئی فرق نہیں۔ اس عقیدے کی بنا پر اسے لادین قرار دیا گیا۔ بات دراصل یہ تھی کہ اگر حضرت مسیح خدا کے برابر نہیں تو کیا انہیں خدا کہا جا سکتا ہے اور اگر وہ خدا قرار نہیں دیئے جا سکتے تو پھر انکی پرستش کیسے جائز ٹھہرائی جا سکتی ہے۔ اور اگر وہ واقعی خدا ہیں تو توحید الٰہی کو کیسے برقرار رکھا جا سکتا ہے؟ اریُس کے نظریئے کے مطابق حضرت مسیح ذات میں تو اللہ تعالیٰ کی مانند ہیں لیکن رتبے میں ادنیٰ ہیں کیونکہ اس کے تابع ہیں۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کیلئے عیسائی علماء کے کئی اجلاس ہوئے اور

بالا خر 381ء میں قسطنطنیہ کی کونسل نے اس نظریئے کو رد کر دیا اور پرانے نظریات کی صحت کو برقرار رکھا۔

Aristippus of Cyrene
ارسٹاپس (435-344 ق م)

شروع میں سوفسطائی تھا۔ بعد میں سقراط کا شاگرد بنا اور پھر سیرنی (Cyrenaic) مکتب فکر کی بنا ڈالی۔ وہ لذت پسند (Hedonist) تھا۔ اس کے خیال میں زندگی کا مقصد حصول لذت ہے۔ لذت کا مستقل ہونا ضروری نہیں بلکہ جو لذت بھی سامنے آئے خواہ وہ عارضی اور وقتی کیوں نہ ہو اس سے حظ اٹھانا چاہئے۔ اور یہ بھی خیال نہیں کرنا چاہئے کہ معاشرہ اسے پسند کرتا ہے یا ناپسند۔ مگر انسان کو لذتوں کا غلام نہیں بلکہ آقا ہونا چاہئے۔ تاکہ اگر انہیں ترک کرنا پڑے تو ترک کر سکے۔ پرہیز لذت سے نہیں اس کی غلامی سے کرنا چاہئے۔ لذتوں کی غلامی قابل مذمت ہے۔

عارضی اور وقتی خوشیوں کا حصول چونکہ زندگی کا مقصد ہے لہٰذا انسان کو زندگی اپنے لئے بسر کرنی چاہئے اور کسی معاشی یا سیاسی غرض کی ادائیگی میں نہیں پڑنا چاہئے۔ انسان کو وسیع المشرب ہونا چاہئے اور جہاں کہیں خوشی ملے اور جس صورت میں ملے اس سے لطف اندوز ہونا چاہئے۔ ہر خوشی ایک جیسی ہے چاہے اس کا تعلق جسم سے ہے یا روح سے ان میں فرق شدت (Intensity) اور مدت (duration) کا ہے۔

Aristippus the Younger ارسٹاپس ینگر

سیرین ارسٹاپس جس نے سرنی مکتب فکر کی بنا ڈالی تھی اس کا پوتا تھا۔ یہ فزیالوجیکل سائیکولوجی کا مصنف تھا جس میں انسانی محسوسات کی اصل کا پتہ چلانے کی کوشش کی گئی تھی۔

Aristobulus ارسٹوبولیس

یہ دو صدی قبل مسیح کا فلاسفر تھا جس نے یونانی فلسفہ اور یہودی دینیات کو اکٹھا کیا۔

اشرافیہ
Aristocracy

لغوی اعتبار سے اس لفظ کا مفہوم اعلیٰ اور افضل لوگوں کی حکومت ہے۔ لیکن عام اصطلاح میں اس سے مراد ملک کے سرکردہ اشخاص ہیں۔

اشرافیہ کی تعریف ممکن نہیں۔ اس لفظ کا استعمال کئی لحاظ سے ہوا ہے اس کی تشریح حسب ذیل ہے:۔

1- افلاطون اور ارسطو نے اسے عقلی اعتبار سے لیا ہے اور اس سے مراد چند ایک افضل اور بالا لوگوں کی حکومت لی ہے۔ یہ لوگ اخلاقاً" اور عقلاً" دوسرے لوگوں سے بالا ہوتے ہیں اور حکومت عوام کی بہبود کی خاطر چلاتے ہیں۔ اگرچہ عوام کا حکومت میں دخل نہیں ہوتا چونکہ افضل اور بالا لوگوں کو منتخب کرنے کیلئے کوئی کسوٹی اور معیار نہیں ہوتا۔ لہٰذا جن لوگوں کو افضل اور بالا سمجھا جاتا ہے حکومت انہیں سونپ دی جاتی ہے۔

2- تاریخی اعتبار سے اشرافیہ ایک ایسی جماعت کا نام ہے جو مراعات، اعزازات اور خطابات سے بہرہ مند ہوتی ہے اور پھر یہ القابات نسلاً" در نسلاً" اسے منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ اس جماعت کا تعلق شاہی خاندان سے ہوتا ہے اور بادشاہ وقت اس جماعت کے لوگوں کو مختلف فرائض تفویض کر دیتا ہے مثلاً مقدمات کا فیصلہ کرنا، امن و امان بحال رکھنا، سلطنت کی حفاظت کرنا۔ انہی فرائض کی بنا پر یہ جماعت اپنے آپ کو دوسری جماعتوں سے فائق سمجھتی رہی ہے۔

3- سیاسی اعتبار سے اشرافیہ ایسی کونسل کو کہتے ہیں جس کے پاس حکومت کے سارے اختیارات ہوں اور بادشاہ کوئی نہ ہو اور نہ ہی عوام کا حکومت میں دخل ہو۔ کونسل کی اکثریت کے فیصلے احکام بن جاتے ہیں۔ ایسی حکومت عموماً آمرانہ شکل اختیار کر جاتی ہے۔

4- نتائجی (Pragmatic) اعتبار سے اشرافیہ ان منتخب اشخاص یا حکمران طبقہ کا نام ہے جو کلیت پسندانہ (Totalitarian) نظام میں فی الحقیقت عنان حکومت تھامے ہوئے ہو۔ ان کا چناؤ نتائجی طور پر ہوتا ہے، ان کی خدمات یا تربیت یا لیڈر شپ کو دیکھا جاتا ہے اور

انہیں مختلف شعبوں کا سربراہ مقرر کر دیا جاتا ہے۔

5- تمثیلاً" (Analogically) ہر شعبہ اور فن کے ممتاز اور سرکردہ اشخاص کو اشرافیہ کہا جاتا ہے یہ اپنے فن میں ممتاز اور منفرد شخصیت رکھتے ہیں۔

Aristotelianism

ارسطویت (323-384ق م)

ارسطو یونان کے شمال مشرقی ساحل پر سٹیگر (Stagir) کالونی کے مقام پر پیدا ہوا۔ اٹھارہ برس کی عمر میں فلسفہ اور سائنس میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے ایتھنز آیا اور افلاطون کی اکیڈمی میں داخل ہو گیا جہاں اس کا شعور افلاطون کی زبردست شخصیت کے زیر اثر پروان چڑھا۔ پھر وہ کئی سال تک سکندر اعظم کا اتالیق رہا۔ سکندر کی عمر اس وقت تیرہ برس تھی۔ سکندر اور ارسطو کا ملنا دنیا کی تاریخ میں ایک عجیب واقعہ ہے۔ لیکن یہ کہنا شاید بے جا نہ ہو گا کہ سکندر کی شخصیت پر ارسطو کا کچھ زیادہ اثر نہ پڑ سکا۔

افلاطون کی اکیڈمی سے ارسطو 335 ق م میں علیحدہ ہو گیا اور اس نے لیسیم (Lycium) کے مقام پر ایک الگ اکیڈمی قائم کر لی جسے مشائی (Peripatetic) کہا جاتا ہے۔

سکندر نے اپنے دور میں سارے یونان کو فتح کر کے تمام شہری مملکتوں کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔ اس کی وفات پر زبردست مظاہرہ ہوا۔ لوگ دوبارہ آزادی کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس کا نتیجہ کچھ برآمد نہ ہوا۔ لیکن ارسطو پر ضرور نزلہ گرا اور اس پر کئی الزامات لگائے گئے۔ عین ممکن تھا کہ اسے موت کی سزا ملتی لیکن وہ اپنے وطن فرار ہو گیا اور وہیں اس کی موت واقع ہو گئی۔

ارسطو نے بے شمار کتابیں لکھیں سب کی سب تو دستبرد زمانہ سے محفوظ نہ رہ سکیں جو بچیں وہ بھی بہت ہیں اور علم کے ہر شعبہ پر حاوی ہیں۔ ان سے ارسطو کے تبحر علمی، تجربہ پسندی اور حقائق پرستی کا بخوبی علم ہوتا ہے۔ ان کتابوں کو سات زمروں میں رکھ سکتے ہیں۔

1- منطق

De Interpretatione. Categories
Prior Analytics. Posterior Analytics
Topics and Sophistic Elenehi

2- طبعی علوم

Physics, De Coelo, De generatione et corruptione, and Metiordogiea

3- حیاتیات

The Biological Works,viz Historia Animaluim, De Partibus Animalium, De Motu & De Incessu Animalium.

4- نفسیات

The Treatiscs on Psychology,viz de Anima and a collection of sharter works known as the Parva Naturalia.

5- مابعد الطبیعیات The Metaphysics

6- اخلاقیات اور سیاسیات

The treatiscs on Ethics & Politics,viz Nicomachean Ethics,Eudemian Ethics. Politics Cosntitution of Athens.

7- فصاحت و بلاغت اور شاعری

Two works dealing with the literary arts,Rhetoric & Poetics.

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابیں ہیں جنہیں ارسطو کی طرف منسوب کیا جاتا ہے لیکن غالباً وہ ارسطو کے شاگردوں کی مکمل کی ہوئی ہیں یہ بھی ممکن ہیں کہ جو کتابیں سات زمروں کے تحت درج کی گئی ہیں ان میں سے بعض ارسطو نے نہ لکھی ہوں بلکہ اس کے شاگردوں یا ہم خیال لوگوں کی تصنیف ہوں۔

یورپ میں صدیوں تک ارسطو کا ڈنکا بجتا رہا۔ لیکن قرون وسطیٰ میں اس کی آواز بند ہو گئی پھر عربوں نے

ارسطو کو زندہ کیا اور انہیں کی وساطت سے دوبارہ ارسطو کو یورپ میں داخلہ ملا۔ بارہویں صدی میں ارسطویت کو کلیسا کا سرکاری فلسفہ قرار دیا گیا۔ بیسویں صدی میں ٹامسٹ (Themist) فلسفہ کی صورت میں ایک بار پھر ارسطو اور اس کا فلسفہ معراج پر پہنچ گئے۔

ارسطو نے علوم کی تقسیم نظری، عملی اور بار آوری کی۔ پہلے علوم کا مقصد بے لوث اور تعصب سے پاک علم ہے۔ دوسرے علوم کا منشا سیرت و کردار کی رہنمائی کرنا ہے اور تیسری قسم کے علوم فن کے متعلق معیارات وضع کرتے ہیں۔ منطق جسے ارسطو تحلیلات (Analytics) کہتا ہے ان سب علوم میں اول نمبر پر ہے۔ اس کا کام ایسے قوانین وضع کرنا ہے جن کا اطلاق ہر علم پر ہو۔ اور جن کے بغیر صحیح علم ممکن نہ ہو۔ اس منطق میں مرکزی حیثیت قیاس (Syllogism) کو حاصل ہے جہاں دو مقدمات نے حد اوسط کے ذریعے نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے۔ منطق کی اس شاخ کو استخراجی کہتے ہیں۔ دوسری شاخ جسے استقرائی کہا جاتا ہے اس کا علم بھی ارسطو کو تھا لیکن اتنا واضح نہیں جتنا استخراجی کا۔

ارسطو کے ہاں علت چار قسم کی ہو سکتی ہے۔ مادی (Material) فاعلی (Efficient) صوری (Formal) اور غائی (Final) چونکہ فاعلی، صوری اور غائی ایک دوسرے سے مل جاتی ہیں لہذا اصل میں علتیں دو ہی ہیں مادی اور صوری۔ ارسطو کا مادہ اور صورت کا نظریہ افلاطون سے مختلف ہے۔ افلاطون ان دونوں کو علیحدہ کر کے صورت کو امثال (Ideas) کی شکل میں آسمانوں پر بٹھا کر ایک الگ عالم حقیقت تعمیر کرتا ہے جو بنیادی طور پر عالم مجاز سے مختلف ہے۔ ارسطو ان دونوں کو اکٹھا رکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ہر شے میں صورت اور مادہ موجود ہے۔

صفات بالقوہ (Potentiality) یا بالفعل (actuality) ہو سکتی ہیں۔ کسی شے کی صورت اس کی صلاحیت یا بالقوہ صفت کے طور پر ابتدا میں موجود ہوتی ہے اور اس شے کے لئے ارتقا کا راستہ تجویز کرتی ہے اور فقہائے ارتقا کا تعین بھی کرتی ہے۔ ارسطو کے نزدیک ہر شے کا جوہر مقرر شدہ ہے اور قائم رہتا ہے۔ ڈارون نے اپنے نظریہ ارتقا میں جو تجربی شواہد پر مبنی ہے اس خیال کی تردید کی ہے۔

ارسطو خدا تعالیٰ کو علت اولیٰ (First cause) مانتا ہے دنیا میں علت و معلول کا سلسلہ لامتناہی ہو گا جو فلسفیانہ لحاظ سے قابل قبول نہیں۔ خدا علت اولیٰ اور محرک اول بھی ہے۔ خود خدا غیر متحرک اور غیر متغیر ہے لیکن ہر حرکت اور تغیر کا سبب ہے۔ وہی مادہ سے مختلف صورتیں بر آمد کرتا ہے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ خدا کیسے کسی چیز کو حرکت میں لاتا ہے۔ اس کے جواب میں ارسطو کہتا ہے کہ جیسے عاشق اور معشوق کو عشق حرکت میں لاتا ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ کائنات کو حرکت میں لاتا ہے۔ یعنی یہ حرکت دھکیلنے سے نہیں بلکہ کشش سے معرض وجود میں آتی ہے۔

دوسرے یونانی فلسفیوں کی مانند ارسطو کو بھی معاشرے اور اس کی بھلائی سے گہرا تعلق تھا۔ افلاطون کی طرح ارسطو نے کوئی مثالی ریاست (Utopia) نہیں تخلیق کی۔ مگر اس نے اپنے زمانے کی ریاستوں کو دیکھا اور ان کا تجزیہ کیا۔ سیاست کا منشا ایسے معاشرے کو تشکیل دینا ہے جہاں ہر فرد اپنی صلاحیتوں کو فروغ دے سکے۔ جہاں اس کی اخلاقی قوتوں کی نشوونما ممکن ہو اور جہاں معاشرے کا نظام فلاحی اصولوں پر قائم ہو۔ کوئی انسان معاشرے کے بغیر اپنے مقصد کو نہیں پا سکتا۔

پس اخلاقیات اور سیاسیات کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ صالح معاشرے میں ہی صالح زندگی بسر ہو سکتی ہے۔ معاشرتی ادارے اور ثقافت ہی نیک زندگی کے ضامن بن سکتے ہیں۔ ارسطو کے ہاں رہبانیت کی کوئی گنجائش نہیں۔ ارسطو میانہ روی کا قائل تھا اور فضیلت (Virtues) کو افراط و تفریط کا درمیانی راستہ قرار دیتا ہے مثلاً بزدلی اور اندھا دھند دلیری کے درمیان شجاعت کا مقام ہے اور اس لحاظ سے شجاعت فضیلت

ہے-

نیک زندگی کے لئے حالات سازگار ہونے چاہئیں- نہ صرف معاشی ضروریات پوری ہوں بلکہ انسان کو احباب، صحت، حسن اور اچھی قسمت بھی درکار ہے- پھر فرصت کے لمحات بھی درکار نہیں ہونے چاہئیں- اعلیٰ ترین زندگی غور و فکر کی زندگی ہے یہ روح کی زندگی ہے نفسانی خواہشات کو اس میں دخل نہیں ہوتا اور انسان ازلی و ابدی اشیاء سے ہمکنار رہتا ہے-

Aristotle Medieval

دوسرے یونانی فلاسفر افلاطونیت اور نوفلاطونیت کے افکار کے مقابلے میں شروع میں ارسطو کے فکر کو پذیرائی حاصل نہیں ہو سکی- یہی وجہ تھی جس کے باعث ارسطو کی فکر مدرسیت اور عیسائیت کی ابتداء میں جس سے فلسفیانہ فکر میں اہم تبدیلی رونما ہوئی کیونکہ اس میں خدا کے بارے میں نئے رجحانات آ گئے ان مکتبہ فکر پر اثر انداز نہ ہو سکی- آگسٹائن ارسطو کے فکر کے بارے میں نہیں جانتا تھا اور اس کی تعریف صرف ایک منطق دان کے کرتا ہے- قرون وسطیٰ میں جب ارسطو کے تراجم ہوئے تو ارسطو کو شہرت ملی-

Aristotle's Dictum قول ارسطو

اسے قول ایجاب کلی، سب کلی (Dictum de omni et nullo) کہتے ہیں- اس کے بموجب اگر کسی بات کا اثبات (اقرار) یا انکار کسی پوری جماعت یا کل کے متعلق کیا گیا ہو تو اس بات کا اثبات یا انکار اس جماعت یا اس کے کل کے اجزاء یا افراد کے متعلق بھی لازم آئے گا- مثلاً اگر ہم یہ مان لیں کہ تمام انسان فانی ہیں یعنی اگر فانی ہونے کی صفت کا اقرار کل انسانی جماعت کے حق میں کیا جائے تو یہ اقرار ہر انسان پر لازم آئے گا کیونکہ وہ انسانی جماعت کا رکن ہو گا- اسی طرح اگر ہم اسے مان لیں کہ کوئی غیر مادی ہستی مرکب نہیں اور خدا ایک غیر مادی ہستی ہے تو لازم آئے گا کہ خدا بھی مرکب نہیں اور خدا ایک غیر مادی ہستی ہے تو لازم آئے گا کہ خدا بھی مرکب نہیں- یہاں مرکب ہونے کی صفت کا انکار غیر مادی ہستیوں کی کل جماعت سے متعلق کیا گیا ہے اور چونکہ خدا غیر مادی جماعت کا ایک فرد تسلیم کیا گیا ہے اس لئے یہ انکار اس کے حق میں بھی لازم آئے گا-

Aristotle's Experiment

ارسطو کا تجربہ 'اختیار ارسطو

اگر دو انگلیاں ایک دوسرے کے اوپر ہوں جیسے ایک دوسرے کو کاٹ رہی ہوں اور ان کے درمیان کوئی چیز رکھ دی جائے تو یہ دو چیزیں محسوس ہوں گی-

Aristotle's Illusion

اس ضمن میں دیکھو ارسطو کا تجربہ-

Arithmatics, foundation of

علم الحساب کی بنیادیں

پینو (Peono) اٹلی کے ایک ماہر ہندسہ نے علم الحساب کو پانچ مفروضوں پر قائم کیا جو حسب ذیل ہیں- 1- صفر ایک عدد ہے- 2- عدد کے بعد عدد آئے گا- 3- کوئی سے دو اعداد کے بعد ایک ہی عدد آ نہیں سکتا- 4- صفر کسی عدد کے بعد بطور (successor) نہیں آئے گا- 5- جن اوصاف کا مالک صفر ہو گا یا ہر وہ عدد جو دوسرے کے بعد آتا ہے اور اپنا وصف رکھتا ہے وہ اوصاف ہر عدد کے بھی ہوں گے-

Arithmetic mean

حسابی اوسط-

Ars Combinatoria فن امتزاج

یہ اصطلاح لائبنیز (Leibniz) کے ہاں پائی جاتی ہے- یہ جرمن فلسفی اور ماہر ریاضیات تھا- وہ چاہتا تھا کہ ایک ایسے فن کی بنا ڈالی جائے جس کے ذریعے چند ایک سادہ ابتدائی تصورات کے امتزاج سے ہر قسم کے مرکب تصورات حاصل ہو سکیں- اس کے پروگرام میں دو چیزیں شامل نہیں- ہمہ گیر یا عام خصوصیات

(Universal Characteristics) کی ترویج اور ارتقا۔ ہمہ گیر یا عام ریاضیات کی تشکیل۔

عام خصوصیات کے بل پر سائنس دانوں اور فلسفیوں کے لئے عام زبان بنے گی جو مروجہ زبانوں سے بدرجہ اتم صحیح، غیر مبہم اور واضح ہو گی۔ چونکہ اس زبان میں چند ایک ابتدائی تصورات ہوں گے۔ جن کے امتزاج سے باقی سارے مرکب تصورات تشکیل پائیں گے۔ لہٰذا یہ زبان استدلال کیلئے زیادہ موزوں رہے گی اور ابہام کا شکار نہ ہو سکے گی۔ چونکہ یہ زبان ہمہ گیر ہو گی لہٰذا ہر ملک کے فلسفی اور سائنس دان ایک دوسرے سے گفتگو کر سکیں گے۔ اس منصوبہ پر خود لائبنیز تو کام نہ کر سکا لیکن گزشتہ ڈیڑھ سو سال میں ریاضیاتی منطق نے اس راہ پر گامزن ہو کر بڑی ترقی کی ہے۔

Ars Magna Raymundi رمندی فن کبیر

لائبنیز (Leibniz) سے پہلے ایک شخص ریمنڈس لوٹس (Raymundus Lotus) نے لائبنیز کے عام ریاضیات کا خیال ظاہر کیا۔ وہ بھی چاہتا تھا کہ ہر قسم کے مرکب تصورات چند ایک سادہ تصورات سے حاصل ہو جانے چاہئیں۔ لیکن اس کی تجویز نامکمل اور ادھوری تھی۔

Art فن

آرٹ کے دو پہلو ہیں صورت اور مواد۔ صورت کا مقصد مواد کو ترتیب دینا یا منظم شکل میں پیش کرنا ہے۔ مواد میں موضوع اور تصورات داخل ہیں۔ موضوع تو انسانی زندگی کے مظاہر ہیں اور تصور کا کام جو ہر ظاہر کرنا اور حقیقت کے جذباتی اور حسی پہلوؤں کی تشریح کرنا ہے تاکہ ان سے جمالیاتی، اخلاقی اور سیاسی نتائج برآمد ہو سکیں۔ صورت کئی طرح کی ہو سکتی ہے اس کے موٹے موٹے عناصر، پلاٹ، زبان، ترکیب اور اظہار کے فنی اسلوب ہیں۔

ارسطو کے نزدیک ایسے فن یا علم کا نام ہے جو جمالیات کے اصول وضع کرے اور حسین مفید اشیاء کی تخلیق میں مدد دے۔ اس لحاظ سے یہ نظری اور عملی علوم سے الگ ہو گا۔

ان وسیع معنوں کو چھوڑ کر فن کے محدود معنی بھی ہیں اور اس معنی میں فنون لطیفہ کی اصطلاح رائج ہے۔ لیننگ (Lening) ایک جرمن ڈرامہ نگار اور نقاد نے فنون لطیفہ کی دو شاخیں قائم کی ہیں ایک کا شاعری سے تعلق ہے دوسری کا مصوری سے۔ بعد کے ماہرین جمالیات نے دو کی بجائے تین شاخیں کر دیں۔

1- مادی استخصار کے فنون مثلاً فن تعمیر، سنگ تراشی
2- ادراکی استخصار کے فنون مثلاً مصوری، موسیقی
3- تصور استخصار کے فنون مثلاً ادب اور شاعری

Art Impulse تشویق فن

تخلیق جمال کی پشت پر حرکی، غیر تعقلی، نفسیاتی رجحانات کارفرما ہیں۔ یہ رجحانات، خواہش، تقلید، مسرت رسانی کا جذبہ، خودنمائی کھیل، وافر توانائی کا استعمال، ہیجانی اظہار یا تلافی ہو سکتی ہے۔ انہی رجحانات کو تشویق فن سمجھنا چاہئے اور یہیں سے تجسس اجمال کے اسباب ملتے ہیں۔

Asana آسن (سنسکرت)

آلتی پالتی بیٹھنے کے طریقے۔ ہندوؤں کے یوگا سسٹم میں ذہن اور فکر کی اصلاح کیلئے کچھ مخصوص بیٹھنے کے انداز ہیں انہیں آسن کہا جاتا ہے۔

Asat آست (سنسکرت)

آست کے لغوی معنی غیروجود ریاضت کے ہیں۔ ہندوؤں کے بعض مکاتب فکر میں یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ وجود (Being) غیروجود (Non Being) سے نکلا ہے یا ہستی کا منبع نیستی ہے۔ وہ لوگ اس عقیدہ کے منکر ہیں کہ ہر شے کی ابتدا وجود یا ہستی سے ہوئی۔

Asceticism رہبانیت

زندگی کا ایسا مسلک ہے جو اخلاقی اور روحانی بلندی حاصل کرنے کیلئے ترک لذات بلکہ ترک دنیا کو لازمی

قرار دے۔ یونانیوں کے ہاں اس کا مفہوم مختلف تھا۔ وہ حصول فضائل کی خاطر کچھ ریاضتیں تجویز کرتے تھے۔ لیکن عیسائیت، جین مت اور بدھ مت میں راہب ان لوگوں کو کہا گیا ہے جو اپنی زندگی تنہائی اور نفس کشی میں گزارتے، فاقہ کرتے اور عبادت کرتے۔ عیسائیت نے ریفارمیشن (Reformation) کے بعد رہبانیت کے بارے میں اپنا نظریہ تبدیل کر لیا۔ پروٹیسٹنٹ 'دنیوی رہبانیت' کے قائل ہیں اس کی رو سے ترک دنیا لازمی نہیں۔

اسلام رہبانیت کے خلاف ہے کیونکہ وہ ایک عملی اور ہمہ گیر دین ہے۔ وہ دین و دنیا دونوں کو ساتھ رکھنے کی تلقین کرتا ہے۔ اس کے نزدیک دنیا ترک کرنا بزدلانہ فعل ہے۔ وہ انسان کو دنیا میں رہتے ہوئے تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہے۔

موجود بالذات (لاطینی) **Aseitas**

خدا تعالیٰ کیلئے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے کیونکہ وہ قائم بالذات ہے باقی تمام اشیاء اس کی محتاج ہیں اور وہ بے نیاز ہے۔

اسمیتا (سنسکرت) **Asmita**

ایک قسم کی نفسی نفسی یا انانیت جس کی رو سے نفس امارہ ہی اصلی نفس ہے۔ یوگا اس عقیدہ کی نفی کرتا ہے۔

نفسا جسمی **Asomatic**

جسم سے علیحدہ ہونے کے بعد روح کی کیفیت

ادعا **Assertion**

نامور جرمن مہندس فریگ (Frega) جس نے ادعا کیلئے ایک علامت مقرر کی۔ جس کا مقصد قضیہ کو اس قضیہ سے جدا کرنا تھا جس کی صداقت کا ادعا نہ کیا گیا ہو۔ مثلاً اگر موجبہ کلیہ کے سامنے یہ علامت _| لگا دی جائے تو اس کا مطلب ہو گا کہ اس موجبہ کلیہ کی صداقت کے بارے میں ادعا کیا گیا ہے۔ یعنی یہ موجبہ کا محض موجبہ کلیہ نہیں بلکہ اس کی صداقت کی ضمانت دے دی گئی ہے۔

مطلقہ **Assertoric**

جہت (Modality) کے اعتبار سے قضایا کی تین قسمیں ہیں۔ مطلقہ، احتمالیہ (Problematic) اور ضروریہ (Necessary) مطلقہ قضایا میں موضوع اور محمول کے درمیان رشتہ نہ تو ضروری ہوتا ہے اور نہ ہی احتمالیہ بلکہ کلی ہوتا ہے اور اس کی بنا تجربہ اور شواہد ہوتے ہیں مثلاً فلاں لڑکی کا نام زاہدہ ہے یہ نام بدل بھی سکتا ہے لیکن جہاں تک تجربہ کو دخل ہے بشرطیکہ یہ نام بدلا نہ ہو یہ قضیہ کہ فلاں لڑکی کا نام زاہدہ ہے مطلقہ قضیہ کہلائے گا۔

علم بالادعا **Assertoric Knowledge**

احتمالی اور ضروری علم کے مقابلے میں ایسا علم جو حقائق پر مبنی ہو اور صحیح صورتحال کی عکاسی کرے مثلاً کوے کالے رنگ کے ہوتے ہیں اس قضیہ میں موضوع اور محمول کا رشتہ تجربے پر قائم ہے۔

منظوری، رضامندی **Assent**

سچائی کو تسلیم کرنے کا ذہنی عمل۔ معقولیت کے ثبوت کو تسلیم کر لینا۔ ارادے کی بالادستی۔

ایتلاف، تلازم **Association**

شعور کے مختلف حصوں یعنی تجربات کے مابین رشتہ قائم ہو جاتا ہے اور جب ایک تجربہ یاد آتا ہے یا دہرایا جاتا ہے تو دوسرا تجربہ جس کا رشتہ اس سے قائم ہو چکا ہے وہ بھی یاد آتا ہے۔ یہ رشتے دو نوعیت کے ہو سکتے ہیں۔ 1- قدرتی یا طبعی جیسے تحسسات (Sensation) کے درمیان پیدا ہو کر ادراک (Perception) کا موجب بنتے ہیں۔ 2- اکتسابی۔ جس صورت میں ایک خیال دوسرے خیال کو یاد دلاتا ہے۔ بعض لوگ پہلی قسم کے تلازم کو فوری تلازم اور دوسری قسم کے تلازم کو سلسلہ وار تلازم کہتے ہیں لیکن یہ جائز نہیں کیونکہ جن تحسسات کا یکے بعد دیگرے شعور ہوتا ہے وہ مل کر ادراک کی اکائی بناتے ہیں۔ بہرحال لاک (Lock)

ایک انگریز فلسفی نے تلازم کے دونوں اصناف یعنی طبعی اور اکتسابی سترھویں صدی میں تسلیم کئے۔ لیکن بعد میں ماہرین نفسیات نے صرف اکتسابی تلازم کو تلازم سمجھا اور طبعی کو کچھ اور نام دے کر تلازم کے زمرے سے نکال دیا۔ اس کے علاوہ تلازم آزاد (Free) بھی ہو سکتا ہے اور منضبط (Controlled) بھی۔ پہلی صورت میں ایک خیال دوسرے خیال کو اور دوسرا تیسرے کو اور تیسرا چوتھے کو کھینچے لئے چلا آتا ہے اور شعوری طور پر اس سلسلہ پر کوئی قید یا پابندی عائد نہیں کی جا سکتی۔ دوسری صورت میں پابندی ہے مثلاً مترادفات دیئے جا سکتے ہیں۔ یا متضاد الفاظ بھی۔

افلاطون کے ہاں تلازم بہ قرب (Association by Contiugenty) اور تلازم بہ مشابہت (Association by similarity) کے اصول اور اقسام ملتے ہیں۔ حافظ کو زیر بحث لاتے ہوئے ارسطو نے قرب، مشابہت اور تقابل (contrast) کا ذکر کیا ہے اور انہیں حافظ کے اسباب قرار دیا ہے۔ انگریز فلسفی ہیوم (Hume) نے مشابہت، علت، معلول، قرب زمانی اور قرب مکانی کو تلازم کے اسباب بتایا ہے۔

تلازم کے سلسلہ میں ایک روسی ماہر نفسیات اور فعلیات پیولو (Pavlov) کے تجربے بڑے اہم ہیں ان تجربوں سے تلازم کے فعلیاتی نظام کا علم ہوتا ہے۔

ایتلافی قوانین Association laws of

نفسیاتی قوانین جن کے مطابق ایتلاف جگہ پاتا ہے۔ ایتلافی قوانین کا کلاسیکی شمار جس کا اظہار ارسطو کی فکر میں ملتا ہے۔ اس فہرست میں مشابہت، تقابل اور قرب شامل ہیں جو یادداشت کا اعادہ کرتے ہیں۔ ہیوم نے بھی کم و بیش اسی فہرست کو تسلیم کیا ہے۔

تلازمیت، ایتلافیت Associationism

ذہن کی ساخت اور تنظیم کا نظریہ جس کے تحت ہر ذہنی کیفیت جدا طور پر قابل تحلیل ہے۔ تمام ذہنی زندگی کی توجیح امتزاج مکرر سے نظریہ ایتلاف کی ہم آہنگی سے کی جا سکتی ہے۔

ایتلافی نفسیات Associationist Psychology

ایسی نفسیات جو ایتلاف (Association) کو نفسیات کا بنیادی تصور تسلیم کرے اس خیال کی ابتدا ہابس (Hobbes) لاک (Locke) سپینوزا (Spinoza) سے ہوتی ہے۔ بعض کے ہاں یہ تصور مادی نظر آتا ہے اور بعض کے ہاں تصوریتی (Idealistic) ہابس اور اس کے شاگردوں ہارٹلے (Hortley) اور پرسنلے (Pristley) نے مادی تصور کو فروغ دیا۔ ان کا خیال تھا کہ ایتلاف کی تہہ میں دماغ کا فعلیاتی نظام کارفرما ہے۔ ہیوم اور ہربرٹ کے ہاں تصوریتی خیال ملتا ہے۔ ہیوم اسے تاثرات کا مجموعہ کہتا ہے۔ انیسویں صدی میں یہ دونوں تصورات مل گئے۔ بیسویں صدی کی کرداریت (Behaviourism) کا دارومدار ایتلاف پر ہے۔ لیکن کرداریت کا نظریہ خالص میکانکی ہے جو بیشتر ماہرین نفسیات کو پسند نہیں۔

ایتلافی قوانین Associative Laws

قانون ایتلاف کی صورت حسب ذیل ہے۔

س0(ج0ج) = چ0(0ج0س) اس مساوات میں 0 اضافی علامت ہے جسے اور کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے لہٰذا ج 0 س کو ج اور س پڑھا جائے گا۔ علم الحساب میں ایتلافی قوانین دو شکلیں اختیار کر لیتا ہے ایک جمع اور دوسری ضرب کی۔

س+(ج+چ) = چX(جXس)_ تضایاتی احصا (Proportional Calculus) میں ایتلافی قوانین کی چار صورتیں ہیں۔

[پ v رق ١v] = (پ v ق) v ر]

[پ(ق ر)] = (پ ق) ر]

[پ+(ق+ر)] = [(پ+ق)+ر]

[پ≡(ق≡ر)]≡[(پ≡ق)≡ر]

لمبی اور چھوٹی خطوط وحدانیوں کے علاوہ باقی علاقوں میں

V سے مراد یا لی جاتی ہے۔ اور ≡ ہم قدرت۔

مفروضہ Assumption

ایسے قضیئے کو کہتے ہیں جو دیگر نتائج نکالنے کی خاطر فرض کر لیا جاتا ہے اس لئے بعض دفعہ جدلیات اور فرضیوں (Postulate) کو بھی مفروضات کہہ دیا جاتا ہے۔ کئی اغراض کے تحت کسی قضیہ کو فرض کر لیا جاتا ہے یا تو فرضیہ کی صداقت کا یقین ہوتا ہے یا اس کی صداقت کو ممکن سمجھا جاتا ہے۔ بعض اوقات کسی قضیہ کو جھٹلانے کی خاطر اسے فرض کر لیا جاتا ہے۔ سائنس اور فلسفہ دونوں میں مفروضات پائے جاتے ہیں کیونکہ ان کے بغیر کئی مسائل سمجھ میں نہیں آ سکتے۔

استیکا Astika

سنسکرت زبان کا لفظ ہے۔ ویدوں کی اہمیت کو تسلیم کرنے کے معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔

آستیکہ (سنسکرت) Astikaya

لفظی معنی پھیلا ہوا یا جسمی ہیں۔ جین مت میں سوائے زمان کے ہر شے جسمی ہے لہٰذا زمان توسیعت سے خالی ہے اور غیر جسمی بھی۔

طمانیت Ataraxia,(Atarascia)

ایسی روحانی کیفیت جو سکون اور طمانیت سے لبریز ہو۔ یونانیوں کا کہنا ہے کہ صاحب دانش کیلئے اس کیفیت کو حاصل کرنا ممکن ہے۔ دیمقراطیس (Democritus) ابیقورس (Epicurus) اور لوکریٹس (Lucretus) کے نزدیک یہ حالت کائنات کے ادراک اور خوف و خطر پر قابو پانے سے نصیب ہوتی ہے۔ تشککوں (Sceptics) کا کہنا ہے کہ اگر محاکے سے پرہیز کیا جائے اور زندگی کی غمیوں اور خوشیوں سے بے اعتنائی برتی جائے تو طمانیت حاصل ہو گی۔

دہریت، دہریہ Athecism

یہ لفظ دہر سے ہے جس کے معنی زمانے کے ہیں۔ دہریت سے مراد الحاد ہے۔ دہریہ یا ملحد اس شخص کو کہتے ہیں جو یا تو سرے سے خدا کا انکاری ہو اور دہر کو ہی خدا کہے اور سمجھے یا خدا کو تو مانے لیکن اس کی ذات سے انکار کر دے۔ بعض فلسفیوں نے خدا کو اقدار میں تحلیل کر دیا ہے مثلاً وہ وقت کو خدا کہتے ہیں یا محبت اور صداقت کو خدا قرار دیتے ہیں یہ لوگ بھی ملحد یعنی منکرین خدا کے زمرے میں آ جائیں گے کیونکہ خدا ان کے نزدیک کسی ہستی کا نام نہیں بلکہ اقدار کا نام ہے۔

اشتراکیت کی بنیاد ہی الحاد پر رکھی گئی ہے اس لئے اس میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کو ماننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

آتما (سنسکرت) Atman

اسے روح، ذات، ایغو اور خودی کے مترادف کہہ سکتے ہیں۔ ہندوؤں نے اسے مادی اور روحانی دونوں طرح استعمال کیا ہے۔ اسے الوہیت کا جزو سمجھا جاتا ہے یا الوہیت کے تابع۔ گو اسے مختلف شے بھی کہا گیا ہے بعض ہندو فلسفیوں نے اسے مابعدالطبیعیاتی حقیقت خیال کیا ہے جو موت کے وقت فنا ہو کر ماورائی حقیقت میں جذب ہو جاتی ہے۔

جوہری حقائق Atomic Facts

منطقی اثباتیت (Logical Positivism) کا بنیادی تصور ہے رسل (Russle) نے اپنی ریاضیاتی منطق میں دو قسم کے جملوں کا ذکر کیا ہے ایک جوہری دوسرے سالمائی۔ جوہری جملوں کے خصوصیات کائنات کے خصوصیات قرار دیئے۔ جوہری حقائق کا تجربہ یا تقسیم ممکن نہیں اور یہ ایک دوسرے سے الگ تھلگ اور خود مختار ہیں۔ مثلاً "یہ کہتا ہے" جوہری جملہ ہے سالمائی جملے جوہری جملوں سے بنتے ہیں۔

یہ نظریہ وحدت کائنات کے نظریہ کے خلاف ہے۔ رسل داخلی رشتوں (Internal Relation) کو تسلیم نہیں کرتا اور ہر رشتہ کو خارجی کہتا ہے۔ رسل کی منطقی جوہریت (Logical Atomism) کی تہہ میں یہ

نظریہ کارفرما ہے اگر حقائق کا آپس میں کوئی ذاتی رشتہ نہیں اور نہ ہی حقیقت ایک اکائی ہے تو ظاہر ہے کہ وقوف (Cognition) کا فریضہ صرف حقائق بیان کرنا ہے۔

Atomism
جوہریت

1- اس عقیدہ کی رو سے کائنات میں ناقابل تحلیل عناصر موجود ہیں۔ جو ایک دوسرے سے بالکل الگ تھلگ اور خودمختار ہیں۔ ان عناصر کو ایٹم کہا جاتا ہے۔ مثلاً قدیم یونانیوں میں دیمقراطیس (Democritus) نے دعویٰ کیا تھا کہ کائنات ایسے عناصر سے بھری پڑی ہے جو کیفیت کے لحاظ سے ایک دوسرے کی مانند ہیں لیکن اشکال کے اعتبار سے مختلف

2- ان فلسفیوں کے خلاف جو کائنات کو اکائی مانتے ہیں یا ہر شے کا رشتہ ہر دوسری ۔شے سے ملاتے ہیں جوہریت کا موقف یہ ہے کہ بعض اشیاء میں تو سرسری رشتہ ہے اور بعض اشیاء بالکل خودمختار ہیں۔ دوسرے الفاظ میں کائنات اکائی نہیں اور نہ ہی رشتے لابدی اور ضروری ہیں رسل (Russell) کا یہی خیال ہے وہ رشتوں کو بیرونی یا خارجی مانتا ہے۔ نہ کہ ذاتی اور داخلی۔

3- ان فلسفیوں کے خلاف جو اس امر کا دعویٰ کرتے ہیں کہ اشیاء کا تجزیہ ممکن ہے جوہریت کا کہنا ہے کہ بعض اشیاء یا عناصر اخروی اعتبار سے سادہ ہیں یعنی اصل میں سادہ ہیں ان کا تجزیہ ممکن نہیں رسل کہتا ہے کہ قضئے دو قسم کے ہوتے ہیں ایک جوہری اور دوسرے سالمائی۔ اول الذکر سادہ یا بسیط ہیں انہیں تحلیل نہیں کیا جا سکتا۔ انہی کے امتزاج سے سالمائی قضئے بنتے ہیں۔

Atomism Psychological
نفسیاتی نظریہ جوہریت

ذہنی ساخت کا نظریہ جس کے تحت ہر ذہنی کیفیت کا تجزیہ کیا جا سکتا ہے۔

Atonement
کفارہ

عیسائیت میں اس سے مراد گناہوں کا اقرار، تجزیہ، حفاظت یا تصفیہ ہے۔ عیسائیوں کے مطابق آدم نے خدا کی حکم عدولی کی اور گناہ کا مرتکب ہوا اور خدا کو ناراض کیا۔ اس گناہ سے نسل انسانی پلید ہو گئی اس کی صفائی کیلئے ابن خدا (Son of God) نے انسان کا روپ دھارا اور کرہ ارض پر آیا۔ پھر اس نے صلیب پر چڑھ کر تمام نسل انسانی کے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا۔ اس طرح انسان اور خدا کے درمیان مصالحت ہو گئی اور انسان دوبارہ اسی قابل ہو گیا کہ وہ خدا کا فضل حاصل کر سکے۔

Attention
توجہ

احاطہ شعور میں سے چند اشیاء کو منتخب کر کے انہیں واضح شعور میں لانے کا نام توجہ ہے۔ جس شے کو توجہ کا مرکز بنایا جاتا ہے وہ دوسری اشیاء کی نسبت زیادہ واضح اور روشن ہوتی ہیں۔

توجہ کی تین اقسام ہیں۔ 1- انفعالی (Passive) 2- فعالی (Active) اور ثانوی انفعالی (Secondary Passive) اول الذکر میں توجہ کے اسباب معروضی (Objective) ہوتے ہیں دوسری قسم میں موضوعی (Subjective) اور تیسری قسم میں ابتدا میں معروضی اور بعد میں دلچسپی پیدا ہونے سے موضوعی بھی ہو جاتے ہیں۔

آج کل توجہ اور ادراک کو ایک ہی سطح پر لا کھڑا کیا گیا ہے جس چیز کو توجہ کہتے ہیں اسے ادراک بھی کہہ سکتے ہیں۔

Attention Span of
حیطہ توجہ، حیطہ ادراک

حیطہ توجہ دراصل حیطہ درک (Span of apprehansion) ہے۔ جس قدر اشیاء کو ایک ہی توجہ میں دیکھا یا سنا جائے گا وہ اس کا حیطہ ہوں گی۔ اگر صرف پانچ اشیاء کو دیکھا یا سنا جا سکتا ہے تو یہ پانچ اشیاء درک یا توجہ کا حیطہ کہلائیں گی۔

رویہ Attitude

مظہریتی فلسفہ (Phenomenolgy) کی تشریح کرتے ہوئے ہسرل (Husserl) فہم عامہ کے قدرتی رویہ (Natural attitude) کا ذکر کرتا ہے۔ جس کے نزدیک کائنات کو حقائق کا مجموعہ کہہ سکتے ہیں۔ وہ یہ کہتا ہے کہ اس کائنات سے میرے تعلق کو وہ تصورات ہی بیان کریں گے جو محصور ہونا (Containment) اور استعمال ہونا ہیں۔ مثلاً میں کمرے میں محصور ہوں جو گھر میں محصور ہے اور گھر شہر میں محصور ہے اور شہر ملک میں محصور ہے اور ملک کائنات میں محصور ہے۔ میں قلم کو استعمال کرتا ہوں تاکہ یونیورسٹی مجھے بطور پروفیسر استعمال کر سکے۔ یونیورسٹی کو ملک استعمال کر رہا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔

مظہریتی رویہ اس سے مختلف ہے اس میں نہ میں کائنات کا جائزہ لیتا ہوں نہ اپنے استعمال ہونے کا۔ بلکہ یہ دیکھتا ہوں کہ کائنات اور میرے استعمال ہونے کے شعور کی کیا نوعیت اور کیا کیفیت ہے۔

صفت Attribute

1- عموماً کسی شے کا خاصہ۔ لیکن اسے وصف، کیفیت، حالت، مقولہ، ڈھنگ، جہت (Mode) اور عرض کے مترادف بھی سمجھا گیا ہے۔ اگرچہ یہ درست نہیں۔

2- مابعدالطبیعیات میں ان اوصاف کو صفت کہا جاتا ہے جو روحانی یا مادی جوہر کیلئے لازمی اور ضروری ہوں۔ ان کی عدم موجودگی میں جوہر اپنی ذات کھو بیٹھتا ہے۔ جوہر کی ذات انہی صفات سے منکشف ہوتی ہے۔ جیسے صفات کے بغیر ذات کا تصور ممکن نہیں۔ ایسے ہی ہر صفت کیلئے جوہر یا ذات کا وجود ضروری ہے۔ جن صفات کا تعلق ہست سے ہے انہیں ماورائی (Transcedental) کہتے ہیں۔ یہ صفات تین ہیں۔ وحدت، صداقت اور خیر۔ ان سے ہستی یا وجود کی تشکیل ہوتی ہے۔ سترھویں صدی میں صفات سے مراد جوہر کا شہود تھا مثلاً ڈیسکارٹ (Descartes) کہتا ہے کہ حقیقت کی بنیادی صفات امتداد (Extrusian) اور فہم (Thought) ہیں۔ سپینوزا (Spinoza) کے نزدیک الوہیت کی صفات امتداد اور فہم ہیں اور اس کے بغیر الوہیت سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ جان بوڈن (Jhon Bodin) کہتا ہے کہ حقیقت کے صفات پانچ ہیں۔ طاقت، مکانی، زمانی، شعور اور صورت۔

3- مذہب میں خدا کا ظہور اس کی صفات سے ہے۔ اسلام میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں اور اتنی ہی صفات۔ ذات اور صفات کا مسئلہ مذہب میں خاصہ پیچیدہ مسئلہ ہے۔

4- ارسطو کی منطق میں ہر قضیہ کو موضوع اور محمول میں تقسیم کر سکتے ہیں مثلاً قضیہ 'انسان حیوان ناطق ہے' میں انسان تو موضوع ہے اور حیوان ناطق محمول۔ محمول کو موضوع کی صفت کہا جاتا ہے۔ صفت ضروری بھی ہو سکتی ہے اور غیر ضروری بھی یقینی بھی ہو سکتی ہے اور احتمالی بھی۔

5- نفسیات میں ہر تحسس دوسرے تحسس سے اور تمثال دوسرے تمثال سے اور ہر تاثر دوسرے تاثر سے مختلف ہے۔ یہ اختلاف دراصل صفات کی بنا پر ہے۔

صفت انفعالی Attribute, Differentiating

براڈ (Broad) انگریز فلسفی ان صفات کو انفعالی کہتا ہے جو جوہر کے لئے لازمی تو نہیں ہوتیں لیکن سادہ ہونے کے باوجود خصوصی ضرور ہوتی ہیں۔ اور اگر کسی مخلوط یا مرکب شے میں پائی جاتی ہیں تو اس کے ہر جزو میں بھی پائی جاتی ہیں۔

الہیانہ اقتدار Auctoritas

سینٹ آگسٹائن (St. Augustine) جو افریقہ کا عیسائی مفکر اور صوفی تھا اس نے الٰہی اقتدار اور انسانی اقتدار میں فرق واضح کیا اور الٰہی اقتدار کو افضل اور بالا قرار دیا اور اس کی پیروی فرض ٹھہرائی۔

تنویر Aufklarung

1- Aufklarung جرمن لفظ انگریزی زبان کے

enlightenment کا ہم معنی اور مترادف ہے۔ اس کا مطلب روایات اور اقتدار سے چھٹکارا پانا' سوچ بچار کو آزاد رکھنا اور غیر ناقدانہ خیالات کی بجائے معقول اور تصدیق شدہ خیالات کو اختیار کرنا ہے۔

2- تاریخی اعتبار سے یہ دور جرمنی' فرانس اور انگلینڈ میں اٹھارہویں صدی میں آیا۔ اس کے محرکات سترھویں صدی کی تجربیت' ارتیابیت' تحریک احیا العلوم اور طبعی علوم میں پائے جاتے ہیں۔ اس دور میں علوم و فنون کو ترقی حاصل ہوئی۔ ایک عام فہم فلسفہ معرض وجود میں آیا۔ تجربی علوم نے سر اٹھایا مذہبی روایات پر تنقید کی گئی' سوشل اور سیاسی فکر میں جمہوری رنگ آیا۔

3- اگر جرمن لفظ کے انگریزی مترادف کو چھوڑ دیا جائے اور صرف جرمن تحریک کو مد نظر رکھا جائے تو اس میں لیننگ (Lening) کی شخصیت نمایاں نظر آئے گی۔ لیننگ آزادی تقریر کا حامی تھا مذہب کی فرسودہ روایات پر تنقید کرتا مگر ساتھ ہی الحاد کا بھی دشمن تھا۔ لیننگ کے علاوہ ایچ۔ ایس۔ ریمرس (H.S. Reimarus) موزز مینڈل سوز (Moses Mendelssohu) کرسچن ولف (Christian Wolf) جے اے ایبرمارڈ (J.A.Ebermard) اور جے۔ جی ہرڈر (J.G.Herder) نے بھی اس تحریک میں اہم کردار ادا کیا۔

Augustine, Saint
سینٹ آگسٹائن (430-354)

شمالی اُفریقہ میں فلونس کے قریب تیگاسٹ (Tagaste) کے مقام پر 354ء میں پیدا ہوا۔ اس کا باپ کافر مگر ماں عیسائی تھی۔ ابتدائی تعلیم کارتھیج (Carthage) میں حاصل کی چنانچہ اس نے عیسائیت کو خیرباد کہا اور دین مانوی (Manicheanism) اختیار کر لیا۔ تیگاسٹ میں 374ء تک پڑھاتا رہا اور علم بلاغت کا مدرسہ کھولا۔ 383 میں روم (Rome) چلا گیا اور میلان (Milan) میں بلاغت کا پروفیسر مقرر ہو گیا۔ یہاں اسے نوافلاطونیت سے رغبت ہو گئی اس رغبت نے عیسائیت کی طرف راغب کیا چنانچہ 386ء میں اس نے مانوی دین چھوڑ کر عیسائیت قبول کر لی۔ پروفیسرشپ سے مستعفی ہو گیا کیونکہ پھیپھڑوں کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا۔ 387ء میں بپتسما حاصل کیا اور افریقہ واپس لوٹ آیا۔ 391ء میں پادری بن گیا اور 396ء میں ہپو (Hippo) کا بشپ بنا اور اس عہدہ پر مرتے دم تک فائز رہا اس کی مشہور کتابیں مندرجہ ذیل ہیں۔

On Free Choice, Confessions,
Literal Commentary on benesis,
On the Trinety and city of God

آگسٹائن کا فلسفہ

1- خدا کی ہستی۔ آگسٹائن کے فلسفہ کی بنیاد باری تعالیٰ پر ہے۔ دنیا کا نظام خالق کا پتہ دیتا ہے اور انسانی ضمیر سے الہیاتی اخلاقی طاقت کا علم ہوتا ہے۔ تمام مخلوقات اتفاقی اور امکانی ہے اسے لازمی علت چاہئے۔ اس کے علاوہ ہمارا علم بھی اضافی اور محدود ہے ہمیں کسی شے کا قطعی علم نہیں ہو سکتا جب تک ہم مطلق صداقت یعنی خدا کو تسلیم نہ کریں۔ خدا تک پہنچنے کے لئے علم کافی نہیں بلکہ عشق درکار ہے۔ خدا کی تلاش دل سے ہوتی ہے نہ کہ عقل سے۔ یہ تلاش انتہا درجے کی ہیجانی اور عقلی مفادات اور دلچسپیوں سے بالا۔ معرفت کی منزل علم کی چوٹی پر واقع ہے۔ اللہ کے نور کو محسوس کیا جا سکتا ہے۔ یہ احساس ہی اللہ تعالیٰ کی شوکت اور سطوت کا پتہ دیتا ہے جو شخص اس تجلی سے مالا مال ہوتا ہے وہ جان جاتا ہے کہ سائنسی طریقے سے خدا تک نہیں پہنچا جا سکتا۔

2- روح کا غیر فانی ہونا۔ روح کی حقیقت مادی نہیں بلکہ روحانی ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو روح تثلیث کی عکاسی کرتی ہے۔ روح میں حافظہ' فہم اور ارادہ پایا جاتا ہے یہ تثلیث کے تین اقسوم کے مثل ہیں۔

عقل سے روح کی ابدیت ثابت کی جا سکتی ہے۔ روح کو حیات کا اصل کہہ سکتے ہیں اور اس لحاظ سے

جسم سے فائق ہے جب موت سے جسم فنا ہو جاتا ہے روح قائم رہتی ہے۔ روح اور عقل ایک ہی شے ہیں اسی لئے عقل بھی مادے کی حدود سے ماوریٰ ہے چونکہ عقل ابدی ہے روح بھی ابدی ہے روح کا شمار ابدی حقائق میں ہے اور یہ حقائق زمان و مکان کے قیود سے آزاد ہیں۔ جیسے قدرت کے چند ایک اصول ابدالاباد تک قائم رہیں گے۔ ویسے ہی روح بھی ہمیشہ تک قائم رہے گی۔

کلیسا کے اقتدار کو ماننا ضروری ہے۔ انسان کمزور اور ناقص العقل ہے کلیسا کے بغیر نجات حاصل نہیں ہو سکتی۔ خدا اور انسان کے درمیان کلیسا ایک مقدس رشتہ ہے۔ آگسٹائن انفرادیت کے خلاف تھا۔ اس کا عقیدہ تھا کہ کلیسا کی حکم عدولی کسی طور جائز نہیں۔

خدا کی بستی (City of God) میں آگسٹائن کے سیاسی نظریات پائے جاتے ہیں۔ حیات بعد الموت کیلئے دنیوی زندگی ایک پیش خیمہ ہے یوں تو ان دونوں کے درمیان سفر طویل ہے لیکن خدا کے نقطہ نگاہ سے یہ سفر ایک آن میں طے ہو جاتا ہے۔ خدا کی بستی اور شیطان کی بستی (City of the Devil) الگ الگ بستیاں ہیں۔ ایک میں خیر اور دوسری میں شر ہے۔

اخلاقیات میں آگسٹائن کا موقف تقشف (Puritainism) کا تھا۔ تمام برائیوں کا منبع جسم اور خاص کر عورت کو سمجھتا تھا۔ لہٰذا اگر اللہ سے عشق مقصود ہو تو عورت سے بچنا ضروری ہے۔ رہبانیت ہی مذہب اور صداقت کا راستہ ہے۔

استناد، صحت، مستند Authenticity

عام طور پر اس سے مراد صداقت لی جاتی ہے بعض اوقات اس سے براہ راست اور ذاتی خصوصیات کا مفہوم بھی نکلتا ہے۔ چنانچہ وائٹ ہیڈ (Whitehead) "مستند احساسات" کی اصطلاح بھی استعمال کرتا ہے۔ وجودیت میں حقیقی وجود سے مراد ایسا وجود ہے جو آزاد ہو اور پوری ذمہ داری سے اپنی زیست بسر کر سکے۔ مذہبی طور پر اس لفظ سے مراد حدیث کی صحت روایت، اسناد اور شہادت لی جاتی ہے۔

مستندیت Authoritarianism

کسی بیان، قضیہ یا نظریہ کی صحت کیلئے سند کو کافی سمجھنا۔ مذہب میں سند کا استعمال کافی ہوتا ہے۔ درایت اور روایت دونوں کو ہی پرکھا اور جانچا جاتا ہے۔ مسلمانوں نے احادیث کو جانچنے اور پرکھنے کیلئے جو معیار مقرر کیا اب وہ باقاعدہ ایک فن کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ یورپ میں زمانہ وسطیٰ مستندیت کا زمانہ تھا ہر شے کی صداقت کا انحصار بائبل پر تھا اور بائبل کی تفسیر کا فریضہ کلیسا کا تھا۔ لہٰذا ہر شخص کو کلیسا کی تفسیر یا شرح تسلیم کرنی پڑتی تھی۔

خود فکری Autistic Thinking

کسی خیال یا فکر میں بغیر کسی مقصد کے کھو جانا۔ خیالی پلاؤ پکاتے وقت کوئی مقصد سامنے نہیں ہوتا۔ خیالی پلاؤ اور تخیلات کھیل کی مانند ہوتے ہیں جیسے کھیل محض کھیل کھیلنے کیلئے کھیلی جاتی ہے ویسے ہی خیالی پلاؤ بھی ذاتی طور پر طمانیت بخش فعلیت ہے اس میں افادیت کا پہلو مضمر نہیں ہوتا۔ خواب بیداری یا عام خواب بھی خود فکری کی مثالیں ہیں۔

خود حرکی نظریہ Automation Theory

انسانی عضویہ کو مشین سمجھنا۔ بعض سائنسدان انسانی جسم کو خود حرکی کل تصور کرتے ہیں۔ یعنی ایک ایسی مشین جو ہے تو مشین لیکن حرکت کیلئے غیر کی محتاج نہیں۔

خود حرکیت Automatism

یہ نظریہ کہ انسانوں اور حیوانوں کے عضویے محض کلیں ہیں اور قوانین طبیعیات کے تابع ہیں۔ ڈیسکارٹ (Descartes) کے خیال میں حیوان تو بالکل مشین ہیں۔ انسان بھی مشین ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ یہاں پر حکومت عقلی روح (Natural Soul) کی ہے انیسویں صدی میں خود حرکیت اور تبع مظہریت (epi-Phenomanalism) کو اکٹھا کر دیا گیا اور

انسان کی پوری زندگی مشین بن گئی- دور جدید میں کرداریت (Behaviourism) بھی خود حرکیت کے قریبی نظریہ ہے-

Automatism,Conscious
شعوری خود حرکیت

باجسن (Hodgson) کازو کلیفرڈ (Clefford) اور ہکسلے (Huxeley) کا نظریہ کہ انسان ہے تو مشین لیکن اس مشین کو شعور یا نفس بھی عطا کیا گیا ہے یعنی مشین کے ساتھ شعور بھی لگا ہوا ہے-

Autonomy خوداختیاری

مکمل آزادی اور خود مختاری- بیرونی دباؤ سے بے نیازی- مشہور جرمن فلسفی کانٹ (Kant) نے خود اختیاری ارادہ (Autonomy of the Will) اور انقباد ارادہ (Heteronomy of the Will) میں تمیز کی ہے اول الذکر میں ارادہ آزاداور اپنے ہی وضع کردہ اصولوں کاپابند ہوتا ہے- موخرالذکر میں ارادہ آزاد نہیں ہوتابلکہ غیر کے اصولوں کے تابع ہوتا ہے-

Autonomy of Ethics
اخلاقیات کی خوداختیاری

وجدان پسند مفکروں کا کہنا ہے کہ اخلاقیات ایک خود مختار علم ہے اور اسے مابعدالطبیعیات، طبعی یا سماجی علم میں تحلیل نہیں کیا جا سکتا- اخلاقی قضئے اپنی حیثیت میں منفرد ہیں انہیں کسی دوسرے قضئے میں جس کا تعلق اخلاقیات سے نہ ہو تحلیل نہیں کیا جا سکتا- کانٹ (Kant) کا کہنا ہے کہ چاہے (ought) کو ہے (is) میں نہیں بدل سکتے- جی ای مور (G.E.More) نے بھی اس موقف کی تائید کی ہے-
دیکھئے (Principia Ethica)

Autonymy of the will
ارادے کی خوداختیاری

کانٹ کی اخلاقیات میں اصول سزی کیلئے عقلی ارادے کی آزادی-

Autonymy خوداختیاری

یہ اصطلاح کارنپ (Cornap) نے پہلے پہل استعمال کی- ایسالفظ جواپنے نام کیلئے استعمال ہو-

Autotelic خودنمائی

ایسی سرگرمی میں منہمک ہو جانا جو بذات خود دلچسپ ہو اور منفعت کے تحت شروع نہ کی گئی ہو مثلاً شطرنج یا اعلیٰ ریاضیات میں شغف- تخلیقی فن بھی اسی نوعیت کا ہوتا ہے- اس میں افادیت کا پہلو شعور میں موجود نہیں ہوتا- لاشعور میں موجود ہو تو کہا نہیں جا سکتا- کم از کم فنکار کو اس کا علم نہیں ہوتا وہ محویت کے عالم میں سب کچھ بھولا ہوا ہوتا ہے اور صرف اپنے فن کی تکمیل میں دل وجان سے مصروف ہوتا ہے-

Avenorus,Richard
رچرڈ ایوی نورس (1843-1896ء)

جرمن فلسفی جو فلسفہ کے لئے علامتی زبان بنانا چاہتا تھا- اسی لئے اس نے اپنے خیالات کو عجیب و غریب علامتوں میں ظاہر کیا- اس نے اس سلسلہ میں اسپائی نوزا سے اثر قبول کیا- اس کا کہنا ہے کہ تمام بیرونی اثرات فلسفہ سے خارج کر دینے چاہئیں اور اسے بطور سائنس مطالعہ کرنا چاہئے- لہٰذا مقولوں (Categories) اور روحیانہ (Animistic) تصورات کا فلسفہ میں کوئی مقام نہیں- نفسیاتی، تاریخی اور حیاتیاتی وجوہات سے فلسفیانہ مسائل اٹھتے ہیں لہٰذا ان کا حل بھی وہیں ڈھونڈنا چاہئے-

شعور کا انحصار بھی نظام پر ہے جسے سی (C) کہا گیا ہے جو ہیجانات ماحول سے اٹھتے ہیں وہ آر (R) ہیں ان تجربات کا اظہار ای (E) ہے جب ای (E) کا تجزیہ کیا جاتا ہے تو اس میں سے کچھ تو عناصر (elements) نکلتے ہیں جن کا تعلق حسی علم سے ہوتا ہے اور کچھ خاصے (Chracters) جن کا تعلق احساسات اور رویوں سے ہوتا ہے- ایوی نورس دو سلسلوں کو تسلیم کرتا ہے ایک

تابع اور دوسرا غیر تابع۔ طبعی سلسلہ غیر تابع ہے اور نفسیاتی سلسلہ تابع۔ دونوں ایک ساتھ چلتے ہیں۔ تابع نفسیاتی سلسلہ کے تین منازل ہیں پہلے کوئی مسئلہ ہوتا ہے پھر اسے حل کرنے کی کوشش ہوتی ہے اور پھر جب حل مل جاتا ہے تو طمانیت اور سکون نصیب ہوتا ہے۔ اس کے متوازن غیر تابع طبعی سلسلہ کے بھی تین منازل ہوں گے۔ پہلے کوئی حیاتیاتی فرق ہو گیا پھر نظام سی (C) کا توازن قدرے متزلزل ہو گا اور پھر حیاتیاتی فرق ختم ہو جائے گا اس لحاظ سے طبعی سلسلہ فائق اور خود مختار ہو گا اور نفسیاتی سلسلہ اس کا تابع اور زیر اثر۔

ایوی نورس کا اثر ولیم جیمز (W.James) اور ارنسٹ ماش (Ernest Mach) پر ہوا اس کی مشہور کتابیں مندرجہ ذیل ہیں۔

Kritik der reinen Erfahrung

Der menschliche Weltbegriff.

لاطینی ابن رشدیت Averroism Latin

ابن رشد نے غزالی کے فلسفیوں پر حملوں کے خلاف جوابی کارروائی تہافت التہافہ کی صورت میں انجام دی مگر اسلامی دنیا میں ابن رشد کا دفاع نتیجہ خیز نہ ثابت ہوا اس کی آواز سنی گئی تو سرزمین مغرب میں۔ وہاں ایک مکتب "لاطینی ابن رشدیت" کے نام سے معرض وجود میں آ گیا جس کے پیش نظر ابن رشد کی تعلیمات کی ترویج تھی اور ان کو عیسائی دنیا کے احوال پر منطبق کرنا تھا۔ اس طرح جب اسلامی دنیا میں ارسطوئیت کو خالص عقلی نظام ہونے کے باعث رد کیا جا رہا تھا تو مغرب میں لوگ اس سے الفارابی، ابن سینا اور خصوصاً ابن رشد کی تحریروں کے تراجم کی بدولت آگاہ ہونے لگے۔

ارسطو کی شرحیں جو ابن رشد نے کیں ان کا علم اہل مغرب کو بارہویں صدی میں مائیکل سکاٹس (Michael Scottus) اور ہرمینس ایلی مینس (Hermanus Alimanus) کے ترجموں سے ہوا۔ یہ صحیح ہے کہ ابن رشد کے تراجم سے قبل بھی ارسطو کی کتب کے چند تراجم عربی زبان میں ہو چکے تھے لیکن ابن رشد کے تراجم کی صحت کو زیادہ تسلیم کیا جانے لگا اور اب بھی کیا جاتا ہے۔ لہٰذا انہیں سند کی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔

اس زمانے کے پادری البرٹ اعظم (Albert the Great) نے اعتراض کیا اور کہا کہ ابن رشد کی تعلیمات عیسائیت کے منافی ہیں۔ لیکن اس کی مخالفت کے باوجود ارسطو کو سمجھنے کیلئے وہ بھی ابن رشد کی شرح کو ہی سند مانتا تھا۔ ٹامس ایکوناس (Thomas Aquinas) نے ابن رشد کی شرح پر اعتراضات کئے اور کہا کہ بعض مقامات پر ارسطو کی تفسیر غلط ہے لیکن اس کے باوجود سارا یورپ ابن رشد کے تراجم اور شرح کی صحت کا قائل تھا اور بڑے بڑے فلسفیوں نے انہی تراجم کے ذریعے ارسطو کو جانا۔ 1277ء میں عیسائیوں نے ابن رشد کی مخالفت کی اور اس کے حامیوں اور پیروکاروں کی سخت مذمت کی۔ مخالفت تین بنا پر ہوئی (1) یہ خالق اور مخلوق دونوں کی ابدیت کو تسلیم کرتے ہیں۔ (2) عقل کی عددیت اور وحدت کے بھی قائل ہیں۔ (3) اور دو صداقتی نظریہ پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ ان عیسائیوں کا موقف یہ تھا کہ خالق اور مخلوق دونوں کے ابدی ہونے کے بارے میں یا اس کی مخالفت میں کوئی فلسفیانہ دلائل موجود نہیں۔ وحدت عقل کا نظریہ شخصی فناناپذیری کے خلاف ہے اور دو صداقتی نظریہ جس کی رو سے فلسفیانہ صداقت اور الہیاتی صداقت مختلف ہو سکتی ہیں عیسائیت کیلئے قابل قبول نہیں۔ لیکن اس مخالفت کے باوجود "ابن رشدیت" کا مکتب فکر فرانس میں تیرہویں صدی میں اور اٹلی میں چودھویں صدی سے سولہویں صدی تک بے حد مقبول رہا اور اس نے مغربی افکار پر گہرا اثر ڈالا۔

ایوس براں Avicebron (1070-1020)

سپین کا پہلا یہودی فلسفی جو شاعر اور ماہر اخلاق بھی تھا۔ وہ کہتا تھا کہ خدا اور مخلوق کے درمیان کوئی واسطہ ہونا چاہئے۔ اور یہ وسیلہ الہی ارادہ کا ہے جو کائنات کی تخلیق بھی کرتا ہے اور حفاظت بھی اور اسے حرکت میں

بھی لاتا ہے۔ تکونیات (Cosmogony) میں وہ نوفلاطونیت کے قریب تھا۔ نظریہ صدور (Emanation) کو تسلیم کرتا تھا۔ اس کی اہم تصنیف (Forms Vitae) ہے۔

Avidya آودیا (سنسکرت)

لاعلمی، جہالت یا حقیقت سے بے خبری۔ دنیا کا علم حاصل کرنے سے پیشتر خالی شعور یا آگہی۔ اس شعور میں کوئی تمیز نہیں ہوتی اور نہ ہی علم کے ارتقائی منازل سے کوئی شناسائی ہوتی ہے۔

Axiological Ethics اقداری اخلاقیات

اگر کس فعل کو صائب یا غیر صائب کہتے وقت خیر یا قدر کو معیار بنا لیا جائے خواہ اس قدر کا تعلق محرکات یا نتائج افعال سے ہو تو ایسی اخلاقیات کو اقداری کہیں گے۔ مثلاً سچ بولنا انسانی فرض ہے کیونکہ اس سے معاشرے کی مسرت میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہاں پر مسرت کو قدر مان کر سچ بولنے کے فرض کا جواز پیش کیا گیا ہے۔ جی۔ ای۔ مور (G.E.Moore) اور راشڈل (Rashdall) کی اخلاقیات اقداری ہیں۔

Axiological Realism اقداری حقیقت

یہ نظریہ کہ اقدار اور منطق کا وجود ذہن انسانی کا محتاج نہیں یعنی خواہ صفات ہوں یا علائق ان کی حقیقت موضوعی نہیں بلکہ معروضی ہے۔ اس نظریئے کو ماننے والوں میں جی۔ ای مور (G.E.Moore) اے این وائٹ ہیڈ (A.N.Whitehead) اور این ہارٹ مین (N.Hartman) کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

Axiology اقداریات

قدر و قیمت کی سائنس، نظریہ قدر چار مسائل پر مشتمل ہے۔ 1۔ قدر کی نوعیت 2۔ قدر کی اقسام 3۔ قدر کا معیار 4۔ قدر کی مابعد الطبیعیاتی حیثیت

1۔ قدر کی نوعیت۔ کیا قدر تکمیل خواہش کا نام ہے۔ ارادیت (Volunterism) سپینوزا (Spinoza) کا نظریہ۔ یا مسرت کا لذتیت (Hedonism) ابیقورس (Epicurus) بینتھم (Bentham) کا نظریہ۔ یا منفعت کا پیری (Perry) کا نظریہ۔ یا ترجیح کا مارٹینو (Martino) کا نظریہ یا کوائف ثالثہ (Tertiary quality) کے ادراک کا سنتیانہ (Santayana) کا نظریہ یا کمال ذات کا گرین (Green) کا نظریہ۔ یا ایسا فعل جو زندگی کو بڑھائے۔ راتقائیت نطشے (Nietche) کا نظریہ یا وسائل کے طور پر اشیاء کا تعلق مقاصد اور نتائج سے۔ نتائجیت (Pragmalism) ڈیوی (Dewy) کا نظریہ۔

2۔ قدر کی اقسام۔ آلی (instrumental) اقدار اور بالذات (Intrinsic) اقدار۔ بالذات یا باطنی اقدار فی نفسہ خیر ہوتی ہیں اور خارجی امور کی دست نگر نہیں ہوتیں۔ آلی اقدار محض وسیلہ کا کام دیتی ہیں اور باطنی اقدار کو حاصل کرنے کا ذریعہ بنتی ہیں۔ عام طور پر خیر، صداقت، حسن اور تقدیس کو باطنی قدریں کہا جاتا ہے کام۔ مل بیٹھنے اور جسمانی صحت کی قدروں کو بھی باطنی کہا جاتا ہے۔ کچھ لوگ اس سے اختلاف رکھتے ہیں اور اس فہرست کی بعض قدروں کو باطنی تسلیم نہیں کرتے۔

3۔ قدر کا معیار۔ لذتین (Hedonist) کے نزدیک مسرت کی مقدار اور وجدانیوں (Intitutionists) کے نزدیک ترجیح لیکن اس ترجیح کا منبع وجدان اور بصیرت ہے۔ نیچریوں (Naturalists) کے نزدیک تطابق معیار ہے۔

4۔ قدر کی مابعد الطبیعیاتی حیثیت۔ حقیقت کے ساتھ قدر کا تعلق کیا ہے؟ اس کے تین جوابات ہیں 1۔ موضوعیت۔ بعض لوگ اقدار کا منبع ذہنی اور اس کے تجربات سمجھتے ہیں۔ لذتین، نیچریوں اور اثباتیوں (Positivists) کا یہی خیال ہے۔ 2۔ منطقی معروضیت۔ ذہن انسانی سے الگ اقدار کا وجود ہے۔ انسانی وقوف پر ان کی ہستی کا دارومدار نہیں۔ لیکن جو وجود یا ہستی اقدار میں پائی جاتی ہے وہ حقیقت کا عنصر نہیں 3۔ مابعد الطبیعیاتی معروضیت۔ اقدار حقیقت کا عنصر یا جزو ہیں۔ خدا پرستوں اور مطلق تصوریت

پسندوں کا یہ عقیدہ ہے۔

مارکس کا نظریہ تین چیزوں پر مبنی ہے۔ 1- سماجی، سائنسی، اخلاقی اور جمالیاتی اقدار کی حیثیت معروضی ہے۔ 2- اقدار کا انحصار تاریخی عوامل اور طبقاتی رشتوں پر ہے۔ 3- اقدار کے ارتقا میں اضافیت اور مطلقیت کا رشتہ جدلیاتی ہے۔

Axiomatic Method متعارف طریقہ

سائنسی نظریہ کی تعمیر کا استخراجی طریقہ۔ اس کے چار مدارج ہیں۔ 1- کچھ اصولوں کو بطور اصول متعارفہ یا بدیہیات تسلیم کر لیا جاتا ہے 2- چونکہ یہ متعارفہ اصول بطور نقطہ آغاز فرض کئے جاتے ہیں ان کی تعریف اس سائنس میں ممکن نہیں جس کیلئے متعارفہ اصول ہیں 3- ان اصولوں سے استخراج کے طریقے وضع کئے جاتے ہیں جس سے نئے تصورات وجود میں آتے ہیں 4- ان بدیہیات یا متعارفہ اصولوں سے باقی تمام اصول اخذ کئے جاتے ہیں اور ان کیلئے طے شدہ طریقے اور راستے ہوتے ہیں۔

پہلے پہل ارسطو اور اقلیدس کے ہاں متعارفی طریقہ استعمال ہوا بعد میں نیوٹن (Neuton) اور سپینوزا (Spinoza) نے یہ طریقہ سائنس اور فلسفہ کے تجزیئے کیلئے استعمال کیا۔ انیسویں صدی میں جب منطق اور ریاضیات کی مبادیات میں تحقیق ہوئی تو یہ کہا گیا کہ متعارفی طریقہ محض صوری (Formal) طریقہ ہے۔ اس کا منشا عناصر یا علامتوں کے درمیان علائق قائم کرنا ہے اور ان تمام اشیاء کی تشریح کرنا ہے جو متعارفہ اصولوں کے ذیل میں آئیں۔ اس سلسلہ میں قانون عدم تناقض کا سہارا لیا گیا اور یہ بھی دیکھا گیا کہ تمام متعارفہ اصول بالکل خود مختار ہوں اور مل جل کر سائنس کے تمام تقاضے پورا کر سکیں۔ جب صوری متعارفی علوم کا تجزیہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ سب علوم کیلئے ایک ہی قسم کا متعارفی منہاج ممکن نہیں گذشتہ پچاس سالوں میں نہ صرف ریاضیاتی اور منطقی علوم کو بلکہ طبیعیات، حیاتیات اور لسانیات کو بھی متعارفی علوم بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ متعارفی طریقہ کو معروضہ استخراجیہ (Hypothetico-Deductivo) طریقہ بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اولیات کو فرض کر لیا جاتا ہے اور اصولوں کا ان اولیات سے استخراج کیا جاتا ہے۔

Axiomatic System, Independence of
متعارفی نظام کی خود مختاری

اگر متعارفی نظام کا کوئی اصول متعارفہ اس نظام کے باقی اصولوں سے اخذ نہ کیا جا سکتا ہو تو وہ نظام خود مختار کہلائے گا۔ ورنہ اصول متعارفہ تابع ہو جائے گا اور تابع ہونے کی صورت میں ایسے اصول کو متعارفہ اصولوں کی فہرست سے خارج کیا جا سکتا ہے۔ خود مختاری ثابت کرنے کا طریقہ بڑا مفید ثابت ہوا ہے۔ جب اقلیدس کے پانچویں اصول متعارفہ کا جھگڑا اٹھا اور ریاضی دانوں نے اس کی خود مختاری پرکھنی چاہی تو غیر اقلیدسی جیومیٹریوں کا راستہ ہموار ہوا۔

Axiomatic Theory, Completion of
متعارف نظریہ کی مکملیت

اس کا مطلب ہے کہ متعارفی نظام میں ہر اصول یا مسئلہ متعارفی اصولوں سے متخرج ہونا چاہئے۔ چونکہ متعارفی نظام یا تو معنویاتی یا تجرباتی ہوتا ہے۔ لہٰذا ان دونوں نظاموں میں مکملیت کے شرائط جدا جدا ہیں۔ تجرباتی نظام کی شرائط مضبوط بھی ہیں اور کمزور بھی۔ مضبوط سے مراد ہے کہ تمام کے تمام اصول نظام میں ہی ثابت کئے جا سکتے ہیں یا جھٹلائے جا سکتے ہیں۔ کمزور سے مراد ہے کہ اگر کسی ایسے اصول کو جو ان متعارفہ اصولوں سے اخذ نہیں کیا جا سکتا اسے ان متعارفہ اصولوں میں ملا دیا جائے تو تضاد واقع ہو گا۔ معنویاتی مکملیت کی شرط ہے کہ اگر اس نظام کے کسی صادق جملے (True Statement) کا مترادف قضیہ دستیاب ہو جائے تو اسے بھی متعارفہ اصولوں سے قابل اخذ ہونا چاہئے۔ اس معاملہ پر غور کرتے ہوئے کے گوڈل

(K.Godal) نے دریافت کیا متعارفی نظام نامکمل ہیں کیونکہ ان میں کئی ایسے قضئیے پائے جاتے ہیں جو نظام کے اندر ثابت یا جھٹلائے نہیں جا سکتے لہٰذا آج کل مکملیت کو شرط نہیں قرار دیا جاتا۔ نامکمل نظاموں کی بھی عملی افادیت ہے۔

Axiomatic Theory, Non-Contradiction of

متعارفی نظریہ کا عدم تناقض

متعارفی نظام میں عدم تناقض ایک لازمی شرط ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ایک ہی نظام میں ق اور منفی ق یعنی دو متناقض تصدیقات اخذ نہیں کی جا سکتیں۔ چونکہ متعارفی نظام کے دو اقسام ہیں معنویاتی اور نحویاتی لہٰذا عدم تناقض کے تقاضے ایک جیسے نہیں۔ نحویاتی نظام تب تناقض سے خالی ہوگا جبکہ ایک قضیہ اور اس کی نفی اس نظام میں اخذ نہ ہو سکتی ہو اور معنویاتی نظام تب تناقض سے خالی ہو گا اگر اس کا کم از کم ایک ماڈل دریافت ہو سکے جو متعارفی نظریہ کے تمام شرائط پورا کر سکے۔

متعارفی علوم کی سب شرائط میں سے عدم تناقض کی شرط نہایت اہم ہے اگر کوئی نظام اسے پورا نہ کر سکے تو اس کی عدم صحت لازمی ہو گی۔

Axions **اصول متعارفہ**

اولیہ، مسلمہ، بدلہیہ۔ انہیں سائنس کا نقطہ آغاز یا اصول اولیہ کہہ سکتے ہیں۔ ان کیلئے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ سائنس کے تمام اصول انہی سے اخذ کئے جاتے ہیں مثلاً جیومیٹری کے تمام اصول یا مسئلے انہی سے نکلتے ہیں۔ انیسویں صدی تک اصول متعارفہ کو وجدانی اور بدیہی فعال کہا جاتا تھا لیکن اب ماہرین ریاضیات اور منطق نے اس خیال کو رد کر دیا ہے ان کا کہنا ہے کہ اصول متعارفہ کی ہستی بالکل رواجی (Conventional) ہے اور ان کی تشکیل میں تعریف (Definition) کو دخل ہے۔ اصول متعارفہ کو صرف ایک شرط پوری کرنی ہو گی اور وہ یہ کہ حسی سائنس کا نقطہ یا مقام آغاز انہیں تسلیم کیا گیا ہے اس کے سبب اصول انہیں سے نکلتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان کی تعداد مناسب ہونی چاہئے نہ ضرورت سے زیادہ نہ کم اور ان سے جو اصول اخذ کئے گئے ہیں ان میں ہم آہنگی ہونی چاہئے۔

Ayer Alfred **ایر الفرڈ**

آکسفورڈ کا اثباتی فلسفی۔ اسے شہرت ایک چھوٹی سی کتاب "Language Truth & Logic" سے ملی۔ اس کتاب میں منطقی اثباتیت (Logical Positivism) کو نہایت خوش اسلوبی سے پیش کیا گیا ہے بعد کی تصنیفات میں یعنی

The Foundation of Empirical Knowledge.Thinking & Meaning The Problems of Knowledge

اور دیگر تحریرات میں وہ منطقی اثباتیت سے ہٹ گیا ہے۔ اور لسانی فلسفہ سے متاثر نظر آتا ہے۔ چنانچہ مسائل پر بحث کرتے ہوئے وہ منطقی اعتبار سے غیر مبہم اور واضح الفاظ کی تلاش میں سرگرداں نظر آتا ہے۔

Ayam atma Brahma

یہ لفظ سنسکرت کا ہے اس سے مراد "ایغو برہما ہے" لی جاتی ہے اور اس سے انسان کی کائنات کی شناخت جو وجدانی طور پر حاصل ہو کا مفہوم بھی لیا جاتا ہے۔

B

Babism **بابی مذہب**

وہ مذہب یا عقیدہ جس کا بانی سید علی محمد شیرازی تھا۔ علی محمد نے باب کا لقب اختیار کیا اور اس کے ماننے والے اپنے آپ کو اہل بیان کہلاتے ہیں مگر دوسرے انہیں بابی کہتے ہیں۔ علی محمد 1821ء میں ایک تاجر کے گھر میں پیدا ہوئے۔ کمسنی میں ہی یتیم ہو گئے۔ علم

سے شغف تھا اس سلسلہ میں کربلا گئے اور مشائخ کے زمرہ میں شامل ہو گئے۔ پھر شیراز واپس آ کر مصلح ہونے کا دعویٰ کیا۔ اصفہان کا گورنر منوچہران کا ہم خیال بن گیا۔ مرزا یحییٰ نوری جو بعد میں صبح ازل کہلائے' مرزا حسین علی نوری جو بعد میں بہا اللہ مشہور ہوئے اور ملا برکانی کی حسین و جمیل لڑکی زرین تاج جو بعد میں قرۃ العین کہلائی اس مذہب کے زبردست حامی اور مبلغ تھے۔ علماء نے ان کی زبردست مخالفت کی اور آخر باب کو گولی سے ہلاک کر دیا گیا ان کی لاش پہلے تہران اور بعد میں عکہ میں دفن کی گئی۔

محمد علی باب کا کہنا تھا کہ میں تو صرف باب ہوں یعنی دروازہ جہاں سے ایک نیا پیغمبر گذرے گا جو تمام دنیا کو ایک جھنڈے تلے جمع کرے گا اور نفاق اور عناد کو ختم کرے گا۔ باب کا عقیدہ تھا کہ تمام انبیاء برابر ہیں اور سبھی اللہ تعالیٰ کے جلال اور نور کا پرتو ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتا تھا۔ لہٰذا اس نے ایک الگ مذہب کی بنیاد رکھی۔ جس کی بناء پر اس کی زبردست مخالفت ہوئی اور اس مخالفت کی بناء پر یہ تحریک ایران میں کامیاب نہ ہو سکی۔ امریکہ میں قدرے مقبول ہوئی ایران سے اس کے پیروکار ترک وطن کر کے روس اور عراق چلے گئے۔

ابتداء میں اس مذہب کے نظریات میں ہمہ اوست کا عنصر غالب آتا ہے اور ان کی تحریریں فلسفیانہ موشگافیوں سے بھری پڑی دکھائی دیتی ہیں لیکن بعد میں تصوف اور فلسفہ کی بجائے اخلاقیات کا رنگ غالب آ گیا۔ بہا اللہ اور صبح ازل کے اختلاف سے ان میں دو فرقے پیدا ہو گئے۔ ازلی اور بہائی۔ ازلی بہت کم تعداد میں ہیں لیکن بہائیوں نے یورپ اور امریکہ میں تبلیغ کر کے بہت سے لوگوں کو اپنا ہم خیال بنا لیا ہے۔

پس منظر Background

ہسرل (Husserl) کے فلسفہ میں پس منظر سے مراد وہ تمام اشیاء اور خارجی ماحول ہیں جو کسی شے کے ساتھ فرض کر لئے جاتے ہیں۔ پس منظر کو خارجی افق بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس افق کا ایک حصہ ادراکی پس منظر بھی ہوتا ہے۔ پس خارجی افق کو ادراکی پس منظر کے مساوی نہیں لیا جا سکتا کیونکہ یہ وسعت میں ادراکی پس منظر سے بڑا ہوتا ہے اور اپنی ہستی میں اسے شامل کئے ہوتا ہے۔

فرانسس بیکن Bacon Francis(1626-1561)

فرانسس بیکن 22 جنوری 1561ء کو لندن میں پیدا ہوا۔ اس کا باپ سر نکولس بیکن (Sir Nicholas Bacon) ملکہ الزبتھ کے دور میں سلطنت کے اعلیٰ عہدوں پر فائز رہا۔ اس کی والدہ لیڈی این کوک (Lady Anne Cooke) ماہر لسانیات اور عالم دین تھی۔ اس نے بیکن کو خود تعلیم دی۔

بارہ سال کی عمر میں بیکن نے کیمبرج کے ٹرنٹی کالج (Trinty College) میں داخلہ لیا۔ یہاں تین سال رہا اور اس عرصہ میں اس کے دل میں مدرسیت (Scholasticism) اور ارسطوی فلسفہ اور منطق کے خلاف سخت نفرت کے جذبات پیدا ہوئے۔ سولہ سال کی عمر میں فرانس کے انگریزی سفارت خانے میں اسے ملازمت مل گئی 1579ء میں جب اس کے والد کا انتقال ہو گیا تو وہ واپس لندن آ گیا۔ یتیمی اور فلسفی نے اسے وکالت کرنے پر مجبور کر دیا ساتھ ہی اس نے سرکاری ملازمت کی تلاش جاری رکھی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ 1583ء میں وہ پارلیمنٹ کا ممبر منتخب ہو گیا اور اپنی خطابت کا لوہا منوایا۔ اسی دوران اسے ارل آف ایسکس (Earl of Easex) جیسا شفیق دوست مل گیا۔ اس نے 1595ء میں اسے ایک جاگیر بخش دی۔ بیکن نے جو سلوک اپنے محسن سے کیا وہ اس کے کردار کی غمازی کرتا ہے۔ جب غداری کے الزام میں ارل آف ایسکس گرفتار ہوا تو استغاثہ کی طرف سے بیکن پیش ہوا اور اس نے اپنے محسن کو مجرم ثابت کر کے چھوڑا۔ اس واقعہ سے بیکن کا دامن داغدار ہو گیا۔ لوگ اسے شک کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ تنگی اور عسرت نے پھر گھیر لیا۔ 1598ء میں قرض کی بناء پر گرفتار ہوا

لیکن علم و فضل نے اس کا دامن نہ چھوڑا۔ چنانچہ 1606ء میں سولسٹر جنرل (Solictor General) کے عہدہ پر فائز ہوا۔ 1613ء میں اٹارنی جنرل بنا اور 1618ء میں لارڈ چانسلر بنا۔ 1621ء میں ایک مقدمہ میں گرفتار ہو گیا اور دو دن جیل میں رہا۔ 1626ء میں ایک تجربہ کرتے ہوئے بخار میں مبتلا ہو گیا اور 1626ء میں مر گیا۔ مرتے ہوئے لکھ گیا "میں اپنی جان خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ میری لاش گمنام جگہ دفن کی جائے میں اپنا نام آنے والی نسلوں کے لئے چھوڑے جا رہا ہوں۔"

بیکن کی ادبی شہرت کا دارومدار اس کے مضامین (Essays) پر ہے جو 1596ء اور 1623ء کے درمیان لکھے گئے۔ یہ مضامین فہم و فراست کا مجموعہ ہیں اور بڑے اختصار سے لکھے گئے ہیں ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے دریا کو کوزے میں بند کر دیا گیا ہے۔ ان مضامین کو فلسفیانہ تو نہیں کہا جا سکتا مگر ان میں شیخ سعدی کی "گلستان" اور "بوستان" کی طرح دانائی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔

فلسفہ سے بیکن کو گہرا لگاؤ تھا۔ وہ اس میں سے کوڑا کرکٹ نکالنا چاہتا تھا اور نئے فلسفہ کی بنیاد رکھنا چاہتا تھا۔ اس مقصد کے لئے جدید طریق کار کی ضرورت تھی۔ یعنی ایسا طریق کار جو ارسطوی طریق کار سے مختلف اور نئے تقاضوں کو پورا کر سکے۔ اس مطلب کے لئے اس نے "نووم آرگینم" (Novum Organum) یعنی نئی منطق پر ایک کتاب لکھی۔ یہ منطق ارسطو کی منطق کے الٹ ہے۔ یہ نئی منطق نئے منہاج کی حامل تھی۔ اگر ارسطو کا منہاج استخراجی تھا تو بیکن کا منہاج استقرائی تھا۔ اس میں شواہد و حقائق کے بل پر تعلیمات وضع کی جاتی ہیں اور وضع کرنے کے بعد ان کی تصدیق یا توثیق بھی حقائق و شواہد سے ہوتی ہے۔ بیکن سمجھتا ہے کہ اس طریق کار کے راستے میں کچھ تعصبات ہیں جنہیں دور ہونا چاہئے۔ ان تعصبات کو بیکن اقسام (Idols) کہتا ہے۔ ان میں سے کچھ کا تعلق بنی نوع انسان سے ہے کچھ کا کائنات، کچھ اپنی ذات سے، کچھ کا زبان سے اور کچھ کا غلط نظریوں اور عقیدوں سے مثلاً مبالغہ آمیزی اور واقعات کی آخری علت غائی ڈھونڈنا ایسا مغالطہ ہے جو تمام نوع انسانی سے تعلق رکھتا ہے۔ مسلمان ہونے کی وجہ سے بڑے تعصبات شخصی اور ذاتی مغالطوں کا سبب بن سکتے ہیں۔ اگر میں الفاظ کو غیر واضح اور مبہم طریقے یعنی غیر اصطلاحی رنگ میں استعمال کروں تو یہ مغالطے اقسامی ہوں گے۔ اگر کسی شخص نے بغیر سوچے سمجھے کوئی نظریہ اختیار کر لیا ہو تو وہ کئی تعصبات کا شکار ہو جائے گا۔

استقرائی طریقے سے ضروری عناصر کو غیر ضروری عناصر سے علیحدہ کیا جا سکتا ہے اور واقعات کی اصلی ہیئت کو سمجھا جا سکتا ہے۔ اس مطلب کے لئے حقائق کا ایک دوسرے سے مقابلہ ضروری ہے۔ نیز یہ یقین بھی ضروری ہے کہ جو تعمیمات وضع کی گئی ہیں ان کو کاٹنے والی یعنی نفی مثال کہیں موجود نہیں چونکہ ایسا یقین ممکن نہیں لہٰذا سائنسی تعمیمات ظنی اور احتمالی رہتی ہیں۔

بیکن کا شاعری کا نظریہ بھی دلچسپ ہے۔ وہ کہتا ہے عقل سے ہمارے ذہن اور کائنات میں تطابق پیدا ہوتا ہے۔ سائنس سے ہم اصول کائنات کی تابعداری کر کے کائنات کو مسخر کرتے ہیں۔ شاعری کے ذریعے ہم فرار سے کائنات پر فتح پاتے ہیں۔

بیکن کے سیاسی نظریات اس کی کتاب (New Attantis) میں پائے جاتے ہیں۔ یہ ایک قسم کا فرضیہ ہے جس میں معاشرے کی تشکیل سائنس اور ٹیکنالوجی پر رکھی گئی ہے۔ انہی دو چیزوں سے لوگوں کو سکون مل سکتا ہے اور یہی چیزیں ترقی کی ضامن بن سکتی ہیں۔

راجر بیکن (1214-1292) Bacon, Roger

دور وسطیٰ کا مفکر اور جدید تجربی سائنس کا پیش رو۔ ملحدانہ خیالات کی بناء پر آکسفورڈ یونیورسٹی سے نکالا گیا اور کلیسا کے حکم سے ایک قلعہ میں کچھ عرصہ کے لئے نظر بند کر دیا گیا۔ فلسفہ میں اس کا موقف مادیت کا تھا۔ ادعائیت (غطریست) (Dogmatism) اور سند

(Authority) کا مخالف تھا- وہ چاہتا تھا کہ قدرت کا مطالعہ مشاہدے اور تجربے سے کیا جائے اور اس مقصد کے لئے کسی سند کا سہارا نہ لیا جائے- علم کے لئے دو چیزیں درکار ہیں ایک تجربہ اور دوسرے ریاضیات- انہی سے کائنات پر قابو پایا جا سکتا ہے- اس کی مشہور کتاب جسے اس زمانے کا مصارف العلوم کہہ سکتے ہیں (OpusInajus) ہے-

Baconian Method طریق بیکن

فرانسس بیکن (Francis Bacon) کا استقرائی طریقہ- اس طریقہ سے جزئیات سے کلیات کی طرف یا شواہد و حقائق سے تعمیمات کی طرف آتے ہیں- قدرت کے اپنے قوانین ہیں جو استقرائی طریقے سے دریافت کئے جا سکتے ہیں- اس طریقے میں سب سے پہلے مثبت شواہد کو جمع کیا جاتا ہے پھر شواہد کا ایک دوسرے سے مقابلہ ہوتا ہے اور اگر کوئی منفی شہادت ہو تو اسے نظرانداز نہیں کیا جاتا- بیکن مفروضے (Hopothesis) کا مخالف تھا وہ کہتا ہے کہ نیچر کو خود اپنے متعلق کہنے کا موقع دینا چاہئے اس کے متعلق پیش گوئی نہیں کرنی چاہئے- مفروضے ایک قسم کی پیش گوئی ہوتے ہیں ان سے احتراز کرنا چاہئے جہاں کہیں ممکن ہو مشاہدات کی بجائے تجربات کرنے چاہئیں- استقرائی طریقہ ہی ایک ایسا راستہ ہے جس سے کائنات پر قبضہ ہو سکتا ہے-

Baden School بیڈن کا مکتب فکر

بیسویں صدی کے آغاز میں نوکانتیت (Neo Kantianism) کا با اثر مکتب فکر ہائیڈل برگ (Heidelberg) اور فرائی برگ (Freiberg) کی یونیورسٹیاں بیڈن کی سرزمین میں واقع ہیں- پروفیسر ونڈل بینڈ (Windleband) اور پروفیسر ریکرٹ (Rickert) بیڈن کے مکتب فکر پر درس دیا کرتے تھے- اس مکتب فکر کا منشا تاریخی اور سائنسی منہاج میں فرق کرنا تھا- تاریخ کا تعلق ثقافتی انفرادی حقائق سے ہے اور سائنس کا تعلق قدرت کے قوانین سے جن کا اطلاق بار بار ہوتا ہے اور جو مجموعی حیثیت رکھتے ہیں- دونوں ہی حقیقت سے دور نہیں اور قبل تجربی اصولوں سے عمومی اور خصوصی حقائق کا مطالعہ کرتے ہوئے انہیں تصورات میں بدل دیتے ہیں- یہ مکتب وجود (Being) اور ضرورت (Necessity) میں فرق کرتا ہے اور اقدار کی خاطر قوانین تاریخ کو رد کر دیتا ہے- آج کل مغربی جرمنی میں ان خیالات کو معاشریت (Sociology) میں استعمال کیا جاتا ہے اور اسی وجہ سے اس علم میں موضوعیت اور ارادیت (Voluntarism) آ گئی ہے- اس نقطہ نظر کے سربراہ (W.Theimer) اور جی رٹر (G.Ritter) ہیں-

Bahya, ben Josephian Padudah بہایا بن یوسف ابن پادودا

دور وسطیٰ کا یہودی فلسفی اور ماہر اخلاق- دو کتابوں کا مصنف ایک فرائض قلب اور دوسری نظریہ روح- پہلی کتاب اخلاقیات پر ہے- اخلاق کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے شکر پر رکھی گئی ہے- اللہ تعالیٰ نے حسین و جمیل کائنات بنائی لہٰذا ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے اور اس سے پیار کرنا چاہئے- زندگی کا مقصد عشق خدا ہے- اس کتاب میں خدا کی ہستی ثابت کی گئی ہے- اس کی صفات کا ذکر ہے اور اس کی وحدت پر بحث کی گئی ہے- دوسری کتاب میں روح کی حقیقت پر نو فلاطونی تصورات کے تحت بحث کی گئی ہے-

Bahyanumeya-vada باہیانومیہ ودا (سنسکرت)

بدھ مت کے ہنیانا مکتب کا نفس اور اشیاء کے متعلق حقیقی (Realistic) نظریہ اس کی رو سے نفس اور اشیاء کا وجود خود مختار اور جداگانہ ہے- چونکہ اشیاء ہمارے نفس سے الگ ہیں اس لئے بذریعہ استنتاج ان کے وجود تک پہنچا جاتا ہے- ان کا ادراک اس بات پر منحصر ہے کہ حواس بجا طور پر کام کر رہے ہوں اور کچھ طبعی شرائط بھی پوری ہو رہی ہوں- سنسکرت زبان کی

اس اصطلاح کو سوترانیتکا یا سترنیتکہ بھی کہا جاتا ہے۔

Bahyapratyaksa-vada
باہیا پریتی اکساودا (سنسکرت)

بدھ مت کے ہنیانا مکتب فکر کا وقوف کے متعلق حقیقی (Realistic) نظریہ۔ اس کے مطابق اشیاء کا وجود ذہن سے الگ خارج میں موجود ہے لیکن ان کا وقوف استنتاج سے نہیں ہوتا بلکہ بلاواسطہ طریقہ پر۔ یعنی ذہنی کا علم استنتاجی نہیں بلکہ بدیہی یا بلاواسطہ ہے۔ اسی طرح اشیاء کا علم بھی استنتاجی نہیں بلکہ بدیہی یا بلاواسطہ ہے۔

Bakunin, Mikhail Abscandrovich
میخائل الیگنڈروچ باکونن (1814-1876)

روسی مفکر۔ فوضویت (Anarchism) کا حامی۔ 1836ء سے 1840ء ماسکو میں رہا جہاں اس نے ہیگل (Hegal) اور فختے (Fichte) کا مطالعہ کیا۔ اس کے بعد پریگ (Prague) چلا گیا جہاں اس نے انقلاب میں حصہ لیا۔ واپس روس آیا تو 1851ء میں قید کر لیا گیا اور 1857ء میں سائبریا جلاوطن کر دیا گیا وہاں سے بھاگ کر مغربی یورپ پہنچا اور مارکسیت کی شدید مخالفت کی۔ باکونن کا مرکزی خیال یہ تھا کہ انسانوں کے لئے ریاست سے بڑھ کر کوئی ظلم و ستم کرنے والی طاقت نہیں اور ریاست کا سہارا مذہب ہے جسے اجتماعی جنوں کہہ سکتے ہیں اور کلیسا ایک آسمانی ریستوران ہے جہاں غریب اپنی تکالیف بھول جاتے ہیں۔ انسان کے سکون اور آزادی کیلئے ضروری ہے کہ ریاست کا قلع قمع کر دیا جائے۔ باکونن کو عوام کے جذبہ انقلاب کا یقین تھا۔ لیکن اس کا عوام کا تصور نہایت محدود تھا۔ وہ انقلاب کا خواہاں تھا لیکن اس کے تدریجی منازل سے بے خبر تھا۔ اس لئے کارل مارکس اور لینن نے اس پر کڑی نکتہ چینی کی۔

Banansic **سوقیانہ (ق) بازاری، گھٹیا**

ایسے علوم و فنون اور پیشے جو غیر معیاری ہوں اور ان کے اظہار و اطلاق سے پست نظری، گھٹیا ذہنیت ٹپکتی اور عریاں ہوتی ہے اور جسم و جان دونوں بگڑتے ہوں۔

Baptism **اصطباغ، تعمید، بپتسمہ (ق)**

لغوی معنی، رنگنے یا عمد کرنے کے ہیں۔ عمد سے مراد ارادت یا ارادی، رضاکارانہ عہد یا عزم ہے جو کسی اعلیٰ مقصد کے حصول کی خاطر کیا جاتا ہے۔ اس رسم یا رواج کی مختلف قوموں اور معاشروں میں الگ الگ صورتیں پائی جاتی ہیں۔ مسلمانوں میں یہ رسم بیعت کی صورت میں موجود ہے جس کو عموماً" صبغۃ اللہ' اللہ کے رنگ میں رنگا جانا۔ اللہ تعالیٰ کے احکام و فرامین پر جو کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، آثار اصحابؓ رسول اللہ اور اہل اللہ۔ اولیاء اللہ کے مسالک کی وساطت سے عامتہ المسلمین کو پہنچے ہیں۔ صدق دل اور خلوص نیت سے عمل پیرا ہونا۔ عیسائیوں میں اسے بپتسمہ کہتے ہیں۔ بھارت (ہند) میں سکھ لوگ اس رسم کو ارت شکنا، امرت خوری یا امرت نوشی بولتے ہیں۔ علی ہذا القیاس۔

Baroque **طرز غریب، آرائش غریب (ح)**

فنون میں سے کسی فن کی عجیب و غریب طرز جس کا سترھویں صدی عیسوی میں عام رواج تھا۔ حامیان ادبیات عالیہ (Classicist) اسے فن کاذب (False art) اور رومان نویسان (تصوریت کے حمایتی) رومانیان۔ رومانی مفکرین یعنی رومانی طرز فکر رکھنے والے اور ان کے ہم نوا یا حامی لوگ (Romanticists) کسی فن کی عجیب طرز یا آرائش غریب (Baroque)، ارائشی، سجاوٹ کے نرالے اسلوب یا ڈھنگ کو جادو کا اثر خیال کرتے۔ سحر آگیں، سحر آشنا یعنی جادو زدہ اذہان و قلوب کی تخیل، خیال آفرینی (Ideation) سمجھتے یا مسحور تخیل (Magic imagination) کی پیداوار قرار دیتے ہیں۔

Barth, Karl **کارل باتھ (1886)**

عیسائی عالم۔ سوئٹزرلینڈ کا باشندہ۔ اس کے خیال میں خدا کا وجود کائنات سے الگ ہے۔ وہ کہتا ہے کہ نہ

عقل سے اور نہ ہی کوششوں سے خدا تک پہنچا جا سکتا ہے۔ مسیحیت ایک الہامی اور ماورائی مذہب ہے۔ ہمیں خدا کی مشیت پر بھروسہ کرنا چاہئے اور اس کے نجات کے پلان کو تسلیم کرنا چاہئے۔ عقل کو یہاں دخل نہیں خدا کے فیصلے اٹل ہیں۔ ان کا انسانی سمجھ میں آنا ممکن نہیں۔ بارتھ کی دینیات کو جدلیاتی دینیات بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کے خیال میں خدا اور کائنات ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

Basic Sentence, Protocol Sentences
اولیہ جملے

رسل (Russell) کے مطابق شواہد' ادراک اور حقائق کے متعلق جملے جو تجربی توثیق یا تصدیق کے لئے اساس کا کام دیں۔ بعض فلسفی صرف انہی جملوں کو اولیہ کہتے ہیں جن کا تعلق طبعی اشیاء کے قابل مشاہدہ خصائص سے ہوتا ہے اور کچھ فلسفی صرف مدرکات یا معطیات حس (Sense data) سے تعلق رکھنے والے جملوں کو اولیہ جملے کہتے ہیں مثلاً اگر کشش ثقل کا اصول زیر بحث آجائے تو اس کے لئے زمین کی طرف گرتا ہوا سیب اولیہ جملے کی شکل اختیار کرلے گا (جملہ ہوگا دیکھو سیب زمین کی طرف گر رہا ہے) یہ جملہ تجربی توثیق کی بنیاد بنے گا لہٰذا اسے اولیہ جملہ کہا جائے گا۔

اولیہ جملوں کی صداقت بھی ایک مسئلہ بنا ہوا ہے۔ ان جملوں کی سو فیصد تصدیق ممکن نہیں لہٰذا ان کی کسی حد تک توثیق ہو سکتی ہے۔

Basis & Superstructure
بنیاد اور بالائی عمارت

تاریخی مادیت میں ایک تو معاشی' معاشرتی علائق ہیں اور دوسرے وہ علائق جو اول الذکر علائق کی بنیاد پر کھڑے کئے جاتے ہیں۔ پہلے علائق بنیاد ہیں اور دوسرے بالائی عمارت۔ مارکسیوں کے نزدیک پیداواری علائق جن سے معاشرے کا بنیادی ڈھانچہ بنتا ہے بنیادی ہیں اور جو تصورات ارادے اور منصوبے ان بنیادی حقائق سے پھوٹتے ہیں وہ عمارت کہلائیں گے۔ مارکسی الفاظ میں ہر قسم کا سماجی شعور معاشی حالات کی پیداوار ہے۔ سماجی شعور سے مراد فلسفہ' آرٹ' مذہب' قانونی اور سماجی ادارے ہیں۔ بعض کا تعلق معاشی مادی حالات سے بالواسطہ ہے اور بعض کا بلاواسطہ۔ مثلاً آرٹ اور فلسفہ کا بالواسطہ تعلق ہے اور سیاسی اور سماجی اداروں کا بلاواسطہ۔ جب بنیادی حقائق پر کوئی عمارت تیار کی جاتی ہے یعنی ثقافت' فلسفہ' مذہب اور دیگر ادارے بنتے ہیں تو اس عمارت یعنی تصورات وغیرہ کی خود مختار زندگی ہوتی ہے اور اپنے ارتقائی اصول ہوتے ہیں۔

Bathmism **غاذیت' قوت غاذیہ (ق)**

نامیاتی مخلوق ایسے اجسام و ابدان جو زندگی سے بہرہ ور ہوں۔ ان میں ایک قوت نمو بہ ہیئت خاص موجود و مشہود ہوتی ہے جس کو علمائے حیاتیات میں سے بعض نے قوت غاذیہ یا غاذیت کہا ہے۔

Baturin, Painuty Seregeyich
پینوٹی سرگیوی وچ باتورن (1803-1740)

روسی خدا پرست اور مفکر۔ اس نے دو کتابیں لکھیں ایک 1790ء میں اغلاط اور صداقت کی کتاب کا مطالعہ اور دوسری 1787ء میں عربوں کا مختصر تذکرہ۔ پہلی کتاب میں سینٹ مارٹن کے صوفی خیالات کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ باتورن نے اپنے عہد کے سائنسی خیالات کی بنا پر قدرتی مظاہر کا مادیتی فلسفہ پیش کیا۔ اس نے شمسی مرکزیت' بقائے مادہ اور علم کے مادی نظریہ کی حمایت کی مشاہدے اور تجربے پر زور دیا۔ گو باتورن نے تصوف پر اعتراضات کئے لیکن اس کی مادیت میں فلسفہ اور خدا پرستی کا رنگ تھا۔

Baumgarten, Alexander Gottlieb
الیگزنڈر گاٹ لیب بام گارٹن (1762-1714)

لائبنیز (Leibniz) اور ولف (Wolfe) کا شاگرد۔ جرمن فلسفی۔ اس نے پہلے پہل جمالیات

(Asethetic) کی اصطلاح استعمال کی۔ اس سے مراد حواس سے حسن و جمال کا ادراک اور مختلف فنون میں اس کا اظہار تھا اور اس طرح یہ علم منطق کے مخالف تھا کیونکہ منطق کا سروکار تو عقل سے حاصل کردہ علم سے ہے۔ اپنی نامکمل کتاب (Aesthetica) میں حسی علم پر بحث کرتا ہے۔ بام گارٹن کو جمالیات کا بانی تو نہیں کہا جا سکتا گو اس کے خیالات کا اس زمانے کے لوگوں پر کافی اثر ہوا۔

پیری بیل (1706-1647) Bayle, Pierre

فرانسیسی روشن ضمیری کے زمانہ میں ارتیابیت (Scepticism) کا فلسفی سیڈن (Sedan) یونیورسٹی اور راٹرڈیم (Rotterdam) یونیورسٹی میں پروفیسر تھا۔ رومن کیتھولک فرقہ پر کڑی نکتہ چینی کرتا تھا۔ بالاخر مذہب سے منحرف ہو گیا اور مذہبی رواداری پر زور دینے لگا۔

خود تو کبھی ملحد نہیں ہوا مگر والٹیر (Voltaire) کے مطابق کئی دوسروں کو ملحد بنا گیا عیسائیت کو محض قصہ کہانی سمجھتا تھا اور البطوریات کی شاخ بتلاتا تھا۔ مذہب کی بجائے عقل کو اخلاقیات کی اساس مانتا تھا۔ اس کی کتاب (Dictionneri historique et Critique) اٹھارویں صدی کی فرانسیسی مادیت کا پیش خیمہ ہے۔

تکون Becoming

دور وسطیٰ میں ہر قسم کی تبدیلی جو بالقوہ سے بالفعل حالت تک پہنچنے کے دوران میں رونما ہو تکون کہلاتی ہے۔ ارسطو اسے حرکت کہتا تھا کیونکہ بالقوہ سے بالفعل تک پہنچنے کے لئے حرکت کی ضرورت پڑتی ہے۔ فعلیت کے لئے عمل چاہئے۔ لہٰذا عمل کا وجود بالقوہ سے پیشتر تسلیم کرنا پڑے گا۔

Begging the Question
محاورہ علی المطلوب

یہ ایک مغالطہ ہے اس کی سب سے سادہ قسم وہ ہے جس میں پہلے ایک قضیہ سے دوسرا قضیہ اخذ کیا جاتا ہے اور پھر اس دوسرے سے خود پہلا اخذ کیا جاتا ہے مثلاً الف درست ہے کیونکہ ب صحیح ہے اور ب اس لئے صحیح ہے کیونکہ الف درست ہے۔

2- بعض اوقات ایک قیاس کا کبریٰ دوسرے قیاس کا نتیجہ ہوتا ہے اور اس دوسرے کا کبریٰ پہلے کا نتیجہ ہوتا ہے مثلاً

ا' ب ہے   ج' ب ہے
ج' اب   ا' ج ہے
ج' ب ہے   ا' ب ہے

3- جس چیز کو ثابت کرنا ہوتا ہے۔ اس مقدمے میں مختلف الفاظ میں پہلے ہی تسلیم کر لیا جاتا ہے مثلاً افیون کھانے سے شعور جاتا رہتا ہے کیونکہ افیون خواب آور شے ہے۔

4- اگر کل کو ثابت کرنا ہو تو اس کے جزئیات کو علیحدہ علیحدہ مقامات میں پہلے سے صحیح تسلیم کر لیا جائے مثلاً اگر عورتوں کو ناقص العقل قرار دینا ہو تو چند عورتیں بطور شواہد پیش کرنا ہو یونہی یعنی بغیر ثبوت کے ناقص العقل قرار دے دیا جائے۔

5- اسی طرح اگر کسی جزو کو صحیح ثابت کرنا ہو تو کل کو بلا وجہ تسلیم کر لیں۔ مثلاً اگر کسی خاص عورت کو ناقص العقل قرار دینا ہو تو یہ کلیہ کہ تمام عورتیں ناقص العقل ہیں فرض کر لیا جائے۔

جمال Beautiful

افلاطون اپنے مکالمے (Phaedrus) میں جمال کے متعلق کہتا ہے کہ یہ فوق الحس جوہر ہے جسے وجد کی حالت میں حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ہیگل (Hegal) لکھتا ہے کہ آرٹ کی خوبصورتی صرف نفس سے ہی پیدا نہیں ہوتی بلکہ دوبارہ جنم لیتی ہے۔ بریڈلے (Bradley) کہتا ہے کہ حسن لامحدودیت کا پرتو ہے اور جنٹیل (Gentile) کہتا ہے کہ حسن فکر کی روح ہے۔ برکلے (Berkley) اس کی تعریف تناسب، موزونیت اور افادیت کی رو سے کرتا ہے۔ کانٹ (Kant) ہم آہنگی،

تناسب، نظم کو قرار دیتا ہے- شیلر (Schiller) صورت اور مافیہ کی وحدت لیتا ہے اور سنتیانا (Santayana) مسرت اور انبساط پر زور دیتا ہے-

جمال کے متعلق نظریے موضوعی بھی ہو سکتے ہیں اور معروضی بھی- موضوعی اعتبار سے آرٹ کا مقصود خود اظہاری، ہیجان انگیزی، ابلاغ تصور اور انتقال تاثرات ہو گا معروضی اعتبار سے جمال کو خیر اور صداقت کی مانند ذاتی قدر ماننا ہو گا-

مارکسیوں کا کہنا ہے کہ تصوریتی (Idealists) جمال کو روح یا شعور کا خاصہ سمجھتے ہیں لیکن مادیتی (Materialists) اسے زندگی یا زندگی کا مکمل اظہار کہتے ہیں- ان کے خیال میں جمال مادی اور معاشی حالات کی پیداوار ہے-

Begriffsgefuhl تصوراتی احساس یا محسوسیت (Conceptual feelings)، کیف تصور (ق)

جرمن زبان کی یہ اصطلاح (Begriffsgefuhl) تصور کے کیف، لطف یا بے لطفی، دکھ سکھ کے احساس یا محسوسیت (feeling) جو کسی تصور (concept) سے وابستہ ہو کے معنوں میں عموماً استعمال ہوتی ہے-

Behaviourism کرداریت

نفسیات کے میدان میں امریکی تحریک- اس کا بانی جان براڈس واٹسن (John Broadus Watson) تھا- وہ 1878ء میں پیدا ہوا اور 1958ء میں انتقال کر گیا- جانز ہاپکنز (Johns Hoppkins) کی یونیورسٹی میں پروفیسر تھا- شروع سے ہی فلسفہ کی طرف راغب تھا- لہٰذا شکاگو یونیورسٹی میں داخل ہو گیا اور پھر جلد ہی فلسفہ چھوڑ کر نفسیات میں دلچسپی لینے لگا- اور وہیں سے نفسیات میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری لے کر وہیں ملازم ہو گیا- یہاں اس نے نفسیاتی تجربہ گاہ بنائی- 1908ء میں جانز ہاپکنز کی یونیورسٹی میں پروفیسر ہو گیا- یہاں اسے پرانی نفسیات سے بڑی مایوسی ہوئی کیونکہ وہ فلسفیانہ خیالات سے اٹی پڑی تھی اور اس کا مواد ناقابل مشاہدہ اور غیر مرئی اشیاء پر مشتمل تھا- اس لئے اس میں تجربے کے بہت کم امکان تھے اور اثباتی علم بننے کی صلاحیت بھی نہیں تھی- واٹسن چاہتا تھا کہ نفسیات ایک اثباتی علم بنے اور اس کا مواد قابل مشاہدہ حقائق ہوں- علاوہ ازیں واٹسن حیوانات کی نفسیات میں بھی دلچسپی رکھتا تھا اور حیوانات کے متعلق یہ خیال عام تھا کہ ان میں شعور نہیں- لہٰذا اگر نفسیات کا دائرہ شعور تک محدود کر دیا جائے تو نفسیات حیوانات کی کوئی گنجائش نہیں نکلتی- چنانچہ 1914ء میں واٹسن نے ایک کتاب "کردار" (Behaviour) کے عنوان سے لکھی- اس کتاب میں واٹسن لکھتا ہے کہ نفسیات کو نفس یا شعور کا علم نہیں کہنا چاہئے بلکہ کردار کا علم کہنا چاہئے- اس لحاظ سے یہ ایک طبعی خارجی علم ہو گا اور اس میں انسانی اور حیوانی دونوں کردار زیر بحث آئیں گے- اس کا طریق کار مطالعہ باطن (introspection) نہیں ہو گا بلکہ خارجی استقرائی طریقہ اسے تمام نفسیاتی تصورات مثلاً تحسسات، ادراک اور ہیجان کو چھوڑنا ہو گا اور اس کی جگہ مہیجات، رد عمل آموزش اور عادت جیسے تصورات لینے ہوں گے- اس کا اطلاق زندگی کے ہر شعبہ پر ہو گا اور ہر قسم کے مابعد الطبعیاتی تصور سے پرہیز کرنا ہو گا-

پس کرداریت کی ابتدا اس کتاب سے ہوتی ہے لیکن ای ایل تھانڈائک (E.L.Thandike) (1874-1949) نے حیوانات پر تجربے کر کے اس نظریہ کے لئے پہلے ہی مواد فراہم کیا ہوا تھا- واٹسن کے ساتھ کرداریت کی تصدیق کرنے والے کے ایس لیشلے (K.S.Lashley) (1890-1958) اور اے- پی- ویس (A.P.Weiss) (1879-1931) تھے-

1930ء میں واٹسن کی کرداریت کی شکل قدرے بدل گئی اور اب اسے نوکرداریت (Neo-Behaviourism) کہا جانے لگا- اس ضمن میں مشروطیت (Conditioning) کا نظریہ خاص طور پر

قابل ذکر ہے۔ اس کے نمائندے کلارک ہل (Clarke Hull) (1884-1962) ایڈورڈ ٹالمن (Edward Tolman) (1886-) اور ایڈون گتھری (Edvin Guthrie) (1886-1959) تھے۔ مشروطیت کا نظریہ پیولو (Pavlov) کی بدولت ملا۔ اسی سے اصلاحات لے کر ان لوگوں نے عملیت (Operationism) اور منطقی اثباتیت (Logical Positivism) کی چھاپ کرداریت پر لگا دی۔

طریقاتی (Methodological) اور غطریسی (Degmatic) کرداریت میں فرق کیا جاتا ہے۔ پہلی قسم میں شعور کو نظرانداز کیا جاتا ہے اور اس کی جگہ کردار کو لیا جاتا ہے۔ دوسری قسم میں شعور کی نفی کی جاتی ہے جس سے ایک قسم کی مابعدالطبیعیاتی مادیت پیدا ہو جاتی ہے۔

Being **وجود**

وجود کو قدیم یونانی فلسفہ میں تکونی (Becoming) غیر وجود اور تغیر کا ضعد خیال کیا جاتا تھا۔ پرمنیڈیس (Parmenides) کے مطابق ہر حقیقی شے وجود ہے لہٰذا ساری حقیقت بھی وجود ہے یہ ابدی' ازلی اور ہر شے پر محیط ہے۔ اسی لئے ہر قسم کی تبدیلی اور ارتقاء جھوٹ اور فریب ہے۔ جو شے ہست ہے نیست نہیں ہوسکتی اور جو نیست ہے وہ ہست نہیں ہو سکتی۔ ڈیموکرائٹس (Democretus) نے اس تصور کی تردید کی اور کہا کہ ہر مادی شے میں تغیر و تبدل لازمی ہے لہٰذا وجود سے پرے غیر وجود ہو گا اور وہی حقیقت ہو گی۔

افلاطون نے قدرے درمیانی راستہ اختیار کیا۔ اس نے کہا کہ حواس کی دنیا میں تو تغیر نظر آتا ہے لیکن حقیقت ابدی غیر متغیر ہے اور اسی لئے اسے وجود کہا جائے گا۔ ارسطو نے صحیح معنوں میں ان مختلف آراء کے درمیان مصالحت کی صورت نکالی۔ وہ کہتا ہے کہ جوہر یا وجود تو غیر متغیر ہے لیکن اس کا اظہار تغیر میں ہوتا ہے۔ یعنی اشیا میں جو ہر لحظہ بدلتی رہتی ہیں۔

دور وسطیٰ میں یہ مسئلہ کھٹائی میں پڑا رہا۔ دور جدید کے آغاز میں یہ یہ مسئلہ عقلیتوں (Rationaltisty) اور تجربیوں (Expiricit) کے باہمی فروغ میں دوبارہ ابھرا چنانچہ سپنیوزا (Spinaza) جوہر (Substance) کو تو لازوال اور غیر متغیر مانتا ہے اور تغیر کو جہت (Mode) کا خاصہ کہتا ہے۔ یہ موقف افلاطون سے ملتا جلتا ہے۔ ہیگل (Hegel) ایک اور نظریہ پیش کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ تضاد کو دور کرتے ہوئے تضاد کی نفی کی جاتی ہے پس وجود اور غیر وجود دونوں ہی حقیقت میں موجود ہوں گے۔ جو حقیقت یوں تو وجود ہے لیکن غیر وجود کا پہلو بھی اپنے اندر رکھتی ہے اور جو بالاخر ان سے ترکیب (Synthesis) کا پہلو نکالتی ہے۔ ہیگل کے ہاں دعویٰ' جواب دعویٰ اور ترکیب ہے۔ دعویٰ تو وجود ہے جواب دعویٰ غیر وجود۔ یہ غیر وجود وجود کی نفی سے ابھرتا ہے اور ان کا تضاد دور کرتے ہوئے یا اس کی نفی کرتے ہوئے ترکیب ظاہر ہوتی ہے۔

Being, hieralchy of **ترتیب وجود**

دور وسطیٰ میں مسئلہ صدور (Emanation) پر سب علمائے دین کا اتفاق تھا۔ اس مسئلہ کی رو سے خدا سے جو وحدت الوجود ہے۔ سب کائنات کا درجہ بدرجہ صدور ہوتا ہے۔ مثلاً عالم شہود میں غیر جاندار اور نباتات' حیوانات اور انسان نظر آئیں گے اور ان سے بالا روحیں اور پھر خدا کی ذات' آخرالذکر یعنی خدا اپنی ذات و صفات میں مخلوقات سے اسی قدر مختلف ہے کہ اسے اس قطار میں کھڑا نہیں کیا جا سکتا۔ ہر مخلوق کا ایک جیسا رتبہ نہیں اور ایک سے دوسرے میں ارتقاء بھی ممکن نہیں۔ مثلاً جاندار اور غیر جاندار مادی اور غیر مادی اشیاء میں تفاوت اس قدر اہم اور اساسی ہے کہ ایک سے دوسری میں ترقی پا لینے کا امکانات موجود نہیں۔

Being,Social **معاشرتی وجود**

معاشرتی فلسفہ میں اس سے مراد معاشرہ کی مادی

زندگی ہے۔ اس کا وجود معاشرتی شعور سے پیشتر اور اس سے بے نیاز ہے۔ مادی زندگی مشتمل ہے پیداوار پر، عوام کے مادی تعلقات پر اور معاشرے کی ٹھوس عملی زندگی پر۔

عقیدہ۔ ایمان Belief

اس سے مراد یا تو اشیا کے وجود پر ایمان لے آنا ہے۔ (جیسے خارج دیگر نفوس یا خدا کو مان لینا ہے (یا قضایا کی صداقت کو تسلیم کر لینا ہے۔ (جیسے سائنس، اخلاقی، جمالیاتی یا مابعد الطبیعیاتی قضایا کو تسلیم کر لینا ہے) پہلی قسم کا ایقان عموماً بدیہی اور استدلال کے بغیر ہوتا ہے اور دوسری قسم کا غور و فکر اور استدلال کا نتیجہ۔

عقائد تاثری، تعقلی یا ارادی ہو سکتے ہیں۔ ہیوم (Hueme) کا نظریہ تاثری ہے۔ بین (Bain) اور جیمز مل (James Mill) لا تعقلی اور ولیم جیمز (William James) کا نظریہ ارادی ہے۔

دور وسطیٰ میں عقیدہ اور رائے میں فرق کیا جاتا تھا۔ عقائد کا تعلق مذہب سے تھا انسانی رائے چونکہ ناقص اور غلط ہو سکتی ہے۔ اس کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ عقیدہ یا ایمان ان اشیا کے متعلق ہوتا ہے جو عالم غیب سے تعلق رکھتی ہیں جو عقل کی دسترس سے پرے ہیں۔ مثلاً اللہ، اس کے فرشتوں، جنات وغیرہ پر ایمان لانا۔ یہ حقیقتیں فوق الحس اور ماورائی ہیں ان تک عقل کی رسائی نہیں ہو سکتی۔

Belinsky, Vissarion Grigorjevich
بیلن سکی، ویسیرون گرگوری وچ (1811-1848)

رومن مفکر۔ روسی جمالیات کا بانی فلسفہ پر کوئی کتاب نہیں لکھی۔ اس کے اکثر و بیشتر مضامین فلسفیانہ ہیں۔ (1837-1839) تک ہیگل کا مداح رہا اور اس کے قضیہ 'جو شے حقیقی ہے وہ معقول ہے' کی قدامت پسندانہ تعبیر کی۔ لیکن ایک سال بعد اس کے خیالات خالص مادیتی ہو گئے۔ چنانچہ اس نے کہا کہ روحانیت تو مادیت کا تفاعل ہے۔ نظریہ جدلیات کو سائنسی تحقیق اور انقلابی فلسفہ کی بنیاد تسلیم کرتے ہوئے اس نے تمام تواریخ عالم کو اسی روشنی میں دیکھا۔ لیکن یہ مارکسی نہیں تھا اور عیسائیت کا دامن پکڑے ہوئے بقا اور بورژوا اخلاق کی ترویج چاہتا تھا۔ اس کے ساتھ کلیسا کا بھی مخالف تھا، ملوکیت، عدم مساوات اور جاگیرداری کا خاتمہ چاہتا تھا۔

جمالیات میں فن برائے زندگی، کے اصول کا قائل تھا۔ آرٹ کا کام طبقات کو ختم کرنا ہے اور امیر اور غریب کے درمیان جو خلیج پیدا ہو گئی ہے اسے پر کرنا ہے۔ فن کار کو اپنے زمانے سے گہرا لگاؤ رکھنا چاہیے اور اپنے زمانے کی امنگوں کا ساتھ دینا چاہیے۔

Beneke, Friedrich Eduard
فریڈرچ (فریڈرک) ایڈورڈ بینکے (بینیک)

تجربیت کا روایتی کانتیت فلسفہ/ کانٹ (Kantian Philosophy) سے متعلق مکتب فکر کے اس اطالوی (جرمن) مفکر نے انیسوی صدی میں نفسیات اور تدریسی نظریات کو اپنی تعلیمات سے بہت متاثر کیا۔ 1798ء میں پیدا ہوا اور 1804ء میں وفات پائی۔

افادیت، بینتھم کا اخلاقی نظریہ Benthamism

جرمی بینتھم (Jeremy Benthim) کا اخلاقی نظریہ جو افادیت (Utilitarianism) کہلاتا ہے۔ بینتھم کہتا ہے کہ سوائے لذت کے اور کوئی شے قابل خواہش نہیں۔ اس لئے ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ لذت کی کثیر سے کثیر تعداد حاصل کرے۔ ایک لذت کو دوسری لذت پر فوقیت دیتے وقت شدت، مدت بقا، دائرہ اثر، تیقن، ثمر بخش پاکیزگی اور قرب کو دیکھنا چاہیے۔ عملی زندگی میں مستقل لذت کو عارضی لذت پر، وسیع تر لذت کو کم وسیع لذت پر، قریبی لذت کو دور کی لذت پر اور اس لذت کو جو الم سے منزہ ہے اس لذت پر جس میں الم کو آمیزش ہے ترجیح حاصل ہے۔

لذات کے حصول میں خودغرضی کا پہلو دور کرنے کے لئے بینتھم چار تکالیف (Sanchions) کا سہارا لیتا ہے یہ طبعی، سیاسی، اخلاقی اور شرعی۔ ان سے انسان مجبور ہو جاتا ہے کہ انسان دوسروں کی خوشیوں کو نظر انداز نہ کرے۔ جب لذت یا الم کا موجب محض اقتضائے خطرات ہو اور ارادے کو دخل نہ ہو تو اس کو تکلیف طبعی کہیں گے۔ مثلاً شراب نوشی سے صحت کی بربادی ہے۔ جب ریاست کے قوانین توڑے جائیں تو مختلف سزائیں ملتی ہیں۔ ان کو تکالیف سیاسی کہتے ہیں۔ بعض اوقات بدکار کو برادری سے خارج کر دیا جاتا ہے یہ تکلیف اخلاقی ہے اگر لذت یا الم کسی فوق الفطرت طاقت کی طرف سے ہو تو یہ شرعی تکلیف ہے۔ بینتھم کہتا ہے کہ ان تکالیف کی وجہ سے ہر فرد اخوانیت کو انفرادایت پر ترجیح دے گا۔

افعال و کردار کا اخلاقی وصف ان کی الم انگیزی یا مسرت انگیزی پر منحصر ہے۔ اگر الم زیادہ ہے تو فعل مذموم ہے اور اگر مسرت زیادہ ہے تو فعل روا یا جائز ہے۔ بینتھم کہتا ہے "قدرت نے نوع انسانی کو دو فرمانرواؤں یعنی لذت و الم کے زیر نگیں کر دیا ہے۔ پس افعال کے نیک و بد کا فیصلہ ان کے نتائج پر ہو گا آیا نتائج الم انگیز ہیں یا مسرت انگیز۔

Benthem Jeremy

بینتھم جرمی (1832-1748)

انگریز ماہر اخلاق، اخلاقیات میں افادیت کا نظریہ رکھتا تھا۔ قانون کا بھی ماہر تھا۔ اس نے پارلیمانی دستور، قانون شہادت اور مفروضہ قانونی (Legal پر کڑی نکتہ چینی کی۔ قانون سازی کے اصولوں پر بھی تنقید کی۔ علمیات (Epistemology) میں اس کا موقف اسمائیتی (Nominalistic) تھا۔ بینتھم کو ایک شائع شدہ دستاویز کی بنا پر بول (Boole) نے تعین مقدار محمول (Quantification of the predicate) کا نظریہ قائم کیا۔ اس کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

اصول اخلاق و قانون سازی

1-Principle of Morals & Legislation

نئی منطق کا خاکہ

2-Out lines of a New System of Logic

علم الاخلاق

3-Deontolgy or the Science of Morals

Berdyayer, Nikolai Alexandrovich

نکولی الیگزینڈروچ برڈیو

روسی وجودی عیسائی مفکر، کیو (Kiw) کے مقام پر پیدا ہوا۔ اس کا باپ آزاد خیال، روشن ضمیر انسان تھا۔ ان کی ماں رومن کیتھولک فرقہ سے تعلق رکھتی تھی۔ فوجی تعلیم کے لئے اسے کیڈٹ سکول بھیجا گیا۔ لیکن اسے فوج کی زندگی پسند نہ آئی اور سکول کو چھوڑ کر یونیورسٹی میں داخل ہو گیا اور فلسفہ پڑھنے لگا۔ وہ زمانہ سیاسی گڑبڑ کا تھا۔ برڈیو جلاوطن کر دیا گیا۔ جلاوطنی میں اسے مارکسی فلسفہ سے رغبت پیدا ہو گئی اور رہائی پر وہ پکا سوشلسٹ تھا۔ 1900ء میں اس نے اپنی کتاب "معاشرتی فلسفہ میں موضوعیت اور انفرادیت" (Subjectivism & Individualism in Social Philosophy) میں اپنے فلسفیانہ موقف کا اظہار کیا۔ اس میں مارکسی خیالات کے علاوہ تصوراتی (Idealistic) خیالات اور روحانیت کو بھی دخل ہے۔ اس میں خدا کی تلاش کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ شادی کے بعد یہ رجحان زیادہ تر ہو گیا۔ اس کی بیوی یوں تو آزاد خیال گھرانہ سے تعلق رکھتی تھی لیکن شادی کے فوراً بعد رومن کیتھولک ہو گئی اور روحانیت سے اس کا لگاؤ بڑھ گیا۔ سینٹ پیٹر برگ (St. Peter Burg) میں سادگی بدگاکو (Sorgi Budgakw) اور برڈیو نے مل کر دو رسالوں نیا راستہ، (The new Way) "مسائل زندگی" (Problem of Life) کی ادارت کے فرائض سنبھالے۔ یہ رسالے مذہبی اور انقلابی تھے۔ 1907ء میں برڈیو واپس ماسکو آیا لیکن اپنی تحریرات سے دائیں

اور بائیں کے دونوں حامیوں کو ناراض کر بیٹھا۔ روسی کلیسا نے اس کے خلاف مقدمہ کھڑا کر دیا اور قریب تھا کہ اسے دوبارہ جلا وطن کر دیا جاتا لیکن جنگ شروع ہو گئی اور 1917ء میں مقدمہ ٹھنڈا پڑ گیا۔ بردیو کو بالشویک پارٹی کے سیاسی اور معاشی پروگرام سے اتفاق تھا لیکن اس کا فلسفہ پسند نہ تھا۔ چنانچہ اس نے ماسکو میں روحانی ثقافت کی آزاد اکیڈمی کی بنا ڈالی اور مذہب اور ثقافت پر لیکچر دیتا رہا 1922ء میں جلا وطن ہو کر برلن پہنچا وہاں اس نے دینی فلسفہ کی اکیڈمی قائم کی اور ایک رسالہ روسی ریویو راستہ (The Way) نکالا۔

وائی۔ ایم۔ سی۔ اے اور طلباء کی مسیحی تحریک (Student Christian Movement) میں گہرا حصہ لیتا رہا۔ اس کی بیوی کا انتقال 1945ء میں ہوا اور خود 75 سال کی عمر میں 1948ء میں فوت ہوا۔

بردیو کے خیالات پر جرمن رومانوی تصوراتی روایات کا گہرا اثر تھا۔ کانٹ، شیلنگ اور نطشے کا اثر بھی دکھائی دیتا ہے۔ مگر سب سے زیادہ اثر روس اور اس کی روایات کا تھا۔ کیونکہ وہ روسی تھا۔ روسیت کے بغیر اس کا فلسفہ اور روحانیت سمجھنا بہت مشکل ہے۔ وہ روسی کلسیا اور کمیونزم دونوں پر معترض ہونے کے باوجود ان کی کئی ایک صداقتوں کا قائل تھا۔ اس کی اہم تصانیف حسب ذیل ہیں۔

1- The Russian Revolation روسی انقلاب
2- Destovsky ڈائسووسکی
3- Freedom & Spirt آزادی اور روح
4- The Meaning of History تاریخ کا مقصد
5- The Destiny of Man انسانی تقدیر
6- Solitude & Society تنہائی اور معاشرہ
روسی اشتراکیت کی ابتدا
7- The origin of Russian Communisim
8- Sprit & Reality روح اور حقیقت
9- Slavery & Freedom غلامی اور آزادی
10- The Russian Ideas روسی فکر
السپائی اور انسانی عناصر
11- The Divine & The Human
12- Towords a new Epoch دور جدید کی طرف
13- Dream & Reality خواب اور حقیقت
14- The Begining & The End ابتدا اور انتہا

ہنری برگسان (1941-1859) Bergson Henri

پیرس میں پیدا ہوا تعلیم اور تربیت تو طبیعیات اور ریاضیات میں پائی لیکن طبیعت کا لگاؤ فلسفہ سے تھا اور اسی میدان میں اس نے عزت شہرت پائی۔ 1898ء میں پروفیسر ہو گیا۔ 1907ء میں تخلیقی ارتقا (Creative Evolation) پر زمانہ بھر میں مشہور ہو گیا۔ 1914ء میں فرانسیسی اکیڈمی کا ممبر منتخب ہوا۔

برگسان نثر میں شاعری کرتا ہے اس کی تصانیف استعاروں اور تشبیہات سے بھری پڑی ہیں۔ بعض اوقات تو تشبیہ اس قدر خوبصورت ہوتی ہے کہ برگسان استدلال کو بھول جاتا ہے اور تشبیہ میں کھو جاتا ہے۔

برگسان کا فلسفہ ایک طرف تو ہربرٹ اسپنسر (Herbrt Spencer) کے نظریہ ارتقاء کی مخالفت کرتا ہے اور دوسری طرف ارسطو کے استخراجی طرز استبدلال کی۔ اسپنسر کا نظریہ میکانکی اور جاندار ہے اور ارسطو کا نظریہ استخراج کی حد بندی نہیں کرتا۔ لہٰذا اگر برگسان کا اپنا نظریہ نیروی حیات (Elam Vital) کا ہے۔ جس میں زندگی رواں دواں نظر آتی ہے اور وجدان (Intiution) کیونکہ عقل تغیر اور نمو کو سمجھ نہیں سکتی۔

تخلیق ارتقاء کا ذکر کرتے ہوئے برگسان کہتا ہے کہ میکانیکی تصور تخلیق کو بیان نہیں کر سکتا۔ زندگی کے ہر موڑ پر انوکھا پن، جدت اور ندرت ہے۔ نئے انواع پیدا ہوتے ہیں، نئی تنظیمیں بنتی ہیں اور نئے حقائق رونما ہوتے ہیں۔ انہیں پرانے طبیعیاتی اور فعلیاتی تصورات سے نہیں سمجھا جا سکتا۔ یہی حال نفسیات کا ہے جہاں میکانیکی تصورات ناکام ہو رہے ہیں اور نئے تخلیقی تصورات کی ضرورت ہے لہٰذا عقل (Reason) سے زیادہ وجدان کی ضرورت ہے۔ عقل سے جدت کو نہیں

سمجھا جا سکتا وجدان کا سہارا ضروری ہے۔
برگسان آزادی رائے کے سلسلہ میں لکھتا ہے کہ اگر کائنات میں علت و معلول کا سلسلہ جاری ہے اور ہر شے طوعاً کرہاً ایک منزل کی طرف رواں دواں ہے تو آزادی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا لہٰذا ان دونوں چیزوں کو رد کر کے یعنی جبریت اور مقصدیت برگسان مکمل تخلیقت یا کامل آزادی کا پیغام دیتا ہے یہ آزادی غیر مشروط اور محرک کے بغیر ہے۔
برگسان کے فلسفہ کا مرکزی تصور وجدان نہیں بلکہ دوران (Duration) ہے یہ قدیم فلسفہ کا جوہر (Substance) ہے۔ جس کا احساس نوری تجربے میں ہوتا ہے۔ مادہ زماں اور حرکت دوران کے مختلف اقسام میں اور انہی سے دوران کا مفہوم واضح ہوتا ہے۔ برگسان کے فلسفہ کو علم یا وقوف کی وجدانی تنقید خیال کرنا سراسر غلط ہے۔ برگسان پہلا شخص ہے جس نے وجدان کو سائنسی بنیاد پر رکھا اور حرکی شکل دی۔ وجدان کے حامل صرف چند ایک لوگ ہی نہیں نہ یہ کوئی شخصی یا نجی خاصہ ہے کہ چند لوگ تو اس سے بہرہ مند ہوں اور دوسرے محروم رہ جائیں۔ وجدان تو ذہن کا ایک عام خاصہ ہے اس سے ہر انسان اسے استعمال کر سکتا ہے۔
برگسان عقلیت کا مخالف نہیں تھا وہ تو چاہتا تھا کہ فطرت کے متعلق جو نظریات نیوٹن (Newtan) نے دیئے ہیں انہیں تجریدی سمجھا جائے۔ مادیت اور میکانیت کے انتہا پسندانہ دعویٰ کو رد کیا جائے اور کائنات کے متعلق حرکی نظریہ قائم کیا جائے۔ وجدان سے عقل کی تردید مقصد نہیں بلکہ اس کی تکمیل ہے۔
مشہور تصانیف یہ ہیں۔

1- Time & Frea will.

2- Creative Evolution.

3- Matter & Memory.

برکلیت Berkeleianism

جارج برکلے (George Berkeley) کا تصوریتی فلسفہ۔ برکلے کے فلسفہ کی ابتدا لاک (Locke) کے فلسفہ کی انتہا سے ہوتی ہے۔ لاک کے بموجب خارجی اشیا ہمارے نفسی عوامل کے اسباب ہیں۔ برکلے اس کی تردید کرتا ہے اور کہتا ہے کہ خارجی اشیا اور ذہنی تجربات میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ خارجی اشیا مادی ہیں اور ذہنی تجربات غیر مادی۔ پس یہ کیسے ممکن ہے کہ مادی شے غیر مادی عوامل کا سبب ہے اگر ذہنی تجربات کے اسباب مادی اشیا میں موجود نہیں تو ان کے اسباب ذہن میں ہونے چاہئیں اور مادی اشیا کا وجود بھی ذہن کا مرہون منت ہونا چاہیے۔ برکلے کا مشہور مقولہ "وجود ادراک پذیر کا نام ہے" (To be is to be Percive) تصورات کی راہیں کھول دیتا ہے۔ جب برکلے کہتا ہے کہ نفسی عوامل کا سبب ذہن ہے تو ذہن سے اس کی مراد انسانی ذہن نہیں جو عارضی، وقتی اور فانی ہے اور اغلاط سے مملو ہے بلکہ اس کی مراد اللہ تعالیٰ کا ذہن ہے جو ابدی اور ازلی ہے اور جو ہر شے کو خواہ وہ کہیں ہو اور کسی حالت میں ہو ہر وقت دیکھتا ہے۔ اسی کے ادراک پر اشیا کے وجود کا دارومدار ہے۔
برکلے کا خیال تھا کہ اگر خارجی دنیا کا وجود تسلیم کر لیا جائے تو اس سے مادیت اور الحاق کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ لہٰذا اس نے عملیات (Epislcmology) کی بنا پر خارجی دنیا کا وجود ختم کر دیا ہے اس سے مادیت ختم ہو گئی اور مذہب کا راستہ ہموار ہو گیا۔ خدا کے علاوہ برکلے دیگر روحوں یا اذہان کا بھی مانتا تھا۔

George Berkeley
جارج برکلے (1753-1678)

آئرلینڈ میں پیدا ہوا اور وہیں تعلیم حاصل کی اور زندگی کا زائد حصہ گزرا۔ شروع سے ہی بڑا ذہین تھا۔ جن کتابوں پر اس کی شہرت کا دورمدار ہے وہ اس نے تیس برس کی عمر سے قبل لکھیں۔ ٹرینٹی کالج ڈبلن (Trinrity College Dublin) میں استاد تھا۔ 1725ء میں اس نے پادریوں کی تعلیم کے لئے برمودا (Bermuda) میں درس گاہ کھولی اور اس مطلب کے

لئے خاصہ چندہ جمع کیا تین سال تک تعلیم اور مذہبی مقاصد کی خاطر نیوپورٹ روڈ جزیرے میں رہا اور ییل (Yale) یونیورسٹی کی ترقی کے لئے جدوجہد کرتا رہا۔ واپس انگلینڈ 1731ء میں آیا۔ 1734ء میں آئرلینڈ میں کلون (Cylone) کا بشپ مقرر ہوا۔ 1752ء میں آکسفورڈ آیا اور ایک سال کے بعد فوت ہوگیا۔

برطانوی تجربیت میں برکلے سے پہلے جان لاک (John Locke) آتا ہے۔ جس نے اشیا کی دو قسم کی صفات بتلائی ہیں اول صفات اولیہ (Primary Qualities) جو اشیا کے لئے اساسی ہیں اور دوم ثانوی کیفیات (Secondry Qualities) جن کا دارومدار حواس پر ہے۔ لاک نے یہ بھی کہا ہے کہ نفسی عوامل یعنی خیالات، ادراک وغیرہ کے اسباب خارجی اشیا میں پائے جاتے ہیں۔ برکلے ان پر تنقید کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ صفات اولیہ اور ثانوی کیفیات کی تمیز جائز نہیں۔ جیسے ثانوی کیفیات کا دارومدار ادرک پر ہے ویسے ہی صفات اولیہ کا۔ برکلے یہ بھی کہتا ہے کہ نفسی عوام کے اسباب مادہ میں نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے سے کلیتہ" مختلف ہیں۔ نفسی عوامل کے اسباب ذہن میں پائے جائیں گے یہ ذہن انسانی نہیں ہو گا جو غلطی کا پتلا ہے اور عارضی اور فانی ہے بلکہ خدا کا ذہن ہو گا جو ابدی اور لازوال ہے

لاک کی طرح برکلے بھی تجربی تھا۔ فرق یہ تھا کہ برکلے پکا عیسائی اور صوفی منش انسان تھا۔ اس کا ایمان تھا کہ کائنات کی اساس مادہ پر نہیں بلکہ روح پر ہے اور آخروی حقیقت ایک دائمی و فانی زندگی ہے۔ اس کے عقیدہ کی بنیاد فلسفہ پر نہیں تھی بلکہ ذاتی روحانی تجربہ یا مشاہدہ پر تھی وہ مادہ کی تردید کرنا چاہتا تھا کہ اس سے الحاد اور بے دینی پھیلتی ہے۔ وہ سمجھ بھی نہیں سکتا تھا کہ مادہ کا ایسا وجود بھی ہو سکتا ہے جو ذہن سے مطلقاً" آزاد ہو۔ جب ایسے تصورات کو تسلیم کر لیا جاتا ہے تو ذہن طرح طرح کے عقلی اور روحانی تضاد میں پھنس جاتا ہے۔ اگر روحانیت کو حقیقت کی اساس مان لیا جائے اور تمام کائنات کا انحصار اسی پر فرض کر لیا جائے تو کوئی تضاد باقی نہیں رہتا۔

برکلے کی روحانیت کی بنیاد تجربیت پر ہے وہ کسی ایسی شے کو تسلیم نہیں کرتا جو انسانی تجربے سے باہر ہو چونکہ مادی اشیا کا وجود تجربے کے دائرے سے باہر ہے اس لئے برکلے اسے رد کر دیتا ہے۔

خدا واجب الوجود ہے باقی روحیں اس کی تخلیق ہیں۔ حقیقت کے دو عناصر ہیں روحیں اور تصورات، کائنات کے طبعی پہلو کو نفسی مظاہرات میں تحویل کیا جا سکتا ہے لہٰذا مادہ کا وجود نہیں۔ اس کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

1- Treatic on the Principles of Human Knowledge.

2- Three Dialogum Between Hylas & Philonoven.

3- De Motu.

4- Aterphron or the Minute Philosopher

Bernard Basanquet
برنارڈ بوسنکے (1923-1848)

نوہیگلی تصورات پسند فلسفی۔ یہ حقیقت کو ایک ایسا فرد یا اکائی سمجھتا تھا جو ہر شے پر محیط ہو۔ مکمل طور عقلیاتی تجربہ ہو اور اس میں ہمہ گیریت کے ساتھ ساتھ کارپنی (Canerteness) بھی ہو۔ اس حقیقت کو مطلق کہتے ہیں۔ صرف اس کا وجود ہے۔ باقی چیزیں سب عارضی، وقتی، نامکمل اور تابع ہیں۔ غیر تابع اور مکمل تو صرف مطلع ہے۔ ہر شے کا اشارہ کسی بڑی اور مکمل شے کی طرف ہے۔ یہ بڑی اور مکمل شے ایک کائناتی ناتک ہے جو مطلق کھتا اور تیار کرتا ہے۔ وہی فن کار ہے اور وہی ایکٹر۔ وہ اس میں ڈرامہ کا رنگ بھرتا ہے۔ وہی اسے وحدت اور خود اظہاری عطا کرتا ہے۔ اس دنیا میں دکھ اور درد اس قدر ہیں کہ کائنات کو المیہ کہہ سکتے ہیں۔ اس آفاقی المیہ کے ساتھ انفرادی

الیہ بھی ملالیں تو بدی کا عنصر غالب نظر آئے گا- لیکن اگر اس بدی کو نیکی کا ذریعہ بنالیں تو نہ صرف بدی کی تلخی جاتی رہے گی بلکہ تنقیہ نفس (Calhosion) بھی ہو گا جس سے سکون اور چین نصب ہو گا- سکون ملنے کی وجہ یہ ہے کہ انسان تنقیہ نفس سے حیات مطلق میں شریک ہو جاتا ہے-

اس کی مشہور کتابیں یہ ہیں-

منطق

1- Logic

ریاست کا فلسفیانہ نظریہ

2- The Philosophical Theory of the State

فرد کی تقدیر اور قدر

3- Value & Destiny of the Individual

Bernal, John Desmand

جان ڈسمنڈ برنل (1901-)

برطانیہ کا ماہر طبیعیات اور مفکر- رائل سوسائٹی کا ممبر ہے اور روس کی سائنس اکیڈمی کا بھی ممبر ہے- 1953ء میں اسے لینن انٹرنیشنل پیس پرائز (Lenin International Peace Prize) ملا- سائنس پر اس کی کئی تصانیف ہیں- ان میں سائنس کے کارناموں، سائنس کی اہمیت اور سائنس کے فلسفہ پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے- انسانی تاریخ میں سائنس کا کردار بیان کرتے ہوئے برنل ان تضادات کا ذکر کرتا ہے جو استحصال سے پیدا ہوتے ہیں اور سرمایہ داری نظام کا لازمی جزو ہیں- برنل نے جدلیات مادیت کو اساس مان کر سائنس کی ترقی اور نشوونما بیان کی ہے- اپنی کتاب "جنگ کے بغیر دنیا" (World without War) میں 'سائنس برائے امن' کے نظریہ کی تشریح کرتا ہے- اس کی تصانیف حسب ذیل ہیں-

سائنس کا معاشرتی فریضہ

1-The Social Function of Science

2-Science & Society سائنس اور معاشرہ

سماجی تاریخ میں سائنس کا کردار

3-Science inthe History of Society

4-World without war جنگ کے بغیر دنیا

Bernard of Chartres برنارڈ چارٹریس

زمانے کا بہترین افلاطونی (Platomist) کہلاتا ہے- 1130ء میں وفات پائی- ربانی ذہن (Divine Mind) کے مثالی تصورات (خیالات یا افکار) (Exemplary Ideas) کو اشیاء کی صورتوں (From of Things) سے علیحدہ مانتا ہے-

Bernstein, Eduard

اڈیرڈ برن سٹین (1850-1932)

جرمن سوشل ڈیموکریٹ انحرافیت (Revisionism) کا بانی- اس نے مارکس کے فلسفہ، معاشیات اور سائنسی اشتراکیت کے نظریوں میں تبدیلیاں کیں- برن سٹین کا مقولہ تھا 'کانٹ کی طرف لوٹو' لہٰذا وہ کہتا تھا کہ مادیت سے فلسفہ کے مسائل حل نہیں ہو سکتے اور اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو ہیگل (Hegel) اور مارکس (Marx) کی جدلیات میں کوئی فرق نظر نہیں آئے گا- وہ اشتراکیت کو اخلاقی مسئلہ خیال کرتا تھا اور اس کی مادی اساس کا قائل نہیں تھا- پرولتاری آمریت کو بھی نہیں مانتا تھا- وہ صرف طبقاتی کشمکش کا خاتمہ چاہتا تھا- اس کے خیال میں محنت کشوں کا بھلا سرمایہ داری نظام کو بہتر بنانے میں ہے- اس کی مشہور تصانیف حسب ذیل ہے-

اشراکیت کے مسائل اور معاشرتی جمہوریت کے فرائض

Problems of Socialism & The Tasks of Social Democracy.

Best احسن ترین

لائبنیز (Leibniz) کے مطابق یہ دنیا سب دنیاؤں سے بہترین ہے- یہ اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے اور اللہ تعالیٰ بھی ایسا جس کی حکمت، نیکی اور قدرت بے مثال ہیں-

وہ بہترین سے کم درجہ کی دنیا ہرگز نہ بنائے گا۔ یہ اس کی شان کے خلاف ہے۔

شعور عمومی Bewusstsein Uberhaupt

یہ المانوی لسان (جرمن زبان) کی لغت، لفظ یا اصطلاح بیوسنیسین اوبرہاپٹ (Bewusstsein Uberhaupt) بمعنی 'عمومی شعور' استعمال ہوتی ہے اور عمومی شعور سے مراد لی جاتی ہے ایک اصلی، واقعی شعوری حقیقت جو اپنی ہیئت کذائی کے اعتبار سے انفرادی طور پر جمیع باشعور مراکز کو محیط ہوتے ہوئے ان سے بلند و بالاتر ہو اور جس کو کلی دانش، وقوف کل، عقل کل اور شعور کل یا خرد بتمام و کمال، کہیں تو شاید کسی حد تک موزوں و مناسب ہے۔

بھگوت گیتا Bhagavat Gita

ہندوؤں کی مقدس کتاب۔ کرشن مہاراج کے نام سے منسوب کی جاتی ہے۔ اس نظم میں مخاطب تو ارجن لیکن جو تعلیمات دی گئی ہیں وہ ہندو طرز زندگی اور طرز فکر کی آئینہ دار ہیں۔ یہ اپدیش کوروؤں اور پانڈوؤں کی جنگ کے دوران میں دیا گیا تھا۔ یہ دونوں فریق آپس میں رشتہ دار اور بھائی تھے۔ پانڈوؤں کا سپہ سالار ارجن تھا جو جنگ سے ہچکچا رہا تھا کیونکہ سامنے اسے اپنے بھائی بند نظر آ رہے تھے۔ اس وقت کرشن مہاراج ظاہر ہوتے ہیں جو کرمایوگا کا درس دیتے ہیں۔ کرمایوگا سے مراد بے غرض یا بے لوث فعل ہے۔ انہوں نے ارجن کو کہا تمہارا کام صرف فرض ادا کرنا ہے۔ نتائج کے ذمہ دار تم نہیں۔ انہوں نے کہا کہ فرض کی ادائی نجات کا ذریعہ ہے۔ دنیا سے بے تعلقی پیدا کرنی چاہئے۔ فرض کے ادا کرنے میں نتائج کی ہرگز پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ دراصل وہ ارجن کو یہ کہنا چاہتے تھے کہ اگر کسی موقع پر جنگ لڑنا ضروری ہو تو یہ فرض ہوگی اور اس میں نتائج یا ہار جیت کو نہیں دیکھا جاتا۔

اس نظم میں اخلاقیات، فلسفہ جات اور اس زمانے کے مسائل سبھی کچھ آ جاتے ہیں۔ بعض لوگ گیتا کا مقابلہ کانٹ (Kant) کی اخلاقیات سے کرتے ہیں اور بڑی مشابہت پاتے ہیں۔ بھگوت گیتا خاصی پرانی ہے اور کئی صدی قبل مسیح لکھی گئی مگر بعض متشرقین کا کہنا ہے کہ یہ صرف ایک یا دو صدی قبل مسیح لکھی گئی۔

بھگتی (سنسکرت) Bhakti

بارہویں صدی میں اسلام کے زیر اثر جنوبی ہندوستان میں دو فرقے نمودار ہوئے ایک لنگیات اور دوسری سدھاری کہلاتے تھے۔ لنگیات ایک خدا کی پرستش کرتے تھے جو ان کے عقائد کے مطابق اپنے آپ کو وقتاً فوقتاً کسی جگت استاد جسے وہ علاقہ پربھو کہتے تھے کے روپ میں ظاہر کرتا ہے۔ چونکہ خدا کی پہلی تخلیق محبت ہے لہذا بھگتی یا پیار کو زندگی کا مقصد سمجھتے تھے۔ سدھاری پکے موحد تھے۔ ویدوں اور شاستروں کو نہیں مانتے تھے۔ تناسخ کے بھی منکر تھے۔ صوفیوں کی طرح وہ حقیقت کو نور کہتے تھے اور زندگی کا مقصد اس نور میں عشق کے ذریعے فنا ہونا بتلاتے تھے۔

جنوب سے یہ تحریک ہندوستان کے شمال میں پھیل گئی۔ رامانند نے پندرہویں صدی میں جنوب اور شمال کی بھگتی تحریک کے درمیان ایک رابطہ قائم کر دیا۔ اس کی تعلیم سے دو مکتب فکر پیدا ہوئے ایک تلسی داس کا اور دوسرا کبیر کا۔ پہلا قدامت پسند تھا اور دوسرا قدرے انقلابی۔ دونوں بھگتی پر زور دیتے تھے۔ رسومات کے مخالف تھے اور کسی قسم کی سند قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ کبیر کا کہنا تھا کہ خدا کو عقل کے ذریعہ نہیں سمجھا جا سکتا۔ خدا تک پہنچنے کے لئے پیار، محبت، لگاؤ یا بھگتی کی ضرورت ہے۔ کبیر کسی حد تک مسئلہ صدور کا بھی قائل تھا۔ خدا کو نور کہتا تھا اور اس تک پہنچنے کے لئے گورو کی رہنمائی ضروری خیال کرتا تھا۔

گورونانک بھی بھگتی تحریک کے درخشندہ ستارے ہیں۔ عشق الٰہی ان کے نزدیک زندگی کا مقصد تھا خدا کو پیار سے کبھی شوہر کہتے تھے کبھی دلہن۔

تکارام مرہٹی بزرگ بھی بھگتی تحریک کا رکن ہے۔

اس کے خیالات کبیر سے ملتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک چستیانا نامی برہمن ہے جو توحید کا قائل تھا اور پیار اور بھگتی پر زور دیتا تھا۔ اس کے ہاں سماع و سرود بھی تھا جسے وہ خدا تک پہنچنے کا ذریعہ خیال کرتا تھا۔

بھگتی کی دو قسمیں ہیں ایک ادنیٰ اور دوسری اعلیٰ۔ پہلی قسم خدا سے پیار ہے اور دوسری قسم ناقابل اظہار برہمی یعنی خدا کے متعلق فلسفیانہ غور و فکر ہے۔

Bhasya

بھاسیا، بھاشن، نطق، بول، بات، تنقید، بھاشن، تفسیر، تشریح، توضیح، ارتھ، ترجمانی (Interpretation)، تفصیلی وضاحت

بھاشا یا بھاشن سے مشتق (نکلے ہوئے) اس لفظ کے معنی بول چال، بات چیت، نطق، گفتگو یا زبانی دانی وغیرہ کے ہیں۔ اور عرف عام میں قدیم سنسکرت زبان کی یہ اصطلاح فصیح و بلیغ خطابت، بلند پایہ تحریر و تقریر، وعظ، پندونصائح اور تنقید و تشریح کے معنوں میں بھی مستعمل ہے۔

Bheda

بھیڈا (سنسکرت)

لغوی معنی عدم مساوات یا عدم عینیت۔ مثلاً اگر کائنات میں دو حقیقتیں جسم اور روح ہیں تو ان کے بارے میں خیال رکھنا کہ بنیادی طور پر یہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ثنویت (Daulism) کا یہی اعتقاد ہے۔

Bhedabheda

بھیدابھیدا، ہمراز، ہم راز سرالاسرار (الانسان....) الگ ناالگ، جدا نہ جدا، علیحدہ اور علیحدہ بھی نہ ہو

بے او دبا او، بے خدا و باخدا کا نظریہ کہ مخلوق اپنے خالق سے الگ بھی ہے اور الگ بھی نہیں۔ ہندو فلسفیوں نے اس نظریئے کو بھیدا بھیدا کہا ہے۔ جس کا مفہوم غالباً یہ ہے کہ گو خالق و مخلوق میں امتیاز موجود ہے۔ مگر دانائے راز کے لئے اس فرق و امتیاز کی حیثیت محض ایک حجاب کی ہے جس کے مرتفع ہونے پر فرق و امتیاز کی حدیں نابود و کالعدم، معدوم و ناپید دکھائی دیتی ہیں۔ ذاتی تشخص، تعین ذات بلحاظ حفظ مراتب ہے اور ادب و آداب اس کے وجوب کی لازمی شرائط ہیں۔

Bhuta

ظہور (تشخص، تعین، یا تعین، تفرید) انفرادیت

سنسکرت کی لغت 'بھوتا یا بھوتہ' سے مراد ہے پردہ غیب سے منصۂ شہود پر نمایاں ہونا یا نمودار ہو جانا۔ ظاہر ہونا، سامنے آجانا یا ایسی حالت، صورت، کیفیت یا ہیئت میں ہونا جس کے دیدنی، شنیدنی یعنی قابل ادراک یا لائق مشاہدہ غرض مدرک و مشہود ہونے میں کوئی امر مانع نہ ہو۔ وہ اساسی عنصر یا ذات عین (ٹھوس) شے (چیز) جونہی اور جیسا کہ وہ محض عدم یا مجرد عالم خیال سے استنباط یا استخراج پذیر۔ مستنبط یا متخرج ہوئی یعنی ظہور میں آئی یا ظاہر و باہر ہوئی۔ حقیقی، اصلی وحدت یکتائی کا مظاہر کی غیر محدود، لاتعداد، بے انتہا تعینات، تعیینات کی کثرت میں رخ یا رونمائی یعنی محدود و مقید ہو ہو کر سما جانا، ابھار، ابھرنا۔ ع

خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی....

Bhutatathata

بھتیتھاتا یا بھوتیٹھاٹا۔ یک رنگی، یکسانیت، ہمسریت، ہمواریت، ہمانیت، ہمینیت (So-ness)، مساوات

سنسکرت زبان کی اس انوکھی اصطلاح (Bhutatathata) کا مفہوم شاید فارسی زبان کے شعر

من تو شدم تو من شدم من تن شدم تو جان شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

کے معانی سے بہت مشابہ اور ملتا جلتا معلوم ہوتا ہے۔

بدھ مت کے نظریہ وجنانا یا وجنینا یا وج نیان (Vijnana-Vada) کی رو سے متضاد و متناقض امور میں کامل یگانگت کا گیان (معرفت یا عرفان) جس کو قدیم

عقل کل' (Adi-Buddha) کا 'فیضان خاص' کہتے ہیں- طالبان راہ مولا (اہل سلوک- یوگیوں یا جوگیوں) کے لئے اس مقام پر رسائی (پہنچ) بعض مرتبہ بلند ترین (بہت ہی بلند) منزل قرب خیال کی جاتی ہے- بدھ مت کا مسلک یا مشرب (طریق) جسے وجریانا یا وج رے یانہ بدھ مت (Vajrayana Bhuddhism) کہتے ہیں غالباً اسی کا حامی ہے-

Bhutavada بھوتاواوا (سنسکرت)

قدیم ہندو مادیت کا ایک رجحان- یہ غالباً پہلی صدی بعد مسیح ظاہر ہوا- اس کا مطلب ہے کہ جب اشیاء کے مادی عناصر مختلف طریقوں سے ملتے ہیں تو مختلف قسم کے کوائف رونما ہوتے ہیں- جب مادی عناصر کا امتزاج ایک خاص نہج پر واقعہ ہوتا ہے تو شعور پیدا ہوتا ہے- اخلاقیات میں ان کا موقف لذتین (Hedonists) تھا-

Bi-Conditional دو شرطی

منطق میں ایک علامت ہے ≡ جس کا مطلب ہے 'اگر اور صرف اگر' (If only if)

Biometry حئے پیائی

حیاتیاتی مسائل کا ریاضیاتی تجزیہ- حئے پیائی کو بعض اوقات ریاضیاتی حیاتی طبیعیات (Mathamatical biophyria) یا ریاضیاتی کیمیا (Mathamatical Biochemistry) بھی کہتے ہیں-

Binomicforces ذو حیاتیاتی' ذیحیاتیاتی' فاضل' زاید یا بیش حیاتیاتی' حیاتی قوئ (قوتیں) قوۂ حیات

حیاتی' حیوی یا حیاتیاتی قوتوں کے ماسوا' علیحدہ یا الگ قوتیں جو حیات (زندگی) کی سمت وارتقاء (نمو بروز ترقی)' جانب' رخ (طرف) اور بڑھوتری (آگے بڑھنا یا نکلنا) کو متاثر کرتے اور رہنمائی یا رہبری میں مدد دیتی اور ممد و معاون ہوتی ہیں مراد ان سے مغربی سائنس دانوں کے نزدیک اور ان کے بعض حواریوں' حاشیہ برداروں اور خوشہ چینوں کے نقطہ نظر سے بھی وہ تمام مادی __ طبیعیاتی' کیمیائی یا کیمیاوی اور ماحولی قوتیں ہیں جو کسی نہ کسی نہج سے جاندار اجسام و ابدان پر اثرانداز ہوتی رہتی ہیں اور انتخاب قدرت (Natural selection) تو ہرگز ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا- اگرچہ حرحرکی (thermo-dynamics) کے قانون ثانی (دوسرے اصول) کو روحیت کے معتقدین (ماننے والے)- روحی ماہرین (Vitalists) اپنے ظن و گمان (خیال' نظریات) کے مطابق اپنے مسلمہ کہ تخلیقی قوت حیات (Creative life-force) بالائی رخ ارتقا یا ترقی پذیر ہے' منجملہ مستثنیات قرار دیتے ہیں-

Blondel, Maurice بلونڈل مورائیس

معاصر فرانسوی (فرانسیسی) فلسفی جو 1861ء میں پیدا ہوا اور 1939ء میں مرا- مابعدالطبیعیات (Metaphysics) اور نفسیات (Psychology) میں فعالیت یا فعلی ارادیت (Activism) کا حامی تھا- حکمت عملی (The Philosophy of Action) قصدی' ارادی اور تصوریتی' مثالیتی' خیالی حکمت' فلسفہ ہے جو خیال (فکر) و عمل کے باہمی رابطے کے سلسلے میں عقلیت کے نظریئے (Intellectualism) کی انتہا پسندی کو افراط و تفریط سے الگ کر کے دونوں کے درمیان مصالحت اور اوسط پسندی اختیار کرنے کا نظریہ ہے- اپنی تصنیف فی الفکر یا التفکر' لاپینسی (La Pensee) مطبوعہ 1934ء میں بلونڈل نے فلسفہ فعالیت یا فعلی ارادیت (Activism) کو مذہبی پہلو پر زیادہ زور دے کے پیش کیا ہے-

Boane, Barden, Parker

بورڈن پارکر باؤن (1874-1910)

امریکی باسٹن (Bostin) یونیورسٹی میں فلسفہ کا استاد تھا- اپنے فلسفہ میں اس نے خدا پرستی (Theism) اور تصوریت (Idealism) کو اکٹھا کیا اور شخصی مرلزیت

(Personalism) کی بنا ڈالی- اس نے زیادہ تر تہذیب، اخلاقیات اور علمیات پر بحث کی ہے- اس کی تصانیف حسب ذیل ہیں-

مابعد الطبیعیات 1-Metaphysics
فلسفہ الہیات 2-Philosophy of Theism
علم اور فکر کا نظریہ 3-Theory of thought & Knowledge.
شخصی مرکزیت 4-Personalism
کانٹ اور اسپنسر 5-Kant & Spencer

بودستوا
Bodhisttva

بدھی یعنی حکمت کی حالت میں وجود کا ہونا- مثلاً مہاتما بدھ نے سالہا سال تک کائنات اور اس کی حقیقت پر غور کیا اور انہیں حکمت و دانش حاصل ہوئی- اس حکمت کی بدولت انہوں نے خود اپنے آپ کو پہچانا اور کائنات کی گتھیاں سلجھائیں- بودستوا فلسفی یا دانشمند کو بھی کہہ سکتے ہیں لیکن یہ فلسفی بدھ مذہب کا ہو گا اور بدھ مت کی حکتم سے آشنا ہو گا-

جسم
Body

تاریخ فلسفہ میں جسم اور روح کا جھگڑا قدیم سے چلا آ رہا ہے- کچھ لوگوں نے اس جھگڑے سے بچنے کے لئے روح اور جسم کی تخصیص کو ختم کر دیا ہے مثلاً مادیت صرف جسم کو حقیقت مان کر روح کو جسم کی پیداوار کہتی ہے- تصوریت (Idealism) روح کو حقیقت مان کر جسم کو نفسی کوائف میں تحلیل کر دیتی ہے- لیکن جو لوگ تجربی بنیاد پر جسم اور روح میں تمیز کرتے ہیں وہ یا تو متوازیت (Parallelism) میں ایمان رکھتے ہیں یا تعاملیت (Onteractionism) میں- اول الذکر نظریہ کی رو سے نفسی اور بدنی سلسلے ایک دوسرے کے متوازی چلتے ہیں لیکن ایک دوسرے پر اثرانداز نہیں ہوتے- موخر الذکر نظریہ سے دونوں ایک دوسرے پر اثر کرتے ہیں اور ان میں علت و معلول کا رشتہ ہے-

زمانہ وسطی میں مدرسین (Scholastics) کا خیال تھا کہ انسان کی شخصیت دو عناصر یعنی جسم اور روح سے تشکیل پاتی ہے- لہٰذا ہر فعل کو شخصیت سے منسوب کرنا چاہئے کیونکہ جسم اور روح الگ الگ کسی فعل کا سبب نہیں ہو سکتے- اول سبب تو شخصیت ہے جو روح اور جسم کی ترکیب سے بنتی ہے-

جیکب بوہم (1624-1575)
Boehme, Jacob

والدین غریب تھے اس لئے کسی سکول میں تعلیم حاصل نہ کر سکا- لیکن بائبل اور پاسٹر ویلنٹائن ویگل (Paster Valantine Weigel) کی کتابوں کا خوب مطالعہ کیا- صوفی فلسفی تھا- ہمہ اوست کا قائل تھا- اس کی کوئی مربوط فلسفہ کی کتاب نہیں- اپنے جدلیاتی تصورات کو علامتوں میں پیش کرتا ہے- یہ علامتیں اسے عیسائیت، علوم النجوم اور الکیمیا سے ملتی ہیں اس کی تحریرات میں مذہبی تصورات کے ساتھ ساتھ فلسفیانہ تصورات بھی شامل ہیں- جیکب بوہم سمجھتا تھا کہ قدرت اور خدا ایک ہیں اور قدرت سے باہر کسی شے کا وجود نہیں- ہر شے میں تضاد ہے- خدا میں بھی تضاد ہے کیونکہ اس میں خیر و شر دونوں موجود ہیں- اس دوئی سے عالم میں نشوونما اور ترقی ہوتی ہے- اس کے خیالات نے جرمن تصوریت پر گہرا اثر چھوڑا- روسی تصوف بھی متاثر ہوا- اس کی کتاب (Aurora) جو 1912 میں لکھی گئی تھی کفر و الحاد کا منبع قرار دی گئی-

بوتھئیس
Boethius

بوتھئیس نے ارسطو اور سسرو پر بڑی موثر تنقید کی ہے- مگر اپنے افکار میں نو افلاطونیت اور آگستینی نظریات سے متاثر تھا- 470ء میں جنم لیا اور 525ء میں وفات پائی-

بوگ ڈے نو (1928-1873)
Bogdanov

روسی فلسفی- ماہر معاشیات اور سماجی جمہوریت پسند- شروع میں مادہ پرست تھا پھر توانائیت (Energism) کو اختیار کر بیٹھا- اس کے بعد ماچ (Mach) کا شیدائی بن گیا اور آخر میں ماچ کے تضادات دور کرتے کرتے خارجی تصوریت

(Objective Idealism) کے قریب آ گیا۔ یہ موقف اسے بالآخر تجربی وحدیت (Empirio Monism) تک لے آیا۔ اس نے ترکیبات (Tectology) کا منصوبہ بنایا۔ اس کا خیال تھا کہ تمام علوم کو ایک پلیٹ فارم پر کھڑا کیا جا سکتا ہے کیونکہ ہر علم انسانی تجربے کی تنظیم کرتا ہے اور ترکیبات کا موضوع مختلف اشکال اور تنظیموں کو بیان کرنا ہے۔ مارکس کے جدلیاتی نظریئے کے مقابلہ میں بوگ ڈے نو نے توازن (Equlibrium) کا اصول پیش کیا۔ اس کی اہم تصانیف حسب ذیل ہیں۔

علم تاریخی اعتبار سے

1-Knowledge from the Historical Point of view.

معاشیات کا مختصر کورس

2-A Short Course of Economic Science.

فعال تجربہ کا فلسفہ

3-The Philosophy of Living Experience.

4-Tectology. ترکیبات

5-On Proltarian Culture. پرولتاری ثقافت

Bolzano, Bernard برنارڈ بولزانو

1781ء سے 1848ء کا زمانہ پایا۔ یورپ میں آسٹریا کی ریاست کا باشندہ فلسفی ہونے کے علاوہ ریاضی دان بھی تھا۔ 1805ء سے 1820ء تک پریگ میں فلسفہ مذہب کا معلم رہا۔ مذہب میں معقولی رجحانات کا حامی تھا۔ اسی لئے پروفیسر کے منصب سے اسے علیحدہ کر دیا گیا۔

Bonaventure, St.

سینٹ بوناوینچر (1274-1221)

اصل نام جان آف فائڈنزا (John of Fidanza) تھا۔ مدرسیتی فلسفی تھا۔ سینٹ آگسٹائن، نوفلاطونیت اور تصوف کے تصورات اس کے فلسفہ کے غالب عناصر ہیں۔ اس نے خدا کی ہستی کے بارے میں وجودیاتی دلیل (Ontological Proof) تسلیم کی۔ وجد کی صورت میں جب انسان خدا سے جا ملتا ہے تب اسے اعلیٰ ترین علم حاصل ہوتا ہے۔ اس نے راجر بیکن کی خوب مخالفت کی۔

Boodin, John Elof جان ایلف بوڈن

امریکی فلسفی۔ سویڈن میں 1869ء میں پیدا ہوا اور ترک وطن کر کے 1886ء میں امریکہ آ گیا۔ یہیں تعلیم پائی۔ ہارورڈ یونیورسٹی میں اس کا دوستانہ رائس (Royce) سے ہو گیا جو مرتے دم تک قائم رہا۔ رائس تصوریت کے خلاف اور نتائجیت (Pragmatism) کا حامی۔ لیکن یہ اختلافات دوستی کے راستے میں کبھی حائل نہیں ہوئے۔ اس کا فلسفہ آفاقی تصوریت کا تھا گو اسے نتائجیت بھی کسی حد تک پسند تھی۔ طبیعیات، فعلیات، شعور اور معاشرہ بے ساخت (field) کا تصور لے کر بوڈن اسے تمام حقیقت پر چسپاں کرتا ہے اور اس میں ترتیب (Hierarchy) مانتا ہے وہ کہتا ہے کہ حقیقت کے پانچ اوصاف ہیں۔ وجود (Being) جسے فعال توانائی کہا جا سکتا ہے۔ 2- زمان۔ جو تغیر و تبدل کی اساس ہے۔ 3- مکان۔ جس سے وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ 4- شعور۔ ایک آگہی جس سے حقیقت آشکار ہوتی ہے جب قوت ارادی شامل ہو جائے تو پھر خودی (Self) بن جاتی ہے۔ 5- صورت۔ تنظیم اور تشکیل کی بنیاد۔

ان تمام کی روح اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

1-Time & Reality. زماں اور حقیقت

2-Truth & Reality. صداقت و حقیقت

3-A Realistic Universe. حقیقی کائنات

4-Cosmic Evolution آفاقی ارتقا

کائنات کی تین تفسیریں

5-Three Interpretation of the Universe.

خدا 6-God

معاشرتی ذہن 7-The Social Mind.

Boole, George (1864-1815) جارج بول

انگریز ماہر منطق اور ماہر ریاضیات 1849ء سے لے کر زندگی کے خاتمہ تک کوئنز کالج کارک میں پروفیسر ریاضیات رہا۔ ریاضیاتی منطق کا بانی ہے۔ اس منطق کو بعد میں جبرالمنطق (Algebra of Logic) کہا گیا۔ بول نے الجبرا اور منطق میں مشابہت دریافت کی اور یہی اس کی ریاضیاتی منطق کا مرکزی تصور ہے۔

نظریہ احتمالیت (Theory of Probability) اور ریاضیاتی تحلیل کے میدان میں بھی اس نے گراں قدر کام کیا۔ جبرالمنطق کا کام پیئرس (Pierce) شروڈر (Shcroder) اور پورٹ سکائی (Portsky) نے آگے بڑھایا۔ اس کی مشہور تصانیف دو ہیں۔

منطق کا ریاضیاتی تجزیہ
1-Mathematical Analysis of Logic.

تحقیق قوانین فکر
2-An Investigation of the Laws of Thought.

Borderline Situation حد فاصل کیفیت

جیسپر (Jasper) کی اخلاقیات میں یہ تصور ملتا ہے حد فاصل کوائف ڈر، اذیت، کشمکش، بے اطمینانی، موت جیسے حالات ہیں۔ انہیں جیسپر روحانی زندگی اور عملی فعلیت کے حدود بھی کہتا ہے اور ان سے پرے 'غیر وجود' کی قلمرو بتلاتا ہے۔ چونکہ حد فاصل کوائف عالمگیر ہیں اس لئے ان سے کوئی بچ نہیں سکتا اور اگر یہ زندگی پر چھا جائیں تو وجود کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ انسان اسی وقت حقیقی طور پر اخلاقی فیصلہ کرتا ہے جب وہ حد فاصل کوائف کے روبرو کھڑا ہو۔

Bosanquet, Bernard برنارڈ بوسنکٹ

ہیگل۔ عظیم اطالوی مفکر کے تصوری افکار کی بطرز نو تجدید کرنے والے اہل فکر (Neo-Hegelians) کے گروہ سے متعلق تصوریتی مفکر (Idealist) برنارڈ بوسنکٹ (Bernard Bosanquet) حقیقت (Reality) کو ہمہ گیر، فرد واحد، اکمل ذی عقل (اتم ناطق مطلق)__ عقل کل__ علیم بالذات، بہمہ وجود کلیت اور واقعیت سے متصف جانتا ہے۔ حی و قیوم وہی ایک ذات پاک ہے اس کے ماسوا جو کچھ بھی ہے۔ ارواح و اجسام اور اذہان و ابدان، قلوب و قالب، غرض جملہ اشیاء کی ہستی، اسی سے مستعار، اسی کے حکم سے زندہ و فنا ہوتی ہے۔ موجودات کا ذرہ ذرہ اپنے صانع حقیقی، مالک و مختار کا حیات و ممات، فنا و بقا کے لئے محتاج اور طالب ہے۔

Botev, Khristo (1876-1849) کرسٹو بوٹیو

بلغاریہ کا شاعر اور مادہ پرست فلسفی۔ اس کے انقلابی نظریہ میں انقلابی جمہوریت اور خیالی اشتراکیت دونوں کے عنصر ملتے ہیں۔ بلغاریہ میں کسانوں کا لیڈر تھا اور سمجھتا تھا کہ استحصال کے خاتمہ کے بعد ملک میں اشتراکی نظام قائم ہو جائے گا۔ اس کے خیال میں کسانوں کے پرگنے اشتراکی اصول پر قائم ہیں۔ آخر عمر میں مارکس کا 'کیپٹل' پڑھنے کے بعد اسے علم ہوا کہ اشتراکیت کے معمار تو پرولتاری ہیں۔ فلسفہ میں بوٹیو مادہ پرست اور خدا سے منکر تھا۔ لیکن اس کے فلسفہ میں تصوریتی رنگ بھی موجود ہے لہٰذا وہ پکا مادہ پرست نہیں تھا۔ تاریخی حالات کے پیچھے وہ مادی معاشی حالات نہیں دیکھتا تھا بلکہ غلامی سے نجات پانے والے عوام کی فہم و فراست، اس کی شاعری نے انقلاب میں اہم کردار ادا کیا۔ شاعری میں حقیقت پسندی اور انقلابی رومانیت موجود تھی۔

Bourgeoise بورژوا

مارکسی فلسفہ میں سرمایہ داروں کا وہ طبقہ جو شہروں میں بستا ہے۔ ان میں تاجروں، بینکاروں، صنعت اور جہاز رانی کے ناظموں کا شمار ہے۔ ان لوگوں نے محنت کشوں پر تسلط جمایا ہوا ہے اور ان کا استحصال کر رہے

ہیں۔ دور وسطیٰ میں ان لوگوں نے پیداواری عوامل پر قبضہ جما کر جاگیرداری نظام کو ختم کر دیا اور خود ان کی جگہ استحصال کرنے لگے۔

ای باؤٹراؤکس Boutroux, E.

ای باؤٹراؤکس (E.Boutroux) برگساں۔ مشہور معاصر فرانسیسی فلسفی اور ایم بلونڈل کا استاد 1845ء میں پیدا ہوا اور 1921ء میں وفات پائی۔ فرانس میں روحانیت (Spiritualism) کی تحریک سے متاثر ہو کر اس نے نفسیاتی اور عمرانی معیارات پر دینی' مذہبی اور (واردات قلب) کو پرکھنے کے طریق کار کو کڑی تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ فلسفے کو محض تذبذب و تشکک اور متزلزل عقائد' ظن و گمان اور خیالات کی پراگندگی' افکار کی پریشانی قرار دینے کے خلاف ٹھوس' کام کی دلائل و براہین پیش کر کے مابعدالطبیعیات (Metaphysics) کے نظریات کو اساسا" (بنیادی طور پر) مبسوط اور منضبط ثابت کیا مادیت کے پرستاروں کے اوچھے حملوں سے فلسفیانہ افکار پر عائد کردہ بے یقینی کے الزام کی بڑی شدومد سے تردید کی۔

Bowne, Borden Parker

بورڈن پارکر باؤنے

بورڈن پارکر باؤنے (Borden Parker Bowne) 1847ء میں پیدا ہوا اور 1910ء میں فوت ہو گیا۔ جامعہ بوسٹن (Boston University) میں فلسفے کے معلم (پروفیسر) کی حیثیت سے اس کا اثرورسوخ اپنے متعلقہ مذہبی حلقے تک ہی محدود نہیں تھا بلکہ مسلک یا مشرب ذات یا شخصی مرکزیت (Personalism) کے لئے اس کے فلسفیانہ افکار بہت مشہورومعروف تھے جن میں الہیات' توحید' خدا پرستی کا ایک مثالیتی' تصوریتی یا خیالی نقطہ نظر سے امتزاج (ملاپ' جوڑ' اتحاد) پایا جاتا ہے اس نے علمیات' اخلاقیات اور دینیات پر زیادہ اظہار خیال کیا ہے۔

Bradley, Francis Herbert

فرانسس ہربرٹ بریڈلے (1924-1846)

انگریز فلسفی۔ کلاپ ہام (Clapham) کے مقام پر پیدا ہوا۔ اس کا باپ پادری تھا اور فصیح و بلیغ خطبوں کی وجہ سے خاص شہرت کا مالک تھا۔ اس کی تعلیم یونیورسٹی کالج آکسفورڈ میں ہوئی۔ 1870ء میں مرٹن کالج آکسفورڈ (Merton College Oxford) میں استاد مقرر ہو گیا اور وہیں زندگی گزار دی۔

اپنے فلسفہ میں اس نے کوشش کی ہے کہ تجربیت (Expircism) سے ہر قسم کے تحسساتی (sensationalist) عناصر کو خارج کر دیا جائے۔ اس لئے اسے ہیگل پسند تھا لیکن اس کا مطلق تصوریت (Objective Idealism) کا نظریہ ہیگل کے نظریہ سے بہت مختلف تھا کیونکہ اس کا دارومدار مقولوں (Categories) پر نہ تھا۔ اخلاقیات میں بریڈلے نے لذتیت (Hedonism) پر کڑی نکتہ چینی کی۔ اسے اس نظریئے کے مفروضات سے اتفاق نہ تھا۔ علمیات میں وہ تصدیق اور استنتاج لیتا ہے اور ان پر بحث کرتا ہے۔

اپنی کتاب مظاہر اور حقیقت (Appearance & Reality) میں تصوریت کی تشریح کرتے ہوئے مدارج صداقت (Degrees of Truth) کا نظریہ پیش کرتا ہے اور صداقت کو پرکھنے کے لئے اس نے نظریہ اتصال (Coherence Theory) تسلیم کیا ہوا تھا۔ لیکن جب اس نظریئے کے نقائص کا علم ہوا تو افلاطونی تصوف کا دامن پکڑ بیٹھا۔ اس کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

1-Ethical Studies. اخلاقیات پر تحقیقی مقالے
2-Principle of Logic اصول منطق
3-Appearance & Reality مظاہر اور حقیقت
صداقت اور حقیقت پر مضامین
4-Essays on truth & Reality
5-Collected Essays. مجموعہ مضامین
6-Apherisms ضرب الشال

Brahma برہما (سنسکرت)

ہندو فلسفہ میں خالق یا تخلیقی اصول- خدا کے مترادف ہستی- بعض دفعہ اسے غیر شخصی، کائناتی روح اور مطلق خیال کیا گیا ہے اور اس سے وصال زندگی کا مقصد عظمیٰ قرار دیا گیا ہے- انسانی روح (آتما) کو بھی برہما کہا جاتا ہے- اس خیال سے تصوف اور وحدیت (Monism) دونوں کو تقویت ملتی ہے-

Brahma Eva idam visvam برہماایوا ایدم وسوام

یہ بھی قدیم سنسکرت کا مقولہ ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ برہما، پرماتما، خدایا برہمن، برہم گیانی یعنی عارف باللہ ہی در حقیقت یہ کل کائنات، یا عالم ہست وبود ہے-

Brahman, Brahma برہمن، برہما

اہل ہنود میں بعض خدا پرست اس عقیدے کے حامی ہیں کہ برہمن (برہم گیانی)، عارف باللہ، بالآخر برہما (خدا) سے واصل ہو جاتا ہے- تو اس کی اپنی ہستی یا ذات کی انفرادیت کالعدم ہو جاتی ہے اور وہ ذات حق میں سما جاتا ہے یا ذات پاک اس میں یوں حلول کرتی یا سمو جاتی ہے کہ برہمن کی برہما سے الگ ہستی یا وجود کا شائبہ تک موجود نہیں رہتا- یہی منتہائے مقصود، نجات یعنی انسان کی مکتی، خلاصی یا رستگاری ہے-

Brahmana براہمنا، برھمنہ، براہمانا، براہمانہ

ہندوؤں میں ویدک مت کی متعدد کتابوں میں سے ایک کتاب جس میں مذہبی رسوم اور قربانی کے قواعد اور اصول وضوابط وغیرہ کا ذکر ہے-

Brahmanism برہمن مت

ہندوؤں کا مذہبی اور اخلاقی فلسفہ جو برہمنوں نے پیش کیا اس فلسفہ کی بنیاد ویدوں اور اپنشدوں پر ہے-

Brahmasutras برہم سوترا

ہنود کی مقدس کتابوں، اپنشدوں کے افکار و نظریات کے جامع و مرتب (ترتیب یافتہ) نسخے

Brain دماغ

نظامِ عصبی کا مرکزی عنصر دو حصوں میں منقسم ہے- مخ اکبر (Cerebrum) اور دمیغ (Cerebellum)- مخ اکبر کا تعلق انسانوں اور حیوانوں کی نفسی زندگی سے براہ راست ہے- اس کے دو بڑے رقبے گفتگو اور تجریدی فکر سے تعلق رکھتے ہیں- دماغ کا ظہور اس وقت ہوتا ہے جب کہ زندگی میں پیچیدگیاں آجاتی ہیں اور سیدھے سادھے طریقے سے زندگی کی بقا ممکن نہیں رہتی- دماغ سے مختلف اعضا کے تفاعل میں نظم آجاتا ہے اور ماحول سے رابطہ پیدا ہوتا ہے- انسان میں دو سگنل (Signal) تنظیمیں ہیں- ایک تو حیوانات سے مشترک ہے اور دوسری خصوصی- خصوصی میں زبان شامل ہے جس کی بدولت تجریدی فکر تشکیل پاتا ہے دماغ میں ادراک اور فکر کے لئے مراکز ہیں- فکر کے لئے خصوصی مشکلیاتی (Morphological) تنظیمیں ہیں اور ترسیل علم کا ذریعہ بنتی ہیں- ان سے نئی دماغی میکانکی تنظیمیں معرض وجود میں آتی ہیں جو خصوصی صلاحیتوں کو کنٹرول کرتی ہیں اور ان کی نشوونما میں مدد دیتی ہیں-

ارسطو سمجھتا ہے کہ دماغ کا فریضہ جسم کو ٹھنڈا رکھنا ہے تاریخ فلسفہ میں شروع ہی سے دماغ اور شعور کا گہرا تعلق بتلایا گیا ہے- ڈیسکارٹ (Descartes) کا کہنا ہے کہ دماغ اور شعور کا جوڑ جسم صنوبری (Pinal Gland) میں ہے- ہکسلے (Huxley) نے کہا ہے کہ دماغ اس طرح کا شعور پیدا کرتا ہے جیسے جگر صفرا پیدا کرتا ہے- یہ مادیتی تصور ہے- کچھ لوگوں نے دماغ کو روح کا مقام بھی دیا ہے- آج کل ماہرین فعلیات و نفسیات کا خیال ہے کہ شعور کا تعلق صرف دماغ سے نہیں بلکہ سارے نظام عصبی سے ہے بلکہ بدنی استحالہ (Metabolism) سے بھی ہے-

Bray, John Francis جان فرانسس برے (1809-1895)

انگریز اشتراکی، ماہر معاشیات اور محنت کش تحریکوں

کالیڈر- مادی ضروریات کو انسانی زندگی کا محرک سمجھتا تھا اور نظام مبادلہ (exchange) کو محنت کشوں کی مصیبت کا باعث خیال کرتا تھا- لٰہذا وہ چاہتا تھا کہ پیداواری طاقتوں اور رشتوں کو اشتراکی شکل دے دی جائے- اس کا کمیونزم کا تصور اوون (Owen) سے ملتا جلتا تھا- اس کی خواہش تھی کہ قومی اور طبقاتی سطح پر تعاونی ادارے بنائے جائیں .اور معیشت متبادل (Barter Economy) ہو- اپنی کتابوں میں امریکہ اور برطانیہ کے سرمایہ داروں کی بڑی مذمت کی ہے- اس کی تصانیف حسب ذیل ہیں-

(محنت کشوں سے زیادتیاں اور ان کا مداوا)

1-Labour's Wrongs & Labour's Remedies.

مثالیہ سے سفر 2-A Voyage from Utopia

فرانز برنٹنو Brentano, Franz (1917-1838)

آسٹریا کا تصوریت (Idealist) فلسفی- کانٹ کا مخالف.اس کا اپنا فلسفہ الہیات اور رومن کیتھولک دینیات کا مجموعہ تھا- نفسیات میں اسے خاص شغف تھا- اسی لئے تجربی نفسیات کا سہارا لے کر اس نے نفسی کوائف کا تصوریتی نظریہ قائم کیا جسے عمقت (Intentionality) کہتے ہیں- اس نظریہ کی رو سے اشیا کا وجود فاعل کے جذبات پر ہے وہ کہتا ہے کہ نفسی فعل کی تین قسمیں ہیں- 1- استحضار (Representation) 2- تصدیق (Judgement) 3- محنت اور نفرت کے مظاہرات اور یہی عمقت کی شکلیں ہیں- ہر نفسی فعل کے مواد کا حوالہ کسی شے سے ضروری ہے اور حوالہ دیتے وقت اوپر والی تین صورتوں سے کوئی ایک اختیار کرلی جاتی ہے یعنی یا اس کا استحضار مقصود ہوتا ہے یا اس کی تصدیق یعنی صدق و کذب یا اس کی قدر جس کی بنا پسندیدگی یا ناپسندیدگی ہے- چونکہ عمقت ایک ایسا فعل ہے جو غیر مادی ہے- اس کا منبع روح ہو گا جو غیر فانی اور غیر مادی ہے-

برنٹنو کے خیالات نے جرمن فلسفہ پر گہرا اثر ڈالا- ہسرل (Hussrel) بھی اس سے متاثر ہوا- یہ خیالات' وجودیت کے .لازمی عناصر ہیں- اس کی تصانیف اس کی اپنی زبان میں ہیں-

Bridgeman, Percy William

پرسی ولیمز برج مین (1961-1882)

امریکی مفکر اور ماہر طبیعیات- ہارورڈ یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد وہیں ریاضیات اور فلسفہ سائنس کا پروفیسر مقرر ہو گیا- 1946ء میں نوبل انعام پایا- کاریت (Operationalism) کا بانی سمجھا جاتا ہے- اثباتی علوم میں کاریت ایک طریق کار ہے جس سے تصدیق یا توثیق میں مدد ملتی ہے- اس کی اہم تصانیف حسب ذیل ہیں-

جدید طبیعیات کی منطق

1-The Logic of Modern Physics.

طبعی نظریئے کی حقیقت

2-The Nature of Physical Theory.

Broad, C.D (1887) سی-ڈی براڈ

انگریز تنقیدی حقیقت پسند فلسفی- اثباتی علوم کے قضایا کی صف بندی کرتا ہے اور بنیادی سائنسی تصورات کی تشریح اور تعبیر کرتا ہے- اثباتی علوم سے گذر کر براڈ اپنا کائناتی نظریہ جمالیاتی' مذہبی' اخلاقی اور سیاسی حقائق اور اصولوں پر وضع کرتا ہے- براڈ نے ریاضیاتی تصورات اور معطیات حس کے درمیان رشتہ قائم کیا ہے- اس سے توسیعی تجرید (Extensive obstraction) کے طریق کار کی بہتر توجیح ہو جاتی ہے- براڈ نے نظریہ اضافیت اور پیائش (Measurement) میں بھی رشتہ قائم کیا ہے- مادہ پرست ہونے کی حیثیت سے وہ کہتا ہے کہ کائنات کی ہر شے مادہ کے مختلف تراکیب اور امتزاج سے معرض وجود میں آتی ہے اور اس سلسلہ میں کسی شعور یا ذہن کی ضرورت نہیں- صفات اولیہ تو طبعی صفات ہیں لیکن

ثانی صفات کا کچھ حصہ طبعی نہیں۔ بقائے روح پر بحث کرتا ہوا کہتا ہے کہ موت کے بعد روح کچھ عرصہ تک فضا میں موجود رہتی ہے اور پھر غیر متعین وقت تک کائنات میں تیرتی رہتی ہے۔ اس اثنا میں اگر کوئی مادہ جسم اسے میسر ہو جائے تو اس سے مل جاتی ہے۔ اس کی مشہور تصانیف حسب ذیل ہیں۔

1-Scientific Thougt سائنسی فکر

ذہن اور اس کا مقام نیچر میں

2-The Mind & its Place in Nature

اخلاقی نظریے کی پانچ اقسام

3-Five Types of Ethical Theory.

Brouwer, Luitzen Egbertus Jan
لوٹزن اگبرٹس جان براؤور

لوٹزن اگبرٹس جان براؤور (Luitzen Egbertus Jan Brouwer) ولندیزی (Dutch) ریاضی دان جامعہ ایمسٹرڈم (Amsterdam) میں ریاضی کے استاد (پروفیسر) کے منصب پر فائز ہونے کے علاوہ ریاضی اور فلسفے سے متعلق اس کی تصنیفات کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ مزید برآں علم مقامات' مقامیات (Topology) میں بھی اس نے اپنے لئے ایک مقام پیدا کیا ہے۔ جنم کا سال 1881ء ہے۔

Bruno, Giordeno
گورڈینو' برونو (1600-1548)

اٹلی کا فلسفی۔ مدرسیت اور کیتھولک کا دشمن۔ مادیتی نظریہ کا حامی۔ وہ نظریہ مادیت کے باوجود وحدت الوجود پر یقین رکھتا تھا۔ آٹھ سال تک جیل میں رہا اور پھر کلیسائی عدالت احتساب کے حکم پر زندہ جلا دیا گیا۔ شروع میں رومن کیتھولک تھا لیکن تحریک احیاء العلوم اور کوپرنیکس (Copernicus) کی تحقیقات کے زیر اثر ہمہ الہیت (Pantheism) کو اختیار کر لیا۔ اس کے نزدیک خدا اور نیچر ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں۔ اگر اشیاء کے تخلیقی جوہر پر زور دیا جائے تو خدا کا تصور ابھرے گا اور اگر مظاہر کو لیا جائے جن میں جوہر نمایاں ہوتا ہے یعنی بالفعل سے بالقوہ بن جاتا ہے۔ تو قدرت کا تصور ابھرے گا۔ کائنات کا نظام آگے بڑھتا ہے اور پھر واپس لوٹتا ہے۔ اس ارتقا کی انتہا انسانی ذہن کے تخلیقی قوا پر ہوتی ہے۔ انسانی ذہن کثرت میں وحدت' تغیر میں ثبات اور مرکب میں مفرد ڈھونڈتا ہے اور یہ ایک لحاظ سے الہیت کی معکوس حرکت ہے۔ کیونکہ اس طرح پھر ذہن وحدت' ثبات اور آگاہی میں داخل ہو جاتا ہے۔ روح انسانی ان دونوں عوامل میں یعنی آگے بڑھنے اور لوٹنے میں شامل ہے۔ اس لئے موت پر فنا نہیں ہوتی بلکہ روح اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ جاتی ہے وہیں سے یہ آئی تھی۔

سائنس میں وہ نیچر کی لامحدودیت کا قائل تھا۔ کوپرنیکس تو نیچر کو محدود' بے حرکت' ستاروں کو کرہ سمجھتا تھا۔ سورج کو ساکن اور کائنات کا مرکز تسلیم کرتا تھا لیکن برونو نے کہا کائنات میں بے حد وحساب عالم ہیں اور بعض عالموں میں زندگی بھی پائی جا سکتی ہے۔ اس نے مدرسیتی ثنویت کی مخالفت کی اور کہا کہ زمین اور آسمانی کرے ایک دوسرے سے مختلف نہیں بلکہ یکساں عناصر کے بنے ہوئے ہیں۔ اور یہ عناصر ہوا' پانی' آگ' زمین اور پتھر ہیں۔ کائنات میں ایک ہمہ گیر روح بھی موجود ہے جو زندگی کی اساس ہے اور ہر شے میں سرایت کی ہوئی ہے۔

Brunschvicg, Leon لیان برونسچوگگ

لیان برونسچو کگ (Leon Brunschvicg) فرانسیسی فلسفی جو پیرس میں فلسفے کی تعلیم و تدریس کا معلم (پروفیسر) اور سپانوزا یا سپینوزا (Spinoza)' کانٹ (Kant) اور شیلنگ (Schelling) کے تصوریت' مثالیت (Idealism) کے نظریات کو اپناتا اور ان میں ہم آہنگی اور ہمنوائی کو اپنے فلسفیانہ افکار کی بنا (بنیاد' قاعدہ' اساس) بناتا ہے۔

Budhism بدھ مت

مہاتما بدھ اس مذہب کا بانی ہے۔ نام ان کا

سدھارتھ تھا خاندانی نام گوتم تھا۔ کوئی چھ سو سال قبل مسیح کپل وستو کے مقام پر شاہی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ زندگی کے مصائب اور اس کی ناپائیداری سے اس قدر متاثر ہوئے کہ عنفوان شباب میں اپنی جوان بیوی اور بچوں کو چھوڑ کر جنگلوں میں چلے گئے اور ان مسائل پر غور و فکر میں کافی عرصہ لگے رہے۔ آخر کار انہیں گیان ہوا یعنی ایک فلسفہ حیات ملا۔ جس کو اپنا کر انسان دکھوں سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ مہاتما بدھ کے خیال میں دکھوں کے اسباب سیاسی، معاشی یا معاشرتی نہیں بلکہ ان کے اسباب تو زندگی سے وابستہ ہیں اور وہ اس لئے کہ زندگی اپنی ذات میں عارضی، ناپائیدار اور فانی ہے۔ اور اس امر سے جہالت ہمارے دکھوں کا سبب ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ تغیر کہ تہہ میں کوئی غیر متغیر اساس ہے تو یہ سراسر جہالت اور التباس ہے۔ قانون علیت سے مختلف اشیا ایک رشتہ میں منسلک ہوتی ہیں اور اس سے نشوونما اور ترقی پاتی ہیں۔ کائنات کے پیچھے کوئی ایسی ہستی نہیں جو اپنی ذات میں غیر متغیر ہو اور تغیر کے لئے اساس کا کام دے۔

مہاتما بدھ کا خیال تھا کہ قانون کرما سے چھٹکارا محال ہے۔ ہمارا حال اور مستقبل، ماضی کے آئینہ دار ہیں۔ اس سے رہائی صرف نروان میں مل سکتی ہے۔ جو تناسخ کو ختم کر دیتا ہے اور انسان بار بار مرنے اور جینے کے چکر سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔ نروان کی حالت میں شعور کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ شعور سے تکلیف کا احساس ہوتا ہے۔ جب شعور ہی نہیں رہے گا تو تکلیف کا احساس بھی باقی نہیں رہے گا۔

بدھ مت کے پیروکار نروان کو محض شعور کی نفی ہی خیال نہیں کرتے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ یہ ابدی اور مستقل سکون اور سرور کی کیفیت ہے۔ نروان حاصل کرنے کے لئے ضبط نفس کی ضرورت ہے اور اس کے لئے صحیح ایمان، صحیح ارادہ، صحیح گفتار، صحیح فعل، صحیح طرز حیات، صحیح کوشش، صحیح فکر اور صحیح ارتکاز کی ضرورت ہے۔

بدھ مت دو حصوں میں بٹ چکا ہے ایک قدامت پسندانہ ہے جسے ہنیانہ (Hinyana) کہتے ہیں۔ دوسرا جدت پسند جسے ماہیانہ (Mahiyana) کہتے ہیں۔ اول الذکر اصول کرما کو مانتا ہے اور خدا کی ذات سے انکاری ہے۔ فلسفہ میں ان کا موقف خالص مظہریت (Phenomanalism) ہے۔ جوہر کو یہ لوگ نہیں مانتے۔ اخلاقیات میں ان کا نقطہ نظر انانیت یا انفرادیت کا ہے۔ ماہیانہ مکتب فکر انفرادیت کی بجائے تمام ذی حیات اشیاء کی نجات کو زندگی کا منتہائے مقصود بتلاتا ہے۔ خدا کا بھی منکر نہیں بلکہ بدھ کو ماورائی حقیقت تسلیم کرتا ہے۔ جو مظاہرات کی پشت پر کارفرما ہے اور جس کا گوتم ایک لحاظ سے اوتار ہے۔ ہنیانہ مکتب فکر تو روح کا بھی انکاری ہے لیکن ماہیانہ مکتب فکر روح کا انکار نہیں کرتا۔ وہ کہتا ہے کہ انفرادی ارواح تو جھوٹے ہیں لیکن موجودات کی روح جسے مہاتما کہنا چاہئے اور جو موجودات سے ماورا ہے وہ ابدالاباد تک زندہ ہے۔

بدھ مت کو مابعد الطبیعیات سے نفرت ہے لیکن پھر بھی چار فلسفیانہ مکاتب فکر بدھ مت نے پیدا کئے اور وہ حسب ذیل ہیں۔

1- نادیمیکا۔ اس مکتب فکر کا کہنا ہے کہ کائنات کی ہر شے خلا ہے اور حقیقت کہیں نہیں۔ اس کے ثبوت میں اس کا کہنا ہے کہ عالم اور معلومہ اور علم ایک ہی سلسلے کی کڑیاں ہیں اور ایک دوسرے سے وابستہ ہیں لہٰذا اگر تین میں سے ایک غلط ثابت ہو جائے تو باقی دو بھی غلط ثابت ہو جائیں گی۔ اس مکتب کے حامی کہتے ہیں کہ علم کے غلط ہونے میں کوئی شک نہیں۔ التباسات (Illusions) کا وجود ہر علم کو غلط قرار دے گا۔ لہٰذا عالم اور امور معلومہ بھی غلط ثابت ہو جائیں گے۔

2- بوگاکارا۔ پہلے مکتب فکر کی طرح یہ تمام خارجی حقیقت کو غلط قرار دیتا ہے لیکن ذہن کو اس سے استثنی سمجھتا ہے۔ دلیل اس کی یہ دی جاتی ہے کہ اگر ذہن کو بھی غلط قرار دے دیا جائے تو ہر قسم کا فکر اور استدلال غلط ماننا پڑے گا۔ پھر نہ تو اپنی تائید میں کوئی

دلیل دی جا سکتی ہے اور نہ کسی کی تردید میں۔ یہ مکتب فکر صرف ذہن کو حقیقت مانتا ہے اور خارجی اشیاء کو ذہن کے خیالات کہتا ہے۔ شعور کے بغیر کسی شے کا علم محال ہے لہٰذا ان کا وجود شعور سے جدا نہیں۔ یہ تصوریت (Idealism) ہے۔

3- سوترانینکا۔ یہ مکتب فکر ذہن اور خارجی دنیا دونوں کے وجود کو تسلیم کرتا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ خارجی اشیا کا وجود مانے بغیر التباسات کی تشریح ممکن نہیں۔ نیز اشیاء کا وجود خیالات پر منحصر نہیں بلکہ خیالات تو اشیاء کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہ نظریہ استحضاریت (Representation) کا ہے۔

4- دی بھایکا۔ یہ مکتب فکر ذہن اور مادہ دونوں کا وجود تسلیم کرتا ہے اور اہل مغرب کے نو حقیقتوں (Neo-Realistic) کی طرح کہتا ہے کہ جب تک اشیاء کا ادراک نہ ہو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ استحضار درست ہے۔ اس سے موضوعی تصوریت (Subjective Idealism) لازم آتی ہے لیکن اس مکتب کے حامیوں کا کہنا ہے کہ اگر موضوعی تصوریت سے بچنا ہو تو پھر یہ تسلیم کرلینا چاہئے کہ اشیاء کا ادراک بلاواسطہ ممکن ہے۔

Bulgakw, Sergei Nikolaywich
سرگی نیکولیوچ بلگاکو (1871-1944)

روسی ماہر معاشیات اور فلسفی۔ 1922ء میں روس چھوڑ گیا اور پیرس یونیورسٹی میں 1925ء سے 1944ء تک پروفیسر رہا۔ ابتدا میں مارکسزم کا حامی تھا لیکن بعد میں سرمایہ داری نظام کا حامی بن گیا۔ مارکس (Marx) کا کانٹ (Kant) سے مقابلہ کرتے ہوئے وہ مارکسزم سے منحرف ہو گیا اور تاریخی مادیت کو بھی چھوڑ دیا۔ مذہبی تصوف کا فلسفی بن گیا۔ اس نے مذہب، فلسفہ اور سائنس کے ڈانڈے ملانے کی کوشش کی اور ان کی اساس ایمان پر رکھی۔ مطلق اور کائنات کے علاوہ وہ ایک تیسرے عنصر کو جسے صوفیا کہتے ہیں تسلیم کرتا تھا۔ صوفیا خدا اور کائنات پر مشتمل ہے۔ اس تصور سے تصوف اور ہمہ الہیت پیدا ہوتے ہیں۔

Bundle, Theory of Self
ذات کا نظریہ مجموعہ

ذات کو بعض فلسفی نفسی کوائف کا مجموعہ کہتے ہیں مثلاً ہیوم (Hume) کہتا ہے کہ ذات محض ادراک کے مجموعے کا نام ہے۔ یہ ادراکات بڑی تیزی سے ایک دوسرے کے بعد واقع ہوتے ہیں ہمیشہ حرکت میں رہتے ہیں اور ہر لحظہ بدلتے ہیں۔

Buridan's Ass حمار بوری دان، خر بوریڈان

چودھویں صدی عیسوی کے مفکر جان بوریڈان (John Buridan) جو اپنے افکار و نظریات کے اعتبار سے اسمائیت، صوریت (nominalism) کا قائل تھا۔ قصد و ارادہ یا عزم کی آزادی، اختیار یا خودمختاری (Freedom of will) کے مسئلے پر سیرحاصل بحث کی ہے۔ اس سلسلے میں اس کی محنت و کاوش قابل قدر ہے۔

حمار، خر یا گدھا احمقی یا بے دانشی کے لئے مشہور ہے اور یہاں جبر و اختیار کی دلائل و براہین کی عدم قطعیت ظاہر کرنے کو ایک من گھڑت قصہ شاید تفہیم کی خاطر بیان کیا گیا ہے جس میں بوریڈان کے گدھے کو مساوی فاصلے پر پڑے ہوئے چارہ اور پانی سے محرومی اس کشمکش کی وجہ سے ہوئی کہ دونوں برابر فاصلے نے اس کو کسی ایک جانب بھی نہ جانے دیا اور بھوک پیاس سے وہ بے چارا مارا گیا۔ بوریڈن کی کسی کتاب میں یہ حکایت نہیں ملتی اس کے ذاتی گدھے کی طرف یہ ضرب المثل کیسے منسوب ہو کر مشہور ہوئی اس کا کسی کو علم نہیں۔ بہرحال دو یا دو سے زیادہ برابر کے اختیاری امور میں غیر معمولی یا غیر طبعی تذبذب سے کسی ایک کو بھی اختیار نہ کرسکنے پر یہ کہاوت صادق آتی ہے۔

C

کازستائیت — **Casuistry**

زمانہ وسطی میں عیسائیوں کا ایک فرقہ یسوعیوں (Jesuists) کے نام سے مشہور تھا۔ یہ لوگ اخلاقی مفتی تھے اور اخلاقی الجھنوں کو سلجھاتے تھے۔ اس سے ایسا علم پیدا ہو گیا جس کا مقصد اخلاقی گتھیاں سلجھانا اور عملی زندگی میں رہنمائی کرنا تھا اس علم کو کازستائیت کا نام دیا گیا۔ اس کا منشا اخلاقیات، مذہب اور دینیات کے ہمہ گیر اصولوں کو جزئیات اور مخصوص واقعات پر اطلاق کرنا تھا اس کے لئے قانون کا علم بھی ضروری تھا۔ اور فہم و فراست بھی درکار تھی۔ یسوعیوں نے اس علم کو ٹھیک طرح استعمال نہ کیا جو کوئی زیادہ فیس دیتا تھا اسی کے حق میں فتویٰ دے دیا جاتا تھا۔ نظری اعتبار سے بھی موجودہ وقت میں کازستائیت کا مسئلہ نزاع کا باعث بنا ہوا تھا۔ بریڈلے (Bradley) اسے اخلاقی تحقیق کی منزل مقصود قرار دیتا ہے۔

محتال، سوفسطائی — **Casuistic**

بالخصوص اخلاقی مسائل کا حل پیش کرنے والے۔

سوال جوابی، مکالماتی — **Catechetic**

مذہبی تعلیمات کو زبانی سوال جواب کی صورت میں آگے بڑھانا۔

مواطی — **Categerematic**

وہ لفظ یا الفاظ جو قضایا میں موضوع یا محمول بن سکے مواطی کہلاتا ہے یا کہلاتے ہیں مثلاً اس قضایا میں

زید فانی ہے

زید اور فانی تو مواطی ہیں لیکن 'ہے' نہ تو محمول بن سکتا ہے نہ موضوع اسے مواطی نہیں کہیں گے۔ مواطی کو حد (Term) بھی کہتے ہیں۔

صریحی — **Categorical**

بدیہی یا غیر تجربی عناصر۔

حملیہ، بے شرط، صریح — **Categorical**

قضیئے کی ایک قسم ہے جو سادہ ہوتی ہے۔ اگر اس کی تحلیل کی جائے تو تین اجزاء ملتے ہیں۔ یعنی موضوع، محمول اور نسبت حکمیہ۔ مثلاً اس قضیہ "انسان فانی ہیں" میں انسان، موضوع ہے، فانی محمول ہے اور ہے، نسبت حکمیہ۔ نحو میں ایسے جملوں کو خبریہ کہتے ہیں۔ مثلاً 'میز گول ہے'، 'کتا وفادار جانور ہے'، یہ جملے شرطیہ اور منفصلہ جملوں سے مختلف ہوتے ہیں کیونکہ حملیہ جملے تو سادہ ہوتے ہیں، منفصلہ اور شرطیہ جملے مرکب۔

حکم مطلق — **Categorical Imperative**

کانٹ (Kant) کا قانون اخلاق۔ کانٹ کے نزدیک قوانین کی دو قسمیں ہیں اطلاقی (Categorical) اور مفروضی (Hypothetical) اطلاقی قوانین غیر مقید، لابدی اور عالمگیر ہوتے ہیں۔ لیکن مفروضی قوانین غیر متعین اور اضافی ہوتے ہیں۔ پہلے قوانین کی بہترین مثال اخلاقیات کے اصول ہیں جو غیر مشروط اور کلی ہیں دوسرے قوانین کی مثال میں معاشیات کو پیش کیا جا سکتا ہے جس کا ہر اصول مشروط اور مقید ہے۔

کانٹ کہتا ہے کہ حکم اطلاق تجربے سے بے نیاز ہے اور بیرونی غایات سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ اس کا تعلق صرف ارادے سے ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ارادہ طیبہ کے سوا کسی اور چیز کو خیر فی نفسہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کانٹ نے حکم اطلاقی کو تین طرح سے پیش کیا ہے۔

1- اس طرح عمل کر کہ گویا تیرے عمل کا قانون تیری ہی مرضی سے عالمگیر قانون بنایا جائے۔

2- ہر انسان کی ذات کو فی نفسہ ایک غایت سمجھ لو اور کسی کو محض ایک ذریعہ قرار نہ دو۔

3- عالم مقاصد کے ایک رکن کی حیثیت سے کام کر۔

Categorical Judgment

قطعی فیصلہ، صریح حکم

ناقدین ارسطو قطعی قضایا اور مشروطی قضایا کے فرق پر اصرار کرتے ہیں۔ حالانکہ ارسطو تضمینی اصطلاح

پر زور نہیں دیتا۔ کانٹ اس امر سے انکار کرتا ہے کہ مفروضی اور منفصلی (تردیدی) قضایا کو اطلاقی قضایا میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ وہ اس امر کا حامی ہے کہ ہر قطعی فیصلہ اپنی فہم کی امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔

مقولہ Category

ارسطو نے اسے دو طرح استعمال کیا ہے ایک محمول (Predicate) کے معنی میں اور دوسرا وجود کی جہات (Modes) جو کسی قضیہ میں محمول کا کام دے سکتی ہیں۔ ان کی تعداد دس ہے مفرد الفاظ سے جو کچھ بیاں ہوتا ہے وہ یا ذات کو ظاہر کرتا ہے یا کمیت کو یا کیفیت کو یا رابطہ کو یا مکاں کو یا زماں کو یا حالت کو یا عادت کو یا فعلیت کو یا انفعال کو۔ یہی دس ارسطو کے مقولے ہیں۔ انہی سے بالاخر تمام محمولات کی تصدیق کی جاتی ہے مثلاً جب ہم کسی انسان زید کا خیال کرتے ہیں تو اول ہم اسے ذات شمار کرتے ہیں اس کا وزن ڈیڑھ من ہے اور اس کا قد چھ فٹ۔ یہ زید کی کمیت ہے۔ وہ پروفیسر ہے یا طالب علم یہ اس کی کیفیت ہے۔ وہ رفقائے کار میں مقبول ہے یہ رابطہ ہوا۔ وہ آج کل لاہور میں رہتا ہے زمان ہوا اور فلاں گلی میں رہتا ہے مکان ہوا۔ وہ انگریزی لباس پہنتا ہے عادت ہوئی۔ اس وقت لکھ رہا ہے فعلیت ہوئی اور اس کے دل میں اطمینان ہے انفعال ہوا۔

مقولوں پر بحث کرتے ہوئے کانٹ حدود چھوڑ کر قضایا لیتا ہے اور ان سے فہم محض کی صورتیں متعین کرتا ہے۔ اس کو وہ مقولے کہتا ہے اور ان کی تعداد بارہ ہے۔ کمیت' کیفیت' نسبت اور جہت کے متعلق تین تین مقولے ہیں اس طرح کل تعداد بارہ ہو جاتی ہے۔ مثلاً

(الف) کمیت

1- تصدیقات اخذیہ- زید انسان ہے' یہاں موضوع صرف فرد واحد ہے۔

2- تصدیقات جزئیہ- بعض انسان غافل ہیں۔

3- تصدیقات کلیہ- تمام انسان فانی ہیں۔

(ب) کیفیت

1- تصدیقات موجبہ- انسان فانی ہیں۔

2- تصدیقات معدولتہ المحمول- تمام پرندے غیر ناطق ہیں۔

(پ) نسبت

1- تصدیقات حملیہ- انسان فانی ہیں۔

2- تصدیقات شرطیہ- اگر محنت کرو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے۔

3- تصدیقات منفصلہ- یا آج مینہ برسے گا یا دھوپ چمکے گی۔

(ت) جہت

1- تصدیقات احتمالیہ- شاید انسان چاند پر آباد ہو جائے۔

2- تصدیقات مطلقہ- انسان فانی ہے۔

3- تصدیقات ضروریہ- مثلث کے تینوں زاویوں کا مجموعہ دو قائموں کے برابر ہو گا۔

مقولہ وحدت Categary of Unity

کانٹ (Kant) کے ہاں تین قبل تجربی مقولے پائے جاتے ہیں۔ وحدت' کثرت اور کلیت۔ پہلے مقولے یعنی وحدت سے جو عددی اور ریاضیاتی ہے کانٹ ایک ترکیبی اصول اخذ کرتا ہے جو کہتا ہے کہ تمام مظاہر وسعت آمیز جسامتیں (Extensive Magnitudes) ہیں۔ اس اصول سے کانٹ ہر قابل تجربہ شے کی مکانی صورت بدیہی طریقے پر ثابت کرتا ہے۔

تنقیہ Catharsis

لغوی معنی تطہیر یا پاک ہونا۔ یہ تصور یونانی فلسفہ میں پایا جاتا ہے اس سے انسانی ذہن پر آرٹ کا اثر نمایاں ہوتا ہے۔ ارسطو کہتا ہے کہ المیہ سے رحم اور خوف کے جذبوں کی تطہیر ہوتی ہے۔ راگ سے بھی روح کی تطہیر ہوتی ہے کیونکہ اس سے روح کو مسرت حاصل ہوتی ہے اور روح کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔ تنقیہ سے فعلیاتی تطہیر ہوتی ہے جیسے جذباتی دباؤ کے بعد تسکین کا احساس

ہوتا ہے اور اس سے اخلاقی تطہیر بھی ہوتی ہے کیونکہ انسان کے کردار میں بلندی آجاتی ہے۔

Catharsis

تصفیہ، تنقیہ، تصفیہ اخلاق، تصفیہ روح، تنقیہ نفس۔

Catvariarya-satyani

کتواری اریا ستیانی (سنسکرت)

مہاتما بدھ کی چار سچائیاں۔ دکھ حقیقت ہے۔ درد کا سبب ہے۔ دکھ ختم ہو سکتے ہیں۔ ان کو ختم کرنے کا طریقہ ہے۔

راستی یا سچائی (ست) کے چار پاکیزہ اصول

مہاتما گوتم بدھ کی تعلیمات کے چار حقیقی یا بنیادی قواعد درج ذیل ہیں:

1- سنسار (دنیا، کائنات، عالم) میں دکھ، مصیبت سے بن چارہ نہیں۔

2- دکھ بلا سبب نہیں باسبب ہوتا ہے۔

3- دکھ سے نجات حاصل ہو سکتی ہے۔

4- دکھ سے چھٹکارا پانے کا راستہ موجود ہے۔

Causalism **اتفاقیت**

اس کی رو سے ہر شے اتفاقی ہے۔ کسی کا کوئی سبب نہیں۔ ابیقوریوں (Epicureans) کا یہی عقیدہ تھا۔

Causality **علیت**

علت اور معلول کا رشتہ۔ اس کی تعریف مختلف طریقوں سے کی جاسکتی ہے مثلاً

1- ایک ہی زمانی سلسلہ میں واردوں اور عوامل کا تعلق کہ (الف) اگر ایک وارد ہوتا ہے تو دوسرا بھی وارد ہوتا ہے یا (ب) اگر ایک وارد ہو چکتا ہے تو دوسرا اس سے پہلے وارد ہو گیا ہوتا ہے۔

2- ایک ہی زمانی سلسلہ میں واردوں اور عوامل کا تعلق کہ اگر ایک مقدم ہوتا ہے تو دوسرا غیر متغیر موخر ہوتا ہے۔

3- واردوں اور عوامل میں تعلق کہ ایک واردے یا عمل میں دوسرے کو پیدا یا تبدیل کرنے کی قوت ہے۔

4- واردوں یا عوامل میں تعلق کہ ایک کے بغیر دوسرا معرض وجود میں نہیں آسکتا یہ تعلق مادی، صوری، غائی یا فاعلی ہو سکتا ہے۔

5- تجربی اور غیر تجربی واقعات یا عوامل کے مابین تعلق۔

6- کسی شے کا اپنے ساتھ تعلق جبکہ اس کے وجود کا انحصار کسی دوسری شے پر نہ ہو۔

7- کسی شے کا اپنے سبب یا دلیل سے تعلق

8- تصور اور توقع کا رشتہ جبکہ توقع اس تصور سے پیدا ہو۔

9- اصول یا مقولہ جو تجربہ میں نظم پیدا کرے۔ یہ اصول یا مقولہ وہبی بھی ہو سکتا ہے اور اکتسابی بھی۔ اس اصول اور تجربہ میں علیت کا رشتہ ہو گا۔

Causa sui **سبب خود**

واجب الوجود۔ سبب خود کے سلبی اور اثباتی معنی ہیں۔ سلبی طور پر اس سے مراد ایسی ہستی ہے جس کا وجود کسی کا محتاج نہ ہو یعنی خود بے سبب ہو اور دوسری تمام اشیا کے لئے سبب کا کام دے۔ اثباتی طور پر سبب خود سے مراد الٰہی ہستی ہے۔ جس کا جوہر اس کے وجود پر دلالت کرتا ہے یعنی جس کے جوہر میں اس کا وجود مضمر ہو یا جس کا جوہر وجود کے بغیر ناقابل فہم ہو۔

Cause **علت**

تغیر، حرکت یا فعلیت کا موجب۔ ارسطو چار علتوں میں تمیز کرتا ہے مادی، فاعلی، صوری اور غائی۔ برتن بناتے وقت مٹی مادی علت ہے کمہار فاعلی علت ہے کمار کے ذہن میں برتن کا نقشہ صوری علت ہے اور جس مقصد کے لئے برتن بنایا گیا ہے وہ غائی علت ہے۔

دور وسطیٰ میں صرف فاعلی علت رہ گئی باقی تین کو رد کر دیا گیا۔ دور جدید میں فاعلی علت کو بھی رد کر دیا گیا ہے اور اس کی جگہ ہیوم (Hume) نے نظریہ تواتر پیش

کیا جس کی رو سے علت مقدم واردے کا نام ہے اور معلول موخر واردے کا۔ جان اسٹیورٹ مل (J.S.Mill) نے اس نظریہ کی وضاحت میں کہا کہ علت نام ہے غیر متغیر، غیر مشروط، مرکب، فوری مقدم واردے کا جو توانائی میں معلول کے مساوی ہو۔

رسل (Russell) کے نزدیک علت قریب قریب غیر متغیر واردے کا نام ہے یعنی علت بالکل غیر متغیر واردہ نہیں ہوتا۔

اگر علت و معلول کو "کلیتاً" اوصاف میں تحویل کیا جا سکے اور ان اوصاف کو ریاضیاتی طور پر بیان کر سکیں تو نئے قسم کے اصول دستیاب ہوتے ہیں جنہیں تفاعلی (Functional) قوانین کہتے ہیں۔ آج کل جہاں کہیں ممکن ہو تفاعلی قوانین بنائے جاتے ہیں اور علیت کے قوانین کو چھوڑا جا رہا ہے۔

Cause

علت، موجد، سبب۔

Cause Theory (of mind, body)
ذہن اور جسم کا نظریہ علیت

ذہن کا جسم پر اثر جسم کا ذہن پر اثر یا دونوں کا ایک دوسرے پر اثر۔ یہ اثر کئی قسم کا ہو سکتا ہے مثلاً ذہن کسی جسمانی کیفیت کو پیدا کر سکتا ہے۔ یا ذہن جسم کو کوئی ہدایت کر سکتا ہے یا جسم ذہن کو ہدایات دے سکتا ہے یا جسم ذہن کے لئے یا ذہن جسم کے لئے بطور مہیج کے کام دے۔

Centre-theory

نظریہ مرکز۔

Certainity **یقین**

اطمینان۔ خاطر جمعی۔ منطق اور ریاضیات کی سچائیاں، یقین کا درجہ رکھتی ہیں کیونکہ انہیں جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ ان کے علاوہ کچھ اور بھی سچائیاں جہاں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

Certitude **تیقن، ایقان**

اس سے مراد قطعیت، پائداری اور استواری ہے بعض قضایا کو قلعی طور پر تسلیم کر لیا جاتا ہے اور یہ تیقن ہے۔ ان قضایا کو قطعی ماننے والوں کا یقین ہوتا ہے کہ ان کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔

Chance **اتفاق، احتمال**

ایسا واقعہ جو بے سبب ہو یا ایسا واقعہ جو قانون احتمالیت سے متعین ہو سکے۔ ارسطو کہتا ہے اتفاقیہ امور یوں تو غائی نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں ان کے پیچھے شعوری یا لاشعوری طور پر کوئی سبب کارفرما نظر نہیں آئے گا۔

Chang **چوانگ**

چینی فلسفہ میں مظاہرات فطرت کے ابدی، غیر متغیر اصول۔ اخلاق کی مستقل اقدار۔

Ch'ang

(الف) مستقل حسنات، پائیدار نیکیاں، ازلی، ابدی بھلائیاں۔
(ب) غیر فانی، لازوال، غیر متغیر، دائمی، دوامی، جاودانی قوانین و ضوابط۔

Change **تغیر**

مظاہرات کی عمومی خاصیت۔ حرکت اور تعامل دونوں پر مشتمل ہے۔ اس سے مراد ایک منزل سے دوسری منزل تک یا ایک درجہ سے دوسرے درجہ تک جانا ہے۔ عام طور پر فلسفہ میں تغیر کا مقابلہ ثبات سے کیا جاتا ہے اور ثبات سے مراد اجسام کے خواص۔ ان کی ساخت اور ان کے قوانین لئے جاتے ہیں۔

مارکسیوں کا کہنا ہے کہ یہ تمیز غلط ہے کیونکہ ساخت، خواص اور قوانین خود تغیر اور تعامل کا نتیجہ ہیں۔

Change, Philosophy of **تغیر کا فلسفہ**

اس سے مراد یا تو فلسفیانہ عقیدہ ہے جو تغیر کو زیر

بحث لاتا ہے جیسے ارسطو کا فلسفہ تھا یا ایسا فلسفہ مراد ہے جو تغیر کو حقیقت کا عمومی خاصہ بتلائے بغیر جیسے برگسان (Bergsan) اور ہیرا قلیطس (Heaclitus) کا فلسفہ ہے۔

Chang Heng-Chu

چانگ ہینگ چو (1021-1077)

یہ کنفوژن حکومت میں عہدیدار اور ایک استاد تھا۔ نوجوانی میں فوجی حکمت عملی میں دلچسپی رکھتا تھا۔ پھر اس نے طاؤ ازم اور بدھ مت کا مطالعہ کیا۔ لیکن پھر کنفیوکش کی تعلیمات کی طرف راغب ہوگیا اور اس بارے میں بڑا تحقیقاتی کام کیا اس کا شمار نو کنفو کشیت کے بانیوں میں ہوتا ہے۔

ہستی جاوداں، سرمدی وجود **Chang sheng**

بہشت اور زمین وغیرہ جو مستقل وجود رکھتے ہیں مگر اپنے لئے نہیں۔

چوانگ سائی (1077-1020) **Chang Tsai**

چینی فلسفی، نو کنفو کشیت (Neo-Confucianism) کے بانیوں میں سے ایک۔ وہ کہتا تھا کہ ہر شے ابتدائی مادے سے جسے وہ چی (Chi) کہتا تھا پیدا ہوئی ہے۔ چی میں حرکت کرنے اور ساکن رہنے کی قوت ہے۔ فطرت بمنزلہ جڑ کے ہے اور عقل اس کا حاصل یا پیداوار ہے۔ چی کی ابتدائی صورت ایک عظیم خلا تھی۔ یہ مجتمع ہوئی اور اس کا انجماد ایسا ہے جیسے پانی سے برف بن گئی۔ چی کے انجماد اور انتشار سے زندگی اور موت واقع ہوتی ہے چی کی تبدیلی یا تغیر کا راستہ تاؤ (Tao) ہے۔ یہ تغیر دو متضاد اصولوں یعنی مثبت ینگ اور منفی ین کی کارفرمائی سے ہے۔ ان کی وحدت تاؤ ہے جسے اتحاد عظیم (Great Harmony) کہا جاتا ہے۔ فطرت میں حرکت بے اصولی طور پر نہیں ہوتی۔ اس کے قوانین ہیں جو فطرت میں ملیں گے۔ علم کے دو راستے ہیں ایک حواس جن کا دائرہ خارج کی دنیا تک محدود ہے اور دوسرا تاؤ جو لامحدود تک پہنچتا ہے۔

چان وی **Ch'an Wei**

وہ افراد جنھوں نے چینی الہیات کی تشریح کی اور نو کنفو کشیت کی کلاسیک سے اس کا تطابق کیا اور انسان اور کائنات کے تعلق پر غور کیا چان وی کہلائے۔ ان کا دور تین صدی قبل مسیح سے چار صدی بعد از قبل مسیح تک محیط ہے۔

انتشار، بدنظمی **Chaos**

بے صورت، پریشاں نظری اور لاقانونیت کی حالت۔

سیرت **Character**

جبلی اور اکتسابی خصائل سے پائیدار اور قابل اعتبار شخصیت۔ ارسطو کے مطابق عادات کا مجموعہ لیکن ایسی عادات جو خصائل پر مبنی ہوں اور اخلاقی مطمع نظر کی نشاندہی کریں۔ سیرت کی تعمیر میں ماحول اور معاشرے کو نظرانداز نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس شخص کے اپنے مقاصد، امنگوں اور امیدوں کو۔ سیرت کو معاشرتی نفسی فعل کہنا چاہئے۔ اس کا انحصار انسان کے اپنے فلسفہ کائنات اپنے علم اور تجربے اور اپنے اخلاقی اصولوں پر ہے اور نیز ان آدمیوں پر موقوف ہے جنھوں نے اپنا اثر اس کی زندگی پر چھوڑا ہو۔ اس ضمن میں لٹریچر بھی اہم کردار ادا کرتی ہے فی زمانہ تو ٹیلی ویژن، ریڈیو اور سینما بھی سیرت پر اثرانداز ہو رہے ہیں۔ پس سیرت کو پیدائشی یا ازلی شے نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ یہ اکتسابی فعل ہے جس کا تعلق ماحول اور تعلیم و تربیت سے ہے۔

فن میں سیرت **Character in Art**

انواع انسانی کی خصوصی معاشرتی، نفسی اور دیگر خصائص کا بذریعہ فن اظہار۔ فن کا منشا یہ ظاہر کرنا ہے کہ کیسے خاص حالات میں خاص قسم کی سیرت ابھری۔ فن کا موضوع انسان ہیں جو پیچیدہ، متضاد اور کثیر الاشکال حالات میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کی عکاسی کرنا ہے۔

Characteristics خصوصیات، اوصاف

گوئٹے (Goethe) کے نزدیک حسن وجمال کی تلاش میں فنکار کا ابتدائی مقام۔

Characteristica Universalis
علامت عمومی، کائناتی یا ہمہ گیر زبان

علم کی تعمیرو تشکیل کے لئے لائبنیز (Leibniz) نے عمومی زبان کا منصوبہ بنایا اسے علامت عمومی کہا جاتا ہے۔ لائبنیز نے کہا تھا کہ یہ زبان تصور نگاری (Ideographic) کی ہو گی ہر علامت ایک تصور اور صرف ایک ہی مخصوص تصور کو ظاہر کرے گی ان علامتوں کے امتزاج سے مرکب تصورات پیدا ہوں گے۔ اس طرح تمام علم ایسی علامتوں میں بیان ہو سکے گا جو آسان، غیر مبہم اور واضح ہوں گی۔ جدید ریاضیاتی منطق کے لئے یہ منصوبہ ایک ضمیمہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

Characterology سیریات

سیرت کو سمجھنے اور اس کا جائزہ لینے کے مختلف طریقے بیان کئے جاتے ہیں بعض لوگ ستاروں سے کیریکٹر کا اندازہ لگاتے ہیں اس علم کو علم النجوم کہا جاتا ہے کچھ لوگ ہاتھ کی لکیروں سے کیریکٹر کی تشریح کرتے ہیں۔ لکیروں کے علاوہ انگلیوں کی ساخت پر بھی غور کیا جاتا ہے اس علم کو دست شناسی (Palmistry) کہتے ہیں۔ سائنسی اعتبار سے علم النجوم اور علم دست شناسی بڑے کمزور ہیں۔ کیریکٹر کا اندازہ لگانے کا ایک اور طریقہ جسمانی حالت سے نفسی خصائص کی طرف جانا ہے۔ قدیم سے یہ خیال چلا آ رہا ہے کہ جسم کی بناوٹ سے مزاج اور طبیعت کا پتہ چل سکتا ہے۔ کریچمر (Kretschmer) کہتا ہے کہ جسم انسانی کی پیمائش سے انسان کی تین قسمیں ملتی ہیں اور جس پیمائشی قسم سے کسی انسان کا تعلق ہو گا اسی قسم سے اس کے خصائص کا پتہ لگے گا۔ پہلی قسم منہوک (Aesthenic) ہے جس میں سر لمبا، دھڑ چھوٹا، ٹانگیں لمبی، مونڈھے اور کولہے تنگ اور جسم پر چربی کم ہے۔ دوسری قسم ورزشی (Athletic) ہے اس میں سر لمبا، دھڑ اور ٹانگیں سڈول، کولہے تنگ لیکن چوڑے اور پٹھے مضبوط ہوتے ہیں۔ تیسری قسم غلطی (Pyknic) ہے اس میں سر چوڑا، دھڑ لمبا، ٹانگیں چھوٹی، مونڈھے تنگ، کولہے فراخ اور گوشت کثرت سے ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ ایک چوتھی قسم بھی ہے جسے غیر طبعی نمو (Dipplastic) کہا جاتا ہے اس میں وہ سبھی لوگ آ جائیں گے جو پہلی تین میں نہیں سا سکتے۔ پہلی دو قسم کے لوگ تنہائی پسند اور اپنے خیالوں کی دنیا میں بسنے والے ہوتے ہیں۔ تیسری قسم کے لوگ میل جول رکھنے والے ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی زندگی میں جذبات کا اتار چڑھاؤ رہتا ہے۔

اسی قسم کا نظریہ شیلڈن (Sheldon) اور سٹیونس (Stevens) نے پیش کیا ہے۔ اس نظریئے میں ہر انسان کو بین البعاد (Dimensions) میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ ان کے نام ہیں در شکلی (Endoperphy)، میاں شکلی (Mesoperphy) اور برون شکلی (Ectomerphy)۔ پہلی بعد میں جسمانی حالت نرم، گول اور چربی دار ہوتی ہے۔ دوسری میں عضلاتی اور تیسری میں دبلی پتلی۔ ہر بعد کے سات درجے ہیں۔ ان ابعاد کے ساتھ تین قسم کے طبائع (Temperament) ہیں پہلی کو اختائی (Viscertonia) دوسری کو قوائی (Jomatoronia) اور تیسری کو میخینی (Cerebrotania) کہتے ہیں۔ پہلی طبیعت میں ہاضمہ خوب کام کرتا ہے۔ دوسری میں طاقت اور ادعائیت ہوتی ہے تیسری میں خبط ہوتا ہے لیکن سوشل معاملات سے بے اعتنائی برتی جاتی ہے۔ شیلڈن اور سٹیونس نے ابعاد اور طبائع کا رشتہ معلوم کیا۔

یہ نظریئے بھی سائنسی اعتبار سے صحیح نہیں۔ آج کل کے طریقے نفسی ہیں۔ ان میں مطالعہ احوال (Case History) درجہ بندی (Rating) کرداری

آزمائشیں، انٹرویو، آزاد تلازم، خوابوں کا تجزیہ اور تظلیلی تکنیک (Projective Technique) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

پیری چارم (1603-1541) Charran Pierre

فرانسیسی فلسفی۔ پہلے وکالت کی بعد میں پادری ہو گیا۔ مانتیس (Montaiqne) کی طرح اس کے خیالات میں ارتابیت کا عنصر غالب تھا۔ وہ کہتا تھا کہ مذہب کو سچا ثابت کرنا ممکن نہیں کیونکہ یہ کوئی جبلت نہیں یہ تو تعلیم و تربیت اور ماحول سے تشکیل پاتا ہے۔ صرف اخلاق ہی اساسی شے ہے اور اسی پر مذہب کا انحصار ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ اخلاق کا پابند ہو اور ہر اس مذہب پر ایمان لے آئے جو حکام چاہیں۔ اس طرح چارم نے اپنے مذہب کے خلاف اپنے خیالات کو چھپایا۔ لیکن اس کی کتاب De La Saqesse سے الحاد کا صاف پتہ چلتا تھا اس لیے اسے کافر قرار دیا گیا۔

چوانگ (369-286 ق م) Chawng Tzu

چینی فلسفی۔ ریاست مینگ (Meng) کا باشندہ ہے یہ ریاست شننگ (Shunting) اور ہونان (Honan) صوبوں کی سرحد پر واقع ہے۔ اپنی ریاست میں کچھ عرصے کے لئے معمولی اہلکار رہا۔ لیکن اہلکاری راس نہ آئی کیونکہ اس کے اپنے خیالات فطریئت کی طرف مائل تھے اور اس وقت کی رائج سیاست کے مخالف تھے۔ یوں زمانہ بھی افراتفری کا تھا جس سے اس کی طبیعت بیزار ہو گئی لہٰذا گوشہ نشینی اختیار کر لی اور دنیا کو ترک کر دیا۔ اس اثنا میں اسے ریاست کی وزارت عظمیٰ کے عہدہ کی پیشکش کی گئی جسے اس نے ٹھکرا دیا اور کہا کہ میں زندہ کچھوے کو جو کیچڑ میں دم ہلا رہا ہو اس مردہ کچھوے پر ترجیح دیتا ہوں جو شاہی محلوں کے معبد خانوں میں سونے کے صندوق میں بند پڑا ہو۔

چوانگ زو نے جس کتاب میں اپنی تعلیمات بند کی ہیں اس کا نام چوانگ زو ہے۔ اس کتاب سے وانگ زو کی مابعد الطبیعیات، اخلاقیات اور نظریہ علم کا پتہ چلتا ہے۔

مابعد الطبیعیات: تاؤ (Tao) کائنات کی ہر شے کے لئے قوت حیات ہے یہ ایک حقیقت ہے جس کی کوئی شکل و صورت نہیں۔ زمینوں اور آسمانوں سے پہلے اس کا وجود تھا اور یہ ابد تک رہے گا۔ روحیں اور دیوتا اس سے پیدا ہوئے اور زمین اور آسمان بھی۔ زمین اور آسمان سے پیشتر اس کا وجود تھا لیکن زماں و مکاں کا اطلاق اس پر نہیں ہوتا۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیسے تاؤ نے زمین، آسمان اور روحیں پیدا کیں۔ وہ کہتا ہے کہ تاؤ نے زمین اور آسمان کو پیدا نہیں کیا یہ تو خود بخود پیدا ہو گئے۔ تاؤ نے ان کو نہ پیدا کرنے سے پیدا کیا یہی حال روحوں کا ہے تاؤ نے انہیں روحانی نہیں بنایا یہ تو خوبخود روحانی تھیں۔ تاؤ نے ان کو روحانی نہ بناتے ہوئے روحانی بنا دیا۔ یہی چوانگ زو کے مشہور مقولے 'نہ کرنے سے ہر شے کرنا' کا اساس ہے۔

تاؤ ہر شے پر محیط ہے اس کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا اسے دیکھا نہیں جا سکتا اسے چھوا نہیں جا سکتا اور اسے سنا نہیں جا سکتا۔ اس کائنات کی ہر شے جھوٹی اور عارضی ہے اس میں تضاد پایا جاتا ہے مثلاً زندگی اور موت۔ وجود اور غیر وجود۔ مثبت اور منفی اور معروضیت اور موضوعیت۔ لیکن ارتقا کے لئے یہ تضاد ضروری ہے کوئی مظاہر اپنی نفی کو ختم نہیں کر سکتا۔ کائنات کی ہر شے تاؤ میں ختم ہو جاتی ہے۔ تاؤ ایک چکر ہے پیدائش کے بعد فنا۔ بڑھنے کے بعد گھٹنا یکے بعد دیگرے آتے ہیں ہر انتہا کسی نئے ابتدا کی پیش خیمہ بنتی ہے۔

اخلاقیات: فطرت کا طریقہ مسرت کا ضامن ہے ہر قسم کی بناوٹ دکھ اور درد کا باعث بنتی ہے۔ لہٰذا مکمل سکون اور مکمل پاکیزگی کی ضرورت ہے۔ جسم کو تھکانے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی اس کی طاقت کو پراگندہ کرنا چاہیے اس طرح انسان ہمیشہ زندہ رہتا ہے کیونکہ اگر آنکھ کچھ نہیں دیکھتی اور نہ ہی کان کچھ سنتے ہیں تو روح جسم کو دیکھے گی اور جسم ہمیشہ زندہ رہے گا۔ انسان کو کائنات کی حقیقت سمجھنی چاہیے زندگی اور موت ارتقا

کے عوامل ہیں ان کی مثال رات دن کی یا موسموں کے تغیر و تبدل کی ہے۔ بہترین زندگی وہ ہے جس میں نہ دولت کی ہوس ہو نہ زندہ رہنے کی خواہش جو نہ کامیابی پر خوش ہو اور نہ ناکامی پر ناخوش۔ اسے بصیرت چاہئے اور یہ علم ہونا چاہئے کہ ہر شے ایک جیسی ہے اور زندگی اور موت میں کوئی فرق نہیں۔

چوانگ زو حکومت کا مخالف تھا اور تہذیب و تمدن کو سب برائیوں کی جڑ سمجھتا تھا۔ اس بناوٹی اور جھوٹی تہذیب کو بنانے والے عوام نہیں بلکہ دانشور، فلسفی اور مفکر ہیں۔

انند کی حالت میں ارادہ، شعور اور علم کچھ نہیں ہوتا۔ انسان دوبارہ بچہ بن جاتا ہے جو فطرت کا تتبع کرتا ہے یہ حرکت کرتا ہے بغیر کدھر جانے ہوئے اور ٹھہر جاتا ہے بغیر کیوں جانے ہوئے اور کسی چیز کا شعور نہ رکھتے ہوئے فطرت سے ہم آہنگی پیدا کر لیتا ہے۔ اسے چوانگ زو تفریحی سیر (Happy Exeursion) کہتا ہے۔

علمیات: علم کی دو قسمیں ہیں ادنیٰ اور اعلیٰ۔ ادنیٰ علم حسی علم ہے جو محدود، ناقص اور تضاد میں پھنسا ہوا ہے۔ اعلیٰ علم ہمہ گیر اور معروضی ہے اس سے کائنات اور فطرت میں ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔ حسی علم امتیازات سے چلتا ہے اعلیٰ علم میں ہر امتیاز ختم ہو جاتا ہے اور صرف واحد یا کل رہ جاتا ہے۔ اس علم کو ایک لحاظ سے علم نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہ امتیازات کو مٹا کر اپنا راستہ ہموار کرتا ہے تاؤ کے چکر میں سچائی اور جھوٹ دونوں لامتناہی عوامل ہیں۔ اور دونوں ہی اس کی لامحدود، ابدی اور ہمہ گیر ذات میں سما جاتے ہیں۔

زندگی کا منتہائے مقصود آرام، سکون، بے حرکتی اور توکل بھگتی سے کل میں فنا ہو جانا ہے یہ وجد کی حالت ہے جو کوشش سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ یہ حالت خود بخود آتی ہے اور انسان کے جسم و جان پر طاری ہو جاتی ہے۔

Chelpanov, Georgi Ivanovich

جارجی ایونووچ چلپے نو (1936-1862)

روسی ماہر نفسیات۔ تصوریتی فلسفی، ماہر منطق، نفسیات اور فلسفہ کا پروفیسر کیو (kiev) اور ماسکو یونیورسٹی میں۔ اس نے ماسکو نفسیاتی ادارے کی بنا 1912ء میں رکھی۔ فلسفہ میں اس کا موقف نوکانتیت (Neo-Kantianism) اور اثباتیت کے نظریہ تجربی متوازیت (Emperical Parallelism) کا تھا۔

اسے تجربی نفسیات سے خاص لگاؤ تھا لیکن مطالعہ باطن (Introspection) کے طریقے کو بھی تسلیم کرتا تھا۔

روسی انقلاب کے بعد اس نے نفسیات کو مارکسی طریقوں پر چلانے سے انکار کر دیا۔

اس کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

ادراک مکان اور قبل تجربیت اور وجھیت کا نظریہ

1-Problem of Perception of Space in connection with the Doctrine of Apriority & Innateness.

دماغ اور روح

2-Brain & Soul

تجربی نفسیات سے تعارف

3-Introduction to Experiment Psychology.

Cheng **چینگ (چینی)**

1- دیانتداری۔ خلوص۔ پاکیزگی۔ فعلیت

2- احترام۔ سنجیدگی

3- اتکمال ذات۔ خلوص دانشمندوں کا شیوہ ہے اور خلوص ہی سکون قلب کا ضامن ہے۔ خلوص بہشت کی جانب لے جاتا ہے اور سنجیدگی سے دنیوی کام طے پاتے ہیں۔ جہاں سنجیدگی ہوتی ہے وہاں خلوص ہوتا ہے خلوص سے مراد ہر قسم کے رذیل کام سے پرہیز ہے۔

Ch'eng

دیانت، وفا، صدق، اخلاص۔

Cheng hsin **چنگ سن (چینی)**

غصہ، خوف، عشق اور تفکرات سے انسان ذہنی

توازن کھو بیٹھتا ہے۔ اس توازن کو برقرار رکھنا یا دوبارہ حاصل کرنا چنگ سن ہے۔ تہذیب الاخلاق سے پہلے نفس کی تربیت ضروری ہے ہر قسم کی پریشانی سے دور رہنا چاہئے کیونکہ پریشانی سے سکون قلب ضائع ہو جاتا ہے۔

Cheng hsin

تزکیہ نفس، تصفیہ قلب، اصلاح باطن، اپنے من کا سدھار، تجلیہ باطن۔

Ch'eng I-ch'uan **چنگ آئی چوان**

یہ چنگ منگ طاؤ کا چھوٹا بھائی تھا۔ حکومت میں اعلیٰ عہدہ پر فائز تھا۔ اس کا مطالعہ بے حد وسیع تھا۔ اس دور کی شاید ہی کوئی کتاب ہو جو اس کی نظر سے نہ گزری ہو۔ وہ اپنے بھائی کے ساتھ نو کنفو کشیت کے بانیوں میں شمار ہوتا ہے۔

Cheng ming **اسم بامسمی**

جس کی ذات اور نام میں ہم آہنگی ہو۔

Ch'eng ming

خود آگاہی، نفس شناسی۔

Ch'eng Ming-tao **چنگ منگ طاؤ**

اہم سرکاری اہلکار کی حیثیت سے مختلف جگہوں پر تعینات رہا۔ معاشرتی اور تعلیمی شعبوں میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ برسوں اس نے طاؤ ازم اور بدھ مت کا مطالعہ کیا۔ لیکن بعد میں ان سے منحرف ہو گیا۔ اپنے بھائی کے ساتھ مل کر نو کنفو کشیت کے نئے پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور اس میدان میں بہت کام کیا۔ اس کا شمار نو کنفو کشیت کے اہم رہنماؤں میں ہوتا ہے۔

Chen jen

حقیقی انسان، خالص انسان، اعلیٰ صلاحیتوں کا حامل انسان۔

Chen ts'a **حقیقی الہ، رب الارباب**

جو کائنات کا نظام چلاتا ہے اور جس کے وجود کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔

Chen yun

حقیقی جوہر واحد، اولین اصل اکائی۔

Chernipshevsky, Nikolai Gavrilevich

نکولائی گیورلووچ چرنی شی وسکی (1828-1889)

روسی انقلاب جمہوریت پسند مادہ پرست فلسفی۔ ناقد اور خیالی اشتراکی۔ ساراتو (Saratov) میں پادری کے گھرانہ میں پیدا ہوا۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد اخبار کا ایڈیٹر بن گیا۔ 1862 میں گرفتار ہوا اور سائبیریا جلاوطن کر دیا گیا۔ 1883ء میں رہا ہوا پہلے استرخاں (Astarkhan) ٹھہرا بعد میں ساراتو آیا جہاں اس کا انتقال ہو گیا۔

چرنی شی وسکی اپنے زمانے کی انقلابی تحریک کا رہنما تھا۔ اسے عوام کی انقلابی طاقتوں اور طبقاتی کشمکش کا شعور تھا۔ اس نے ہیگل (Hegal) کی جدلیات کو معاشرتی مسائل پر استعمال کیا اور فلسفہ کے معاشرتی فریضہ پر زور دیا۔ علمیات میں اس کا موقف خالصتاً مادیتی تھا۔ اسی لئے اس نے کانٹ کی لاادریت (Agnosticism) پر کڑی نکتہ چینی کی۔ اسکا کا کہنا ہے کہ علم کا منبع بجز خارجی کائنات کوئی اور شے نہیں۔ علم حواس سے حاصل ہوتا ہے اور حواس ہی سائنسی نظریوں کے لئے کسوٹی کا کام دیتے ہیں لیکن وہ پوری طرح سے مادہ پرست نہیں تھا کیونکہ اس کے علم و عمل کے تصور میں کئی خامیاں موجود تھیں تاہم اس کا معاشرتی نظریہ مادیتی ہے اسے اپنے زمانے کی طبقاتی کشمکش کا احساس تھا۔ اس کا یقین تھا کہ نظریات کی اساس معاشی مادی وسائل پر ہوئی ہے۔ اور دنیا کی تاریخ میں عوام بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ اس لئے اس نے مغرب کی آزاد خیالی (Liberalism) پر تنقید کی

اور اس تحریک کو عوام کا دشمن قرار دیا- وہ پرانے زمینداروں کے پرگنوں سے اشتراکیت کی طرف جانے کے خواب دیکھتا تھا- لیکن اسے پرولتاری قوت کا علم نہ تھا اور نہ ہی پوری طرح سے کیمونزم کے اصولوں سے اسے واقفیت تھی- معاشیات کے میدان میں اس کے نظریات انقلابی ہیں- وہ مالک اور مزدور کو ایک ہی صف میں کھڑا کرنا چاہتا تھا اور مالک و مزدور کے امتیاز کو ختم کرنا چاہتا تھا- وہ کہتا تھا کہ محنت کو بکاؤ مال نہیں سمجھنا چاہئے- جمالیات میں اس کا عقیدہ حقیقتی (Realistic) تھا- روسی موسیقی اور مصوری پر اس نظریہ کا خاصا اثر پڑا- اس کی تصانیف حسب ذیل ہیں:-

روسی ادب میں دور گوگل پر مضامین

1-Essays on Gogal Period in Russian Literature

اشتراکی ملکیت کے خلاف فلسفیانہ تعصبات کی تنقید

2-Critique of Philosophical Prejudices against Communal Ownership.

فلسفہ میں اصول انسانیات

3-The Anthropolitical Principle in Philosophy.

انسانی علم کی نوعیت

4-Nature of Human Knowledge.

5-What is to be Done چہ باید کرد

6-Prologue افتتاحیہ

Chi

قوت محرکہ، حرکت کا لطیف آغاز-

Ch'i

سانس، تنفس، آب حیات، قوت، روح، زندہ، فعال طاقت-

Ch'i

مادہ، مادی اشیاء، مادیت، شے متشکل-

Chia

تشخص، تعیین، تخصیص-

Chia

استدلال میں طریق مفروضات-

Chiao

1- تعلیم، مجموعہ قواعد، نظام اخلاق-

2- مذہب، دین، دھرم، مت، مسلک، مشرب-

Chi Chi چی چی (چینی)

اشیا کی تحقیق و تفتیش سے یا عقل کے استعمال سے صحیح علم حاصل کرنا یا دائرہ علم کو وسیع کرنا- عقل تمام اشیاء کا جائزہ نہیں لے گی بلکہ ایک ہی شے کا بغور مطالعہ کرے گی تاکہ اس شے میں عقلیت کو سمجھ سکے اور بعد میں تمام مظاہر فطرت میں اس کا اطلاق کرے- بعض چینی مفکروں نے چی چی سے مراد خیر کا وجدانی علم اور اس علم میں توسیع لی ہے-

Chi Chia چی چا (چینی)

اپنی گھریلو زندگی کو پیار، شفقت اور ادب و لحاظ سے اعلیٰ و ارفع بنانا کیونکہ یہ ایک زینہ ہے قومی زندگی کو صحیح خطوط پر چلانے کا-

Ch'i chia

خاندانی اصلاح، بہبود یا فلاح بواسطہ عملی احترام بزرگان، صلہ رحمی وغیرہ اوصاف حمیدہ برائے استحکام حیات ملی و بمراد پائیداری و استواری قومی زندگی-

Chieh hsuan

نجات، رہائی، رستگاری، چھٹکارا، نروانا-

Ch'ien

آسمان، فلک، عالم بالا، جنت، عرش-

Chien ai

مسلک محبت، ہمہ گیر الفت کا مشرب-

Chien pai

صفت و موصوف کی بحث۔

Chih

حافظہ، مقصد، ارادہ۔

Chih

حق گوئی، بے باکی، دیانت، عدل، راست بازی، خلوص، کسی تصنع، بناوٹ یا ریا (دکھاوے یا نمائش) کے بغیر اظہار احوال دل۔

Chih

(الف) دانائی، دانش، سوجھ۔
(ب) علم، ذہانت۔
(ج) واضح علم۔
(د) وجدانی علم۔

Chih

نشانات (نشانیاں)، علامات (علامتیں)، تشخص۔
(الف) کسی چیز صفات یا علامات۔
(ب) موسوم۔
(ج) خیال یا تصور۔

Chih

بنیادی مواد۔

Chih chih

علم کی توسیع۔

Chicherin, Boris Nikolayevich
بورس نکولیوچ چیچرن (1828-1904)

روسی ماہر قانون، مورخ، تصوریتی فلسفی، ماسکو یونیورسٹی میں پروفیسر۔ تحریک آزاد خیالی کا لیڈر۔ ہیگل (Hegel) کا پیروکار۔ تجربیت کا مخالف۔ ہیگل کی جدلیات کے ذریعہ اس نے نجی املاک کا جواز نکالا۔ صحیح علم کا سرچشمہ فلسفہ یا مطلق بتلاتا تھا۔ قانون کو بڑی اہمیت دیتا تھا۔ کہتا تھا کہ ریاست میں اخلاق اور قانون دونوں مل جاتے ہیں۔ لہٰذا ریاست ایک مثالی حیثیت رکھتی ہے۔ بوژوا نظام کو غیر طبقاتی نظام سمجھتا تھا۔ آئینی ملوکیت کا حامی تھا اور انقلاب کو ناپسند کرتا تھا۔ اس کی تصانیف حسب ذیل ہیں:

سائنس اور مذہب
1-Science & Religion

سائنس میں عرفان
2-Mysticism in Science

ریاست اور ملکیت
3-Property & the State

اثباتی فلسفہ اور وحدت سائنس
4-Positive Philosophy & the Unity of Science

اساس منطق و مابعد الطبیعیات
5-Foundations of Logic & metaphysics

فلسفہ قانون
6-Philosophy of Law

Chih jen

انسان کامل۔

Chih Kuo چی کیو (چینی)

قومی زندگی کو استوار کرنا۔ گھریلو زندگی اور بین الاقوامی زندگی کے درمیان قومی زندگی کا مقام ہے۔ کنفیوکش کے نزدیک ان تینوں زندگیوں کو درست رکھنے یا کرنے کی ضرورت ہے۔

Chih Shan چی شان (چینی)

فضیلت عظمیٰ۔ کمال۔ اخروی خیر۔ اخلاق اور تعلیم کا منتہائے مقصود۔ یہ تصور کنفیوکش کے فلسفہ میں پایا جاتا ہے۔

Chih shan

منتہائے کمال، کمال کی انتہا، تکمیل، مکمل خیر، پورن

بھلائی، فوز، فلاح، بہبود بدرجہ اتم۔

Ch'u hsueh

تحریک عقلی۔

Chi jen چی جن (چینی)

انسان کامل۔ ایسا انسان جس نے کائنات سے باطنی تعلق ختم کرلیا ہو اور جو صداقت سے ہم آہنگ ہو۔

Chiliasm آلفیت

بعض اہل مذاہب کا عقیدہ ہے کہ دنیا کے خاتمہ سے پہلے ایک ہزار سال تک زمین پر حکومت الٰہیہ رہے گی۔ یہودی اور عیسائی اس عقیدے کو تسلیم کرتے ہیں اور مسیح (یعنی نجات دہندہ) کی آمد کا انتظار کر رہے ہیں یہ خیال غریبوں اور غلاموں کو پسند آیا۔ جب سلطنت روما میں عیسائیت کو سرکاری مذہب کی حیثیت حاصل ہوئی تو عیسائیت نے ہر قسم کی تبدیلی کو ناپسند کیا۔ دوزخ اور بہشت پر زور دیا اور آلفیت کو مسترد کر دیا۔ لیکن دور وسطیٰ میں آلفیت کو دوبارہ زندہ کیا گیا۔ دور جدید میں بھی اس عقیدہ کو ماننے والے پائے جاتے ہیں۔

Ch'in چی ان (چینی)

اس سے مراد یا تو ذاتی علم ہے جو ذہن اور اشیا کے تعامل سے پیدا ہوتا ہے یا والدین' اقربا اور پیار و محبت ہے۔ کنفیوکش کہتا تھا کہ حکمران کے لئے لازمی ہے کہ وہ رعایا سے پیار و شفقت روا رکھے اور والدین کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ بچوں کو پیار کریں یہ چی ان ہے۔

Chin چن (چینی)

دھات۔ پانچ عناصر میں سے ایک۔

Chinese Philosophy فلسفہ چین

فلسفہ چین کے دو منابع بتلائے جاتے ہیں ایک کنفیوکشیت (Confucianism) اور دوسرا طاؤئیت (Taoism)_ پہلے کا بانی کنفیوکش تھا دوسرے کا لاؤ زو (Lao Tzu) یہ دونوں چھٹی صدی قبل مسیح سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ان دونوں نے قدیم چینی کتابوں سے استفادہ کیا اور اس لحاظ سے چینی فلسفہ کی جڑیں بڑی پرانی ہیں۔ قدیم تصانیف میں سے ایک پاکوا (Pa kua) ہے جسے چینی فلسفہ کا منبع کہنا چاہئے۔ اس میں گول دائرہ کی صورت میں خطوط مستقیم کے کئی اجتماعات ہیں ان میں دو بنیادی خطوط ہیں۔ ایک مسلسل سیدھی لکیر (—) جسے ینگ یو (Yang-Yao) کہا گیا یہ مثبت اور مذکر کی علامت ہے دوسری کٹی ہوئی لکیر (-- -) یہ مونث اور منفی کی علامت ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے پہل چاؤ (Chau) خاندان کے بادشاہ ون (Wen) اور اس کے لڑکے نے ان لکیروں کو ترتیب دی اور اس طرح یہ علم آئی کنگ (Yi ching) یعنی کتاب تغیرات کے فلسفہ اور علم الاسرار کی اساس بنی۔ اس ترتیب سے تین تین لکیروں سے آٹھ مختلف شکلیں بنتی تھیں اور یہ علامت تھیں کائنات کے آٹھ عناصر کی یعنی آسمان' زمین' گرج' پانی' پہاڑ' ہوا' آگ اور دلدل کی بعد میں ان آٹھ شکلوں کو مزید ملایا گیا اور اس سے چونسٹھ قسم کے شش پہلو اجتماعات بر آمد ہوئے۔ یہ کائنات کے ہر واردے کی نمائندگی کرتے تھے۔ ان لکیروں اور اشکال کی مدد سے پیشن گوئیاں کی جاتی تھیں اور قدرتی مظاہرات کی توجیہ اور تعبیر بھی پیش کی جاتی تھی۔

اس کتاب کے علاوہ ایک اور اہم کتاب شوکنگ (Shu Ching) یا کتاب تاریخ ہے یہ ایک سو دستاویزات پر مشتمل تھی اور سولہ صدیوں (800-2400 قبل مسیح) کی تاریخ تھی۔ اس کتاب میں بھی کچھ تھا' تاریخ بھی' سیاست بھی اور فلسفہ بھی۔

دور چاؤ (Chau) کو چینی ثقافت کا کلاسیکی دور کہتے ہیں۔ یہ دور 1122-256 ق م رہا۔ لیکن 900 ق م اس دور میں انتشار اور انحطاط کے آثار شروع ہو گئے۔ ہر طرف سیاسی' معاشرتی اور ذہنی ابتری تھی۔ اس سے ایک فائدہ ہوا لوگوں میں بیداری پیدا ہوئی اور انہوں نے اپنے گردونواح کی ہر شے اور نظام فکر کا محاسبہ کیا۔

چھ سے تین صدی ق م تک چین میں سو کے قریب مکاتیب فکر پیدا ہوئے۔ جن میں کنفیو کشیت اور تاؤئیت بڑے اہم ہیں۔ ان سو مکاتیب میں چھ بڑے مکاتیب ہیں۔ 1- تاؤئیت (Taoism) تاؤچیا (Tao chia) کا مکتب فکر۔ 2- کنفیو کشیت۔ جوچیا (Ju chia) کا مکتب فکر۔ 3- موہیت (Mohism)_ موچیا (Mo chia) کا مکتب فکر۔ 4- سریت (Occultism) ین ینگ چیا (Yen-Yang chia) کا مکتب فکر۔ 5- قانونیت (Legalism) فاچیا (Fa chia) کا مکتب فکر۔ 6- سوفسطائیت (Sophism) منگ چیا (Ming chia) کا مکتب فکر۔ ان مکاتیب میں چوتھا اور چھٹا کوئی اہمیت نہیں رکھتے اور تقریبا ختم ہو چکے ہیں۔ چینی فلسفہ کی نمائندگی باقی چار مکاتیب کرتے ہیں۔ اور ان کے آٹھ سرکردہ فلسفی ہیں۔ لاؤ زو (Lao Tzu)' کنفیو کش۔ مو زو (Mo Tzu) ینگ چو (Yang chu) منکس (Menius)' چوانگ زو (Chuang Tzu) سون زو (Hsun Tzu) اور ہن فائی زو (Han Fei Tzu)۔ ان سب کا فلسفہ چاؤ دور کی ابتری کے خلاف رد عمل ہے۔

لاؤ زو اور اس کے پیرو کاروں نے کہا کہ یہ ابتری مصنوعی تہذیب و تمدن کی بدولت ہے لہٰذا اسے چھوڑ کر قدرت کی سادہ زندگی اختیار کرنی چاہئے۔ یہ تاؤئیت ہے اس کی دو شاخیں ہیں ایک کا نمائندہ چوانگ زو ہے جو کہتا تھا کہ تاؤ ایک آفاقی قوت ہے جو ہر شے کی بالیدگی اور نمو کی ذمہ دار ہے دوسری کا نمائندہ ینگ چو تھا جو کہتا تھا کہ تاؤ ایک اندھی طبعی موت ہے۔ جس نے دنیا کو کسی خاص مقصد کے تحت نہیں بنایا بلکہ اتفاق (Chance) یا لزومت (Necessity) کے تحت۔ اگر پہلی شاخ تصوریتی ہے تو دوسری میکانکی ہے۔

کنفیو کش کا رد عمل مختلف تھا وہ تہذیب کو ترک کرنے کا حامی نہیں تھا بلکہ تہذیب کو ضابطہ کے تحت دیکھنا چاہتا تھا اور انسانی روابط کو اخلاق پر استوار کرنا چاہتا تھا۔ منکس اس موقف کا ہم خیال تھا لیکن قدرے تصوریتی تھا اور انسانی فطرت کو فطرت نیلم کہتا تھا۔ سون زو نے اس سے اختلاف کیا اور ریاست کے ضوابط اور برتری پر زور دیا یہ قانونیت ہے لیکن کنفیو کشیت کے تابع۔

مو زو اور اس کے پیروکاروں نے ماضی کی بجائے مستقبل پر زور دیا انہوں نے افادیت کا فلسفہ اختیار کر کے دنیا کو بہتر بنانے کا منصوبہ پیش کیا۔

قانونیت کا علمبردار ہن فائی زو (Han Fei Tzu) تھا وہ کہتا تھا کہ معاشرتی نظم و نسق کے لیے قانون کا وجود ضروری ہے۔ وہ مضبوط حکومت کا حامی تھا چاہے وہ کلیاتی (Totalitarian) قسم کی ہو۔ سخت قوانین کے حق میں تھا تاکہ معاشرے میں امن قائم رہے۔

پہلی صدی عیسوی میں بدھ مت کا داخلہ چین میں ہوتا ہے اور تاؤئیت اور کنفیو کشیت دونوں اس سے متاثر ہوتے ہیں۔ پانچویں اور چھٹی صدی میں بدھ کے متصوفانہ خیالات غالب تھے۔ چینی فلسفیوں نے دنیا کی بے حقیقتی کو موضوع بحث بنایا روح کی ابدیت سے انکار کیا اور جوہر اور مظاہر' وجود اور غیر وجود اور جسم اور روح جیسے مسائل پر گہری تنقید کی۔ ساتویں سے دسویں صدی تک بدھ مت کا دور دورہ رہا اس زمانے میں کنفیو کشیت اور تاؤئیت کے حامیوں نے بدھ مت کی تصوریت پر حملے کئے۔ دسویں سے تیرھویں صدی تک نوکنفیو کشیت کا زمانہ تھا۔ یہ تحریک بدھ مت اور تاؤئیت کے خلاف تھی اس کا مرکزی مسئلہ لی (Li) یعنی اصول یا قانون اور چی (Chi) یعنی مادہ کے مابین رشتہ متعین کرنا تھا۔ بعض مادیتی ہو گئے اور بعض تصوریتی۔ سترھویں اور اٹھارویں صدی میں بھی یہی مسئلہ زیر بحث رہا۔ وانگ فو چائی (Wang-Fu-Chih) اور تائی چن (Tai Chen) نے اس کا مادیتی حل پیش کیا۔ اس کے بعد 1840ء میں جنگ افیم آئی جس نے غیرملکیوں کے داخلہ کے لئے چین کا دروازہ کھول دیا۔ لیکن چین کا مادیت کا فلسفہ جاری رہا۔ 1919ء تک چین ایک قسم کی کالونی تھا سامراجی اس کا استحصال کر رہے تھے۔ ماؤ اٹھا اور اس نے مارکسی فلسفہ

کے زیر اثر سامراجیوں کا خاتمہ کر دیا۔ اب چین کا فلسفہ مارکسی ہے لیکن پورا مارکسی نہیں۔ ماؤ نے اس میں بڑی تبدیلیاں کی ہیں۔ کچھ لوگ چین کے موجودہ فلسفہ کو نو قانونیت کہتے ہیں۔

Ching

(الف) کلاسیکی۔
(ب) کنفیوکش کی اخلاقیات اور طرز حکومت میں معیارات یا ہدایات عظیم۔

Ching

(الف) احترام، ادب، تعظیم۔
(ب) متانت، سنجیدگی، سکون، اطمینان، استغنا۔

Ching

(الف) ہستی، اصل، جوہر، ست، روح، عطر، نچوڑ۔
(ب) صفائی، خالصیت، عفت، عصمت۔
(ج) روح، ذہانت۔
(د) مرکوزیت، وحدت خیال۔

Ch'ing

جذبات، احساسات، ہیجانات، خلجانات۔
(الف) بحیثیت فطرت انسانی (جو اپنے آپ۔ اپنی سرشت کے اعتبار سے سکون آشنا اور خاموش و مستغنی ہے) جبکہ وہ (بشری طبع) متحرک ہو کر (حرکت میں آ کے) اور جاگ کر احساسات کی کی سات اقسام۔ مسرت یا نشاط، خشم یا غضب، رنج یا افسوس (ملال، حسرت، یاس)، ڈر، خوف یا ہراس، محبت، الفت یا شفقت، نفرت یا منافرت اور آرزو، خواہش یا طلب۔ پسندیدگی اور ناپسندیدگی نیز جلب منفعت اور دفع مضرت کی صورت سے آگہی میں ظہور پذیر، جلوہ آرا یا نمایاں ہوتی ہے۔
(ب) بشری طینت کی غیر محمود حالت۔
(ج) انسانی فطرت یا احساسات جو اصلی، واقعی اور طبع زاد۔ جو عین موزوں انسانیت ہیں۔

Ch'ing(dynasty) Philosophy

فلسفہ خاندان چنگ۔

Ching shen

انسانی جان، بشری روح یا انسان کی حیات، بشر کی زندگی کی محافظ، نگہبان حیاتی قوت جو بمقابلہ خاکی جسم، عنصری بدن آسمانی عطیہ ہے۔

Chin hsin

تپ یا ریاضت سے من کا انتہائی ارتقا حاصل کر کے خود آگاہی اور اس سے حق شناسی تک رسائی۔

Chin tan

آب حیات۔

Chiu

مدت، وقفہ۔

Chiu Ch'ou

معیار عظیم کے نو مقولات۔

Ch'iungli

اشیاء کی لم (وجہ، سبب) کی کامل تحقیق۔ پوری چھان بین۔

Ch'i Wu

آراء (راؤں_ رائے کی جمع) اور اشیا کی مساوات، ہمسری، برابری۔ اضداد کی عینیت، ہویت، شناخت، پہچان۔

Chi Yuan یوان چی (چینی)

چینی فلسفہ کا بنیادی تصور۔ شروع میں اس سے مراد ہوا، بخارات اور سانس لی جاتی تھی۔ بعد میں اسے کائنات کی قوت حیات اور اصلی مادہ قرار دیا گیا۔ تمام کائنات چی سے بنی ہے اس کا خالص اور لطیف حصہ اوپر کی طرف پرواز کر گیا اور اس سے آسمان بنے اس کا کثیف اور غلیظ حصہ نیچے بیٹھ گیا اور اس سے زمین بنی

پہلے کو ینگ چی اور دوسرے کو ین چی کہتے ہیں ان دونوں کے علاوہ پانچ عناصر ہیں پانی' آگ' لکڑی' دھات اور زمین- چاروں موسموں میں ان پانچ عناصر اور ینگ ین کی پیدائش اور موت واقع ہوتی رہتی ہے- ان خیالات کا تاؤ اور کنفیوکش کے فلسفہ پر گہرا اثر پڑا- کسی حد تک بدھ مت بھی اس سے متاثر ہوا-

انتخاب Choice

ارادی فعل جس کی مدد سے دو یا دو سے زیادہ متبادل حالات سے ایک انتخاب ہوتا ہے- متبادل حالات دو یا دو سے زیادہ افعال ہو سکتے ہیں یا دو یا دو سے زیادہ مقاصد- ارادہ شعوری اور وقوفی ہوتا ہے- لہٰذا انتخاب کرتے وقت شعور اور علم کو پورا دخل ہے-

متعارفہ انتخاب Choice of Axiom

یہ ریاضیاتی منطق کا متعارفہ ہے اسے زرمیلو (Zermelo) کا متعارفہ بھی کہتے ہیں- فرض کیا کوئی جماعت ق ہے اور اس جماعت کا ہر ممبر غیر صفری (Non empty) ہے- اس میں یک قدری تفاعل (One Valued function) ت ہو گی جس کی وسعت (range) ق ہو گی- اور یہ کہا جائے گا کہ ق کے ہر ممبر لا کے لئے

لا <— (لا)ت

صحیح ہو گا- اس متعارفہ پر کئی ماہرین ریاضیاتی منطق نے اعتراضات کئے ہیں- رسل (Russle) نے ترمیم کر کے اسے ضربی (Multiplicatine) متعارفہ کا نام دیا ہے-

چن تن آئی Chou Tun-i

جج کے عہدہ پر فائز رہا- وہ نو کنفیو کشیت کے بانیوں میں سے تھا- اس نے متعدد کتابیں لکھیں جو مقبول ہوئیں-

Chrematistics

معاشیات زر' دولتیات-

کریسی پس (280-209 ق م) Chrypsippus

رواقی مکتب فکر کا سرکردہ رکن- اس کی کتابیں گم ہو چکی ہیں- رواقیت سے اختلاف بھی کرتا تھا کیونکہ اس نے فضل الٰہی اور لزومت یا جبریت کو ملانے کی کوشش کی ہے-

رواقیوں نے منطق کے دو حصے کئے ہوئے تھے ایک بلاغت اور دوسرا جدلیات- کریسی پس کا میدان جدلیات تھا اس میں اس نے منطقی جملے کی صحیح تعریف پیش کی اور جملوں کے سادہ یا مرکب ہونے کی تمیز منطقی اساس پر رکھی-

مسیحیت Christology

مسیحی دینیات جس میں حضرت مسیح کی شخصیت اور حقیقت پر بحث ہوتی ہے- اس میں یسوع مسیح کو انسانیت کا نجات دہندہ بتلایا جاتا ہے ان پیش گوئیوں کا بھی ذکر کیا جاتا ہے جو ان کی آمد کے متعلق پرانے عہد نامہ میں موجود ہیں- اس میں تجسیم' حضرت یسوع مسیح کی پیدائش' موت اور مرنے کے بعد جی اٹھنے کے مسائل زیر بحث آتے ہیں چونکہ حضرت مسیح اپنے آپ کو خدا اور خدا کا بیٹا کہتے ہیں علم مسیحیت میں اس دعویٰ کی تصدیق ان کی تعلیمات' معجزات اور پیش گوئیوں سے کی جاتی ہے- پھر حضرت مسیح ایک لحاظ سے خدا تھے اور ایک لحاظ سے انسان ان دونوں کا رشتہ معلوم کیا جاتا ہے اور یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ روح القدس اور خدا بحیثیت باپ کا حضرت مسیح سے کس قسم کا تعلق ہے- اس کے علاوہ کلیسا کے فیصلے اور اس کی بائبل کی آیات کی تشریحیں بھی علم مسیحیت کا ضروری حصہ ہیں-

Chu

بلا واسطہ خطاب-

Ch'uan

(الف) وزن' معیار' توازن (ترازو' میزان)

(ب) طاقت' اختیار' اقتدار' قوت' زور-

(ج) موقع شناسی، مصلحت اندیشی۔

Ch'uan hsing

اصل یا خلقی فطرت (خودی) کا تحفظ، ابقا۔

Ch'uan sheng

(الف) خواہشات کو دبا کے یا روک کر زندگی کا تحفظ۔
(ب) خواہشات کی ہم آہنگی یا حسن ترتیب سے تکمیل حیات۔

Chu Hsi — **چو سی (چینی)**

چینی فلسفی۔ نو کنفو کشیت کا داعی فلسفہ میں اس کا موقف تصوریتی تھا۔ اس کے خیال میں مثالی جوہرلی (Li) کی نہ صورت ہے نہ صفات لہذا حواس سے اس کا علم حاصل نہیں ہو سکتا۔ اخروی حقیقت سے ینگ (Yang) قوت حرکت اور ین (Yin) قوت سکوں پیدا ہوتے ہیں۔ حرکت اور سکون کے درمیان دائمی کشمکش ہے اور اس کشمکش سے پانچ عناصر پانی، آگ، لکڑی، دھات اور زمین نمودار ہوتے ہیں۔ چو سی، لی (Li) کو اولین حیثیت دیتا ہے اور چی (Chi) یعنی مادہ کو ثانوی۔ اس کا اخلاقی اور سیاسی نظریہ وہی تھا جو کنفیوکش (Confucius) کا تھا۔ چین کا قدیم تعلیمی نظام چو سی کے فلسفہ پر چلتا تھا۔

Chu Hsi — **چو ہسی (1130-1200)**

محب وطن عالم تھا۔ اپنے بادشاہ کو متعدد بار دعوت دی کہ کائنات کی تحقیق اور وسعت عطم میں اپنی زندگی بسر کرے اور حملہ آور فوجوں سے صلح نہ کرے۔ خود اپنی زندگی غربت میں گذار دی۔ کیونکہ اسے سکون عزیز تھا۔ چھوٹی موٹی سرکاری ملازمتیں بحالت مجبوری کیں۔ اس کی کئی تصانیف ہیں ان کو یکجا کیا گیا ہے۔ بعض کے تراجم انگریزی زبان میں ملتے ہیں اسے نو کنفیو کشیت کا امام سمجھا جاتا ہے۔

Chui wu shih

من کا اکمل ثبات (استواری، استحکام) یا بے طرفی، بے غرضی سے اتحاد، یگانگت۔ قابل احترام، واجب التعظیم، باوقار، پر صولت شان استغنا (لائق تکریم و اعزاز، بارعب سنجیدگی کی کیفیت، حالت یا مقام)

Chung

(الف) اصول خودی سے خلوص و وفا۔
(ب) پاک دل، صاف ضمیر کی تمام و کمال مساعی۔
(ج) محبت و منافع میں بے غرضی، بے طرفی۔
(د) وفاداری بڑوں سے، عقیدت مندی۔

Chung

شناخت، پہچان۔ موافقت، مطابقت کا ایک ثبوت (ثبوت کی مختلف صورتوں میں سے ایک صورت)

Chung

ا۔ اوسط
ب۔ مرکزی خودی
ج۔ مرکزی اصول
د۔ مرکزیت کا قانون
ہ۔ غیر جانبداری، ناطرفداری
و۔ باطنی حیات، آئین باطن

Chung yung — **چنگ ینگ (چینی)**

1- میانہ روی۔
2- مرکزیت اور ہم آہنگی۔ اس سے نظام کائنات کے ساتھ انسان کا ملاپ ہوتا ہے۔
3- ہمہ گیر اور غیر متغیر حقیقت جو تمام اشیاء کی اصل الاصول ہے اور کائنات کا ابدی قانون۔

Chung — **چنگ (چینی)**

1- اپنے آپ سے مخلص ہونا۔ اپنی ذات سے جھوٹ نہ بولنا۔
2- پاکیزگی، دیانت، اخلاص اور باضمیری
3- منصف مزاجی، لین دین اور محبت میں
4- وفاداری۔ خاص کر حکام بالا سے۔

چن ٹو (چینی) Chuntu

مرد اعلیٰ، مرد کامل، با اخلاق انسان، مرد اعلیٰ اخلاق کی بلندیوں کی طرف جاتا ہے اور مرد ادنیٰ نفع نقصان کے پیچھے زندگی گزار دیتا ہے۔ مرد اعلیٰ ترقی کی جانب رواں دواں رہتا ہے اصلی منفعت کو سمجھتا ہے اور دانشوروں، بڑے آدمیوں اور دیوتاؤں کے احکام کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔

اٹنی کیبے (1856-1788) Cabet Etinine

فرانسیسی اشتراکی۔ اس نے 1850ء کے فرانسیسی انقلاب میں حصہ لیا۔ اپنے ناول Voyage en Karie میں اس نے سرمایہ داری نظام کے مقابلہ میں اشتراکیت کو فوقیت دی لیکن وہ انقلابی جنگ کے خلاف تھا اور پرامن طریقے سے اشتراکیت کا پروپیگنڈا چاہتا تھا۔ مذہب کا حامی تھا اور اشتراکی نظام میں اسے بھی جگہ دینا چاہتا تھا۔ اس کا فلسفہ تصوریتی تھا اس فلسفہ میں عقلیت، فلاطونیت اور نوفلاطونیت کے عنصر پائے جاتے ہیں۔

کیتنیا (سنسکرت) Caitanya

لغوی معنی شعور لیکن فوق الشعور کو مطلق روح کا جوہر بھی کہا جاتا ہے اس لحاظ سے فوق الشعور کو مطلق روح کا جوہر بھی کہا جاتا ہے اس لحاظ سے فوق الشعور اور مطلق روح ایک ہی ہوئے۔

احصاء Calculus

صوری اصولوں کی مدد سے اور علامتوں کے ذریعہ مسائل کو حل کرنا یا نتائج اخذ کرنا۔ احصاء ایک قسم کا طریق کار ہے علامتوں کو استعمال کرنے کا۔ اس سے افکار کے حدود وسیع ہو جاتے ہیں۔ احصاء کا خاصہ ہے کہ جن مادی اشیاء سے تعلق پڑتا ہے خواہ وہ شکلیں ہوں۔ حروف یا علامات ان کی اپنی ہیئت نہیں بدلتی۔ احصاء کی خوبی ہے کہ وہ طے شدہ (Set) اصولوں کے مطابق کام کرتا ہے اور اشیا کو زیر مطالعہ مافیہ کے عناصر کے مطابق پیش کرتا ہے۔ اس سے مافیہ کا تجزیہ ہوتا ہے اور فکر کے حدود بڑھ جاتے ہیں۔

احصاء ریاضیات سے پیدا ہوتا ہے اس کی دو شاخیں ہیں۔ تفرقی (Differential) اور تکملی (Integral) بعد میں اس کا اطلاق منطق پر ہوا اور منطقی ریاضیاتی احصا معرض وجود میں آئی اور اسی سے منطقی ریاضیات پیدا ہوئی۔ افکار کی صورت ظاہر کرنے کا یہ بہترین طریقہ ہے۔ جدید کمپیوٹر اور انضباطیات اجزاء (Cyhemetics) انہی اصولوں پر بنائے جاتے ہیں۔

Calkins, Mary Whitan
میری واٹن کالکنز (1930-1863)

انگریز فلسفہ کی پروفیسر تھی۔ رائس (Ryce) کی تصوویت کا تتبع کرتی تھی اور اپنے فلسفہ کو مطلقی شخصی مرکزیت (Absolute Personalism) کہتی تھی۔ اس نے اپنے خیالات کی تائید میں نظریہ گیسنالٹ سے شواہد و حقائق پیش کئے۔ اس کی چند کتابیں حسب ذیل ہیں:

مبادیات نفسیات

1-An introduction to Psychology.

فلسفہ کے مستقل مسائل

2-The Persistent Problem of Philosophy.

3-The Good man & the Good.

کلوینیت Calvinism

جان کلون (John Calvin) کا نظام فکر۔ یہ شخص 1509 میں پیدا ہوا اور 1564 میں مرا۔ ریفارمیشن کا لیڈر تھا۔ فرانس میں پیدا ہوا جینوا میں مقیم ہو گیا اور سارے شہر کا ڈکٹیٹر بن بیٹھا کیونکہ تمام ادارے کلیسا کے ماتحت ہو گئے۔

کلوینیت، پروٹسٹنٹ فرقہ کی ایک شاخ ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ ہر شخص کی نجات یا سزا پہلے سے ہی مقرر ہو چکی ہے لیکن اس سے انسان کے ارادے پر کوئی فرق

نہیں پڑتا۔ کسی انسان کو اپنی تقدیر کا علم نہیں لہٰذا وہ اپنی ذاتی زندگی سے اس بات کا ثبوت دے سکتا ہے کہ وہ خدا کا منتخب انسان (God's elect) ہے۔ کفایت شعاری اور حیا کو بڑے فضائل سمجھتا تھا اور ترک لذات کا حامی تھا۔ بڑا سخت متعصب تھا۔ اسی کے حکم سے سائنس دان مائیکل سروٹ (Michel Servet) کو زندہ جلا دیا گیا تھا۔ اس کی مشہور کتاب Institutes ہے۔

کیمبرج افلاطونی Cambridge Platonists

سترہویں صدی میں برطانوی فلسفہ میں افلاطونیت کا پھر رجحان پیدا ہوا۔ بیکن (Bacon) اور ہابس (Hobbes) کی تجربی مادیت کے مقابلہ میں وہبی تصورات (Innate ideas) لا کھڑے کئے گئے اور ان کی تشریح افلاطونی فلسفہ کی روشنی میں کی گئی۔ آر۔ کوڈورتھ (R.Cudworth 1617-1688) کا کہنا ہے کہ الہیاتی عقل میں خیر اور صداقت کے ابدی تصورات موجود ہیں اور یہی انسان کے لئے بطور معیار کام دیتے ہیں۔ خارجی اشیا ہمارے علم کا منبع نہیں بلکہ علم کے مہیجات ہیں۔ قدرت ایک ہم آہنگ نظام ہے جو الہیاتی مقصد پورا کر رہی ہے۔ ہنری مور (Henry More) (1614-1687) اس تحریک کا سرگرم رکن تھا۔ اس نے ڈیسکارٹ کی مابعد الطبیعیات چھوڑ کر تصوف کا راستہ اختیار کر لیا۔ اس تحریک کے حامی الحاد اور مادیت کا مقابلہ کرتے تھے اور مذہب کا ساتھ دیتے تھے۔

کیمبرج مکتب فکر Cambridge School

فلسفیانہ تحلیل کا مکتب فکر۔ نواثباتیت کی شاخ اس کا عقیدہ ہے کہ فلسفہ کا کام زندہ روزمرہ کی زبان کی تشریح کرنا ہے اور اس سلسلہ میں منطقی اثباتیت کی مخالفت کی جاتی ہے جو صرف بناوٹی زبانوں کی تشریح کرتی ہے۔ فلسفیانہ تحلیل میں ایک تصور کی بجائے دوسرا تصور پیش کیا جاتا ہے جو مختلف ہونے کے باوجود وہی مفہوم ادا کرتا ہے۔ اس تحریک کا بانی جی۔ای۔ مور (G.E.Moore) ہے جس نے فہم عامہ (Common Sense) کا فلسفہ پیش کیا۔ اور کہا کہ خارج اور دیگر اذہان کے وجود کو مان لینا چاہئے اور ان پر نکتہ چینی نہیں ہونی چاہئے کیونکہ فلسفی کا کام نکتہ چینی کرنا نہیں بلکہ ساخت حقائق کو واشگاف کرنا ہے اس سے بنیادی یا جوہری حقائق تک پہنچیں گے جن کا علم بالتعارف ہو گا۔ پھر رسل (Russle) نے بیانات (Descriptions) اور منطقی ساخت (Logical construction) کو لیا اور مور کا طریقہ استعمال کیا۔ لیکن اس کے نتائج غیر یقینی اور غیر تسلی بخش نکلے۔ لہٰذا موجودہ کیمبرج فلسفیوں کے طریق کار میں کافی لچک آ گئی ہے۔ اب اس تحریک کے حامیوں میں آسٹن (Austin) رائل (Ryle) جان وزڈم (John Wisdom) اور سٹراسن (Strawsan) کے نام قابل ذکر ہیں۔ یہ لوگ مابعد الطبیعیات کو مہمل نہیں کہتے اور نہ ہی اصول تصدیق پذیری کو مانتے ہیں۔ یہ مروجہ زبان کی تشریح کرتے ہیں اور اسی سے مسائل کا حل پیش کرتے ہیں۔

Campanella, Tommaso
توماسو کیمپنیلا (1639-1568)

اٹلی کا فلسفی اور خیالی اشتراکی پندرہ برس کی عمر میں راہب بن گیا۔ مدرسیت (Scholasticism) کا دشمن تھا اس نے حساسیت (Sensationalism) اور الہیت یا الیہ پرستی (Deism) کو مذہب میں شامل کر کے مذہب کا نیا تصور پیش کیا۔

فلسفہ میں اس کا موقف ڈیسکارٹ کا پیش خیمہ نظر آتا ہے وہ کہتا ہے نہ تو حواس پر اعتبار کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی عقل پر۔ صرف اپنے وجود کا یقین کامل ہے اور جو اس سے نتائج نکل سکیں وہ ہی شک و شبہ سے بالا ہوں گے۔ جیسے ہمیں اپنے وجود کے متعلق یقین ہے ویسے ہی خارجی دنیا کے متعلق بھی ہے کیونکہ یہیں سے تجربات اٹھتے ہیں اور یہیں ان کے اسباب ملتے ہیں۔ چونکہ جز

سے کل کی حقیقت کا پتہ چلتا ہے اسی طرح کائنات کا پتہ ذات انسانی سے لگتا ہے جو کائنات کا جز ہے۔ اور چونکہ انسانی ذات مین علم' ارادہ اور قوت موجود ہیں یہ اوصاف کائنات میں بھی پائے جائیں گے۔ لہٰذا میرے اپنے وجود سے خدا کا وجود ثابت ہوتا ہے اور یہیں سے دیگر روحانی اشیا کا پتہ چلتا ہے۔

تمام نیچر میں عشق الٰہی موجود ہے اور خدا کی طرف کھیچی جا رہی ہے۔ اس کے ثبوت میں بے جان چیزوں کا اصول حرکت' ذی حیات اشیاء کا اصول بقائے حیات اور انسان کی تلاش خدا کو پیش کیا جا سکتا ہے۔

کیمپنیلا سیاسی مفکر تھا۔ وہ تمام دنیا کو پوپ کے نیچے متحد دیکھنا چاہتا تھا۔ 1599ء میں اس نے اٹلی والوں کو پید کی حکومت کے خلاف ابھارا سازش پکڑی گئی اور کیمپنیلا 27 سال تک جیل میں رہا۔ جیل خانے میں اس نے کتاب Civitas Solis لکھی جس میں اس نے مثالی اشتراکی معاشرہ کا خاکہ کھینچا ہے یہ ایک دینی حکومت ہو گی جس کے سربراہ عقلا اور علمائے دین ہوں گے۔

البرٹ کیمو (1960-1913) Camus, Albert

الجزائر میں پیدا ہوا۔ آباؤاجداد کا تعلق اسپین سے تھا۔ شمالی افریقہ میں پرورش پائی۔ فرانس آنے سے پہلے الجزائر میں کئی آسامیوں پر متمکن رہ چکا تھا۔ مثلاً الجزائر کی فٹ بال ٹیم میں بطور گول کیپر بھی کھیل چکا تھا۔ جب فرانس پر جرمنوں کا قبضہ ہوا تو یہ مزاحمتی تحریکات مین شریک ہو گیا اور ایک زیر زمین پرچہ مقابلہ (Combat) کا ایڈیٹر بن گیا۔ جنگ سے پہلے اس نے ایک ڈرامہ کالیگلا (Caligula) لکھا اور جنگ کے دوران دو کتابیں ایک بیرونی (The Outsider) اور دوسری سیسپس کا افسانہ (Myth of the Sisyphus) سیاست اور صحافت کو چھوڑ کر لکھنے میں لگ گیا اور بین الاقوامی شہرت کا مالک بن گیا۔ 1957ء میں اسے نوبل پرائز ملا اور 1960 میں سڑک کے حادثہ میں مارا گیا۔

لادینی وجودی فلسفی تھا۔ اس کے خیالات کا سرچشمہ شوپنہار (Schopenhaur) نطشے (Nietzsche) اور جرمن وجودی مفکر تھے۔ اس کا اپنا فلسفہ لغویت (Absurdity) کا فلسفہ کہلاتا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ انسان کے حالات ہمیشہ لغو ہوتے ہیں۔ اسے ہمیشہ لغویت سے پالا پڑتا ہے مثلاً حسد' بغض' خودغرضی' حرص و ہوا سے۔ اور اس کے افعال و کردار بے معنی اور بے مقصد ہوتے ہیں۔ اس موقف سے یاس اور غیر عقلیت ٹپکتی ہے۔ لین کیمو کے ہاں زندہ رہنے کی جرات (Courage to be) کا فلسفہ بھی موجود ہے۔

سیپس کے افسانہ کا آغاز اس مسئلہ سے ہوتا ہے کہ آیا زندہ رہنا چاہیے یا مرجانا چاہیے۔ خودکشی پر بحث ہوتی ہے اور اس کا فلسفہ بیان کیا جاتا ہے۔ باغی (The Rebel) میں آغاز اس مسئلہ سے ہوتا ہے کہ زندگی کو قائم رکھنا چاہیے یا نہیں۔ اس میں بغاوت' سرکشی' ترک موالات پر بحث ہوتی ہے اب اگر کوئی انسان زندہ رہنے کے حق میں ووٹ دیتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ زندگی کو مثبت قدر سمجھتا ہے اور اگر وہ معاشرے کے خلاف علم بغاوت بلند کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ معاشرے کو مثبت قدر گردانتا ہے۔ آزادی کے ساتھ حدود اور ضوابط بھی لازمی ہیں وگرنہ آزادی استبداد کو دعوت دیتی ہے اور کلیت پسندانہ اختیار کا پیش خیمہ بن جاتی ہے۔ اس کی دیگر کتابیں حسب ذیل ہیں:۔

1-The Plague (وبا)

2-Les justes

3-La Chute

قانون Canon

اصول یا معیار منطق مثلاً جان اسٹورٹ مل (J.S.Mill) کے پانچ تجربی طریقوں کی تہہ میں قوانین ہیں اور ان طریقوں کا جواز انہی قوانین میں ملتا ہے۔ کانٹ (Kant) کے خیال میں قانون تمام اصولوں کا بدیہی اصل لاصول ہوتا ہے اور انسانی فکر کے لیے یقینی معیار۔

جارج کینٹر (1918-1845) Canter, Georg

جرمن ماہر ریاضیات۔ ہال (Halle) میں ریاضی کا پروفیسر رہا۔ (1913-1872) اس نے اساس ریاضیات کے سلسلہ میں بڑا نمایاں کام کیا۔ اسے ذاتی اعداد (Cardinal Number) اور اعداد ترتیبی (Ordinal Numbers) کے ورائے محدود (Transfinite) نظریہ کا بانی سمجھا جاتا ہے۔

صلاحیت Capacity

استعداد، ملکہ، قوت، پیدائشی بھی ہو سکتا ہے اور اکتسابی بھی۔ فلسفہ میں اس کی بحث دو طریقوں سے آتی ہے۔ 1۔ مابعد الطبیعیات میں ارسطو بالقوہ اور بالفعل کا نظریہ اس ضمن میں پیش کرتا ہے۔ 2۔ اخلاقیات۔ استعداد کا تعلق فرائض اور ذمہ داری سے ہے۔ اگر کسی کام یا ذمہ داری کی اہلیت نہ ہو تو فرض کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

کیپٹل (سرمایہ) Capital

کارل مارکس کی اہم ترین کتاب جس میں سرمایہ درانہ نظام کی تشریح کی گئی ہے اور اشتراکیت کو سائنسی بنیادوں پر استوار رکھا گیا یہ کتاب مارکس کی زندگی کا نچوڑ ہے اس پر 1840 میں کام شروع ہوا اور مرتے دم تک جاری رہا۔ اس کی پہلی جلد 1885 میں شائع ہوئی اور باقی اس کی موت کے بعد۔ دوسری جلد 1885ء میں اور تیسری جلد 1894ء میں شائع ہوئی۔ پہلی جلد میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ سرمایہ کس طرح بنتا ہے۔ دوسری جلد میں گردش زر کو زیر بحث لایا گیا ہے تیسری جلد میں سرمایہ داری نظام کو بحیثیت مجموعی لیا گیا ہے اور چوتھی میں نظریہ فاضل قدر (Surplus Value) پیش کیا گیا ہے۔ اس جلد میں مختلف معاشی نظریوں پر تنقید کی گئی ہے اور بتلایا گیا ہے کہ سرمایہ داری کی ابتدا کیسے ہوتی ہے یہ کیسے پھلتی پھولتی ہے اور اس کی موت کیسے واقع ہوتی ہے۔ مارکس کا خیال ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام عارضی ہے اور خود بخود اشتراکیت کو جنم دیتا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام تضاد پیدا کرتا ہے ان کا حل اشتراکیت کے سوا کچھ نہیں۔

سرمایہ داری Capitalism

معاشرتی معاشی نظام جو جاگیرداری کے بعد معرض وجود میں آیا۔ مارکسیوں کے نزدیک اس کی بنیاد نجی املاک اور استحصال محنت پر ہے اس کا ماحصل فاضل قدر (Surplus value) ہے۔ سرمایہ داری نظام کا لازمی نتیجہ پیداواری افراتفری، بحران، بے روزگاری، عوام کی غربت، مسابقت، اور جنگیں ہیں۔ اس نظام کا بنیادی تضاد محنت کی معاشرتی ہیئت اور تصرف کی نجی سرمایہ دارانہ ہیئت ہے۔ اس سے پرولتاری اور بوژوا میں جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔

سرمایہ داری نظام سولھویں صدی میں پیدا ہوا اس وقت یہ نظام ترقی پسندانہ تھا اور جاگیرداری سے بہت بہتر تھا۔ لیکن بیسویں صدی میں اس نے سامراجی روپ اختیار کر لیا۔ اجارہ داریاں اور مالی چند سری حکومتیں پیدا ہو گئیں۔ ریاست سرمایہ دار بن گئی ہے اور چونکہ فوج اسلحہ بھی ریاست کے قبضہ میں ہوتا ہے اس لیے موجودہ سامراجی حکومتوں نے خطرناک جنگجویانہ پالیسی اختیار کر رکھی ہے۔ پہلی عالمی جنگ نے سرمایہ درانہ بحران کو ظاہر کیا۔ دوسری عالمی جنگ نے اس بحران کو نمایاں کیا۔

سرمایہ دار Capitalists

نفع اندوز جماعت جو پیداواری ذرائع پر قابو حاصل کر کے مزدوروں اور دیگر محنت کشوں کا استحصال کرتی ہے اور خود نفع کماتی ہے۔

اعداد ذاتی Cardinal numbers

مثلاً 1، 2، 3، 4 وغیرہ اعداد ذاتی ہیں۔ دو جماعتوں کو اس وقت ہم قدر (Equivalent) کہا جاتا ہے جب ان کے درمیان ایک ایک (one-one) کی مطابقت ہو۔ اس ہم قدری کی تجرید سے اعداد ذاتی پیدا ہوتے ہیں۔ دو جماعتوں کے تبھی ایک جیسے اعداد ذاتی ہوں

گے جب ان کے مابین ہم قدری کا رشتہ ہو۔ مثلاً صفر (0) خالی یا صفری جماعت کا ذاتی عدد ہے اور ایک (1) اکائی جماعت کا ذاتی عدد ہے۔ اعداد ذاتی کی ایک قسم انقرائی ہے جس میں اعداد ایک کے جمع کرنے سے بنتے چلے جاتے ہیں مثلاً 0'1'2'3'4 وغیرہ پر ایک کا فرق ایک ہے یہ اعداد لامتناہی بھی ہیں کیونکہ یہ سلسلہ کہیں ختم نہیں ہو سکتا اس کو الف- 0 (aleph-zero) سلسلہ کہتے ہیں۔ مزید معلومات کے لیے

1-G.Canter: Canotribution to the founding of the Theory of Transfinite Numbers.

ورائے محدود اعداد کا نظریہ

2-Russell & Whithead:
Principia Mathematica اصول ریاضیات

Cardinal Pointand Value
اصلی نقطہ اور قدر

جن فضائل کو کسی معاشرے میں بنیادی یا اساسی تصور کیا جاتا ہے وہ اس معاشرے کے لیے امہات الفضائل ہوں گے۔ افلاطون اپنی شہرہ آفاق کتاب (مکالمہ) ریاست (Republic) میں چار بنیادی فضائل کا ذکر کرتا ہے وہ ہیں حکمت، شجاعت، عفت اور عدالت۔ حکمت سے مراد دانشمندی ہے اس میں طبعی ذہانت اور علوم دونوں کو دخل ہے افلاطون کے نزدیک علم فی نفسہ قدر ہے ارسطو بھی کہتا ہے غور و فکر کی زندگی حاصل ہوتا ہے تو شجاعت سے خوف الم اور تحریص لذت کی مدافعت ہوتی ہے عفت سے مراد میلانات کو عقل کے زیر تابع رکھنا ہے عدالت کا تقاضا ہے کہ ہر شخص سے انصاف ہو۔

Carlyle, Thomas
ٹامس کارلائل (1795-1881)

مشہور سکاٹ مورخ اور مضمون نگار۔ اس نے انگلستان میں جرمن تصوریت کو مقبول بنایا۔ خود فلسفی نہیں تھا لیکن اخلاقیات، سیاسیات اور معاشیات پر خوب عمدہ مقالے لکھتا تھا۔ اپنی ایک کتاب بطل اور بطل پرستی (Heros & Hero worship) میں اس نے رسول کریم کو پیغمبروں میں بطل عظیم قرار دیا ہے اور بڑا شاندار خراج تحسین پیش کیا ہے۔ جمہوریت کو شک کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ اس کی دیگر کتابیں حسب ذیل ہیں:

1-Sarter Resartus فلسفہ لباس
2-French Revolution فرانسیسی انقلاب
3-Past & Present ماضی اور حال

Carnap, Rudolf
ریڈولف کارنپ (1891-1970)

فلسفی منطق اور اثباتی منطقیت کا امام۔ وی آنا سرکل (Vienna Circle) کا سرگرم کارکن۔ وی آنا اور پریگ (Prague) کی یونیورسٹیوں میں فلسفہ پڑھاتا رہا۔ 1936ء میں امریکہ آگیا اور کیلیفورنیا کی یونیورسٹی میں فلسفہ کا پروفیسر ہو گیا۔ کارنپ فلسفہ کو ہمہ گیر سائنس نہیں مانتا۔ بلکہ کہتا ہے کہ اس کا فریضہ تو ریاضیاتی منطق کی مدد سے سائنس کو زبان کا منطقی تجزیہ کرنا ہے۔ کارنپ نے اثباتیت میں منطق اور سائنس کے منطقی طریق تحلیل کو شامل کر دیا ہے کارنپ کا فلسفہ دو مدارج سے گزرا ہے۔

1- نحوی (Syntactics) سائنس کی منطق سے مراد سائنسی زبان کی منطقی نحویت ہے۔

2- معنویات (Semantics) صرف سائنس کی صورت یعنی نحویت ہی بیان کرنا کافی نہیں بلکہ سائنسی زبان کا تحسی (Sense) پہلو بھی نمایاں کرنا چاہئے۔ اسی لئے منطق معنویات کے چند ایک ابتدائی تصورات لے کر کارنپ نے ایک نئی قسم کی صوری منطق کی بنیاد رکھی ہے۔

اس نے نیورتھ (Neurath) کے ساتھ طبیعیاتیت (Physicalism) کا نظریہ پیش کیا اس نظریہ کی رو سے کرداریت کو نئے انداز میں پیش کیا جا سکتا ہے اور

وحدت سائنس (Unity of Sciences) کا پلان ملتا ہے۔ اس منصوبہ کے تحت ہر اثباتی علم کی زبان کو بالآخر طبیعیات کی زبان میں تحلیل کیا جا سکتا۔

کارنیڈیز (214-129 ق م) Carneades

یونانی فلسفی۔ نئی اکیڈمی کا سربراہ فلسفہ میں ارتابیت (Sceptieism) کا حامی تھا۔ وہ کہتا تھا کہ سو فیصدی صحیح علم محال ہے ہر علم احتمالی ہوتا ہے۔ احتمالیت کی درجہ بندی ہو سکتی ہے۔ کوئی علم زیادہ احتمالی ہو گا کوئی کم۔ لیکن کوئی علم ظن اور شبہ سے خالی نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت میں غائی (Teleological) ثبوت کو نہیں مانتا تھا۔ اسے دنیا میں کئی خامیاں نظر آتی تھیں۔ اخلاقیات میں اس کا موقف رواقی (Stoical) تھا۔ وہ کہتا تھا کہ فطرت سے ہم آہنگی پیدا کرنی چاہئے یہی اخلاقی مطمع نظر ہے۔ اس نے کوئی کتاب نہیں لکھی۔

کارتیزیت Cartesianism

ڈیسکارٹ (Descartes) اور اس کے پیروکاروں کا فلسفہ۔ یہ مکتب فکر سولہویں اور سترہویں صدی میں فرانس اور نیدر لینڈ میں مقبول ہوا۔ لوگوں نے ڈیسکارٹ کے فلسفہ سے دو قسم کے تاثرات قبول کئے یا تو فطرت کے بارے میں اس کے میکانی مادیتی نظریہ کو انہوں نے قبول کر لیا یا اس کی تصوریت مابعد الطبیعیات کو مان بیٹھے۔ یہ دو متضاد تصورات ہیں۔

رینی ڈیسکارٹ (Rene Descartes) (1650-1596) فرانسیسی مفکر ہے۔ کالج کی تعلیم ختم کرنے کے بعد کچھ عرصہ سیر و سیاحت اور فوجی تربیت میں گزارا۔ 1628ء میں فرانس چھوڑ کر ہالینڈ چلا گیا جہاں اسے کلیسا کی طرف سے مداخلت کا کم خیال تھا ذرا سی مخالفت بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا اور جب 1633ء میں گلیلیو کو سر دار چڑھا دیا گیا تو اس نے اپنی کتاب Le Monde کی اشاعت روک دی۔ جب اس کی دو کتابیں 'تحریقیات پر بحث' (Discourse on method) اور فلسفہ اولیہ پر غور و فکر' (Meditations on the First Philosophy) شائع ہو گئیں تو سارے یورپ میں اس کی شہرت پھیل گئی اور فریڈرک پنجم کی لڑکی شہزادی ایلزبتھ سے اس کی فلسفیانہ دوستی ہو گئی۔ اس کے بعد سویڈن کی ملکہ کوئین کرسٹینا (Queen Christina) نے اسے بلا لیا اور فلسفہ پر درس لینے شروع کر دیئے۔ ملکہ صبح پانچ بجے پڑھتی تھی اور ڈیسکارٹ کو دوپہر تک سوئے رہنے کی عادت تھی۔ کچھ اس وجہ سے اور کچھ موسم سرما کی سخت سردی سے ایک سال کے اندر اندر اس کا انتقال ہو گیا۔

فلسفہ کے اختلافات ختم کرنے کے لئے اس نے ریاضیات کو ماڈل بنایا اور کہا کہ اگر فلسفہ میں ریاضیات جیسے یقینی نتائج حاصل کرنے ہوں تو ریاضیات کا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ ریاضیات میں ناقابل تردید مسلمات سے چلتے ہیں اور ان سے نتائج اخذ کرتے ہیں۔ چونکہ مسلمات یقینی ہوتے ہیں نتائج میں بھی اختلاف نہیں ہو سکتا۔ فلسفہ میں بھی صاف اور واضح تصورات سے ابتدا کرنی چاہیے جو بدیہی ہوں اور ناقابل تردید بھی۔ ایسے تصورات وہبی (innate) ہوں گے۔ چونکہ ان کے متعلق شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہوتی لہٰذا نہ تو انہیں حواس سے اور نہ ہی عقل سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ حسی علم بھی شک کے قابل ہے اور عقلی بھی۔ ایسا تصور، ڈیسکارٹ کے نزدیک، خود اس کے نفس کے متعلق ہے جسے وہ جھٹلا نہیں سکتا۔ کیونکہ جھٹلانے پر بھی اس کا اقرار کرنا پڑتا ہے اس کا مشہور مقولہ ہے اندیشم پس ہستم (میں سوچتا ہوں اس لئے میں ہوں) (Cogito Ergo sum) خدا کی ہستی کا اقرار بھی اس کے نزدیک لازمی ہے۔ ثبوت اس کے لئے وجودیاتی (Ontological) دنیا ہے یعنی خدا ہر لحاظ سے کامل ہے اور اگر وہ موجود نہیں تو کامل کیسے ہو سکتا ہے لہٰذا خدا موجود ہے۔ خدا کے بعد موجودات کا ثابت کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اگر ہمارے ذہن میں خارج کے

تمثال موجود ہیں تو یہ دھوکا یہ فریب نہیں ہو سکتے کیونکہ خدا دھوکا نہیں دے سکتا لہٰذا خارجی دنیا برحق ہے۔

ڈیسکارٹ کے نزدیک مادہ اور ذہن ایک دوسرے سے بنیادی طور پر مختلف ہیں۔ مادہ کی صفت توسعت ہے اور ذہن کی شعور ان دونوں میں کوئی مشترک وصف نہیں پایا جاتا۔ لہٰذا مادی دنیا میں میکانی قوانین کا دور دورہ ہے مادی واقعات ایک دوسرے سے علت و معلول کے سلسلہ میں بندھے ہوئے ہیں یہاں پر غایت یا مقصد کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اس نظریہ سے اثباتی علوم کا راستہ کھل جاتا ہے اور انہیں مابعد الطبیعیات اور مذہب دونوں سے چھٹکارا مل جاتا ہے۔

Cassirer, Ernst

ارنسٹ کیسرر (1874-1945)

جرمن تصوریتی فلسفی۔ ماربرگ (Marburg) مکتب فکر سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ مکتب نوکانتیت (Neo-Kantianism) کا ہے۔ پہلے برلن اور ہمبرگ میں فلسفہ کا پروفیسر تھا بعد میں سویڈن چلا گیا اور بالآخر امریکہ میں جہاں ییل (Yale) یونیورسٹی میں پروفیسر مقرر ہوا اس نے تاریخ فلسفہ اور تاریخ علمیات پر نوکانتیت کے نظریئے چسپاں کیئے۔ وہ کہتا تھا کہ سائنسی تجریدات سے حقیقت کا پتہ نہیں چل سکتا۔ مادی دنیا کو عقل محض کے مقولوں میں تحویل کیا جا سکتا ہے اور قوانین قدرت کی بجائے تفاعلی اصول ہونے چاہئیں۔ کیسرر کے خیال میں سائنسی فکر ایک علامتی فکر ہے۔ ریاضیات، کیمیا اور آئن سٹائن کے نظریہ اضافیت میں کیسرر نے بہت کام کیا ہے۔ اس نے لائبنیز (Leibniz) اور کانٹ پر کتابچے بھی لکھے ہیں۔ اس کی کتابیں جرمن زبان میں ہیں۔

Cicero

سسرو مارکس ٹولیس (106-43 ق م)

یہ سائنس اور فلسفہ کی تفصیلی تشریحات کے لئے مشہور ہے۔ اس کی تشریحات کا مقصد اپنے ہم قوم رومنوں میں یونانی کلچر کو متعارف کرانا تھا۔

Circular Evidence شہادت دوری

ایک منطقی اغلاط ہے اس میں مقدمات ہی اس نتیجہ کو فرض کیئے ہوئے ہوتے ہیں جن کا ثبوت مقصود ہوتا ہے۔ مثلاً گذشتہ دو ہزار سال میں اقلیدس کے پانچواں مفروضہ (متوازیت) کا ثبوت دیتے وقت ماہرین ریاضیات نے اسی مفروضے کا بالواسطہ سہارا لیا۔ مارکس کہتا ہے کہ ایڈم سمتھ (Adam Smith) ایک بوڑھا ماہر معاشیات بھی اسی غلطی کا مرتکب ہوا ہے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ اشیا کی قیمت کا اندازہ مزدوری، نفع اور کرایہ سے لگایا جاتا ہے۔ اور مزدوری، نفع اور کرایہ کی قیمت کا اندازہ اشیا کی قیمت سے ہوتا ہے۔

Cit

آگاہی، شناخت، پہچان، عرفان، گیان۔

Citi

روح، اعلیٰ ذہانت۔

Citta

من کی ظاہری صورت، وجود یا ہستی۔

Claims

مطالبات، مقدمات، دعویٰ جات۔

Clarification

وضاحت، تصفیہ (ق)

Class جماعت

کسی مشترک صفت یا صفات کی بنا پر محدود یا غیر محدود اشیاء کی جمعیت۔ مثلاً ہم بعض لوگوں کو سمندر میں غوطہ لگانے والے انسان کہہ کر پکارتے ہیں کیونکہ یہ چند لوگ ان صفات کے حامل ہیں جو باقی انسانوں میں نہیں پائی جاتیں پھر ان کو کوئی نام دے دیا جاتا ہے۔ ان کو غوطہ خور کہہ دیتے ہیں۔ غوطہ خور کی اگر تعریف مقصود ہو تو کہیں گے کہ اس سے مراد وہ انسان ہیں جو سمندر میں غوطہ لگاتے ہیں۔ گویا حد کے مفہوم سے جماعت کی صفت تعریفی مراد لی جا سکتی ہے۔ جن اشیا پر

یہ صفت صادق آئے وہ اس جماعت کے رکن کہلائیں گے۔

مارکس کی معاشیات میں جماعت کے تصور کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اس سے مراد انسانوں کا وہ گروہ ہے جو ذرائع پیداوار کے لحاظ سے آپس میں ایسے معاشی علائق رکھتے ہیں کہ خواہ مخواہ دوسرے گروہ کے ساتھ جس کے معاشی علائق مختلف ہوتے ہیں تصادم میں آ جاتے ہیں۔ مثلاً غلام اور آقا' مزارع اور زمیندار' پرولتاری اور سرمایہ دار ان کا تصادم لازی ہے۔ سوسائٹی مختلف جماعتوں میں بٹ جاتی ہے۔ کچھ جماعتیں بنیادی ہیں اور کچھ ذیلی۔ مارکس نے کئی جماعتوں کو تسلیم کیا ہے مثلاً جاگیردار' دولتمند بوژوا' ہلکا بوژوا' چھوٹا کسان' پرولتاری' زرعی محنت کش۔ ان جماعتوں سے کئی قسم کے تضادات نمودار ہوتے ہیں جو تصادم کا موجب بنتے ہیں۔

Class concept

تصور نوع۔

Class-Consciousness طبقاتی شعور

فرد کو یہ احساس ہونا چاہئے کہ وہ فلاں معاشی جماعت سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ احساس انقلاب کے لئے ضروری ہے۔ جب تک مزدور کو یہ احساس نہ ہو کہ وہ محنت کش طبقہ سے تعلق رکھتا ہے اور سرمایہ دار اس طبقہ کا استحصال کر رہا ہے وہ انقلاب کے لئے تیار نہیں ہو گا۔

Class struggle طبقاتی کشمکش

مارکس کی معاشیات میں یہ تصور مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ شروع زمانے سے یہ کشمکش جاری ہے۔ پہلے یہ آقا اور غلام کے درمیان تھی پھر مزارع اور جاگیردار میں ہوئی اور اب محنت کش اور سرمایہ دار کے درمیان ہے۔ اسی کو تاریخی مادیت (Historical Materialism) کہا جاتا ہے۔ معاشی ارتقا کی پشت پر یہ کشمکش کارفرما ہے۔ کہیں کوئی ایجاد ہو جاتی ہے جس سے معاشی رشتوں میں فرق آ جاتا ہے۔ اس ایجاد کو کوئی جماعت اپنا لیتی ہے اور اس کی بدولت خود نفع کماتی ہے اور دوسروں کو زیر کر لیتی ہے۔ طبقاتی کشمکش کئی طریقوں پر ظاہر ہوئی۔ اس کا اثر مذہب' اخلاق' فن اور ادب پر بھی پڑا ہے۔ بعض طبقے اپنے فن اور فلسفہ سے ابھرتے ہیں۔ بعض کاہلی کے شکار ہو جاتے ہیں اور زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔ آقا کا فلسفہ غلام کے فلسفہ سے جدا ہے یہ فرق ادب' فن' مذہب اور اخلاق میں بھی نظر آئے گا۔ مارکسیوں کا کہنا ہے کہ ہر تحریک اور ادارے کی تاریخ یعنی ارتقا ہے اور اس کا سبب طبقاتی کشمکش ہے۔ اس کشمکش کا لازمی نتیجہ عوام کی آمریت ہے یہ آمریت اس کشمکش کو ختم کر دیتی ہے اور غیر طبقاتی معاشرہ تعمیر کرتی ہے۔ پس کمیونزم کی انتہا طبقاتی کشمکش کو ختم کر کے معاشی امتیازات کو مٹانا ہے۔

Classes, Theory of نظریہ جماعت

منطقی نظریہ۔ اس نظریئے کے بڑے تصور دو ہیں ایک جماعت دوسرا رکن۔ فرض کیا ب جماعت ہے اور اس کا ایک رکن الف ہے۔ علامتوں میں کہیں گے

ب ∈ الف

∈ سے مراد رکن ہے کوئی سی دو جماعتیں مثال کے طور س اور پ ان کا آپس میں چار طرح کا رشتہ ہو سکتا ہے یا س پ میں شامل ہو گی یا پ س میں شامل ہو گی یا س اور پ میں جزوی تعلق ہو گا یا س اور پ میں مطلقاً" کوئی تعلق نہ ہو گا۔ پہلی صورت میں علامتی اظہار ہو گا۔ پ > س اور دوسری صورت میں س > پ۔ جب س اور ب پ کا جزوی تعلق ہو یعنی ایک دوسرے کو کاٹ رہی ہوں تو ایک نئی جماعت پیدا ہو گی جس میں س اور پ دونوں کے صفات موجود ہوں گے۔ اس کا علامتی اظہار پ س ہے جب س اور پ مل جائیں تو ایک ایسی جماعت نمودار ہو گی جس کی صفات یا تو س کی مانند ہوں گی یا پ کی یا دونوں کی۔ علامتی اظہار ہو گا پ س۔ کچھ نئی جماعتیں س یا پ کی تشکیل

سے بن جاتی ہیں ان میں وہ صفات شامل ہوں گی جو س یا پ میں نہیں تھیں۔

Classic, A

مستند، مسلمہ، ٹکسالی، اعلیٰ، کلاسیکی، قدیم فن (ق)

Classicism

کلاسیکیت، حمایت ادبیات عالیہ۔

Classification جماعت بندی، درجہ بندی

استقرائی طریقہ کا اہم جز۔ اشیاء کو مشترک اوصاف کی بنا پر مختلف درجوں یا جماعتوں میں تقسیم کرنا۔ یہ تقسیم قدرتی بھی ہو سکتی ہے اور مصنوعی بھی۔ حیوانات اور نباتات کو مختلف انواع یا گروہوں میں رکھتے وقت ان کے اہم مشترک قدرتی اوصاف کو مدنظر رکھا جاتا ہے مثلاً ان کا نژاد ساخت اور قرب۔ ایسی تقسیم قدرتی ہوگی۔ بعض اوقات کسی مصنوعی وصف کی بنا پر جماعت بندی ہوتی ہے مثلاً خلا میں اڑنے والے انسانوں کو اس صفت کی بنا پر خلاباز کہتے ہیں اور یہ گروہ نیا پیدا ہو گا۔ اسے مصنوعی کہیں گے۔ کیونکہ خلا میں اڑنا قدرتی وصف نہیں۔ گو بڑی حد تک قدرتی اور مصنوعی صف بندی کا امتیاز قائم رکھا جا سکتا ہے۔ لیکن حیوانیات اور نباتات میں کئی مراحل پر ایسا امتیاز قائم رکھنا مشکل یا ناممکن ہو جاتا ہے۔

Classification of Science

اثباتی علوم کی درجہ بندی

فرانسیسی فلسفی کامٹے (Comte) نے تمام علوم کی درجہ بندی کے لئے عمومیت کو اساس بنایا وہ کہتا ہے کہ عمومیت کے لحاظ سے ریاضیات کو اولیت حاصل ہے کیونکہ خواہ مادی دنیا ہو یا نہ ہو اس کا گذارہ ممکن ہے۔ پھر طبعیات آئے گی جو اعداد کے علاوہ مادی دنیا کا وجود چاہتی ہے پھر کیمیا پھر حیاتیات پھر نفسیات پھر معاشرات کا درجہ آتا ہے۔ منطق، اخلاقیات اور جمالیات نفسیات کے ساتھ آتی ہیں۔ کچھ لوگوں نے منطق کو درجہ اول دیا ہے کیونکہ گو ریاضیات کو مادی دنیا کی ضرورت نہیں ہو سکتی۔ مارکسیوں نے اساس تقسیم سے مادی اور معاشی حالات لئے ہیں۔ اینگلز (Engels) نے اپنی کتاب جدلیات فطرت (Dialectics of Nature)) میں کہا ہے کہ علوم کے باہمی رشتوں اور تغیرات سے فطرت کے ان پہلوؤں کے باہمی رشتوں اور تغیرات کا پتہ چلتا ہے جن پہلوؤں سے علوم بحث کرتے ہوں۔ اس کے خیال میں قدرتی علوم کا سلسلہ میکانیات، طبعیات، کیمیا، حیاتیات ہو گا اور چونکہ قدر کے نظریہ محنت کی رو سے فطرت سے انسان کی طرف آنا ہوتا ہے لہٰذا فطرتی علوم سے معاشرتی علوم (تاریخ) کی طرف آنا پڑے گا اور پھر علوم فکر کی جانب۔ اینگلز کا خیال تھا کہ اعلیٰ حرکت کو سمجھنے کے لئے ذیلی حرکات کو سمجھنا ضروری ہے۔ کیونکہ تاریخی اعتبار سے ذیلی حرکات سے ہی اعلیٰ حرکت پیدا ہوتی ہے۔ کچھ علوم ذیلی اور ابتدائی حالات سے تعلق رکھتے ہیں اور کچھ اعلیٰ سے۔ اگر ان کے درمیان خلا رہ جائے تو نئے علوم ابھرتے ہیں جو اس خلا کو پر کرتے ہیں فنی علوم کا درجہ طبعی اور معاشرتی علوم کے درمیان ہے۔ ریاضیات کا درجہ طبعی علوم اور فلسفہ کے درمیان ہے۔ نفسیات کا تعلق سبھی سے ہے۔ انضباطیات اجزاء کی حیثیت منفرد ہے۔ اس کا تعلق فنی اور ریاضیاتی علوم سے بھی ہے اور دیگر علوم سے بھی۔ آج کل کئی نئے علوم دریافت ہوئے ہیں۔ اس سے اینگلز کی اسکیم میں بہت تبدیلیاں کرنی پڑتی ہیں۔ مثلاً کائنات خرد (Micro world) کے علوم۔ نوکلیاتی علم در جوہری۔ طبعیات، کوانٹم، میکانیت کچھ درمیانی علوم نکل آئے ہیں۔ مثلاً حیاتیاتی کیمیا، حیاتیاتی طبعیات، ارضی کیمیا۔ پرانے علوم میں بھی خرد (Micro) اور مکبر (Macro) کی تمیز آ گئی ہے۔ لہٰذا اینگلز کی درجہ بندی اب قابل قبول نہیں رہی۔

Cleanthes **کلینتھس (کلینتھیس)**

زینو کے شاگردوں میں فلسفہ کے رواقی مکتب فکر کے

مفکرین میں بہت مشہور و معروف اور نامور فلسفی ہے اس نے 230 سے 310 قبل مسیح کا زمانہ پایا۔ مدح (مناجات، کیرتن) زینون (زاووس) (A Hymn to Zeus) اس کی صرف یہی ایک تصنیف باقی ماندہ موجود ہے۔

Clearness **صفائی**

ہسرل (Husserl) کے فلسفہ میں وجدانی مکملیت کو صفائی کہتے ہیں۔ اس کیفیت کا تعلق ادراک، حافظہ یا توقعات سے ہو سکتا ہے۔

Clement of Alexandria **کلیمنٹ سکندریہ**

عیسائی مذہب کے علماء میں اس مسیحی مفکر کا شمار ان اولین (ابتدائی) لوگوں میں ہوتا ہے جنھوں نے دین میں محض عقیدت کیشی کو علمی استحکام کا درجہ دینے کی کوشش کی۔

افلاطون، ارسطو، رواقیون اور فیلوجوڈائس کی تعلیمات کا اس کے خیالات وافکار پر گہرا اثر تھا۔

150ء میں پیدا ہوا اور 217 میں وفات پائی۔

Clericalism **پادریت**

سرمایہ دار ممالک میں مذہب اور کلیسا کو مضبوط بنانے کا معاشی سیاسی رجحان۔ مارکسی سمجھتے ہیں اس کا مطلب بوژوا طبقہ کا تسلط قائم رکھنا ہے اور محنت کشوں کو نظریہ اشتراکیت سے باز رکھنا ہے۔ یہ تحریک فرانس، اٹلی، مغربی جرمنی، آسٹریا، سپین اور بعض جنوبی امریکہ کے ممالک میں زوروں پر ہے۔ اس تحریک کا مقصد سرمایہ دارانہ نظام کو مسیحی بنانا ہے جو کہ خام خیال ہے اس کی تبلیغی اور اصلاحی پارٹیاں ہیں جن کا منشا محنت کشوں کی انقلابی روح کو کچلنا اور ان کی صفوں میں انتشار پھیلانا ہے۔

Co-conscious **ہم شعور**

مارٹن پرنس (Martin Prince) (1929-1859) کا افتراق کے متعلق نظریہ۔ یہ شعور شخصیت سے کٹ کر الگ ہستی قائم کر لیتا ہے اور شخصیت کو اس کا علم نہیں ہوتا۔ مارٹن پرنس نے ہم شعور اور لاشعور کو تحت الشعور کے دو انواع بتلائے ہیں۔

Coenasthesis

حس مشترک، حس عام، عضوی تحسس یا احساس۔

Cogitatio **علم (خداوندی)**

اللہ تعالیٰ کی دو صفات میں سے ایک جو سپائینوزا (Spinoza) کے خیال میں انسانی عقل کی دسترس میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات چونکہ لامحدود ہے، انسانی گرفت سے باہر ہے۔ انسانی ذہن کا دائرہ صرف شعور اور وسعت تک محدود ہے۔

Cogito **علم**

ہسرل (Husserl) کے نزدیک بلا ارادہ خود بخود آزاد افعال کے لئے مجموعی نام۔ یہ افعال ایغو کا خاصہ ہیں۔

Cogito Argument **دلیل اندیشم**

ڈیسکارٹ (Descartes) نے اپنی ذات ثابت کرنے کیلئے اندیشم پس ہستم (Cogito ergo sums) کی دلیل استعمال کی۔ وہ کہتا ہے کہ ہر شے پر شک ہو سکتا ہے سوائے اپنی ذات کے۔ کیونکہ شک کا عمل ذات پر دلالت کرتا ہے۔ شک فکر کی ایک شاخ ہے۔ شک سے فکر پر دلالت ہوتی ہے اور فکر سے ذات پر۔ ڈیسکارٹ خود اس علم کو استدلال نہیں کہتا بلکہ ایک قسم کا وجدان تصور کرتا تھا لیکن جس جملے میں اس نے اپنا خیال ظاہر کیا ہے اس جملہ کی ساخت کچھ اس قسم کی ہے کہ استدلال کی بو آتی ہے۔ پس سے تو بھی مراد ہے کہ 'ہستم' نتیجہ ہے 'اندیشم' کا۔

Cogito Argument, the

خود فکری، بطور دلیل، فکر خود یا ذاتی، شخصی تفکر

(اپنی سوچ' اپنا سوچنا- سوچنے یا سوچ کا اپنا ذاتی- شخصی عمل) بطور یا از حیثیت- بحیثیت برہان-

وقوف Cognition

1- شعور کے تین پہلو وقوف' تاثر اور طلب بتائے جاتے ہیں- وقوفی علمی پہلو ہے اس میں تحسسات' ادراک' حافظہ' تخیلات' تعتلات' تصدیقات اور استدلال شامل ہیں-

2- مدرسیت (Scholasticism) میں وقوف کو اشیا کی نقل نہیں سمجھتے تھے یعنی یہ نہیں کہ ادراک سے اشیا کا مثنی تیار کیا جاتا ہے بلکہ وقوف میں ذہن' اشیاء میں جذب (Initiate) ہو جاتا ہے- چونکہ تحسسات کی بنا اشیا کے طبعی اثر پر بلاواسطہ ہے لہٰذا حواس غلطی نہیں کر سکتے غلطی تب ہوتی ہے جب تخیلات دخل دیتے ہیں یا عقل سے استدلال کیا جاتا ہے-

3- تجریدی (Abstractive) تجریدی وقوف میں یا تو اشیاء کو دوسروں کا ذریعہ جانا جاتا ہے یا ان اشیاء کا علم حاصل کیا جاتا ہے جو طبعی طور پر حاضر نہ ہوں- لہٰذا اسے وجدانی علم نہیں کہہ سکتے-

4- جامع (Comprehensive) جامعیت تب حاصل ہوتی ہے جب کسی شے کا علم ہر لحاظ سے مکمل ہو حتیٰ کہ اس کے اثرات بھی معلوم ہوں یہ علم واضح، غیر مبہم اور صاف ہو گا کیونکہ یہ ہر نقص سے مبرا ہے-

5- وجدان (Intutive) یہ دو چیزوں کا محتاج ہے ایک تو اس کا تعلق اشیاء کے صحیح تمثال سے ہونا چاہئے اس کا سرچشمہ شے یا خدا ہو سکتا ہے دوسرا اسے بالکل صاف اور یقینی ہونا چاہئے-

6- مارکسی انسانی فکر میں حقیقت کے محاکات- ان کی پشت پر معاشرتی ارتقا کے اصول ہوتے ہیں اور ان کا واسطہ لامحالہ طور پر عمل سے ہوتا ہے- وقوف سے انسان کو اپنے ماحول کا علم حاصل ہوتا ہے- اور اس کے متعلق تصورات ملتے ہیں- اس علم کو بروئے کار لا کر ماحول کو بدلا اور قابو میں لایا جا سکتا ہے ہر عمل میں علم کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ علم کے بغیر اشیا کے خواص سے واقفیت ممکن نہیں لیکن علم بھی عمل کا محتاج ہے جب معاشرہ پیداواری سرگرمیوں میں مصروف ہوتا ہے تو عمل سے کئی چیزوں کا علم ہوتا ہے اور پہلا علم پختہ یا ناکارہ ہو جاتا ہے- اگر علم کی صحت جانچنی ہو تو عمل سے بہتر کوئی کسوٹی نہیں-

وقوفیہ Cognoscendum

وقوف کے موضوع حقیقی' تجریدی یا افسانوی اشیا ہو سکتی ہیں پہلی صنف میں ادراک اور حافظہ آئے گا دوسری میں تعتلات اور اقدار اور تیسری میں خیالیہ اور واہمہ-

Cognitive Meaning

وقوفی معنی-

Cohen Herman

ہرمن کوہن (1918-1842)

ماربرگ (Marburg) مکتب فکر کا امام- یہ مکتب نو کانتیت (Neo-Kantianism) کی شاخ تھی- اس کا کہنا تھا کہ قبل تجربیت (Apriori) صرف وقوف کا ایک عنصر نہیں بلکہ وقوف کلیتاً" قبل تجربی ہے- اس لئے ماربرگ مکتب کے لوگوں نے شے کی (Thing in itself) کے تصور کو رد کر دیا اور معطیات سے بھی انکاری ہو گئے- فکر کو تجربہ کا قیدی نہیں سمجھتے بلکہ صرف فکر کے اصولوں کا پابند گردانتے ہیں- وہ کہتے ہیں کہ خود کانٹ نے اخلاقیات سے ہر قسم کے تجربی عناصر کو باہر نکال پھینکا- اس لئے ان کا موقف کانٹ کے عین مطابق ہے- انسانی اعمال کا منتہائے مقصود فرائض کی ادائیگی ہے یہ مکتب فکر جرمنی میں اول عالمی جنگ سے پہلے پچیس سال بڑا مقبول تھا-

•

Cohen, Moris Rapheal

مورس رفیل کوہن (-1880)

امریکی پروفیسر- حقیقت پسندانہ عقلیت کا حامی- کوہن کہتا تھا کہ جدید فلسفہ میں ایک خرابی آ گئی ہے

اس میں شواہد اور حقائق کی طرف رجحان ہے اور فلسفیانہ اور سائنسی طریق کار میں کوئی فرق نہیں سمجھا جاتا ہے یہ دونوں باتیں غلط ہیں- استقرائی طریقہ کے ساتھ استخراجی طریقے کی بھی بڑی اہمیت ہے جو نتائج جزئیات یعنی شواہد حقائق سے نکالے جاتے ہیں ان کو ہمہ گیر صحت بخشنے کے لئے استخراجی تکنیک درکار ہے- جزئیات سے انکار نہیں ہو سکتا لیکن کلیات کی اہمیت بھی کم نہیں اور کلیات کے لئے استخراجی منطق کی ضرورت ہے-

کوہن عقلیت پر زور دیتا ہے کیونکہ اس سے کلیہ قائم ہوتے ہیں- لیکن عقلیت سے اس کی مراد تصوریت نہیں اور نہ ہی اس کے خیال میں عقلیت پوری شے پر حاوی ہے- عقلیت کا وجود سے واسطہ نہیں اس کا دعویٰ صرف یہ ہے کہ کائنات قابل فہم ہے اور اس کی ساخت منطقی علائق سے ہوتی ہے- ذہن ساری زندگی کے برابر نہیں یہ تو صرف زندگی میں نظم لاتا ہے- اس لئے کوہن ان لوگوں سے اتفاق نہیں کرتا جو کہتے ہیں کہ دنیا میں سوائے تغیر کے اور کچھ نہیں- وہ سمجھتا ہے کہ سائنس نے کئی پرانی ساکن حقیقتوں کو ختم کر دیا لیکن ان کی جگہ نئی ساکن حقیقتیں پیدا کر دی ہیں پس تغیر بھی اور ثبات بھی اور ثبات کے بغیر تغیر سمجھ میں نہیں آ سکتا- ثبات سے مراد غیر متبدل صفات ہیں- سائنسدان ان کے درمیان منطقی رشتے ڈھونڈتا ہے اور تعمیمات وضع کرتا ہے- ان تعمیمات کو تیقن کا درجہ حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ کبھی ثابت نہیں ہو سکتا کہ ان تعمیمات کی ضد (Contrary) ناممکن الحصول ہے- کوہن یہ بھی کہتا ہے کہ ہر علم اپنے آپ کو خود ٹھیک کر لیتا ہے اگر اس میں تضاد آ جاتا ہے تو اپنے ہی اصولوں سے اس کو دور کر لیتا ہے لہٰذا اسے ماورائی یا بیرونی اصولوں کی ضرورت نہیں-

کوہن سمجھتا ہے کہ کائنات میں اشیا کے ایک دوسرے سے علائق بھی ہیں اور کسی حد تک یہ اشیا الگ تھلگ بھی ہیں جیسے گلاب کا الگ مطالعہ بھی ہو سکتا ہے اور دوسرے پھولوں کی نسبت سے بھی- کل سے جزئیات کا علم نہیں ہو سکتا اس لئے کہ کل میں اصول قطعیت (The Principle of Polarity) ہے جس کا مطلب ہے کہ جب قبائن عناصر کا اطلاق بامعنی شے پر ہوتا ہے تو یہ عناصر ایک دوسرے کے متقاضی ہوتے ہیں- مثلاً حرکت کی تعریف ساکن کے بغیر ممکن نہیں- اخلاقیات میں کئی اضداد ہیں مثلاً آزادی ارادہ اور جبریت- دونوں کو تسلیم کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ نہ انسان کو مکمل آزادی ہے اور نہ مکمل جبریت- اس کی اہم تصانیف حسب ذیل ہیں-

عقل اور فطرت
1- Reason and Nature

قانونی اور معاشرتی ضبط
2- Law& the Social order.

آزاد خیال کا مذہب
3- The Faith of a Liberal.

تمہید منطق
4- A preface to Logic.

نظریہ التجام Coherence Theory

علمیات کا نظریہ جس کی رو سے صداقت کا معیار عدم تضاد یا استقامت بالذات ہے اگر کسی علم کے قضایا میں تناقض نہیں پایا جاتا تو وہ علم صداقت کے معیار پر پورا اترے گا- اور جو قضیہ یا قضایا ان سے نکالے جائیں گے وہ بھی صحیح ہوں گے- پس صداقت کے لئے حقائق سے مطابقت ضروری نہیں بلکہ قضایا کی ایک دوسرے کے ساتھ موافقت یا عدم تضاد چاہئے- مثلاً نظام بطلیموس کی جگہ نظام کوپرنیکس اختیار کیا گیا اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ کوپرنیکس کا نظریہ حقائق سے زیادہ مطابقت رکھتا تھا بہ نسبت نظریہ بطلیموس کے بلکہ اس لئے کہ یہ زیادہ ریاضیاتی ہونے کی بدولت دور جدید کی سائنس میں زیادہ خوش اسلوبی سے جذب ہو سکتا تھا-

منطقی اثباتیت میں اس نظریہ کے حامی اونیورتھ (O.Neuroth) اور آر کارنپ (R.Carnap) ہیں وہ کہتے ہیں کہ صداقت کا معیار قضایا کا اندرونی سسٹم

ہے۔ اس سسٹم میں نئے قضایا کو داخل کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ اس سے تضاد واقع نہ ہو یا سسٹم کی ہم آہنگی میں نقص نہ آ جائے۔ پس وہ قضیہ درست ہو گا جو قائم بالذات سسٹم کا رکن ہو۔ سسٹم سے مراد استخراجی نظام ہے جس کی بنیاد مفروضوں پر قائم ہوتی ہے شروع میں منطقِ اثباتی کہتے تھے کہ مفروضوں کا تعلق حقیقت سے ہونا چاہئے بعد میں یہ موقف بدل گیا اور کسی قسم کا جملہ اولیہ جملہ یا مفروضہ بن سکتا ہے اس اعتبار سے استخراجی نظام کی حیثیت رسمی رہ جاتی ہے۔

Coherence Theory of Truth

حق (راستی) سے متعلق نظریہ ربط۔

Coleridge, Samuel Taylor

سیموئل ٹیلر کالریج (1772-1834)

اپنے زمانے کا ممتاز شاعر جس نے اپنے دوست ورڈزورتھ کے ساتھ مل کر روحانی امور میں دلچسپی لی۔ اس نے پہلی بار انگریزی عوام کو جرمن تصوریت سے روشناس کرایا۔ اس کی نثر فلسفیانہ خیالات سے بھری ہوتی ہے۔ کالریج نے متعدد کتابیں نثر میں لکھیں جو مقبول ہوئیں۔

Collective or Distributive Terms

مجموعی یا انفعالی حدود

منطق میں حدود کے درمیان کئی امتیازات قائم کئے جاتے ہیں ایک مجموعی اور انفعال کا ہے۔ اگر افراد کی جماعت کو ایک فرد تسلیم کیا جائے تو اس مجموعہ کا نام اسم مجموعی یا حد مجموعی ہو گا۔ مثلاً کتب خانہ حد مجموعی ہے یہ اسم ہر ایک کتاب کے ضمن میں استعمال نہیں ہو گا بلکہ کتابوں کے صرف اس مجموعہ کے لئے استعمال ہو گا جسے کتب خانہ کہا جاتا ہے۔ کتاب کا اسم انفعالی ہے کیونکہ یہ اسم ہر کتاب کے لئے مستعمل ہو سکتا ہے۔

Collegation **یک جائیت**

استقرائی منطق کی کچھ غلط صورتیں ہیں ان میں سے ایک یک جائیت ہے۔ فرض کیا سیاحت کے دوران کوئی خشکی کا ٹکڑا ملتا ہے جس کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آیا یہ جزیرہ ہے یا براعظم سے ملحقہ خشکی کا ٹکڑا۔ سیاح اس کے گرد چکر کاٹنا شروع کر دیتا ہے اور آٹھ روز بعد یہاں سے چلا تھا وہیں واپس آ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ خشکی کا ٹکڑا جزیرہ ہے۔ اس کی معلومات ہفتہ بھر کی تھیں ہر روز کی معلومات کو لے کر اس نے تفتیش مرکب کی یہ یک جائیت ہے۔ جے۔ ایس مل (J.S.Mill) کہتا ہے کہ اس استدلال کو استقرا نہیں کہہ سکتے کیونکہ اس میں چھلانگ نہیں سیاح نے پوری معلومات حاصل کرلیں خواہ انہیں تھوڑا تھوڑا کر کے حاصل کیا۔ استقرائی معلوم سے نامعلوم کی طرف جاتا ہوتا ہے اور یک جائیت میں صرف معلوم ہے۔ معلوم کرنا معلوم کا اساس نہیں بنایا گیا۔

Combination **امتزاج**

اجزاء کے ملنے سے نئے کل پیدا ہوتے ہیں۔ کل میں یا تو اجزا اپنی ہستی قائم رکھتے ہیں یا ان کی ہستی ختم ہو جاتی ہے پہلی صورت میں پیوستگی (Composition) ہے دوسری صورت میں گداخت۔ مثلاً ادراک میں بصری، سمعی پہلو ہوتے ہیں انہیں الگ الگ رکھا جا سکتا ہے یہ پیوستگی کی مثال ہے لیکن بعض نفسی کوائف ایسے ہیں کہ ان کے عناصر خود ختم ہو کر نئے کل کو جنم دیتے ہیں یہ نفسی گداخت کی مثال ہے۔

Combination of Ideals

امتزاجِ تصورات

لاک (Lock) کہتا ہے کہ سادہ تصورات کے امتزاج سے مرکب تصورات بنتے ہیں۔ سادہ تجربات کی بنیاد تجربہ ہے۔ جب ان سے مرکب تصورات بنتے ہیں تو ان کی حیثیت بالکل تجربی نہیں رہتی لیکن یہ عمل امتزاج کا ہے اور میکانکی نظر آتا ہے۔

امتزاجی منطق Combinatory Logic

یہ ریاضیاتی منطق کی شاخ ہے۔ اس میں ابدال (Substitution) متغیرات اور تفاعل کے ساتھ بحث ہوتی ہے۔ متغیرات کو ختم کر کے ان کی جگہ تفاعل کو دے دی جاتی ہے۔ ایچ بی کری (H.B.Curry) اس منطق کا بانی ہے۔

طربیہ Comedy

ارسطو کے مطابق طربیہ میں کریکٹر کی اداکاری عام زندگی کے مقابلے میں گری ہوئی ہوتی ہے۔ ہیگل کے نزدیک طربیہ میں حقیقت کو صرف ایک مقولے (Category) میں بیان کیا جاتا ہے اور یہ بیان کافی سمجھا جاتا ہے حالانکہ اس کا کوئی جواز نہیں۔

شارح Commentator, the

دور وسطیٰ خصوصاً تیرھویں صدی میں ابن رشد کو اس طرح پکارا گیا۔ یورپی مفکر اس دور میں ابن رشد کو شارح کہتے تھے۔

فہم عامہ Common sense

عام انسان کی روزمرہ زندگی کے آراء' عادات اور افکار کے مجموعے کو فہم عامہ کہتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں فلسفیانہ تجریدی افکار ہیں جو عقل کی کسوٹی پر پورے اترتے ہیں اور جنہیں فلسفی اپنے نظام میں پوری احتیاط سے پیش کرتا تھا۔ فہم عامہ نہ صرف فلسفہ سے دور ہوتی ہے بلکہ سائنس سے بھی گو دونوں سائنس اور فلسفہ اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ بیسویں صدی میں سلسلہ ابلاغ عامہ بہت بلند' وسیع اور ہمہ گیر ہو گیا ہے لہٰذا فہم عامہ فلسفہ اور سائنس دونوں کے قریب آگئی ہے یہ سلسلہ دن بدن بڑھتا جائے گا اور بعد کم ہوتا جائے گا۔

Common sense Relation
عام فہم حقیقت

ٹامس ریڈ (Thomas Reid) 1794-1710 کا نظریہ علمیت۔ یہ ایک عام حقیقت پسند انسان کا نظریہ ہے اور لاک (Locke) کے نظریہ ارتیابیت اور موضوعی تصوریت کے خلاف ہے۔

محسوسات مشترکہ Common Sensibles

ارسطو نے اپنی نفسیات میں محسوسات مشترکہ اور محسوسات مخصوصہ (Proper sensibles) میں فرق کیا۔ اول الذکر کو کئی حواس سے معلوم کیا جا سکتا ہے جیسے جسامت' شکل' تعداد وغیرہ۔ موخر الذکر کو صرف ایک حس سے جانا جا سکتا ہے جیسے رنگ' ذائقہ اور بو۔

ابلاغ Communication

ابلاغ کا تعلق علامتوں سے ہے۔ جو تعلق اشارہ اور مشارہ علیہ کا مقرر کے ذہن میں ہوتا ہے بعینہ وہ تعلق یا اس سے ملتا جلتا تعلق اس اشارہ اور مشارہ علیہ کا سننے یا دیکھنے یا پڑھنے والے کے ذہن میں ہوتا ہے۔ ابلاغ میں رویئے' محاسبے توقعات وغیرہ سبھی آجاتے ہیں۔

تصوریتی فلسفہ میں اس سے مراد میل جول ہے جس کے ذریعہ ذات کا مظاہرہ کسی دوسرے شخص میں ہوتا ہے جیسپر (Jasper) کی وجودیت اور فرانسیسی شخصیائیت میں ابلاغ کا خاصہ مقام ہے ابلاغ کا نظریہ معاشرتی معاہدہ کے نظریئے کے خلاف پیدا ہوا۔ جیسپر کہتا ہے کہ معاشرتی معاہدہ محض ایک معاہدہ ہے اس میں فریقین پابند ہو جاتے ہیں اور پابندی کی وجہ سے ان کا وقوف اور ادراک قریباً یکساں ہو جاتا ہے۔ اس معاہدہ کا مطلب ہوتا ہے کہ فریقین یوں تو الگ الگ ہستی رکھتے ہیں لیکن ان کے درمیان ایک رشتہ قائم ہو جاتا ہے جو مصنوعی اور رسمی ہوتا ہے۔ گفتگو اور بحث و تمحیص سے انہیں علم ہوتا ہے کہ انکے امتیازات تعلیم کردہ نظام افکار کی بدولت ہیں لیکن اگر وہ چیز جو ان کو ایک دوسرے سے جدا کرتی ہے یعنی ان کی انفرادیت اگر اس پر وہ غور کریں تو قریب آجائیں گے اور ان کی دوری مٹ جائے گی یہ نئی سوچ وجودی ہو گی جو کرب و ابتلا' کاوشوں اور الجھنوں کی بدولت حاصل ہوتی ہے اور جو سب انسانوں میں پائی جاتی ہے۔ پس بحث و

تجسیم سے رکنیت کا احساس ہوتا ہے اور افتراق مٹ جاتا ہے۔

اشتمال Communication

ذہنوں کا رابطہ جس کی بدولت احساسات، خیالات اور تصورات ایک ذہن سے دوسرے ذہن میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ یہ اشتمال حواس سے ہو سکتا ہے جیسے تقریروں، تحریروں، اشاروں، چہرے اور جسم کے دیگر اعضا سے ہوتا ہے۔ یہ اشتمال حواس کے بغیر بھی ہو سکتا ہے یہاں ذہنوں کا بلاواسطہ تعلق ہوتا ہے۔ مثلاً اشراق (Telepathy) میں۔

اشتمالیت Communism

مارکسی فلسفہ میں اشتمالیت کا ظہور اشتراکیت (Socialism) کے بعد آتا ہے اس منزل پر پہنچ کر معاشی فراوانی اس قدر ہوتی ہے کہ ریاست یعنی پولیس، فوج وغیرہ کی ضرورت نہیں رہتی اور ہر انسان کو اس کی ضرورت کے مطابق وغیرہ دیا جا سکے گا اور ہر انسان سے اس کی قابلیت کے مطابق کام لیا جا سکے گا۔ سرمایہ دارانہ نظام اور استحصال ختم ہو جانے کے بعد ہر شے کی فراوانی ہو گی اور لوگ اپنا دھیان اقدار اور ثقافت کی طرف لگا سکیں گے جب معاشی حالات ٹھیک ہو جائیں گے اور ثقافت بھی صحیح خطوط پر چل نکلے گی تو شہری اور دیہاتی زندگی اور جسمانی اور ذہنی محنت کا تضاد ختم ہو جائے گا۔ اشتمالیت پسند ممالک خصوصاً روس کا اب یہ خیال ہے کہ ریاست کے بغیر گذارہ ممکن نہیں البتہ کیمونزم کی دیگر مقتضیات کو جامہ عمل پہنایا جا سکتا ہے۔

قانون استبدال Commutation, Law of

اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں

پ . ق ≡ ق . پ

پ V ق ≡ ق V پ

(. سے مراد اور، V سے مرادیا)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ تفاعل جو '.' یا 'V' کی وسعت متعین کرتی ہیں ان کی ترتیب غیر ضروری ہے۔

یاد رہے کہ قانون استبدال کا اطلاق ساکن (Constant) > (یعنی اس لئے) یہ نہیں ہوتا۔

تقابل Comparison

دو یا دو سے زیادہ اشیا میں مشابہت یا فرق معلوم کرنا۔ اس کا استعمال تمثیل اور تعمیمات میں ہوتا ہے مشابہت اور اختلاف سے تصورات کے مافیہ کا پتہ چلتا ہے۔ لہذا تقابل کئی دفعہ تعریف کے قریب ان پڑتی ہے۔

درد شریک Compathy

ایک دوسرے کے دکھ درد میں شرکت۔ اس کا دائرہ نفسی دکھوں تک محدود ہے جسمانی دکھوں میں شرکت نہیں ہو سکتی۔

Complementarity, Principle of تکمیلی اصول

مقداری میکانیت (Quantum Mechanics) کا اصول۔ اسے بوہر (Bohr) نے وضع کیا۔ اس اصول کی رو سے کسی مظاہر کو کلی طور پر سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ انسانی ذہن دو متضاد لیکن متممی تصورات کو استعمال کرے۔ اس اصول کو ماننے والے کوپن ہیگن (Copenhagen) مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ زمان و مکان اور قانون علیت دو متضاد لیکن متممی تصورات ہیں۔ ان دونوں کا استعمال خرد اشیا (Micro-objects) کیلئے ضروری ہے۔

مکملیت Completeness

احصائی منطق میں بدلیات (Ascians) کے مجموعہ کو اس وقت مکمل کیا جاتا ہے جب

1- یہ بدیہات اپنے سسٹم کے تمام تکرار معنی (Tantologics) کیلئے اساس کا کام دے سکیں۔

1- اور جب ان بدیہات میں کوئی مستقل خود مختار بدیہی شامل کر دیا جائے تو انکی استقامت بالذات میں فرق آ جائے- یعنی تضاد واقع ہو جائے اور متضاد نتائج بر آمد ہوں-

Complex **مرکب**

ایسا کل جس کے ترکیبی عناصر یا تو اپنی الگ ہستی قائم رکھیں یا اپنی ہستی ضائع کر کے کل کو جنم دیں- دوسرے متبادل کی مثال میں پانی کو پیش کیا جا سکتا ہے جو مرکب ہے آکسیجن اور ہائیڈروجن' دو گیسوں کا- آکسیجن جلنے میں مدد دیتی ہے اور ہائیڈروجن خود جل جاتی ہے لیکن پانی جو انکے امتزاج سے بنتا ہے وہ نہ جلنے میں مدد دیتا ہے نہ خود جلتا ہے-

Composite **مخلوط**

کانٹ (Kant) نے نسبت کی بنا پر قضیوں کی تقسیم حملیہ' شرطیہ اور منفصلہ کی ہے- شرطیہ اور منفصلہ کو مخلوط جملے کہا جاتا ہے- اگر ا' ب ہے تو ج' د ہے یہ قضیہ شرطیہ ہے اور قضیہ ا' ب ہے یا ج' د ہے منفصلہ ہے- ان دو کے علاوہ مخلوط جملے کی ایک اور شکل ہے- دونوں ج اور د صحیح نہیں- جدید منطق میں ا' ب ہے یا ج' د ہے کو جملہ متبادلہ (Alternative) کہتے ہیں اور دونوں ج اور د صحیح نہیں' کو منفصلہ اور جملہ شرطیہ کو جملہ مضمرہ (Implicative) کہتے ہیں-

Composite idea

مخلوط' مرکب' فکر' خیال' تصور-

Composition **پیوستگی**

احصاء قضایا کا ایک صحیح استدلال-

ا < ب

ا < س

ا < ب س

یہی اس احصا کا اصول بن جاتا ہے جس کی شکل حسب ذیل ہو گی-

(ق س < پ) < (س < پ) (ق < پ)

< ایک علامت ہے جس سے مراد 'دلالت کرنا' ہے-

Composition, Fallacy of **مغالطۂ ترکیب**

یہ مغالطۂ ذو معنی کی ایک خاص قسم ہے جس میں کسی حد یا جماعت کے کلی اور جزوی استعمال کو خلط ملط کر دیا جاتا ہے- اگر مقدمات میں ہم کسی چیز کے اجزاء پر علیحدہ علیحدہ یا فرداً فرداً کوئی حکم لگائیں اور نتیجہ میں وہی حکم ہم ان اجزا یا افراد کی کل جماعت پر لگا دیں تو مغالطۂ ترکیب لازم آئے گا- مثلاً اس استدلال کو دیکھئے مثلث کے تین زاویے دو قائموں سے کم ہیں- اب ج مثلث کے تین زاویے ہیں اس لئے ان تینوں کی مقدار دو قائموں سے کم ہے- یہاں پہلا حکم ہر زاویہ پر فرداً فرداً لگایا گیا ہے اور نتیجہ میں وہی حکم کل پر لگا دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ تینوں زاویے مل کر بھی دو قائموں سے کم ہوں گے- ظاہر ہے کہ یہ غلط ہے-

Composition and Division, fallacies of

مغالطات ترکیب و تقسیم-

Composibility

ہم وجودیت-

Compossible **ہم وجود**

لائبنیز (Leibniz) کے فلسفہ میں ان اشیا کو ہم وجود کہا جاتا ہے جن کا اکٹھا رہنا ممکن ہو یعنی جن کے اکٹھے ہونے سے کوئی منطقی تضاد نہ واقع ہوتا ہو دوسرے الفاظ میں اگر اشیا' واقعات یا وارداتوں کو قوانین کے تحت لایا جا سکے تو وہ ہم وجود ہوں گے ایک ہی قانون میں سما جانے سے تضاد کا شائبہ نہیں رہتا-

Compound **مرکب**

عناصر کے مجموعہ سے بنتا ہے- عناصر ناقابل تحلیل ہوتے ہیں لیکن مرکب کو اجزاء یا عناصر میں تبدیل کیا جا

سکتا ہے۔ پرانی نفسیات میں نفسی مرکب ہوتے تھے۔ ان سے مراد ایسے نفسی تجربے تھے جو شعوری یا لاشعوری طور پر عناصر کے امتزاج سے بنے ہوں۔ منطق میں مرکب قضایا کا علامتی اظہار یوں ہو گا

ق اور پ

یا

ق . پ

یہاں ق اور پ دو قضایا ہیں جن کے درمیان اور (.) کا رشتہ ہے۔ 'اور' کے دو مفہوم ہیں 1- عددی- مثلاً زید اور بکر 2- عطفی (Conjunctive) یہاں دو یا دو سے زیادہ قضایا کے ملنے سے نیا قضیہ بنتا ہے۔ مثلاً اگر پ تب ق- اگر اس نے زہر کھا لیا تو مر جائے گا- ہر قسم کے پیوستہ قضایا (Composite) مرکب ہوں گے۔

Compound

احاطہ، مرکب (ق)۔

Compound Theory of mind

ذہن کا نظریہ ترکیب

بعض ماہرین نفسیات نے علم کیمیا اور طبیعیات سے متاثر ہو کر یہ کہہ دیا کہ نفسی عوامل کی بھی ویسے ہی تشکیل ہوتی ہے جیسے کیمیائی عوامل کی۔

Comprehensian احتوی

لغوی معنی احتوی- یوں اس کا مطلب فہم و فراست ادراک اور بصیرت ہے۔ افہام و تفہیم کئی طرح سے ممکن ہو سکتی ہے 1- حقائق یا تصورات کو یکجا اکٹھا کرنا 2- مقدمات سے نتائج اخذ کرنا 3- نئے حقائق یا شواہد کو مسلمہ علم میں سمو لینا 4- حقائق کو صحیح پانے پس منظر میں دیکھنا اور 5- حقائق یا واقعات کو کسی قانون کے تحت لے آنا۔

منطق میں احتوی کا ذکر تعبیر اور تفمیص کے سلسلہ میں آتا ہے مثلاً کینز (Keynes) کے مطابق جب تعبیر (Connotation) میں مکمل صفات کا ذکر ہو یعنی ان صفات کا جو فی الواقعہ موجود ہیں اور ان صفات کا بھی جن کے دریافت ہونے کا امکان مستقبل میں موجود ہے تو اس وقت احتوی کا لفظ استعمال کریں گے۔ بعض لوگ اسے معروضی تعبیر (Intension) (Objective) بھی کہتے ہیں۔

Comprehension

جامعیت، فہم، ادراک (ق)

Compresence ہم حضوری

دو یا دو سے زیادہ مدات کا بیک وقت ایک دوسرے کے ساتھ پایا جانا- مثلاً وحدت شعور میں کئی عناصر ایک ہی وقت میں موجود ہوتے ہیں- الیگزینڈر (Alexander) کا خیال ہے کہ شعور کی تہہ میں جو عناصر کی ہم حضوری ہے وہ منفرد حیثیت رکھتی ہے۔ منفرد کہنے سے مراد یہ ہے کہ اس کی مثل میکانکی دنیا میں نہیں پائی جاتی۔

Comte, Auguste

آگسٹ کامٹے (1857-1798)

فرانس میں بمقام مونٹ پیلیر (Montpellier) پیدا ہوا- جوانی میں بنجمن فرینکلن (Benjamin Franklin) کا مداح تھا- فرینکلن کو دور جدید کا سقراط کہتا تھا- سینٹ سائمن (Siman Saint) کا سیکرٹری بن گیا- سینٹ سائمن خود یوٹوپیا (Utopia) پسند تھا اس نے کامٹے میں بھی اصلاحی اور تبلیغی روح پھونک دی- اس کا عقیدہ تھا کہ معاشرتی حقائق کو بھی فطرتی حقائق کی مانند قوانین کے تحت لے آنا چاہئے اور فلسفہ کا منشا بجز اخلاقی اور سیاسی اصلاح کے کچھ نہیں- کامٹے دنیا کی اصلاح کرنا چاہتا تھا لیکن اپنے گھر کی اصلاح نہ کر سکا- شادی کے دو سال بعد گھر کی ناآسودگی کی وجہ سے اس کا دماغی توازن بگڑ گیا- اور وہ خودکشی کا مرتکب ہوا لیکن بچ گیا یا بچا لیا گیا- بعد میں اس نے پانچ جلدوں میں اثباتی فلسفہ (Postive Philosophy) لکھا اور شہرت حاصل کی۔

کامٹے نے تمام علوم کی صف بندی جامعیت کے

اعتبار سے کی۔ اول نمبر پر ریاضیات آئی پھر طبیعیات۔ پھر کیمیا۔ پھر حیاتیات۔ پھر نفسیات اور سب سے آخر معاشریات۔ سائنسی اعتبار سے بھی ریاضیات نمبر ایک پر آئے گی اور معاشریات سب سے نیچے۔ کامٹے کہتا ہے کہ علم تین ادوار سے گذرا ہے پہلا دینی (Theological) تھا اس دور میں ہر واقعہ کی تعبیر کسی خدا، دیوتا یا دیوی کے حوالہ سے کی جاتی تھی یا پھر جادو کا ذکر کیا جاتا تھا۔ دوسرا دور مابعد الطبیعیاتی (Metaphysical) تھا۔ دیوی اور دیوتاؤں کی بجائے ماورائی مفروضوں کا سہارا لیا گیا۔ اخروی حقیقت یا مطلق کی بدولت ہر واقعہ کی توجیہ پیش کی گئی۔ تیسرا دور سائنسی (Positive) ہے جو جدید دور ہے اب حقائق و شواہد کی مدد سے استقرائی طریقے پر واقعات کی توجیہ کی جاتی ہے۔ کامٹے چاہتا ہے کہ دینی اور فلسفیانہ توجیہات کو چھوڑ کر صرف اثباتی تشریحوں کو تسلیم کیا جائے۔

1845 میں جب کامٹے میڈم کلونلیڈ ڈی واکس (Mme. Clotilde de Vaux) کے دام عشق میں گرفتار ہوا تو اس کا فلسفہ یکسر بدل گیا۔ اب عقل سے بالا دل کی حیثیت ہو گئی۔ دنیا کی اصلاح کیلئے عقل کی اتنی ضرورت نہیں جتنی دل کی۔ وہ ایک ایسے مذہب کے خواب دیکھ رہا تھا جو انسانیت کا مذہب ہو اور جس کی بنیادیں اخوانیت پر قائم ہوں۔ آخری عمر میں کامٹے نے اس مذہب میں پادریت، ضبط، پوجاپاٹ اور شعائر دینی کو داخل کر دیا گیا۔ عیسائیت کی ساری باتیں اس مذہب میں آگئیں اور اصلاح کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔

Conation **طلب**

شعور کے تین پہلو بتلائے جاتے ہیں وقوف، تاثر اور طلب۔ طلب میں جبلات۔ اضطراری افعال، ارادی اور غیر ارادی افعال شامل ہیں بعض لوگ صرف ارادی افعال کے لئے طلب کا لفظ مخصوص کرتے ہیں جو صحیح نہیں۔

Canatus **تمایل**

زندہ رہنے یا بقا کی آرزو، خواہش، طاقت اسپائینوزا (Spinoza) کے فلسفہ میں یہ تصور ملتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ہر جاندار شے اپنی بقا کی آرزو رکھتی ہے۔ چونکہ کائنات کی ہر شے جاندار ہے لہٰذا یہ تمایل ہر شے میں موجود ہے۔ اس کا ظہور دو سطح پر ہوتا ہے جسمانی اور نفسی پر۔ دونوں سطح پر ہر ذی حیات شے کوشش کرتی ہے کہ ماحول کی مدد سے اور اس کے خلاف بھی جا کر اگر مخالفت کی ضرورت ہو اپنی زندگی کو برقرار رکھے۔

اپنے آپ کو برباد کرنے کی کوئی فطری قوت، اسپائینوزا کے نزدیک، ذی حیات اشیا میں موجود نہیں۔

Conceivability

تصور پذیری، قابلیت تصور (ق)

Concept **تصور**

منطق میں تصور سے مراد عموماً قضائی تفاعل (Proportional Function) لیا جاتا ہے اور خاص طور پر واحدی قضائی تفاعل (Monatic Proportional Function)۔ قضیہ اور قضائی تفاعل میں فرق ہے مثلاً زید فانی ہے یا ہر انسان فانی ہے قضیہ ہیں۔ قضائی تفاعل علامتی ہوتے ہیں اور ان کے متغیر خاکے کے طور پر کام دیتے ہیں جن میں قیمتیں بھری ہوتی ہیں مثلاً تمام ا، ب ہیں۔ تفاعلی قضیہ ہے ا اور ب کی قیمتیں پر کر کے انہیں قضیوں میں تبدیل کر سکتے ہیں۔ واحدی تفاعل کسی صفت کا نام ہوتا ہے لہٰذا تصور کا لفظ واحدی تفاعل کے لئے مخصوص رکھنا چاہئے۔ یاد رہے کہ صدق یا کذب کا سوال قضیئے کے متعلق اٹھایا جا سکتا ہے لیکن قضائی تفاعل کے لئے نہیں کیونکہ وہ تو ایک خاکہ ہے جسے اگر پر کیا جائے تو صادق یا کاذب ہو سکتا ہے۔

دور مدرسیت (Scholasticism) میں تصور کو کلام ذہن کہتے تھے۔ اس کی بدولت امکانی عقل اشیا کی اس عالم گیر نوعیت کو واشگاف کرتی تھی جسے عقل فعال نے اشیا سے جدا کیا ہو۔ کانٹ تصور کا لفظ مقولوں اور نسبتی

حدود کے لئے استعمال کرتا ہے۔

نفسیات میں تصور بناتے وقت پہلے مدرکات (Percepts) میں تجزیہ اور ترکیب کا عمل آتا ہے۔ اس سے اشیا کے باہمی اشتراک اور اختلافات کا پتہ چلتا ہے۔ جماعت بناتے وقت اس کے ارکان کے مشترک اوصاف کو دیکھا جاتا ہے اور جن اوصاف کی بنا پر یہ باقی جماعتوں سے مختلف ہے انہیں بھی مدنظر رکھنا ہوتا ہے۔ اس کے بعد عمومیت (Generalisation) کی منزل آتی ہے اور جماعت کا نام رکھا جاتا ہے۔ مثلاً خلا بازوں کا تصور انہی منازل کو طے کرنے کے بعد بنا ہے۔

Conception

تصور، تعقل (ق)

Conceptualism **تعقلیت**

کلیات اور جزئیات کے باہمی رشتہ کے متعلق تین نظریہ ہیں۔ اسمیت (Nominalism) حقیقیت (Realism) اور تعقلیت (Conceptualism)۔ تعقلیت کا موقف اسمیت اور حقیقیت کے بین بین ہے۔ اس کے مطابق تصور کا اطلاق ایسی جماعت پر ہوتا ہے جس کے جزئیات ایک دوسرے کے مثل ہوتے ہیں۔ یا اس کا اطلاق ہمہ گیر جوہر پر ہوتا ہے جو جزئیات میں موجود ہوتا ہے اور جزئیات کے بغیر وجود نہیں رکھتا۔

موضوع منطق کے متعلق بھی متذکرہ بالا تینوں نظریے موجود ہیں۔ جھگڑا اشیا، زبان اور فکر کا ہے کہ ان تینوں میں سے کون موضوع منطق ہے۔ حقیقیت اشیا کو لے لیتی ہے اور اسمیت زبان کو تعقلیت کا کہنا ہے کہ اصل موضوع تو فکر ہے گو اشیا اور زبان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ زبان فکر کا لباس ہے اور اشیا فکر کا سرچشمہ۔ پس فکریہ بحث کرتے ہوئے زبان اور اشیا دونوں کو اہمیت دینی ہو گی۔

Conceptual Realism **تعقلاتی حقیقیت**

افلاطون کہتا تھا کہ تعقلات (Ideas) عالم حقیقت میں وجود رکھتے ہیں۔ اور اس دنیا کے مقابلے میں جہاں کی ہر شے عکس یا پرتو ہے عالم حقیقت کی ہر شے تعقلات سمیت حقیقی وجود رکھتی ہے کسی کا عکس یا پرتو نہیں۔ یہ نظریہ تعقلیت اور حقیقیت کو ملا دیتا ہے صرف اسمیت (Nominalism) کو خارج کر دیتا ہے۔

Concomitance

استلزام۔

Concomitant Variation Law of

قانون اختلاف استلزامی

مل (Mill) نے سائنسی تحقیق کے لئے پانچ طریقے تجویز کئے تھے جنہیں قوانین بھی کہا جاتا ہے ان میں سے ایک قانون اختلاف استلزامی ہے جس کا مطلب ہے کہ جب دو واقعات ایک ساتھ گھٹیں یا بڑھیں تو ان دونوں کا رشتہ علت و معلول ہو گا۔ مثلاً جتنا آدمی تیز دوڑتا ہے اتنا اس کا سانس پھولتا ہے یا جتنی آکسیجن کی مقدار گھٹے گی اتنا سانس زیادہ رکے گا۔

Concrete

ذات عین، واقعی، جامد، ٹھوس، مادی، مقرون (ق)

Concrete Term **ذاتی حد**

منطق میں حدود کو کئی طرح سے تقسیم کیا جاتا ہے ایک تقسیم حدود ذاتی و صفاتی کی ہے حد ذاتی وہ ہے جو کسی شے کا نام ہو اور حد صفاتی وہ ہے جو کسی صفت یا عرض کا نام ہو۔ شے یا چیز سے مراد ہے صفات کو رکھنے والی۔ اس لئے اسمائے ذاتی نام ہیں صفات رکھنے والی اشیا کے مثلاً انسان، سورج، چاند، کتاب، عورت، مرد، لڑکا، لڑکی وغیرہ۔

Concrete Universal **مقرون کل**

ہیگل (Hegel) کے نظام میں ایسے مقولے کو مقرون کل کہا جائے گا جو بنیادی طور پر حقیقت کا حامل ہو۔ یہ مشتمل ہوتا ہے دو متناقص تجریدات پر اور خود بھی اوپر کی سطح پر دو متناقص جوڑے میں سے ایک ہوتا

ہے۔ ہیگل کے فلسفہ میں مثبت قضیہ کو دعویٰ کہتے ہیں یہ مقرون کل ہو گی یہ خود بھی کسی جواب دعویٰ کے لئے دعویٰ کا کام کرے گی حتیٰ کہ ایسی ترکیب تک پہنچ جائے گی جو دعویٰ ہی دعویٰ ہے اور اس کا کوئی جواب دعویٰ نہیں۔ یہ مثبت حقیقت مطلق ہے یہی حقیقی معنوں میں مقرون کل۔ اس سلسلہ کی سب سے ادنیٰ کڑی تکون (Becoming) ہے جو وجود (Being) اور لاوجود (Non being) کے دعویٰ اور جواب دعویٰ سے بنتی ہے۔

Concretion

حصات، انضمام، انجماد، تحجر (ق)

Concupiscence

شہوت، کام، مستی، جھل، دنیا پرستی (ق)

Concurrence

تراکتر، ہم نقطگی (ق)

Concursus dei (divinus)

ہم وقتی خدائی (ربانی) سرگرمی، عاملیت (ق)

Condignity ثایانیت

عدل کی بنا پر تقاضا ہے کہ کارکردگی اور اسکی جزا میں برابری اور مناسب تناسب ہونا چاہئے۔ یعنی اجر کام کے برابر ہو اور جتنا کام کیا جائے اس کے مطابق دام ملنے چاہئیں۔

Condillac, Etteinne

ایٹنی کانڈیلیک (1780-1715)

فرانسیسی مفکر۔ لاک (Locke) کا پیروکار۔ اس نے تمام نفسی عوامل کو تحسسات (sensations) میں تحویل کر دیا ہے۔ حتیٰ کہ تعقلی عوامل کو بھی تحسسات کا مجموعہ یا تقابل کہتا ہے۔ یعنی عقل بھی تحسسات سے الگ حیثیت نہیں رکھتی بلکہ تحسسات کے امتزاج یا تقابل سے بنتی ہے۔ کانڈیلیک کی اہمیت جدید نفسیات کے لئے اس وجہ سے ہے کہ اس نے شواہد و حقائق پر زور دیا تھا۔

Condition شرط

منطق میں شرطیہ جملے کے دو حصے ہوتے ہیں کہ حصہ 'اگر' کے ساتھ اور دوسرا 'پس' کے ساتھ 'اگر' والے حصہ کو شرط کہتے ہیں۔ مثلاً اگر الف 'ب ہے تو س' پ ہے پہلا حصہ اگر الف 'ب ہے شرط کہلائے گا۔

بعض دفعہ علت کو بھی شرط کہتے ہیں۔ علت میں کچھ مثبت شرطیں ہوتی ہیں اور کچھ منفی۔ دونوں مل کر علت بناتی ہیں۔ مثبت شرطیں تو موجود ہونی چاہئیں اور منفی شرطیں غائب ہونی چاہئیں تاکہ علت اپنا کام کر سکے۔

Conditional

مشروط، شرطیہ (ق)

Conditional Immortality خلود شرطی

عیسائیت کا عقیدہ ہے کہ حیات بعد الموت کسی انسان کا پیدائشی حق نہیں۔ یہ تو ایک فضل ربی ہے جو حضرت یسوع مسیح پر ایمان لانے سے نصیب ہوتا ہے۔ اس کا مطلب ہوا کہ جو لوگ مسیحی نہیں ان کی روحیں ان کی موت پر فنا ہو جائیں گی۔

Conditional Morality شرطی خلقیہ

وہ اخلاق جس کی اساس حکم اطلاقی (Categorical Imperative) پر نہ ہو بلکہ مفروضہ احکام (Hypothetical laws) پر ہو۔ مثلاً اگر مسرت کی زیادہ سے زیادہ مقدار چاہتے ہو تو خود کو کبھی تکلیف نہ دو۔ یہ تصور کانٹ کا ہے وہ سمجھتا تھا کہ اس کی اپنی اخلاقیات کے سوا باقی تمام نظام اخلاقیات شرطی ہیں کیونکہ ان کا انحصار احکام مفروضہ پر ہے۔

Conditioned Reflex

تجربی اضطرار (ق)

Conditional Response مشروط رد عمل

جو رد عمل قدرتی مہیج سے پیدا ہوتا ہے وہی رد عمل مصنوعی مہیج سے بھی پیدا ہو سکتا ہے بشرطیکہ

مصنوعی مہیج کو قدرتی مہیج سے پہلے یا ساتھ ساتھ موجود ہونا کا موقعہ کئی بار مہیا کیا جائے۔ فرض کیا 'م' قدرتی مہیج ہے اور 'ر' رد عمل ہے اگر 'م' مشروط (مصنوعی) مہیج ہے جسے 'م' کے ساتھ لگا دیا گیا ہے تو 'م' اصلی رد عمل 'ر' کو پیدا کر دے گا۔ اس سلسلہ میں پیولو (Pavlov) روسی ماہر نفسیات کے کتے پر تجربے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اس نے کتے کے منہ میں ایک طرف چیرا دے دیا اور ربڑ کی نالی وہاں سے گذار کر لعاب نکالنے کا بندوبست کر لیا۔ اس نالی سے جو لعاب باہر نکلتا تھا اس کی پیائش کی جاتی تھی۔ یوں تو ہر کھانے پر کتے کے منہ سے لعاب نکلتا تھا لیکن تجربہ کی خاطر جتنا کتنے کے منہ سے تیس منٹ میں لعاب نکلتا اسے ناپ لیا جاتا۔ تجربہ کی نوعیت یہ تھی کہ کتے کو کھانے دینے سے پہلے گھنٹی بجائی جاتی۔ کھانے پر کتے کے منہ سے لعاب برآمد ہوتا۔ لیکن اصلی مہیج کو مصنوعی مہیج (یعنی گھنٹی بجانے) کے ہمراہ بار بار آنے سے نتیجہ یہ ہوا کہ اصلی مہیج کی عدم موجودگی میں مصنوعی مہیج بھی لعاب پیدا کرنے لگا۔ یہ مشروط رد عمل ہے۔

Conditioned Response

تجربی (اکتسابی' اقتباسی' غیر ارادی) پاسخ' جواب یا جوابی حرکت۔

Conditional Sentence **شرطیہ جملہ**

جدید منطق میں جہاں علامت عطف سے آئے مثلاً

ب > ا

تو جملہ شرطیہ ہو گا یہ پڑھا جائے گا اگر ا تب ب۔

Conditiones sine quibus non

لازم شرط' لانیفک (الگ نہ ہونے والی) شرائط۔

Condorcet, Jean Antoine

جین انٹونی کنڈورسٹ (1743-1794)

فرانسیسی مفکر۔ پیرس کی سائنس اکیڈمی کا ممبر تھا۔ فطریہ (Physiocracy) کا حامی تھا۔ اس نظریہ کے مطابق تو خیر قدر (Surplus Value) پیداوار میں پیدا ہوتی ہے نہ کہ گردش (Circulation) میں۔ مذہب کے خلاف تھا۔ وہ کہتا تھا توہمات کو چھوڑ کر سائنس کا سہارا لینا چاہئے۔ تاریخ اسکے نزدیک انسانی ذہن کی پیداوار تھی نہ کہ مادی حالات کی۔ تاریخ کو اس نے دس ادوار میں تقسیم کیا۔ آخری سرمایہ دارانہ نظام ہے جس میں ترقی کے لامحدود امکانات موجود ہیں۔ جاگیرداری کے خلاف تھا اور مساوات کا قائل تھا۔ سیاسی جبریت کے خلاف اس نے بہت کچھ لکھا۔

Conduct **کردار**

اس سے مراد ارادی فعل لیا جاتا ہے اور اسی لحاظ سے اخلاقیات کا موضوع ہے۔ نیک و بد' خیر و شر کا اطلاق کردار پر ہوتا ہے اور اسی کی بدولت انسان جوابدہ ہوتا ہے۔

نفسیات میں کردار کا لفظ ارادی اور غیر ارادی فعل کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ ہربرٹ سپنسر (Herbert Spencer) کے مطابق ہر جاندار شے کا فعل کردار ہو گا۔ کرداریت (Behaviourism) میں کردار کا یہی مفہوم لیا جاتا ہے۔

Configuration **تشکل**

اس سے مراد طبیعی' فعلیاتی یا نفسیاتی سطح پر ساختی نمونہ ہے۔ نفسیات میں اسے گسٹالٹ کا ترجمہ سمجھا جاتا ہے۔ گسٹالٹ نفسیات میں ایک مکتب فکر ہے۔

Configurationism

تشکلیت۔

Confirmation **توثیق**

جب مفروضے سے اخذ کردہ نتائج حقائق کے مطابق ثابت ہو جائیں تو مفروضے کی توثیق ہو جاتی ہے۔ مثلاً جس پستول سے کسی آدمی کو قتل کیا گیا ہے اگر اس پر انگلیوں کے نشان اس شخص کی انگلیوں کے نشان سے مل جائیں جسے شبہ میں گرفتار کیا گیا ہے تو اس امر کی توثیق

ہو جاتی ہے کہ مشتبہ شخص قاتل ہے۔

قضایا کا صدق و کذب معلوم کرنے کے لئے منطقی اثباتیوں (Logical Positivists) کے پاس اصول تصدیق پذیری (Verifiability Principle) تھا۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ کسی قضیہ کی تصدیق ممکن نہیں تو انہوں نے اصول توثیق پذیری (Confirmability Principle) اختیار کر لیا جس کی رو سے قضایا کی توثیق ہو سکتی ہے ان کی احتمالیت متعین ہو سکتی ہے لیکن تیقن حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ سائنسی اصولوں میں ردوبدل ہو سکتا ہے ان کی اصلاح ہو سکتی ہے اور ترک بھی کیا جا سکتا ہے کسی سائنسی اصول کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کی ضد محال ہے۔

Confirmation, Confirmable

توثیق، قابل توثیق۔

Conflict تعارض

اس لفظ کا استعمال کئی مقام پر ہوتا ہے۔ ڈرامہ میں اس کے ذریعہ انسانی زندگی کی اضداد کو ظاہر کیا جاتا ہے۔ یہ اضداد خیالات، افعال، جذبات یا کردار میں ہو سکتے ہیں۔ عموماً اس اضداد کا منبع ماحول اور مادی معاشی وسائل ہوتے ہیں۔ عموماً آرٹ میں حسن و قبح کے تعارض کو عیاں کیا جاتا ہے۔ جیت حسن، سچائی اور جدیدیت کی ہوتی ہے۔ ڈرامہ اور ناول میں مخالف طاقتوں کی جنگ دکھلائی جاتی ہے۔ مصوری، موسیقی اور شاعری میں کشمکش خیالات اور احساسات کے درمیان ہوتی ہے۔

نفسیات میں یہ اصطلاح پہلے پہل ہربرٹ (J.F. Herbart) کے ہاں آتی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جو خیالات اور تصورات، شخصیت کے اہم خیالات اور تصورات سے ٹکراتے ہیں انہیں تحت الشعور میں دبا دیا جاتا ہے۔

کشمکش تین طریقوں سے پیدا ہوتی ہے یا کشمکش دو مثبت محرکات میں یا دو منفی محرکات میں یا ایک مثبت اور ایک منفی محرک کے درمیان ہو گی۔ پہلی صورت میں اسے کشمکش اقترابات (Approach-Approach Conflict) دوسری صورت میں اسے کشمکش اجتنابات (Avoidance- Avoidance Conflict) اور تیسری صورت میں کشمکش اجتناب و اقتراب (Avoidance-Approach Conflict) کہیں گے

پہلی صورت کی مثال اس شخص کی دی جا سکتی ہے۔ جسے شادی کیلئے دو گھروں سے دعوت ملی ہو اور دونوں گھر ایک جیسے اچھے ہوں اور دونوں لڑکیاں ایک جیسی خوبصورت ہوں۔ شادی کیلئے ایک لڑکی کو چننا ہو گا۔ دوسری صورت میں اس شخص کی مثال دی جا سکتی ہے جس کے والدین اسے مجبور کر رہے ہوں کہ یا الف سے شادی کرو یا ب سے جبکہ وہ دونوں کو ناپسند کرتا ہو۔ تیسری صورت کی مثال بچوں سے دی جا سکتی ہے وہ باپ کی حاکمیت سے ڈرتے ہیں لیکن اس کی شفقت سے کھنچے آتے ہیں۔

Confucius کنفیوکش (557-479ق م)

مقام پیدائش (Lu) ہے۔ بچپن میں یتیم ہو گیا۔ جب اس کی عمر تین برس کی تھی، باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ماں نے پرورش کی۔ پندرہ برس کی عمر میں علم و فضل میں اس قدر ترقی کی کہ سارے ملک میں شہرت پھیل گئی۔ گھر میں غریبی تھی اس لئے زیادہ تعلیم نہ حاصل کر سکا۔ شروع میں گودام کا انچارج مقرر ہوا۔ اس کے بعد کھیتوں کا چارج لیا انیس سال کی عمر میں شادی ہوئی اور دو بچے ہوئے۔ 528ق م میں والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا اور تین برس تک سوگ مناتا رہا۔ اس عرصہ میں چین کی قدیم تاریخ، ادب اور اداروں کا مطالعہ کیا۔ سوگ کے بعد معلمی اختیار کی اور بڑی شہرت پائی۔ لاؤزو (Lao Tzu) کے ساتھ بھی ملاقات ہوئی۔ ان دونوں کی تعلیمات اور مزاج ایک دوسرے سے الگ تھے۔ کنفیوکش نے سیاحت بھی خوب کی۔ واپسی پر پھر درس و تدریس کا سلسلہ قائم کر دیا۔ اسکی

شہرت دور و دراز پھیل چکی تھی اور ادب، سیاست اور اخلاق میں تعلیم پانے کی خاطر نوجوان ملک کے مختلف گوشوں سے اس کے پاس آتے تھے۔ باون سال کی عمر میں چیف مجسٹریٹ کے عہدہ پر فائز ہوا اور تھوڑے عرصہ بعد وزیر عدلیہ بن گیا۔ اس کے بعد پھر تیرہ چودہ سال تک معلمی کی اور سیاحت کیلئے دور دراز ملکوں میں چلا گیا۔ سیاست میں اب دلچسپی کم ہو گئی تھی کیونکہ اس نے دیکھ لیا کہ کیسے لوگوں کے بغض و حسد نے بنائے کام کو بگاڑ دیتے ہیں۔ اس لئے اپنا وقت نوجوانوں کی تعلیم اور تاریخ لکھنے میں گذارتا تھا۔ انتقال 73 سال کی عمر میں 479 ق م ہوا۔

کنفیوکش کی زندگی کو تین پہلوؤں سے دیکھا جا سکتا ہے یعنی بحیثیت سیاست دان، معلم اور فلسفی کے

سیاست۔ کنفیوکش کا زمانہ سیاسی ابتری کا زمانہ تھا۔ چاؤ (Chou) خاندان کا شیرازہ بکھر رہا تھا اور چھوٹی چھوٹی ریاستیں خود مختار ہو رہی تھیں۔ کنفیوکش ہمیشہ سے نظم و نسق کا مداح تھا اسے ابتری ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔ وہ کہتا تھا کہ بدنظمی تب ختم ہو سکتی ہے جب ہر شخص اپنا مقام پہچانے اور اپنے فرائض ادا کرے۔ وہ آفاقی حکومت کا متمنی تھا اور اسے عظیم دولت مشترکہ (Grand Common Wealth) کہتا تھا۔ اسکی تین منازل ہیں۔ پہلی منزل میں بدامنی اور بدنظمی ہے۔ دوسری میں قدرے سکون، ہر ریاست میں امن چین ہے تیسری میں دولت مشترکہ ہے جہاں ہر قسم کا آرام اور سکھ ہے۔ جرائم کا گذر نہیں اخلاقی قدروں پر زندگی گذرتی ہے اور ضروریات زندگی ہر شخص کی پوری ہو رہی ہوتی ہیں۔ کنفیوکش کہتا تھا کہ اعلیٰ حکومت کی بنیاد تین چیزوں پر ہے۔ سامان خوراک کی فراوانی، اسلحہ کی کثرت اور رعایا کا جوش عقیدت۔ تیسری چیز اہم ترین ہے۔ اس کے زمانہ کی ابتری سماجی بے حفاظتی اور سیاسی عدم مساوات کی وجہ سے تھی۔ اس نے دونوں کی اصلاح کرنی چاہئے لیکن کامیابی نہ ہوئی۔

جب کنفیوکش کو حکومت میں وزارت ملی تو زو چوان (Tzu chan) نے اسے بہت متاثر کیا اس میں چار صفات تھیں۔ وہ نجی زندگی میں مہذب تھا۔ حکام کی خدمت میں فرض شناس تھا۔ لوگوں سے شفقت سے پیش آتا تھا اور دوسروں سے کام لیتے وقت انصاف کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتا ہے۔ کنفیوکش نے اس کو اپنا ماڈل بنایا اور لو (Lu) میں مثالی حکومت قائم کی۔ آخر عمر میں بڑے حاسد پیدا ہو گئے جس سے دل برداشتہ ہو گیا۔

2۔ تعلیم۔ کنفیوکش چین کا پہلا استاد تھا اس سے پہلے تعلیم کے حق دار صرف بڑے لوگ سمجھے جاتے تھے اور عوام اس سے محروم تھے۔ کنفیوکش پہلا شخص تھا جس نے تعلیم کے دروازے ہر چھوٹے بڑے کیلئے کھول دیئے اس نے کبھی اس شخص کو تعلیم سے محروم نہیں کیا جو اس کا حقیقی معنوں میں طالب ہو۔ غریب سے غریب بھی اس کی درسگاہ سے فیض پاتے تھے۔ وہ صرف یہ چاہتا تھا کہ تعلیم کا خواہش مند 1۔ صحیح معنوں میں تعلیم کا طالب ہو 2۔ سوچ بچار کی صلاحیت رکھتا ہو 3۔ اور اگر علم کا ایک گوشہ بیاں کیا گیا ہو تو باقی تین گوشوں کو خود سمجھ سکے۔

کنفیوکش کے شاگردوں کا دائرہ بڑا وسیع تھا۔ کہتے ہیں اس کے شاگردوں کی تعداد تین ہزار سے کم نہ تھی جو طلباء سیر و سیاحت میں کنفیوکش کے شریک تھے وہ چار اقسام کے تھے۔ اول وہ طلبا جو اخلاقی فضائل سے مرصع تھے دوم وہ طلبا جو تقریر میں کمال رکھتے تھے سوم وہ طلبا جو سلطنت میں ممتاز عہدوں پر تھے اور چہارم وہ جو ادب میں منفرد حیثیت رکھتے تھے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کنفیوکش نے ادب، سیاست، اخلاق اور فصاحت میں کیسا شاندار کردار ادا کیا یہی وجہ تھی کہ لوگ اسے بے تاج بادشاہ کہتے تھے۔

تعلیم کے نصاب میں اخلاق اور فنون شامل تھے۔ فنون میں مذہبی رسوم، موسیقی اور شاعری شامل تھے۔ موسیقی اور شاعری تہذیب نفس کیلئے ضروری ہیں۔ ان تینوں کے علاوہ دو اور مضامین تھے ایک (تغیر) اور دوسرا

چوں چاؤ (Chun chiu) بہار اور خزاں- شاعری سے مقاصد کا علم ہوتا ہے- تاریخ سے واقعات کا پتہ چلتا ہے مذہبی رسوم سے سیرت و کردار کی تعمیر ہوتی ہے- تغیرات سے کائنات کی دونوں طاقتوں کا پتہ چلتا ہے اور بہار و خزاں سے تکریم اور فرائض کے اصول سیکھے جاتے ہیں- پس علم سے مقصود شخصیت کی تعمیر اور پختگی تھی-

3- فلسفہ- کنفیوکش کے فلسفہ کی جان جن (jen) ہے جس کا مطلب ہے ہمدردی' پیار محبت- اسے روح کی فضیلت بھی کہتے ہیں اور آسمانوں اور زمینوں کا مرکز بھی- گھر میں اس کا اطلاق ماں باپ کی محبت کی صورت میں ہوتا ہے اور باہر تمام انسانوں کو بھائی سمجھنے میں اور ان سے پیار کرنے میں- ان دو کے علاوہ وفاداری اور اخوانیت ہے وفاداری سے انسان خود اپنے آپ سے دیانت برتے گا اور اخوانیت سے دوسروں کو اپنے برابر سمجھے گا اور جو چیز اپنے لئے پسند نہیں کرتا وہ دوسروں کے لئے بھی پسند نہیں کرے گا-

کنفیوکش کی کتب چھ قسم کی ہیں-

1- شوکنگ (Shuching) یا کتاب تاریخ
2- شی کنگ (Shihching) یا کتاب شاعری
3- یو (Yao) موسیقی
4- لی چائی (Lichi) یا کتاب رسومات مذہب-
5- یی کنگ (Yiching) یا کتب تغیرات-
6- چوان چاؤ (Chinchiu) وقائع بہار و خزاں-

Confucianism **کنفیوکشیت**

کنفیوکش (Confucuis) کا فکر- اس کے ایک شاگرد مینکوس (Mencuis) نے سماجی اونچ نیچ کی وجہ رضائے الٰہی بتلائی اس کے دو شاگرد ہون زو (Hun Tzo) نے مادیت کا فلسفہ بیان کیا جس کی رو سے آسمان فطرت کا حصہ ہیں اور شعور سے خالی- جن لوگوں کو تاؤ (Tao) (قوانین) کا علم ہو انہیں یہ علم ذاتی اغراض کے لئے صرف کرنا چاہئے- گیارہویں اور بارہویں صدی میں نوکنفیوکشیت (Neo-Confucianism) کا رواج ہوا اس کی رو سے دو بنیادی اصول ابھرے- لائی (Li) یعنی تعقلی تخلیقی اصول اور چائی (Chi) یعنی مادہ- لائی سے بلند اخلاقی پیدا ہوتی ہے اور چائی سے ہر قسم کی رذالت- ونگ ینگ منگ (Wang Yang Ming) (1528-1472) نے کنفیوکشیت کو موضوعی تصوریت میں بدل دیا- بڑے عرصہ تک بدھ مت اور تاؤ مت کے ساتھ کنفیوکشیت چین کی آئیڈیالوجی بنی رہی-

Confused

خلط ملط-

Confusion

افراتفری' انتشار' گڑبڑ' اختلاط' ارتباک' اختلال-

Congruity

مجانست-

Conjugation

سنجوگ' تزوج' پیوستگی' اقتران' تربط' تصریف' گردان (ق)

Conjunction

اقتران' مقارنہ' قران' اجتماع' جفتی' مجامعت' حرف عطف (ق)

Connexity

اتصال' پیوستگی' ارتباط' سلسلہ بستگی-

Connotation **تضمین**

تضمین سے مراد صفات ہیں لیکن ان صفات کی نوعیت مختلف طریقوں سے بیان کی جاتی ہے- 1- کسی جماعت کے تضمین سے مراد وہ ضروری صفات ہیں جس کی موجودگی میں اس کا نام مختلف ہوگا مثلاً انسان کی ضروری صفات میں حیوانیت اور عقل- اگر کسی فرد میں یہ خصوصیات موجود ہیں تو ہم اسے انسان کہیں گے لیکن اگر ان میں کوئی صفت کسی فرد میں نہیں تو وہ فرد

جماعت انسان میں داخل نہیں ہو سکتا۔

2- تضمین سے مراد ضروری صفات ہیں بلکہ وہ صفات جو بولنے والے کے دل میں اس وقت موجود ہوں جب وہ اس اسم کو استعمال کر رہا ہو اور یہ ضروری نہیں کہ یہ صفات صرف وہی ہوں جنہیں علما ضروری سمجھتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ایک گنوار نے کبھی 'حیوان ناطق' کے الفاظ تک نہ سنے ہوں لیکن باوجودیکہ اس کے لفظ انسان سے متعلق اس کے ذہن میں کوئی نہ کوئی تضمین یا دلالت وصفی ضرور موجود ہو۔ اس نظریہ کو تضمین زعمی بھی کہتے ہیں۔ یہ نقطہ نظر اضافی ہے۔ خارجی تضمین خواہ کچھ بھی ہو لیکن مختلف اشخاص اس کو استعمال کرتے وقت بالکل مختلف تضمین اپنے اپنے ذہن میں رکھ سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ تضمین کوئی مقرر اور متعین تصور نہیں بلکہ موقع بہ موقع یعنی مختلف اوقات پر اور مختلف اشخاص کے لئے مختلف ہوتا ہے۔

3- بعض منطقیوں کا خیال ہے کہ تضمین سے مراد نہ تو ضروری صفات ہیں اور نہ وہ صفات جو بولنے والے کے ذہن میں موجود ہیں بلکہ صحیح خیال یہ ہے کہ اس جماعت کی تمام صفات جو آج تک معلوم ہو چکی ہیں اور جو آئندہ معلوم ہوں گے اس کے تضمین میں شامل ہوں گے لہٰذا عالم سے عالم شخص کے ذہن میں بھی کسی اسم کا پورا تضمین موجود نہیں اور نہ ہو سکے گا کیونکہ انسانی علم کبھی درجہ کمال کو نہیں پہنچ سکتا۔ ارسطوی منطق میں پہلا نظریہ قبول کیا جاتا ہے اور تضمین سے مراد وہ تمام ضروری صفات لئے جاتے ہیں جن کی موجودگی میں کسی جماعت کو یا کسی فرد کو اس نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جن کی غیر حاضری میں وہ نام اس جماعت یا فرد کو نہیں دیا جاتا۔

Conscience **ضمیر**

معاشرے میں رہتے ہوئے جب انسان کو اپنی اخلاقی ذمہ داری کا احساس ہوتا ہے اور جب وہ اپنے اعمال کو نیک و بد قرار دیتا ہے تو اس سے ایک ہیجانی خلط پیدا ہوتی ہے جو سوسائٹی کے اخلاقی نقطہ نظر کی عکاسی کرتی ہے اسے ضمیر کہتے ہیں۔ اسے بعض ماہرین اخلاق نے پیدائشی اور خلقی بتایا ہے لیکن یہ غلط ہے۔ ضمیر اکتسابی ہے اور معاشرتی ماحول سے بنتی ہے جو لوگ ضمیر کو خدائی عطیہ سمجھتے ہیں وہ مذہب کا سہارا تو لے سکتے ہیں لیکن جدید نفسیاتی تحقیقات اس کے مخالف ہیں۔ فرائڈ (Freud) ضمیر کو سپرایغو (Super Ego) کہتا ہے۔ یہ ایغو کا وہ حصہ ہے جس کا فریضہ امتناعی اور تعزیری ہے۔ جو کام والدین اور ارباب اقتدار کرتے ہیں وہ کام ضمیر کرتی ہے۔ جن بچوں کے والدین سخت گیر ہوتے ہیں ان کی ضمیر بھی سخت گیر ہوتی ہے اور احساس گناہ (Sense of Guilt) کو پیدا کرتی ہے۔

Conscious

صاحب شعور، شعوری (ق)

Conscious Illusion Theory

شعوری التباس کا نظریہ

آرٹ کا نظریہ جس کی رو سے فن کی تخلیق اور تحسین میں خود فریبی ایک جزو لانیفک ہے۔ اس التباس سے انسان زندگی کے معمول (Routine) اور عملیت سے نجات پاتا ہے اور اس طرح زندگی میں ترو تازگی آتی ہے اور خود زندگی قابل برداشت بن جاتی ہے۔

Consciousness **شعور**

شعور کی تعریف ممکن نہیں کیونکہ ہر علم کی اساس شعور ہے۔ ہر انسان شعور کو سمجھتا ہے اور اسے تحت الشعور اور لاشعور سے جدا کرتا ہے۔ لیکن اگر تعریف کے لئے کہا جائے تو وہ اپنے عجز کا اعتراف کرے گا۔ شعور ایک قسم کی آگہی ہے جو انسان کا خاصہ ہے اور باقی تمام مخلوقات اس سے محروم ہے۔

شعور کی تحلیل کرتے وقت شعور کے عمل کو شعور کی مافیہ سے علیحدہ نہیں کر سکتے ہیں یا خود شعور کے تین پہلو وقوف، تاثر اور طلب بتلا سکتے ہیں۔ کوئی سا شعوری تجربہ لیں اس میں یہ تینوں پہلو نکل آئیں گے۔ پھول کی

تعریف کرتے وقت پہلے پھول کا علم ضروری ہے۔ یہ وقوفی پہلو ہے۔ جب اس سے لطف اٹھاتے ہیں تو یہ تاثری پہلو ہے اور اگر اسے توڑ کر کسی کو پیش کرتے ہیں تو یہ طلبی پہلو ہے ان تین عوامل کی مزید تحلیل کی جاتی ہے اور کئی ذیلی اور ماتحت عوامل نکل آتے ہیں۔ شعور کو علم یا تحلیل کرنے کا طریقہ مطالعہ باطن (Introspection) ہے۔

Consciousness, Field of **ساختِ شعور**

وہ تمام اشیا جو کسی خاص وقت شعور میں موجود ہوں وہ ساخت شعور بناتی ہیں کچھ اشیا کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے اور کچھ بطور پس منظر موجود ہوتی ہیں۔ مثلاً جو اشیا توجہ کا مرکز ہوں وہ تو شعور کے مرکز میں ہوں گی اور جو اشیا تحت الشعور میں ہوں ان کی حیثیت حاشیائی ہوگی۔ مثلاً اگر میں پڑھنے میں مصروف ہوں تو کتاب کو مرکزی حیثیت حاصل ہوگی اور کرسی جس پر بیٹھا ہوں اس کی حیثیت حاشیائی (Fringi of Consciousness) ہوگی۔

Consciousness in general

شعور عمومی (ق)

Consectarium **فیصلہ**

صرف سسرو (Cicero) نے اس اصطلاح کو استعمال کیا ہے اور اس کا مطلب ہے منطقی نتیجہ۔ یعنی مقدمات سے جو نتیجہ منطقی طور پر نکلے گا وہ فیصلہ کہلائے گا۔

Consensus Gentium **اتفاق عامہ**

صداقت کا ایک معیار ہے۔ جسے سب ٹھیک سمجھتے ہوں وہ ٹھیک ہو گا۔ اجماع امت اس کی ایک شاخ ہے۔ مور (Moore) اپنے فہم عامہ (Common Sense) کے فلسفہ میں فہم عامہ کو صداقت کا معیار بتاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جن حقائق پر لوگوں کی فہم عامہ کا اتفاق ہو وہ صحیح ہوں گی۔

Consent

رضا، رضامندی (ق)

Consentience

شعور سادہ (ق)

Consequence

نتیجہ، عاقبت، اہمیت (ق)

Consequence-Logic **منطق عواقب**

ایک قسم کی منطق جس کے اساسی تصورات عاقبہ (Consequence) غیر عاقبہ (In Consequence) اور موافقت (Compatibility) ہیں صوری اور ریاضیاتی ہے۔ اسے منطق توافق (Consistency Logic) بھی کہتے ہیں۔

Consequent **موخر**

شرطیہ جملہ کے دو جزو ہوتے ہیں ایک 'اگر' کے ساتھ ہوتا ہے اور دوسرا 'پس' 'لہٰذا' 'تو' سے اور کبھی بغیر کسی لفظ کے 'اگر' کے ساتھ جزو 'مقدم' کہلاتا ہے اور دوسرا 'موخر'، مثلاً اگر الف 'ب ہے تو س' پ ہے پہلا جزو اگر الف ب ہے' مقدم ہے اور تو س' پ موخر ہے۔

Consilience

ہم جستگی، توام (ق)

Consistency **توافق، عدم تضاد**

صحت قضایا کے دو اصول ہیں ایک صوری اور دوسرا مادی۔ صوری اصول توافق یا عدم تضاد کا اصول ہے یعنی اگر منطقی نظام کی قضایا میں تضاد نہ پایا جائے تو یہ اس کی صحت کی ضمانت ہے۔ استخراجی نظام کی بنیاد اسی اصول پر ہے۔ لہٰذا منطقی نظام کو جب موافق کہا جائے گا اگر وہ تضاد سے خالی ہو یا اگر اس کے کلی اصول کی نفی سے اس نظام کا اصول نہ نکل آتا ہو۔

تصوریتی فلسفہ کا بنیادی اصول یہی ہے۔ بریڈلے (Bradley) اور ٹیلر (Tayler) کا فلسفہ اس اصول پر

مطابق کی عمارت تعمیر کرتا ہے۔

Consistency

استواری، توافق (ق)

Consistency proofs

اثبات استواری، توافق۔

Constant ساکن

ریاضیاتی منطق میں ساکن اور متغیرات ہوتے ہیں مثلاً مندرجہ ذیل فارمولا میں۔

(ب-ا)(ب+ا)=ب+ا

ا اور ب تو متغیرات ہیں کیونکہ انہیں کوئی قیمت دی جا سکتی ہے لیکن +، ت، ( ) ساکن ہیں ان کے مفہوم متعین ہیں اور ان کی قیمت مقرر ہے۔

Constant

ثابت، استوار، مستقل، غیر متغیر (ق)

Constituted

ساختہ (ق)

Constitution

ترتیب، تشکیل، دستور، آئین، ساخت، مزاج، سرشت، اجزائے ترکیبی، کیمیائی ترکیب (ق)

Constitutive ترکیبی

قیاس (Syllogism) کے لئے دو معیار ہیں ایک ترکیبی اور دوسرا علمی (Epistemic) ترکیبی کا تعلق مقدمات کی ساخت اور مقدمات کے باہمی رشتوں پر ہے۔ ان کی وجہ سے منطقی طور پر صرف ایک ہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے مثلاً

تمام انسان فانی ہیں
زید ایک انسان ہے

ان مقدمات سے 'زید فانی ہے' کا نتیجہ تو نکل سکتا ہے لیکن 'گھاس ہرا ہے' کا نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا۔ یہ ترکیبی معیار کے خلاف ہے۔

Constitutive

ترکیبی، اساسی (ق)

Construct, Imaginative

تخیلی ساخت، عمل، تعمیر، ربط یا ترتیب۔

Construction تعمیر

تخیلی عمارت بنانے کا عمل یا اس عمل کا حاصل، تعمیر اور مفروضہ ملتے جلتے عمل ہیں۔ لیکن مفروضے میں کوشش کی جاتی ہے کہ حقیقت کی نقاب کشی ہو اور تعمیر محض خیالی اور بسا اوقات بے اصول ہوتی ہے۔

Construction, Psychological

نفسیاتی تعمیر

تجربات کو اکٹھا یا یکجا کرنے کے لئے فہم عامہ کا یا فلسفیانہ تخیلات کا ڈھانچہ۔ مفروضہ کا اساس تو حقائق پر ہوتا ہے لیکن تعمیری حقائق کو درخور اعتنا نہیں سمجھا جاتا۔ تعمیر کی بنیاد تخیلات پر ہوتی ہے اور اس سے تخیلات کی تشفی ہوتی ہے اور خود انسان کو تکلیف ہوتی ہے۔ زندگی اور کائنات کے متعلق جو نظریئے مذہب یا فلسفہ نے بنائے ہیں ان کو بعض لوگ منطقی عمارتیں کہتے ہیں۔ ان سے انسانوں کو تسکین ہوتی ہے۔

Constructive Method

تعمیری (عمومی) طریقہ

سائنسی نظریات کی استخراجی تعمیر کا ایک نظریہ۔ یہ طریقہ اس وقت ابھرا جب ریاضیات کے متعارفاتی طریقہ (Axiomatic Method) سے مشکلات پیدا ہو گئیں اور یہ طریقہ عددی نظریہ کی گتھیاں نہ سلجھا سکا۔ متعارفاتی طریقے میں متعارفات بہت زیادہ ہوتے ہیں لیکن تعمیری طریقے میں ان کی تعداد کو کم کیا جاتا ہے۔ پھر چند ایک اصولوں کی مدد سے ان متعارفات سے نتائج نکالے جاتے ہیں۔ ان اصولوں کا تعلق ریاضیاتی استقرا سے ہوتا ہے۔

Contemplation مراقبہ، خوض

معرفت کی ایک منزل جہاں پر جزوی یا کلی طور پر عالم

اور معلوم کی تمیز مٹ جاتی ہے اور عالم خود اپنی شخصیت سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ یہ معرفت کی تیسری منزل ہے۔ سب سے پہلی وقوف (Cognition) کی ہے اور درمیانی غور (Mediations) کی یہ تقسیم وکٹر ہیگو (Victor Hugo) نے پیش کی ہے۔

آج کل خوض کا مفہوم بدل چکا ہے۔ الیگزینڈر (Alexander) کہتا ہے کہ خوض سے مراد اشیا کا علم ہے اور بس۔ اس کا کوئی صوفیانہ مفہوم نہیں۔

امکان **Contengency**

امکان کے وسیع معنی بھی ہیں اور محدود بھی۔ وسیع معنوں میں ہر اس واقعہ یا فعل کو امکان کہہ دیں گے جو واقع بھی ہو سکتا ہے اور نہیں بھی ہو سکتا۔ اگر واقع ہو تو کوئی جواز نہیں پیش کیا جا سکتا اور اگر واقع نہ ہو تو بھی کوئی جواز پیش نہیں کیا جا سکتا۔ امکان میں کوئی ندرت نہیں ہوتی۔

امکان کا حوالہ ضرور ہوتا ہے لہٰذا امکانات کی دو قسمیں ہیں۔ منطقی امکانات اور طبعی امکانات۔ پہلا امکان قوانین منطق کے حوالے سے ہے اور دوسرا قوانین قدرت کے حوالے سے۔ پہلی صورت میں منطق کے قوانین اس امر کو مکمل طور پر بیان نہیں کر سکتے کہ کیوں کوئی چیز ایسی ہے جیسی کہ وہ دراصل ہے اور دوسری صورت میں قوانین قدرت ایسی تشریح پیش کرنے سے عاجز آ جاتے ہیں محدود معنوں میں امکان سے مراد ایک شے کا دوسری شے پر منحصر ہونا ہے یعنی اگر پہلی واقع ہو گی تو دوسری واقع ہو گی وگرنہ نہیں۔

مابعد الطبیعیات میں امکان کو جبریت کی ضد خیال کیا جاتا ہے۔ جبریت میں لزومت ہے جو امکان میں نہیں۔ امکان میں آزادی اور ندرت کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

Content of Consciousness

مافیہ یا مواد شعور۔

Contextual definition

سیاقی تعریف۔

Contiguity, Association of

ایتلاف بہ مقاربت

خیالات و افکار کا ایتلاف کئی طریقوں سے ہو سکتا ہے ان میں سے دو ارسطو کے نزدیک بنیادی ہیں۔ یا تو ان خیالات میں مقاربت زمانی ہونی چاہئے یا مقاربت مکانی۔ تب ارسطو کے مطابق ایتلاف پیدا ہو گا۔ مثلاً دو واقعات ایک ہی وقت یا ایک دوسرے کے بعد واقع ہوتے ہیں تو ان میں ایتلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر دو واقعات ایک ہی جگہ پر واقع ہوئے ہیں تو ان میں تلازم قائم ہو جاتا ہے۔

ضبط نفس **Continence**

ارسطو کے مطابق خواہشات کو عقل کے تابع رکھنا ضبط نفس ہے اسے وہ محنت سے الگ کرتا ہے۔ ضبط نفس میں عقل اور خواہشات کے درمیان رسہ کشی ہوتی ہے جو محنت میں نہیں ہوتی۔

استمرار **Continity**

ریاضیات میں استمرار کی مثال اعداد ہیں جو ایک سلسلہ بناتے ہیں اور جن کے مابین رشتہ ہے 'اس سے زیادہ نہیں' 'Not Greater than' جیومیٹری کے بموجب خط مستقیم میں بھی نقاط کا استمراری نظام ہے اور یہ نظام اعداد سے ملتا ہے۔

ریاضیات میں استمراری اصطلاح تفاعل (Function) کے لئے بھی استعمال ہوتی ہے۔

مستمر **Continuant**

یہ اصطلاح جانسن (Jhonson) کے ہاں پائی جاتی ہے جو ارسطو کی اصطلاح جوہر سے ملتی جلتی ہے۔ یہ اپنی جگہ پر مستقل ہے جبکہ دوسری چیزیں بدلتی رہتی ہیں۔ جانسن کہتا ہے کہ موجودات یا تو مستمر قسم کی ہے یا وقوعی (occurant) قسم کی۔ اول الذکر ثابت اور مستقل ہے موخر الذکر عارضی اور تغیرپذیر۔ ہر وقوعی کا حوالہ کسی مستمر کی طرف ہوتا ہے یعنی اگر مستمر ہو گی تو وقوعی ہو گی ورنہ نہیں۔

ہر مستمر وقوعی احوال کا مجموعہ ہے لیکن وقوعی احوال

کے ہر مجموعہ کو مستر نہیں کہیں گے۔ اس مجموعہ میں وحدت ہونی چاہئے اور وحدت کی بنا قانون علیت پر ہونی چاہئے۔

Continuum, Sensory

حسی یا حساسوی سلسلہ (ق)

Contraction of agenusr species

انقباض (سکڑاؤ) جنس، نوع، فرع، یا وضع

Contradiction in adjecto

تضاد فی الصفت یا تخالف فی الاوصاف۔

Contradiction تناقض

مارکسی فلسفہ میں تناقض جدلیات کا اساسی مقولہ ہے۔ اس سے حرکت کے مرکزی منبع اصول حیات و ارتقا کا پتہ چلتا ہے۔ جدلیات اس امر کو تسلیم کرتی ہے کہ تناقض مظاہر فطرت کا خاصہ ہے اور اس کا وجود اشیاء کے جوہر میں پایا جاتا ہے۔ جدلیاتی تناقض اور منطقی تناقض میں فرق ہے۔ اول الذکر تو خیالات، نظریات اور تحریکوں میں پایا جاتا ہے۔ موخر الذکر انتشار ذہنی اور عدم استقامت کا نتیجہ ہے۔

Contradiction, Law of قانون تناقض

ارسطوی منطق میں فکر کے تین بنیادی اصول ہیں ان میں سے ایک یہ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر ایک ہی قضیہ کو بیک وقت سچا کہا جائے اور جھٹلایا بھی جائے تو یہ ٹھیک نہیں ہو گا کیونکہ اس سے تناقض پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً الف بیک وقت ب اور غیر ب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ب اور غیر ب ایک دوسرے کے ننقیض ہیں دوسرے الفاظ میں اجتماع ننقیض محال ہے۔ علامتوں میں اس قانون کو ایسے لکھیں گے۔

سے مراد 'اور' اور '__' سے مراد نفی۔ یعنی الف اور الف کی نفی غلط ہے۔ یہ قانون منطق اور ریاضیات کی جان ہے۔ جب کسی سسٹم میں صوری اضداد پیدا ہو جاتے ہیں تو اس کی اصطلاح کی ضرورت ہوتی ہے یا اسے ترک کرنا پڑتا ہے۔ صوری اضداد اس طرح پیدا ہوتے ہیں کہ سسٹم میں الف اور غیر الف دونوں نتائج اخذ کئے جا سکتے ہیں یا دونوں الف اور غیر الف کو سچا ثابت کیا جا سکتا ہے۔

Contrapletes

تکمیلی ضدین (ق)

Contraposition عکس النقیض

یہ استنتاج بدیہی جہتی کی قسم ہے اور عدل اور عکسوں کے عملوں سے مرکب ہے پہلے تو مقدمہ کا عمل لیا جاتا ہے پھر اس عدل کا عکس۔ اس طرح مقدمہ کے محمول کا نقیض، نتیجہ کے موضوع کا کام دیتا ہے۔

فرض کیا مقدمہ ہے۔

تمام حسن ک ہیں

اس کا عدل ہو گا

کوئی حسن غیر ک نہیں

اب اس کا عکس ہو گا

کوئی غیر ک حسن نہیں

اور یہ عکس النقیض ہے۔

Contraries

اضداد، ضدین (ق)

Contrast

تقابل، بین فرق، تبائن (ق)

Contrary تضاد

یہ استنتاج بدیہی نسبتی کی ایک قسم ہے۔ نسبتی میں ایک مقدمہ ہوتا ہے اور ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سچ ہے یا جھوٹ ہے۔ اس سے ہم نے یہ اندازہ کرنا ہوتا ہے کہ اگر اور قضیہ لئے جائیں جن کے اطراف تو وہی ہوں لیکن جن کی کیفیت اور کمیت مقدمہ معلومہ سے مختلف ہو تو کیا وہ نئے قضیے سچ ہوں گے یا جھوٹ۔ تضاد میں دونوں قضیے کلیہ ہوتے ہیں۔ ایک موجبہ ہوتا ہے اور دوسرا سالبہ اور دونوں کے موضوع اور محمول

ایک ہی ہوتے ہیں اگر ان میں ایک صادق ہو تو دوسرا کاذب ہو گا۔ لیکن اگر ایک کاذب ہو تو دوسرا مشکوک ہو گا مثلاً

تمام س، پ نہیں

کوئی س، پ نہیں

یہ متضاد قضیے ہیں۔ ان میں سے اگر ایک سچا ہے تو دوسرا جھوٹا ہے۔ لیکن اگر ایک جھوٹا ہے تو دوسرے کے صدق و کذب کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

قدیم یونانی فلسفہ کی رو سے حرکت اور تغیر کے اصول قدرت میں تضاد کی بدولت تھے مثلاً محبت اور کشمکش، حرکت اور سکون۔ بالفعلیت اور بالقوائیت تضاد ہیں جو فطرت میں شروع سے موجود ہیں۔ حرکت بشمیہ دو تضاد کے درمیان ہوتی ہے۔

Contrast, Association by
ایتلاف بہ تقابل

خیالات اور افکار میں ایتلاف تقابل سے بھی ہو جاتا ہے۔ ایک شے اپنی ضد کو یاد دلا سکتی ہے مثلاً حسین چیز، گھناؤنی چیز سے وابستہ ہو جائے گی۔ خیر اور شر۔ صحیح اور غلط، صفائی اور گندگی۔ ایک دوسرے سے منسلک ہو جاتے ہیں اور جب ایک یاد آتا ہے تو دوسرا بھی یاد آ جاتا ہے۔

Convention **رسوم**

اگر قضایا کی صداقت کا انحصار حقائق پر نہ ہو بلکہ رسم و رواج پر تو یہ رواجی صداقت کا معیار رسم و رواج ہوتا ہے سوفسطائیوں کا خیال تھا کہ اخلاقی اور سیاسی قوانین محض رواجی ہوتے ہیں ان کے پیچھے کوئی منطقی جواز نہیں ہوتا۔

Convention

رواج (ق)

Conventionalism **رسمیت**

منطقی اثباتیت (Logical Positivism) اور کاریت (Operationalism) کے زیر اثر کئی فلسفیوں اور منطقیوں کا خیال ہے کہ غیر تجربی سچائیوں، منطقی صداقتوں اور قضایا کی حقانیت کا انحصار لسانی اور مسلماتی رسم و رواج پر ہے اس لئے مطلق کہنا درست نہیں۔ یہ پائنکیر (Poincare) کا نظریہ ہے۔ منطقی اثباتیوں کا دعویٰ ہے کہ متعارفات رسمی ہوتے ہیں لہٰذا وہ تغیر پذیر ہیں اور جو نظام ان پر مبنی ہو وہ بھی تغیر پذیر ہے۔

Conversion **عکس**

استنتاج بدیہی جہتی کی ایک قسم ہے۔ عکس سے مراد قضیہ کا الٹ لینا ہے یعنی اس کا موضوع محمول بن جاتا ہے اور محمول موضوع۔ ایسی تبدیلی کرتے وقت قضیہ کی کیفیت یکساں رکھنی ہو گی اور معکوس یعنی نتیجہ میں کوئی ایسی طرف جامع نہ ہو گی جو معکوس منہ یعنی مقدمہ میں جامع نہ تھی مثلاً

تمام ص، ک ہیں

کا عکس ہو گا

یعنی ک، ص میں

Coordinates

ہم مرتبہ، ہم رتبہ، یکساں، ہم صفت۔

Copenhagen School
کوپن ہیگن مکتب فکر

طبعی سائنسدانوں کا ایک گروہ جس نے مقداری کیمیا میں اثباتی طریق کار اختیار کیا۔ اس گروہ میں بوہر (Bohr) اور ہائز برگ (Heisanberg) شامل ہیں۔ انہی لوگوں کی بدولت مقداری کیمیا کی نشوونما ہوئی اور اس کی ریاضیاتی ساخت کی تشریح ہوئی۔ یہ گروہ کوپن ہیگن میں 1920ء میں بنا۔ اس کے بعض اراکین کا خیال تھا کہ آلات میں گڑبڑ واقع ہوئی ہے جس پر قابو نہیں پایا جا سکتا اور الیکٹرون کے کردار میں علیت نہیں پائی جاتی بلکہ آزاد ارادہ کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ کچھ لوگ اس پر معترض ہیں اور انہوں نے پرائی راہ اختیار کی ہوئی ہے۔

Copernicus, Nicolous

کوپرنیکس (1543-1473)

پولینڈ کا ماہر نجوم- شمسی مرکزی نظریہ کا بانی- اس نے ثابت کر دیا کہ نظام بطلیموس صحیح نہیں- زمین ساکن نہیں بلکہ سورج ساکن ہے اور سورج زمین کے گرد نہیں گھوم رہا بلکہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے- کوپرنیکس سے ایک نئے دور کا آغاز ہوتا ہے- سائنس مذہب سے آزاد ہو جاتی ہے اور اپنا راستہ خود تجویز کرتی ہے-

Copula **رابطہ**

اگر کسی قضیہ کی تحلیل منطقی طریقے سے کریں تو اس میں تین اجزاء نکلیں گے موضوع، محمول اور رابطہ مثلاً پھول خوبصورت ہیں' میں پھول موضوع ہے خوبصورت، محمول ہے اور میں' رابطہ ہے- منطق میں چھ رابطے تسلیم کئے جاتے ہیں وہ ہیں 'ہے'، 'نہیں ہے'، 'نہیں ہوں'، 'ہوں'، ' نہیں ہوں' یہ 'ہے'، کی مختلف شکلیں ہیں آج کل 'ہے'، کو ذو معنی لفظ سمجھا جاتا ہے- ابہام سے بچنے کیلئے اس کے ہر معنی کو الگ کیا جاتا ہے اور ہر معنی کیلئے الگ علامت ہے-

Corollary

فرعیہ، قضیہ فرعی (ق)

Corporative State

اجتماعی، شراکتی ریاست، دولت (ق)

Corrective Justice

اصلاحی انصاف، تادیبی عدل

Correlation, Sensory

حسی ہم رشتگی، حساسوی ارتباط

Correspondence **مطابقت**

فرض کیا کہ جماعت الف کے ارکان میں کوئی رشتہ 'ر' ہے اور جماعت ب کے ارکان میں بھی کوئی رشتہ 'ر' ہے- اب ب سے ذیلی جماعت 'ب' بناتے اس طرح کہ ب کے سارے ارکان جن میں 'ر' کا رشتہ الف کے ارکان سے ہے آ جائیں تو اس صورت میں ب کے ارکان اور الف کے ارکان میں مطابقت ہو گی- مثال کے طور پر سکہ کا چہرہ (Head) اور پشت (Tail) لیجئے جن میں مطابقت ہے-

Correspondence, Theory of Truth

صداقت کا نظریہ مطابقت

صداقت کے کئی نظریے ہیں- ان میں سے ایک یہ ہے اس کے مطابق قضایا اور حقائق میں یک یک (one-one) مطابقت ہوتی ہے یعنی اگر قضیہ ہو 'پھول خوبصورت ہیں' تو اس قضیہ کا حقائق سے عالم خارجی کا بطور اشیاء حصہ میں مطابقت ہو گی جسے منطق میں یک یک کہا جاتا ہے- اس مطابقت اور یک یک کی تشریح کسی فلسفی نے تسلی بخش طور پر نہیں کی- شروع میں منطقی اثباتی اس نظریہ کے حامی تھے- لیکن جب اعتراضات ہوئے تو انہیں یہ موقف چھوڑنا پڑا- اب وہ حقائق کی بات نہیں کرتے صرف زبان سے سروکار رکھتے ہیں-

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ قضایا کو صادق کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں حقائق کی صحیح عکاسی کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے-

Cosmic **کائنات**

انگریزی لفظ کا مطلب نظام اور ترتیب ہے- قدیم یونانیوں کا خیال تھا کہ کائنات میں نظم، اصول تقدیر سے لیا- افلاطون اور ارسطو نے تقدیر کے بجائے روحانی اصول ناؤس (Nous) اختیار کیا جو انصاف اور ہم آہنگی کا اصول تھا رواقیوں (Stoics) نے یہ اصول اپنی مابعد الطبیعیات کا ضروری جزو بنا لیا- دور وسطیٰ میں جب مذہب کا دور دورہ تھا- ناؤس کے بجائے خدا کا تصور آیا اور اسے ترتیب کائنات کا موجب قرار دیا گیا-

دور جدید میں یہ نظریہ سائنسدانوں کے ہاں ملتا ہے انہیں اس بات پر یقین ہے کہ دنیا میں ایک نظام ہے جسے طبیعیاتی اصولوں سے سمجھا جا سکتا ہے۔ اس یقین کے بل پر سائنس میں آئے دن نئے انکشافات ہوتے رہتے ہیں اور نئے نئے قوانین وضع ہوتے ہیں۔ ان قوانین سے قدرت کے نظام کا علم ہوتا ہے۔

مادہ پرستوں کی رو سے کائنات سے مراد غیر محدود مادہ ہے جو زمان و مکان میں ہے اور جس میں حرکت کی صلاحیت موجود ہے۔ کائنات میں زمین کا شمار ہو گا۔ ہمارے نظام شمسی کا۔ ہمارے مجرہ (Galaxy) اور دیگر مجرہات کا۔ بعض دفعہ کائنات سے مراد تمام عالم نہیں لیا جاتا بلکہ وہ حصہ قوانین کے قریب ہے۔ اس صورت میں زمین اور کائنات کے درمیان حد فاصل واضح نہیں رہتا۔

Cosmogeny تکونیات

تکوین کائنات کے متعلق نظریہ۔ تقریباً ہر قوم اور نسل کا تکوین کائنات کے بارے میں اپنا مخصوص نظریہ ہے۔ لیکن اختلافات کے باوجود ہر ایک کائنات کا ہونا کسی ایک اصول یا شے کو بتلاتا ہے۔ یہ اصول یا شے پانی، سمندر، ہوا، زمین، کیچڑ، انڈا دیو یا کوئی روحانی حقیقت مثلاً مطلق، خدا وغیرہ ہو سکتا ہے۔ کائنات کے ارتقا کے مختلف منازل ہیں ابتدا تو خود مختار شے سے ہوتی ہے لیکن بعد میں کوئی اصول کارفرما نظر آتے ہیں۔ ان تکونیات کا اخلاق سے کوئی واسطہ نہیں اور نہ ہی ان کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ کائنات کی تہہ میں کوئی پلان ہے تقریباً سب تکونیات کا عقیدہ ہے کہ کائنات ازلی نہیں بلکہ اس کی ابتدا کسی خاص وقت ہوئی۔ یہ نامکمل حالت سے مکمل حالت کی طرف رواں دواں ہے۔ شروع میں انتشار تھا۔ اس انتشار میں نظم لایا گیا اور آخر کار انسان پیدا ہوا۔ جو اپنی سرشت میں بشری قوتوں کے ساتھ الوہیاتی قوتیں بھی رکھتا ہے۔ جو مذاہب ثنویت میں یقین رکھتے ہیں ان کے ہاں دو اصول ہیں نیکی اور بدی کا یا روشنی اور تاریکی کا۔ ان کے اضداد یا تصادم سے کائنات میں رنگا رنگی اور تنوع نمودار ہوتا ہے۔

Cosmological Argument کونیاتی دلیل

ہستی باری تعالیٰ کے بارے میں یہ ایک ثبوت ہے کہ اس کا آغاز کائنات سے ہوتا ہے کہا جاتا ہے کہ ہر معلول کی علت چاہیئے۔ اس کائنات کی بھی علت ہونی چاہیئے اور یہ علت ایسی ہو کہ خود اسے کسی علت کی ضرورت نہ ہو۔ کیونکہ اگر علت و معلول کا سلسلہ لامتناہی ہو گا تو یہ فلسفیانہ لحاظ سے ممکن نہیں۔ ایسی علت جس پر علت و معلول کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے خدا ہے پس خدا علت اولیٰ ہے اور اس کا وجود تکوین کائنات کے لئے ضروری ہے۔

Cosmology کونیات

فلسفہ کی وہ شاخ جو کائنات کی ابتدا اور ساخت کے متعلق بحث کرتی ہے اس کا رقبہ یا میدان (یعنی موضوع) وہاں سے شروع ہوتا ہے جہاں علم النجوم ایک طرف طبیعیات سے ملتا ہے اور دوسری طرف فلسفہ سے۔ قدما کے نزدیک کونیات کا مقصد اس کائنات میں انسان کا مقام متعین کرنا تھا چنانچہ زمین مرکزی کونیات نے انسان کو اشرف المخلوقات کا مقام دیا۔ یہ نظریہ کوپرنیکس کی تحقیقات سے بدلنا پڑا اور شمس مرکزی نظریہ قائم ہوا۔ جب نیوٹن (Newton) نے کشش ثقل کا اصول دریافت کیا تو سائنسی نظریہ اور بھی بدل گیا اب کونیاتی مسئلہ نے تجاذبی رنگ اختیار کر لیا۔ اس سے کئی اشکال پیدا ہو گئے جو نظریہ اضافیت نے دور کئے ہیں۔ اس سے تصورات کی تعریفیں بدل گئی ہیں اور سائنسی ڈھانچہ میں کئی تبدیلیاں آ گئی ہیں۔

Cosmoplitanism جگ دیسی

قدیم یونانی فلسفہ میں کلبیوں (Cynics) نے کہا کہ خاندان اور قبیلے بالکل مصنوعی ہیں اور دانشمند آدمی انہیں چھوڑ کر جگ دیس ہوتا ہے۔ سیرنیوں

(Cyrenics) نے بھی یہ خیال اپنایا۔ بعد میں یہ نظریہ رواقی (Stoic) فلسفہ کا ستون بن گیا۔
مارکسی کہتے ہیں کہ یہ نظریہ سامراجی ہے۔ اس کے ذریعے سامراجی اقوام تمام دنیا پر حکومت قائم کرنا چاہتی ہیں اور قومی جذبہ کو دبا کر عوام کے انقلابی جذبہ کو کچلنا چاہتی ہیں۔

Cosmopolis

بین الاقوامی شہر جگ دیس (ق)

Cosmos

کائنات

انگریزی لفظ کا مطلب نظام اور ترتیب ہے۔ قدیم یونانیوں کا خیال تھا کہ کائنات میں نظم اصول تقدیر سے لیا۔ افلاطون اور ارسطو نے تقدیر کی بجائے روحانی اصول ناؤس (Nous) اختیار کیا جو انصاف اور ہم آہنگی کا اصول تھا۔ رواقیوں (Stoicr) نے یہ اصول ایسی مابعد الطبیعات کا ضروری جزو بنا لیا۔ دور وسطیٰ میں جب مذہب کا دور دورہ تھا۔ ناؤس کی بجائے خدا کا تصور آیا اور اسے ترتیب کائنات کا موجب قرار دیا گیا۔
دور جدید میں یہ نظریہ سائنس دانوں کے ہاں ملتا ہے۔ انہیں اس بات پہ یقین ہے کہ دنیا میں ایک نظام ہے جسے طبیعیاتی اصولوں سے سمجھا جا سکتا ہے۔ اسی یقین کے بل بولتے پر سائنس میں نت آئے دن نئے انکشافات ہوتے ہیں اور نئے نئے قوانین وضع ہوتے ہیں۔ ان قوانین سے قدرت کے نظام کا علم ہوتا ہے۔
مادہ پرستوں کی رو سے کائنات سے مراد غیر محدود مادہ ہے جو زماں و مکاں میں ہے اور جس میں حرکت کی صلاحیت موجود ہے۔ کائنات میں زمین کا شمار ہو گا۔ ہمارے نظام شمسی کا۔ ہمارے مجرہ (Qalasay) اور دیگر مجریات کا۔ بعض دفعہ کائنات سے مراد تمام عالم نہیں لیا جاتا بلکہ وہ حصہ جو اس کے قریب ہے۔ اس صورت میں زمین اور کائنات کے درمیان حد فاصل واضح نہیں رہتا۔

Cosmos

کائنات، کون، عالم، نظام عالم (ق)

Cosmothetic Idealism

کون المیاتی تصوریت

اس نظریہ کا اشارہ ڈیسکارٹ (Descartes) اور لاک (Locke) کی ثنویت کی طرف ہے۔ اس سے مراد یا تو یہ ہے کہ نفوس اور مادی اشیا دونوں حقیقی ہیں یا یہ کہ نفس کی اشیا تک رسائی ممکن نہیں اس لئے اشیا کا ادراک محض استحضاری ہوتا ہے اور بالواسطہ۔

Counterpoint

امدادی نغمہ (ق)

Counting

شمار، حساب، گنتی۔

Courage **شجاعت**

افلاطون کے امہات فضائل میں سے ایک فضلیت۔ اس کی باری حکمت کے بعد آتی ہے۔ اگر حکمت سے علم و فکر حاصل ہوتا ہے تو شجاعت سے خوف و الم اور تحریص کی لذت کی مدافعت حاصل ہوتی ہے۔ شجاعت فی نفسہ خیر نہیں۔ صرف وہی شجاعت اخلاقی خوبی کی ضامن ہو گی جو فعلی یا انفعالی ہو۔ اول الذکر کی بدولت انسان تکالیف سے نہیں گھبراتا۔ ثانی الذکر کی بدولت تکالیف کو عمل سے برداشت کیا جاتا ہے۔ فعل شجاعت کی مثال حضرت امام حسین کی شہادت میں ملتی ہے اور انفعالی شجاعت کی مثال حضرت ایوبؑ کے صبر میں۔

Cournot, Antone Augustin

انٹونی آگسٹن کورناٹ (1887-1801)

فرانسیسی ریاضی دان ماہر معاشیات اور فلسفی۔ وہ کہتا تھا کہ کائنات میں نظم اور اتفاقات، ترتیب اور بے ترتیبی دونوں اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں۔ انسانی علم یقین کے درجے تک تو نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن اگر احتمالیت (Probability) کا درجہ بڑھاتے جائیں تو یقین کے قریب پہنچ سکتے ہیں۔ کورناٹ نے احتمالیت میں خاصہ

قابل قدر کام کیا ہے اور معاشیات میں احتمالیت کا اعلان کیا ہے۔

Cousin, Victor (1867-1792) وکٹر کزن

فرانسیسی تصوریتی فلسفی۔ اسی کی وجہ سے فرانسیسی فلسفہ نے محسوساتی (Sensationalised) موقف کو چھوڑ کر رومانی موقف اختیار کیا۔ خود اس کے فلسفہ پر شیلنگ (Shelling) ہیگل (Hegel) اور لائبنیز (Leibniz) کا گہرا اثر تھا۔ وہ فلسفہ کی بنیاد شعور کے تجزیہ پر رکھنے کا خواہاں تھا۔ سوربان (Sorbonne) کی یونیورسٹی میں 1815ء سے 1832ء تک پروفیسر رہا اس کے فلسفہ نے فرانسیسی فلسفہ پر گہرے نقوش چھوڑے۔

Couturat, Louis
لوئس کوٹوریٹ (1914-1868)

فرانسیسی فلسفی اور منطقی۔ اس نے رسل (Russell) اور وائٹ ہڈ (Whitehead) کی منطق ریاضیات کو مقبول بنایا۔ لائبنیز (Leibniz) کے منطق احصا پر تحقیقات کیں اور لائبنیز کے منطقی اور ریاضیاتی مقالے شائع کئے۔ اسی کتاب احصاء منطق (Algebra of Logic) میں اس نے روسی ریاضی دان پورسکی (Poretsky) سے استفادہ کیا۔ رسل اور وائٹ ہیڈ کی اصول ریاضیات کا ضمیمہ لکھتے وقت وہ ان دونوں کے موقف سے آگے بڑھ گیا۔ اس نے پائنکیر (Poincare) کے نیم کانتیت (Semi-Kantian) نظریہ ریاضیات پر بھی اعتراضات کئے۔

Cratylus of Athens

کریٹیلس آف ایتھنز۔

Creation تخلیق

کسی شے کا خود بخود عدم سے ہستی میں آ جانا یا کسی ایسی ہستی کے طفیل آنا جو اس کی کفیل بن سکے۔ بعض مذاہب کا عقیدہ ہے کہ تمام کائنات جاندار اور بے جان اشیاء سمیت صرف کن کہنے سے معرض وجود میں آ گئی۔

Creative Theory of Perception
ادراک کا تخلیقی نظریہ

اس نظریہ کے بموجب معطیات ادراک کا خود مختار وجود نہیں ہوتا۔ ان کا وجود ادراک کے وقت ظاہر ہوتا ہے اور ادراک کے خاتمہ پر غائب ہو جاتا ہے۔ ڈیسکارٹ (Descartes) لاک (Locke) بارکلے (Berkley) اور لائبنیز (Leibnize) کا یہی نظریہ ہے۔

Creative Work تخلیقی کام

انسانی فعلیت کا نام ہے جو نئے اور اچھوتے مادی اور روحانی اقدار کی تولید کرتا ہے۔ اس سے زندگی کے نئے تقاضے پورے ہوتے ہیں اور زندگی کی نئی راہیں کھلتی ہیں۔ مارکسیوں کے نزدیک مادی سائنسی حالات سے ہر قسم کے اقدار پھوٹتے ہیں اور محنت خواہ وہ مزدور کی ہو یا انجینئر یا مصور یا سائنسدان کی نئے اقدار کی ضامن بنتی ہے۔ تصوریتوں میں افلاطون تخلیق کو الہی ضبط کہتا ہے۔ شیلنگ (Schelling) اسے شعور سے لاشعور تک حرکت کا نام دیتا ہے۔ ہارٹ مین (Hartmann) کے نزدیک یہ لاشعور کا حیات بخش سانس ہے۔ برگسان (Bergsan) اسے متصوفانہ بصیرت کہتا ہے اور فرائڈ (Fraud) اسے جبلات کا اظہار سمجھتا ہے۔ مارکسزم لینن ازم کے نزدیک تخلیق ایسا فعل ہے جس میں انسان کی تمام روحانی قوتیں شریک ہوتی ہیں۔ تخیل کا بھی ہاتھ ہوتا ہے اور عبارتوں کا بھی۔ تربیت اور عمل کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

Credo quia absurdumest

میں اس کو عبث ہونے کے باعث مانتا ہوں۔

Credout intelligam

میں معتقد ہوں تاکہ سمجھوں۔

Creighton, James Edwin

جیمز ایڈون کریٹس۔

Crescas, Don Hasdai

ڈون ہسدائی کریسکاس۔

Criterion معیار

محاسبہ، محاکم یا تنقید کے لئے کوئی اساس، وجہ یا دلیل۔ کسی شے کی صفت متعین کرتے وقت کسی کسوٹی سے کام لینا۔ مثلاً صداقت، خوبصورتی اور چیز کا فیصلہ کرتے وقت معیارات کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ منطق میں عدم تضاد کا معیار ہے۔ عملیات میں حواس، تقابل اور عقل کا۔ مابعدالطبیعیات میں تطابق، استخصاریت، عجلت اور التحام کا۔ مذہب میں ایمان، الہام اور معجزات کا۔ اخلاقیات میں مسرت، مرغوبیت، افادیت، غرض اور ضمیر کا اور جمالیات میں دلچسپی، تشفی، افادیت، ہم آہنگی اور لطف اندوزی کو۔

مارکسزم کی رو سے معیار کو معاشری تجربہ کرنا چاہئے۔ سائنسی نظریات کی توثیق عمل سے ہوتی ہے۔ یعنی زراعت، صنعت یا سیاست کے عملی تقاضوں سے۔ توثیق کے طریقے ایک جیسے نہیں مثلاً طبعی سائنسوں میں توثیق کا ذریعہ مشاہدہ۔ پیائش اور ریاضیاتی طریقے ہیں۔ توثیق سے کوئی شے پایہ یقین کو نہیں پہنچ جاتی۔ معاشری تجربی بڑھتا رہتا ہے اور تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے سائنسی نظریات جو ایک زمانے کے معاشری تجربے پر پورے اترتے تھے فیل ہو جاتے ہیں۔ جب معاشری تجربہ بڑھتا ہے یا بدل جاتا ہے لہذا کوئی معیار مستقل اور لازمان نہیں۔

Criterian, Ethical اخلاقی معیار

اخلاقیات میں اہم ترین مسئلہ فضلیت، راستی یا خیر کا معیار دریافت کرنا ہے۔ اس کو اخلاقی معیار یا اخلاق کا اصول اول یا خیر عظیم کہا جاتا ہے مثلاً کانٹ کے حکم اطلاقی کو راست روی کا معیار کہہ سکتے ہیں۔ جب ایسا معیار دستیاب ہو جاتا ہے تو اس کی موجودگی سے افعال یا اشیاء نیک بن جاتی ہیں اور اس کی عدم موجودگی سے بد لذتیوں (Hedonists) کے نزدیک لذت معیار خیر ہے۔ اگر لذت موجود ہے تو خیر بھی موجود ہے اور اگر لذت موجود نہیں تو خیر بھی موجود نہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مراد سے معیار تعریف ہے یعنی دوبارہ ڈھونڈنے کا مطلب تعریف ڈھونڈنا ہے، لیکن یہ صحیح نہیں۔ مثلاً جب لذت کو معیار خیر کہا جاتا ہے تو لذت کو معیار کی تعریف نہیں کہا جاتا اور نہ ہی کہنا چاہئے۔ لیکن عام طور پر معیار اور تعریف کچھ ایک دوسرے سے زیادہ دور نہیں ہوتے اور معیار در حقیقت اس شے کی تعریف کا کام دیتا ہے۔

کچھ لوگ جن میں وجدانیت پسندوں کا شمار ہے کہتے ہیں کہ اخلاق میں کوئی معیار نہیں ملتا۔ خیر و شر کی تمیز وجدان سے ہوتی ہے نہ کہ خارجی اصولوں سے۔ منطقی اثباتیت سے متاثر ماہرین اخلاق کی بھی یہی رائے ہے وہ بھی کہتے ہیں کہ خیر و شر کا انحصار جذبات پر ہے نہ کہ عقل پر۔ یہ لوگ وجدانی نہیں اور نہ ہی وجدانیت کو کوئی اہمیت دیتے ہیں۔

Critical Idealism تنقیدی تصوریت

کانٹ (Kant) اپنی تصوریت کو تنقیدی کہتا ہے اس کا ذکر کانٹ کے ذیل میں آئے گا۔

Critical Monism تنقیدی واحدانیت

موجودیت (Ontology) اور علمیات میں اس کے الگ الگ مفہوم ہیں جہاں تک موجودیت کا تعلق ہے اس نظریہ کی رو سے حقیقت واحد اور یگانہ ہے وہ کثرت اس میں شامل ہے۔ مثلاً ہیرلڈ ہاف ڈنگ (Haralod Hofding) کہتا ہے کہ حقیقت شعور کی مانند ہے۔ شعور یوں تو ایک ہے لیکن اس کی مدات کئی ہیں۔ یہی وحدت اور کثرت کا حال ہے باوجود ماورائی ہونے کے وحدت، کثرت میں موجود ہے اور کثرت باوجود سریان ہونے کے وحدت میں موجود ہے۔

علمیت میں اسے تنقیدی حقیقت کی ایک شاخ کہنا چاہئے۔ اس کی رو سے جب مدرک ادراک کرتا ہے تو اشیا کے ساتھ ایک ہو جاتا ہے اس لئے اشیا کو وہ صفات

عطا کرتا ہے جو اس میں موجود نہیں ہوتیں۔

تنقیدی حقیقت Critical Realism

حقیقت کی ایک شاخ جس کے سات امریکی پروفیسر ڈریک (Drake) لوجائے (Lovejoy) پرات (Pratt) راجرس (Rogers) سنتیانہ (Santyana) سیلرز (Sellars) اور سٹرانگ (Strong) ہیں۔ یہ ادراک کے معاملہ میں حقیقیتیوں اور تصوریتوں دونوں سے اختلاف رکھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ گو ادراک ذہنی اشیا تک نہیں پہنچتا لیکن یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ مدرکات سوائے خیال کے کچھ اور حقیقت نہیں رکھتے۔ ادراک میں صرف دو اطراف ہی نہیں یعنی ذہن اور شے اس میں تیسری طرف بھی ہے جسے معطیات کہتے ہیں۔ ان کی اصلیت جو ہریا خبط اوصاف سے ملتی جلتی ہے جب کوئی شے 'ش' شعوری عضویہ 'ع' کے اتصال میں آتی ہے تو 'ع' پر اثرانداز ہوتی ہے یہ اثر علیتی ہے جس چیز کو یہ پیدا کرتی ہے وہ 'ع' کے لئے خبط اوصاف (Complex Character) ہیں۔ یہ خبط اوصاف ادراک کے لئے معطیات کا کام دیتے ہیں اور اگر یہ صحیح ہوں تو ادراک صحیح ہو گا اور اگر غلط ہوں تو ادراک غلط ہو گا۔ پس ادراک کا مطلب خبط اوصاف سے آگہی پاتا ہے اور اس امر کا اقرار کرنا ہے کہ شے خارج میں موجود ہے۔ خبط اوصاف کا خود کوئی وجود نہیں ہوتا اس کی تخلیق منطقی ہے اس کی مادی حیثیت کچھ بھی نہیں۔

تنقید Criticism

کانٹ (Kant) نے اپنے تصوریتی موقف کو واضح کرنے کے لئے اسے تنقیدی کہا۔ اس کا مطلب انسان کے وقوفی قوا کا جائزہ لینا تھا۔ کانٹ اس نتیجہ پر پہنچا کہ ان قوا کی مدد سے اشیا کے جوہر تک رسائی ناممکن ہے۔ یوں بھی تنقید کی اصطلاح موضوعی تصوریت (Subjective Idealism) کے لئے بھی استعمال کر سکتے ہیں کیونکہ اس کی رو سے بھی انسانی علم محدود ہے اور جو کچھ تصوریت کہتی ہے اس سے زیادہ علم میسر نہیں آ سکتا۔ تاریخی اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو تنقیدی تصوریت کا منشا تجربیت اور عقلیت کے تنگ نظریوں کو ختم کرنا تھا۔

Criticism & Self Criticism
تنقید اور تنقید خود

مارکسزم میں اپنی غلطیاں دور کرنے اور اصلاح کا ایک نہایت ہی اہم طریقہ انقلابی پارٹیاں ایک دوسرے پر تنقید کرتی ہیں اور خود اپنے پر تنقید کرتی ہیں تاکہ اصلاح کے پہلو نکل آئیں۔ یہ طریقہ غیر مخاصمانہ (Non-antagnistic) پارٹیوں میں کام آ سکتا ہے یعنی محنت کشوں کا آپس میں جہاں جھگڑا اصول پر نہیں ہوتا بلکہ فروعات پر۔

Critique of the Gothe Programmme
گوتھا پروگرام کی تنقید

کارل مارکس کی تصنیف جو 1891ء میں لکھی گئی اس میں جرمن معاشری جمہوری پارٹی پر تنقید کی گئی ہے۔ اس پارٹی نے لیسلے (Lascelle) کا موقف اختیار کیا ہوا تھا جو مارکس کے نزدیک سراسر غلط تھا۔ لیسلے کے بموجب معاشرے کے تمام طبقے محنت کشوں کے مخالف تھے۔ حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ محنت کشوں اور کسانوں میں کوئی عناد نہیں ہوتا۔ پھر یہ بھی غلط ہے کہ اجرت کا آہنی قانون ہے جس کی وجہ سے مزدور کبھی اٹھ نہیں سکتا اور ہمیشہ غریب رہے گا اس کتاب میں مارکس نے معاشرتی انقلاب کی ضرورت پر بحث کی ہے اور بتایا ہے کہ پرولتاری آمریت ضرور آئے گی اور معاشرہ سوشلزم (اشتراکیت) سے کمیونزم (اشتمالیت) کی جانب ترقی کرے گا۔ یعنی سرمایہ داری دور کے بعد اور کمیونزم سے پہلے سوشلزم کا دور آئے گا۔ آخری دور یعنی کمیونزم میں سرمایہ دارانہ نظام کا بالکل خاتمہ ہو جائے گا۔ ذہنی اور جسمانی محنت کی تمیز مٹ جائے گی۔ پیداواری

طاقتیں عروج کو پہنچ جائیں گی۔ ہر چیز کی فراوانی ہو گی۔ معاشرہ میں ہر شخص اپنی ضروریات کے مطابق وسائل حاصل کرے گا اور اپنی استعداد کے مطابق محنت کرے گا تاکہ معاشرہ ہر لحاظ سے فلاحی بن جائے۔

Croce, Benedetto
بینے ڈیٹو کراشے (1952-1866)

نیوہیگلی (Neo-Hegelian) مکتب فکر کا اطالوی فلسفی۔ اپنے فلسفہ کو روح کا فلسفہ کہتا ہے اور یہ چار کتب پر مشتمل ہے۔

جمالیات بطور علم اظہار اور عام لسانیات

1-Aesthetics as Science of Expression & General Linguistics

منطق بطور علم تعقلات محض

2-Logic as the Science of Pure Concept

عملی زندگی کا فلسفہ۔ معاشیات اور اخلاقیات

3-Philosophy of the Practical Economics & Ethics

وقائع نگاری کی تاریخ اور نظریہ

4-The Theory & History of Hisoriography

کراشے کا فلسفہ تصوریت کا فلسفہ ہے۔ وہ کہتا ہے کہ صرف نفس ہی حقیقت ہے اور خارجی دنیا کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہ نفس انفرادی بلکہ عالمگیر یا عمومی ہے جو اپنا ماحول خود تخلیق کرتا ہے۔ اس حقیقت کی کئی شکلیں ہیں اور ہر شکل اپنی ذات میں درست ہے۔ فلسفہ کا کام ان اشکال کی درجہ بندی کرنا ہے۔ ان کے باہمی تعلق کو دریافت کرنا ہے اور جو کردار وہ وقوف میں ادا کرتی ہیں ان کا تعین کرنا ہے۔

کراشے کہتا ہے کہ انسانی تجربہ تاریخی تجربہ ہے اور فلسفہ محض تاریخ کا طریق کار ہے۔ جمالیات اس کے نزدیک جذبات کا اظہار ہے ایک قسم کی زبان ہے۔ اس کی منطق میں معقولات کے امتیازات پر بحث ہے۔ اس کی اخلاقیات کی رو سے معاشیات ایک خود مختار علم ہے اور روح کے لئے ضروری اس کا فلسفہ تمام تاریخ کو ہم عصر خیال کرتا ہے۔

کراشے کے فن تنقید نے اٹلی کے فنون پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ اس نے فن کا منطقی استدلال سے مقابلہ کیا ہے۔ فن سے مراد وحدت کا تحسسی تمثالات سے بذریعہ وجدان الگ کرنا ہے اور منطقی استدلال کا مطلب جزئیات سے کلیات دریافت کرنا ہے۔ اخلاقیات میں اس نے فرد کو تعمیمات کے تحت رکھا ہے۔ جس سے مراد موجودہ طرز حیات کو برقرار رکھنا ہے۔

اپنے زمانہ میں کراشے اٹلی کا بہت بڑا دانشور اور سیاستدان تھا۔ وزارت تعلیم کے اعلیٰ عہدہ پر فائز تھا۔ اس کی سیاسی تحریرات میں مارکسزم پر کڑی تنقید ملتی ہے اس کی دیگر کتب حسب ذیل ہے۔

ہیگل کے فلسفہ میں کیا چیز زندہ ہے اور کیا مردہ؟

1-What is Living & What is Dead of Hegel

تاریخی مادیت اور مارکس کی معاشیات

2-Historical Materialism & Ecnomics of K. Mark

تاریخ بطور آزادی کی کہانی

3-History as the story of Liberty

Crossroad Hypothesis چوراہی فرضیہ

نفس اور جسم کے متعلق نظریہ جس کی رو سے ایک ہی مد ایک لحاظ سے تو نفسی کہی جاسکتی ہے اور دوسرے لحاظ سے جسمی۔ رسل (Russell) نے بے رنگ مواد کا نظریہ پیش کیا۔ اس کا کہنا ہے کہ اصلی یا اخروی مواد بالکل معرا ہے۔ اسے نہ نفسی کہہ سکتے ہیں نہ جسمی۔ ایک حوالہ میں وہ نفسی بن جاتا ہے اور دوسرے حوالہ میں وہی مواد جسمی صورت اختیار کرلیتا ہے یہ بے رنگ مواد ایک قسم کا چوراہا ہے جہاں جسمی اور نفسی سڑکیں ایک دوسرے کو کاٹ رہی ہیں۔

Cud Worth Ralph
ریلف کڈورتھ (1688-1617)

کیمبرج کا فلاطونی (Platonist) فلسفی تھا۔ اپنی تصانیف میں اس نے ہابس (Hobbs) کی مادیت پر بڑے اعتراضات کئے۔ اس کے خیال میں مادہ پرستی سے الحاد پھیلتا ہے۔ وہ کہتا تھا کہ ایسے فتوے یا بنیادی خیالات موجود ہیں جو عالمگیر عقل یا الہاتی ذہن کا پتہ دیتے ہیں۔ اس کی دو اہم کتابیں حسب ذیل ہیں۔

کائنات کے دو عقلیاتی نظام

1-The Intellectual System of the Universe.

ابدی اور غیر متغیر اخلاقیات پر کتاب

2-A Treatise concerning eternal & immortal mortality.

Cult of the Individual
خود پرستی کا مسلک

بڑے ادیبوں کی پرستش۔ خواہ یہ بڑا آدمی سیاستدان، حکمران، مصلح یا دور حاضر کی کوئی تاریخی ہستی ہو۔ اس پرستش کی اساس اس مفروضہ پر ہوتی ہے کہ بڑے آدمی ہی تاریخ بناتے ہیں انہی کے دم خم سے ثقافت پیدا ہوئی انہی کے خیالات سے تہذیبی انقلابات آتے ہیں اور وہی تاریخ کا رخ موڑتے ہیں۔ مارکسی اس نظریئے کو غلط سمجھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ تاریخی طاقتیں تو مادی معاشی حالات ہیں۔ لیڈر کا کردار ان سے وابستہ ہے اور عوام کی انقلابی طاقتیں اور عزائم تاریخ کو نیا رخ بخشتی ہیں فرد پرستی سے عوام کی تربیت نہیں ہو سکتی بلکہ ان کے ارادے پست ہو جاتے ہیں اور ذمہ داری کا احساس مر جاتا ہے۔

Cultural Cycles Theory of
نظریہ ثقافتی اقدار

اس نظریہ کی رو سے تاریخ میں تواتر اور تکرار لازمی ہیں۔ ثقافت کی یہی صورت ہے جو مشترکہ ثقافتی ڈیزائن کی آئینہ دار ہے۔ اس مشترکہ ڈیزائن میں تکرار ہوتی رہتی ہے اور اس تکرار پر تاریخی قوانین کا انحصار ہے۔ ثقافتی نمونہ دریافت کرنے کے لئے کسی استدلال کی ضرورت نہیں یہ تو بدیہی ہے بصیرت اور وجدان سے تاریخ کے بنیادی ساخت کا علم ہو جاتا ہے۔ سپنگلر (Spinglar) اس خیال کا حامی ہے وہ چاہتا ہے کہ پوری دیانتداری سے ماضی کی تقلید کی جائے۔ فسطائیت کا بھی یہی عقیدہ ہے۔

Cultural-Historical Approach
ثقافتی تاریخی تقرب

تاریخی عوامل کی وحدت کا تصوریتی نظریہ۔ اس کا بانی لیمپریخت (K.Lamprecht) (1915-1806) ہے جو آزاد خیال مورخ تھا۔ وہ تاریخ کو محض بڑے آدمیوں کی سرگزشت نہیں سمجھتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ تاریخ میں سماجی عوامل کارفرما ہوتے ہیں۔ مادی وسائل ان کا ایک حصہ ہیں۔ ثقافت انہیں سماجی عوامل کا کھیل ہے اور اس کا اظہار لوک (Folk) طریقوں میں ہوتا ہے۔ اس کا کہنا تھا کہ ثقافت ایک رومانی عمل ہے جو مختلف عوامل کے امتزاج سے رونما ہوتا ہے۔

Cultural Revolution ثقافتی انقلاب

معاشری انقلاب کا ضروری اہم جزو۔ اس سے مراد تعلیم کی تعمیر نو ہے تاکہ ہر شخص تھوڑے سے تھوڑے عرصہ میں تعلیم حاصل کرے اور کمیونزم آئیڈیالوجی کو نہ صرف سمجھ سکے بلکہ اس کی دل سے پیروی بھی کرے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد ہر شخص ملک کی سیاسی، معاشی اور اخلاقی زندگی میں حصہ لے سکے۔ ثقافتی انقلاب سے روس میں لوگوں کو پادریوں کی غلامی سے نجات حاصل ہوگئی اور انہوں نے سائنس کے میدان میں قابل قدر ترقی کی۔ ثقافتی انقلاب کا مطلب پورے طور پر کمیونزم کا فلسفہ اور طریق کار اختیار کرنا ہے۔ اس سے سرمایہ دارانہ نظام اور سرمایہ دارانہ ذہنیت ختم کرنا مقصد ہے۔ یہ انقلاب زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہو گا

اور اسے کیمونزم کے ساتھ مکمل طور پر ہم آہنگ بنا دے گا لہٰذا اس کا منشا کیمونزم کو فروغ دینا اور باقی تمام نظریات کا قلع قمع کرنا ہے۔

ثقافت Culture

یہ مجموعہ ہے تمام مادی اور روحانی اقدار کا نیز ان وسائل کا جو اقدار کو جنم دیتے ہیں۔ ان کو اپنانے کے طریق بتلاتے ہیں اور منتقلی کے ذرائع بہم پہنچاتے ہیں۔ بعض مفکر مادی ثقافت اور روحانی ثقافت میں تمیز کرتے ہیں۔ مادی ثقافت میں مشینیں' پیداواری مہارتیں اور مادی دولت شامل ہیں۔ روحانی ثقافت میں سائنس' آرٹ' ادب' فلسفہ' اخلاق اور تعلیم کے کارنامے شامل ہیں۔ مارکسیوں کے نزدیک یہ تمیز گمراہ کن ہے۔ کیونکہ ثقافت کے اصل اسباب تو مادی' معاشی وسائل ہیں اور روحانی ثقافت کی عمارت انہی کے بل پر کھڑی ہوتی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ثقافت کی خود مختار ہستی نہیں۔ جنم لینے کے بعد ثقافت اپنا الگ وجود حاصل کر لیتی ہے۔ یہ دوسری ثقافتوں سے متاثر ہوتی ہے اور مقامی حالات کے اثرات کو بھی قبول کرتی ہے۔

تصوریتی مفکروں کا خیال ہے کہ سرکردہ لوگوں کے خیالات اور کارنامے ثقافت کے اسباب ہیں۔ مارکسی اس نظریہ کو غلط سمجھتے ہیں۔ بعض لوگ ثقافت اور تہذیب میں فرق کرتے ہیں۔ ثقافت کی اصطلاح کو آرٹ' فلسفہ اور مذہب کے لئے مخصوص کیا جاتا ہے اور تہذیب کی اصطلاح کو مادی اور سماجی اداروں اور ان کے کارناموں کے لئے۔

Cusa, Nicholas of
کوسا نکولس (1464-1401)

جرمن فلسفی' سائنس دان اور مسیحی عالم۔ نوفلاطونیت کے زیر اثر اس نے مسیحی تصوریت کی نئی تشریح کی۔ وہ کہتا تھا کہ خدا کی ذات ہر قسم کے تضاد سے پاک ہے اور وہ تضاد جو انسانی عقل کی محدودیت سے پیدا ہوتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کی ذات میں پہنچتے ہیں تو ان میں ہم آہنگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کو کہتے ہیں تضاد کی ہم آہنگی کا نظریہ (Concordance of opposites) خدا کی ذات میں محدود اور لامحدود' وحدت اور کثرت جیسے تضاد ختم ہو جاتے ہیں۔ یا نکولس کی زبان میں ہم آہنگ ہو جاتے ہیں۔ نکولس کے خیالات میں صوفیانہ رنگ پایا جاتا ہے لیکن اس کے کئی نظریات بڑے سودمند ثابت ہوئے ہیں مثلاً تضاد کی ہم آہنگی' ریاضیات کی اہمیت طبیعیات کے لئے اور ریاضیات میں قانون تضاد کی محدودیت ایسے خیالات ہیں جنہوں نے بعد کے فلسفہ کو متاثر کیا۔

رواج Customs

رسم و رواج سے مراد کردار کے وہ مستقل ضوابط ہیں جو عرصہ دراز سے قائم ہیں اور زندگی کو منظم و مربوط بناتے ہیں مثلاً شادی' بیاہ' موت اور دیگر ہزاروں قسم کے رسوم جو زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہر معاشرے کے اپنے رسوم ہیں انہیں بجا لانا ضروری خیال کیا جاتا ہے۔

کردار انسانی کی نشوونما میں پہلی سطح پر جبلی اور فطری تقاضے غالب ہوتے ہیں۔ دوسری سطح پر رسم و رواج اور تیسری سطح پر خیر کا نظریہ۔ جب انسان کسی ایک جگہ پر بود و باش اختیار کرتے ہیں تو ان میں ایسی رسوم پیدا ہو جاتی ہیں جو گروہ کے بہبود و فلاح کے لئے ضروری خیال کی جاتی ہیں۔ اسی لئے ان کو نافذ کرنے کے لئے کئی وسائل اختیار کئے جاتے ہیں مثلاً رسوم کی پابندی تحسین کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے اور خلاف ورزی نفرت کی نگاہ سے۔ بعض افعال کے ساتھ تابو (Taboo) ہوتا ہے اگر انہیں کیا جائے تو دیوتا ناراض ہو جاتے ہیں اور نتائج ناگوار نکلتے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ عقائد ہیں جن سے اعمال پختہ ہوتے ہیں اور عادتیں بنتی ہیں مثلاً عادت میں جذبات کا غلبہ ہوتا ہے اور عادتیں آسانی سے جڑ پکڑتی ہیں۔ جسمانی قوت سے بھی رسوم پر پابندی کرائی جاتی ہے جو شخص رسومات کو توڑتا ہے اس کو برادری سے نکال دیا جاتا ہے یا اس کا

سماجی تعلق منقطع کر دیا جاتا ہے۔

رسم و رواج کو قانون کی حیثیت بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ اس وقت یہ ایسا قانون یا حق ہوتا ہے جو تحریر میں نہیں آیا ہوتا لیکن آباواجداد کی منظوری سے قائم ہے اور اس پر عمل ہو رہا ہے۔ اگر رسم و رواج عام ہے تو وہ ایک رواجی قانون ہے۔ ایک رواج کو جائز قرار دینے کے لئے ضروری ہے کہ وہ قدیم، مسلسل، معقول اور معین ہو اور غیر اخلاقی نہ ہو۔

کلبیت Cynicism

یونانی فلسفہ کا مکتب فکر جس کی بنا سقراط کے دوست اینٹستھینز (Antisthenes) نے رکھی۔ افلاطون ہی صرف سقراط کا جانشین نہ تھا بلکہ اینٹستھینز بھی اس امر کا دعویٰ کرتا تھا اور اپنے آپ کو سقراط کا صحیح دوست کہتا تھا۔ جس چیز نے انٹستھینز کو متاثر کیا وہ سقراط کا بلند اخلاق کردار تھا۔ اس کی بے نیازی اور سیرت کی پختگی تھی۔ کلبی اس کے مقابلے میں باقی تمام چیزوں کو ہیچ سمجھتے تھے۔ چنانچہ ان کی نگاہ میں رسم و رواج، تہذیب و تمدن علم اور آزادی کی کوئی وقعت نہ تھی۔ وہ کہتے تھے کہ انسان غلامی میں بھی خودمختار رہ سکتا ہے اور اپنی عزت نفس کی حفاظت کر سکتا ہے اور بااخلاق زندگی بسر کر سکتا ہے۔ ان لوگوں میں تبلیغی اسپرٹ موجود تھی اور درویشانہ زندگی اختیار کر کے ہر قسم کے تصنع کا مذاق اڑایا۔ عالمی برادری چاہتے تھے۔ آرام اور سکون کے خواہاں تھے۔

ایکٹیٹس (Epictetus) میں کلبی کی تعریف یوں آئی ہے:

"کیسے وہ شخص چین سے رہ سکتا ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو، جو ننگا ہو جس کا گھر کوئی نہ ہو، غریب اور نادار ہو، نہ اس کا کوئی غلام ہو اور نہ اس کا کوئی وطن؟ آنکھیں کھول کر دیکھو خدا نے آپ کے درمیان ایک ایسا آدمی بھیجا ہے جو عملاً بتائے گا کہ ایسا ہو سکتا ہے وہ کہتا ہے میری طرف دیکھو میرا گھر کوئی نہیں۔ میرا بستر کوئی نہیں، میرے پاس جائیداد یا غلام نہیں میں زمین پر سوتا ہوں، میری نہ بیوی ہے نہ بچے نہ کوئی شاہی محل صرف زمین، آسمان اور گودڑی میرے پاس ہے۔ لیکن مجھے کس شے کی کمی ہے؟ کیا میں خوف اور درد سے آزاد نہیں ہوں؟ کیا میں آزاد نہیں ہوں؟ کب آپ میں سے کسی نے مجھے دیکھا ہو کہ میں جس چیز کی خواہش رکھتا ہوں وہ مجھے نہیں مل رہی یا اس چیز کے پیچھے ہوں جس سے مجھے پرہیز کرنا چاہئے؟ کیا آپ میں سے کسی نے مجھے افسردہ چہرے میں دیکھا ہے؟ جن آدمیوں سے آپ خوف کھاتے ہیں ان کو بھلا میں کیسے دیکھتا ہوں؟ کیا میں انہیں غلاموں کی طرح نہیں سمجھتا؟ اور اگر کوئی مجھے دیکھے تو کیا یہ محسوس نہیں کرتا کہ وہ اپنے بادشاہ یا مالک کو دیکھ رہا ہے؟

یہ الفاظ کلبی کی سیرت اور اس کی زندگی کا خاکہ بیان کرتے ہیں۔

سیرینیس Cyrenaics

یونانی فلسفہ کا مکتب فکر جس کی بنیاد ارسٹیپس (Aristippus) نے رکھی۔ یہ لوگ لذتیت (Hedonism) کے پیشرو ہیں۔ یہ کہتے تھے کہ زندگی میں کوئی شے بجز مسرت اہم نہیں اور مسرت سے ان کی مراد اندرونی نفسی کیفیت تھی جو انبساط کا موجب بنتی ہے۔ مسرت کو خیر کہتے تھے اور الم کو بد۔ لوگ دولت یا اخلاق کی تعریف کرتے ہیں لیکن یہ سب جھوٹ ہے۔ صرف مسرت ہی خواہ مستقل ہو یا عارضی لائق تحسین ہے۔ کامیاب زندگی وہ ہے جس میں مسرت کی بڑی سے بڑی مقدار موجود ہو۔ تعلیم اور تربیت بھی چاہئے تاکہ انسان صرف انہیں خواہشات کی تکمیل چاہے جو خوشیوں کی زیادہ سے زیادہ مقدار کی ضامن بن سکے اور جو الم کے مواقع کم کر سکے۔ انسان کو خوشیوں کا مالک ہونا چاہئے نہ کہ غلام۔ سیرینہ کے ہاں مقدار لذت کا مفہوم تو تھا لیکن کیفیت لذت کا مفہوم نہیں ملتا۔ ان کے ہاں ہر لذت کی یکساں قیمت ہے، روحانی، مادی، ادبی یا اخلاقی لذتیں سب برابر ہیں۔ کوئی گھٹیا یا بڑھیا نہیں۔ جس چیز کو اہمیت حاصل ہے وہ لذت کی مقدار ہے۔

D

Dadaism — دادیت

جوشا، ٹرسٹن سارا (Tristan Tsara) رچرڈ ہل کلین (Richard Hulsenlech) جین کاکٹو (Jean Cocteau) اور فنکار (ہنس ارپ 'Hans Arp' مارسل ڈیوچمپ 'Marcel Duchamp جون مرو (Jean Mero)' پال کلی (Paul Klee)' میکس ارنٹ (Max Ernt)' اور فرانس پاکیبیا (Francis Pacabia) پہلی عالمی جنگ کے خوف سے بھاگ کر سوئٹزر لینڈ چلے گئے انہوں نے فن اور ادب میں ایک نیا رجحان پیدا کیا جس کا مقصد جنگ کی بربریت اور سفاکی کے خلاف واویلا کرنا تھا۔ یہ لوگ اپنی تمثالات میں دنیا اور مافیہا کی لغویت، تخریب اور لاعقلیت ظاہر کرتے تھے۔ ان میں کلبیت اور قنوطیت انتہا کی تھی۔ ان کے پلاٹ میں کوئی تسلسل نہ تھا اور تمثال بھی الٹی سیدھی تھیں چنانچہ وہ الفاظ کو الٹا لکھ دیتے تھے۔ ہنروں کو عجیب انداز میں اکٹھا کرتے تھے اور کینوس (Canvas) پر پھٹے ہوئے کاغذ اور کپڑے کے چیتھڑے لگا دیتے تھے۔ ان میں سے بعض لوگ تجریدی فن اور ورائیت (Sirrealism) کے داعی بن گئے۔

Dalton John — جان ڈالٹن

(1766- 1844) انگریز ماہر طبیعیات اور ماہر کیمیا۔ اس نے جوہر اور سالموں میں تجربہ کی بنا پر رشتہ قائم کیا۔ ان تجربوں سے جوہر کا مفہوم فلسفہ کے میدان سے نکل کر سائنس کے میدان میں آگیا اور طبعی علوم کا مطالعہ سائنسی طریقوں سے ہونے لگا۔

Darsana — درشن

لغوی معنی ملاقات، معانقہ یا حضوری۔ ہندو فلسفہ کی چھ شاخیں ہیں ہر ایک درشن کہا جاتا ہے۔ یعنی ان کے ذریعہ حقیقت کا درشن ہو سکتا ہے۔ درشن میں وقوفی پہلو کے علاوہ تاثری پہلو بھی موجود ہوتا ہے۔

Darwin, Charles — چارلس ڈارون

(1809- 1882) انگریز ماہر طبعی علوم۔ کیمبرج میں تعلیم حاصل کی۔ دنیا کے گرد چکر لگاتے ہوئے اس نے بیشتر مواد جمع کیا جو بالآخر مسئلہ ارتقا کی اساس بنا۔ اس مواد پر بیس سال تک غور و خوض کرنے کے بعد (اور اس عرصہ میں اور مواد بھی حاصل ہوا) اس نے اپنی کتاب آغاز نوع (Origin of Species) میں ارتقا کا نظریہ پیش کیا۔ اس کے بعد دوسری کتاب تالف کے تحت جانوروں اور پودوں میں تبدیلیاں (Variatons of Animals & Plants Under Domestication) میں اس نے پالتو جانوروں اور پودوں کی ابتدا مصنوعی طریقے سے بتلائی۔

Dasein — واقعیت

امر فی الواقع۔ وجودیت کی رو سے ہم سب حقائق (facts) ہیں۔ ذی جان اشیا کی طرح ماحول میں رہتے ہیں لیکن انسان، زبان، مشینری، خیالات اور اعمال کی تخلیق کرتا ہے وہ خود اپنا خالق ہے بجز انسان کے تمام زندگی محض اقعیت ہے جس کا رشتہ ماحول سے ہے۔

Datum — معطیہ

اس سے مراد جو شے موجود ہو یا حاضر ہو۔ منطق میں ان حقائق کو معطیات کہتے ہیں جن سے استنباط کیا جائے۔ علمیات میں معطیات سے مراد وہ ابتدائی نفسی کیفیات ہیں جو علم میں موجود ہوتی ہیں۔ نفسیات میں معطیات کو تحسسات کے مافیہ کے مفہوم میں لیا جاتا ہے۔

Davydow, Ivan Ivanovich — اون اونووچ ڈیوی ڈوو

(1794- 1863) روسی تصوریتی فلسفی اور ماہر لسانیات۔ شروع میں شیلنگ (Schelling) کے فلسفہ سے متاثر تھا۔ اور ساتھ حسایت (Sensationalism) کا مداح تھا۔ بعد میں لسانیات،

تنقید اور جمالیات کی طرف آ گیا۔ اپنے مقالے "کیا روس، جرمن فلسفہ اختیار کر سکتا ہے؟" اس نے ہیگل کے فلسفہ پر کڑی نکتہ چینی کی اور بتلایا کہ روسی فلسفہ کا الگ مزاج اور حیثیت ہے۔

اس کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

منطق کی ابتدائی بنیاد

1-Rudim entary Basis of Logic

فلسفہ کو سائنس بنانے کے امکانات پر ابتدائی کلمات

2-Introductory speech on the possibilities of Philosophy as a Science.

Deanthro-pomerphism **لاتجسیم**

انسانی ذہن کے اس رجحان سے نجات پانا جس کے تحت وہ قدرت کی ہر شے کو (پہاڑوں، دریاؤں، درختوں وغیرہ) کو انسانی صفات سے متصف کرتا ہے۔ اس رجحان کے خلاف پہلے زینوفون (Zenophone) نے آواز اٹھائی بعد میں عقلیت پسندوں اور روشن ضمیروں (Enlighteners) نے۔

Decision **جزم**

قوت ارادی سے فیصلہ کرنا اور فیصلے کے بعد اس فیصلہ کو تسلیم کرنا۔ یہ فیصلہ دو یا دو سے زیادہ متبادل کے درمیان کرنا ہوتا ہے۔ جزم کے کئی طریقے ہوتے ہیں ان میں سوچ بچار ایک ہے۔

Decembrist **دسمبر انقلاب کے ارکان**

دسمبر 1825ء کے روسی انقلاب کے رکن۔ یہ انقلاب یا بغاوت زار کے خلاف تھی اور ناکام ہو گئی اس کے حامیوں کو بڑی سنگین سزائیں دی گئیں۔ ان لوگوں کے نزدیک فلسفہ کا مقصد تلاش حق اور ذہنوں کو جلا دینا تھا۔ اس سے تعصبات بھی دور ہو جاتے ہیں۔ اور حب الوطنی پیدا ہوتی ہے اکثر ان میں مادہ پرست تھے۔ مذہب، تصوریت اور تصوف کے دشمن تھے۔ یہ لوگ کہتے تھے کہ کائنات میں اٹل اصول ہیں۔ اہم ترین اصول علیت ہے۔ شعور کو ذہن کا فریضہ خیال کرتے تھے۔ علم کے دو دروازے ہیں ایک حواس اور دوسرا عقل۔ حواس سے اشیا کا علم ہوتا ہے اور عقل ان کے مشترک خواص، ان کے قوانین اور علائق کو واضح کرتی ہے۔ نئے تصورات کی صحت پرکھتے وقت ان کا مقابلہ پرانے تصورات سے کرنا چاہئے اور اگر کوئی تضاد ہو تو اسے رفع ہونا چاہئے۔ اس انقلاب کے مادہ پرست ارکان کا رجحان الحاد کی جانب تھا۔ وہ کہتے تھے کہ غربا نے مذہب کا سہارا اس لئے لیا ہوا تھا کہ انہیں مصیبتوں سے نجات ملے اور بہتر زندگی میسر ہو۔

Decidability **قابل فیصلہ پذیری**

یہ ایک رشتہ ہے قضیاتی تفاعل (Proportional functions) اور اشیا کا جو متغیرات (Variables) کی بدل لئے جاتے ہیں۔ اس رشتہ کا تعلق صداقتی قدر (Truth Value) سے ہے۔ اگر صداقتی قدر کو ابتدائی قدر مان لیا جائے تو اس کی تعریف ان اشیا کے ذریعے سے ہو گی جو متغیرات کے بدل بن سکتے ہوں مثلاً 'لا میٹھا ہے'، میں لا کی جگہ اگر چینی رکھ دیں تو قضیہ درست ہو گا اور اگر کونین رکھ دیں تو غلط ہو گا۔ پس اشیا فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں یعنی قضایا کا صدق یا کذب عیاں کر دیتی ہیں۔ بعض صوری نظاموں میں صداقتی قدر کی تعریف ممکن نہیں ہوتی۔ اس صورت میں جیس ٹارسکی (Tarski) نے بتلایا ہے۔ قضایاتی تفاعل اور اشیا دنوں کو فرض کر لیا جاتا ہے اور مقدمات ہی کذب و صدق کا فیصلہ کرتے ہیں۔

Decision Problem **مسئلہ تجزم**

یہ مسئلہ صوری نظام میں پیدا ہوتا ہے۔ ہر صوری نظام کا طریق کار ہوتا ہے اور دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ آیا اس کی مدد سے اسی نظام کا فارمولا ثابت کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ قضایا احصا میں اس اسلوب کی بڑی اہمیت ہے۔ تفاعلی احصا میں قدرے کم ہے اس لئے کہ اس میں کوئی

عام طریق کار نہیں ہوتا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ تفاعلی احصا میں فارمولوں کا حل نہیں ڈھونڈنا چاہئے۔

قیاس موجز Decurtate Syllogism

جس قیاس میں کوئی جزو واحد محذوف ہوتی ہے اسے قیاس موجز کہتے ہیں۔ مکمل قیاس میں تین قضیئے ہوتے ہیں۔ مقدمہ کبریٰ۔ مقدمہ صغریٰ اور نتیجہ۔ اس لئے قیاس موجز کی بھی تین اقسام ہیں۔ پہلی قسم میں کبریٰ محذوف ہوتا ہے۔ دوسری میں صغریٰ محذوف ہوتا ہے اور تیسری میں نتیجہ محذوف ہوتا ہے۔ مثلاً 'حامد فانی ہے کیونکہ وہ انسان ہے' اس میں مقدمہ کبریٰ 'تمام انسان فانی ہیں' محذوف ہے۔ اس استدلال 'حامد فانی ہے کیونکہ انسان فانی ہے' میں مقدمہ صغریٰ 'حامد انسان ہے' محذوف ہے۔ اور اس استدلال 'تمام انسان فانی ہیں اور حامد انسان ہے' میں نتیجہ 'حامد فانی ہے' محذوف ہے۔ فن بلاغت میں قیاس موجز نہایت کارآمد ہے ہمارے روز مرہ کے قیاسات' عموماً اس صورت میں بیان ہوتے ہیں۔

Dedekind, Richard

رچرڈ ڈیڈی کند (1916-1831)

جرمن ریاضی دان۔ برنسوک (Brunswich) کی یونیورسٹی میں پروفیسر تھا۔ اصول ریاضی اور اصول تحلیل پر اس کا کام قابل ذکر ہے۔

استخراج Deduction

منطق کی دو شاخیں استخراجی اور استقرائی ہیں۔ استخراجی منطق میں ایک یا ایک سے زیادہ مقدمات سے نتائج نکالے جاتے ہیں اور یہ نتائج لازمی اور لابدی ہوتے ہیں یعنی مقدمات اور نتائج کے درمیان منطقی لزومت کا رشتہ ہوتا ہے۔ رسل (Russell) کے مطابق یہ رشتہ 'اگر_ تو' کا ہوگا اگر الف تو ب۔ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ الف صحیح ہے لیکن ب صحیح نہیں تو منطقی تضاد واقع ہوگا۔ پس اگر مقدمات درست ہیں اور نتیجہ نکالتے وقت استخراجی اصولوں کو مد نظر رکھا گیا تو نتیجہ بھی درست ہوگا۔

بعض ماہرین ریاضیات کا کہنا ہے کہ استخراج کی صورت اگر۔ تو' کی نہیں ہوتی۔ استخراج تو صحیح معنوں میں تکرار (Tantology) ہے۔ ریاضیات' استخراجی علم ہے اس میں 'اگر_ تو' کا استعمال نہیں ہوتا بلکہ تکرار کا۔ ریاضیاتی مساوات اور دیگر فارمولے محض تکراری ہوتے ہیں مثلاً

ب ا-ب+ا=(ب-ا)(ب+ا)

ایک تکرار ہے۔ یعنی مساوات کا ایک حصہ دوسرے حصہ میں دہرا دیا جاتا ہے اور اس تکرار میں معنوی مساوات قائم رہتی ہے۔

استخراجی علم کی ابتدا چند ایک مفروضوں سے ہوتی ہے۔ جنہیں مبادیات بھی کہتے ہیں۔ جتنی تعداد ان کی کم ہوگی اتنا ہی اچھا ہوگا لیکن یہ اتنے کم بھی نہیں ہونے چاہئیں کہ سارے علم کیلئے کفیل نہ ہوں پھر انہیں ہم آہنگ بھی ہونا چاہئے۔ اگر ان کے عمل سے متضاد نتائج برآمد ہوتے ہوں یا دو متضاد قضایا ان مفروضوں سے ثابت ہو سکتے ہوں تو پھر یہ مفروضے ہم آہنگ نہ ہوں گے اور ان میں تبدیلی کی ضرورت ہو گی۔

استخراجی اسلوب Deductine Method

یہ ایک سائنسی طریقہ ہے جس کا انحصار استخراجی تکنیک پر ہے۔ بعض دفعہ استخراجی طریق کار کو استقرائی طریق کار سے الگ کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ استخراجی طریق کار میں مشاہدہ اور تجربہ کو دخل نہیں۔ یہ تمیز ایک لحاظ سے تو صحیح ہے لیکن دوسرے لحاظ سے غلط کیونکہ آج کل یہ دونوں طریقے سائنسی تحقیقات میں استعمال ہوتے ہیں۔ استخراجی طریقے سے تجربات کو منظم کیا جاتا ہے اور ان کے مختلف امکانات اخذ کئے جاتے ہیں۔ جب یہ دونوں طریقے ملا دیئے جائیں تو انہیں فرضی' استخراجی (Hypothetico-Deductine) کہا جاتا ہے۔

یوں تو استخراجی طریقے کا استعمال یونانیوں کے وقت

سے ہو رہا ہے لیکن انیسویں صدی کے آخر تک اسے صرف ریاضیات کا طریقہ سمجھا جاتا تھا۔ بیسویں صدی میں اس کے استعمال کا دائرہ بہت بڑھ گیا اور شاذ ہی کوئی علم ہو گا جو اس کی دسترس سے بچا ہوا ہو۔ اب طبیعیات، حیاتیات، لسانیات، معاشیات، معاشریات اور دیگر علوم اس طریقہ کو زیادہ سے زیادہ استعمال کر رہے ہیں۔

Deduction of the Categories
استخراج مقولات

کانٹ (Kant) کا خیال تھا کہ ادراک کے وقت تجربہ کا کچھ حصہ حواس سے حاصل ہوتا ہے۔ یعنی خارج سے اور کچھ حصہ ذہن سے یعنی اندر سے جو خارجی معطیات کو منظم کرتا ہے اور انہیں مستقل حیثیت بخشتا ہے۔ اندرونی حصہ مقولات کی شکل میں ہے۔ یہ ماورائی ہیں کیونکہ ان کا ماخذ تجربہ نہیں۔ بلکہ یہ تجربے کو منظم کرتے ہیں۔ اس لئے ان کی حیثیت قبل تجربی یا ماورائی ہو گی۔ کانٹ منطقی قضایا کو لے کر ان سے بارہ مقولے اخذ کرتا ہے یہ سب کے سب ہمارے علم کو مربوط، مقدون اور منظم کرتے ہیں۔

Deduction Thearem اصول استخراج

یہ اصول احصائی منطق اور خاص طور پر قضایاتی احصا میں بڑا مفید ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر ا کا نتیجہ ب صحیح ہے تو

ب ⊃ ا

ایک اصول ہے یا اگر ا...... اسے ب صحیح نتیجہ نکلتا ہو تو

ب ⊃ ا...ا...ا

ایک اصول ہے۔ جس اصول میں یہ وصف موجود ہو گا وہ اپنے نظام کیلئے اصول استخراج کہلائے گا۔

Definition تعریف

یونانی فلسفہ میں تعریف کی اہمیت اول اول سقراط نے سمجھی تھی۔ سقراط کے زمانے میں ایک گروہ فلاسفہ کا جو سوفسطائی (Sophists) کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ زبانی اور ذہنی غلط بازی میں ید طولیٰ رکھتا تھا۔ یہ لوگ اپنے مباحث میں ایک ہی لفظ کو مختلف معانی میں استعمال کر کے حریف کو پریشان کر دیتے تھے۔ سقراط نے دیکھا کہ لوگ ان لغو لیکن عاجز کر دینے والی دلیلوں کے جال میں صرف اس لئے پھنس جاتے ہیں کہ ان کو الفاظ کا صحیح مفہوم معلوم نہیں ہوتا۔ سقراط کہتا تھا کہ الفاظ کی جانچ، ان کے تضمن اور تعبیر کی حد بندی نہایت ضروری عمل ہے اور یہ فریضہ ہے منطقی تعریف کا۔ تعریف سے مراد ہے کسی طرف یا حد (Term) کے تضمن (Connotation) کی تعیین کرنا۔ یا کسی جامع تصور کا اس کے مشمولہ تصورات میں تجزیہ کرنا تضمن کی حد بندی کے لئے دو باتوں کا خیال رکھا جائے گا اول جو افراد اس جماعت میں شامل ہیں ان کی مشترکہ صفات اخذ کی جائیں۔ مشترکہ خصوصیات سے وہ خاصیتیں مراد ہیں جو اس جماعت کے ہر فرد میں پائی جاتی ہیں اور جن کی عدم موجودگی میں وہ فرد اس جماعت سے خارج ہو جاتا ہے دوم ان مشترکہ خصوصیات کو قضیہ کی صورت میں یکجا کر لیا جائے۔

ارسطوی منطق میں تعریف سے مراد کسی حد کی جنس اور فصل میں بیان کرنا ہے۔ مثلاً انسان کی تعریف حیوان عاقل ہے 'حیوان' انسان کی جنس ہے اور عاقل اس کی فصل۔

تعریف کئی قسم کی ہوتی ہے منطقی تعریف کے علاوہ اسمی (Nominal) تعریف بھی ہوتی ہے جس سے سائنس میں نئی اصلاحات بنتی ہیں۔ پیچیدہ جملوں میں تخفیف ہوتی ہے اور تحقیق کی نئی راہیں کھلتی ہیں۔ معنویاتی (Semantical) تعریف میں جس شے کی تعریف مقصود ہوتی ہے وہ کوئی لفظی بیان ہوتا ہے اور جس سے تعریف کی جائے وہ کوئی شے ہے مثلاً مخمس سے مراد پانچ گوشوں کی کثیر الضلاع شکل ہے۔ نحوی (Syntactre) تعریف میں جس شے کی تعریف مطلوب ہو وہ باقی اشیا سے طریق عمل میں مختلف ہوتی ہے۔ مثلاً شطرنج کے مہرے، عمل کے لحاظ سے ایک دوسرے سے

مختلف ہیں اور ہر ایک کی چال اپنی ہوتی ہے۔ نشائی (Genetic) تعریف میں شے کی ابتدا۔ اسکی تشکیل اور نشوونما بتلائی جاتی ہے مثلاً دائرے کی تعریف میں یہ بتلایا جاتا ہے کہ دائرہ کیسے بنتا ہے۔

سائنس میں تعریف کا مقام بہت بلند ہے۔ اس سے نئے تصورات جنم پاتے ہیں۔ تحقیق منظم ہوتی ہے پیچیدہ بیانات کو قابو میں لایا جا سکتا ہے اور خیالات میں وضاحت آتی ہے۔

Deism الہ پرستی

یہ نظریہ پہلے انگلستان میں پیدا ہوا۔ ہربرٹ اف چربری (Herbert of Cherbury) (1648 -1582) کو بابائے الہ پرستی کہتے ہیں۔ فرانس میں اس کے داعی والٹیر (Voltaire) اور روسیو (Rousseau) تھے۔ انگلستان میں اس کے علمبردار لاک (Lock) نیوٹن (Newton) اور ٹولینڈ (Toland) تھے۔ روس میں ریڈانتیو Radishchev' ائی نن I.Pnin' آئی یرٹو I.Yertov اس کے حامی تھے۔

اس نظریئے نے دو صورتیں اختیار کی ہیں۔

1- بعض لوگوں کا خیال ہے کہ خدا نے اس کائنات کو تخلیق کیا ہے لیکن تخلیق کے بعد اس سے بے تعلق ہو گیا اس لئے خدا سے دعائیں مانگنا' فریاد کرنا یا دکھوں کا مداوا حاصل کرنا سب فضول ہیں۔ کیونکہ خدا کا کوئی واسطہ اس دنیا سے نہیں رہا۔ وہ خالق ضرور ہے لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مخلوق میں اس کی دلچسپی کبھی تھی یا اب ہے۔

2- دوسری شکل میں اس کا اشارہ سترھویں صدی کے انگریز اور فرانسیسی مذہبی مفکروں کی طرف ہے جو مذہب خصوصاً مسیحیت کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے وحی اور عقل کو ہم آہنگ قرار دیتے تھے یعنی ان کے خیال میں ان دونوں میں کوئی تضاد نہ تھا بلکہ یہ ایک دوسرے کے ساتھ پہلو بہ پہلو چلتے تھے۔ ان لوگوں نے ماورائیت' الہام اور مذہبی اذہانات پر اعتراضات کئے۔ اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ الہام فضول شے ہے۔ عقل ہی مذہب کی کسوٹی ہے مذہب اور اخلاق حالات کی پیداوار ہیں۔ اور خدا سے دعائیں مانگنا فضول ہے کیونکہ قدرت کے مطالعہ اور انضباط سے ہر قسم کی رشد و ہدایت ملتی ہے اور ہر خواہش پوری ہو سکتی ہے۔

Dembowski, Edward
ایڈورڈ ڈیمبووسکی (1846-1822)

پولش فلفی اور انقلاب پسند۔ فلسفہ میں اس کا رجحان مادہ پرستی کی طرف تھا۔ اس نے ہیگل کی تصوریت کی مخالفت کی اور فرانسیسی روشن ضمیروں کی مابعدالطبیعاتی مادیت کو بھی درخور اعتنا نہ سمجھا۔ وہ تخلیقی فلسفہ چاہتا تھا یعنی ایسا فلسفہ جو مستقبل کا ہو اور عوام کی ضروریات پر مبنی ہو اس کا عقیدہ تھا کہ جدلیات کا تقاضا ہے کہ کسان' زمینداروں کا تختہ الٹ دیں تاکہ ان کے ظلم سے نجات پائیں اور اس طرح کیمونزم قائم کریں۔

ڈیمبووسکی ملحد تھا اور کہتا تھا کہ مذہب سامراجیوں اور جاگیرداروں کے ہاتھ میں استحصال کا الہ ہے لیکن ڈیمبووسکی پورا کیمونسٹ نہیں تھا کیونکہ وہ عقل کو تاریخ کا محرک مانتا تھا نہ کہ مادی وسائل کو۔ اس نے پولینڈ میں انقلابی جمالیات کی بنا ڈالی اور فن برائے فن کی شدید مخالفت کی۔

اس کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

اصطفائیت کے بارے میں چند خیالات
1-A few Ideas about Eclicticism

پولش فلسفہ کا اصول تخلیق
2-Creation as Principle of Polish Philosophy.

مستقبل کے فلسفہ پر سوچ بچار
3-Rumination on the Future of Philosophy.

Demiurge صانع

لغوی معنی افرینده اور خالق کے ہیں۔ افلاطون اور

نوفلاطونی فلسفی اس سے خالق کائنات مراد لیتے ہیں۔ ہیگل (Hegel) فکر کے عمل کو صانع کہتا ہے کیونکہ وہ فکر کو الگ ہستی دیتا ہے اور الہیاتی صفات سے متصف کرتا ہے۔

Democratic Socialism
جمہوری اشتراکیت

موجودہ دور کی اصلاحیت (Reformism) کا منشور ہے جسے بین الاقوامی اشتراکیت کی فرینکفرٹ کانگریس Congress of the Socialist International) (Frankfurt میں اپنایا گیا۔ یہ منشور مارکسزم لینزم کے خلاف ہے اس کی جڑیں نوکانتیت اور اخلاقی اشتراکیت میں پائی جاتی ہیں۔ اس کا عقیدہ ہے کہ اشتراکیت کے اسباب تاریخی عوامل یا مادی وسائل میں نہیں پائے جاتے۔ اشتراکیت ایک اخلاقی نظریہ ہے اور اس کی بنیاد انسان کے آزاد ارادے میں ہے۔ اشتراکیت سے مراد اخلاقی معاشرے کی تشکیل ہے۔ لہٰذا لوگوں کو نئے سرے سے تعلیم و تربیت دینی چاہئے۔ تاکہ وہ اس اخلاقی جمہوریت کے رکن بن سکیں۔ یہ لوگ طبقاتی کشمکش، معاشرتی انقلاب اور پرولتاری آمریت کے نظریئے کو تسلیم نہیں کرتے۔ وہ چاہتے ہیں کہ موجودہ نظام قائم رہے اسی کی اصلاح کی جائے اور لوگوں میں اخلاقی روح پھونکی جائے تاکہ وہ مل جل کر رہیں اور اکٹھے اپنی بہتری کیلئے کوشاں ہوں۔ اس معاشرے میں طبقاتی امتیازات تو قائم رہیں گے۔ البتہ طبقاتی تضادمٹ جائیں گے۔

Democritus
دمقراطیس

(460- 370 ق م) پہلا یونانی فلسفی تھا جس نے صاف طور پر بتلایا کہ اگر اشیاء کا تجزیہ کیا جائے تو سوائے جوہر (Atoms) کے اور کسی چیز کا پتہ نہیں چلتا۔ وہ کہتا تھا کہ کائنات میں جوہر ہیں اور باقی سب خلا۔ یہ جوہر مختلف طریقوں سے آپس میں ملتے ہیں لہٰذا مختلف قسم کی اشیا پیدا ہوتی ہیں جب یہ ایٹم فضا میں گرتے ہیں تو مختلف ڈیزائن بناتے ہیں یہ ایک ہی رفتار سے نہیں گرتے اور پھر کچھ ان کے اپنے دانتے ہوتے ہیں جن کی وجہ سے ان کے امتزاج کی کیفیت ایک جیسی نہیں رہتی اور اشیاء کی شکلیں مختلف ہو جاتی ہیں۔ مثلاً عمدہ، نرم اور ہوشیاز ایٹم سے شعور بنتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر شے کے مادی اسباب ہیں۔ اتفاق (Chance) کوئی شے نہیں کائنات میں مادی قوانین ہیں جن کی دسترس سے کوئی چیز نہیں بچی ہوئی۔ یہ مادیت ہے اور دیمقراطیس اس کا عظیم دعویدار تھا۔

تغیر بھی ایٹم سے پیدا ہوتا ہے۔ ایٹم حرکت میں آتے ہیں تو ندرت پیدا ہوتی ہے۔ کائنات میں ہر وقت نئی تخلیق ہوتی رہتی ہے۔

وقوف حاصل کرتے وقت اشیاء سے ہلکے تمثال وصول کئے جاتے ہیں جو شعور کے ایٹم کو متاثر کرتے ہیں اور اس طرح نقوش چھوڑ جاتے ہیں جو یادداشت یا حافظہ بناتے ہیں۔ وقوف کا بڑا ذریعہ تو حسی ادراک ہے لیکن اس سے اشیاء کا دھندلا علم حاصل ہوتا ہے اس کے مقابلے میں عقل کا علم صاف و شفاف ہے۔ اس سے جوہر کائنات کا علم ہوتا ہے اور ایٹم اور خلا کا بھی۔

Demonology
عفریتیات

ارواح بد۔ بھوت پریت کا نظریہ۔ یہ ایسی ارواح ہیں جو وبائیں لاتی ہیں۔ بیماریاں پھیلاتی ہیں اور ذہنی امراض کا سبب بنتی ہیں۔ ہندو مذہب میں کالی دیوی اسی قسم کی روح ہے۔ یہ وبا اور تکالیف کی دیوی ہے۔ اس کو خوش رکھنے کیلئے کئی جتن کئے جاتے ہیں۔ پرانے وقتوں میں لوگوں کا خیال تھا کہ جب کوئی آدمی پاگل ہو جاتا ہے تو وہ کسی بھوت پریت کے قبضہ میں آ جاتا ہے۔ اس بھوت کو نکالنے کیلئے پاگل کو طرح طرح کی اذیتیں دی جاتی تھیں۔

Demonstration
تلبیس۔ اثبات

کسی شے کو ثابت کرنے کیلئے اس استخراجی طریقے کو واضح کر دینا جس سے وہ حاصل کی گئی ہو مثلاً جیومیٹری

میں کسی مسئلہ کو ثابت کرنے کیلئے اس کا استخراجی طریقہ واضح کیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ "اگر۔تو" کے رشتہ کو عیاں کرتا ہے۔

De Margan, Augustus
اگسٹس ڈی مارگن (1806-1871)

انگریز منطقی اور ماہر ریاضیات۔ یونیورسٹی کالج لندن میں پروفیسر تھا۔ لندن ریاضیاتی سوسائٹی کا پہلا پریذیڈنٹ تھا۔ اس نے منطق اور ریاضیات پر کئی مقالے لکھے۔ جبرومقابلہ میں اسے خاص شغف تھا۔ اس کے دو قوانین خاص طور پر مشہور ہیں اور ان کا استعمال ریاضیاتی منطق میں ہوتا ہے۔ پہلا اصول یہ ہے کہ واصلہ (Conjunction) کی نفی مساوی ہے اس کے انفصال (disjunction) کی نفی کے۔ مثلاً

ب V ا = ب.ا

- علامت ہے نفی کی۔ . علامت ہے اور کی۔ V علامت ہے یا کی۔ دوسرا اصول ہے منفصلہ کی نفی مساوی ہے اس کے واصلوں کی نفی کے مثلاً

ب.الف = ب V الف

اس کی تصانیف حسب ذیل ہیں

1-Formal Logic منطق صوری

2-Necessary & Probable لزومی اور احتمالی

Denial of the Antecident
انکار مقدم

قیاس منفصلہ میں نتیجہ تب برآمد ہوتا ہے جب مقدمہ صغریٰ میں یا تو مقدم کا اقرار کیا جائے یا تالی کا انکار کیا جائے۔ بصورت دیگر منطقی لحاظ سے نتیجہ غلط ہو گا مثلاً "اگر کوئی شخص زہر کھالے تو مرجاتا ہے زید نے زہر نہیں کھایا" اس قیاس میں مقدم کا انکار کیا گیا ہے یعنی زید نے زہر نہیں کھایا اس سے کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ مرے گا نہیں کیونکہ موت صرف زہر سے ہی واقع نہیں ہوتی۔

Denomination
تسمیہ

کسی شے کا نام کسی اور شے سے رکھ دینا۔ مدرسیتی منطق میں موضوع (Subject) کے لئے ایسی حد کا اطلاق جو موضوع سے متعلق ہو۔ مثلاً کسی شے کو اس کے عرض سے پکارنا جیسے کالج کا نام اسلامیہ کالج یا گورنمنٹ کالج رکھ دینا۔

Denotation
تعبیر

منطق میں ہر حد کی تعبیر و تضمین ہوتی ہے تعبیر سے مراد وہ تمام اشیاء ہیں جن پر حد کا اطلاق ہوتا ہے مثلاً لفظ انسان کا اطلاق تمام انسانوں پر ہو گا اور یہ اس کی تعبیر ہیں۔ 'تمام' کے لفظ میں ابہام ہے اور اسے تین طریقوں سے لیا جا سکتا ہے۔ فرض کیا انسانوں کی تعبیر کا سوال ہے۔ پہلی صورت میں انسانوں کی تعداد معلوم کرتے وقت ماضی حال یا مستقبل کے انسان لینے ہوں گے اور ان انسانوں کو بھی گننا ہو گا جو فرضی ہیں یعنی جن کا ذکر ادب وغیرہ میں آیا ہے لیکن حقیقتاً وہ کہیں پیدا نہیں ہوئے۔ اس نظریہ پر کئی اعتراض ہوئے ہیں کئی لوگ فرضی انسانوں کو انسان کی تعبیر میں شامل کرنے کے لئے تیار نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ صرف زمانہ ماضی، حال اور مستقبل کے حقیقی انسانوں کو تعبیر میں شامل کرنا چاہئے یہ دوسری صورت ہے۔ اس پر بھی اعتراض ہوا ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ماضی کے انسان اب انسان نہیں رہے کیونکہ وہ مرچکے ہیں اور مستقبل کے انسان بھی اب انسان نہیں وہ انسان تب بنیں گے جب پیدا ہو چکیں گے۔ پس تیسری صورت یہ ہے کہ تعبیر میں صرف حال کے زندہ انسانوں کو شامل کیا جائے یعنی تعبیر سے مراد وہ تمام اشیاء ہیں جو زمانہ حال میں واقعی موجود ہوں۔ یہ مل (Mill) کا نظریہ ہے۔

Denotation & Sense تعبیر اور مفہوم

تعبیر ایک منطقی اصطلاح ہے جس سے مراد وہ شے یا اشیا کی کل تعداد ہے جس پر یا جن پر اس اصطلاح کا اطلاق ہو۔ مثلاً آدمی کی تعبیر میں کل وہ افراد شامل ہوں گے یعنی تمام روئے زمین کے آدمی جو حقیقی ہوں اور

بقید حیات ہوں۔ مفہوم ایک سماجی اور نفسیاتی اصطلاح ہے اس کا دارومدار، مارکسیوں کے نزدیک، اس شے کے سماجی فریضہ پر ہے یعنی وہ معاشرے میں کیا فریضہ ادا کرتی ہے۔ اور بلحاظ دیگر تصورات اس کا کیا مقام ہے۔ پس مفہوم کا انحصار خارجی حقیقت پر بھی ہے اور نفسیاتی حقیقت پر بھی۔ اگر ان دونوں کے درمیان کوئی تضاد ہو تو وہ سماجی فریضہ کے حوالے سے رفع کیا جا سکتا ہے۔

لسانیات میں تعبیر کا انحصار لفظ یا اصطلاح کے مفہوم پر ہے۔ یعنی حوالہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس اصطلاح کی تعبیر کیا ہو گی۔ حوالہ میں سیاق و سباق کے علاوہ وہ سماجی حالات بھی شامل ہوں گے جن کے تحت ایک اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔

Deontological Ethics
واجبیاتی اخلاقیات

اخلاقیات میں دو گروہ بالکل واضح ہیں۔ ایک کہتا ہے کہ اعمال کا نیک و بد ان کے نتائج پر ہے اور دوسرا اس سے انکاری ہے۔ انکار کرنے والے واجبیاتی اخلاقیات کے حامی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ فرض کا انحصار قدر پر نہیں ہوتا۔ اعمال کی اچھائی اور برائی کا دارومدار بھی محرکات پر نہیں اور یہ بھی ممکن کہ فرض کی بجا آوری کسی دوسرے فعل کے مقابلہ میں بہتر نتائج کی حامل نہ ہو مثلاً اگر کسی شخص نے بنیے سے سو روپیہ قرض لیا ہو تو اس کا فرض ہے کہ یہ رقم معاہدہ کے مطابق واپس کر دے اگر ایسا کرنے کی بجائے وہ یہی رقم غریبوں میں بانٹ دے تو رقم واپس کرنے کے مقابلہ میں نتائج تو یقیناً بہتر رہیں گے لیکن فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی ہو گی۔ لہٰذا فرض کو بجا لاتے وقت نتائج کو مد نظر رکھنا فضول سی بات ہے۔ اصل بات تو فرض کا احساس اور اس کی بجا آوری ہے۔

Depersonalization فقدان تشخص

نفسیاتی لحاظ سے یہ ایک ذہنی مرض ہے جس میں مریض کو خود اپنے الفاظ اور اعمال عجیب اور بیگانہ سے نظر آتے ہیں۔ مریض کو یہ خیال کھائے جاتا ہے کہ اس کی شخصیت کے حصے بکھرے ہونے والے ہیں اور وہ بالکل تباہ و برباد ہو جائے گی۔

موجودہ تہذیب میں جب کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور دورہ ہے اور لوگوں کو بڑے بڑے اداروں میں کام کرنا پڑتا ہے جہاں ان کی حیثیت مشین کے پرزوں سے زیادہ نہیں ہوتی فقدان تشخص کا بڑا خطرہ ہے۔ ہر شخص یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ اپنے آپ سے بیگانہ ہو گیا ہے اور اس کو شخصیت سے عاری کر دیا گیا ہے۔

Descartes ڈیسکارٹ

اس فلسفی کا ذکر کارتیزیت (Cartesianism) کے تحت آ چکا ہے۔ اسی جگہ ملاحظہ فرمائیں۔

Descent of Man سلاست انسان

میں اس نے بتلایا کہ کیسے انسانوں کا سلسلہ جانوروں سے شروع ہوتا ہے۔ ڈارون کا کائناتی نظریہ مادیتی تھا۔ اس سے سائنسی حیاتیات کا وجود نمودار ہوا۔ شروع میں عیسائی پادریوں نے اس نظریہ کی شدید مخالفت کی اور اسے مذہب کیلئے خطرہ سمجھا۔

Deschamps, Leger-Marie
لیجر ماری ڈیشمپ (1774-1716)

فرانسیسی مادیتی فلسفی۔ خدا کا منکر تھا۔ کہتا تھا کہ خدا کا تصور انسان کے ذہن کی اختراع ہے اور الحاد کو تسلیم کرنا ذہین اور روشن ضمیر اشخاص (Enlighteners) کا خاصہ ہے۔ عامتہ الناس اس سے محروم ہیں۔

فلسفہ میں اس کا رجحان سپائنوزا (Spinoza) کی طرف تھا۔ وہ عالمگیر کل (Universal Whole) کو مانتا تھا جس نے تمام طبعی اجسام کو وحدت کی لڑی میں پرو دیا ہوا ہے اس کل کا احساس حواس سے نہیں ہو سکتا۔ اس کا منبع عقل ہے۔

Description بیان

ارسطوی منطق میں بیان اور تعریف کا فرق بتلایا گیا

ہے تعریف میں جنس اور فعل کا ذکر آتا ہے بیان میں
خاصہ اور عرض کا۔ یعنی اگر انسان کے وہ اوصاف بیان
کر دیئے جائیں جو جنس اور فعل میں داخل نہیں تو یہ
بیان ہوگا نہ کہ تعریف۔ بیان میں غیر ضروری صفات کا
ذکر بھی ہوتا ہے جو بعض اوقات صرف عرض کا کام
دیتے ہیں۔ اس سے اشیاء کا مفہوم تو واضح ہو جاتا ہے
لیکن اس میں جامعیت اور قطعیت نہیں آتی۔
منطق استقرائی میں بیان کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔
مثلاً جب مواد کو مشاہدوں اور تجربوں سے اکٹھا کر لیا
جائے تو ان کو سائنسی زبان میں یعنی شکلوں، گراف،
نقشوں اور علامتوں سے بیان کیا جاتا ہے۔ نظری یا
سائنسی مطالعہ کے لئے ایسا ہونا نہایت ضروری ہے۔
اس کے بعد توجیہ (Explanation) ممکن ہوتی ہے۔
اثباتیوں کا کہنا ہے کہ سائنس کا منشا محض مظاہر کا بیان
کرنا ہے۔ یہ موقف درست نہیں۔
رسل (Russell) بیان کو نامکمل علامت
(incomplete symbol) کہتا ہے۔ اگر یہ مکمل
علامت ہو تو اسم معرفہ بن جائے گی جو کہ درست نہیں
مثلاً دیوان غالب کا مصنف غالب ہے۔ لیکن دیوان
غالب کا مصنف اور غالب ہم معنی نہیں۔ کئی ایسے
بیانات ہیں جن کی تعبیر (Denotation) نہیں ہوتی
مثلاً سونے کا پہاڑ ایک ایسا بیان ہے جس کی تعبیر نہیں
پس بیانی جملوں کی تشریح ان جملوں سے الگ ہوگی جہاں
موضوع اسم معرفہ ہو۔

Description Knowledge by
علم بالبیان

علم بالتعارف (Knowledge by
Acquintance) کو علم بالبیان سے علیحدہ کرنے والا
پہلا شخص تو جی گروٹ (G.Grote) تھا بعد میں رسل
(Russell) نے ان دونوں کے فرق کو اچھالا۔ ایک علم
تو اشیاء کے براہ راست اتصال سے پیدا ہوتا ہے وہ تو
علم بالتعارف ہوا اور ایک علم بیان سے پیدا ہوتا ہے
مثلاً جن لوگوں نے قائداعظمؒ کو دیکھا ان کا علم
قائداعظمؒ کے بارے میں علم بالتعارف تھا اور جن
لوگوں نے انہیں نہیں دیکھا اور صرف کتابوں سے ان
کے متعلق علم حاصل کیا ان کا علم، علم بالبیان ہوا۔ یوں
یہ دونوں علم ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں۔ یعنی
انسان کسی شے کے براہ راست اتصال میں آتا ہے اور
اس کے متعلق اس نے پڑھ رکھا یا سن رکھا بھی ہوتا
ہے یہاں پر علم کے دونوں اقسام مل جائیں گے۔

Determination
تعیین

حقیقت یا فکر کو اپنے اصلی دائرے کے مقابلہ میں
تنگ دائرے میں بند کر دینا۔ واحد تیتی (Monistic)
فلسفہ میں اصل الاصول کا دائرہ ہستی محدود کرتے ہوئے
اسے اجناس اور انواع تک اور بالآخر افراد تک لایا جاتا
ہے۔ اس طرح کثرت کا مسئلہ حل کیا جاتا ہے۔
افلاطونیت میں اعیان ثابتہ کا دائرہ محدود یا متعین کرتے
وقت مادہ کو شامل کر دیا جاتا ہے تاکہ ان کا ظہور بیان کیا
جا سکے۔ نوفلاطونیت میں نظریہ صدور (Emanation)
کا سہارا لیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ واحد (One)
جب بتدریج کثرت میں آتا ہے تو اسے نفی اور زوال
(Privation) سے گذرنا پڑتا ہے۔ دور وسطیٰ میں یہ
مسئلہ بڑا اہم تھا۔ سوال یہ تھا کہ کیسے غیر معین وجود
معین ہو گیا۔ دور جدید میں سپائنوزا (Spinoza) کے
ہاں یہ مسئلہ ملتا ہے وہ کہتا ہے کہ جوہر کا تعیین خواص
اور جہات (Modes) سے ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہوا
کہ جوہر یا واحد اپنی ذات میں تو غیر معین ہے لیکن زوال
کی وجہ سے معین ہو جاتا ہے۔ کئی مسلمان مفکروں نے
نظریہ صدور تسلیم کیا ہوا ہے۔

Determinism & Indeterminism
جبریت و عدم جبریت

علیت کے متعلق یہ دو متضاد نظریئے ہیں۔ جبریت
کا کہنا ہے کہ علیت کا قانون تمام مظاہر فطرت پر
جاری و ساری ہے۔ اس کی حیثیت خارجی ہے موضوعی
نہیں۔ عدم جبریت کے حامی قانون علیت کی ہمہ گیر

اطلاقیت کے انکاری ہیں اور بعض تو سرے سے اس قانون سے انکار کرتے ہیں۔ سائنسدانوں اور مادیتی فلسفیوں نے جبریت کے تصور کو میکانکی اور تجریدی بنا دیا اور لزومت (Necessity) کے مترادف قرار دیا جس سے اتفاق (Chance) کی خارجی حقیقت جاتی رہی۔ لیپ لیس (Laplace) کا کہنا ہے کہ "کسی خاص وقت میں جو اثرات اور طاقتیں کسی خاص نقطہ پر عمل کر رہی ہوں ان سے اس نقطہ کا ماضی اور مستقبل دریافت کیا جا سکتا ہے۔ اس موقف سے انتہا درجہ کی جبریت پیدا ہوتی ہے جو مذہبی نظریہ تقدیر سے بھی زیادہ سخت ہے۔ لیکن موجودہ سائنس نے اس نظریہ کو نہ صرف معاشریات، نفسیات اور حیوانیات میں جھٹلا دیا ہے بلکہ طبیعیات میں بھی۔ مقداری کیمیا میں لاتیقنات (Uncertainities) کی دریافت سے کئی تصورات کو بدلنا پڑا ہے۔ بعض لوگ لاتیقنات سے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ کائنات کی تہہ میں عدم جبریت یا آزادی موجود ہے۔ لیکن یہ نتیجہ درست نہیں۔ جبریت اور عدم جبریت کا مسئلہ اخلاقیات اور معاشریات میں بڑا اہم ہے۔

اخلاقیات میں اسے مسئلہ جبر و قدر کہا جاتا ہے۔ علم الاخلاق کا تعلق افعال ارادی سے ہے اور ارادی افعال کا خاصہ ہے کہ وہ بغیر جبر و اکراہ منتخب ہوتے ہیں اور جب میلانات متعارض ہوں تو ان کا فیصلہ غور و فکر سے کیا جاتا ہے لہٰذا ارادے کو آزاد ہونا چاہئے دوسرے الفاظ میں یوں سمجھنا چاہئے کہ میدان اخلاق میں عدم جبریت کو تسلیم کرنا ضروری ہے بعض لوگ اس موقف پر اعتراض کرتے ہیں۔ جبریت دو طرح کی ہے ایک تقدیری (Fatalism) اور دوسری میکانکی (Casual Necessity) اول الذکر مذہبی نظریہ ہے۔ جس کی رو سے کائنات کی ہر حرکت جس میں انسانوں کے اعمال بھی شامل ہیں ازل سے متعین ہو چکے ہیں اور ان میں ردوبدل کی گنجائش نہیں۔ دوم کے مطابق کائنات کی ہر شے جس میں انسان بھی شامل ہیں سلسلہ علت و معلول میں بندھی ہوئی ہے یہ سلسلہ کہیں نہیں ٹوٹتا اور اس میں کوئی استثنا نہیں۔ قدریت اور آزادی رائے کے داعی جبریت سے مطلقاً" انکاری نہیں۔ سلسلہ علت و معلول مادی سطح پر تو صحیح کہتے ہیں لیکن اخلاقی سطح پر اس کا اطلاق نہیں مانتے۔ آج کل وجودیوں نے عدم جبریت اور مکمل آزادی کو اپنے فلسفہ کا سنگ بنیاد بنایا ہوا ہے۔ سارترے (Sartre) کے ہاں یہ خیال بڑا اہم ہے اس کی مذہب سے لاتعلقی بھی اسی وجہ سے ہے وہ کسی قیمت پر اپنی آزادی کو محدود نہیں کرنا چاہتا۔

جان ڈیوی (1952-1859) Devey, John

جائے پیدائش ورمنٹ (Vermont) ہے اور اسی جگہ اس نے تعلیم حاصل کی۔ مینوسوٹا (Minnesota)، مشی گن (Michigan) اور شکاگو (Chicago) یونیورسٹیوں میں فلسفہ پڑھاتا رہا۔ بعد میں کولمبیا (Columbia) یونیورسٹی میں شعبہ فلسفہ کا سربراہ مقرر ہوا۔ تعلیم میں اسے گہری دلچسپی تھی۔ ترقی پسندانہ تعلیم (Progressive Education) اسی کے فلسفہ کا نتیجہ ہے۔ دو سال چین میں رہا اور اساتذہ کو تعلیم اور اس کی اصلاح پر لیکچر دیئے۔ ترکی کی حکومت کو بھی قومی مدرسوں کی نئی تنظیم کے بارے میں اس نے رپورٹ پیش کی۔

ڈیوی کا فلسفہ نتائجیت (Pragmatism) کی ایک شاخ ہے جسے عملیت (Instrumentalism) کہتے ہیں۔ اس کی بنا ڈارون کا مسئلہ ارتقا ہے۔ ڈیوی کہتا ہے کہ ذہن اور جسم دونوں ہی نزع لابقا کی پیداوار ہیں انہوں نے ادنیٰ صورتوں سے ترقی کی اور زندگی کو برقرار رکھنے میں بطور آلہ کے کام دیا۔ کائنات کا نظام سمجھنے میں کسی ماورائی علیت کی ضرورت نہیں ہر شے کا ماحول میں اپنا مقام اور فریضہ ہے۔ اسی حوالہ سے اشیا کو سمجھا جا سکتا ہے۔ ڈیوی اثباتی اور فطرتیتی ہے اس لئے مابعد الطبیعیات اسے پسند نہیں۔ مابعد الطبیعیات کو مذہب کی صدائے بازگشت کہتا ہے۔ فلسفہ کی مصیبت یہ

رہی ہے کہ اس کے مسائل درحقیقت مذہب کے مسائل تھے۔ موجودہ دور سائنس کا دور ہے مذہبی توجیہات کی بجائے حیاتیاتی توجیہات ہونی چاہئیں۔ نفس اور زندگی کو آلات سمجھنا چاہئے فکر آلہ ہے توافق نو کا۔ ہمارے تصورات بھی تجربات کی حیثیت رکھتے ہیں۔ زندگی کا نام محض توافق نہیں بلکہ خارجی دنیا پر قابو پانا اور اسے مسخر کرنا ہے۔

ڈیوی کہتا ہے کہ نظریہ کو افعال و اعمال کے لئے ایک گائیڈ یا رہنما کے طور پر لینا چاہئے۔ معقول کردار وہ ہو گا جو زندگی کے اقدار محفوظ کرنے کے اور ان کی توسیع میں مدد دے۔ ان اقدار میں ادبی، تعلیمی اور فنی اقدار سب شامل ہوں گے۔ انہی اقدار سے انسانی روابط بامعنی اور بامقصد بنتے ہیں۔

ڈیوی کے فلسفہ نے اس کے نظریہ تعلیم کو تشکیل دیا اور اس کے نظریہ تعلیم نے اس کے فلسفہ کو متاثر کیا۔ تعلیم کے بارے میں اس کی حسب ذیل تصانیف ہیں۔

معاشرہ اور مدرسہ

1-The School & Society.

مستقبل کے مدرسے

2-Schools of Tomorrow.

جمہوریت اور تعلیم

3-Democracy & Education.

دیگر تصانیف میں چند ایک حسب ذیل ہیں۔

نفسیات

1-Psychology.

اخلاقیات کا خاکہ

2-Outline of Ethics.

اخلاقیات

3-Ethics

ہم کیسے سوچتے ہیں

4-How we think.

تجربی منطق پر مضامین

5-Essays in Experimental Logic.

فلسفہ کی تشکیل نو

6-Reconstruction in Philosophy.

قدرت اور تجربہ

7-Experience & Nature.

منطق بحیثیت نظریہ تحقیق

8-Logic- The Theory of Enquiry.

دھیان (سنسکرت) Dhayana

فکر یا سوچ بچار کی وہ منزل جہاں سوچ اور سوچنے والے کے درمیان یک جہتی پیدا ہو جاتی ہے تضاد دور ہو جاتے ہیں گو فکر اور اہل فکر ایک نہیں ہو جاتے۔ یوگا میں آخری منزل سے پہلے یہ منزل آتی ہے۔

Dialectical Theology جدلیاتی آلیات

کیرکیگارڈ (Krikegaard) اور دیگر وجودی مفکروں کے زیر اثر پروٹسٹنٹ دینیات میں یہ رجحان پیدا ہوا ہے۔ اس کا داعی جرمن مذہبی پیشوا کارل بارتھ (Karl Barth) ہے۔ جو ریفارمیشن دینیات (Reformation Theology) میں اصلاح کا خواہاں ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مذہب میں عقل کو دخل نہیں۔ خدا کے ثبوت میں عقلی دلائل نہیں دینے چاہئیں اور مذہب کا جواز کسی جذبہ سے خواہ وہ جذبہ تکریم ہی کیوں نہ ہو نہیں ڈھونڈنا چاہئے۔

Dialectical Materialism جدلیاتی مادیت

جدلیاتی مادیت کا نظریہ کارل مارکس کے نام سے وابستہ ہے جو جرمن رائن لینڈ میں 1818ء میں پیدا ہوا اس کے والدین پہلے یہودی تھے بعد میں عیسائی ہو گئے۔ کارل مارکس نے بون اور برلن کی یونیورسٹیوں میں قانون، تاریخ اور فلسفے کی تعلیم حاصل کی۔ اس زمانے میں ہیگل کا فلسفہ زوروں پر تھا مارکس نے اس سے استفادہ کیا۔ ڈاکٹریٹ کی ڈگری دیمقراطیس اور ابیغورث کی مادیت پر حاصل کی۔ کارل مارکس کئی جگہ سے عقاید کی بنا پر نکالا گیا۔ بالآخر انگلستان آیا اور برٹش میوزیم میں شبانہ روز محنت کرنے کے بعد اسے سرمایہ پرست معاشرے کے خلاف خاصہ مواد مل گیا خود اس کی آمدنی قلیل تھی۔ گھر گھٹیا درجہ کا تھا۔ لباس ناکافی اور گندہ۔ اس پر طرہ یہ کہ بیماریوں نے گھیر رکھا تھا کئی بچے مرگئے لیکن اصولوں سے انحراف نہیں کیا۔ اس کی

بہترین کتاب داس کیپیٹل (Das Capital) ہے۔

کارل مارکس کی تعلیمات کو دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں ایک حصہ منفی اور انقلابی ہے اور دوسرا مثبت اور تعمیری۔ انقلابی حصہ میں مادیت جدلیات اور اضافیت ہیں۔ تعمیری حصہ میں عوام کا تصور، غیر طبقاتی معاشرہ، فرد اور ریاست کا تعلق جیسے مضامین ہیں۔

مادیت سے مراد مادہ، نیچر یا قابل مشاہدہ کائنات کو حقیقی تسلیم کرنا ہے۔ یہ اس کی الٹی حقیقت ہے اس کا منبع کوئی ماورائی طاقت نہیں اور نہ ہی اس کا بقا ذہن پر منحصر ہے۔ سائنس بتلاتی ہے کہ مادہ ذہن سے بہتر ہے اور ذہن مادہ کی پیداوار ہے زمان و مکان مادہ کے مختلف ظہور ہیں۔

مارکس نے ہیگل سے جدلیات کا تصور لیا۔ اس نظریئے کے مطابق کائنات کی ترقی متضاد خیالات کے باہمی تصادم پر منحصر ہے۔ مثبت کے مقابلے میں نفی ملتی ہے۔ دعویٰ کی تردید جواب دعویٰ میں پائی جاتی ہے۔ اس تصادم میں نہ تو دعویٰ قائم رہتا ہے نہ جواب دعویٰ بلکہ ایک تیسری شے پیدا ہوتی ہے جو دونوں کے حقانی پہلوؤں کو لئے ہوئے ہوتی ہے۔ اور ان کے تکذیبی عناصر کو نکال پھینکتی ہے اسے ترکیب کہا جاتا ہے۔ کارل مارکس جدلیات کے نظریہ کو تو تسلیم کرتا ہے لیکن جہاں ہیگل تصورات کی کشاکش کو ارتقا کی جان سمجھتا ہے وہاں مارکس مادی ضرورتوں اور طبقاتی تصادم کو جدلیاتی ترقی کیلئے ضروری خیال کرتا ہے۔ اس کے علاوہ کارل مارکس نے تصوریت (Idealism) کو چھوڑ کر مادیت اختیار کر لی۔ ہیگل کے جدلیاتی ارتقا کی آخری کڑی روح مطلق تھی اور اس ارتقا کے پیچھے بھی تصوری طاقت تھی۔ کارل مارکس نہ تصوری طاقت کو مانتا ہے نہ روح مطلق کو۔ اس کا ارتقا غیر طبقاتی معاشرے پر ختم ہونا اور اس کے پیچھے مادی معاشی طاقت ہے نہ کہ روحانی طاقت۔

جدلیات کے اصول حسب ذیل ہیں

1- ضدوں کی وحدت اور آویزش کا اصول

Law of Unity & struggle of opposite

2- مقدار کا صفت میں بدلنے کا قانون

Law of the Transition of quantity into Quality.

3- نفی کی نفی کا قانون

Law of the Negatum of the Negative.

پہلے اصول کے مطابق ضدین ایک دوسرے کے ساتھ وجود رکھتی ہیں اور ایک دوسرے سے متصادم ہوتی ہیں۔ اسی وجہ سے اشیاء حرکت کر رہی ہیں بدل رہی ہیں اور نشوونما پا رہی ہے۔ مثال کے طور پر بجلی کے مثبت اور منفی پہلو کو لیجئے جو ایک دوسرے کے متضاد ہیں لیکن اکٹھے پائے جاتے ہیں۔ دوسرے اصول کے مطابق جب اشیاء کی مقدار ایک خاص حد سے گذر جاتی ہے تو اس کی خاصیت بدل جاتی ہے جیسے پانی کو اگر گرم کرتے جائیں تو ایک مقام آئے گا جب وہ بھاپ میں تبدیل ہو جائے گا تیسرے اصول سے مراد یہ ہے کہ نشوونما کے عمل میں ہر اعلیٰ منزل پچھلی منزل کی نفی کرتی ہے۔

اضافیت سے مراد ہے کہ کوئی قدر مستقل نہیں۔ اقدار کا انحصار مادی معاشی حالات پر ہے جونہی یہ حالات بدلتے ہیں اقدار بھی بدل جاتی ہیں۔ یہ تصور تاریخی مادیت کی جان ہے۔ جن مدارج سے انسانی معاشرہ گذرا ہے اور جن تغیرات سے دوچار ہوا ہے اس کی تہہ میں معاشی حالات تھے۔ ان حالات میں ایک تو پیداواری طاقتیں تھیں اور دوسرے پیداواری علائق۔ اسی بنیاد سے علوم و فنون مذاہب، فلسفہ اور سیاست جنم لیتی ہیں۔ جب پیداواری طاقتوں اور پیداواری رشتوں میں انسانی اغراض کے پیش نظر تبدیلی آتی ہے تو طرز معاشرہ، طرز حیات اور طرز فکر بھی بدل جاتے ہیں۔ بنیاد تو پیداواری طاقتیں اور پیداواری رشتے ہیں اور عمارت اس بنیاد پر حکومت، فلسفہ، مذہب

اور علوم و فنون کی ہے۔ ان کے درمیان علت و معلول کا رشتہ ہے۔ اگر ان میں تصادم ہو تو فتح و شکست سے ان کی طاقت یا کمزوری کا علم ہو جاتا ہے۔

طبقاتی ارتقا ابتدائی غیر طبقاتی معاشرے سے طبقاتی معاشرے (غلام اور آقا۔ جاگیردار اور مزارع۔ سرمایہ دار اور مزدور) سے گذر کر غیر طبقاتی معاشرے تک پہنچ جاتا ہے۔ آخری منزل پر پہنچنے سے پہلے سوشلزم کی منزل ہے۔ اس منزل پر ہر انسان سے اس کی استعداد کے مطابق کام لیا جاتا ہے لیکن کام کے مطابق اسے مزدوری ملتی ہے۔ دوسری منزل پر ہر انسان سے اس کی استعداد کے مطابق کام لیا جاتا ہے اور اس کی ہر ضرورت پوری کی جاتی ہے۔ تیسری یعنی آخری منزل پر حاکمیت عوام (پرولتاری آمریت) کی ہوگی لیکن ریاست کی ضرورت نہیں رہے گی۔

مارکسزم کا نظریہ فن بھی جدلیاتی ہے۔ اس کے مطابق ہر فنکار کو حقیقت کی عکاسی کرنی چاہئے خواہ یہ حقیقت شعوری ہو یا لاشعوری۔ تعمیری ہو یا افسانوی۔ فن کو ترقی پذیر ہونا چاہئے اور امید افزا بھی اور اسے غیر طبقاتی معاشرے کی نشاندہی بھی کرنی چاہئے۔

اخلاقیات میں مارکسزم کا موقف انسان دوستی ہے ہر قدر کا مرکز انسان ہے۔ عدل، عالمی برادری، اخوت، اخلاص ان کے ہاں اخلاقی اقدار ہیں۔ انہی پر معاشرے کی تعمیر ہونی چاہئے۔ ایسا معاشرہ لازمی طور پر غیر طبقاتی ہوگا۔

جدلیات Dialectics

ارسطو نے زینو (Zeno) کو جدلیات کا جد امجد کہا ہے۔ لیکن جدلیات کو منظم طریقے پر پیش کرنے والا یعنی سوال و جواب کی صورت میں سقراط تھا۔ افلاطون اسے اصول اولیہ کا علم کہتا ہے اور اس لئے اسے اعلیٰ ترین اور اخروی علم کا درجہ دیتا ہے۔ ارسطو کے خیال میں جدلیات استدلال کی ابتدا آراء اور خیالات سے ہوتی ہے جو پایہ ثبوت کو نہیں پہنچے ہوئے ہوتے۔ لیکن اگر ان پر تنقید کی جائے تو تحقیق کے راستے کھل جاتے ہیں۔ کانٹ (Kant) کی جدلیات ان مشکلات پر تنقید کا نام ہے جو مقولات فکر کو اس میدان میں استعمال کرنے کا نتیجہ ہیں جہاں ان کا اطلاق ناممکن ہے۔ ہیگل (Hegel) کے ہاں جدلیات سے حقیقت کی عمومی ساخت عیاں ہوتی ہے اور اس کا طریقہ دعویٰ، جواب دعویٰ اور ترکیب ہے۔

مکالمیت Dialogism

قیاس میں تین قضایا ہوتے ہیں۔ مقدمہ کبریٰ، مقدمہ صغریٰ اور نتیجہ۔ اگر ایک مقدمہ سے نتیجے اور دوسرے مقدمہ کی نفی کا انفعال واقع ہوتا ہو تو اس استدلال کو مکالمیت کہیں گے۔ فرض کیا کہ س اور ب سے ن نتیجہ نکلتا ہے تو

س ے ن ۷ پ̄

یہ مکالمیت ہوگی۔

فضائل دانش Dianoetic Virtues

ارسطو نے اخلاقی فضائل اور فلسفیانہ فضائل میں تمیز کی۔ اخلاقی فضائل کا کام نفس امارہ کو قابو میں رکھنا ہے۔ فلسفیانہ فضائل یا فضائل دانش کا کام فہم و ادراک ہے۔

دانش Dianoia

قوت استدلال۔ وہ نفسی ملکہ جس سے تصورات میں امتیازات یا علائق قائم کئے جاتے ہیں۔

تنصیف Dichotonay

منطقی تقسیم میں اگر جنس کو ایسے دو انواع میں تقسیم کیا جائے کہ ایک مثبت ہو اور دوسرا منفی تو یہ تنصیف یا نقیم بنفتیض ہو گی۔ اس کی روایتی مثال شجر فرفوریوس ہے جس میں وہ ذات کی تقسیم کرتا ہے۔

ذات

جسمی ، غیر جسمی

زندہ ، غیر زندہ

زندہ معہ حواس (حیوان ، زندہ بغیر حواس

حیوان ذی شعور (انسان ، حیوان غیر شعور

Dictum de Omni et nullo
قول ایجاب کلی وسلب کلی

ارسطو نے قیاس کے متعلق ایک اساسی اصول دیا ہے جو قول ایجاب کلی و سلب کلی کہلاتا ہے۔ اس کے مطابق اگر کسی بات کا اثبات (اقرار) یا انکار کسی پوری جماعت یا کسی کل سے متعلق کیا گیا ہو تو اس بات کا اثبات یا انکار اس جماعت یا اس کل کے اجزا یا افراد سے متعلق بھی لازم آئے گا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اگر ہم یہ تسلیم کرلیں کہ فلاں محمول فلاں موضوع کے حق میں صحیح ہے تو ہمیں یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ جو کچھ اس موضوع کی تعبیر میں شامل ہے اس کے حق میں بھی وہی محمول صحیح ہو گا۔

Diderot Denis
ڈینس ڈڈروٹ (1784-1713)

فرانسیسی فلسفی۔ روشن ضمیر ادیب، نقاد اور نظریہ ساز۔ شروع میں الہیاتی (Deist) تھا بعد میں مادیتی اور ملحد ہو گیا۔ اس کی مادیت میں کسی حد تک جدلیات کو بھی دخل تھا۔ مادہ اور حرکت کو اکٹھا مانتا تھا اور تغیر کا بھی قائل تھا۔ وہ کہتا تھا کہ جب مادی اجزا حرکت میں آتے ہیں تو تحسسات پیدا ہوتے ہیں۔ اس سے اضطراری نظریہ کی پیش گوئی ہوتی ہے۔ علمیات میں ڈڈروٹ نے تصوریتی نظریہ کو رد کر دیا۔ ہر قسم کا استدلال نیچر سے اٹھتا ہے۔ ہم صرف حواس کے ذریعہ اشیا کا علم حاصل کرتے ہیں حواس اور اشیا کے مابین یا تو لزومت کا رشتہ ہوتا ہے یا محض رواجی۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہمارا ادراک اشیا کی ہو بہو نقل ہے۔ بلکہ اشیا اور تحسسات کے درمیان وہی رشتہ ہے جو تصورات اور ان تصورات کی تعبیر (Denotation) میں ہے۔ لاک (Locke) کی طرح وہ صفات اولیہ (Primary Qualities) اور ثانوی کیفیات (Secondary Qualities) میں تمیز کرتا تھا لیکن ساتھ ہی کہتا تھا کہ ثانوی کیفیات بھی خارجی ہیں۔ بیکن (Bacon) کی مانند اس کا خیال تھا کہ علم کی غایت محض فہم و ادراک ہی نہیں بلکہ طاقت بھی ہے۔ اس سے ٹیکنالوجی اور صنعت و حرفت کا رول واضح ہوتا ہے۔ معارف علوم کے علاوہ کئی ایک اور قابل ذکر تصانیف کا مصنف ہے۔

Dilemma
معضلہ یا قیاس ذوالجہتین

یہ قیاس کی ایک شکل ہے اور اس کی ساخت کے قوائد حسب ذیل ہیں

1- معضلہ کا کبریٰ ہمیشہ شرطیہ متصلہ ہونا چاہئے جس میں یا تو ایک سے زیادہ مقدم ہوں یا ایک سے زیادہ تالی ہوں۔ یا مقدم اور تالی دونوں ایک سے زیادہ ہوں۔

2- معضلہ کا صغریٰ ہمیشہ قضیہ منفصلہ ہونا چاہئے۔ اس صغریٰ میں صرف دو عمل جائز ہوں گے یا تو کبریٰ کے مقدموں کا وضع و اقرار کیا جائے یا تالیوں کا رفع و انکار کیا جائے۔

3- الف اگر کبریٰ میں صرف مقدم ہی ایک سے زیادہ ہوں اور صغریٰ میں ان کا اقرار کیا جائے تو حملہ (مگر موجبہ) ہو گا اور یہ قسم معضلہ سادہ اقراری کہلائے گی (ب) اگر کبریٰ میں صرف تالی ایک سے زیادہ ہوں اور صغریٰ میں ان کا انکار کیا جائے تو بھی نتیجہ حملیہ (مگر سالبہ) ہو گا یہ معضلہ سادہ انکاری کہلائے گا۔ (ج) اگر کبریٰ میں مقدم بھی ایک سے زیادہ ہوں اور تالی بھی۔ اور صغریٰ میں مقدموں کا اقرار کیا جائے تو نتیجہ منفصلہ ہو گا اس حالت کو مرکب اقراری کہیں گے۔ (د) اگر کبریٰ میں مقدم اور تالی دونوں ایک ایک سے زیادہ ہوں۔ لیکن صغریٰ میں تالیوں کا انکار کیا جائے تو نتیجہ منفصلہ ہو گا اس حالت کو مرکب انکاری کہیں گے۔

Dillthey, Wilhelm
ولہلم ڈلتھی (1911-1833)

جرمن تصوریتی فلسفی تھا۔ برلن یونیورسٹی میں پروفیسر تھا۔ اس کا فلسفہ، فلسفہ حیات ہے۔ اس فلسفہ کا مرکزی تصور زندہ روح ہے جس کا ارتقاء تواریخی صورتوں میں

ہوتا ہے۔ وہ کہتا تھا کہ تاریخ کے اصول ہماری سمجھ میں نہیں آتے اور فلسفہ سے ماورائی جوہر کا ادراک نہیں ہو سکتا۔ فلسفہ تو علم العلوم ہے۔ علوم دو قسم کے ہیں۔ ایک کا موضوع نیچر ہے دوسرے کا روح۔ روح کا تعلق سماجی حقیقت سے ہے فلسفہ کا کام شعور کا تجزیہ کرنا ہے شعور سے ایغو کی تشریح کرتے ہوئے ہم قدرتی اور روحانی زندگی تک پہنچ سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں نفسیات نہایت ہی اہم علم ہے افسانوی اور تخیلی فنون میں تخیل کا کردار بڑا اہم ہے اس کی بدولت ہم جزئیات کو چھوڑ کر ایک عام سطح پر تیرنا شروع کرتے ہیں اور حقیقت کے اصلی روپ سے دوچار ہوتے ہیں۔

Dimensions of Consciousness **العباد شعور**

شعور کے عمومی اور ناقابل تحویل خصائص جیسے کیفیت، کمیت، شدت اور وسعت ہیں۔

Ding an sich **شے کماہی**

یہ تصور کانٹ کے ہاں ملتا ہے۔ کانٹ نے مظاہرات اور شے کماہی میں تمیز کی۔ وہ کہتا ہے کہ صرف مظاہر کا علم ہو سکتا ہے اور شے کماہی اس حیطہ سے باہر ہے اس کی حیثیت ماورائی ہے لہٰذا اس کا علم حواس سے نہیں ہو سکتا۔ چونکہ مابعد الطبیعیات کا موضوع شے کماہی (Thing in itself) ہے اور اس کا علم محال ہوا تو ثابت ہوا کہ مابعد الطبیعیات ایک ناممکن علم ہے۔

Dionysian **دیونیسی**

نٹشے کے ہاں یہ تصور پایا جاتا ہے۔ اس سے مراد وہ فن ہے جس میں زندگی کی مسرتوں اور غموں کا از سرنو تجربہ ہو جاتا ہے۔ یہ جوش حیات اور جذبہ لقلط کا حرکی اور جذباتی پہلو ہے۔

Direct knowledge **بلاواسطہ علم**

اگر کسی شے کا علم براہ راست ہو یعنی حواس خمسہ سے اشیا تک پہنچ جائیں تو یہ بلاواسطہ علم ہو گا لیکن اگر ہمارا علم تخیلات یا تصورات تک ٹھہر جاتا ہے اور اشیا تک براہ راست نہیں پہنچتا تو یہ علم منعکس (Reflexty) ہو گا کیونکہ تخیلات یا تصورات سے اشیاء کا پتہ چلتا ہے۔

Discrimination **قوت تمیز**

انسانی نفس کا ملکہ جس سے حقیقی اور منطقی اشیاء اور نیک و بد میں تمیز کی جاتی ہے۔ ارسطوی فلسفہ میں یہ ایسی اندرونی حس کا نام ہے جس کے ذریعے انسان اور اعلیٰ حیوان اپنے حسی تجربوں کے نیک و بد عناصر کو پہچان لیتے ہیں۔

Discursive Cognition **برہانی وقوف**

وجدانی وقوف کے مقابلہ میں برہانی وقوف استدلالی ہوتا ہے اور استنباط سے حاصل ہوتا ہے۔ وجدانی وقوف بلاواسطہ بصیرت کا نتیجہ ہوتا ہے۔

Disjunction **انفصال**

یہ منطقی عمل ہے جس سے دو سادہ جملوں کے درمیان عاطفہ 'یا' لگانے سے مرکب جملہ بن جاتا ہے فرض کیا س اور پ دو سادہ جملے ہیں ان کے درمیان 'یا' لگانے سے مرکب جملہ 'س یا پ' حاصل ہو گا۔ علامتوں میں لکھا جائے گا

س V پ

پرانی منطق میں دو قسم کے انفصال میں تمیز کی جاتی ہے ایک تو جملہ عطف ہے مثلاً دو سادے جملے ہیں ایک س اور دوسرا ب۔ دونوں کے درمیان 'اور' لگا دیا جاتا ہے اور مرکب جملہ بن جاتا ہے 'س اور پ' علامتوں میں لکھا جائے گا

س . پ

دوسری انفصال کی قسم وہی ہے جس کا ذکر شروع میں آ چکا ہے۔ جملہ عطف میں اگر ایک سادہ جملہ بھی ٹھیک نکل آئے تو مرکب جملہ صادق کہلائے گا اور اگر تمام سادہ جملے غلط ہوں تو مرکب جملہ کاذب کہلائے گا مرکب منفصلہ جملے میں اگر ایک جز صحیح ہو گا تو جملہ صادق ہو

گا- جملہ عطف میں 'یا' کی حیثیت غیر منفصلہ ہے تبھی 'یا' کی بجائے 'اور' کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے-

قیاس منفصلہ Disjunctive Syllogism

اس قیاس میں کبریٰ منفصلہ ہوتا ہے اور صغریٰ اور نتیجہ حملیہ ہوتے ہیں- نتیجہ تب صحیح ہو گا جب صغریٰ میں ایک بدل کے انکار سے دوسرے بدل کا اقرار نتیجہ میں کیا جائے- مثلاً

س یا پ
س نہیں
پس پ

علامتوں میں لکھا جائے گا

س V پ
پ
ش س

متفاوت Disparate

نفسیات میں مختلف حواس سے جو تحسسات وصول ہوتے ہیں وہ ایک دوسرے سے متفاوت ہیں مثلاً بصری تحسسات، سمعی تحسسات سے متفاوت ہیں- جو تحسسات ایک ہی حس سے وصول ہوتے ہیں وہ بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں مثلاً سرخ رنگ، سبز رنگ سے مختلف ہے لیکن متفاوت نہیں کیونکہ حس ایک ہی ہے سرخ اور سبز رنگ میں ایک تسلسل قائم ہو سکتا ہے اور بعد بن سکتی ہے- لیکن دو مختلف حواس سے وصول ہونے والے تحسسات میں کوئی سلسلہ قائم نہیں کیا جا سکتا-

منطق میں متفاوت حدود وہ ہیں جو مختلف تو ہوتی ہیں لیکن متضاد یا متناقض نہیں ہوتیں- مثلاً لال اور سبز رنگ متفاوت ہیں لیکن ان میں منطقی تضاد نہیں پایا جاتا- لائبنیز (Leibnitz) کے نزدیک وہ حدود متفاوت ہوں گی جو ایک دوسرے کی جنس اور نوع نہ ہوں-

امتیاز Distinction

مارکسیوں کے نزدیک امتیاز ہر وحدت کا خاصہ ہے اس سے داخلی تضاد اور نمو کا علم ہوتا ہے- چونکہ مادہ از خود حرکت کرتا ہے- امتیازات پیدا ہوتے جاتے ہیں اور وحدت سے کثرت نمودار ہوتی ہے ہر شے اپنا ارتقا چاہتی ہے اور نموئی مدارج طے کرتے ہوئے امتیازات پیدا کرتی جاتی ہے- داخلی اور بیرونی امتیازات میں فرق ہوتا ہے- بیرونی امتیازات سے اشیا ایک دوسرے سے مختلف نظر آتی ہیں لیکن داخلی امتیازات اس امر کی نشاندہی کرتی ہیں کہ شے خود بدل گئی ہے گو کسی حد تک اپنی وضع پر بھی قائم ہے- یہاں پر عینیت اور امتیازات کے اتحاد کا اصول ملتا ہے- عام طور پر داخلی اور بیرونی امتیازات کو الگ الگ نہیں رکھا جا سکتا- داخلی امتیازات سے بیرونی امتیازات اور بیرونی امتیازات سے داخلی امتیازات پیدا ہو جاتے ہیں-

منطق میں امتیاز ایک طریق کار ہے اس سے منطقی تعریف کی ضرورت نہیں رہتی مثلاً اگر آکسیجن اور ہائیڈروجن گیس میں امتیاز کر دیا جائے یعنی آکسیجن گیس خود جل جاتی ہے تو ان دو گیسوں کی منطقی تعریف کی ضرورت نہیں رہتی- امتیازات سے گیسیں پہچانی جاتی ہیں-

فک عطاف Dissociation

کسی مرکب یا ملتف کے اجزا یا عناصر علیحدہ علیحدہ کرنا- واردے ہمیشہ مرکب صورت میں نمودار ہوتے ہیں- ان کے بعض عنصر علت ہوتے ہیں بعض معلول- کچھ ضروری اور کچھ غیر ضروری ان کو الگ الگ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ مرکب واردے کی نیچر سمجھ میں آ جائے- جیسے ایس مل (J.S.Mill) نے پانچ تجربی طریق ہائے کار تجویز کئے ہیں تاکہ ضروری اور غیر ضروری عناصر میں فرق کیا جا سکے-

Dissociation of Personality
انشقاق شخصیت

ذہنی مرض ہے اس سے شخصیت کی یک جہتی ختم ہو

جاتی ہے۔ اس مرض کی دو صورتیں ہیں۔

1- جو خیالات اور عوامل مرکزی ذات سے علیحدہ ہو جاتے ہیں وہ خود مختار حیثیت اختیار کر لیتے ہیں اور ادھر ادھر تیرتے پھرتے ہیں۔ فک تشخص (Depersonalization) میں یہی حالت ہوتی ہے۔

2- جو خیالات اور عوامل الگ ہو گئے ہیں وہ ثانوی شخصیت بنا لیتے ہیں اور اس تاک میں رہتے ہیں کہ مرکزی شخصیت کو شکست دے کر خود مالک بن بیٹھیں۔

Distribution of Terms
اطراف کی جامعیت

جامع اطراف میں کسی جماعت کے تمام افراد کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ یعنی جب کوئی طرف بحیثیت کل استعمال ہو گی تو وہ جامع ہو گی۔ لیکن اگر کوئی طرف قضیہ میں اس طرح استعمال ہو کہ اس کے کل افراد (یعنی مکمل تعبیر) کی طرف اشارہ نہ ہو تو وہ طرف غیر جامع کہلائے گی مثلاً تمام انسان فانی ہیں۔ اس قضیہ میں 'انسان' تو جامع طرف ہے کیونکہ تمام انسان لئے گئے ہیں لیکن 'فانی' غیر جامع طرف ہے کیونکہ اس سے تمام فانی اشیا مراد نہیں۔ انسانوں کے علاوہ اور کئی اشیا فانی ہیں۔

Distributive Law
قانون توزیعی

اگر ایک قانون یا اس کے مثل قانون مختلف علوم میں پایا جائے تو اسے قانون توزیع کہتے ہیں۔ مثلاً ضرب اور جمع کا اصول کئی علوم میں پایا جاتا ہے اس کی شکل یہ ہے

(دxس)(پxس)=(د+پ)xس

اس کا استعمال اکثر ریاضیاتی علوم میں ہوتا ہے۔
ریاضیاتی احصا میں چار توزیعی قوانین ہیں۔

(رپ V ق پ]≡(ر V ق) پ

(ر V پ)(ق V پ)≡[ق ر V پ]

(رپ + پ ق)≡(ر + ق) پ

((ر V ب) X (ق V پ))≡[(ر≡ق] V پ]

علامت V کو یا اور علامت ≡ کو مساوی ہے پڑھیں گے۔ پ ق اور ر قضایا ہیں۔
اسی قسم کے قوانین جماعتوں کے الجبرا میں بھی ملتے ہیں۔

Diogenes
کلیم دیوجانس (404-323 ق م)

کلبیت کا بانی۔ اینٹستھنیز (Antisthenes) کا شاگرد تھا۔ اپنے استاد کی طرح صرف جزئیات کا قائل تھا اور افلاطون کے اعیان ثابتہ کو نہیں مانتا تھا۔ تہذیب و تمدن کی مصنوعیت سے گھبراتا تھا۔ اور لوگوں کو تلقین کرتا تھا کہ وہ اپنی خواہشات حیوانی سطح تک محدود رکھیں۔ شرک اور اصنام پرستی کے خلاف تھا۔ مذہب کو انسانوں کے ذہن کی اختراع کہتا تھا۔ بڑا خود دار، خود مختار اور نڈر قسم کا انسان تھا۔ کہتے ہیں کہ اس نے ساری عمر ٹب میں گذار دی گو اس روایت کی تاریخی تصدیق نہیں ملتی۔

Divisibility
تقسیم پذیری

اس خاصہ کی بدولت کل کو اس کے عناصر میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ یہ کل خواہ طبعی ہو خواہ نفسی اور خواہ ریاضیاتی۔ اس تقسیم سے عنصر کا کل سے الگ ہونا لازی نہیں ہوتا۔ شروع سے ہی فلسفیوں نے یہ سوال اٹھا رکھا ہے کہ آیا جوہر قابل تقسیم ہے یا نہیں۔ اگر قابل تقسیم ہے تو محدود طریقے سے یا غیر محدود طریقے سے۔ قدیم مادیت میں ایٹموں کو ناقابل تقسیم خیال کیا جاتا تھا۔ ڈیسکارٹ (Descartes) اور لائبنیز (Leibniz) جوہر کی لامتناہی تقسیم پذیری کو تسلیم کرتے ہیں۔ کانٹ کے نزدیک تقسیم پذیری متناہی بھی ہونی چاہئے اور لامتناہی بھی اور یہ تضاد ہے جس کا حل نہیں ملتا۔ آج کل اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے دو امور کا خیال رکھا جاتا ہے۔ 1- لامتناعیت کی تعریف کیا ہے؟
2- موجودہ سائنس نے ایٹم کی تقسیم کیا کی ہے؟

Division
تقسیم

منطق میں تقسیم سے مراد کسی جماعت کی تعبیر

(Denotation) کی تحلیل ہے۔ تقسیم میں دو باتیں قابل غور ہیں اول یہ کہ تقسیم صرف جماعتوں کی ہو سکتی ہے فرد کو تقسیم کرنا ناممکن ہے تقسیم کا مقصد یہ ہے کہ بڑی جماعت کو اس کی بشمولہ چھوٹی جماعتوں میں تحلیل کر دیا جائے۔ دوم یہ کہ تقسیم میں ہمارے پیش صرف دلالت افرادی یعنی تعبیر ہوتی ہے تقسیم شدہ جماعت کے تضمن سے ہمارا بلاواسطہ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

تقسیم کرتے وقت بنیاد تقسیم کوئی ایسی خاصیت ہونی چاہئے جو اساسی اور اہم نہ ہو۔ بنیاد تقسیم صرف متفارق عرض (Separable Accident) ہونا چاہئے اس کے علاوہ تقسیم ہونے والی جماعت کا نام اس کی ہر مشمولہ جماعت یعنی اجزائے تقسیم میں سے ہرایک سے متعلق فرداً" فرداً" استعمال ہو سکے۔ پھر اجزائے تقسیم ایک دوسرے سے مغائر (Mutually exclusive) ہونے چاہئیں اور ان کی متفقہ تعبیر تقسیم شدہ جماعت کی تعبیر کے برابر ہونی چاہئے۔ (Totally exhaustive)

جہل عالمانہ Docta Ignorantia

یہ ایک کتاب کا نام ہے جو نیکولس (Nicholas) (1464-1401) نے لکھی ہے اس کتاب کا مرکزی خیال یہ ہے کہ خدا چونکہ نامحدود ہے انسانی عقل اسے سمجھنے سے قاصر ہے۔ اس عجز کا اعتراف کرنا بڑی سمجھ کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں نفی کا عنصر ہے کیونکہ جو شہادت ہمیں مظاہر فطرت سے ملتی ہے اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بہت اونچی ہے۔ وہ ہمارے فہم و ادراک میں نہیں آسکتی۔ یہ جہل عالمانہ ہے۔

ازعان۔ غطرسہ Dogma

یونانیوں کے ہاں اس سے مراد کسی فیصلہ یا قانون کا اعلان اور محض رائے بھی تھا۔ آج کل اس سے مراد طے شدہ اور مسلمہ حقیقت ہے لیکن استعمال برے معنوں میں ہوتا ہے۔ اگر کسی حقیقت کو بغیر ثبوت کے تسلیم کر لیا جائے چونکہ اس کے پیچھے کوئی سند ہے تو اسے ازعان یا Dogma کہہ دیا جاتا ہے۔ کانٹ کے نزدیک اگر ترکیبی قضیہ کی اساس براہ راست تعقلات پر ہو تو یہ ازعان ہوگا اور اگر اس کا انحصار ایسے تعلقات پر ہو جو خود ترتیب دیئے گئے ہیں تو پھر اسے حسابی (Mathema) کہیں گے۔ مسیحیت میں جو فتاوی پوپ دے یا آیات بائبل کی جو تشریح پوپ یا انتقف اعظم کرے وہ ازعان ہوں گے اور ان سے انحراف کرنا گناہ اور قابل سزا ہوگا۔

نوٹ: انگریزی کا لفظ Dogma تو برے معنوں میں استعمال ہوتا ہے لیکن اس کے اردو مترادف ازہان میں کوئی برا مفہوم موجود نہیں۔

غطریسیت Dogmatism

عموماً فلسفی اپنے فریق مخالف کے فلسفہ کو بدنام کرنے کے لئے غطریسیت کہہ دیتے ہیں مثلاً یونانی فلسفہ میں متشککین ہر مثبت جملہ کو غطریسی کہہ دیتے تھے۔ یوں غطریسیت کا الزام وہاں صادق آئے گا جہاں کسی دعویٰ کو بغیر دلیل تسلیم کر لیا جائے یا کسی سند کے سہارے مان لیا جائے۔ کانٹ (Kant) نے ڈیسکارٹ (Descartes) سے لے کر ولف (Wolff) تک کے فلسفہ کو غطریسی کہہ دیا ہے۔ اس کا اپنا فلسفہ تنقیدی (Critical) تھا اور اس کا منشا غطریسیت کو رفع کرنا تھا۔

مارکسی کہتے ہیں کہ جو فلسفہ جدلیاتی مادیت اور انقلاب کے خلاف ہے وہ غطریسی ہے جو لوگ مارکس، اینگل اور لینن کو بطور سند پیش کرتے ہیں۔ اور ان کے اقوال کو سیاق و سباق کے بغیر پیش کر دیتے ہیں وہ بھی غطریسی ہیں۔ کیونکہ مارکسزم لینن ازم کوئی جامد فلسفہ نہیں۔ حالات کی نزاکت دیکھنی چاہئے۔ نئے تقاضے مد نظر رکھنے چاہئیں۔ اگر نئے حالات اور تقاضوں کو بلاوجہ رد کر دیا جائے تو غطریسیت لازم آئے گی۔

عطائے مزید Donum Superadditum

ان عنایات خداوندی کے علاوہ جو حیات انسانی کے

ساتھ وابستہ ہیں خدا کی طرف سے مزید عنایات کا حاصل ہونا عطائے مزید ہے۔ یہ فضل ربی ہے پہلے عطا کی گئی عنایات کے علاوہ اور عنایت ہے۔

Double-Aspect Theory دو پہلو نظریہ

حقیقت کو وحدت تسلیم کرنا لیکن اس کے دو پہلو بتلانا۔ ایک پہلو جسم کا اور دوسرا نفس کا۔ یہ نظریہ سپائنوزا Spinoza کا تھا جو کہتا تھا کہ شعوری نفس اور مبسوط جسم دراصل ایک ہی شے ہیں۔

Double Nagative, Law of
دوسری منفی کا قانون

یہ قضائی احصا کا قانون ہے:۔ یعنی اگر نفی کی نفی کر دی جائے تو مثبتہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے۔ نہیں ب کی نہیں، ب ہوگی۔ علامتوں میں اس کا اظہار یوں ہوگا

ب ≡ ب ــ ــ

Doubt شک

شک و شبہ یقین اور بے یقینی کے بین بین حالت ہے۔ نہ تو قضیہ کو رد کر دیا جاتا ہے نہ تسلیم کر لیا جاتا ہے بلکہ کسی ثبوت یا شواہد و حقائق کا انتظار ہوتا ہے جو قضیہ کی تصدیق یا تکذیب کردے۔ نفسیاتی طور پر اس حالت میں فیصلہ کو محفوظ رکھا جاتا ہے یا کچھ عرصہ کیلئے معطل کر دیا جاتا ہے۔ فلسفیانہ شبہ یا تو قطعی ہو گا یا عارضی۔ اگر قطعی ہو تو ارتابیت (Scepticism) کہلاتا ہے اور اگر عارضی ہو جیسا کہ ڈیسکارٹ اور امام غزالی کے فلسفہ میں ہے تو یہ ایک طریق کار بن جاتا ہے تیقن حاصل کرنے کے لئے۔

Driesch, Hans Adolf Edward
ہانس اڈولف اڈیارڈ ڈریش

(1867- 1940) جرمن ماہر حیاتیات۔ نوحیویت (Neo-Vitalism) کا بانی۔ زندگی کا میکانکی تصور تسلیم نہیں کرتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ زندگی کے ہر مظاہر میں حیاتی قوت موجود ہے ارتقا کے پیچھے یہی حیاتی قوت ہے اور اسی کی بدولت ارتقا مقصدی بنتا ہے۔ اس کا نظریہ حیات تجربہ یا شواہد پر مبنی نہ تھا بلکہ اس کا انحصار بدیہات پر تھا۔

Dualism ثنویت

اس نظریہ کی رو سے دو خود مختار اصول یا جوہر ہیں جو ایک دوسرے میں تحویل نہیں ہو سکتے۔ مثلاً افلاطون نے حسی اور غیر حسی عوالم میں تمیز کی۔ ڈیسکارٹ نے شعوری اور مبسوط اجسام میں۔ لائبنیز نے حقیقی اور امکانی عوالم میں اور کانٹ نے مظاہری اور ذاتیتی (Noumenal) عوالم میں یہ ثنویت ہے۔ کئی مذاہب نے بھی دو اصول یا خدا مان رکھے ہیں مثلاً مذہب زرتشت میں اہرمن اور یزداں کا تصور ہے ایک نیکی کا خدا اور دوسرا بدی کا۔ نفسیات میں طبعی نفسی متوازیت (Psycho- Physical Parallelism) کا نظریہ۔ ثنویت پر مبنی ہے۔

Duhem, Pierre-Maurice Marie
پیری مارس میری ڈوہم

فرانسیسی ماہر طبیعیات اور مفکر۔ کہتا تھا کہ سائنس کی تاریخ میں مختلف نظریات موجود ہیں جن کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔ لہٰذا سائنس میں مسلسل ترقی نہیں ہوئی۔ علم کو اضافی مانتا تھا۔ لہٰذا ارتابیت (Scepticism) اور تصوریت (Idealism) دونوں ہی اس کے فکر میں پائے جاتے ہیں۔ اس کی تصانیف دس جلدوں میں موجود ہیں۔

Duhring, Euqen Karl
یوجین کارل ڈورنگ

(1833- 1901) جرمن فلسفی۔ ماہر معاشیات علم الکیمیا کا پروفیسر۔ اس کا فلسفہ اثباتی تھا۔ سرمایہ دارانہ نظام کی خرابیاں دور کرنا چاہتا تھا لیکن سرمایہ دارانہ نظام کا مخالف نہ تھا۔ اسی لئے (Eagles) اور مارکس دونوں پر کڑی تنقید کی۔ اینگل نے ان اعتراضات کا جواب (Anti-Duhring) میں دیا۔

جان ڈنس سکاٹس Duno Scottis, John

(1308 -1265) دور وسطیٰ کی مدرسیت کا نمائندہ۔ فرانسس (Franciscan) سلسلہ کا راہب۔ آکسفورڈ اور پیرس کی یونیورسٹیوں میں پڑھاتا رہا ہے۔ ٹامس اکیوناس (Thomas Acquinas) کا مخالف تھا اس کا کہنا ہے کہ لا شے (Nothingism) سے کائنات کی تخلیق کا تصور انسانی عقل سے باہر ہے۔ خدا اس کے نزدیک مطلق آزادی ہے کلیات اور جزئیات کی بحث میں اس نے اسمیت (Nominalism) کا موقف اختیار کیا۔ اشیا کی انفرادیت اس نے 'یہ ہے' (Thisnen) کے تصور سے ظاہر کی۔

دوران Duration

زماں کا کچھ حصہ۔ چھوٹا بھی ہو سکتا ہے اور لمبا بھی۔ برگساں Bergsan کے فلسفہ میں دوران ایک اصطلاح ہے جس سے غیر منقسم زمان مراد ہے۔ عام طور پر زمانہ کو ماضی' حال اور مستقبل میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ یہ سلسلہ وار (Serial) زمان ہے اس کے بر خلاف دوران ایک 'زندہ حال' ہے جس میں ماضی' حال اور مستقبل کی تمیز نہیں کی جا سکتی۔ یہ ابدیت ہے۔ برگساں کہتا ہے کہ تخلیقی تغیر یا ارتقا کی جان یہی دوران ہے۔ اسے ناپا نہیں جا سکتا۔

ایملی ڈرکھیم Durkheim, Emile

(1917 -1858) فرانسیسی ماہر معاشیات اور اثباتی فلسفی۔ کامٹے کا شاگرد۔ گروہی نفس (Group Mind) کا قائل تھا اسی لئے کہتا تھا کہ معاشرے کے قوانین انفرادی قوانین سے الگ ہوتے ہیں۔ گروہی نفس ایک قسم کی غیر موضوعی۔ غیر شخصی حقیقت ہے جسے روحانی اکائی بھی کہہ سکتے ہیں۔ ہر معاشرے کے مشترکہ خیالات ہوتے ہیں۔ سائنس دان کا سروکار انہی معاشرتی حقائق سے ہوتا ہے مثلاً اخلاق' مذہب' جذبات' عادات وغیرہ سے۔ ان کا منبع معاشرتی ماحول ہے۔ درکھیم کے خیال میں معاشرتی ارتقا کے تین اسباب ہیں آبادی کی گنجانی' سامان رسل و رسائل کی ترقی اور اجتماعی شعور۔ ہر معاشرے میں یک جہتی ہوتی ہے۔ قدیم معاشرے میں بھی یکجہتی تھی لیکن اس کی بنا میکانکی تھی کیونکہ اس کا انحصار خون پر تھا۔ دور جدید میں یکجہتی کی شکل عضوی ہے کیونکہ اس کا دارومدار تقسیم کار پر ہے۔ معاشرے میں مذہب کا مقام بہت اونچا ہے۔ زمانے کے ساتھ مذہب کو بدلنا چاہئے۔ اس طرح مذہب آخری دم تک قائم رہے گا۔

فرض Duty

جس فعل کے متعلق کہا جا سکے کہ اسے بجا لانا ضروری ہے خواہ نتائج کچھ ہی ہوں اور خواہ اس کی بجا آوری میں لذت ملتی ہو یا الم۔ فرض کہلاتا ہے فرض کا تعلق ضمیر یا صواب یا اخلاقی قانون یا فضلیت سے ہوتا ہے۔

اخلاقیات میں کچھ لوگ فضلیت (Virtue) کے حق میں ہیں اور کچھ فرض کے۔ سقراط' افلاطون اور ارسطو فضلیت کے حامی تھے۔ لیکن رواقی (Stoics) فرض کی حمایت کرتے تھے۔ فلسفہ جدید میں کانٹ (Kant) فرض کا حامی ہے وہ کہتا ہے کہ فرض کی ادائیگی میں اگر آسمان بھی گر جائے تو پروا نہیں کرنی چاہئے۔ مثال کے طور پر اگر سچ بولنا فرض ہے تو ہر حالت میں سچ بولنا چاہے اور نتائج کی پروا نہیں کرنی چاہئے۔ کانٹ کا قانون اخلاق فرض کی تشریح کرتا ہے یہ قانون ہے اس طرح عمل کر کہ گویا تیرے عمل کا قانون تیری ہی مرضی سے عالمگیر قانون بنا لیا جائے۔ اس قانون میں انسانی تاثر کو دخل نہیں اور نہ ہی اس میں کوئی استثنا ہے۔

جی۔ ای مور (G.E.Moore) کہتا ہے کہ فرائض کے تین خصائص ہیں۔ اول یہ کہ ان کی بجا آوری سے خود فاعل کو فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ دوسرے اشخاص کو فائدہ پہنچتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص اپنے فرائض منصبی کو دیانتداری سے بجا لاتا ہے تو اس سے دوسروں کو فائدہ پہنچتا ہے نہ کہ خود اس شخص کو۔ دوم فرائض کی بجا آوری کے خلاف انسانی ذہن میں کئی ترغیبات موجود

ہیں- اکثر اوقات فرض کی ادائیگی کٹھن، اذیت دہ اور مضرت رسان ہوتی ہے اس لئے لوگ فرض پورا کرنے سے بھاگتے ہیں- اگر فرض کی ادائیگی ایک عادت بن جائے تو پھر اذیت باقی نہیں رہتی سوم یہ کہ فرض شناسی اور فرض ادائیگی سے کبھی کبھار تحسین ملتی ہے اور فرض ناشناسی اور فرض ناادائیگی پر سزا- اسی لئے فرض اور صائب فعل میں تمیز کی جاتی ہے- یہ بھی ضروری نہیں کہ صائب فعل کے خلاف ترغیبات موجود ہوں اور پھر ہر صائب فعل پر تحسین بھی نہیں ملتی-

مارکسیوں کا کہنا ہے کہ فرائض کی نوعیت خارجی ہے اور ان کا تعلق معاشرتی علائق سے ہے- معاشرتی ارتقا سے فرائض پیدا ہوتے ہیں- یہی وجہ ہے کہ کوئی فرض ہمیشہ کیلئے فرض نہیں ہوتا- جس ادارے یا پارٹی سے انسان کا تعلق ہو گا اسی ادارے یا پارٹی کے فرائض اس پر عائد ہوں گے- جو معاشرہ طبقات میں بٹا ہوا ہو وہاں فرض کا تصور طبقاتی مفاد سے وابستہ ہوتا ہے- لیکن کمیونزم میں فرض کا تعلق کمیونزم سے ہے- اس میں عمومیت آ جاتی ہے کیونکہ انفرادی سطح چھوڑ کر عموی سطح کو قبول کر لیا جاتا ہے-

اثنان Dyad

اکائیوں کا جوڑا جسے وحدت سمجھا جاتا ہے مثلاً لکیر کے دو حدود ہیں جو اس میں کبھی نہیں ملتے لیکن لکیر کی تشکیل کے لئے دونوں حدود یا دونوں اکائیاں ضروری ہیں-

اثنانی Dyadic

لغوی معنی دو ہونا- ہر چیز میں اثنانیت موجود ہے- انسان کے اندر خیر و شر کی جنگ ہے- خدا کی ذات میں ثنویت ہے کیونکہ جو طاقتیں اس کے خلاف کام کرتی ہیں ان کو سر کرنے میں خدا مصروف کار ہے- حقیقت میں بھی ثنویت ہے حقیقت میں وحدت بھی ہے اور کثرت بھی- ارادی بھی ہے اور جبریت بھی- تجریدیت بھی ہے اور ساکازیت بھی اور حقیقت کلیاتی بھی ہے اور جزئیاتی بھی-

اثنانی رشتہ Dyadic Relation

دوہرا رشتہ- مثلاً اگر س اور پ کا رشتہ ہے تو یہ اثنانی رشتہ ہو گا- علامتوں میں کہیں گے

پ , س

, سے مراد رشتہ یا تعلق ہے-

خوائی سبوکہ Dynamic Sterotype

یہ تصور پیولو (Pavlov) روسی ماہر نفسیات اور ماہر فعلیات کے ہاں ملتا ہے- اس نے مشروط ردعمل (Conditioned Reaction) کا نظریہ پیش کیا- ایسا ردعمل سادہ بھی ہو سکتا ہے اور ترقی یافتہ بھی مثلاً کتے کا مشروط ردعمل سادہ ہے لیکن انسان کی زندگی میں بڑے پیچیدہ اور ترقی یافتہ مشروط ردعمل پیدا ہو جاتے ہیں- ہر انسان کی زندگی میں کم و بیش مستقل صورتیں ہوتی ہیں جو اس کے پیشوں اور دلچسپیوں سے رونما ہوتی ہیں- انہی سے زندگی میں تسلسل اور نظم آتا ہے- جیسے سادہ مشروط ردعمل میں اعصابی نظام خاص شکل اختیار کر لیتا ہے- ویسے ہی ترقی یافتہ مشروط ردعمل میں اعصابی نظام کی ابتدائی شکل تبدیل ہو کر نئی شکل بن جاتی ہے- سادہ مشروط ردعمل مل جل جاتے ہیں اور ان سے پیچیدہ ردعمل جنم پاتے ہیں- اس سے قشری تفاعل میں آسانی اور روانی آ جاتی ہے اور قشری توانائی کم خرچ ہوتی ہے- جو بچت اسی طریقے سے حاصل ہوتی ہے اسے کسی اور جگہ خرچ کیا جا سکتا ہے- یہی وجہ ہے کہ جب زندگی میں کوئی یکلخت تبدیلی واقع ہوتی ہے تو پرانے مشروط ردعمل میں فرق آ جاتا ہے جس کی وجہ سے قشری تفاعل میں دقت آ جاتی ہے- نئے ماحول، نئے پیشہ یا نئی سرگرمی سے مطابقت آسان کام نہیں پرانے ردعمل کے ساتھ جذبات وابستہ ہوتے ہیں- خوشی، طمانیت اور توانائی کا احساس ہوتا ہے- جب ان مشروط ردات عمل کو جھٹکا لگتا ہے تو مصیبت پریشانی اور مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے- پرانے ردات عمل کی بدل میں جب تک نئے

ردات عمل نہ بنا لئے جائیں طبیعت کو سکون نہیں آ سکتا۔

Dynamis **قوت**

ارسطو تغیر کے منبع یا تغیر پیدا کرنے والی طاقت کو قوت کہتا ہے۔ اس سے مراد نفسیاتی ملکہ بھی ہے۔ بعض لوگ اسے بالقوائیت (Potentiality) کے مترادف سمجھتے ہیں۔ یعنی یہ اشیاء کی صلاحیت ہے جس کی بدولت اشیا ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل یا تبدیل ہو جاتی ہیں۔

Dynamism **قوائیت**

جو فلسفہ کے مکاتیب فکر حرکت یا کمیت (Mass) کی بجائے کسی طاقت کو حقیقت کا اصل لااصول سبب یا منبع مانتے ہیں انہیں قوائی کہا جاتا ہے۔ مثلاً ڈیکارٹ کے مقابلہ میں لائبنیز (Leibniz) کا فلسفہ قوائی ہے۔ یہ فلسفہ میکانیت کے خلاف ہے۔

Dyophysites **فطرتین**

حضرت مسیح کی ذات کے بارے میں دو نظریئے ہیں ایک گروہ تو کہتا ہے کہ ان کی ذات میں الہیت اور بشریت کے دو عناصر الگ الگ موجود تھے۔ دوسرا گروہ جسے یک طبیعتی (Monophysites) کہتے ہیں اس بات کا قائل ہے کہ الہیت اور بشریت کے یکجا ہونے کے بعد صرف ایک طبیعت باقی رہ جاتی ہے۔ پہلا خیال رکھنے والے مسیحی فطرتین کہلاتے ہیں یعنی وہ حضرت مسیح کی ذات میں دو طبیعتوں کے نظریہ کے قائل ہیں۔

Dysteleology **لاغائیت**

اس سے مراد ناکامیاں اور محرومیاں ہیں۔ غیر موافق ماحول، جسمانی کمزوریاں، امراض، موت، کشاکش حیات تکلیف دہ اور مایوس کن حالات ہیں۔ ان کی موجودگی میں یہ عقیدہ رکھنا کہ کائنات کا مقصد ہے اور وہ مقصد بھی نیکی اور خیر ہے بہت مشکل ہے۔

E

E **ای (بدی)**

کنفیوشس کے ہاں ای کا لفظ بدی یا شر کیلئے مستعمل ہے۔ وہ کہتا ہے کہ بدی افراط و تفریط کا نام ہے۔ میانہ روی نیکی یا خیر کی علامت ہے۔

Eckhart, Meister **مسٹرایکھارٹ**

(1260-1327)۔ دینیات کا استاد تھا۔ اس کے فلسفہ میں ارسطو، سینٹ آگسٹائن، بوعلی سینا اور پلوٹائنس (Plotinus) کے اثرات ملتے ہیں۔ وحدت الوجود کا قائل تھا۔ 1326 میں اس پر مقدمہ چلایا گیا اور اسے پبلک معافی مانگنی پڑی اور اپنے فاسد (یعنی خلاف مسیحیت) عقائد کو چھوڑنا پڑا۔

Eclecticism **اصطفائیت**

مختلف فلسفیانہ مکاتیب فکر کو یکجا کرنے کا عمل یا میلان۔ ہلکے قسم کے فلسفی جن کا خود کوئی موقف نہیں ہوتا وہ ہر قسم کا فلسفہ لے کر اسے حسب ضرورت استعمال کرتے ہیں۔ ان کا فلسفہ ایک کھچڑی یا معجون مرکب بن جاتا ہے کچھ لوگوں نے اعلیٰ سطح پر فلسفہ میں یکجہتی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ مثلاً ماضی میں اسکندریہ مکتب فکر نے مشرق اور مغرب کے فلسفہ کو یکجا کرنے کی کوشش کی ہے۔ آج کل جدلیاتی مادیت اور وجودیت کو یا جدلیاتی مادیت اور کانتیت کو ملایا جا رہا ہے ایسی کوششیں شاذ ہی بار آور ثابت ہوتی ہیں۔

Economics **معاشیات**

زینوفون (Xenophone)، ارسطو اور سسرو (Cicero) اس سے مدنیات مراد لیتے تھے یعنی خانہ داری کے صحیح اصول۔ بعد میں سیاست کو معاشیات کے ساتھ ملا دیا گیا اور معاشیات کو پولیٹکل اکنامکس کہا گیا۔ اب اسے پیداوار، تقسیم، صرف اور مبادلے کا علم سمجھا جاتا ہے۔

مارکسیوں کا کہنا ہے کہ معاشیات اور سیاست کا چولی دامن کا ساتھ ہے- کوئی معاشرہ سیاسی اقتدار کے بغیر نہ تو اپنے معاشی ڈھانچہ کو قائم رکھ سکتا ہے نہ اس میں کوئی ردوبدل کر سکتا ہے- سرمایہ دارانہ نظام میں معاشی ڈھانچہ خود بخود معرض وجود میں آتا ہے-

Economic Determinism معاشی جبریت

اس نظریہ سے مراد یہ ہے کہ تمام سماجی اداروں کی تہہ میں معاشی حالات کارفرما ہوتے ہیں- یعنی مذہب، فلسفہ اور رسم و رواج سب کے سب معاشی حالات کے مرہون منت ہیں- مارکسی کہتے ہیں کہ یہ نظریہ غلط ہے کیونکہ اس سے یہ تاثر ہوتا ہے کہ معاشی وسائل توعلت ہیں اور سماجی ادارے اس کا معلول حالانکہ یہ سلسلہ دو طرفہ ہے- جو معلول ہے وہ علت بن جاتا ہے اور جو علت ہے وہ معلول بن جاتا ہے اس لئے وہ اپنے نظریہ کو تاریخی مادیت یا تاریخ کا مادی تصور کہتے ہیں-

Economism معاشتیت

انیسویں صدی کے آخر میں ایک ابن الوقتی تحریک روسی معاشی جمہوریت کی شکل میں ظاہر ہوئی اس کا منشا یہ تھا کہ محنت کشوں کی تحریکوں کو صرف معاشی حالات بہتر بنانے کے کاموں میں دلچسپی لینی چاہئے انہیں سیاست میں دخل نہیں دینا چاہئے- سیاست آزاد خیال بوژوا کیلئے چھوڑ دینا چاہئے- اس موقف سے یہ لازم آتا ہے کہ محنت کشوں کی تحریکیں انقلابی نہیں ہونی چاہئیں- لینن (Lenin) نے اس نظریہ کی مخالفت کی-

Economy, Principle of اصول اقتصاد

دو نظریوں میں سے جو نظریہ نسبتاً کم مفروضوں یا اصولوں پر مبنی ہو وہ زیادہ صحیح ہوتا ہے اس دوسرے نظریئے کے مقابلے میں جو نسبتاً زیادہ مفروضے چاہتا ہے اس اصول پر کئی لوگوں نے اعتراضات کئے ہیں- کوئی نظریہ اس بنا پر صادق نہیں ہو سکتا کہ اسے کم سے کم مفروضات چاہئیں- صداقت کا معیار تو یہ ہے کہ وہ نظریہ خارجی حقیقت کے عین مطابق ہو-

Ecstasy سرور

وجد، تصوف میں وہ مقام جہاں وجدان معراج کے درجہ کو پہنچا ہوا ہوتا ہے اور روح کو براہ راست قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے-۔اس سے روح کو طمانیت حاصل ہوتی ہے اور اس کے مدارج بلند ہوتے ہیں-

Eddington, Arthur Stanley آرتھر سٹینلے ایڈنگٹن

(1882-1944) انگریز ماہر طبیعیات- نظریہ اضافیت اور کونیات (Cosmology) میں خاص دلچسپی رکھتا تھا- اپنے فلسفہ کو انتخابی موضوعیت (Selective Subjectivism) کہتا تھا- اس فلسفہ پر کانٹ، رسل اور منطقی اثباتیت کے اثرات ہیں- وہ کہتا تھا کہ الیکٹرون اور پروٹون کی غیر معین حرکات آزادی کو ثابت کرتی ہیں اور آفاقی ذہن کی نشاندہی کرتی ہیں- اس کی مشہور کتاب (The Nature of Physical Reality) (طبیعی حقیقت کی نیچر) ہے-

Eduction استنتاج بدیہی جہتی

اس استنتاج سے مراد یہ ہوتی ہے کہ مقدمہ معلومہ سے ایسے نئے قضئے (نتیجے) اخذ کئے جائیں جن کا مفہوم تو مقدمہ معلومہ کے برابر یا مترادف ہو- لیکن ان کی اطراف کی ساخت و صورت اور ان کی اپنی کیفیت و کمیت بدل جائے- اس کی دو اہم اور اساسی اقسام ہیں- عکس (Conversion) اور عدل (Obversion)- ان کے مشترکہ عمل سے دو اور اقسام پیدا ہوتی ہیں- عکس النقیض (Contraposition) اور قلب (Inversion)

Effect معلول

علت اور معلول ایک دوسرے کیلئے لازم و ملزوم ہیں اگر علت ہے تو معلول ہو گا اور اگر معلول ہے تو علت ہونی چاہئے- عام طور پر علت کو سادہ فعل سمجھا جاتا ہے جو ٹھیک نہیں- اگر کوئی آدمی مر جائے تو سانس بند ہو

جانا یا حرکت قلب کا رک جانا موت کے مترادف سمجھا جاتا ہے۔ یعنی خواہ موت گلا گھٹنے سے ہو یا زہر کھانے سے یا سانپ ڈسنے سے صرف سانس رکنے یا حرکت قلب بند ہونے کو لے لیا جاتا ہے اور باقی سب عناصر کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اگر یہ بات ہو تو پھر ایک موت کو دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ حالانکہ ڈاکٹر تمام عناصر کو دیکھتے ہیں اور ان کی بنا پر بتلا دیتے ہیں کہ موت کس قسم کی ہے زہر سے ہوئی ہے' سانپ کے کاٹنے سے ہوئی ہے وغیرہ وغیرہ۔

Effectiveness معلولیت

جدید فلسفہ ریاضیات میں ایک نظریہ ہے جس کی رو سے ریاضیات سے ایسا علم خارج کرنا ہوگا جس کا ثبوت فراہم نہ کیا جا سکتا ہو نیز جس علم میں ابہام اور اختلاف ہو اسے بھی ریاضیات میں شامل نہیں کیا جا سکے گا۔ ان لوگوں کا فلسفہ میں موضوعی تصوریت کا موقف ہے۔ فرانسیسی ماہرین ریاضیات ای بورل (E.Borel) اور ایچ لیبس گو (H.Lebesgue) اس کے داعی ہیں۔

Efflusees, Theory of نظریہ اندفاقیت

قدیم یونانی مفکروں کا خیال تھا کہ ذہن میں حواس کے ذریعے اشیا کے مثیل داخل ہوتے ہیں۔ ایمپیڈاکلیس (Empedocles) کہتا ہے کہ صرف مثل ہی مثل کا ادراک کر سکتا ہے اس لئے اشیاء کے ادراک میں جسم کا وہ حصہ تفاعل میں آئے گا جو شے کے مثل ہو۔

Ego انا' خودی' ایغو

ایغو کو تصوریت کے فلسفہ میں مرکزی حیثیت حاصل ہے کیونکہ اسے فعال' انضباطی اور روحانی اکائی کہا جاتا ہے اور اس کی خود مختار ہستی تسلیم کی جاتی ہے مثلاً ڈیسکارٹ (Descartes) کہتا ہے کہ ایغو' تعقلی افکار کا وجدانی اصول ہے اور نفس انسانی کا جزو لانیفک ہے۔ ہیوم (Hume) نے ایغو کا ادراکات میں تحلیل کر دیا۔ کانٹ نے ایغو کے دو اقسام بتلائے ایک تجربی اور دوسرا محض (pure)۔ انائے محض کو وہ ادراکات کی ماورائی وحدت Transcedental Unity of Apperciption اور حکم اطلاقی (Categorical Imperative) کا ذریعہ اظہار کہتا ہے۔ فختے (Fichte) کے خیال میں ایغو' قطعی تخلیقی اصول ہے اور اس کے مقابلے میں باقی سب کائنات غیر ایغو ہے۔ ہیگل ایغو کو مبدا تصور نہیں کرتا بلکہ وہ کہتا ہے کہ ایغو تو خارجی خود شعوری کی اکائی ہے ایغو کی مطلقیت' وجودیت کا لابدی عنصر ہے جب اس تصور کو انتہا تک پہنچایا جائے تو اس سے ہمہ انائیت (Solipcism) وارد ہوتا ہے جو ایک مغالطہ ہے۔

مارکسی ایغو کا مادی تصور پیش کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ایغو کی ہستی معاشی مادی وسائل سے وابستہ ہے اور انسان کو اشرف المخلوقات اس وجہ سے نہیں کہتے کہ وہ روح رکھتا ہے بلکہ اس لیے کہ وہ معاشی علائق اور تمام مادی اور روحانی ثقافت کا خالق ہے۔

فرائیڈ (Freud) نے انا اور فوق انا (Superego) میں تمیز کی ہے۔ فوق انا وہی شے ہے جو علم الاخلاق میں ضمیر کہلاتی ہے۔

Ego-Centric Predicament خود مرکزی ورطہ

آر بی پیری (R.B.Perry) ایک امریکی فلسفی نے تصوریت پر خود مرکزی ورطہ کا الزام لگایا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ انسانی ذہن اپنی مشکل سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ جب کسی شے کا ادراک سود ہو تو اس کا واحد ذریعہ ہمارے اپنے خیالات اور تمثالات ہیں۔ یعنی شے کا براہ راست ادراک ممکن نہیں بلکہ جو نفسی عمل اس ضمن میں پیدا ہوتا ہے انسانی ذہن صرف اسی کا فہم کر سکتا ہے' اس مشکل کو مشکل کہنے کی بجائے انسانی ذہن اس سے فائدہ اٹھاتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ اشیاء کا وجود بجز خیالات (Ideas) کچھ بھی نہیں۔

Ego-Empirical تجربی انا

جب ذات کو شعور کے مترادف تصور کیا جائے اور

اس کا وقوف مشاہدہ باطن (Introspection) سے ممکن ہو تو انا کو تجربی انا کہا جاتا ہے۔

ایغویت Egoism

ایغویت ایک عقیدہ ہے جس کے مطابق ہر فعل کا مدعا اپنے فاعل میں کوئی تغیر پیدا کرنا ہے اور جملہ عواطف کا مقصود اپنے مالک کی بہبود ہے۔ بعض لوگوں کے خیال میں ایغویت کا لازمی نتیجہ اخلاقی تنزل، خودغرضی اور نفس پرستی ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں اگر کوئی شخص دانشمندانہ طریق سے صرف اپنی ہی بہبود چاہے تو اس کی زندگی میں وہ حسن و کمال پیدا ہو جاتا ہے جو بے مدعا زندگی کو نصیب نہیں ہوتا۔ موجودہ زمانے میں ہابس (Hobbes)، گیسندی (Gassendi)، سپائنوزا (Spinoza) اور سجوک (Sidquick) اس نظریئے کے حامی ہیں۔ اول الذکر دو مفکر تو نفسیاتی لذتیت کا سہارا لیتے ہیں۔ سپائنوزا کا موقف مابعدالطبیعیاتی ہے۔ ہابس کہتا ہے کہ اگر فطرت انسانی کا مطالعہ کیا جائے تو ہر انسان طبعاً" خود غرض نکلے گا۔ ہمدردانہ افعال کو بھی ہابس خودغرضی پر محمول کرتا ہے ریاست کے قوانین ماننے کی بھی وجہ ذاتی فائدہ ہے۔ سجوک کہتا ہے کہ مثل اعلیٰ کو حاصل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ ہماری ذات کے بنیادی متعصبات کی تشفی کرتا ہے۔

نفسیاتی ایغویت Egoism,Psychological

نفسیاتی طور پر ہر انسان اپنی اور صرف اپنی ہی بہبود کا متلاشی ہے۔ اخلاقیات میں یہ نظریہ نفسیاتی لذتیت (Psychological Hedonism) کی شکل اختیار کر جاتا ہے۔

انائے محض Ego-Pure

جب انا کو غیر تجربی فرض کیا جائے اور اس کا بلاواسطہ وقوف مشاہدہ باطن (Introspection) سے ممکن نہ ہو تو اسے انائے محض کہا جاتا ہے اس کے متعلق دو نظریئے ہیں۔ 1- اسے روح کہا جاتا ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ عارضی نفسی عوامل کی تہہ میں ایک مستقل روحانی جوہر موجود ہے جو انائے محض ہے۔ 2- کانٹ کا ماورائی نظریہ جس کی رو سے انا ایک مخفی موضوع (Subject) ہے جسے تجربی خود شعوری کی وحدت فرض کرتی ہے۔

سرزندہ متخیلہ Eidetic Imagery

یہ اصطلاح اس متخیلہ کے لئے استعمال کی جاتی ہے جو واقعات کی صحیح تصویر ہو۔ بعض لوگوں کے تمثالات اس قدر صحیح ہوتے ہیں کہ ادراک میں اور ان کے تمثال میں سوائے اس امر کے کوئی فرق نہیں ہوتا کہ ایک میں تو شے خارج میں سامنے موجود اور دوسرے میں نہیں۔ اس قسم کا صاف اور شفاف اشباح (Imagery) دس اور پندرہ سال کی عمر میں بعض بچوں کو نصیب ہوتا ہے بعد میں قائم نہیں رہتا۔ اس مخیلہ کو واہمت (Hallucination) سے الگ سمجھنا چاہئے کیونکہ متخیلہ کو کلیتہ موضوعی خیال کیا جاتا ہے واہمت میں یہ بات نہیں۔

طیفات Eidola

قدیم یونانی مفکروں کا جن میں دیمقراطیس (Demogritus) اور ابیقورس (Epicurus) کا شمار ہے یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ ادراک کے وقت اجسام ارضی یا سماوی سے چھوٹے چھوٹے ذرات اٹھتے ہیں جو اپنا تاثر چھوڑتے ہیں۔ یہ تاثر آنکھوں تک پہنچتا ہے اور چیزیں دکھائی دیتی ہیں۔

البرٹ آئن سٹائن Einstein, Albert

(1879- 1955) جرمن ماہر طبیعیات۔ نظریہ اضافیت کا بانی۔ اس نظریئے سے ہمارے زمان و مکان، حرکت، جوہر، روشنی اور تجاذب (Gravitation) کے تصورات یکسر بدل گئے۔ 1905ء میں اس نے بیرونی حرکت (Brownian motion) کے نظریہ پر تجربے کئے جن سے ثابت ہو گیا کہ سالمے (Molecules) بھی ہیں اور حرکت بھی کرتے ہیں۔ اسی سال اس نے نظریہ اضافیت پر اپنا ابتدائی کام شائع کیا۔ اور 1916ء میں یہ

نظریہ مکمل صورت میں منصہ عام پر آ گیا۔ نازی تشدد سے جرمنی چھوڑنے پر مجبور ہوا اور پرنسٹن (Princeton) امریکہ میں جا بسا۔

فلسفہ میں اس کا موقف سپائنوزا (Spinoza) کے قریب تھا۔ خدا اور ماورائی ہستیوں سے انکار کرتا تھا۔ کائنات کی خارجیت کا قائل تھا اور علت اور معلول کے اصول کو تسلیم کرتا تھا۔ کانٹ کی غیر تجربیت (Apricism) کا مخالف تھا۔ یوں اس کے خیالات میں تصوریتی عناصر موجود تھے۔ منطقی اثباتیت اسے ناپسند تھی۔ ہر قسم کے استحصال کا دشمن تھا اور ایٹمی ہتھیاروں پر پابندی چاہتا تھا۔

Elan Vital جوش حیات

یہ اصطلاح برگساں کے فلسفہ میں آتی ہے۔ جوش حیات کو ارتقا اور فاعلی علیت کا منبع گردانا جاتا ہے۔ ہر زندہ شے ترقی کے منازل طے کرتے ہوئے آگے بڑھتی ہے اور اس کے پیچھے جوش حیات کا جذبہ موجود ہے۔

Eleatics ایلیاطی

قدیم یونانیوں کا ایک مکتب فکر۔ اس کے پیروکار ایلیا (Elea) جنوبی اٹلی کے قصبہ میں رہتے تھے۔ ان میں زینوفون (Zenophone) پرمینڈیز (Parmenides)، زینو (Zeno) اور میلینس (Melinus) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ لوگ کہتے تھے کہ صرف وجود حقیقی ہے اور وہ ثابت ہے۔ تغیر و تبدل محض نگاہ کا فریب ہے۔ زینو نے حرکت کے تصور میں اضداد کی نشاندہی کی اور کہا کہ کوئی شے حرکت نہیں کر رہی۔

Elementary Particles ابتدائی اجزا

سادہ ترین اجسام خردبینی (Micro-objects) جو ہر طبیعی عمل میں سرگرم کار نظر آتے ہیں۔ مستقل ابتدائی اجزا میں فوٹون (Photon) الیکٹرون (Electron) نیوٹرون (Neutron) ضد پروٹون (Anti- Proton)، پروٹون (Proton) وغیرہ شامل ہیں۔ ابھی تک تمیں ابتدائی اجزا معلوم ہو سکے ہیں۔ انہیں آخری اجزا نہیں سمجھنا چاہئے۔ مادہ کی انتہا کوئی نہیں۔ ہر سطح پر تنظیمیں موجود ہیں جن کی ساخت نہایت پیچیدہ ہے۔ اور کسی کو بھی ہم سادہ ترین یا ناقابل تقسیم نہیں کہہ سکتے۔ ہر ابتدائی جز میں ہزاروں قسم کے اوصاف اور تعامل موجود ہیں۔ ان کا تعلق دیگر میدانوں (Fields) سے بھی ہے۔ جس کی وجہ سے ان میں ذراتی (Corpuscular) اور موجی (Wave) خواص پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ سب چیزیں پیچیدگی کا باعث بنتی ہیں۔ اور کسی جز کو سادہ ترین کہنے نہیں دیتیں۔

Elements عناصر

عناصر سے مراد مادے کے ابتدائی ذرات جن کے امتزاج سے مختلف اشیا بنتی ہیں۔ قدیم یونانی بنیادی عنصر کو یا پانی (تھیلیز Thales کا خیال) یا ہوا (اینگزیمنز Anaximens کا خیال) یا آگ (ہیراقلیطس Heraclitus کا خیال) کہتے تھے۔ لیکن جدید سائنس میں عناصر کا مسئلہ بڑا الجھا ہوا ہے۔ ایک طرف تو سائنس دان چاہتے ہیں کہ انہیں سادہ ترین یا بسیط ذرات مل جائیں اور دوسری طرف وہ جانتے ہیں کہ مادے کی لامحدودیت اور لازوالیت کے پیش نظر یہ توقع فضول ہے۔ اب سائنس نے اس جستجو کو فضول قرار دیا ہے۔ الیکٹرون، پروٹون اور نیوٹرون کو ایٹم کے تجزیے کے بعد حاصل کیا گیا ہے اور ان کی ساخت بڑی پیچیدہ ہے۔ یوں یہ توانائی ہیں اور ان کو عنصر کہنا خصوصاً ان معانی میں جن میں قدما استعمال کرتے تھے جائز نہیں۔

Elemination اخراج

ہیگل (Hegel) کے فلسفہ میں اس اصطلاح کا استعمال عام ہے ہیگل اس سے بیک وقت انہدام اور حفاظت کا مفہوم لیتا ہے مثلاً ترکیب کے ذریعہ جواب دعویٰ کو منہدم کیا جاتا ہے لیکن اس کی سچائی کو نئے قضیہ میں نئی شکل میں محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح تضاد بتدریج دور ہو جاتا ہے اور مطلق سچائی کو حاصل

کیا جاتا ہے۔

صدور Emenation

اس سے کثرت کا وحدت سے صدور مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات واحد ہے وحدت سے کثرت کیسے نکل آئی۔ اس کثرت میں روحانی اور مادی اشیا دونوں ہی شامل ہیں۔ چونکہ ان کا منبع واحد ہے اس لئے یا تو یہ وحدت کا حصہ ہیں یا وحدت کے کچھ اوصاف رکھتی ہیں۔ مسلمانوں کے ہاں یہ نظریہ عقول عشرہ کی صورت میں نمودار ہوتا ہے۔ جیسے کوئی عقل منبع سے دور ہوتی ہے ویسے ہی اس میں کثافت آتی جاتی ہے۔

ارتقائے بارز Emergent Evolution

ارتقا کے بارے میں نوحقیقیت (Neo Realism) کا نظریہ ہے اس کے داعی ایس الیگزینڈر (S.Alexander)، لائڈ مارگن (Leoyd Morgan) اور سی ڈی براڈ (C.D.Broad) ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ارتقائی عمل چھلانگیں لگاتا ہے اور جب ایک منزل سے دوسری منزل آتی ہے تو تبدیلی کو علت و معلول کے اصول سے نہیں سمجھا جا سکتا۔ سیموئل الیگزینڈر (Samuel Alexander) نے بتلایا ہے کہ ارتقا کی ابتدا زمان و مکان سے ہوتی ہے اور انتہا الوہیت پر۔ درمیانی منازل یکلخت نمودار ہو جاتے ہیں ان کے متعلق کوئی پیش گوئی نہیں ہو سکتی۔ ہر منزل کے نئے اوصاف ہوتے ہیں اور انہیں پہلی منزل میں ڈھونڈنا فضول ہے۔

برزیت ذہن Emergent Mentation

ارتقائے بارز کی رو سے ارتقا کی ہر منزل نئی ہے اس کے اوصاف بھی نئے ہیں لہٰذا اگرچہ ذہن مادہ سے پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے خصائص اپنے ہیں اور انہیں مادہ میں نہیں ڈھونڈنا چاہئے۔ جب مادہ ترقی کرتے کرتے ایک خاص سطح پر پہنچ جاتا ہے تو ذہن یکلخت ٹپک پڑتا ہے۔ لیکن ذہن کی اپنی ہستی ہے اور اسے مادہ میں تحلیل نہیں کیا جا سکتا۔

ہیجان Emotions

اس سے مراد فرد کی شدید اضطرابی نفسیاتی کیفیت ہے جس کی لپیٹ میں کردار، شعور آ جاتے ہیں۔ ہر ہیجان میں مخصوص شعوری واردات، عضویاتی کوائف اور کردار ہوتا ہے۔ نفسیات میں ہیجان، تاثر کی ایک خاص قسم ہے۔ لیکن فلسفہ میں ہر قسم کے تاثر کو ہیجان کہہ دیتے ہیں مثلاً غصہ نفرت اور عشق کو ہیجان کہا گیا ہے اور مسرت (Pleasure) اور الم (Pain) کو بھی۔

تاثریت Emotivism

منطقی اثباتیت کے زیر اثر اخلاق کے متعلق ایک انتہائی موضوعی نظریہ۔ اس کے داعی آئیر (Ayer)، کارنپ (Carnap) اور چارلس سٹیونسن (Charles Stevenson) ہیں۔ اخلاقی حکم میں صرف تجسس اور تحقیر یا پسندیدگی اور ناپسندیدگی کو دیکھ کر ان لوگوں نے کہا ہے کہ اخلاقی حکم میں کوئی بیان، نہیں ہوتا۔ جس کی تصدیق یا تکذیب ممکن ہو۔ لہٰذا ہر انسان کو حق پہنچتا ہے کہ وہ کوئی سا اخلاقی نکتہ نگاہ اختیار کرے۔ دو مخالف اخلاقی نکتہ نگاہوں میں تضاد نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہر نکتہ نگاہ تاثری ہے۔ کسی کو بھی ثابت نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی جھٹلایا جا سکتا ہے۔ تاثریت میں پسندیدگی یا ناپسندیدگی کو دخل ہے ظاہر ہے کہ ہر انسان کی پسند اپنی ہو گی لہٰذا ایک پسند کو دوسری پسند کے ضد قرار نہیں دیا جا سکتا خواہ ان میں زمین آسمان کا فرق ہو۔

تاثری معنی Emotive Meaning

زبان کا تجزیہ کرنے کے بعد منطقی اثباتیت کے حامل اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ معنی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ تاثری اور وقوفی۔ تاثری کی تکذیب یا تصدیق ممکن نہیں۔ اس سے رویوں یا جذبات کا پتہ چلتا ہے۔ اس سے کام کیلئے ترغیب یا نفرت پیدا ہوتی ہے لیکن ان میں وقوفی پہلو موجود نہیں ہوتا۔ لہٰذا انہیں ثابت کرنا یا جھٹلانا ممکن نہیں۔ اخلاقیات، جمالیات، مذہب اور

فلسفہ کے معانی تاثری ہیں۔

ہم گذاری Empathy

اس سے مراد دوسروں کی ذات میں حلول کرنا اور ان سے یگانگت حاصل کرنا ہے مثلاً ناول پڑھتے وقت ہماری ہمدردیاں ہیرو یا ہیروئن کیلئے وقف ہوتی ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ہیرو یا ہیروئن کی زندگی ہماری زندگی ہے۔ جب انہیں کامیابی ہوتی ہے تو ہمارے اندر مسرت کی لہر دوڑ جاتی ہے اور جب انہیں ناکامی ہوتی ہے تو ہمارا دل بیٹھ جاتا ہے۔

ایمپیڈاکلیز Empedocles

(490-430 ق م) یونانی مادہ پرست فلسفی۔ اس نے الیاطیت (Eleatics) کے ثبات کے نظریہ اور ہیراقلیطس (Heraclitus) کے تغیر کے نظریہ میں یکجہتی پیدا کرنے کی کوشش کی اپنی نظم 'قدرت' میں (On Nature) اس نے کائنات کے چار عناصر زمین، پانی، ہوا اور آگ بتلائے۔ کشش یا پیار اور دفع یا نفرت سے یہ عناصر ملتے یا جدا ہوتے ہیں اور مختلف اشیاء پیدا ہوتی ہیں۔ چونکہ کشش اور دفع سے خیر و شر کو سمجھا جا سکتا ہے لہٰذا قدرت میں اقدار کو فعل ہے۔

تجربی Empirical

یہ بدیہی یا قبل تجربی (Apriari) کے مخالف ہے پس علمیات میں اس سے مراد ایسا علم ہے جو شواہد اور حقائق سے حاصل ہوتا ہے سائنس میں یہ ایسا طریق کار ہے جس کی مدد سے حقائق کے ذریعہ فرضیہ (Hypothesis) کو اصول یا قانون بنا لیا جاتا ہے۔

تجربیت Empiricism

یہ ایسا نظریہ ہے جس کے مطابق علم کا منبع صرف حواس ہیں۔ اور علم کا انحصار تجربہ پر ہے اسے حاصل بھی تجربے سے ہی کیا جاتا ہے۔ دوسرے کوئی ذریعہ نہیں۔ تجربیت سے مندرجہ ذیل امور کا انکار لازمی ہے

1- غیر تجربی یا بدیہی تصورات کا
2- عمومی اور لابدی صداقتوں کا
3- ایسے علم کا جس میں ماضی، حال یا مستقبل کے تجربے کو دخل نہ ہو۔
4- جبلی، ارثی اور پیدائشی علم کا
5- صداقت کے معیار وضاحت یا بداہیت کو
6- علم کے حصول کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اگر کسی تصور کا الٹ ممکن نہ ہو تو اسے تسلیم کر لینا چاہئے۔
7- علم کے لابدی فرضیہ ہیں۔
8- اگر کسی شے سے انکار اس کے اثبات کا باعث ہو تو اسے مان لینا چاہئے۔

بیکن (Bacon)، ہیوم (Hume)، ماش (Mach)، لاک (Lock)، رسل (Russell) اور موجودہ زمانے کے منطقی اثباتی اس نظریئے کے داعی ہیں۔

اساسی تجربیت Empiricism Redical

اس نظریئے کی رو سے ہر تصور کو تحسسات میں تحلیل کیا جا سکتا ہے اور علم کی حقانیت کی اساس تجربہ اور محض تجربہ ہے۔ اس نظریہ کا بانی ولیم جیمز (William James) تھا جس نے اسے اپنی کتاب The Meaning of Truth (صداقت کی تشریح) میں اسے بیان کیا وہ کہتا ہے کہ فلسفیوں کو صرف انہی امور کو زیر بحث لانا چاہئے جو مشاہدہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ اشیاء کے علائق خواہ وہ عطفی ہوں یا منفصلہ ان کا دارومدار تجربے پر ہے اور کسی خاص تجربہ میں جو علائق ہوتے ہیں ان کا دارومدار بھی تجربے پر ہوتا ہے۔ اساسی تجربیت کا تجربیت سے فرق یہ ہے کہ اس کے مطابق تجربے کو الگ الگ تحسسات کا مجموعہ نہیں کہنا چاہئے۔ جسے قانون ایتلاف یا ماورائی مقولوں کی ضرورت پڑے۔

تجربیت پسند Empiricists

زمانہ وسطیٰ کے بعد جب لوگوں کو احساس ہوا کہ ارسطو کی منطق سائنس کے مسائل حل نہیں کر سکتی تو انہیں نئے منہاج کی ضرورت محسوس ہوئی۔ بیکن (Bacon) نے کہا کہ نیچر کی تحقیق کیلئے ذہن کو ہر قسم

کے تعصب سے خالی کرنا چاہئے اور مظاہرات کو بغیر تعصب کے مطالعہ کرنا چاہئے۔ اس سلسلہ میں کوئی مفروضہ بھی نہیں گھڑنا چاہئے کیونکہ مفروضوں سے مظاہرات کی نوعیت مسخ ہو جاتی ہے۔ دوسرا شخص جس نے اس سلسلہ میں کام کیا وہ ہابس (Hobbes) تھا اس نے استخراجی طریقہ کو حقائق پر استعمال کیا۔ یہ حقائق مادہ، انسان اور ریاست سے تعلق رکھتے تھے۔ اس کا خیال ہے کہ انسان خود غرض ہے اور ایک دوسرے کی خود غرضی سے بچنے کیلئے ریاست قائم کرتا ہے۔

تجربی تنقیدیت Empirio-Criticism

اس نظریئے کے علمبردار ایوناریس (Avenarius) اور ماش (Mach) ہیں۔ انہوں نے تجربے سے ہر قسم کا ماورائی تصور نکال دیا۔ یہ لوگ نفسی اور طبعی، موضوع اور محمول اور شعور اور وجود میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ علم کا مقصد یہ ہے کہ کائنات کے بارے میں تجربی نظریہ حاصل ہو۔ یہی نظریہ ثنویت اور ماورائی مقولوں سے خالی ہونا چاہئے۔

تجربی وحدیت Empirio-Monism

یہ نظریہ باگڈانیو (Bogdanav) کا ہے درحقیقت اسے تجربی تنقیدیت کی شاخ کہنا چاہئے فرق صرف یہ ہے کہ تجربی تنقیدیت میں نفسی اور طبیعی کو تجربہ کی جداگانہ اکائیاں تسلیم کیا جاتا ہے اور بعد میں ان کے درمیان وحدت قائم کی جاتی ہے لیکن باگڈانیو کے خیال میں بنیادی تجربہ بے رنگ (Neutral) ہے اگر اسے سماجی اور اجتماعی رنگ میں لیا جائے تو طبیعی کائنات ابھرتی ہے اور اگر اسے انفرادی رنگ میں لیا جائے تو نفسی کائنات پیدا ہوتی ہے۔

تجربی علامتیت Empirio-Symbolism

یہ نظریہ یسکھیوچ (Yuskhevich) روسی مفکر کا ہے۔ یہ بھی تجربی تنقیدیت کی شاخ ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ صداقت، وجود، جوہر جیسے تصورات صرف علامتیں ہیں ان کے پیچھے حقیقی اشیاء نہیں۔ یہ خیال اس نے پانکر (Ponicare) اور ماش (Mach) سے لیا۔ ماش کہتا تھا کہ مادہ ایک منطقی علامت ہے۔ یسکھیوچ کہتا تھا کہ تمام دنیا تجربی علامتوں کے مجموعہ کا نام ہے۔

اس کی مشہور تصنیف Materialism & Critical Realism "مادیت اور تنقیدی حقیقیت" ہے۔

خالی Empty

منطق میں وہ جماعت ہے جس کوئی ممبر نہ ہو۔

غایات Ends

کانٹ (Kant) کے نزدیک انسانیت اور ہر ذی عقل حیوان بذاتہ غایات ہیں کانٹ یہ بھی کہتا ہے کہ ہر انسان کی قدرتی غایت اس کی اپنی مسرت ہے۔

کانٹ نے قلمرو غایات (Kingdom of Ends) کا بھی نظریہ پیش کیا۔ جس کا مطلب ہے کہ مشترک قوانین کی بنا پر تمام انسانوں کی شیرازہ بندی ہونی چاہئے اس قلمرو میں ہر شخص فی نفسہ غایت ہو گا اور بطور وسیلہ استعمال نہ ہو سکے گا۔

فعلہ Energia

اس سے مراد زندگی کا وہ طور ہے جو خصوصی جوہر کو بدرجہ اتم ظاہر کرے۔ اس سے مراد وہ سرگرمی بھی لی جاتی ہے جو توانائیت کو فعلیت میں بدل دے۔

توانیت Energism

اخلاقیات کا نظریہ ہے جس کی رو سے صائب فعل وہ ہے جو انسان کی خداداد صلاحیتوں کو بطریق احسن سرگرم کار لائے۔ یعنی اخلاقی زندگی کا مقصد نہ مسرت کا حصول ہے نہ طمانیت کی تلاش بلکہ اس کا مقصد استکمال ذات ہے۔

فریڈرک انگل Engels, Fredrick

(1820- 1895) پرولتاری لیڈر جس نے کارل مارکس کے ساتھ مل کر جدلیاتی مادیت اور تاریخی مادیت

کو مضبوط بنیادوں پر کھڑا کیا۔ جرمنی میں بمقام برمن (Barman) پیدا ہوا۔ سن بلوغت سے ہی اس نے سماجی تحریکوں میں حصہ لیا۔ 1841ء میں فوج میں بھرتی ہو گیا اور فارغ وقت میں برلن کی یونیورسٹی میں فلسفہ پر لیکچر سنتا رہا۔ بعد میں ہیگل کے پیروکاروں کے بائیں بازو میں شامل ہو گیا۔ اس وقت اس نے **شیلنگ** (Schelling) اور ہیگل دونوں پر کڑی نکتہ چینی کی اور ان کے فلسفہ کے تضاد اجاگر کئے۔ مارکس اور انگل نے مل کر کمیونسٹ لیگ کی بنا ڈالی یہ تحریک بالآخر انقلابی صورت اختیار کر گئی۔ 1847ء میں انگل نے (Principles of Communism) یعنی اصول اشتراکیت کی کتاب لکھی اور اس کتاب کی بنا پر کارل مارکس اور انگل نے کیمونسٹ پارٹی کا منشور لکھا۔ انگل انقلابی تحریک میں شامل ہو گیا اور اس تحریک کی ناکامی کے بعد انگلینڈ چلا گیا جہاں اس نے سرمایہ دارانہ نظام کی خرابیاں خود اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ مارکس پہلے ہی وہاں پر موجود تھا۔ دونوں نے انقلابی سرگرمیاں جاری رکھیں اور انگل نے مارکس کو سرمایہ (Capital) لکھنے میں بڑی مدد دی۔ اس کتاب کی دوسری اور تیسری جلد اس نے خود مدون (edit) کی۔ اس کے علاوہ اس نے مندرجہ ذیل کتابیں لکھیں۔

لڈوگ اور فیورباچ اور کلاسیکی جرمن فلسفہ کا خاتمہ

1-Ludwig Feuerbach and the end of classical German Philosophy

ضد ڈورنگ

2-Anti Duhring

خاندان، نجی جائداد اور ریاست کی ابتدا

3-The Origin of the family, private property & the state

ان کتابوں سے جدلیاتی مادیت کی تائید ہوتی ہے۔ اس نے علوم کی تقسیم حرکت مادہ کی خارجی صورتوں پر کی۔ اس لئے وہ فلسفہ کو 'علوم کا علم' نہیں کہتا تھا بلکہ ایک قسم کی طریقیات مانتا تھا۔ اس نے فلسفہ کے مسائل کو طبقاتی شعور سے منسلک کیا اور جدلیاتی منطق کے خطوط واضح کئے۔

دور تنویر **Enlightenment**

کانٹ (Kant) کہتا تھا کہ دور تنویر اس امر کی نشانی ہے کہ انسان کسی دوسرے کی مدد کے بغیر خود عقل استعمال کر سکتا ہے۔ تنویر پسندوں کی کوشش تھی کہ عقل کا دائرہ وسیع ہو اور انسان علم اور ضمیر کی روشنی سے مالا مال ہو۔

یورپ میں یہ دور سترھویں صدی سے شروع ہوتا ہے اور انیسویں صدی کے آغاز تک رہتا ہے۔ اس میں انگریز، ڈچ، فرانسیسی اور جرمن فلاسفر شامل تھے۔ انگلستان میں اس تحریک کا آغاز بیکن (Bacon)، ہابز (Hobbes) اور لاک (Locke) کی تجربیت سے ہوتا ہے اور اس کی مذہبی تشریح آزاد خیالوں اور ٹینڈل (Tindal)، ٹولینڈ (Toland) جیسے مذہبی رہنماؤں کے ہاں ملتی ہے۔ اخلاقیات میں اس موقف کو شیفٹسبری (Shaftesbury) نے اپنایا۔ فرانسیسی تنویر پسند ماضی سے بہت نالاں تھے اور کہتے تھے کہ ان کے فلسفہ کا آغاز فرانسیسی شاہی دربار کی بدعنوانیوں اور خود بادشاہ کی بے راہ رویوں سے ہوتا ہے۔ ڈیسکارٹ (Descartes) سپائنوزا (Spinoza) اور لائبنیز (Leibniz) کے خیالات نے روشن ضمیری کو فروغ دیا۔ ان خیالات کا امریکیوں پر اثر پڑا اور جیفرسن (Jefferson) ایڈیم (Adams) اور ہیملٹن (Hamilton) اسی فلسفہ کے حامی تھے۔ جرمنی میں اس تحریک کا باعث ریفارمیشن سے مایوسی اور مذہبی تنازعات تھے۔ اس لئے لوگ عقل کی طرف لوٹے اور 'قدرتی مذہب' اور مذہبی رواداری کے حامی بنے۔ ان میں ولف (Wolft) اور لیسنگ (Lessing) شامل تھے۔ شیلر (Schiller) کی نظموں میں آزادی، انصاف اور انسانیت کے گن گائے جاتے ہیں۔

واقعیت، وجود خارجی **Entelechy**

اشیا کا وہ وجود جس میں قوائیت کامل طور پر فعلیت

بن چکی ہو۔ اسے جوہر بھی کہا جاتا ہے۔ اس اصطلاح کا استعمال حیاتیات میں بھی ہوتا ہے جب مظاہرات فطرت ایک منزل سے دوسری منزل پر ترقی کرتے ہیں تو اسے واقعیت یا استکمال کہا جاتا ہے۔

قیاس موجز Enthymeme

ارسطو کے ہاں قیاس موجز وہ قیاس ہے جس کا منشا کسی شے کو ثابت کرنا نہیں بلکہ ترغیب دلانا ہے۔ بعد میں قیاس موجز وہ قیاس بن گیا جس میں تین قضایا نہ ہوں بلکہ کسی ایک کی کمی ہو۔ یوں تو قیاس میں مقدمہ کبریٰ، مقدمہ صغریٰ اور نتیجہ چاہئے۔ لیکن کبھی کبریٰ محذوف ہوتا ہے کبھی صغریٰ اور کبھی نتیجہ۔

بے رنگ ذوات Entities, neutral

بے کیف عناصر، ایسے بسیط اجزا جو اپنی ذات میں نہ نفسی ہوں نہ طبعی۔ سپائنوزا (Spinoza) اور رسل (Russell) کا فلسفہ ایسے اجزا فرض کرتا ہے۔

Enumerative Induction **شماری استقرا**

استقرا کی ایک قسم ہے جس میں محض اشیا کو دیکھنے اور ان کے شمار پر بغیر علت و معلول کا سلسلہ قائم کئے ہوئے کوئی تعمیم وضع کی جاتی ہے مثلاً اگر آموں کو کافی مقدار میں کھا کر کہا جائے کہ آم صحت بخش پھل ہے تو اس جملے کو یوں سمجھنا چاہئے کہ آم جو مشاہدے میں آئے ہیں وہ صحت بخش پھل ہیں۔ لیکن بعض اوقات مشاہدات سے اوپر جا کر کوئی تعمیم بنالی جاتی ہے تب یہ تعمیم حد درجے کی احتمالی ہوتی ہے۔

ایپخرمہ Epicheirema

ایسا قیاس ہے جس کے مقدمات خود قیاس موجز (Enthymenes) ہوتے ہیں مثلاً انسان جھگڑالو ہے کیونکہ اس کی فطرت میں جارحانہ جبلت موجود ہے زید انسان ہے کیونکہ وہ ذی عقل حیوان ہے لہٰذا زید جھگڑالو ہے۔

ایپکٹیٹس Epictetus

(50-138ء) رواقی رومن۔ آزاد کردہ غلام جس کی تعلیمات اس کے شاگرد فلیویس (Flavius) نے قلمبند کیں۔ اس کے تین حصے ہیں طبعیات، منطق اور اخلاقیات۔ ان میں اہم ترین اخلاقیات ہے جہاں اس نے ذاتی آزادی کی تعلیم دی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ آقا اپنی حرص و ہوا کا غلام ہو سکتا ہے اور غلام اپنی داخلی روحانی آزادی کی وجہ سے آزاد ہو سکتا ہے۔ یہ آزادی خیالات سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ دنیا کی اشیا سے۔ آزادی کا تعلق دل سے ہے نہ کہ بیرونی ماحول سے۔

Epicurian School **ایپخوری مکتب فکر**

اس مکتب فکر کا بانی ایپخورس (Epicurus) تھا اس کی بنا 306 ق م رکھی گئی۔ اس مکتب کا مطلب یہ تھا کہ انسان کو عمدہ قسم کی خوشیاں حاصل کرنی چاہئیں۔ ان خوشیوں کا تعلق ذہن سے ہے نہ کہ جسم سے۔ ذہین اور صالح انسانوں کی دوستی۔ سکون قلب جو نیک کردار سے حاصل ہوتا ہے اور جمالیاتی حظ اس مکتب فکر کا مقصد عظمیٰ تھا۔ یہ لوگ ان فرائض کو نہیں مانتے تھے جو مذہب یا فلسفہ سے عائد ہوتے ہیں کیونکہ ان سے خوشیوں کا دائرہ محدود ہو جاتا ہے۔

ایپخورس Epicurus

(341-270 ق م) سیموس (Samos) کا باشندہ تھا اور اپنی درسگاہ اس نے ایتھنز میں بنائی جہاں اس امر پر درس دیا کرتا تھا کہ عقل کے تحت کیسے زندگی گزاری جا سکتی ہے۔ وہ کہتا تھا کہ زندگی کا مقصود مسرت کا حصول ہے۔ لیکن ہر قسم کی مسرت حاصل نہیں کرنی چاہئے بلکہ صرف وہی مسرت جو عقل اور اعتدال پر پوری اترتی ہو۔ جسم کی نسبت ذہن کی خوشیاں بالا ہیں۔ دیمقراطیس (Democritus) کی جوہریت کو مانتا تھا لیکن کہتا تھا کہ جواہر کی حرکات میں اتفاق (Chance) کو دخل ہے اور اسی لئے اپنے مدار سے وہ انحراف کر جاتے ہیں۔ علمیات میں اس کا موقف تحسساتی

(Sensationalist) تھا- وہ کہتا تھا کہ اجسام کی سطح سے چھوٹے چھوٹے ذرات اٹھتے ہیں اور حواس میں داخل ہو کر تمثالات کا باعث بنتے ہیں-

Epiphenomenalism **تبع مظہریت**

جسم اور نفس کے تعلق کا یہ ایک نظریہ ہے اس کے مطابق شعور کی علیحدہ، خود مختار ہستی نہیں بلکہ یہ تو اعصابی نظام کا ایک فریضہ ہے- جیسے معدہ کا کام ہضم کرنا ہے ویسے ہی دماغ کا کام یا فریضہ شعور ہے- ہکسلے (Huxley) کہتا تھا کہ جیسے فیکٹری کی چمنی سے دھواں نکلتا ہے یا چلتی گاڑی سیٹی بجا دیتی ہے ویسے ہی شعور کی کیفیت ہے اور جیسے دھواں یا سیٹی کوئی لازمی یا اہم چیزیں نہیں ویسے شعور بھی انسانی زندگی میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا-

Epistemic **معنوی**

لغوی مطلب علمیاتی یا علمیات سے تعلق رکھنے والا- جان سن (Jonson) ایک منطقی نے استدلال کی دو شرطیں بیان کی ہیں ایک معنوی اور دوسری ترکیبی- معنوی سے یہ مراد ہے کہ نتیجہ کا علم نتیجہ نکلنے سے پہلے نہیں ہونا چاہئے-

Epistemological Dualism

علمیاتی ثنویت

اس نظریہ کی رو سے ادراک، حافظہ اور دوسرے غیر استدلالی وقوف میں ثنویت موجود ہوتی ہے- ایک طرف تو نفس ہوتا ہے اور دوسری طرف حقیقی خارجی اشیا-

Epistemological Idealism

علمیاتی تصوریت

یہ علمیاتی وحدیت کی ایک شاخ ہے- اس میں نفس اور شے کی تمیز مٹا کر وحدیت قائم کی جاتی ہے- شے نفس میں جذب ہو جاتی ہے- اور صرف نفس باقی رہ جاتا ہے- بارکلے نے مادی اشیا کا وجود ختم کر دیا- اور انہیں خیالات میں تبدیل کر کے صرف نفس کو قائم رکھا-

Epistemological Monism

علمیاتی وحدیت

اس نظریہ کے مطابق نفس جو علم حاصل کرتا ہے اور اشیا جن کا علم حاصل کیا جاتا ہے ان میں کوئی فرق نہیں- اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں- یا تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ معطیات یا اشیا کی خود مختار حیثیت ہے اور نفس پر ان کا انحصار نہیں یا یہ کہا جا سکتا ہے کہ معطیات کا انحصار نفس پر ہے اور ان کا وجود نفس کے ادراک کا محتاج ہے- پہلی صورت میں اس نظریہ کو علمیاتی حقیقیت کہا جاتا ہے دوسری صورت میں علمیاتی تصوریت-

Epistemological object

علمیاتی موضوع

علم کا موضوع خواہ علم سچا ہو یا جھوٹا یا محض واہمہ- یعنی علمیاتی موضوع کا صحیح ہونا ضروری نہیں- خواب میں جو چیزیں دکھائی دیتی ہیں یا واہمہ میں جن چیزوں سے پالا پڑتا ہے یہ سب علمیاتی موضوعات ہیں-

Epistemological Realism

علمیاتی حقیقیت

اس نظریہ کی رو سے معطیات یا اشیا کا خارج میں وجود موجود ہے اور اس کا انحصار کسی صورت میں بھی ذہن یا نفس پر نہیں- یعنی کائنات کا اپنا وجود ہے ذہن اس کا خالق نہیں-

Epistemology **علمیات**

فلسفہ میں اس اصطلاح کو پہلے پہل جے ایف فیریئر (J.F.Ferrier) نے 1854ء میں استعمال کیا- علمیات سے اس کی مراد علم کی نوعیت اور صحت تھی- اس لحاظ سے یہ مابعد الطبیعیات سے مختلف ہے جس کا موضوع حقیقت کی نوعیت ہے- علمیات کا

تعلق علم کے امکانات اور حدود سے ہے۔ یہ مسئلہ حقیقت کی نوعیت دریافت کرتے وقت پیدا ہوا۔ چونکہ فلسفیوں کے خیالات میں شدید اختلاف تھا لہٰذا یونانیوں نے جن میں رواقی، ارتیابیت پسند، سوفسطائی، افلاطون اور ارسطو بھی شامل تھے انہوں نے سوال اٹھایا کہ آیا کوئی ابدی صداقتیں ہیں۔ جدید فلسفہ میں لاک (Locke) اور کانٹ (Kant) کے زمانے سے آج تک علمیات کو فلسفہ میں مقتدر مقام حاصل ہے۔ اگرچہ چند سالوں سے اس کی نوعیت بدل گئی ہے۔ منطقی اثباتیت کے زیر اثر علمیات کا کچھ حصہ ریاضیاتی منطق نے لے لیا ہے۔ اور کچھ حصہ فلسفیانہ نفسیات نے۔

علمیات کے مسائل حسب ذیل ہیں۔

1- پہلا مسئلہ تو علم کے مافیہ کے متعلق ہے۔ اس سے علم کے حدود اور امکانات کا پتہ چلے گا۔ لہٰذا

(الف) علم کی ماورائیت اور سریانیت (immanence) میں تمیز لازمی ہے۔ علم کا کونسا حصہ تجربہ میں موجود ہے اور کون تجربے سے بالا۔

(ب) قبل تجربی اور بعد تجربی علم میں فرق کرنا چاہئے۔

2- لابدی علم کی کیا شرائط ہیں اس کی صحت کیسے متعین ہوتی ہے۔ کیا لابدی علم ممکن بھی ہے یا نہیں۔ اس کا بیان ضروری ہے۔

(2) موضوعی اور خارجی علم کی نوعیت اور دائرہ بھی معلوم ہونا چاہئے۔ اس تمیز پر نفسیات اور طبیعیات کا انحصار ہے۔

(3) علم کے صوری اور مادی کوائف کو بھی زیر بحث لانا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ

(5) مادہ، طاقت، توانائی، حیات، نفس، علت، غایت جیسے تصورات پر ناقدانہ بحث ہونی چاہئے۔

علمیات میں تین امور پر اختلاف رائے ہے۔ علم کے منابع، علم کی صحت اور اس کے مافیہ پر۔ لہٰذا مندرجہ ذیل مکاتیب فکر ابھرتے ہیں۔

1- علم کے منابع پر عقلیت (Rationalism) اور تجربیت (Impiricism) کے مکاتیب فکر

2- علم کی صحت ازعانیت (Dogmatism) ارتیابیت (Scepticism) اور اثباتیت (Positivism) کے مکاتیب فکر

3- علم کے مافیہ پر تصوریت (Idealism) حقیقیت (Realism) اور مظہریت (Phenomenalism) کے مکاتیب فکر۔

تبع قیاس Epi-syllogism

اگر ایک قیاس کا نتیجہ دوسرے قیاس میں بطور مقدمہ استعمال کیا جائے تو پہلا قیاس تو قیاس مقدم (Prosyllogism) کہلائے گا اور دوسرا تبع قیاس۔

مساوات Eqauality

1- مارکسزم کا کہنا ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام میں اس تصور سے مراد افراد معاشرہ کی یکساں کیفیت لی جاتی ہے۔ مساوات سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ قانون کی نظروں میں ہر شہری برابر ہے۔ لیکن محنت کشوں کا استحصال بدستور جاری رہتا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام میں ہر انسان کو نجی املاک کا ایک جیسا حق ہوتا ہے۔ لیکن اس نظام میں پیداواری ذرائع کو نگاہ میں نہیں رکھا جاتا اس لئے معاشی ناہمواری قائم رہتی ہے۔ مارکسزم کا کہنا ہے کہ معاشی، سیاسی اور ثقافتی مساوات تب تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک نجی املاک کا خاتمہ نہ کیا جائے اور استحصال کنندہ طبقہ ختم نہ ہو جائے۔ لہٰذا سوشلزم سے مساوات حاصل ہوتی ہے لیکن کچھ طبقاتی فرق باقی رہ جاتے ہیں جو کمیونزم میں بالکل ختم ہو جاتے ہیں۔ لیکن مساوات سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ تمام انسانوں کو ایک سطح پر لا کھڑا کیا جائے بلکہ ہر انسان کو اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کا موقع دیا جائے اور اس سے اپنی استعداد کے مطابق کام لیا جائے۔

2- منطق میں مساوات سے مراد عینیت لی جاتی ہے۔ مساوی اشیا میں متشاکل (Symmetrical) متعدی (transitive) اور راجع الی الفاعل (reflexive)

علائق ہوتے ہیں۔

Equivalence ہم قدریت

منطق میں ایسے دو قضایا کو ہم قدری کہا جائے گا جو یا تو دونوں صحیح یا دونوں غلط ہوں۔ علامتیں اس کی حسب ذیل ہیں۔

$\equiv$ $\quad$ $\rightleftarrows$

مثلاً اگر کوئی عدد چھ پر تقسیم ہو سکتا ہے تو اسے دو اور تین پر بھی تقسیم ہونا چاہیے۔ پس یہ دو قضایا ہم قدری ہیں۔ اگر پہلی کو س کہیں اور دوسری کو ب تو علامتوں میں کہیں گے

س ≡ پ

یا

س ⇄ پ

Equilibrium, Theory of نظریہ توازن

اس نظریہ کا کہنا ہے کہ توازن ایک قدرتی فعل ہے اور حرکت اور ارتقا ایک عارضی فعل۔ اس نظریہ کے مطابق حرکت کا منبع بیرونی تضاد ہیں نہ کہ اندرونی۔ لہٰذا معاشرے کی ترقی کا دارومدار ماحول اور فطرت پر اور معاشرے کے بیرونی تضاد پر ہے نہ کہ طبقاتی کشمکش پر۔ یہ نظریہ کامٹے (Comte) کا ہے اور مارکسزم کے مخالفین نے اپنایا ہوا ہے۔

Equipollence ہم قطبیت

جب دو قضایا میں ہم قدریت کا رشتہ ہو تو وہ ہم قطبی کہلائیں گے۔ ہم قطبیت دو قسم کی ہوتی ہے۔ 1۔ مادی، جب کہ دونوں قضایا کی صداقتی قدر ایک ہو۔ 2۔ جب دونوں جملے ایک ہی حقائق کی نشاندہی کریں۔ یعنی اگر ایک صحیح ہے تو دوسرا صحیح ہے۔ اگر ایک غلط ہے تو دوسرا غلط ہے۔ اور جو صحیح یا غلط جملے ایک سے استخراج ہو سکتے ہیں وہ دوسرے سے بھی ہو سکتے ہیں۔

Equivocation ذومعنویت

اگر ایک لفظ استدلال یا قیاس کے مختلف مقامات پر مختلف معانی میں استعمال ہو گا تو استدلال بالکل لایعنی رہ جائے گا۔ اصول عینیت کے مطابق ہر لفظ اور ہر حد کے جسے ہم استعمال کریں معنی استدلال کے دوران وہی رہنے چاہئیں مثلاً اگر کسی شخص سے کہا جائے کہ صاحب کوئی چیز سنائیے اور وہ لمبا قصہ شروع کر دے تو مغالطہ ذومعنی ہو گا ہماری مراد چیز سے راگ تھی (موسیقی کی اصطلاح) اور مخاطب نے چیز کو عام معنی میں لے لیا ہے۔

Erh ارہ (چینی)

اصول نر (ینگ) اور اصول مادہ (ین) جن کے امتزاج سے مختلف اشیا تولد پاتی ہیں یہ دونوں تاؤ کے مظہر یا پیدا کردہ عناصر ہیں۔

Erigena, Johannes Scottis
جونز سکاٹس اریگینا

(815-887) آئرش تھا۔ نوفلاطونی فلسفہ کی بنا پر اس نے ہمہ اوست کا مسئلہ کھڑا کیا۔ وہ کہتا تھا کہ ذوات کو چہار اقسام میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ 1۔ غیر مخلوق اور خالق۔ یہ خدا ہے ہر شے کا منبع۔ 2۔ مخلوق اور خالق۔ جیسے الہیاتی اعیان جو سبب اولیٰ ہیں۔ 3۔ مخلوق اور خالق۔ کائنات جو حواس خمسہ سے جانی پہچانی جاتی ہیں۔ 4۔ غیر مخلوق اور غیر خالق یہ بھی خدا ہے اگر اسے تمام کائنات کی غایت تصور کیا جائے۔

چونکہ ہمہ اوست کی تعلیم چرچ کے خلاف تھی اس کی علی الاعلان مذمت کی گئی۔ اریگینا کا فلسفہ کچھ تو آگسٹائن کا تھا اور کچھ یونانیوں کا لیکن اس میں اس کی اپنی فکر کو بھی بڑا دخل تھا۔

Eristic مناظراتی

ارسطو کی منطق میں ایسے استدلال کو مناظراتی کہتے ہیں جو بظاہر صحیح ہو یا جس کے مقدمات بظاہر صحیح دکھائی دیتے ہوں لیکن واقعی صحیح نہ ہوں۔ اس استدلال میں منطقی موشگافیاں ہوتی ہیں اور اس کا مقصد ترغیب دلانا ہوتا ہے یا مدمقابل کو خاموش کرنا ہوتا ہے۔

Eros الہ العشق-حب

عام طور پر اس سے مراد عشق یا محبت لی جاتی ہے کام دیو اور عشق کے دیوتا کے مفہوم میں بھی یہ اصطلاح آتی ہے- افلاطون اس سے مراد زندگی کا وہ جذبہ لیتا ہے جو انسان کو مطلق خیر کی طرف کھینچتا ہے اور اس لئے تعلیم، فنون لطیفہ اور فلسفہ کی تہہ میں کارفرما ہے- اس جذبہ میں کشش اور شدید خواہش موجود ہوتی ہے- فرائڈ (Fruid) اسے جوش حیات اور تعمیری توانائی کے طور پر لیتا ہے-

Erotema استفہامیہ

ارسطو کی منطق میں ایسا مقدمہ جو سوال کی صورت میں ہوتا ہے جسے یا تو قبول کرنا ہوتا ہے یا رد کرنا ہوتا ہے- جرح کرتے وقت وکلا بھی ایسے سوال پوچھتے ہیں جن کا جواب ہاں یا نہ میں دینا ہوتا ہے-

Eschotology معادیات

الٰہیات کا وہ حصہ جس کا تعلق آخرت سے ہے اس میں مو، حشر، بہشت، دوزخ، قیامت، جزا اور سزا کا ذکر ہوتا ہے- فلسفہ میں اس اصطلاح کا اطلاق ان تمام نظریوں پر ہوتا ہے جو آخرت سے تعلق رکھتے ہیں-

Essence جوہر

اشیاء کی ماہیت یا اصلیت- اشیا کی مستقل حیثیت- اس تصور کی فلسفہ میں بڑی اہمیت ہے- خارجی تصوریتیوں (Objective Idealists) کا خیال ہے کہ حقیقت اور وجود کا دارومدار جوہر پر ہے- اور جوہر مستقل، غیر متغیر اور مطلق ہے- اس لحاظ سے جوہر ایک مثالی حقیقت بن جاتا ہے- موضوعی تصوریتیوں (Subjective Idealists) کے ہاں جوہر کا خالق نفس ہے- مادیتوں کے نزدیک جوہر کو خارجی لینا چاہئے- ممتاز مشترک صفت یا قانون کی حیثیت سے یہ اشیا میں موجود ہوتا ہے-

Essence & Appearance جوہر اور مجاز

جوہر سے مراد تو اشیا کی مستقل اور اہم ترین خواص اور علائق ہیں جن سے کسی شے کے منبع، ارتقا اور ساخت کا پتہ چلتا ہے- مجاز سے مراد وہ بیرونی اور عارضی اوضاع اور علائق ہیں جن کا علم حواس سے ہوتا ہے-

افلاطون نے عالم حقیقت اور عالم مجاز کو ایک دوسرے سے الگ کیا اور اول الذکر کو موخر الذکر پر فوقیت دی-

Essential Coordination

اساسی تنیق، ہم ربطی

ایونارِیس (Avenarius) اس سے مراد وہ اساسی نسبت لیتا ہے جو علم حاصل کرنے والے نفس اور شے میں جس کا علم حاصل کیا جائے ہوتی ہے-

Essential & Inessential Properties

اساسی اور غیر اساسی خواص

اشیا کے کچھ خواص تو اساسی اور ضروری ہوتے ہیں اور کچھ غیر ضروری- منطق میں اساسی خواص فعل (Differential) اور خاصہ (Properties) ہوتے ہیں- غیر ضروری خواص میں عرض (Accidents) کا شمار ہوتا ہے جو یا تو فارق (Separable) ہوتا ہے یا غیر فارق (Inseparable)

Essoteric محرمانہ

وہ صداقتیں جس کا علم محدودے چند خواص کو ہوتا ہے یہ خواص یا تو عارف اور محرم ہوتے ہیں یا اس فن کے ماہر-

اس سے مراد مظاہر کے اندرونی یا داخلی علائق بھی لیے جاتے ہیں-

Eternal Recurrence دائمی تکرار

نتشے کہتا ہے کہ نیچر کی توانائی محدود ہے لیکن زمان لامحدود ہے- چونکہ توانائی محدود ہے صرف اس کے

محدود اجتماعات ممکن ہیں۔ لیکن زمانہ یا وقت لامحدود ہے اس لئے یہ اجتماعات دائمی تکرار میں رہتے ہیں۔

منطقی صوریت Ethical Formalism

کانٹ کے مطابق قوانین کی دو اصناف ہیں مطلق اور مقید۔ مطلق قوانین اساسی اور بنیادی ہونے کے علاوہ قائم بالذات اور مستقل ہوتے ہیں۔ اخلاقی قوانین مطلق ہیں اور ان کی مطلقیت ان کی صوریت کی وجہ سے ہے مثلاً حکم اطلاقی صرف یہ کہتا ہے کہ جو اصول عالمگیر نہیں بن سکتا وہ قانون اخلاق نہیں ہے۔ قانون اخلاق میں مخصوص حالات یا نفسی کوائف کی طرف اشارہ نہیں ہوتا۔ اخلاقی قانون کی نوعیت منطقی قوانین سی ہے جس میں استدلال کی صورت کو واضح کیا جاتا ہے اور مادے کو نظرانداز کردیا جاتا ہے۔ کانٹ کہتا ہے کہ اگر فرض کی ادائیگی کے پیچھے کوئی جذبہ کارفرما ہو تو اس کی اخلاقی قدر جاتی رہتی ہے۔ فرض کی ادائیگی اس لئے ضروری ہے کہ یہ فرض ہے۔ جیسے منطقی صحت کا دارومدار صورت پر ہوتا ہے ویسے ہی اخلاقی صحت کا انحصار بھی صورت پر ہے جو حکم اطلاقی کی شکل میں کانٹ نے پیش کیا ہے۔

اخلاقی اضافیت Ethical Relativism

اس نظریئے کی رو سے کوئی اخلاقی معیار مستقل اور قائم بالذات نہیں۔ اخلاقی معیاروں کی حیثیت رسم و رواج سی ہے۔ لہٰذا کسی فعل کی صحیح اخلاقی تشریح پیش کرنا ممکن نہیں۔ ازمنہ گذشتہ میں اس نظریہ کے داعی ارتیابیت پسند (Sceptics) تھے۔ آج کل اس کے حامی منطقی اثباتی، وجودی اور نتائجیتی ہیں۔

اخلاقی اشتراکیت Ethical Socialism

یہ نظریہ اشتراکیت کو نوکانتی (Neo Kantian) طریقہ سے لیتا ہے۔ اس کے حامیوں کا دعویٰ ہے کہ کانٹ پہلا فلسفی تھا جس نے اشتراکیت کا اصول، حکم اطلاقی میں صاف اور واضح الفاظ میں بیان کیا۔ حکم اطلاقی کی رو سے ہر انسان کو فی نفسہ غایت سمجھا جاتا ہے اور اسے آلہ کے طور پر استعمال نہیں کیا جاتا۔ لہٰذا جدلیاتی مادیت کے نظریہ کو قبول کرنے کی ضرورت نہیں۔ مارکسی کہتے ہیں کہ یہ موقف صحیح نہیں۔ کیونکہ کانٹ طبقاتی کشمکش کا ذکر نہیں کرتا۔ اور جدلیاتی مادیت ہر شے کو طبقاتی کشمکش کے زاویہ سے لیتا ہے۔ برنسٹائن (Bernstein) جو اخلاقی اشتراکیت کا پیروکار ہے کہتا تھا۔ حرکت ہی سب کچھ ہے آخری مقصد کی کچھ اہمیت نہیں۔ مارکسیوں کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہوا کہ سوشلزم یا کیمونزم کے لیے جدوجہد بیکار ہے۔ مزہ صرف جستجو یا تلاش میں ہے۔

اخلاقیات Ethics

پروفیسر ڈیوی (Devey) کے مطابق "اخلاقیات وہ علم ہے جس میں کردار پر خیر و شر یا ثواب و خطا کے نقطہ نظر سے بحث کی جاتی ہے۔ اس کی غرض و غایت یہ ہے کہ کردار پر ثواب یا خطا یا خیر و شر کے نقطہ نظر سے جو احکام عاید کئے جاتے ہیں ان کو ایک باقاعدہ نظام کی صورت میں پیش کرے۔" پروفیسر راجرس (Rogers) اپنی کتاب 'تاریخ اخلاقیات' میں رقم طراز ہے "جو علم ایسے اصول بتاتا ہو جس سے انسانی کردار کے صحیح مقاصد کی حقیقی اور سچی قدر و قیمت کا تعین ہوسکے اس کا نام علم الاخلاق ہے۔" پروفیسر للی (W.Lillie) کے خیال میں انسانی کردار کی منوالی (Normative) سائنس کو اخلاقیات کہا جاتا ہے۔ اس میں کردار کا مطالعہ خیر و شر یا ثواب و خطا کی حیثیت سے کیا جاتا ہے۔

علم الاخلاق کا تعلق قدری تصدیقات سے ہے۔ تصدیقات دو قسم کی ہوتی ہیں اثباتی اور قدری۔ اثباتی تصدیقات محض بیانیہ ہوتی ہیں۔ ان میں خیر و شر کا ذکر نہیں ہوتا۔ اخلاقی تصدیقات قدری ہیں کیونکہ ان کا مقصد خیر و شر بتلانا ہوتا ہے۔

اخلاقیات کا مطالعہ دو طرح سے ہوسکتا ہے۔ یا تو اخلاقی تصدیقات کا تجزیہ نفسیاتی اور معاشرتی لحاظ سے کیا جائے اور بتلایا جائے کہ ہماری پسندیدگی اور ناپسندیدگی سے کیا مراد ہے اور ہم کیوں کسی کو پسند کرتے

ہیں یا ناپسند کرتے ہیں- یا کوئی لائحہ عمل تجویز کیا جائے جسے صائب یا خیر یا فضیلت کہا جا سکے- مطلب ہمارا مقصد عفطمی کو متعین کرنا ہوتا ہے- ان دونوں میں اخلاقی تصدیقات کے معنی دریافت کئے جاتے ہیں ان کا صدق اور کذب زیر بحث آتا ہے اور کوشش کی جاتی ہے کہ کوئی ایسا جامع اصول وضع کیا جائے جس کے تحت سب اخلاقی تصدیقات آجائیں-

اخلاقی تصدیقات کا تعلق یا قدر سے ہوتا ہے یا فرض سے- بس اخلاقیات کی دو شکلیں نکل آتی ہیں ایک ہے اقداریات (Asciology) اور دوسری ہے واجبیاتی اخلاقیات (Deontological Ethics)- اول الذکر کا تعلق قدر سے ہے خواہ وہ داخلی یا خارجی ہو- اخلاقی یا غیر اخلاقی- موخر الذکر کا تعلق فرائض اور واجبات سے ہے عموماً اخلاقیاتی فلسفی دونوں کا ذکر کرتے ہیں اور انہیں الگ تھلگ نہیں رکھتے- بیسویں صدی میں اقداریات نے الگ علم کی حیثیت حاصل کرلی ہے-

نظریہ قدر میں دو سوال اٹھتے ہیں- 1- آیا خیر و شر کی تعریف ممکن ہے- 2- خیر و شر کی کیا حیثیت ہے؟ کیا یہ خارجی تصور ہیں یا موضوعی یا اضافی یا مطلقی؟ منطقی اثباتی تو اخلاقی تصدیقات کو غیر وقوفی سمجھ کر انہیں ہیجانی کہہ دیتے ہیں اور ان کی حیثیت اضافی بتلاتے ہیں- لیکن وجدانی اور غیر فطرتیتی (Non-Naturalists) خیر کو ناقابل تعریف اور داخلی خاصہ بتلاتے ہیں کچھ مابعد الطبیعیاتی اخلاقی مفکر بھی ہیں جو خیر و شر کی تعریف مابعد الطبیعیاتی تصورات کی مدد سے کرتے ہیں-

نظریہ اقدار میں یہ بھی بتلانا پڑتا ہے کہ کونسی شے خیر ہے؟ لذتیتی تو مسرت کو خیر کہتے ہیں اور کچھ لوگ فضائل کو یعنی علم اور عقل وغیرہ کو خیر کہتے ہیں-

فرائض کے متعلق بھی یہی جھگڑا ہے بعض فرض کو ہیجانی تصور کہتے ہیں اور بعض اسے ناقابل تعریف داخلی وصف بتلاتے ہیں-

Ethics, Autonomous & Heteronomous

خود اختیار اور غیر اختیاری اخلاقیات

کانٹ کہتا ہے کہ اطلاقی حکم کی بنیاد انسان کے اندر ہے اور یہ بیرونی (aprican) ہیں خود اختیار اور خود مختار ہیں- کانٹ نے یہ نظریہ تنقید عقل عملی (Critique of Practical Reason) میں پیش کیا-

غیر اختیاری اخلاقیات کا کہنا ہے کہ اخلاق کا تعلق بیرونی عوامل سے ہے ریاست، مذہب اور معاشرے سے اور کوئی چیز فی نفسہ اخلاقی نہیں- لذتیوں کا یہی موقف ہے-

Ethics, Evolutionary ارتقائی اخلاقیات

یہ نظریہ ہربرٹ اسپنسر، لیسلی سٹیفن اور الیگزینڈر کا ہے- یہ نظریہ حیاتیاتی ہے اور ڈارون کے زیر اثر پیدا ہوا- سپنسر کہتا ہے کہ زندگی سے مراد اندرونی روابط کا بیرونی روابط سے موافقت حاصل کرنا ہے- نیک کردار زیادہ ترقی یافتہ ہوتا ہے اور بد کردار کم ترقی یافتہ- جو فعل غایات کے مطابق ہو وہ توسیع حیات کا موجب بنتا ہے- سپنسر کا کہنا ہے کہ جن اعمال کی بدولت ماحول سے موافقت حاصل کرلی جاتی ہے وہ نیک ہیں اور جو اس موافقت کے راستے میں روڑا اٹکاتے ہیں وہ بد ہیں- سٹیفن کہتا ہے کہ افراد کی مثال اعضائے جسمانی کی سی ہے جس طرح اعضا مل جل کر عضویہ کی خدمت کرتے ہیں اور ان کا ذاتی مفاد کچھ بھی نہیں ہوتا ویسے ہی افراد کو بھی مل جل کر رہنا اور سوسائٹی کی خدمت کرنی چاہیے- کیونکہ افراد کا مقصد جماعت سے جدا نہیں- علاوہ ازیں جب عضو میں کوئی نقص آجاتا ہے تو عضویہ کی صحت برقرار نہیں رہتی- ایسے ہی جب افراد اپنے فرائض میں کوتاہی برتتے ہیں تو معاشرے کا توازن قائم نہیں رہتا اور معاشری صحت بگڑ جاتی ہے- الیگزینڈر نے بھی ڈارون کے انتخاب طبعی، تنازع للبقا اور بقائے اصلح کے نظریوں کو علم الاخلاق پر منطبق کیا- وہ کہتا ہے کہ زندگی کو برقرار رکھنے کے لیے حیوانات لڑتے جھگڑتے ہیں- اور جو ان میں جسمانی اور دماغی لحاظ سے برتر ہوتے ہیں وہ کامیاب ہو جاتے ہیں- اسی کا نام

بقائے اصلح ہے یہی طریق کار اخلاق میں پایا جاتا ہے۔ جو افعال زندگی کو کامیاب بنائیں وہ نیک ہیں جو ناکام بنائیں وہ بد ہیں۔

Ethics, Theological الہیاتی اخلاقیات

اس نظریہ کی رو سے اخلاق کا منبع اور سرچشمہ خداوند تعالیٰ کی ذات ہے جس نے پیغمبروں کی وساطت سے دنیا کے لیے رشد و ہدایت بھیجی۔ خدا نیکی اور فضیلت کا مجسمہ ہے۔ برائی اور شر شیطان کی بدولت ہے۔ وہ افعال نیک ہوں گے جو خدا کو پسند ہوں گے اور وہ افعال بد ہوں گے جنہیں خدا ناپسند کرتا ہے۔ نیکی اور بدی کا معیار خدا کی خوشنودی یا ناراضی ہے۔ مسیحیت، اسلام اور یہودیت اس اخلاقیات کے دعویدار ہیں۔

Etiology علیات

فلسفہ کا وہ حصہ جو سلسلہ علت و معلول کا مطالعہ کرتا ہے۔ مظاہرات اور خصوصاً امراض کے علل و اسباب۔

Eudaemania سعادت

ارسطو کے مطابق سعادت کو اخلاقی زندگی کا مقصد عظمیٰ کہہ سکتے ہیں اس کا مطلب روح کی طاقتوں کو عقل کے مطابق استعمال کرنا ہے۔

Eudaemanism سعادتیت

ارسطو، سقراط اور دیمقراطیس کا نظریہ حیات۔ مسرت اور طمانیت کی تلاش خواہ یہ انفرادی سطح پر ہو یا اجتماعی سطح پر۔ اٹھارویں صدی کے فرانسیسی مادہ پرست (ہلویٹس Helvetius، ڈڈروٹ Diderot) بھی اس نظریئے کے حامی نظر آتے ہیں۔ اس نظریہ کی رو سے مسرت کو زمین پر ڈھونڈنا چاہیے نہ کہ آسمانوں پر۔

Euqenics علم اصلاح نسل

نسل انسانی کی اصلاح کا نظریہ۔ اسے فرانسس گالٹن (Francis Galton) برٹش ماہر حیاتیات نے پیش کیا۔ اس کی رو سے انسانی عدم مساوات کے باعث نفسیاتی اور فعلیاتی ہیں۔ ایک طبقہ دوسرے طبقے سے اس وجہ سے مختلف نہیں کہ مادی وسائل مختلف ہیں بلکہ اس لئے کہ ان کی وراثت مختلف ہے۔ ماہرین حیاتیات کا خیال ہے کہ طبعی انتخاب (Natural Selection) کے ختم ہونے سے انسانی ترقی رک گئی للہذا اب مصنوعی طور پر اس عنصر کو پیدا کرنا چاہئے۔ اس لئے جو لوگ نفسیاتی یا جسمانی امراض میں مبتلا ہیں ان کی شادیاں نہیں ہونی چاہئیں انہیں خصی کر دینا چاہئے۔

Euhemerism یوہیمریت

اس نظریہ کی رو سے مذہب کی اسطوری داستانیں تاریخی واقعات کی مسخ شدہ کہانیاں ہیں۔ یوہیمیس (Euhermus) کہتا تھا کہ مذہب کے خدا، دیوی اور دیوتا پرانے زمانے کے ہیرو تھے اور انہیں خدا کا رتبہ دے دیا گیا ہے۔

Euler diaqram رسمہ یولر

مختلف قضیوں کا مفہوم۔ ان کے اطراف کی جامعیت یا غیر جامعیت۔ ان کے اطراف کے باہمی روابط یا تعلقات۔ اقلیدسی شکلوں کے ذریعے ظاہر کئے جاتے ہیں۔ ان شکلوں کا ایک مکمل نقشہ سب سے پہلے سوس (Swiss) ریاضی دان یولر نے اٹھارہویں صدی میں تیار کیا تھا۔

Event وقوعہ

شماریات اور نظریہ احتمالیت میں اس کا مقام مرکزی ہے۔ اس سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ فرض کردہ شروط میں قوائیت، فعلیت نہیں آ گئی۔ اگر تو فرض کردہ شروط میں کوئی وقوعہ لازمی طور پر پیدا ہوتا ہے تو اسے معتبر (authentic) کہہ دیا جاتا ہے۔ اور اگر یہ علم ہو جائے کہ فرض کردہ شروط میں یہ وقوعہ صادر نہیں ہو سکتا تو اسے ناممکن کہہ دیتے ہیں۔ اور اگر یہ وقوعہ بھی صادر ہو اور کبھی نہ ہو تو اسے اتفاق (Chance) کہتے ہیں۔ اتفاقات کو گنا جا سکتا ہے اور ان کی احتمالیت کا اندازہ لگ سکتا ہے۔

بداہیت Evidence

ہسرل (Husserl) اس اصطلاح کو تین مفہوم میں استعمال کرتا ہے۔ 1- محدود معنوں میں کسی شے کا شعور بطور معطیات کے۔ یہ بداہیت اصلی (Original) ہو سکتی ہے جیسا کہ ادراکات میں ہے یا براہ راست محاکاتی (reproductive) جیسے یادداشت میں ہوتی ہے۔ 2- وسیع معنوں میں شہادت بدیہی (Immediate) ہو سکتی یا نظری (mediate)۔ نظری میں براہ راست معطیات کے نتائج اور مضمرات کا علم براہ راست ہوتا ہے۔ 3- وسیع تر معنوں میں بداہیت بالواسطہ بھی ہو سکتی ہے یعنی کسی دوسرے شعور کی بداہیت کا بداہیت۔ مثلاً درون احساسی (Empathy) سے کسی دوسرے کے شعور کی بداہیت کی بداہیت ہو سکتی ہے۔

شر Evil

خیر کی ضد۔ فلاح و بہود سے دشمنی، بدی، برائی۔ بدی کے خدا کو اہرمن اور نیکی کے خدا کو یزدان کہتے ہیں۔ بدی کئی قسم کی ہے جیسے نیکی کئی قسم کی ہوتی ہے۔ خیر کی طرح شر بھی ناقابل تعریف تصور ہوتا ہے۔

ارتقا Evolution

کسی تنظیم کی ترقی۔ مقصد کا حصول۔ علت غائی کامٹے (Comte) کے مطابق ارتقا میں تاریخی اعتبار سے منزل بہ منزل ترقی لازمی ہے۔ حیاتیات میں چارلس ڈارون نے مسئلہ ارتقا پیش کیا۔ اس کے مطابق تمام ذی حیات اشیا سادہ پن (Simplicity)، یک خلوی (Unicellular) اور ہم جنسیت (Homogenous) سے ترقی کرتے کرتے مرکب، کثیر خلوی اور غیر جنسی (Heterogenous) منزل تک پہنچ جاتے ہیں۔ ڈارون نے یہ نظریہ اپنی کتاب آغاز انواع (Origin of the Species) میں پیش کیا۔

تخلیقی ارتقاء Evolution, Creative

ارتقاء کی تشریح اگر سلسلہ علت و معلول سے کی جائے تو ارتقاء کی حیثیت میکانکی بن جاتی ہے اور اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ ارتقا کی پشت پر جوش حیات ہے جس سے تنوع اور ندرت پیدا ہوتی ہے اسے سلسلہ علت و معلول سے نہیں سمجھا جا سکتا۔ ارتقا تخلیقی شکل اختیار کرتا ہے۔ برگساں (Bergsan) کا نظریہ، ارتقا تخلیقی ہے۔

ارتقائیت Evolutionism

اس نظریہ کے مطابق کائنات اور اس کے مظاہرات اور ایسے ہی زندگی اور اس کے مظاہرات تمام کے تمام ارتقاء کے مرہون منت ہیں۔ یعنی ترقی کرتے کرتے اور مختلف منازل طے کرتے ہوئے یہ مظاہرات موجودہ درجہ کو پہنچے ہیں۔ ہزاروں کروڑوں جانوروں اور نباتات کے مختلف انواع کا منبع ایک ہے۔ زندگی کی جڑ ایک ہے ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے جانوروں اور پودوں کی مختلف شکلیں معرض ظہور میں آ گئیں۔ اس نظریہ کو چارلس ڈارون کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے کیونکہ اس نے شواہد و حقائق کی روشنی میں تمام ذی حیات اشیاء کا سرچشمہ ایک بتلایا اور ترقی کے مختلف منازل کی نشاندہی کی۔ یوں یہ نظریہ یونانیوں میں موجود تھا اور مسلمانوں میں بھی۔ مولانا روم کی مثنوی میں اس کا ذکر آتا ہے۔

Evolution & Revolution
ارتقا اور انقلاب

ترقی کے دو پہلو ہیں۔ ارتقاء میں کمی تبدیلیاں آتی ہیں اور انقلاب میں کیفی۔ جب کمی تبدیلیاں جمع ہو کر ایک خاص نقطہ پر پہنچ جاتی ہیں تو یک لخت نئی چیز ابھر آتی ہے جسے انقلاب کہا جاتا ہے۔ درحقیقت یہ نئی نہیں ہوتی کیونکہ اس کی کیفیت یا نیا پن کمی تبدیلیوں سے متعین ہوتی ہے اور یہ تبدیلیاں بتدریج آتی رہتی ہیں۔ انقلاب کے وجوہ بھی ویسے ہی خارجی ہیں جیسے ارتقاء کے لہٰذا ارتقائے بارز (Emergent Evolution) کا کوئی جواز نہیں اور تخلیقی ارتقاء (Creative Evolution) کا تصور بھی غلط فہمی پر مبنی

ہے۔ کیفی اعتبار سے نئے مظاہرات کو سمجھنے کے لئے بیرونی خالق کو فرض کرنے کی ضرورت نہیں۔

Excluded Middle-Law of
قانون خارج الاوسط

ارسطو کے مطابق دو اور قوانین یعنی قانون عینیت اور قانون تضاد کی طرح یہ قانون بھی منطق کا بنیادی قانون ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ دو متناقض صفات میں سے ایک ضرور صحیح ہو گی اگر دیوار سفید نہیں تو غیر سفید ضرور ہو گی یہ ناممکن ہے کہ دیوار نہ تو سفید ہو نا غیر سفید۔ علامتوں میں کہیں گے

یا س پ ہے یا س پ نہیں

قضایاتی احصا میں اس کی شکل یوں ہو گی

ق V ق

V سے مراد یا ہے اور ــ سے مراد نفی ہے۔

Exemplary Cause مثالی سبب

یہ افلاطون کی امثال (Ideas) کے مانند ہے۔ مدرسیتی مابعد الطبیعیات میں اس کا ذکر اکثر آتا ہے کہا گیا ہے کہ خدانے اس کائنات کو اعیان ثابتہ کی روشنی میں تخلیق کیا۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ نمونہ (pattern) یا اعیان ثابتہ سے کیا مراد ہے۔ نمونہ اور مثالاً سے ایک ہی مراد ہے۔

Existence وجود

کائنات کی ہر شے جو ایک دوسرے پر اثر انداز ہے ارسطو ایسے مادے کو وجود کہے گا جس نے صورت اختیار کرلی ہو۔ یعنی جوہر، عرض کے ساتھ۔ علمیات میں ہر شے جو نفسی تجربے میں آجائے وجود کہلاتی ہے۔ نفسیات میں طبعی معطیات کو وجود کہا جاتا ہے۔

وجودیت میں وجود کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ کیرکیگارڈ (Kierkegaard) نے اس اصطلاح کو استعمال کیا۔ اور اس سے مراد انسان کی قوائی باطنیت لی۔ چونکہ وجود ایک قوائیت ہے اس کو بالفعل بنانا انسان کے اپنے ارادے کا کام ہے۔ جیسپر (Jasper) سمجھتا ہے کہ بالفعل بناتے ہوئے ہمارے ارادے کی جڑیں ماورائیت یعنی خدا میں چلی جاتی ہیں۔ وجود کا وقوف (Cognition) ناممکن ہے۔ اس کا پتہ بحران میں لگتا ہے موت یا جرات مندانہ کام میں۔ اس تصور سے غیر عقلیت اور اخلاقی اضافیت کا پہلو نکلتا ہے۔

Existential Attributes صفات وجودیہ

اللہ تعالیٰ کی مثبت صفات جنہیں صفات عقلیہ بھی کہا جاتا ہے۔ ان کی تعداد سات ہے۔ علم، قدرت، ارادہ، حیات، سننا، دیکھنا اور بولنا۔ یہ عقیدہ العشریہ کا ہے۔

Existential Aesthtics وجودی جمالیات

اس نظریہ کے دعویدار جرمن، فرانسیسی اور دیگر وجودی ہیں۔ مارسل (Marcel)، کیمو (Camus) اور سارترے (Sartre) کی تصانیف میں یہ نظریہ کارفرما نظر آتا ہے۔ اس نظریہ کے مطابق فن کا منشا وجودی تنویر (Existential Illumination) ہے۔ لہٰذا ان مظاہرات کا ذکر کرنا لازمی ہے جو وجودی پہلو پر روشنی ڈالیں۔ دینی وجودی کہتے ہیں کہ فن کی حیثیت ایک صفر کی ہے جو ماورائی طاقتوں کو آشکار کرتا ہے۔ یہ ایک علاقہ ہے دنیا اور الہیاتی وحدت کے درمیاں۔ یہاں مذہبی اور جمالیاتی واردات اکٹھے ہو جاتے ہیں کسی فنکار کی قابلیت کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ کیسے اس کا مفرد وجود، فرد اور حاشیائی حالات (Border-line situation) کی نشاندہی کرتا ہے۔ لہٰذا فن کا مقصد فرد کی لاشعوری زندگی کو اجاگر کرنا ہے اور وجود کی وسعتوں اور گہرائیوں کو بیان کرنا ہے۔

Existentialism وجودیت

جدید فلسفہ کی غیر عقلی تحریک جس میں وجود کا فلسفہ زیر بحث آتا ہے۔ یہ تحریک پہلی عالمی جنگ کے بعد جرمنی میں پیدا ہوئی۔ اس کے بعد فرانس آئی اور دوسری عالمی جنگ کے بعد تمام ملکوں میں امریکہ سمیت

پھیل گئی۔ نوکانتی ایف ہائنی مان (F.Heinemann) نے اس اصطلاح کو اختراع کیا۔ وجودیت کی جڑیں ہسرل (Husserl) کی مظہریات (Phenomenology) اور کیرکیگارڈ کی متصوفانہ دینی فلسفہ میں ملتی ہیں۔ وجودیت کی دو قسمیں ہیں ایک دینی دوسری لادینی۔ دینی وجودیت کے علمبردار کیرکیگارڈ، مارسل (Marcel)، بردیوو (Berdyayev)، جیسپر (Jasper) اور مارٹن بیوبر (M.Buber) ہیں لادینی کے ہیڈیگر (Heidegger)، ساترے (Sartre) اور کیمو (Camus)۔ وجودیوں کا کہنا ہے کہ عقلی فکر کا سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ وہ موضوع اور محمول کو الگ الگ کر دیتا ہے اور اس طرح کائنات دو حصوں میں بٹ جاتی ہے ایک خارجی اور دوسرے موضوعی۔ عقلی فکر کی رو سے تمام حقیقت جس میں انسان بھی شامل ہے ایک جوہر ہے اور انسان سے غیر۔ وجودی چاہتے ہیں کہ موضوع اور محمول کی تمیز ختم ہو جائے اور یہ دونوں ایک اکائی بنائیں۔ ایسی اکائی وجود میں ملتی ہے۔ انسان کو اپنے وجود کی آگہی حاشیائی حالات میں (Border-line situation) جیسے کہ موت ہے ملتی ہے۔ ان حالات میں دنیا انسان کے فریب میں آجاتی ہے وجود کا علم عقل سے نہیں بلکہ وجدان سے ہوتا ہے۔ مارسل اس وجدان کو 'وجودی تجربہ' کہتا ہے۔ ہیڈیگر اسے "فہم" کہتے ہیں اور جیسپر "کشف وجود۔" وجدانی کیفیت ایک غیر عقلی نفسی وارده ہے۔ وجودیت میں آزادی پر زور دیا جاتا ہے آزادی سے مراد امکانات سے کوئی ایک امکان منتخب کرنا ہے۔ بیرونی دنیا سے اس انتخاب کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ یہی انتخاب اخلاقیات کی اساس ہے۔ جو اخلاقی نظریہ وجودیت سے نکلتا ہے وہ انتہائی درجہ کا شخصی آزادی پسندانہ ہے۔ وجودیت نے موجودہ فن اور ادب پر گہرا اثر ڈالا ہے اور نوجوانوں کے دل و دماغ پر بھی۔

Existential Proposition وجودی قضیہ

ایسا قضیہ جو اپنے موضوع کے وجود کی اثبات کرے وہ وجودی قضیہ ہے مثلاً ڈیسکارٹ کا قضیہ اندیشم پس ہستم اسی قسم کا قضیہ ہے۔

برنٹینو (Brentano) کے نزدیک ہر وہ قضیہ جو وجود کا اقراری یا انکاری ہو وجودی قضیہ بن جائے گا۔ وہ کہتا ہے کہ قضایا کے چہار اقسام دراصل وجودی قضایا ہیں مثلاً وہ کلیہ موجبہ تمام انسان فانی ہیں' لیتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ قضیہ مساوی ہے اس قضیہ کے کہ 'غیر فانی انسان موجود نہیں'۔

Existential Psychology وجودی نفسیات

ای بی ٹچنر (E.B.Titchner) (1867-1927) اس مکتب فکر کا امام تھا۔ اس کے مطابق نفسیات کا کام نفس کے کوائف بیان کرنا۔ ان کا تجزیہ کرنا اور ان کی صف بندی کرنا ہے۔ ان کوائف کو ٹچنر حقیقی سمجھتا تھا۔ ٹیچنر نے نفسی کوائف کو وقوف' تاثر اور طلب میں تقسیم کیا اور پھر ان تینوں کو علیحدہ علیحدہ لے کر ان کے اقسام بتلائے۔

Exoteric عامیانہ

خارجی جس کا تعلق ماہرین یا محرموں سے نہ ہو۔ ارسطو اس سے مراد عامی دلائل لیتا ہے جو علمی دلائل سے مختلف ہوتے ہیں۔

Expectation توقع

ریاضیاتی توقع سے مراد اس اتفاق (Chance) کی قدر ہے جس کا انحصار کسی واردے پر ہوتا ہے مثلاً اگر کسی آدمی کو روپیہ تب ملنا ہو جب کوئی واقعہ ظہور پذیر اور اس واقعہ کے ہونے یا نہ ہونے کے برابر چانس ہوں تو توقع کی قیمت رقم سے آدھی رہ جاتی ہے۔

Experience تجربہ

موضوعیت اور آگہی یا وقوف کے معنوں میں۔ شعور اور تجربہ میں فرق ہے کیونکہ تجربہ وقتی اور عارضی ہے۔ شعور کی مستقل حیثیت ہے۔ بعض لوگوں نے شعور اور

تجربے کو ایک ہی سمجھا ہے۔ بریڈلے (Bradley) کا ان میں شمار ہے۔ قدیم فلسفہ میں تجربہ سے مراد خارجی دنیا کا تحسساتی، تجربی علم تھا۔ تجربیت اور تحساتیت کی رو سے ہر علم کا منبع صرف یہی تھا۔ لیکن خیال یہ کیا جاتا ہے کہ تجربہ بذات خود انفعالی فعل ہے اور اس سے لابدی اور ہمہ گیر علم حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے دو مکتب فکر پیدا ہو گئے۔ ایک عقلیت (Ratioanlism) کا اور دوسرا لا ادریت پسندوں اور موضوعی تصوریتوں کا۔ کانٹ نے ان دونوں گروہوں کو ملانے کی کوشش کی وہ کہتا ہے کہ تحسساتی علم تب علم بنتا ہے جب نفس سے غیر تجربی مقولے اس میں ربط پیدا کرتے ہیں۔

آج کل کے منطقی اثباتی تحسسات میں اس قدر کھو گئے ہیں کہ جو حقیقت ان تحسسات کے پس پردہ ہے اس کی نشاندہی کرنے سے وہ قاصر ہیں۔ مارکسزم میں خارجی حقیقت کو اولیت حاصل ہے اور تجربہ کو ثانوی درجہ دیا جاتا ہے۔ تجربہ کو انفعالی کیفیت نہیں کہا جاتا بلکہ اسے خارجی دنیا میں انسان کا عملی فعل کہا جاتا ہے۔ اسی لئے اشیا کے خواص اور علائق کا پتہ چلتا ہے۔ پس تجربہ ایک قسم کا تعامل ہے سوشل انسان اور کائنات کے درمیان۔ معاشرے کے سماجی افعال سے تجربہ پیدا ہوتا ہے سائنس اسی سے بنتی ہے نظریے یہیں سے پیدا ہوتے ہیں اور عمل کا میدان اسی جگہ سے کھلتا ہے۔

Experimental Psychology تجربی نفسیات

تھیوڈور فیچنر (Theodore Fechner) (1801- 1887ء) کو تجربی طریقہ کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ اس نے پہلے پہل ریاضیاتی طریقوں کا استعمال کیا اور تجربوں سے مہیجات کی شدت اور تحسسات کی شدت میں مقداری رشتہ قائم کیا۔ اس کا کہنا ہے کہ اگر مہیجات ہندسی تناسب میں بڑھیں گے تو تحسسات سلسلہ حسابیہ میں بڑھیں گے۔ فیچنر کے بعد ولہلم ونٹ (Wilhelm Sundt) (1822- 1920ء) آتا ہے جس نے 1879ء میں بمقام لیپزگ (Leipzig) میں ایک نفسیاتی تجربہ گاہ قائم کی۔ اس نے نفسیات کے میدان میں ایک تہلکہ مچا دیا۔ اور تمام امریکہ اور یورپ میں جا بجا نفسیاتی تجربہ گاہیں قائم ہو گئیں۔ یہاں پر حسی ادراک پر تجربہ ہوئے جن کی بنیادوں پر گسٹالٹ (Gestalt) مکتب فکر کھڑا ہوا۔ زبان اور فکر پر بھی تجربے ہوئے ابنگاس (Ebbinghaus) اور کلپی (Kulpe) کا نام اس سلسلہ میں قابل ذکر ہے اور پھر بچوں، حیوانوں اور نفسیاتی مریضوں پر تجربے ہوئے۔

Explanation توجیہ

حقائق کے درمیان یا حقائق اور قوانین کے درمیان یا قوانین اور قوانین کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنا توجیہ کہلاتا ہے۔ اگر حقائق کو قانون کے تحت لے آئیں یا قوانین کو بالا قوانین کے ذیل میں لے آئیں یا حقائق کو علت و معلول کے سلسلہ میں پرو دیں تو یہ توجیہ ہو گی۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔ شمول (Subsumption)، تحلیل (Analysis) اور درمیانی کڑیاں (Intermediate Tinks) دریافت کرنا۔

Explication تصریح

1- توجیہ یا تشریح 2- وضاحت۔ جس کی وجہ سے کسی اکائی کے ترکیبی عناصر کا پتہ چلتا ہے اور ان عناصر کی تمیز کی جا سکتی ہے مثلاً نو فلاطونیت (Neo-Platonism) میں کائنات اور اشیا کو خدا کا ظہور سمجھا جاتا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اصل میں کائنات اور اس کا مافیہ خدا کی ذات میں موجود تھا۔ ہیگل (Hegel) کہتا ہے کہ تصورات کا ظہور ان کی مختلف تعریفوں میں ہوتا ہے۔ 3- منطق میں اس سے مراد کسی غیر واضح تصور کی بجائے واضح تصور اختیار کرنا ہے۔ بعض غیر سائنسی تصورات کی جگہ پر سائنسی تصورات قبول کرنا ہے۔

Explicative Judgment تصریحی تصدیق

ایسا قضیہ جس کا محمول، موضوع کے تجزیہ میں مل

جائے مثلاً انسان، حیوان ناطق ہے۔ تا مثلث تین اضلاعی شکل ہے۔

ایضاح طلب قضیہ Expansible

مبہم قضیہ جسے تشریح یا توجیہ کی ضرورت ہو۔ کانٹ کے مطابق ایسا قضیہ جو مثبت نظر آئے لیکن اس میں نفی چھپی ہوئی ہو۔ ایسا قضیہ ایضاح طلب ہوتا ہے تاکہ اس کے مضمرات کا علم ہو جائے۔

انشائیت Expressionism

آرٹ اور لٹریچر میں ایک رجحان۔ بیسویں صدی کے آغاز میں شروع ہوا اور اول عالمی جنگ کے بعد دنیا میں پھیل گیا۔ جرمنی میں اس کے پیروکار ایم پشتینن (M.Pechstein) ایف مارک (F.Marc)، ای کریچنر (E.Kirchner) اور پی کلی (P.Klee) ہیں۔ آسٹریا میں اوٹوکشاکا (O.Kokshka) اور روس میں ایم چھگل (M.Chagall) ہیں۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ فن کا کام فنکار کے تاثرات، ہیجانات اور رویوں کو ظاہر کرنا ہے۔ اس لئے فن کی بنیاد فنکار کے تجربات اور احساسات میں ہوتی ہے فن کا انحصار خارجی دنیا پر نہیں ہوتا بلکہ فنکار کے روح پر۔ جس قدر تازگی اور ندرت روح میں ہو گی اسی قدر بلندی اور انفرادیت فن میں ہو گی۔ فنکار کو کسی چیز کا زبردست احساس ہوتا ہے۔ فن اس کے احساس کا ریکارڈ ہوتا ہے۔ پس فنکار کی ذمہ داری نہ تو عالم حقائق سے ہے اور نہ ہی معاشرے سے بلکہ اس کی ذمہ داری خود اپنے آپ سے ہے فنکار میں خلوص، جذبہ اور ندرت چاہئے۔ ادب کے علاوہ اس نظریہ کا اثر بت تراشی، تھیٹر، سینما اور موسیقی پر بھی پڑا ہے۔

امتداد۔توسیعت Extension

مکانیت۔ سپائنوزا (Spinoza) کے مطابق خدا کی دو صفات میں سے ایک صفت۔ دوسری صفت فکر ہے۔ خدا کو فکر تو اکثر لوگوں نے کہا ہے لیکن مکانیت یا توسیعت کے ساتھ اسے متصف نہیں کیا گیا لہٰذا پادریوں نے سپائنوزا پر کفر اور الحاد کا فتویٰ صادر کیا۔ سپائنوزا کا کہنا تھا کہ اگر خدا میں یہ صفت موجود نہ ہو تو اسے کائنات کا سبب نہیں کہہ سکتے۔ منطق میں توسیعت کو تعبیر (Denotation) کے مترادف قرار دیا گیا ہے اور اسے تعبیر سے بہتر اصطلاح قرار دیا گیا ہے۔

طبیعیات میں اس سے مراد اشیا اور مظاہرات کے درمیان مستقل اور پائیدار علائق لیا جاتا تھا اسی بنا پر ایک جسم کا دوسرے جسم سے مقابلہ ہوتا تھا۔ مادہ پرستوں نے وسعت کو حرکی مادہ سے جدا کر کے اسے خالص وسعت کہہ دیا۔ جو کہ غلط ہے قدیم جوہریوں نے خلا کو مادہ کے حرکت کے لے ضروری فرض کر کے مادہ کو صرف یہی ایک صفت یعنی وسعت دے دی۔ ڈیسکارٹ کا یہی نظریہ تھا۔ لیکن لائبنیز (Leibniz) نے اعتراضات کئے اور کہا کہ اگر مادہ کی یہی صفت ہے تو اس سے تو صرف جیومیٹری کی مختلف اشکال پیدا ہو سکتی ہیں۔ وسعت کو سمجھنے کیلئے جسم کا فرض کرنا ضروری ہے۔ ٹولینڈ (Toland) نے کہا کہ مادہ کی تعریف غلط کی گئی ہے اسے محض وسعت کہہ دینا ٹھیک نہیں۔ جدلیاتی مادیت کی رو سے وسعت مادہ کی صورت ہے اور اس کا انحصار حرکی مادے کے خواص پر ہے۔

وسعت Extensity

تحسسات کی ایک صفت ہے۔ ہر تحسس جگہ گھیرتی ہے کوئی کم کوئی زیادہ۔ ہماری نگاہ تھوڑی یا زیادہ جگہ پر پھیلی ہوتی ہے۔ اسی طرح تھوڑا سا جسم دکھ سکتا ہے یا سارا جسم۔

اختراج Externalisation

ایک ذہنی عمل جس کی بدولت جو شے باطنی ہوتی ہے اسے بیرونی دنیا پر چسپاں کر دیا جاتا ہے مثلاً تحسسات تو ذہنی اعمال ہیں لیکن انہیں ذہن سے الگ اور خود مختار سمجھا جاتا ہے۔

بیرونی اور اندرونی External & Internal

1- شے کے دو پہلو بیرونی اور اندرونی۔ اندرونی سے

شے کی اصلیت کا پتہ چلتا ہے اس کے اصولوں اور قوانین سے آگاہی ہوتی ہے اس کے تضاد اور نمو کا علم ہوتا ہے۔ بیرونی پہلو سے سطحی علم حاصل ہوتا ہے۔ 2۔ حقیقت کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اندرونی تو روحانی ہے اور بیرونی مادی اور خارجی۔ اس تقسیم نے فلسفہ میں کئی جھگڑے کھڑے کر رکھے ہیں اور کئی مکاتیب فکر کو جنم دیا ہے۔

External reference **خارجی حوالہ**

اس کا اشارہ ایک ذہنی رجحان کی طرف ہے۔ جب حسی معطیات یا تحسسات آتے ہیں تو فوراً ہمارا ذہن ان کا خارج میں حوالہ ڈھونڈتا ہے یعنی ان اشیا کا پتہ لگاتا ہے جو ان معطیات یا تحسسات کی ضامن ہوں۔

External relation, Doctrine of
خارجی علائق کا مسئلہ

فلسفہ میں علائق کے متعلق سوال اٹھایا جاتا ہے کہ آیا یہ اشیا میں داخلی اور ترکیبی حیثیت رکھتے ہیں یا یہ محض خارجی اور بیرونی ہیں۔ پہلی صورت میں اشیا کی ماہیت کے لیے ان کا وجود ضروری ہے دوسری صورت میں غیر ضروری۔ پہلی صورت میں اگر علائق بدل جاتے ہیں تو اشیا کی ماہیت بدل جاتی ہے۔ دوسری صورت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تصوریتی علائق کو داخلی سمجھتے ہیں حقیقتی خارجی۔

External World **خارجی دنیا**

مادی اشیاء۔ مظاہرات اور ان کے علائق جو خارج میں انسان اور اس کے ذہن سے خود مختار موجود ہیں۔ تصوریتی ذہن کو خارجی دنیا کا خالق مانتے ہیں یہ ذہن بعض مکاتب فکر میں انسان کا ذہن ہے اور بعض میں خدا یا مطلق کا۔

Extra-Mental **برون ذہنی**

حقیقتی کہتے ہیں کہ مادے کا انحصار ذہن پر نہیں بلکہ مادہ کو برون ذہنی حیثیت حاصل ہے افلاطون کے مطابق کلیات کا بھی یہی درجہ ہے۔

Extroceptors **برآخذ**

اوزان جسم سے جو اعصاب، باہر یعنی ہاتھ، ناک، آنکھ وغیرہ کیلئے احکام لاتے ہیں برآخذات کہلاتے ہیں۔

Extrinsic **غیرذاتی**

بعض اقدار تو ذاتی ہیں یعنی وہ نفسہ غایت ہیں۔ بعض غیرذاتی ان کی قیمت کا انحصار ذاتی اقدار پر ہوتا ہے مثلاً معاشی اقدار غیرذاتی ہیں۔ ان کا انحصار اس قدر پر ہے کہ زندگی کو برقرار رکھنا چاہئے کیونکہ زندگی ذاتی قدر ہے۔

Extrojection **برون اندازی**

اس کی حیثیت خارجی حوالہ سی ہے۔ ہمارا ذہن تاثرات اور تحسسات کا حوالہ خارج میں ڈھونڈتا ہے اسے برون اندازی بھی کہہ سکتے ہیں۔

F

Fa Chia **فاچیا**

ضابطہ پرست مکتب فکر۔ قانون کے فلسفی۔ یہ لوگ سزا اور جزا کے بارے میں بالکل انصاف چاہتے تھے اور قانون کے نظر میں امیر اور غریب کی برابری کے دعوے دار تھے۔ ہن فائی زو (Han Fei Tzu) کہتا تھا کہ ہر جگہ قانون کی عملداری ہے اشیا کی نشوونما کے لیے قدرتی قوانین (تاؤ) ہیں اور معاشرے کے اپنے قوانین (فا) ہیں جن سے افعال و کردار کی نیکی بدی کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان قوانین سے معاشرہ خوشحال اور طاقتور بنتا ہے اور قدامت پسندانہ روایات کا مقابلہ کیا جاتا ہے یہ لوگ مذہبی توہمات کے دشمن تھے۔

Fact **امر واقعہ**

صورت حال۔ جو واقعہ صرف معرض وجود میں آیا

ہو لیکن کسی لزومت کے تحت نہ آیا ہو قوائیت کے مقابلہ میں فعلیت، غیر افسانوی حقیقت۔

نظریہ عناصر Factors, Theory of

انیسویں صدی کے آخر میں میکس ویبر (Max Weber)، این۔ آئی کریئو (N.I.Kareyev) وغیرہ کا نظریہ جو وحدت کو رد کرتا ہے۔ تاریخ اور معاشرے کی بنیاد ایک (اکائی) نہیں سمجھتا اور دعویٰ کرتا ہے کہ اس میں مختلف عناصر (معیشت، مذہب، اخلاق، ٹیکنالوجی، ثقافت وغیرہ) کام کرتے ہیں۔ اس تصور سے معاشرے اور تاریخی عمل کی اکائی ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے حامیوں کا کہنا ہے کہ مختلف معاشرتی عناصر کارفرما ہوتے ہیں اور ماہر معاشریات کا فرض ہے کہ وہ ان عناصر کی نشاندہی کرے اور ان کا تعامل بتلائے۔

ملکہ Faculty

دور وسطیٰ کی نفسیات میں روح کی مختلف قوتوں کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا جاتا ہے ایکویناس (Aquinas) کے مطابق روح کے قوا حسب ذیل ہیں۔ 1- حسی ملکات- انہیں حواس کی ضرورت ہے جو (الف) بیرونی حواس یا (ب) اندرونی حواس جیسے حافظہ- تخیل وغیرہ ہیں یا (س) حسی اشتہات ہو سکتے ہیں- حسی اشتہات کی بدولت اچھی چیزوں کو حاصل کیا جاتا ہے اور بری چیزوں سے احتراز کیا جاتا ہے اور اگر اس کوشش میں رکاوٹیں آئیں تو انہیں عبور یا دور کر دیا جاتا ہے۔

2- نموی ملکات (Vegatative Faculties) اس میں نشوونما، افزائش نسل اور تغذیہ شامل ہیں۔

3- حرکی ملکات (Locomotive Faculties) یہ قوتیں جانوروں اور انسانوں میں پائی جاتی ہیں۔

4- عقلی ملکات (Rational Faculties) یہ قوتیں صرف انسان کو نصیب ہیں۔ (الف) عقل اس کا موضوع اشیا کی عمومی ماہیت ہے اور اس کا ماحاصل تجریدات، استدلال، تصدیقات اور قیاس ہیں۔ (ب) عقلی ارادہ۔ اس کا مقصد حصول خیر ہے اور اس مطلب کیلئے اسے جزئیات کا تعاون حاصل ہونا چاہئے۔

ملکاتی نفسیات Faculty Psychology

یوں تو اس نفسیات کی ابتدا افلاطون سے ہوتی ہے جس نے روح کے تین ملکات اشتہائی (Appetitive)، جوشیلی (Spirited) اور عقلی بتائے ہیں لیکن دور جدید میں اس کا داعی سی ولف (C.Wolf) (1679-1754) ہے اس نظریہ کی رو سے انسانی نفس چند ایک ملکات کا مجموعہ ہے انہی ملکات سے تمام نفسی عوامل کی تشریح ہوتی ہے مثلاً اگر تخیلات کی تشریح مقصود ہو تو کہہ دیا جاتا ہے کہ تخیلات کی تشریح مقصود ہو تو کہہ دیا جاتا ہے کہ تخیلات کا تعلق ملکہ تخیلات سے ہے۔ یہ ایک قسم کی دوری تعریف (Circular Definition) ہے اور اسی لئے اس تشریح کو اور اس کے ساتھ ملکاتی نفسیات کو رد کر دیا جاتا ہے۔

ایمان، اعتقاد۔ Faith

ایمان ان چیزوں پر لایا جاتا ہے جو برحق ہوتی ہیں لیکن ان کا ثبوت ممکن نہیں ہوتا۔ مذہب میں ماورائی حقائق پر جن میں خدا، آخرت اور فرشتے شامل ہیں ایمان لایا جاتا ہے۔ ان کا ثبوت ممکن نہیں۔ بعض دفعہ ماورائی حقائق توہمات کی شکل اختیار کر لیتے ہیں تب انہیں چھوڑ دینا چاہئے۔

کانٹ (Kant) ان مقاصد کو عقائد کہتا ہے جو ناقابل ثبوت ہیں۔ لیکن انہیں باور کرنا آزادی ارادہ کا تقاضا ہے اور اس آزادی کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ کانٹ کہتا ہے کہ مقصد عظمیٰ، خدا اور فناناپذیری ایسے عقائد ہیں۔

سنتیانا (Santyana) کے مطابق ایمان سے مراد اشیاء پر غیر عقلی اعتماد ہے یہ اشیاء عمل کے دوران سامنے آتی ہیں۔

مغالطہ Fallacy

غلط استدلال، بظاہر تو درست دکھائی دیتا ہے لیکن حقیقت میں غلط ہوتا ہے۔ مغالطے کی کئی وجوہات ہو سکتی

ہیں۔ منطق کے قوانین کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ قیاس کا کوئی مقدمہ حذف ہوتا ہے اگر اس کی وضاحت ہو جائے تو مغالطہ عیاں ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ استدلال کا مقصد سے کوئی تعلق نہیں ہوتا مثلاً قضیہ کی صداقت کے لیے کوئی سند پیش کر دی جاتی ہے۔ یہ طریق کار غیر منطقی ہے اور مغالطہ کا باعث بنتا ہے۔

Falsehood
کذب

ارسطو کہتا ہے کہ جب کوئی جملہ امور واقعی کی تردید کرے تو وہ کاذب ہوتا ہے مثلاً اگر افتراق کو بیان کیا جائے جبکہ درحقیقت افتراق موجود نہیں یا وحدت کو بیان کیا جاتا ہے جب کہ درحقیقت کثرت ہے تو ایسے جملے کاذب ہوں گے۔

Fan
فان (چینی)

تغیر کا اہم ترین اصول۔ جب کوئی شے انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو واپس لوٹتی ہے اور مخالف نتیجہ پیدا کرتی ہے۔ اسے عمود (Reversion) اور مراجعت (Return) کہا جاتا ہے۔

Fang Shih
فنگ شی (چینی)

عامل، جادوگر اور پروہت جو جادو، تعویذ دھاگے کیا کرتے تھے تاکہ طاقت حاصل ہو یا کھوئی ہوئی جوانی واپس مل جائے۔ یا فنا پر قابو پا لیا جائے۔ یہ لوگ چن (Chin) اور ہن (Han) خاندانوں (249 ق م۔ 220 بعد مسیح) کے زمانے میں تھے۔

Fantasy
قوت متخیلہ

سراب، خیال، واہمہ، تخیلات جو زور دار اور صاف و شفاف ہوں۔

Fatalism
تقدیر، جبریت

ایک فلسفیانہ نظریہ جس کی رو سے کائنات کی ہر شے تقدیر کے شکنجے میں جکڑی ہوئی ہے اور یہ تقدیر صبح ازل سے معین ہو چکی ہے۔ پرانی ارسطویات میں یہ عقیدہ مشہور تھا کہ نہ صرف انسان بلکہ دیوتا بھی تقدیر کے پابند ہیں۔ اس تصور کے تحت انسان تقدیر کے ہاتھوں کھلونا بن جاتا ہے اور تقدیر کو بدل نہیں سکتا۔ تقدیر کے مقابلے میں ارادیت (Voluntarism) ہے۔ مذہب ان دونوں نظریوں کے بین بین چلتا ہے۔ انسان کو آزادی میسر ہے لیکن مجبوری بھی ہے۔ نطشے کے نظریہ تکرار (Recurrence) میں آزادی ختم ہو جاتی ہے لیکن خود نطشے آزادی کا بڑا علمبردار تھا۔ تقدیر سے ایک طرف تو انسان کاہل (راضی برضا) ہو جاتا ہے اور دوسری طرف حد درجہ کا متعصب کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ کامیابی یا ناکامی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور جو کچھ ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا۔

Fauvism
فاوزم

فن کا ایک نظریہ جو انیسویں صدی کے آغاز میں پیدا ہوا۔ یہ نظریہ منفی ہے اور فن کی تمام قدیم روایات کے مخالف ہے۔ فاوزنٹ اپنے آرٹ کے ذریعے سرمایہ دارانہ نظام کی مخالفت کرتے ہیں اور طریقہ یہ ہے کہ فن کار اپنی تخلیق میں خارجی حقیقت کو مسخ کرتا ہے اور اس کی قدیم ترین شکل پیش کرتا ہے۔ ان لوگوں کا خیال ہے کہ ایسے فن سے لوگوں کی توجہ زندگی کے تضاد سے ہٹائی جا سکتی ہے اور لوگوں کی بے چینی کو کم کیا جا سکتا ہے۔

Fechner, Gustov Theodor
گسٹیو تھیوڈور فیچنر

(1801- 1887) ماہر طبیعیات اور تصوریتی مفکر تھا۔ اسکی تصوریتی بارکلے (Barkeley) کے نمونہ پر تھی۔ وہ سمجھتا تھا کہ ہر شے میں شعور ہے۔ جو ہر اور شے کماہی کی کوئی حقیقت نہیں جانوروں، پودوں، زمین اور آسمان میں روح موجود ہے۔ روح اور جسم میں کوئی تمیز نہیں۔ وہی چیز جو خود انسان کو روح دکھائی دیتی ہے وہ دوسروں کو جسم نظر آتی ہے۔ خدا میں لامحدود شعور ہے اور اس کے لئے خارج کا وجود نہیں۔ بدی لاشعور کی تاریک تہوں سے ابھرتی ہے۔ فیچنر کہتا تھا کہ ایک تو دن کا

نقطہ نگاہ (Day-view) ہے اور ایک رات کا نقطہ نگاہ (Night-view) ہے۔ پہلے نقطہ نگاہ میں کائنات کے مظاہرات اصل روپ میں دکھائی دیتے ہیں۔ سائنس کا نقطہ نگاہ دوسرا ہے۔ اس کی کائنات بے رنگ، بے آواز اور بے تحسسات کی ہے۔

Feedback **رجعی تغذیہ**

کمپیوٹر ٹیکنالوجی، ابلاغ اور خود کار مشینوں کے کنٹرول سسٹم کا بنیادی خاصہ ہے۔ اس کنٹرول سسٹم کی وجہ سے مشین یا منضبط نظام کے متعلق اطلاعات موصول ہوتی ہیں۔ یہ منفی بھی ہو سکتا ہے اور مثبت بھی۔ منفی رجعی تغذیہ سے مشین اور منضبط نظام کو مستقل حالت میں رکھا جا سکتا ہے۔ مثبت رجعی تغذیہ کو ریڈیو انجینئرنگ، خود کار مشینوں وغیرہ میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اب ماہر معاشریات اس تصور سے معاشرہ کی ساخت کا مطالعہ کرتے ہیں۔

Feeling **تاثر**

1- ٹیچنر (Titchner) کے مطابق شعور کے تین حصے وقوف، تاثر اور طلب ہیں۔ تاثر سے لذت و الم، مسرت یا درد کا احساس ہوتا ہے۔ تاثر کی دو ہی کیفیتیں ہیں ایک لذت اور دوسرا الم۔ ان میں وقوف نہیں ہوتا۔ ان کا کام فرد کی حالت سے آگاہ کرنا ہے۔ سپائنوزا کہتا تھا کہ مسرت سے زندگی پھلتی پھولتی ہے غم سے گھٹتی اور سکڑتی ہے۔ مسرت تعمیری قوت اور الم تخریبی۔

Felicific **مسرت زا**

نشاط بخش، بعض اعمال کے نتائج مسرت زا ہوتے ہیں یعنی خوشیاں لاتے ہیں اور خوشیاں بڑھاتے ہیں اور مزید خوشیاں پیدا کرتے ہیں۔

Fetishism **اشیا پرستی**

قدیم معاشرے میں مظاہرات فطرت اور اشیا کی پرستش ہوتی ہے ان مظاہرات کو ماورائی صفات سے متصف کیا جاتا ہے لوگوں کا یہ اعتقاد کہ ان کی پوجا سے ان کی خواہشات پوری ہو جائیں گی۔ اشیا پرستی کا تعلق جادو اور ٹوٹم (Totem) سے ہے۔

Fetishism of Commodities **اجناس پرستی**

سرمایہ دارانہ نظام کا غلط اور تباہ کن رجحان جو نجی املاک کے تصور سے پیدا ہوتا ہے۔ لوگوں کے دل و دماغ پر معاشیات چھا جاتی ہے اور ہر طرف اجناس اور صرف اجناس نظر آتی ہیں۔ پیداواری علائق اور مبادلہ میں اجناس ہی اساس کا کام دیتی ہیں۔ لوگ خیال کرتے ہیں کہ اجناس میں کوئی مخفی طاقت موجود ہے۔ لہٰذا وہ اپنی زندگی اس طاقت کو حاصل کرنے میں گذار دیتے ہیں لیکن یہ سب دھوکا اور فریب ہے۔

Feudalism **جاگیرداری**

مارکسی نظام فکر کے بموجب جاگیرداری نے دور غلامی اور ابتدائی سادہ اشتراکیت کے بعد سر اٹھایا اور تقریباً ہر ملک میں یہ دور آیا۔ جاگیرداری معاشرے میں ایک طرف جاگیردار تھے جنہوں نے پیداواری ذرائع پر قبضہ کیا ہوا تھا اور دوسری طرف مزارع تھے جو محنت مزدوری کر کے اپنا پیٹ پالتے تھے۔ جاگیرداروں میں حکمران طبقہ بھی شامل تھا بلکہ چرچ کے پادری اور لاٹ پادری بھی۔ پیداواری ذرائع کو بڑھانے والا طبقہ تو مزارعین کا تھا لیکن انہیں بہت کم حصہ مل رہا تھا۔ ان لوگوں کو زمین کا مالیانہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ خدمت کرنی پڑتی تھی اور روپیہ کا سود بھی ادا کرنا ہوتا تھا۔ اس لئے ان کی زندگی تنگی میں گذرتی تھی۔ جاگیردارانہ نظام میں جاگیردار کی حیثیت ایک مطلق العنان بادشاہ کی ہوتی تھی۔ اس دور میں طبقاتی کشمکش بڑی شدید تھی۔ کئی دفعہ مزارعین نے بغاوت کی اس کشمکش سے جاگیرداری سسٹم کو نقصان پہنچا اور اس کی جگہ سرمایہ داری نظام آیا۔

Feuerbach, Ludwig **لڈوگ فیورباچ**

(1804- 1872) انیسویں صدی کا جرمن مادہ

پرست- ابتدا میں ہیگل (Hegel) کے نظریہ خارجی تصوریت (Objective Idealism) کا شیدا تھا بعد میں دشمن ہو گیا اور اس نظریہ کو جدلیات (Dialectics) سمیت رد کر دیا- عقاید کی رو سے دہریہ تھا- اس کا خیال تھا کہ مذہب' انسان روح کی خواب ہے اور یہ خواب زمینی خواب ہے- مذہب ایک قسم کی اپنے آپ سے اجنبیت اور انسانی خصائص کو خارجی جامہ پہنا کر ماورائی رنگ میں رنگنا ہے- انسان میں ثنویت آجاتی ہے اور وہ اپنا جوہر خدا میں دیکھتا ہے اس لئے مذہب لاشعور خود شعوری (Unconscious self-conciousness) ہے- فیورباچ کہتا ہے کہ اس ثنویت کی وجہ انسان کی کمزوری ہے اسی کمزوری سے وہ معاشرے اور فطرت کی طاقتوں کے سامنے سر جھکاتا ہے اور ان کا غلام بنا رہتا ہے- فیورباچ نے علی الاعلان روح کی نافنائیت سے انکار کیا- اس لئے یونیورسٹی کے حکام ناراض ہو گئے اور اسے پروفیسرشپ سے علیحدہ کر دیا-

گٹ لیب فختے Fichte, Gottleib

(1762- 1814) جرمن فلسفی' تصوریتی مفکر- جینا (Jena) اور برلن کی یونیورسٹیوں میں پروفیسر رہا ہے- لادینیت کی بنا پر ملازمت سے برطرف کر دیا گیا- اس نے کانٹ کی عملی عقل کی تائید کی اور اس کے نظریہ ارادہ طیبہ (Good will) کی بڑی تعریف کی- اس کا کہنا ہے کہ شعور جس میں خارجی دنیا کا ادراک بھی شامل ہے کسی ایک اخروی سبب کا نتیجہ ہے- ہر انسان کی اپنی دنیا ہے اور اس کا خالق وہی اخروی علت ہے-

فختے کہتا تھا کہ سوچ بچار ایک عملی فعل ہے چونکہ انسانی تجربات شعور کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں- شعور سے ہی تمام مسائل کو سمجھا جا سکتا ہے- ایغو کے ذریعہ مطلق حقیقت انسانی شعور میں ظاہر ہوتی ہے- دنیا کی بذات خود کوئی حقیقت نہیں یہ تو انسان کے ارادوں کی تکمیل کے لیے بنی ہے- دنیا تو ایک ذریعہ ہے فرض کی ادائیگی کا-

فختے کی اخلاقیات میں آزادی کا مسئلہ مرکزی حیثیت رکھتا ہے- اسپائینوزا کی طرح فختے کہتا تھا کہ آزادی سے مراد بے سبب (Causeless) فعل نہیں بلکہ ایسا فعل ہے جو ناگزیر لزومت پر مبنی ہو- اس آزادی کا دارومدار دانش پر نہیں بلکہ معاشی حالات پر ہوتا ہے-

اس کی تصانیف سے متاثر ہو کر لوگوں نے نپولین کے خلاف بغاوت کر دی- انہی تصانیف کو تحریک اتحاد جرمنی (Pan-Germanism) کا ماخذ بھی سمجھا جاتا ہے-

مارسیلیو فاسینو Ficino, Marsilio

(1433- 1499ء) اٹلی میں افلاطونیت کا نمائندہ تھا- اس کے فلسفہ میں نوفلاطونیت اور سینٹ آگسٹائن کے دینی نظریات کی آمیزش ہے- اس کی تصانیف میں کائنات کے متعلق نظام مراتب ملتا ہے- اس سلسلہ میں درجہ بدرجہ خدا' فرشتے' روح' کیفیت اور جسم آتے ہیں- اس نے روح کی ابدیت کے کئی دلائل دیئے- انسان کو کائنات کا مرکز مانتا ہے اور اس کی زندگی کا مقصد خدا کی جانب اس کی روح کا صعود ہے اس نے افلاطونی عشق (Platonic love) کا نظریہ پیش کیا' جس کا اٹلی' فرانسیسی اور انگریزی ادب پر بڑا اثر پڑا-

افسانہ Fiction

اگر اشارہ کا کوئی مشار علیہ نہ ہو تو اس اشارہ یا علامت کو افسانہ کہیں گے مثلاً اگر یہ کہہ دیں کہ نارمل انسان ٹھیک طرح سوچتا ہے تو نارمل انسان ایک ایسا اشارہ یا علامت ہے جس کا مشار علیہ کوئی نہیں لیکن اگر کہہ دیں کہ لا کی لمبائی چھ فٹ سے کم ہے تو لا افسانہ نہیں کیونکہ کوئی فرد ایسا مل جائے گا جس کا قد چھ فٹ سے کم ہو گا-

فسانویت Fictionism

نتائجیت اور آلائیت (Instrumentalism) کی انتہائی شکل- اس نظریہ کا کہنا ہے کہ سائنس'

ریاضیات' فلسفہ' اخلاقیات اور مذہب کے اصول افسانہ کی حیثیت رکھتے ہیں ان کی خارجی حقیقت کچھ بھی نہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کی کچھ قیمت نہیں انہیں افعال و اعمال کیلئے مفید آلات سمجھنا چاہئے۔

Fidcism **عقیدیت**

مسیحیت کا جواز ڈھونڈتے ہوئے ایب باتن (Abbe Bautin) نے کہہ دیا کہ علم کی بنیاد ایسے مقدمات پر ہے جو ایمان کی بنا پر تسلیم کئے جاتے ہیں اور یہ مقدمات کلیسا کی تاریخ میں واضح طور پر مل جاتے ہیں۔ ان مقدمات پر عقلی تنقید نہیں ہو سکتی۔ 1840ء میں گریگری شانزدہم نے اس کی تردید کی۔

Fides **اعتقاد**

سینٹ آگسٹائن کہتا ہے کہ اعتقادات سے ان حقائق کو تسلیم کیا جاتا ہے جو مشاہدے سے بالا ہیں اور اسی لیے یہ قابل تعریف ہیں۔

Figure **شکل**

ارسطو کے مطابق قیاس کی چار شکلیں ہیں۔ ان کا انحصار حد اوسط پر ہے۔ دو مقدموں میں حد اوسط کے لیے صرف چار محل ہو سکتے ہیں یعنی (1) یا تو وہ کبریٰ میں موضوع ہو گی اور صغریٰ میں محمول یا (2) وہ کبریٰ اور صغریٰ دونوں میں محمول ہو گی یا (3) وہ دونوں میں موضوع ہو گی اور یا (4) وہ کبریٰ میں محمول ہو گی اور صغریٰ میں موضوع۔ ان چار نشتوں کے علاوہ حد اوسط کے لیے کوئی مقام نہیں ہے یہی قیاس کی اشکال اربعہ ہیں۔

Final Causes,the doctrine of **نظریہ علت غائی**

اس نظریہ کے مطابق کائنات اور اس کے مظاہرات کا مقصد ہے اور ان کی تشریح اسی مقصد سے ہو سکتی ہے۔

Finite **محدود**

سلسلہ وار جماعت جو محدود ہو اسے محدود سلسلہ (Finite series) کہا جاتا ہے۔ متعین حقیقی عدد کو محدود کہتے ہیں۔ جب حقیقی عدد اوپر اور نیچے ہوں تو حد بندی ہو جاتی ہے اور سارا عمل محدود ہو جائے گا۔

Finitism **منتہائیت**

ایک فلسفیانہ نظریہ ہے جس کی رو سے لامنتہائیت (infinity) کا انکار کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ نہ کائنات میں اور نہ انسان کی ذات میں لامنتہائیت نظر آتی ہے۔ پیدائش سے لے کر موت تک انسان اپنی زندگی محدود اشیا اور ان کے محدود خواص میں گذارتا ہے۔ لہٰذا اسے لامنتہائیت کا کسی مقام پر تجربہ نہیں ہوتا۔

First Philosophy **فلسفہ اولیٰ**

ارسطو کہتا ہے کہ جب موجودات کی علت اولیٰ اور ضروری صفات کا مطالعہ کیا جاتا ہے یا جب ماورائی غیر متغیر ہستی کے متعلق بحث ہوتی ہے تو یہ فلسفہ اولیٰ ہے۔

Flux **سیل**

ہیراقلیطس (Heraclitus) کہتا تھا کہ ہر شے تغیر میں ہے کسی شے کو ثبات حاصل نہیں یہ سچائی جدلیاتی مادیت کی روح ہے۔ ضدوں کی وحدت اور آویزش کے اصول پر ہر شے بدلتی ہے۔ ہستی اور نیستی دونوں موجود ہیں ان میں آویزش بھی ہے اور وحدت بھی۔ اسی لئے کائنات میں ترقی ہوتی ہے اور منازل طے کرتے ہوئے آگے بڑھتی ہے۔

Folk-waip **لوک ریت**

رسم و رواج۔ روایتی گروہی طرز عمل۔

Force, Theory of **نظریہ قوت**

مارکسیوں کا کہنا ہے کہ تصوریتوں کے بموجب معاشی عدم مساوات کا سبب قوت کا استعمال ہے۔ ڈورنگ (Duhring) کہتا ہے کہ معاشرے کے ایک حصہ نے دوسرے پر جبر کیا اور اس طرح عدم مساوات آ

گئی۔ سوسائٹی کے کچھ لوگوں نے طاقت کے بل پر دوسروں کو غلام بنا لیا۔ اس طرح کچھ لوگ پیداواری ذرائع کے مالک بن بیٹھے اور دوسرے ان کے مطیع و فرماں بردار ہو گئے۔ یہ نظریہ مارکسیوں کو قابل قبول نہیں کیونکہ معاشی ناہمواری کے اصل اسباب مادی وسائل میں پنہاں ہیں۔ طاقت کو ثانوی حیثیت حاصل ہے۔

پیش دانی Fore-knowledge

اس سے مراد مستقبل کا علم ہے یہ علم دو طرح کا ہو سکتا ہے یا تو یہ بدیہی اور فوری ہو گا اور یا استنتاجی۔ دوسری صورت میں یادداشت یا دستاویزات کی بنا پر مستقبل کے متعلق پیش گوئی کی جاتی ہے۔

صورت Form

مادہ کے مقابلے میں جوہر کی قابل فہم ساخت' علت صوری۔

کانٹ کے مطابق تجربے کا قبل تجربی عنصر جو تحسسات کو اکٹھا کر کے انہیں بامعنی بناتا ہے۔ اس عنصر کا تعلق نفس یا عقل سے ہے۔

صورت اور مافیہ Form & Content

جدلیاتی مادیت میں یہ دو مقولے ہیں جن سے مادی اشیا کی وحدت اور ارتقا کی نشاندہی ہوتی ہے مافیہ سے مراد اشیا کے بنیادی عناصر اور عوامل ہیں جن سے صورت کا وجود اور اس کی ترقی متعین ہوتی ہے۔ صورت سے اشیا کی اندرونی ساخت اور تنظیم کا پتہ چلتا ہے۔ صورت اور مافیہ ایک ہی شے کے دو پہلو ہیں اور ان کے ارتقا سے تضاد پیدا ہوتا ہے جس سے صورت کو چھوڑنا پڑتا ہے اور مافیہ کی تشکیل نو کرنی پڑتی ہے۔ صورت اور مافیہ کا اتحاد ایک عارضی شے ہے۔ تغیرات' کشمکش اور تضاد جلد ہی اتحاد کو درہم برہم کر دیتے ہیں۔ اس کشمکش کی وجہ ان کے مختلف تفاعل ہیں۔ صورت تو شے کے وجود کی جہت ہے۔ مافیہ خود اپنی حرکت کا ضامن ہے۔ صورت کا انحصار مافیہ پر ہے۔

لیکن مافیہ میں ترقی کے لامحدود امکانات موجود ہیں۔ صورت کو قدرے آزادی حاصل ہے کیونکہ یہ ترقی کو تیز کر سکتا ہے اور روک بھی سکتا ہے۔ علاوہ ازیں وہ عوامل جن کا براہ راست مافیہ سے کوئی تعلق نہیں وہ بھی صورت پر اثرانداز ہو سکتے ہیں۔ صورت اور مافیہ کے درمیان جو تضاد نمودار ہوتے ہیں انہیں دور کرتے وقت ترقی کے امکانات پیدا ہوتے ہیں۔

صوری Formal

ایسی صحت (Validity) جس کا دارومدار مافیہ یا مادہ پر نہیں ہوتا۔ منطق میں صحت کے دو معیار ہیں صوری اور مادی۔ صوری صحت تو استخراجی منطق کا معیار ہے اور مادی صحت استقرائی منطق کا۔

جدید منطق میں صوری صحت سے مراد ایسی صحت ہے جس کا تعلق معانی سے نہ ہو۔

صوری نتیجہ Formal Conclusion

فرض کرو ایک صوری نظام ص کے بدیہی اصول ب .... ب ہیں اور استدلال کے اصول الف ..... الف تک ہیں۔ اس نظام میں کسی قضیہ ق کا صوری نتیجہ ان فارمولوں کی وجہ سے ہو گا جو یا تو اس نظام کے بدیہی اصولات ہیں یا ایسے مقدمات جو استدلال کے اصولوں سے فوری طور پر منتج ہوتے ہوں۔ یہ صوری نتیجہ اس نظام میں درست ہو گا اس سے باہر شاید غلط ہو۔

صوری زبان Formalised Language

احصا (Calculus) جسے صوری طریقہ پر ترتیب دیا گیا ہو۔ احصا اس وقت صوری زبان کی شکل اختیار کرتا ہے جب اس میں معنویاتی (semantical) اصول شامل کر دیئے جائیں اور یہ اصول احصا کی قضایا کی تشریح کر رہے ہوں۔ منطقی بدیہات کے علاوہ صوری زبان میں غیر منطقی بدیہات (حیاتیات اور حساب کے اصول) بھی ہو سکتے ہیں تب استخراجی طریقے پر ان غیر منطقی بدیہات کی تشریح کرنی پڑتی ہے۔

صوریت **Formalism**

اخلاقیات میں اسے وحدانیت کے مترادف سمجھا گیا ہے۔ اس سے مراد ایسا نظریہ اخلاق بھی ہے جو فرائض کو متعین کرتے وقت صرف صورت کو مدنظر رکھتے جیسے کانٹ نے کیا۔ ریاضیات میں اس سے مراد ایسا نظریہ ہے جو مافیہ کو چھوڑ کر صرف صورت کو ریاضیات کا اساس قرار دے یا اس بات کا انکاری ہو کہ ریاضیات کا کوئی مافیہ ہوتا ہے۔ یہ نظریہ اس صدی کے آغاز میں ہلبرٹ (Hillbert) نے پیش کیا۔ وحدانیت کے مقابلے میں ہلبرٹ ریاضیات کی اساس صوری قبل تجربی طریقہ میں ڈھونڈتا ہے۔ اس طریق کار سے پتہ چلتا ہے کہ صحت کا دارومدار عدم تضاد پر ہے۔ آرٹ میں یہ نظریہ اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ فن کا تعلق حقیقت سے نہیں ہوتا۔ فنی صورت اور مافیہ دو الگ حقیقتیں ہیں۔ اور فنی صورت' مافیہ سے بالکل بے نیاز ہے جدلیاتی مادیت کے مطابق یہ انداز فکر سراسر غلط ہے۔

فارمولا **Formula**

علائق۔ ترکیبی ساخت یا عمل کا علامتوں کے ذریعے روایتی اظہار مثلاً قانون خارج الاوسط کا علامتی اظہار یا فارمولا حسب ذیل ہے

لا V لا

V سے مراد 'یا' اور '~' سے مراد نفی ہے۔ فارمولوں سے بڑے پیچیدہ حقائق نہایت ہی مختصر عبارت میں ادا ہو جاتے ہیں۔ سائنس کی ترقی کا بڑا راز فارمولے ہیں۔ ان سے ابہام دور ہو جاتا ہے اور وضاحت آجاتی ہے۔

عناصر اربعہ **Four Elements**

یونانیوں کے ہاں آگ' ہوا' پانی اور مٹی چار عناصر تھے جس کے امتزاج سے دنیا بنی۔

Francois Fourier Marie Charles

فرنکوماری چارلس فیوریئر

(1772 -1837) فرانسیسی سوشلسٹ۔ متوسط درجہ کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ بہت عرصہ کلرک رہا بعد میں تجارت شروع کر دی۔ اس نے بوژوا سوسائٹی پر بہت اعتراضات کیے اور اس کے تضاد عیاں کیے۔ مثلاً غربت اور دولت کا۔ اس کا خیال تھا کہ انسان کا کوئی میلان فی نفسہ خراب نہیں۔ ماحول اور تعلیم جیسے چاہے اسے موڑ دیتی ہے۔ اس لیے ایسا ماحول بنانا چاہیے جو انسان کو تسکین دے اور اس کی ترقی کا ضامن بنے۔ سوسائٹی میں پیداواری یونٹ قائم کرنے چاہئیں اور ہر فرد کو اپنے یونٹ میں کام کرنا ہو گا اس یونٹ میں کئی کام کرنے ہوں گے اور ہر فرد ایک کام پر گھنٹہ دو گھنٹے گذار کر دوسرے کام پر چلا جائے گا اس سے بوریت نہیں رہے گی اور ہر انسان دلچسپی سے مختلف کام کرے گا۔ ایسے پیداوار بڑھے گی اور مادی فراخی حاصل ہو گی۔ اس یونٹ میں تقسیم کا اصول محنت اور صلاحیت ہو گا۔ فیوریئر ذہنی اور جسمانی محنت اور دیہی اور شہری زندگی کے تضاد کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ انقلاب کا حامی نہیں تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ پر امن طریقے سے معاشرے کو بدلا جائے۔

بنجمن فرینکلن **Franklin, Benjamin**

(1706- 1790) امریکی مفکر۔ سیاسی رہنما اور سائنسدان۔ ساری عمر امریکیوں کو آزادی دلانے میں صرف کر دی۔ غلامی کو اس نے ختم کیا۔ فلسفہ میں لاک (Locke) سے متاثر تھا۔ فطرت کی خارجی حیثیت کا قائل تھا اور اس کے اصولوں کو بھی خارجی سمجھتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ مادے کو کسی نے تخلیق نہیں کیا اور مادہ کو تباہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس نے بجلی کی حقیقت دریافت کی۔ معاشی حالات میں بھی دلچسپی رکھتا تھا اور تمام دنیا کو پر امن دیکھنے کا خواہش مند تھا۔

فلپ فرانک **Frank Philipp**

(1884-) وی آنا سرکل (Vienna Circle) کا ممبر۔ ماش (Mach) کا پیروکار۔ اس کا فلسفہ' طبیعیات اور فلسفہ کے حدود سے وابستہ ہے۔ اپنی کتاب

(Between Physics & Philosophy) (طبیعیات اور فلسفہ کے درمیان) میں وہ ایسے تصورات استعمال کرتا ہے جو طبیعیات سے تعلق رکھتے ہیں اور جن کی افادیت طبیعیات سے باہر یعنی فلسفہ کے میدان میں بھی قائم رہتی ہے۔

فرانک منطقی اثباتی ہے اور جدلیاتی مادیت کا سخت دشمن۔ شلک (Schlick) کے ساتھ مل کر اس نے Essaipan a Scientific world Dutckol (سائنسی کائناتی نظریہ پر انشائیہ) لکھے۔

Freedom **آزادی**

کانٹ کے نزدیک انسانی آزادی اور خودمختاری ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ کانٹ کے فلسفہ میں خواہ وہ نظری ہو یا عملی آزادی کی حیثیت مرکزی ہے۔

Freedom & Necessity **جبروقدر**

جو لوگ کہتے ہیں کہ انسان اپنے اعمال و افعال میں مجبور و مقہور ہے انہیں جبریہ کہتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اس بات کے دعویدار ہیں کہ انسان اپنے افعال پر اختیار رکھتا ہے قدریہ کہلاتے ہیں۔ جبریت دو طرح کی ہے تقدیری اور میکانکی۔ اگر انسان کی تقدیر اس کی ولادت سے پہلے متعین ہو چکی ہے اور اس میں ردوبدل کی گنجائش نہیں تو جبریت لازم ہو گی۔ میکانکی جبریت اثباتی علوم خاص طور پر طبیعیات اور نفسیات کی وجہ سے ہے۔ اگر علت و معلول کا دور دورہ طبعی اور نفسیاتی احوال میں ہو تو آزادی کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ جبریت و قدریت کے بین بین نظریہ اختیار ذاتی ہے۔ جو کہتا ہے کہ بعض حالتوں میں جبریت ہے اور بعض میں اختیار۔ میلانات اور جبلات کے سلسلہ میں جبریت ہے۔ اعمال کے انتخاب میں آزادی اور اختیار ہے۔

جو لوگ جبر اور قدر کو ایک دوسرے کی ضد قرار دیتے ہیں وہ اس مسئلہ کو نہیں سمجھ سکتے۔ جدلیاتی مادیت انہیں لازم و ملزوم قرار دیتے ہیں انتخاب اور خارجی حقیقت ایک دوسرے کے لیے لازم ہیں۔

Freedom, sense of **حس آزادی**

فیصلہ کرتے وقت انسان کو اندر سے احساس ہوتا ہے کہ وہ آزاد ہے۔ اسی طرح جب وہ گذشتہ فیصلہ کو یاد کرتا ہے تو اندر سے احساس اٹھتا ہے کہ اگر وہ چاہتا تو کوئی اور فیصلہ کر سکتا تھا۔

آزاد ارادے کے حامی اس حس کو بطور تجربی حقیقت کے پیش کرتے ہیں۔ مخالفین کہتے ہیں کہ یہ سراسر فریب اور دھوکا ہے۔

Free-will **آزاد ارادہ**

آزاد ارادے کے حامی تین قسم کی آزادی انسان کو دیتے ہیں

1- عدم تعین کی آزادی۔ انسانی ارادہ مقدم شروط سے متعین نہیں ہوتا خواہ یہ شروط فعلیاتی ہوں یا نفسیاتی۔

2- متبادل انتخاب کی آزادی۔ متبادلات میں سے انسان اپنی مرضی سے کوئی متبادل انتخاب کر سکتا ہے۔

3- خود مختاریت کی آزادی۔ انتخاب کی وجہ خارجی عناصر نہیں بلکہ انسان کی اپنی ذات ہے۔

Frege, Gottlob **گٹلوب فریگ**

(1848-1925) جرمن منطقی۔ ماہر ریاضیات، فلسفی اور پروفیسر۔ بول (Boole) کے بعد اسے ریاضیاتی منطق کا دوسرا بانی کہا جاتا ہے اس نے قضایائی منطق کو واضح کیا اور نظریہ ثبوت (Proof-theory) کی بنا ڈالی۔ اس کا یقین تھا کہ ریاضیات کو منطق میں تحلیل کیا جا سکتا ہے یہ خیال رسل اور وائٹ ہڈ کے اصول ریاضیات (Principle Mathematia) کا سنگ بنیاد بنا۔ فریگ کے کئی تصورات جدید منطق میں داخل ہو چکے ہیں مثلاً تعقلات کو منطقی تفاعل کہنا۔ صداقت کی قدروں کا تصور۔ کیت نما (Quantifier) متغیر کا تجزیہ وغیرہ وغیرہ۔ فریگ کے سسٹم میں کئی تضاد ہیں جن کا علم خود فریگ کو تھا بعد میں آنے والے منطقیوں نے ان تضاد کو دور کرنے کی کوشش کی۔ ان میں سے ایک تضاد کا نام رسل تضاد ہے کیونکہ تضاد کی طرف رسل نے

اشارہ کیا لیکن اس وقت فریگ کی کتاب طبع ہو چکی تھی۔

سگمنڈ فرائیڈ Freud, Sigmund

(1856-1939) اگرچہ فرائڈ چیکو سلواکیہ کا رہنے والا تھا لیکن چار سال کی عمر سے 1938ء تک اس نے وی آنا میں زندگی گزار دی۔ بچپن میں اسے بائبل کی تاریخی کہانیوں میں دلچسپی تھی۔ سکول میں تہذیب و تمدن سے شوق ہو گیا۔ ڈارون کا نظریہ ارتقا اس وقت لوگوں کے دل و دماغ پر چھایا ہوا تھا۔ فرائڈ کو بھی اس سے گہری دلچسپی تھی۔ اس نظریہ سے سائنسی نقطہ نگاہ کو بڑی تقویت ملی۔ وی آنا یونیورسٹی میں فرائڈ نے میڈیکل میں داخلہ لیا اور فعلیات (Phipiology) اس کا مرغوب مضمون بن گیا۔ تمام ڈاکٹری مضامین میں سے اسے طب نفسی بڑی پسند تھی۔ 1882ء میں اس نے ہسپتال میں ملازمت کر لی۔ اعصابی بیماریاں مثلاً رعشہ' حبسہ (Aphasia) اور ذہنی چوٹوں کے علاج معالجے میں اس نے خاص مہارت حاصل کی۔ اس زمانے چارکوٹ (Charcot) کو بڑی شہرت حاصل تھی۔ فرائڈ 1885ء میں اس کے پاس پیرس گیا اور ایک سال تک اس سے تعلیم پائی۔ چارکوٹ کا طریق علاج ہپناٹزم تھا اور اس سے خناق الرحم کے مریض شفایاب ہو جاتے تھے۔ فرائڈ نے دیکھا کہ خناق الرحم مردوں کو بھی ہو جاتا ہے اس لئے یہ صرف عورتوں کی بیماری نہیں۔ 1886ء میں جب فرائڈ واپس لوٹا تو اس کی عمر 30 برس کی تھی اس نے وی آنا میں اپنا مطب کھولا۔ چونکہ وی آنا میں کوئی نفسی طبیب نہیں تھا۔ فرائڈ نے اپنی توجہ عصبانیت (Neuroses) کو دی اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ چارکوٹ کا طریق کار یعنی ہپناٹزم ہر عصبانی مرض پر کامیاب نہیں ہوتا اور جہاں اس کی کامیابی ہوتی ہے وہ بھی عارضی ہوتی ہے اس لئے اس نے نیا طریق علاج نکالا جو تحلیل نفسی (Psycho-analysis) کے نام سے زبان زد عام ہے۔

تحلیل نفسی کی تہہ میں لاشعور کا نظریہ ہے۔ جس کا پتہ فرائڈ نے خوابوں' ظرافت' سہو قلم و زبان اور عصبانیت سے لگایا۔ فرائڈ نے لبیدو (Libido) کا نظریہ بھی پیش کیا جس کی روح جنس (sex) ہے۔

نظریہ لاشعور سے ذہن کی وسعتوں میں بے پناہ اضافہ ہو گیا ہے۔ اس سے نفسی امراض کے اسباب کا علم ہو گیا ہے اور زندگی کے ہر شعبہ پر مثلاً تعلیم' جرائم' مذہب' ادب وغیرہ پر گہرا اثر پڑا ہے۔ اسی لئے بعض لوگ بجا طور پر بیسویں صدی کو تحلیل نفسی کی صدی کہتے ہیں۔ فرائڈ کی مشہور کتابیں حسب ذیل ہیں۔

خوابوں کی تعبیر
1-The Interpretation of Dreams

روزمرہ زندگی کی نفسی مرضیات
2-Psycho-pathology of Everyday

ظرافت اور اس کا رشتہ لاشعور سے
3-Wit & its Relation to the unconscious

تحلیل نفسی پر ابتدائی لیکچر
4-Introductory Lectures on Psycho-analysis

تحلیل نفسی پر نئے ابتدائی لیکچر
5-New Introductory Lectures on Psycho-analysis

ٹوٹم اور تابو
6-Totem & Taboo

حضرت موسیٰ اور وحدانیت
7-Moses & Monothcism

التباس کا مستقبل
8-The Future of Illusion

ابتہاج Frui

سینٹ آگسٹائن نے ابتہاج اور استعمال (uti) میں فرق کیا تھا۔ کائنات کی ہر شے کو انسان استعمال کرتا ہے لیکن خدا سے حظ یا ابتہاج حاصل ہوتا ہے۔ خدا کو استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

فو(چینی) **Fu**

مطابقت۔ انسان اور دنیا میں ہم آہنگی۔

Function **تفاعل**

1- کسی نظام میں خاصہ اشیا کا خارجی ظہور مثلاً حواس۔ روپیہ پیسہ یا ریاست کے تفاعل۔

2- ریاضیات میں تفاعل سے مراد ایک سیٹ (set) کا دوسرے سیٹ پر انحصار ہے۔ جدید سائنس میں قانون علیت کی بجائے تفاعلی انحصار (Functional Dependence) کا تصور اختیار کر لیا گیا ہے۔

3- قضیاتی تفاعل سے مراد قضایا کی علامتی تشریح ہے مثلاً

ق < پ

یعنی اگر پ تو ق جہاں پ اور ق قضایا ہیں تفاعلی انحصار (Functional Dependence) مظاہر یا قدروں (Magnitude) کے درمیان پائدار علاقہ۔ اگر ایک میں کوئی تبدیلی آتی ہے تو دوسرے میں بھی تبدیلی آجاتی ہے۔ تفاعلی انحصار کا قانون اس جگہ استعمال ہوتا ہے جہاں مظاہر کو متعین قدروں میں بیان کیا گیا ہو اور تبدیلیوں کی مساوات میں ظاہر کیا جا سکے اس انحصار سے ریاضیاتی قدروں یا مادی اشیا کے صفات یا مظاہر کے درمیان رشتوں کا علم ہوتا ہے۔ یہ رشتہ علت و معلول کا نہیں ہوتا۔ اسی لئے اس کو تفاعلی کہا جاتا ہے۔

Functional Psychology **تفاعلی نفسیات**

امریکی نفسیات کا ایک رجحان جس کے نمائندے ولیم جیمز (William James) جی ٹی لیڈ (G.T.Ladd) جی۔ ایس ہال (G.S.Hall) جے ڈیوی (J.Devey) اور جے۔ آر۔ اینگل (J.R.Angel) ہیں۔ یہ مکتب فکر ٹیچنر (Titchener) کے مخالف تھا جو کہتا تھا کہ نفسیات کا کام ذہن کی ساخت بیان کرنا اور شعوری عوامل کی تشریح اور صف بندی کرنا ہے۔ تفاعلی نفسیات کے حامی کہتے تھے کہ انسانی ذہن کا کام ماحول سے مطابقت پیدا کرنا اور اسے مسخر کرنا ہے۔ زندگی نے ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے ذہن کو اس لئے پیدا کیا کہ ماحول کو قابو میں لے آیا جائے اور اس سے بہتر طریقے پر مطابقت حاصل ہو۔ نتائجیت (Progmatism) اور الائیت (Instrumetalism) اس موقف سے اتفاق رکھتے ہیں۔

Functional School in Sociology
معاشریات میں تفاعلی فکر

امریکی معاشریات کا جدید مکتب فکر جس کے علمبردار آر۔ میرٹن (R.Merton)، ٹی پارسن (T.Parson) اور پی سوروکن (P.Sorokin) ہیں۔ ان لوگوں کا خیال ہے کہ معاشرہ مختلف عناصر کا مجموعہ ہے اور یہ عناصر باہمہ گیر مربوط ہیں۔ ان عناصر کے تفاعل کو متعین کرنے والی کوئی ایک شے یا اساس نہیں۔ یہ لوگ روحانی اقدار یا مذہب کو مرکزی حیثیت دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ معاشرے میں مذہب یا روحانیت کو ممتاز مقام حاصل ہے۔

Fundamentum Divisions
اساس تقسیم

جب کسی جماعت کو چھوٹی جماعتوں میں تقسیم کیا جاتا ہے تو پیش نظر کوئی ایسی خاصیت ہوتی ہے جو اس بڑی جماعت کے بعض افراد میں تو موجود ہوتی ہے اور بعض میں نہیں ہوتی اسے اساس تقسیم کہتے ہیں اور منطق کی زبان میں یہ متفارق عرض (Separable Accident) ہوتا ہے۔

Future **مستقبل**

آنے والا وقت اور واقعات۔ ان کا تعین یا تو پہلے ہی ہو چکا ہے جیسا کہ ایک گروہ کا خیال ہے یا ایک بالقوہ کے طور پر ان کی حیثیت ہوتی ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ان واقعات کے خدوخال پہلے سے متعین نہیں ہوتے بلکہ آزادی اور اتفاقات کو دخل ہے لہٰذا ان کے متعلق کوئی پیش گوئی ممکن نہیں۔

مستقبلیت Futurism

آرٹ کا نظریہ جو اٹلی میں 11-1909 میں پیدا ہوا۔ اس کا بانی ایف ٹی ماری نیتی (F.T.Marinetti) تھا۔ وہ کہتا تھا "ہمارا مقصد مشین کے کارہائے نمایاں بیان کرنے ہیں۔ ایک دوڑتی ہوئی کار نیکی (Nike) کے مجسمے سے زیادہ خوبصورت ہے۔" یہ رجحان درحقیقت ٹیکنالوجی اور سائنس کی پرستش کا ہے۔ لہٰذا تصاویر اور مجسموں میں یہ لوگ تناسب اور حرکت کو ظاہر کرتے تھے۔ ان کی علامتیں موضوعی ہوتی تھیں بعض دفعہ حرکی اشیا کو مسخ کر دیتے تھے اور اس سے معرفت اور عشق کو ظاہر کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

Fyodor Mikhailovich
فوڈور میخیلووچ ڈاسٹووسکی

(1821- 1888) روسی ادیب، تنقیدی حقیقیت (Critical Realism) کا نمائندہ۔ ایک ناکام بغاوت میں حصہ لینے کی وجہ سے موت کی سزا پائی لیکن اس سزا کو بدل کر قید کر دیا گیا اور بعد میں فوج میں بھیج دیا گیا۔ شروع سے ہی انسان دوست فلسفی تھا اور مظلوم اور مجبور انسانوں کا غم خوار۔ عوام کی محبت اور اونچ نیچ سے نفرت اس کے فن کی جان رہی ہے۔ جب 1848ء کی بغاوت ناکام رہی تو اس میں ایک نفسیاتی انقلاب آیا اور یہ سوچنے لگا کہ روسی قوم ہی وہ برگزیدہ قوم ہے جو بنی نوع انسان کے فلاح کی ضامن بنے گی اور حکومت الیہ کو زمین پر قائم کرے گی۔ اس دور میں اس نے مادیت اور الحاد دونوں کی پرزور مخالفت کی اور انقلابی جمہوری پسندوں اور سوشلسٹوں پر بھی کڑی نکتہ چینی کی۔ اس کا اخلاقی نظریہ استکمال نفس تھا۔ اس نے روسی معاشرے کا تجربہ کیا اور استبدادیت اور استحصال پر گہری تشویش ظاہر کی۔

اس کی تحریروں میں وجودیت، تصوف اور شخصی مرکزیت کے خیالات پائے جاتے ہیں۔ اس کی چند ایک کتابیں حسب ذیل ہیں۔

غربا
1-Poor People

مقہور و مجبور
2-The Insulted & the Humiliated

کراماز و بھائی
3-The Karamasov Brothers

G

Galen, Claudius **کلاڈئیس گیلن**

مشہور طبیب۔ اصطفائی (Eclectic) فلسفی۔ قیاس کی چوتھی شکل کا بانی۔

Galich, Alexander Ivanovich
الیگزینڈر ایونوچ گیلچ

(1783- 1848) روسی فلسفی۔ ماہر نفسیات اور ماہر جمالیات۔ خارجی تصوریت پسند۔ اس کا خیال تھا کہ موجودیات کے قوانین فکر پر حاوی ہیں۔ وقوف میں تحسسات کو ممتاز مقام حاصل ہے اور وقوف بتدریج ارتقا پاتا ہے۔ اس میں پہلی منزل فرضیہ کی ہے دوسری تعقل کی اور تیسری تصور کی۔ اس نے فلسفہ کے ارتقا کے اصول قائم کیے۔ مادیت کی مخالفت کی اور تجربی علوم کے طریق کار کو سراہا۔

Galileo, Galilie **گلیلی گلیلیو**

(1564- 1642) اٹلی کا ماہر طبیعیات اور ماہر فلکیات۔ ارسطو کی حاکمیت کے خلاف تھا۔ مدرسیت (Scholasticism) کا دشمن تھا۔ نظریہ جمود (inertia) اور اضافیت کا بانی تھا۔ اس نے کوپرنیکس کے نظریہ کی تائید میں فلکیات سے مواد مہیا کیا اس وجہ سے کلیسا ناراض ہو گیا اور اسے توبہ کا حکم دیا گیا۔ وہ کائنات کو لامحدود، مادہ کو ابدی اور فطرت کو وحدت سمجھتا تھا۔ کائنات میں میکانکی قانون علیت کا دور دورہ مانتا تھا۔

Gall, Ludwig **لڈوگ گال**

(1794- 1863) جرمن سوشلسٹ۔ جو فرانسیسی اور

انگریزی اشتراکی خیالات سے متاثر ہوا۔ سرمایہ دارانہ نظام کا دشمن تھا۔ کہتا تھا کہ اگر زمیندار اور دستکار مل جائیں تو غربت کم ہو جائے گی۔ نجی املاک کو قائم رکھنا چاہتا تھا۔ اس نے ایک پارٹی بنائی جس کا کام لوگوں کو نوکریاں دلانا اور بے گھروں کو گھر دلانا تھا۔ امریکہ چلا گیا جہاں اس نے سوشلسٹ سوسائٹی قائم کرنے کی کوشش کی جب ناکام ہو گیا تو واپس جرمنی آگیا۔

Gandhi, Mohandas Karam Chand
موہن داس کرم چند گاندھی

(1869- 1948) ہندوستان کی تحریک آزادی کا لیڈر۔ گاندیت کا بانی۔ خارجی تصوریت پسند تھا خدا اور صداقت کو ایک ہی خیال کرتا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ اخلاقی بلندی سے صداقت کا علم ہوتا ہے۔ اس کے اخلاق کی بنیاد اہمسا (Ahimsa) تھا جو محبت اور تکالیف سہنے کا قانون ہے۔ اس کے علاوہ برہمچاریہ یعنی زہد اور عدم خواہشات بھی اس کے فلسفہ حیات کے ستون تھے۔ سیاسی معاملات میں وہ ستیہ گرہ پر عمل کرتا تھا جس میں عدم تعاون اور سول نافرمانی شامل تھیں۔ اس کا کہنا تھا کہ خواہشات کو کم کرنے سے آسودگی حاصل ہوتی ہے۔ چھوت چھات کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ عورتوں کی آزادی کا حامی تھا اور تعلیم عام چاہتا تھا۔ اس کی موت قتل سے واقع ہوئی۔

Garbha
گربھ (سنسکرت)

کائنات کی تخلیقی قوت جسے بیج یا تخم سے تشبیہ دی جاتی ہے اسے سنہری تخم، بیج، منی، رحم، انڈا وغیرہ بھی کہا جاتا ہے۔

Gassendi Pierre
پیری گاسینڈھی

(1592- 1655) فرانسیسی ماہر طبیعیات۔ ماہر فلکیات، فلسفی اور پروفیسر۔ مدرسیت اور ڈیسکارٹ کے نظریہ وہبی تصورات (innate ideas) کا دشمن تھا۔ اس نے فلسفہ کے تین حصے کیے۔ 1- منطق جس میں علم کی صداقت پر بحث ہوئی اور لا ادریت (Agnosticism) اور ارتیابیت (Scepticism) پر اعتراضات کیے گئے۔ 2- طبیعیات جس میں جوہری نظریہ بیان کیا گیا اور زمان و مکان کو غیر مخلوق، خارجی اور ناقابل فنا قرار دیا گیا۔ 3- اخلاقیات جس میں اس نے رہبانیت کی بد تعریفی کی اور ایپیقوریت کی تائید کی وہ کہتا تھا کہ ہر قسم کی مسرت ایک نعمت ہے۔ اس نے فلکیات میں کئی نئی باتیں دریافت کیں اور تاریخ سائنس پر بھی کتابیں لکھیں۔ ملوکیت کا حامی تھا۔ مذہب کو مانتا تھا۔ خدا کو جوہروں کا خالق کہتا تھا۔ انسان میں وہ حیوانی روح کے علاوہ عقلی روح کے وجود کو بھی تسلیم کرتا تھا۔

Geist
روح (جرمن)

حسن کا وہ وصف جو دل کو گرماتا ہے اور فن پارہ کو زندگی بخشتا ہے۔ جرمن لفظ کا ترجمہ روح یا سپرٹ ہے۔

Generalisation
تعمیم

1- وہ عمل جس سے شواہد و حقائق کی بنا پر کلیات حاصل کئے جاتے ہیں 2- عام تصور یا تعقل

2- کلیات۔ عام اصول جس کا استثنا نہ ہو۔

General Semantics
عام معنویات

یہ تحریک امریکہ میں 1930ء میں شروع ہوئی اس کا بانی الفرڈ کارزی بسکی (Alfred Karsybski) ہے۔ عام معنویات کی بین الاقوامی سوسائٹی 1942ء میں شکاگو میں قائم ہوئی۔ اس کا اپنا ایک رسالہ بھی ہے اس تحریک میں حیاکاوا (Hayakawa) اور ریپوپورٹ (Rapoport) بھی شامل ہیں۔ اس تحریک کے عقائد کارزی بسکی کی کتاب سائنس اور معقولیت (Science & Sanity) میں موجود ہیں۔ کارزی بسکی کہتا ہے کہ عام معنویت نہ فلسفہ ہے نہ نفسیات اور نہ منطق۔ یہ ایک نیا علم ہے۔ جو انسانی رشتوں پر مبنی ہے اور جس کا منشا عصبی نظام سے بہترین فائدہ حاصل کرنا ہے۔ اس علم کے بنیادی اصول ہیں عدم

عینیت (Non-Identity)، غیر تکمیلی (نامکمل) (Incompleteence) اور خود تفکری (Self-reflection) ہیں۔ ان کا مطلب ہے کہ روزمرہ کی زندگی میں انسان الفاظ اور اشیا کو ایک ہی نہ سمجھ بیٹھے۔ اسے یہ بھی خیال نہیں کرنا چاہئے کہ کسی شے کو وہ مکمل طور پر جان سکتا ہے اور اسے یہ بھی دھیان رکھنا چاہئے کہ الفاظ سے صرف خارجی کائنات کا ہی علم نہیں ہوتا بلکہ خود اس انسان کا جو الفاظ بول رہا ہو۔ اس تحریک کے حامیوں کا کہنا ہے کہ الفاظ کے غلط استعمال سے بڑی پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ جنگیں اور بین الاقوامی کشاکشیں۔ لہٰذا زبان کی صحت اور درست استعمال ازبس ضروری ہے۔

Generative Theory of Data
معطیات کا آفرینشی نظریہ

یہ حسی ادراک کا نظریہ ہے جس کی رو سے ذہن یا مدرک عضویہ ادراک کے عمل میں معطیات حس کو جنم دیتا ہے۔ یہ موضوعی تصوریت (Subjective Idealism) کا موقف ہے۔

Generic Images **جنسی تمثال**

جماعت کے اکثر افراد کا مشترک تمثال، تعقل یا تصور کیلئے اساس کا کام دیتا ہے۔ غیر معین اور مبہم ہوتا ہے۔ فرانسس گالٹن (Francis Galton) نے یہ نظریہ پیش کیا اور مثال اجتماعی فوٹو (Composite Photo) کی دی۔ آج کل یہ نظریہ رد کر دیا گیا ہے۔

Genetic Fallacy **نشائی مغالطہ**

نشائی طریق کار کا غلط استعمال۔ کسی شے کو اس لئے ادنیٰ اور حقیر قرار دینا کہ اس کی ابتدا ادنیٰ یا حقیر درجہ سے ہوئی ہے مثلاً انسان کو حقیر سمجھنا کیونکہ یہ کسی وقت بوزنہ تھا یا اس کا آغاز منی کے قطرے سے ہوتا ہے۔

Genetic Method **نشائی طریقہ**

ابتدا یا نمو کی بنا پر کسی شے کی توجیہ یا تشریح۔ مثلاً مرض کی ابتدا ڈھونڈھی جاتی ہے اور اس کا تدریجی نشوونما بیان کیا جاتا ہے۔ نفسیات میں بچوں کے جذباتی یا فکری رجحانات نشائی طریقے سے مطالعہ کئے جاتے ہیں۔

فلسفہ میں یہ طریق کار تحلیل کی بجائے استعمال ہو رہا ہے اس طریق کار کی رو سے ہمیں 1- ارتقا کی ابتدائی منازل کا پتہ لگانا چاہئے۔ 2- ارتقا کی اہم منازل کی نشاندہی کرنی چاہئے اور 3- ارتقا کا مرکزی رجحان بتلانا چاہئے۔

Genius **فطین**

ابتدا میں اس لفظ کا اطلاق دیو وغیرہ پر ہوتا تھا۔ سترہویں صدی میں اسے افلاطون کے نظریہ القا (Theory of Inspiration) سے منسلک کر دیا گیا۔ اور اس کی بنا پر کہا گیا کہ فنون کے اصول سخت اور جامد نہیں ہونے چاہئیں۔ فنکار کا تخیل تخلیقی ہوتا ہے اور اسے اپنے فن کے اصول خود تخلیق کرنے چاہئیں۔ تخلیقی کام غیر معمولی ندرت، انفرادیت اور تاریخی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔

Gentile, Giovanni **گیوانی جینٹلے**

(1875-1944) اٹلی کا فلسفی۔ پروفیسر اور مسولینی کی حکومت میں وزیر تعلیم۔ اٹلی کے نظام تعلیم میں اس نے بڑی اصلاحات کیں۔ اس نے اپنی کتاب (La filosofia di Marx) میں مارکسزم پر بڑے اعتراضات کیے۔ یہ کتاب 1899ء میں طبع ہوئی۔ اس نے ہیگل کے فلسفہ کو نیچر اور خارجی فکر کے تصورات سے پاک کیا اور اسکی تشکیل نو کی۔ اسے واقعیت (Actualism) کہتے ہیں۔ جو ایک قسم کی موضوعی تصوریت (Subjective Idealism) ہے۔ جینٹلے کہتا تھا کہ تمام کائنات شعور کا ثمر ہے۔ شعور ہمیشہ فعال اور 'واقعی' ہوتا ہے اور اس کا تخلیقی کارنامہ زمان و مکان کے حدود سے بالا ہوتا ہے۔ مادہ کا بھی یہی خالق ہے گو وہ مردہ اور بے جان ہے۔ لیکن اصل میں وہ شعور

سے متحد ہے۔ ہمہ انانیت (Solipcism) سے بچنے کیلئے وہ کہتا تھا کہ جس شعور یا 'میں' پر دنیا کا وجود موقوف ہے وہ انفرادی نہیں بلکہ عمومی ہے جن کی حقیقت ماورائی اور بالا شخصی ہے۔

جینٹلے کے سیاسی معاشی خیالات آزاد خیالی (Liberalism) سے فاشیت (Fascism) کی طرف چلے گئے اس کا خیال تھا کہ فرد کو معاشرے کی بھینٹ چڑھا دینا چاہئے۔ اس کی مشہور تصانیف ہیں۔

علم التعلیم کا خلاصہ

1-A Summary of Pedagogy

نظریہ نفس بحیثیت واقعیت محض

2-The Theory of Mind as Pure Act

Genus جنس

ارسطو کی منطق میں اس سے مراد شے کا وہ جوہر ہے جو اس کی مختلف انواع میں بھی پایا جاتا ہے۔ اس سے مراد وہ جماعت بھی لی جاتی ہے جس کی تقسیم دو یا دو سے زیادہ چھوٹی جماعتوں میں ہو سکے۔

Genus Summaum جنس اعلیٰ

جنس الاجناس۔ یہ جنس کسی دوسری جنس کی نوع نہیں ہو سکتی۔ یہ اعلیٰ ترین اور بالا ترین جنس ہوتی ہے مثلاً شجر فرفریوس میں ذات (Being) جنس اعلیٰ ہے۔ یہاں سے تقسیم شروع ہوتی ہے۔

Geoffray Saint Hilaire, Etienne

ایٹنی جیفرے سینٹ ہلیری

(1772- 1844) فرانسیسی ماہر حیوانیات۔ اس نے پہلے پہل جاندار اشیا کے بارے میں 'ساخت کی یکسانی' کا نظریہ پیش کیا۔ اس کی تحقیقات سے ڈارون کا کام آسان ہو گیا۔

Geographical Determinism

جغرافیائی جبریت

معاشرات کا نظریہ جس کی رو سے معاشی ارتقا کا اصل سبب ماحول ہے یعنی آب و ہوا' دریا' پہاڑ زمین وغیرہ۔ شروع میں یہ نظریہ ارسطو اور افلاطون نے پیش کیا اٹھارہویں صدی میں اسی مانٹک (Montesquieu) کے زیر اثر پیش کیا گیا۔ انیسویں صدی میں اس نظریہ سے معاشی ناہمواری اور نو آبادیاتی توسیع پسندانہ عزائم ثابت کیے گئے۔ سامراجیوں نے اس نظریہ کو اپنایا۔

Geometrical Method in Philosophy

فلسفہ میں جیومیٹری کا طریق کار

فلسفہ میں بدیہاتی طریق کار (Axiomatic Method) پہلے پہل سپائنوزا (Spinoza) نے اس طریقہ کو اپنی کتاب اخلاقیات (Ethics) میں استعمال کیا۔ وہ تعارفات اور بدیہات سے شروع کرتا ہے اور ان سے کلیات اخذ کرتا جاتا ہے۔ پھر ڈیسکارٹ (Descartes) نے اسے استعمال کیا وہ کہتا تھا کہ وضاحت جو بدیہات کا خاصہ ہے صداقت کا معیار ہے۔ جو خیال واضح نہیں ہو گا وہ صادق نہیں ہو گا۔ میلبرانچ (Melbranche) نے بھی یہی طریق کار اختیار کیا۔ وہ کہتا تھا کہ انسان غلطی کا پتلا ہے اس لئے مابعد الطبیعیات میں جیومیٹری کا طریقہ استعمال کرنا چاہئے تاکہ تمام کلیات بدیہی اصولوں سے اخذ کی جا سکیں۔

Geometry جیومیٹری

لغوی معنوی زمین کی پیمائش۔ اقلیدس (300 ق م) کی جیومیٹری صدیوں تک استخراجی نمونہ کا کام دیتی رہی۔ یہ جیومیٹری ترکیبی (Synthetic) تھی۔ ڈیسکارٹ نے اس میں خطوط مرتبہ (Coordmaths) شامل کر کے اسے تحلیلی (Analytic) بنا دیا۔ سترہویں سے انیسویں صدی تک کئی اور قسم کی جیومیٹریاں مثلاً تفرقی (Differential)' بری (Projective) اور بیانی (Descriptive) نکل آئیں۔ انیسویں صدی میں لاب چی وسکی

(Lobachevsky) نے غیر اقلیدسی جیومیٹری نکال ڈالی جس سے ریاضیات کی دنیا میں انقلاب آگیا۔ آج کل جیومیٹری کا تعلق زمین اور اس کی پیمائش سے نہیں رہا بلکہ اس سے مراد اعلیٰ پایہ کا استخراجی نظام ہے اب اس میں مقامی ہندسہ (Topology) کا بھی دخل آگیا ہے۔ جس سے مکان (Space) کی مسلسل تبدیلیوں کے عام خواص کا علم ہوتا ہے لہٰذا جیومیٹری انتہا درجہ کا تجریدی علم بن گیا ہے۔

The German Ideology
جرمن آئیڈیالوجی

مارکس اور انگل کی ابتدائی فلسفیانہ تصنیف جو 1845- 46 میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں ہیگل (Hegel) اور فیورباش (Feuerbach) پر حملے کئے گئے۔ مارکس اور انگل کا کہنا ہے کہ تصوریت بوژوا فلسفہ ہے اور عوام کا دشمن۔ فیورباش نے مادہ پرستی تو اختیار کی لیکن اس کا نظریہ تاریخ تصوریتی ہے۔ اور اس لحاظ سے درست نہیں۔

Gestalt Psychology گیسٹالٹی نفسیات

جرمنی کا نفسیات کے بارے میں ایک مکتب فکر جس کی بنا ایم ورد یمر (M.Wertheimer)، کے کافکا (K.Kofka) اور ڈبلیو کوہلر (W.Kohler) نے رکھی۔ یہ مکتب فکر تحلیلی اور ایتلاتی طریق کار کا مخالف ہے۔ اس کا موقف "منظم کل" کا ہے اس کا کہنا ہے کہ اجزاء کا وجود کل سے پیشتر نہیں ہوتا بلکہ کل سے ہی اجزا کو شخصیت حاصل ہوتی ہے۔ اس نظریہ کا اطلاق طبیعی، نعلیاتی اور نفسیاتی سطح پر کیا گیا اور کہا گیا کہ تحسسات سے لے کر فکر کی اعلیٰ سطح تک گسٹالٹ کا اطلاق ہے۔

Gnosiology عرفانیات

نظریہ علم۔ اس کا تعلق علم کی ابتداء، حدود اور صحت سے ہے۔ یہ طریق کار مختلف علوم کے بنیادی تصورات سے بحث نہیں کرتا۔

Gnosis عرفان

ابتدا میں تو اس سے مراد محض علم تھا لیکن بعد میں اسے صرف اعلیٰ قسم کے مذہبی اور فلسفیانہ علم کیلئے مختص کر دیا گیا۔ یہ علم صرف چند برگزیدہ ذہین انسانوں کو نصیب ہو سکتا ہے۔ اس طریق کار میں عقلیت اور منطق کو چھوڑ کر وجدان کی طرف آنا پڑتا ہے۔ عارفین کا خیال ہے کہ کائنات کا سبب اولیٰ ایک روحانی ہستی ہے جو فہم انسانی سے بالا ہے اور اس کا ظہور صدور میں ہوتا ہے۔ یہ مادی دنیا سے بالکل الگ ہے کیونکہ مادی دنیا تو بدیوں کا گھر ہے جس سے بچ کر روح کی زندگی حاصل ہوتی ہے۔

Gobineau, Arthur de آرتھر ڈی گابینو

(1816- 1882) فرانسیسی مفکر جس نے ردی نسل (Nordic race) کی برتری کا دعویٰ کیا۔ وہ کہتا ہے کہ شروع میں اس نسل کے پاس حسن، ذہانت اور قوت تھی۔ جب اس کا میل دوسری نسلوں سے ہوا تو دوغلے پیدا ہوا جن میں حسن تھا لیکن قوت نہیں تھی قوت تھی لیکن ذہانت نہیں تھی یا اگر ذہانت تھی تو کمزور اور بدنما تھے۔

God خدا

مابعد الطبیعیات میں اسم ہے اعلیٰ ترین اور اخروی ہستی کیلئے جسے دینیات میں الہام اور ایمان کے زور پر اور فلسفیانہ مکاتیب فکر مثلاً تصوریت، وحدیت اور ثنویت میں عقل کے زور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت یا تو ذہنی تجربہ پر (کمال کی خواہش، انسان کی بے بسی، ضمیر، حکم اطلاقی، فرض کا احساس، اخلاق کیلئے خارجی بنیاد کی ضرورت) یا عقل کے مفروضوں پر (کونیاتی، طبعی دینی، غایتی، موجودیاتی دلائل) یا اس امر پر کہ خدا کا انکار ممکن نہیں بنی ہیں۔ خدا کے متعلق بے شمار نظریئے ہیں۔ بعض اسے غیر شخصی کہتے ہیں (وحدت الوجودیوں کا خیال) بعض اسے تشخصی کہتے ہیں (الیسن کا خیال) خدا کو انسانی

اقدار سے بالا بھی کہا جا سکتا ہے اور اس کے زیر بھی۔ اسے ایک دو یا کئی بھی کہا گیا ہے۔ اسلام توحید کا قائل ہے۔ زرتشت دو خداؤں کو مانتا ہے۔ مسیحیت میں تین خدا ہیں ہندو مت میں سینکڑوں خدا ہیں۔

دور وسطیٰ میں مدرسیوں کا خیال تھا کہ خدا کو ثابت کیا جا سکتا ہے چنانچہ اکیوناس (Aquinas) نے پانچ طریقے بتلائے۔ خدا کو محرک اول' سبب اولیٰ' فعل محض (Pure Act)' ناگزیر ہستی (جس کی ذات میں جوہر اور وجود ایک ہیں) اور مراتب موجودات ہیں آخری اور اعلیٰ ترین کڑی قرار دے کر اس نے خدا کی ہستی کے ثبوت مہیا کئے۔ یہ پانچوں کے پانچوں ثبوت اس امر پر مبنی ہیں کہ لامحدود رجعت (infinite regren) محال ہے۔

God-Building تعمیر خدا

(1905-07ء) کے انقلاب کی ناکامی کے بعد روس میں ایک مذہبی تحریک شروع ہوئی جس کا منشا تھا کہ سائنسی سوشلزم کو مذہب سے منسلک کر دیا جائے اور ایک ایسی قسم کا مذہب بنایا جائے جس میں خدا کی ضرورت نہ رہے اس تحریک کے حامیوں کا خیال تھا کہ اس مقصد کیلئے مارکسزم سے رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس تحریک کا بانی بوگڈانو (Bogdanov) تھا۔ لیکن لینن اس کا مخالف ہے وہ کہتا ہے کہ خدا کو ثابت کرنے کا طریقہ خواہ کیسا ہی لطیف اور ترقی یافتہ کیوں نہ ہو ایک قسم کی رجعت پسندی ہے۔

God-seeking تلاش خدا

روس میں یہ تحریک (1905-07) کے انقلاب کی ناکامی کے بعد شروع ہوئی اس میں بوژوا دانشور شامل تھے۔ برڈیویو (Berdyayev) کا نام اس سلسلہ میں لیا جا سکتا تھا۔ اس تحریک کے بانی مسیحیت کو دوبارہ زندہ کرنا چاہتے تھے اور نئے رویئے (New atitude) کے خواہاں تھے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ زندگی کا مقصد تلاش خدا ہے۔ تاریخ کا منشا بھی انسانی زندگی میں خدا کا اثبات تھا اور ایک قسم کی الہیاتی انسانیت کو تشکیل کرنا تھا۔ یعنی ایسا معاشرہ جو مذہبی اصولوں پر چلے۔ ایسا معاشرہ اور طرز حیات' محبت' انکساری اور صبر سے حاصل ہو سکتا ہے۔ تلاش حق کے حامی غیر عقلیت' معرفت اور الہام کے قائل تھے۔ چونکہ اسے نظریہ کی زد مارکسزم پر پڑتی تھی اکتوبر 1917ء کے انقلاب کے بعد یہ تحریک ختم ہو گئی۔

Godel, Kurt کرٹ گوڈل

آسٹریا کا منطقی اور ماہر ریاضیات۔ اس نے ریاضیاتی منطق کے کئی مسائل حل کر دیئے ہیں۔ پہلے یہ وی آنا کی یونیورسٹی میں تھا بعد میں امریکہ چلا گیا۔ گوڈل نے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچا دی کہ کوئی صوری نظام مکمل نہیں ہو سکتا اس میں کوئی نہ کوئی ایسے قضایا ہوتے ہیں جنہیں نہ تو ثابت کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ادا کیا جا سکتا ہے اس خیال کا نتیجہ یہ نکلا کہ سائنسی علم کو کاملاً صوری نہیں بنایا جا سکتا۔ گوڈل منطقی اثباتیت سے متاثر ہے گو موضوعیت کو تسلیم نہیں کرتا۔

Goethe, Johann Wolfgang جون ولف گانگ گوئٹے

(1749- 1832) جرمن شاعر اور مفکر۔ اس کے فلسفہ نے یورپ کے خیالات پر گہرا اثر ڈالا۔ اس نے اس امر پر زور دیا کہ نظریہ اور تجربہ ایک ہیں۔ دنیا اور وقوف کیلئے اس کا اساسی اصول تھا کہ 'پہلے سبب آیا'۔ قوانین قدرت کو خارجی مانتا تھا اور سپائنوزا کی طرح وحدت الوجود کا قائل تھا۔ ارتقا کو بھی تسلیم کرتا تھا۔ ہر مظہر میں وہ کہتا تھا منفی اور مثبت پہلو موجود ہیں اور ان کے تعامل سے نئے اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔ منفی پہلو کو بھی وہ تعمیری مانتا تھا۔ حرکت کہتا تھا کہ مادہ کا خاصہ ہے لیکن حرکت کو حیاتی طاقت بتلاتا تھا اس لئے مکمل طور پر مادہ پرست نہ تھا۔ اس کے جمالیاتی نظریوں' ڈراموں اور شاعری نے دنیا کے آرٹ کو متاثر کیا ہے۔

Gogotsky, Sylvestr Sylvestrovich
سلوسٹر سلوسٹروچ گوگوٹسکی

(89-1813) روسی تصوریتی فلسفی، مذہب کا دلدادہ تھا لہٰذا اس نے مادیت پر اعتراض کئے اور کہا کہ مادیت، الحاد کا پیش خیمہ ہے۔ وہ کہتا تھا کہ فلسفہ کا مقصد خدا کو مادی اور روحانی زندگی کا عقلی اور تخلیقی سبب اول قرار دینا ہے۔ خدا کا تصور پیدائشی ہے اور اسے انسانی وقوف سے علیحدہ نہیں کر سکتے۔ انسانی علم اسی تصور سے پیدا ہوتا ہے۔

Good خیر

اخلاقیات میں اس سے مراد اخلاقی طور پر قابل تحسین سیرت، فعل یا محرک ہے۔ خیر داخلی یا خارجی ہو سکتا ہے۔ خارجی چیز کا دارومدار کسی داخلی یا اخروی خیر پر ہوتا ہے مثلاً دولت خارجی چیز ہے اور یہ خیر اس لئے ہے کہ زندگی کی بقاء کیلئے ضروری ہے۔ زندگی، داخلی یا اخروی خیر ہے اور دولت چونکہ اس خیر سے واسطہ رکھتی ہے اس لئے خارجی خیر ہوگی۔ داخلی خیر فی نفسہ خیر ہوتی ہے۔

حقیقتیوں (Realists) کا کہنا ہے کہ خیر کا انحصار انسانوں پر نہیں لہٰذا خیر وہ ہے۔ (1) جو لائق خواہش ہو یا خواہش اور دلچسپی کو پیدا کر سکے۔ (2) لائق خواہش کی صفت یا افعال کا مقصد بننے کی صلاحیت رکھتی ہو۔ (3) جس کی خواہش کی جانی چاہئے یا (4) جسے موجود ہو، چاہئے۔ جو لوگ خیر کا دارومدار انسانوں پر سمجھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ خیر یا تو جزوی طور پر یا کاملاً" انسانوں پر منحصر ہے۔

مارکسی مادی اور روحانی خیر میں فرق بتلاتے ہیں۔ مادی خیر انسان کی مادی ضرورتوں کو پورا کرتی ہیں مثلاً خوراک، پوشاک اور مکان۔ روحانی خیر میں علم، ثقافت اور اخلاقی نیکی شامل ہیں۔ اعلیٰ ترین خیر ان لوگوں کے مطابق خود انسان ہے جو مادی اور روحانی خیر کا خالق ہے۔ کئی خیر طبقاتی ہیں مثلاً جو شے استحصال کنندہ کیلئے خیر ہے وہ ان لوگوں کیلئے جن کا استحصال ہو رہا ہے بد ہو گی۔

Good & Evil خیر و شر

مارکسیوں کے نزدیک خیر و شر کا منشا معاشی مظاہرات اور انسانی کردار کا اخلاقی محاسبہ پیش کرنا ہے۔ خیر تو وہ ہے جسے معاشرہ اخلاقی سمجھتا ہے اور قابل تقلید کہتا ہے شر اس کے الٹ ہے۔ بوژوا اخلاقیات میں نیک و بد کو ابدی، غیر متغیر اور مادی حالات سے بالا سمجھا جاتا ہے اور ان کا تعلق یا تو احکام الٰہی سے یا اخلاقی حکم سے جوڑ دیا جاتا ہے مثلاً کانٹ کا کہنا ہے کہ نیکی سے مراد حکم اطلاقی کی پیروی ہے اور حکم اطلاق کا تعلق نہ انسان کے خارجی مادی معاشی حالات سے ہے اور نہ ہی انسان کے تاثرات سے۔ بوژوا اخلاقیات کا خاصہ ہے کہ وہ استحصال کا جواز ڈھونڈتی ہے اور نو آباد کاری نظام کو اخلاقی بتاتی ہے۔ لیکن یہ نظام اخلاق دو قسم کا ہوتا ہے ایک اپنے ملک کیلئے دوسرا اطاعت گزار نو آبادیات کیلئے۔ مارکسی کہتے ہیں کہ اخلاقی اصول عارضی اور اضافی ہوتے ہیں۔ ان کا تعلق انسان کے ماحول یعنی مادی معاشی ماحول سے ہوتا ہے۔

Good, Highest خیر عظمیٰ

وہ خیر جو اعلیٰ ترین ہو اور چھوٹے خیور پر حاوی ہو۔ افلاطون کیلئے یہ خیر عظیم ترین عین (idea) (Supereme) یا موجودات کی کلیت ہے۔ ارسطو سعادت کو جس سے مراد تمام عقلی قوا کی توازنی تشفی ہے خیر عظمیٰ کہتا تھا۔ ابیغوری مسرت کو۔ کانٹ فرض کی ادائیگی کو اور اکیوناس (Aquinas) خدا کی تابعداری کو خیر عظیم کہتے تھے۔

Gorgias گارگیاس

(480-375 ق م) صاحب فصاحت و بلاغت، مقرر اور فلسفی۔ سسلی کا رہنے والا تھا۔ مکتب فکر کے لحاظ سے سوفسطائی تھا۔ ارتیابیت پسند (Sceptic) بلکہ لاادریت (agnosticism) کا حامی تھا۔ جمہوریت چاہتا تھا لیکن غلامی کے حق میں تھا۔ اپنی کتاب "نیچر کے

بارے میں یا اس کے متعلق۔ جو کچھ نہیں"
(On Nature or on that Which is Not)
گارگیاس کہتا ہے "اول تو کوئی چیز حقیقی نہیں۔ اور اگر کوئی چیز حقیقی ہو تو اس کا علم نہیں ہو سکتا اور اگر علم ہو سکتا ہے تو اسے دوسروں تک پہنچایا نہیں جا سکتا۔" اس کے ایک شاگرد ایلکی ڈیمس (Alcidamas) نے غلامی کی بڑے شدومد سے مخالفت کی اور کہا کہ خدا نے سب آدمیوں کو آزاد پیدا کیا ہے قدرت نے کسی کو غلام نہیں بنایا۔

Granovsky, Timofei Nikolayevich
تیموفی نکلوی وچ گرینووسکی

(1813-1855) روسی ماہر تاریخ اور ماہر معاشریات۔ یہ کہتا تھا کہ تاریخی عمل، قدرت کے خارجی اصولوں کے تابع ہے۔ یہ خارجی اصول اخلاقی مقاصد ہیں جنہیں حاصل کرنے میں مقتدر انسانوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ عوام کا بھی اپنا مقام ہے لہٰذا تقدیر بے معنی مسئلہ ہے کیونکہ اسے تسلیم کرنے سے انسان اپنی ذمہ داریوں سے گریز کر جاتا ہے تاریخ میں جغرافیہ کو بڑی اہمیت ہے لہٰذا جغرافیائی عوامل پر سائنسی طریقے سے ریسرچ ہونی چاہیے۔

Greatest Happiness بڑی سے بڑی مسرت

اخلاقیات میں بعض لوگ بنی نوع انسان کا مقصد حیات 'بڑی سے بڑی تعداد کی بڑی سے بڑی مسرت' بتلاتے ہیں۔ ابیقورس اور روسیو کہتے تھے کہ خیر عظیم سے مراد طمانیت اور سکون قلب سے لے کر مسرت تک کی نفسی کیفیت کو حاصل کرنا ہے۔ بینتھم (Benthem) اور مل کے نزدیک اکثریت کی بھلائی یا معاشرے کی بحیثیت مجموعی بہبودی خیر عظمیٰ ہے۔ مل نے اپنی کتاب افادیت (Utilitarianism) میں 'بڑی سے بڑی تعداد کی بڑی سے بڑی مسرت' کو مقصد حیات قرار دیا ہے۔ گرین (Green) کہتا ہے کہ جس فلسفہ نے جدید دنیا کی سب سے نمایاں طور پر خدمت کی ہے اس کا نام افادیت ہے۔ افادیت نے اس امر کا اعلان کیا کہ بلا تفریق طبقہ و شخصیت، نوع انسان کا فائدہ ہی ایک ایسا معیار ہے جس کو پیش نظر رکھ کر اطاعت و پابندی کے متعلق تمام مطالبات کی تحقیقات کرنی چاہیے۔

Green, Thomas Hill ٹامس ہل گرین

(1836-1882) نوہیگلی تصوریت پسند مفکر اور ماہر اخلاقیات۔ افادیت اور ارتقائیت دونوں کا مخالف تھا۔ عقلی ذات کو وہ اس وجہ سے تسلیم کرتا تھا کہ تحسسات سے ان مقولوں کو اخذ نہیں کیا جا سکتا جن کی بدولت غور و فکر ممکن ہے اور چونکہ ہم اپنے آپ کو کسی بڑے کل (Whole) سے وابستہ پاتے ہیں یہ کل اور علائق ہمارے پیدا کردہ نہیں بلکہ یہ کسی ہمہ گیر ذہن کی نشاندہی کرتے ہیں۔

اخلاق اور فلسفہ میں گرین کا استاد ہیگل ہے اور ہیگل کا پیش رو کانٹ تھا۔ کانٹ صرف ادراک کے بل پر حکم اطلاقی وضع کرتا ہے اور جذباتی زندگی کو بیکار سمجھ کر اسے نظر انداز کر دیتا ہے۔ اس طرح کانٹ کے ہاں عقل اور جذبہ کی ثنویت پیدا ہو جاتی ہے ہیگل اس دوئی کو یوں دور کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ کائنات کی حقیقت روح یا فکر ہے جو ارتقائی منازل طے کرتی ہوئی زیادہ سے زیادہ واضح ہوتی جاتی ہے۔ پس حقیقت روح بھی ہے اور تاریخ بھی۔ گرین نے اس نظریہ کو اپنایا اور انگلستان میں رائج کیا۔ گرین کہتا تھا کہ مطلق حقیقت صرف مطلق ذہن ہی نہیں بلکہ اخلاقی شخصیت ہے جس میں خیر، حسن اور صداقت موجود ہیں۔

Grotius Hugo ہیوگ گروٹ

(1583-1645) ڈچ ماہر قانون۔ ماہر معاشریات اور سیاستدان۔ اس نے معاہدہ عمرانی اور فطری قانون کا نظریہ پیش کیا۔ اپنی مشہور کتاب De jure Belli et Pacis میں کہتا ہے کہ قانون اور ریاست دونوں ارضی ہیں سماوی نہیں۔ ریاست کی بنیاد معاہدہ عمرانی پر ہے۔ اس نے ناقابل فسخ اور قابل فسخ فطری

قوانین میں تمیز کی۔ یہ کتاب بین الاقوامی قانون میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

Gurvitch, Georges جارج گروچ

(1894-   ) فرانسیسی ماہر معاشریات۔ روس میں پیدا ہوا 1917ء میں واپس فرانس چلا گیا۔ اس نے جزوی معاشریات (Micro-Sociology) کی بنا ڈالی۔ جو مظاہر کے ہر پہلو کو لیتی ہے اور کسی ایک کو اساسی نہیں سمجھتی۔ اسی لئے مارکسی اسے پسند نہیں کرتے وہ تو مادی معاشی اسباب کو اساسی سمجھتے ہیں اور باقی کو فروعی حیثیت دیتے ہیں۔

Guilt گناہ

اخلاقیات میں ایسا کردار جو اخلاقی و امر و نواہی کی خلاف ورزی سے پیدا ہوتا ہے کوئی اخلاقی جرم جو فرض کی نادائیگی سے سرزد ہوتا ہے۔ اخلاقیات میں احساس جرم تب پیدا ہوتا ہے جب انسان کو یہ پتہ چلتا ہے کہ اس نے کوئی اخلاقی اصول توڑ ڈالا ہے۔ یا اس کے اپنے جذبات اور احساسات کسی اخلاقی اور سماجی معیار کے ساتھ ٹکرا رہے ہیں۔

Guna گن (سنسکرت)

اس سے مراد خاصیت ہے اس خاصیت کا تعلق جوہر سے ہوتا ہے جو بطور اساس کام دیتا ہے۔ ہندو فلسفہ میں اس کی کئی قسمیں بتلائی گئی ہیں۔ کئی گن تو اساسی ہیں اور کئی فروعی۔ ان کی تعداد کی متعلق بھی اتفاق نہیں۔ کوئی ان کی تعداد چوبیس بتلاتے ہیں اور کوئی تین۔

Guru گورو (سنسکرت)

اس سے مراد استاد، روحانی رہنما۔

H

Habit عادت

وہ افعال و اعمال جو تکرار سے خود کار اور غیر ارادی بن جاتے ہیں۔ ان کا تعلق زندگی کے مخصوص مقامات یا ماحول سے ہوتا ہے بعض عادتیں عملی زندگی میں کار آمد ہوتی ہیں۔ لیکن جب تک عادتوں کو شعوری طور پر حاصل نہ کیا جائے انہیں دوسروں تک منتقل نہیں کیا جا سکتا۔ اعلیٰ قسم کی عادتوں میں پہلے انکے ترکیبی اجزاء پر غور و خوض ہوتا ہے اور پھر انہیں اس طرح منظم کیا جاتا ہے کہ خارجی دنیا سے ان کا تعلق قائم ہو جائے اور وہ ان ضرورتوں کو پورا کر سکیں جن کے پیش نظر ان عادتوں کو قبول کیا گیا تھا۔ اس صورت میں انسان کا کنٹرول عادتوں پر رہتا ہے اور وہ عادتوں کا غلام نہیں ہو جاتا۔

مابعد الطبیعات میں ارسطو کے دس مقولوں میں سے ایک عادت ہے۔ ہیوم (Hume) کے ہاں یہ علیت کی اساس ہے۔ پیئرس (Pierce) اسے فطری قانون کا مرکزی اصول سمجھتا ہے۔

Habit-Memory عادتی حافظہ

حفظ کردہ شے کو محفوظ رکھنا اور وقت پر اسے دہرا دینا۔ لیکن اس میں شناخت کا پہلو نہیں ہوتا جو حافظہ میں ہوتا ہے۔ مثلاً نظمیں یاد رہ جاتی ہیں لیکن شناخت نہیں ہوتی۔

Haecceity ھذیت

یہ اصطلاح ڈنس سکاٹس (Dums Scotus) کی ہے۔ اس سے مراد عام جوہر کا انفرادی مخصوص حالت کو اختیار کرنا ہے۔ ایک ہی جماعت میں کئی افراد شامل ہوتے ہیں اور ہر فرد دوسرے سے الگ ہوتا ہے جو چیز انفرادی اختلافات کا موجب بنتی ہے یا فرد کو انفرادی حیثیت بخشتی ہے ھذیت کہلائے گی۔

Haeckel, Ernst Heinrich

ارنسٹ ہینرک ہیکل

(1834-1919) جرمن ماہر حیاتیات۔ جینا (Jena) یونیورسٹی میں پروفیسر۔ ڈارون کی پشت پناہی میں مشہور ہے۔ ڈارون کے نظریہ ارتقا پر اس نے مادیتی وحدت کا

فلسفہ کھڑا کیا- یہ فلسفہ اس کی کتاب 'کائنات کا معمہ' (The Riddle of the Universe) میں موجود ہے- وہ بے جان اور جاندار اشیا کی اکائی تسلیم کرتا تھا اس لئے الہامی مذاہب کے مخالف تھا- خدا' آزادی اور حیات بعد الموت کا قائل نہ تھا وہ فطری مذہب چاہتا تھا جس کی بنیاد صداقت' خیر اور حسن پر ہو- اہل کلیسا نے اس کی مخالفت کی اور تصوریتی فلسفیوں نے بھی- لینن اس کی تعریف کرتا تھا اور اس کی کتاب کو بڑی اہمیت دیتا تھا-

Ha-Levi Judah **یہودا حالیوی**

(1080- 1140) یہودی شاعر اور فلسفی- اس کی کتاب 'الخضری' مکالمے کی صورت میں ہے اس میں مذہب (یہودیت) کی حقانیت کے دلائل موجود ہیں- فلسفہ کی کمزوریاں عیاں کی گئی ہیں اور الہامی صداقتوں کی برتری منطقی صداقتوں پر ثابت کی گئی ہے- وجدان کو عقل پر ترجیح دی گئی ہے اور یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ پیغمبر انسانیت کا مکمل نمونہ ہوتے ہیں- یہودیوں کو خاص اہمیت دی گئی ہے اور ان کا مقام یوروشلم بتلایا گیا ہے-

Hallucination **واہمہ**

غلط ادراک کی ایک قسم ہے- اس حالت میں کوئی شے دیکھی جاتی ہے جبکہ سرے سے کوئی شے موجود نہیں ہوتی- بسا اوقات ذہنی مریض آوازیں سنتے ہیں جبکہ کوئی آواز نہیں ہوتی اور بھوت پریت' جنات وغیرہ اور انسان بھی دیکھتے ہیں جبکہ ایسی کوئی چیز اس جگہ نہیں ہوتی-

Hallucination, Negative **منفی واہمہ**

غلط ادراک کی ایک قسم ہے- کوئی شے پڑی ہوئی ہوتی ہے لیکن مریض نہیں دیکھ پاتا آواز کے سلسلے میں بھی یہی ہوتا ہے آواز تو ہے لیکن مریض اسے نہیں سن رہا-

Hamann, Johann George
جون جارج حامن

(1730-88) جرمن تصوریتی فلسفی- کانٹ کا دوست اور اسی کے وطن کونگزبرگ (Konigsberg) کا رہنے والا ہے- عقلیت اور تنویر (Enlightenment) کا دشمن تھا اور معرفت اور وجدان کا حامی تھا- کانٹ کے ناقدانہ فلسفہ کو ناکام سمجھتا تھا کیونکہ اس میں عقل کو روایت' عقائد اور تجربہ سے بالا رکھا گیا ہے ضدوں کی وحدت (Unity of Opposites) کے اصول کو تسلیم کرتا تھا اور اس لحاظ سے اس نے فختے (Fichte)' شیلنگ (Schelling) اور ہیگل (Hegel) کی جدلیات پر اثر ڈالا-

Hamilton, William **ولیم ہملٹن**

(1788- 1856ء) سکاٹ لینڈ کا تصوریتی فلسفی اور منطقی- اشیا کے وجود کا دارومدار وقوف پر بتلاتا تھا- وہ کہتا تھا کہ مطلق حقیقت کو ماورائی الہام سے جان سکتے ہیں- کانٹ کی طرح بدیہات کو تسلیم کرتا تھا اور اخلاقیات کو ایمان (Faith) کی اساس کہتا تھا-

اس نے منطق میں محمول کی تعین مقدار (Qualification) کا نظریہ پیش کیا- اس طرح استنتاج تو مساوات میں اور منطق احصا میں تحویل ہو گئی- اس لحاظ سے وہ موجودہ ریاضیاتی منطق کا پیشرو ہے-

Han Fei Tzu **ہین فائی زو**

(-233 ق م) ہون زو (Hsun Tzu) کا شاگرد تھا- چینیوں کا سب سے بڑا قانون کا فلسفی تھا- وہ کہتا تھا کہ ریاست قوانین پر چلنی چاہئے-

Happiness **مسرت**

کانٹ کے اخلاقی نظام میں مسرت ایک امکان کی شکل میں موجود ہے- اس کے حصول میں کانٹ کو دلچسپی نہ تھی- اس کا امکان' آزادی کے بدیہی اصولوں پر موقوف ہے- ان اصولوں سے فرد کو وحدت نصیب ہوتی ہے اور اپنی ذات میں طمانیت اور توازن ملتا ہے کانٹ کہتا ہے "اصلی مسرت میرے آزاد ارادے پر

منحصر ہے اور حقیقی طمانیت، آزادی کے شعور میں حاصل ہوتی ہے۔"

Harmony Pre-established
پیش ثابت ہم آہنگی

ابتدا سے ہی اللہ تعالیٰ نے روح اور جسم میں ہم آہنگی پیدا کی ہوئی ہے۔ ڈیسکارٹ کی ثنویت نے اس ضمن میں مشکل پیدا کر دی وہ کہتا تھا کہ روح اور جسم کی صفات ایک دوسرے سے بنیادی طور پر الگ ہیں۔ اگر یہ بات صحیح ہو تو پھر دونوں اکٹھے مل کر کیسے کام کرتے ہیں۔ ڈیسکارٹ نے اس مشکل کو دور کرنے کے لئے موقعیت (Occasionalism) کا نظریہ پیش کیا جس کی رو سے جب جسم یا روح میں کوئی عمل پیدا ہوتا ہے تو خدا مداخلت کرتا ہے اور دوسرے کو اس کے مطابق کر دیتا ہے۔ لائبنیز (Leibniz) کہتا ہے کہ افرنیش سے پہلے خدا کو علم تھا کہ کونسا جسم اور کونسی روح ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہو سکتے ہیں اور اس نے انہی اجسام اور انہی ارواح کو اکٹھا کیا تاکہ پوری ہم آہنگی سے کام چلے۔ لائبنیز روح اور جسم کی مثال دو گھڑیوں کی دیتا ہے جب ایک میں بارہ بجتے ہیں دوسری میں بھی بارہ بجتے ہیں۔ دونوں گھڑیوں میں ہم آہنگی ہے گو وہ ایک دوسرے پر کسی حیثیت سے اثرانداز نہیں ہو رہیں۔

Hartley, David ڈیوڈ ہارٹلے

(1705- 1757) انگریز ماہر طبیعیات۔ مادہ پرست فلسفی، نظریہ تلازم خیالات کیلئے مشہور ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ جب بیرونی اشیا حواس کو متاثر کرتی ہیں تو ذہن میں مادہ کے چھوٹے چھوٹے ذروں سے ارتعاش پیدا ہوتا ہے۔ یہ ارتعاش ایک ذرے سے دوسرے ذرے تک ایتھر سے پہنچتا ہے اور یہی تحسسات کا اصلی سبب ہے۔ جس تواتر سے ارتعاش پیدا ہوتا ہے اسی تواتر سے تحسسات آتے ہیں۔ لیکن ہارٹلے کہتا ہے کہ خیالات اور ارتعاش ایک ہی شے نہیں۔ ارتعاش تو مادی ہیں خیالات غیرمادی اور نفسی ہیں۔

ہارٹل سے نفسیات میں تلازم خیال کا مکتب فکر پیدا ہوتا ہے۔ اس نظریہ نے بینتھم اور مل (Mill) کو متاثر کیا۔

Hartman, Edward Von
ایڈورڈ وان ہارٹ مین

(1842- 1906) جرمن تصوریتی فلسفی۔ جدید فلسفہ کے غیر عقلیت (Irrationalism) اور ارادیت (Voluntarism) کے مکاتیب فکر کا پیشرو۔ وہ کہتا تھا کہ موجودات کی بنا لاشعور پر ہے۔ اخلاقیات میں بھی یہی تصور کارفرما ہے۔ خوشی کی خواہش ناخوشی کا پیش خیمہ ہے اور خواہشات کی نفی ہی الم کو ختم کر سکتی ہے۔ الم سے بچنے کیلئے تین التباسات کو چھوڑنا ہوگا۔ یہ التباسات ہیں دنیوی خوشی، عقبیٰ کی خوشی اور معاشرے کی اصلاح سے خوشی۔ یعنی خوشی نہ دنیا میں نصیب ہو سکتی ہے نہ حیات بعد الموت میں اور نہ ہی معاشرے کو بہتر بنانے سے۔

اس کی تصانیف جرمن میں ہیں انگریزی میں ایک کا ترجمہ ہوا ہے اس کا نام ہے 'لاشعور کا فلسفہ'
Philosophy of the Unconsciousness

Hartman, Nikolai نکولائی ہارٹ مین

(1882- 1950ء) جرمن حقیقتی (Realist) فلسفی ماربرگ کے مکتب فکر سے تعلق رکھتا تھا۔ کئی یونیورسٹیوں میں پروفیسر رہ چکا ہے۔ انیسویں صدی کی تصوریت اور وحدیت کا مخالف تھا اور ماورائیت اور الہیت کا معترض تھا۔ اخلاقیات میں اس نے بڑا کام کیا ہے۔

اس کے فلسفہ میں غیر عقلیت (Irrationalism) اور لاادریت (Agnoticism) کے جرم پائے جاتے ہیں کیونکہ اس کا کہنا ہے کہ موجودات کے بنیادی اشکال ناقابل فہم ہیں۔ اس نے فطرت اور روح کا فلسفہ تعمیر کیا۔ اخلاقیات پر کتاب لکھی۔ اقدار، جمالیات اور علم

پر بھی اس کی تحریریں موجود ہیں۔

احصاء لذتی Hedonic Calculus

اس نظریہ کا تعلق بینتھم (Benthem) سے ہے جو کہتا ہے کہ سوائے لذت کے اور کوئی شے قابل خواہش نہیں۔ اس لیے ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ لذت کی کثیر سے کثیر تعداد حاصل کرے ایک لذت کو دوسری پر فوقیت دیتے وقت شدت 'مدت بقاء' دائرہ اثر' تیقن' ثمر بخشی' پاکیزگی اور قرب کا خیال رکھنا چاہیے۔ پس عملی زندگی میں مستقل لذت کو عارضی لذت پر' وسیع تر لذت کو کم وسیع لذت پر' قریبی لذت کو دور کی لذت پر اور اس لذت کو جو الم سے منزہ ہو اس لذت پر جس میں الم کی امیزش ہو ترجیح حاصل ہے۔

اس نظریہ کی تہہ میں مفروضہ یہ ہے کہ لذتوں کو جمع کیا جا سکتا ہے اور ایک لذت کا دوسرے سے مقابلہ ہو سکتا ہے اور صائب فعل وہ ہے جو کسی دوسرے کے مقابلہ میں زیادہ مسرت یا کم الم کو پیدا کرے۔ ان سب مفروضوں پر اعتراضات ہو چکے ہیں اور انہیں کسی حد تک رد کر دیا گیا ہے۔

لذتیت اخلاقی Hedonism, Ethical

اخلاقی لذتیت کا کہنا ہے کہ لذت ہی فی نفسہ خیر ہے اور اسے حاصل کرنا زندگی کا مقصد عظمیٰ ہے۔ اس کی دو اقسام ہیں ایغوئی (egoistic) اور عمومی (Universalistic) اول الذکر کی رو سے ہر شخص کو ذاتی لذت کا طالب ہونا چاہیے۔ اس خیال کے دعویدار سیرینہ اور ابیقوریہ تھے۔ انگریزی میں ہابس اس نظریہ کی تائید کرتا ہے۔ عمومی لذتیت کا موقف اس کے برعکس ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ زندگی کا مقصد ذاتی اور شخصی لذت نہیں بلکہ تمام بنی نوع انسان کی لذت ہے۔

عمومی لذتیت خود بھی دو حصوں میں تقسیم ہو جاتی ہے ارتقائی اور غیر ارتقائی۔ پہلی قسم کا دارومدار مسئلہ ارتقاء پر ہے۔ اسپنسر' سٹیفن اور الیگزینڈر اس کے مدعی ہیں۔ دوسری قسم مل' بینتھم اور سجوک نے پیش کی ہے۔

لذتیت نفسیاتی Hedonism, Psychological

اس نظریہ کی رو سے ہر شخص فطری و طبعی طور پر لذت کو چاہتا اور الم سے بھاگتا ہے۔ بینتھم کہتا ہے "خدا نے انسان کو لذت و الم دونوں کے زیر فرماں بنایا ہے۔ اس لیے ہم اپنے تمام افکار میں انہیں دونوں کو اپنا مذہب بنائے ہوئے ہیں اور ہمارے تمام احکام اور زندگی کے تمام مقاصد کا مرجع یہی دونوں ہیں اور جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس نے اپنے نفس کو ان دونوں کے اثر اور حکم سے آزاد کر لیا ہے۔ تو سمجھ میں نہیں آ سکتا کہ وہ کیا کہتا ہے کیونکہ انسان کا مقصد وحید ایسے وقت میں بھی جب کہ وہ بڑی سے بڑی لذت کو چھوڑتا اور سخت سے سخت الم کو قبول کرتا ہے طلب لذت اور ترک الم کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا۔"

لذتیتی ابتعاد Hedonistic Paradox

نظریہ لذتیت میں بظاہر تضاد نظر آتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ لذتیوں کا کہنا ہے کہ چونکہ لذت ہی اکیلی چیز ہے لہٰذا اسے ہی طلب کرنا چاہیے لیکن جب لذت کو طلب کیا جاتا ہے تو لذت ہاتھ نہیں آتی۔ سجوک (Sidgwick) کا کہنا ہے کہ اگر لذت کا تعاقب کیا جائے تو لذت بھاگتی ہے اور اگر لذت کو چھوڑ دیا جائے تو لذت پیچھا کرتی ہے۔ لذت کو حاصل کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ان اشیا کو طلب کیا جائے جن کے حاصل ہونے پر لذت محسوس ہوتی ہے۔ اسی طرح الم کو ترک کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ وہ اشیا جو الم کا موجب بنتی ہوں انہیں چھوڑ دیا جائے۔

جارج ولہلم فریڈرک ہیگل Hegel,Georg Wilhelm Friedrich

(1831-1770) جرمن تصوریتی فلسفی اور پروفیسر۔ جینا (Jena) میں فلسفہ کا پروفیسر تھا لیکن جب نپولین نے حملہ کیا تو اسے بھاگنا پڑا۔ پھر یہ بیمبرگ

(Bamberg) آ گیا جہاں دو سال تک ایک اخبار کا مدیر ہونا۔ اس کے بعد آٹھ سال تک نرن برگ (Nurnberg) میں ڈائریکٹر رہا۔ 1816ء میں ہائیڈل برگ میں فلسفہ کا پروفیسر مقرر ہوا اور پھر برلن میں فختے (Fichte) کی جگہ پروفیسر بن گیا۔ 1831ء میں ہیضہ سے مرگیا۔ اس کی تصانیف درج ذیل ہیں۔

منطق	1-Logic.
مظہریات	2-Phenomenology.
فلسفہ نفس	3-Philosophy of Mind
تاریخ فلسفہ	4-History of Philosophy
صائب کا فلسفہ	5-Philosophy of Right

ہیگلیت Hegelianism

ہیگل کا فلسفہ نظریہ بھی ہے اور طریقہ بھی اور چونکہ یہ دونوں ایک دوسرے سے گڈ مڈ ہو گئے ہیں ہیگل کو سمجھنا خاصہ مشکل ہو گیا ہے۔ اس کا طریقہ تو جدلیات تھا۔ جس میں دعویٰ، جواب دعویٰ اور ترکیب آتے ہیں۔ دعویٰ مثبت میں ہوتا ہے اور جواب دعویٰ اس کی نفی میں۔ ان دونوں کے درمیان تناقض (Contradiction) کا رشتہ نہیں ہوتا بلکہ تضاد (Contraries) کا۔ جدلیات کا اطلاق بھی مادی حالات پر ہوتا ہے جو ایک دوسرے کی ضد تو ہو سکتے ہیں لیکن نقیض نہیں ہو سکتے۔ ترکیب سے دعویٰ اور جواب دعویٰ کی صداقت اخذ کر کے اسے ایک نئے جملے میں پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن معاملہ ایک ہی ترکیب میں ختم نہیں ہو جاتا ہے بلکہ یہ ترکیب خود دعویٰ بن جاتی ہے کسی نئے جواب دعویٰ کیلئے۔ ان دونوں سے ایک نئی ترکیب پیدا ہوتی ہے یہ سلسلہ چلتا جاتا ہے ہر منزل پر تضاد کم سے کم ہوتا ہے حتیٰ کہ ایک ایسی ترکیب پر پہنچ جاتے ہیں جس کا جواب دعویٰ ممکن نہیں۔ کیونکہ اب ہر قسم کے تضاد سے خلاصی پا لی گئی ہے اس آخری ترکیب کو مطلق حقیقت کہتے ہیں۔ یہ تضاد سے منزہ ہے اور ہر قسم کی صداقت کی حامل ہے۔ پس ہیگل جدلیاتی طریقہ سے نظریہ حقیقت پر پہنچتا ہے جسے خارجی تصوریت کہا جاتا ہے۔

مارٹن ہیڈیگر Heidegger, Martin

(1889-) جرمن وجودیت کا بانی اور مبلغ۔ اس نے اپنا مقالہ ریکرٹ (Richert) کی رہنمائی میں لکھا۔ ہسرل (Husserl) کا معاون تھا اور ماربرگ (Marburg) اور فرائی برگ (Freiburg) میں پڑھاتا رہا ہے۔ ابتدا میں کانٹ اور ہسرل دونوں سے متاثر ہوا اور اس کی پہلی کتاب John Duns Scotus بھی روایتی طرز پر لکھی گئی ہے اس کی خواہش یہ تھی کہ ہستی (Being) کے مسئلہ کا مطالعہ ارسطو کی طرح کرے۔ ہستی سے ہیڈیگر کی مراد خدا یا مطلق حقیقت نہیں۔ ہستی امکانی ہے یعنی اپنی ذات کی امکانی قوت۔ انسان کائنات میں ایک وجود (Being in the world) ہے اس کا تعلق اشیاء سے بھی ہے اور دیگر انسانوں سے بھی۔ یہاں پر دو راہیں نکل آتی ہیں یا تو انسان مقرر کردہ راستہ اختیار کر کے گروہ میں گم ہو جائے یا اپنی راہ خود بنائے پہلی صورت اصلی (Authentic) زیست کی ہے دوسری لفظی (in-authentic) کی۔ انسان اس دنیا میں پھینکا گیا ہے وہ محدود بھی ہے اور لاچار بھی۔ اس کی زندگی موت کی طرف رواں دواں ہے محدودیت اور موت کے باعث زندگی کا اصلی مقام دہشت (Dread) ہے۔

ہیڈیگر کے فلسفہ میں تردد (Care) کو خاص مقام حاصل ہے۔ اسی تردد سے ماضی، حال اور مستقبل بنتا ہے۔ انسان کی دوڑ عدم (Nothingism) سے عدم کی جانب ہے لیکن وہ تردد کی وجہ سے زندگی میں پھنسا ہے۔ جب تک انسان یہ نہ سمجھ لے کہ وہ موت کے سامنے کھڑا ہے اس کی زندگی کے لمحے اہمیت حاصل نہیں کر سکتے۔

ہیڈیگر کے فلسفہ میں کیرکیگارڈ کی بے عقلیت اور ہسرل کی مظہریت موجود ہے۔

ہینرچ ہین Heine, Heinrich

(1797-1856) جرمن شاعر، انقلابی جمہوریت پسند،

مارکس کا دوست، اس نے پہلے پہل جرمن فلسفہ اور خاص طور پر ہیگل کے فلسفہ کے جدلیاتی نتائج نکالے۔ اس کا کہنا ہے کہ تاریخ فلسفہ میں جدل کے سوا کچھ بھی نہیں اور یہ جدل ہے روحانیت اور حساتیت کے درمیان۔ وہ اپنے آپ کو حساتیت کا حامی کہتا تھا اور اسی لیے مذہب اور تصوریت پر اعتراضات کرتا تھا اور ساتھ ہی جاگیرداری نظام اور ملوکیت پر بھی۔ وہ جمہوری انقلاب اور سوشلزم چاہتا تھا۔

Heisenberg Werner ورنر ہائیزنبرگ

(1901-   ) جرمن ماہر طبیعیات۔ کوانٹم (Quantum) کیمیا کا بانی۔ 1927ء میں اس نے لاتیقن (Uncertainity) کا تضائف (Correlatum) بیان کیا۔ اس کے بعد کوانٹم کیمیا اور جوہری طبعیات کے مسائل میں مصروف ہو گیا۔ 1950ء میں اس نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ مادہ کے ذرے اس کے اپنے ہی تفاعل سے پیدا ہوتے ہیں۔ خارجی حقیقت کو خودمختار نہیں مانتا بلکہ اسے مشاہدے کے تابع کر دیتا ہے اس نے اصول لاتعینیت (indeterminancy) وضع کیا ہے اور کہتا ہے کہ الیکٹران اور پروٹان کی حرکات میں لاتعینیت موجود ہے۔ بعض لوگ اس اصول کو آزادارادہ کے حق میں پیش کرتے ہیں۔

Helio Centricism & Geo-centricism
شمس مرکزیت اور ارض مرکزیت

زمین کے متعلق دو نظریے ہیں۔ اول الذکر کا کہنا ہے کہ زمین اپنے محور کے گرد گردش کرتی ہے اور دوسرے سیاروں کی طرح سورج کے گرد چکر کاٹتی ہے۔ یہ نظریہ باقاعدہ طور پر کوپرنیکس (Copernicus) نے پیش کیا۔ اس نے شواہد اور ریاضیات سے اس کا ثبوت بہم پہنچایا۔ بعد میں گلیلیو، کیپلر اور نیوٹن نے اس نظریہ میں ترمیمات کیں انہوں نے کہا کہ تمام کائنات ہمارے سورج کے گرد چکر نہیں کاٹ رہی بلکہ صرف ہمارا نظام شمسی ہے۔ اس نظریہ سے ارض مرکزیت کا نظریہ جسے افلاطون اور ارسطو کے علاوہ مسیحیت کی تائید حاصل تھی ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔

Helmholtz, Hermann Ludwig Ferdonand Von
ہرمن لڈوگ فرڈیننڈ ہلمہوز

(1821- 1894) جرمن ماہر موجودات حیویت (Vitalism) کا مخالف تھا اور عضویہ کو طبعی کیمیائی طریقوں سے مطالعہ کرتا تھا۔ اس نے فعلیات میں کئی چیزیں دریافت کیں۔ اس نے تہیجوں میں تہیج کی رفتار ناپنے کے طریقے بتلائے۔ حواس کا فعلیاتی مطالعہ پیش کیا اور ادراک مکانی کے قوانین وضع کیے۔ حواس کی مخصوص توانائی سے اس نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ تحسسات کو اصل شے کی نقل یا تمثال نہیں کہنا چاہیے یہ تو صرف علامتیں یا اشارے ہیں۔ اصل شے کے مثل نہیں۔

Helvtius, Claude Adrian
کلاڈ ایڈرئین ہلوٹیس

(1715- 1771) فرانسیسی فلسفی۔ اس کے فلسفہ کی بنیاد لاک (Locke) کی حساتیت (Sensationalism) پر ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ مادہ کا علم تحسسات سے ہوتا ہے۔ حافظہ بھی ایک قسم کا تحسس ہے۔ نفس تحسسات کے مجموعہ کا نام ہے۔ انسانی سیرت کا دارومدار ماحول پر ہے انسانی افعال کا واحد محرک ایغویت یا خود غرضی ہے اور ہر انسان ذہانت کے اعتبار سے مساوی ہے۔

Heraclitus ہیراقلیطس

(536- 475 ق م) یونانی فلسفی۔ اپنے زمانے کا برگسان (Bergsan)۔ اس کا کہنا ہے کہ تغیر ایک ابدی قانون ہے۔ ہر شے بدلتی ہے کوئی شے ایک مقام پر ٹھہری نہیں رہتی۔ وہ آگ کو مطلق حقیقت کہتا تھا اور

اسے مستقل حقیقت سمجھتا تھا۔ بادی النظر میں یہاں تضاد دکھائی دیتا ہے۔ ہیراقلیطس اسے تسلیم کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تضاد کائنات کی جان ہے۔ اسی سے کائنات کے پہیے چلتے ہیں۔ کائنات کی ہر شے رواں دواں ہے کوئی شے جامد نہیں ہر شے نموئی ہے۔

اخلاقیات اور علمیات اضافی ہیں۔ نیکی بدی میں تبدیل ہو سکتی ہے اور انصاف ناانصافی میں۔ علم کا بھی یہی حال ہے جو علم آج صحیح ہے وہ کل غلط ہو سکتا ہے۔

Herbartianism ہربارٹیت

ہربرٹ کا فلسفہ اور خاص طور پر اس کے تعلیمی اور نفسیاتی نظریئے۔ نفسیات میں ایم لیزرس (M.Lazarus) اور ایچ سٹینتھل (H.Stenthel) نے تعلیم میں ٹی زیلر (T.Ziller) اور ڈبلیو رین (W.Rein) نے فلسفہ میں ایم ڈروبش (M.Drobish) نے ہربرٹ کے خیالات کو آگے بڑھایا اور ان میں مناسب تبدیلیاں کیں۔ ہربرٹ کی طرح اس کے شاگرد بھی سائنسی طریق کار، ادراک اور ریاضیاتی منہاج پر زور دیتے تھے لیکن وہ نظریہ حقائق کے قائل نہ تھے۔

Herbart, Hohann Friedrick جون فریڈرک ہربرٹ

(1776- 1841) سائنسی علم التعلیم کا بانی خیال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس نے تعلیم کی بنیاد نفسیات پر رکھی۔ فلسفہ میں اس کا استاد فختے (Fichte) تھا۔ لیکن وہ فختے کی طرح ہر چیز کو ایک ہی ہمہ گیر اصول سے استخراج نہیں کرتا تھا بلکہ اصول عینیت کا سہارا لے کر کہتا تھا کہ الف الف ہے، یعنی ہر شے کی اپنی اصلیت ہے۔ آزادی اور تصوریت سے بھی انکار ہے۔ انسان اس لیے آزاد نہیں کہ اس کا انحصار ماحول پر ہے۔ وہ کہتا تھا کہ مظاہرات کے پیچھے 'حقائق' ہیں جو غیر متغیر اور مستقل ہیں۔ ان حقائق کی مدد سے مظاہر کے تضاد کو دور کیا جا سکتا ہے۔ مظاہر بدلتے رہتے ہیں لیکن حقائق مستقل بالذات ہیں اور ان میں کوئی تضاد نہیں۔ اخروی حقیقت وحدیتی ہے حقائق کا علم ممکن نہیں لہٰذا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ مادی ہیں یا روحانی۔

نفسیات اور فلسفہ میں کوئی فرق تسلیم نہیں کرتا تھا، چونکہ روح، اکائی اور غیر منقسم ہے اس لیے اس کی تشریح یا تحلیل نہیں ہو سکتی۔ پس نفسیات کو روح کی تشریح نہیں کہہ سکتے۔ البتہ نفسیات کے ذریعے روح کے ریاضیاتی اصول دریافت کیے جا سکتے ہیں۔

Herder, Johann Gott Fried جون گوٹ فرائیڈ ہرڈر

(1803-1744) جرمن فلسفی۔ ادیب اور نقاد۔ تعلیم کونزبرگ (Konigsberg) کی یونیورسٹی میں پائی جہاں کانٹ پر لیکچر لیے۔ موجودہ دور کی مذہبی انسان دوستی کا بانی خیال کیا جاتا ہے۔ اس کا خیال تھا کہ انسانی تاریخ انسان اور اس کے ماحول سے بنتی ہے۔ معاشرہ ایک عضویہ کی مانند ہے اور اختلافات کی وجہ جغرافیائی عوامل ہیں۔ تاریخ سے انسان سبق سیکھ سکتا ہے لیکن تاریخ کا کوئی مقصد نہیں۔ تہذیب کا مرکز قوم ہے جس کی اپنی زبان اور روایات ہوتی ہیں۔

Heredity ورثہ

جاندار عضویہ میں صلاحیت موجود ہے کہ وہ اپنے خصائص اپنی نسل کو منتقل کر سکے۔ یہ صلاحیت ارتقا کے دوران پیدا ہوئی۔ اعلیٰ جانوروں میں ارثی خصائص کی منتقلی جنسی خلیوں سے ہوتی ہے۔ ارثی خصائص میں ماحول سے تبدیلی ہو سکتی ہے۔ ایسی تبدیلی کو جنسی تغیر (Mutation) کہتے ہیں۔ اگر یہ تغیر ضرر رساں ہو تو عضویہ ختم ہو جاتی ہے اور اگر منفعت بخش ہو تو عضویہ کو تقویت ملتی ہے اور یہ خاصہ نسل در نسل منتقل کیا جاتا ہے۔ ارتقا میں طبعی انتخاب اور جنسی تغیر دو اہم عناصر ہیں۔ جدید حیاتیات نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ جن جواہر کے سالمے مستقل ہوتے ہیں وہ اپنی نسل چھوڑتے ہیں وہ پروٹین ترکیب بناتے ہیں جن کے ذریعہ ارثی خصائص منتقل ہوتے ہیں۔ جو سالمے نوکلیائی نعلیں

(Nucleln) ترشے سے بنتے ہیں ان میں منتقلی کی استعداد موجود ہوتی ہے- یہ دریافت بڑی اہم ہے اور اس سے وراثت کے کئی مسائل حل ہو گئے ہیں-

علم التفسیر Heremeneutics

الہامی کتب کی تشریح اور تفسیر کا علم اور فن-

آقائی اخلاق Herren Moral

نٹشے کے ہاں دو قسم کے اخلاق ملتے ہیں ایک آقا کیلئے دوسرا غلاموں کیلئے- آقائی اخلاق کی بنیاد جذبہ تفوق اور نظریہ فوق البشر پر ہے- نٹشے کا کہنا ہے کہ فوق البشر آہنی عزم کا مالک ہوتا ہے وہ روایتی نیکی اور بدی کی پروا نہیں کرتا اور وہ ہر قدر کا اپنے حساب سے محاسبہ کرتا ہے- یہی شخص یورپ کے شکست خوردہ اخلاق کی بجائے فاتح اور آقا کا اخلاق لائے گا-

دگرجنیت Heterogeneity

ہم جنیت کی ضد- مختلف اجزاء رکھنا- ہملٹن (Hamilton) کا قانون ہے کہ ہر تصور کے ذیل میں چھوٹے تصورات ہوتے ہیں- لہٰذا جب کسی تصور کو تقسیم کیا جاتا ہے تو چھوٹے تصورات تک پہنچتے ہیں لیکن افراد تک نہیں پہنچتے پس ہم جنس اشیا میں بھی کسی حد تک دگرجسیت پائی جاتی ہے- سپنسر (Spencer) نے اس قانون کو آفاقی سطح پر استعمال کیا اور کہا کہ امتیازات شروع سے موجود ہوتے ہیں-

Heteronomy of Ends

غایاتی غیراختیاری

کانٹ کے ہاں ایک نظریہ نو ارادہ کے اختیار (Autonomy of Will) کا ملتا ہے اور دوسرا غایاتی غیراختیاری کا- اول الذکر سے مراد ہے انسانی ارادہ کا صرف انہی اصولوں کا پابند ہونا جو اس نے خود وضع کیے ہیں- دوسری صورت میں اصول باہر سے آتے ہیں مثلاً مسرت یا نفع کا خیال اور اس طرح ارادہ آزاد اور بااختیار نہیں رہتا- کانٹ کہتا ہے کہ پہلی صورت میں اخلاق حقیقی ہے دوسری صورت میں جھوٹا اور نقلی-

دگرغائی Heterotelic

یہ اصطلاح اس فعل کیلئے استعمال ہوتی ہے جس کا کوئی شعوری یا لاشعوری طور پر مقصد ہوتا ہے- مثلاً ادب میں شاعری کا مقصد اصلاحی یا تفریحی ہو سکتا ہے-

مکشافی Heueristic

دریافت کرنا' اشیا کے علائق اور خصائص کا علم پانا- کانٹ کا کہنا ہے کہ خدا' آزادی اور لافنائیت کے تصورات کو ثابت تو نہیں کیا جا سکتا لیکن اشیا اور ارادات کی تشریح کرتے ہوئے ان تصورات کے بغیر چارہ کار نہیں- پس یہ مکشافی تصورات ہیں- طربقیات میں مکشافی طریقہ تحلیلی ہے-

ملک Hescis

ارسطو کے فلسفہ میں شے کی حالت- اس اصطلاح کا استعمال عوائد کیلئے ہوتا ہے جو بدیہی نہیں ہیں اور اپنے مالک کیلئے خیروبرکت کا موجب ہوتی ہے مثلاً اخلاقی فضائل اور عقلی مہارتیں-

Heiro-glyphs, Theory of

نظریہ ہیروغلیف

ہیلموز کا تحسسات کے بارے میں نظریہ- وہ کہتا ہے کہ تحسسات کو اشیا کی نقل نہیں کہنا چاہئے وہ تو رموز اور اشارے ہیں- اشیا اور ان میں کوئی شے مشترک نہیں-

Higher Nervous Activity

اعلیٰ اعصابی فعلیت

انسانی قشر (Certex) میں پیچیدہ عوامل کا عارضی سلسلہ- پیولو نے بتلایا ہے کہ ان پیچیدہ عوامل کی مدد سے انسان بدلتے ہوئے ماحول سے توافق حاصل کرلیتا ہے- یہ عوامل مشروطی ہوتے ہیں جانوروں کا ردعمل پہلے سگنل یعنی انعکاسی (Reflex) سطح پر ہوتا ہے انسان کا ردعمل دوسرے سگنل پر ہوتا ہے یہاں زبان کا

استعمال ہوتا ہے جس سے تصورات، تجریدات اور تعمیمات ملتے ہیں اور توافق بہتر طریقے سے ہو جاتا ہے۔

Higher Nervous Activity, Types of
اعلیٰ اعصابی فعلیت کے نمونے

پیولو، روسی ماہر نفسیات اور فعلیات کا کہنا ہے کہ اعلیٰ اعصابی فعلیت کے تین اہم خصائص ہیں جن کی بنا پر اسے چار اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ یہ خصائص ہیں 1- اعصابی عمل کی طاقت جس کا انحصار اعصابی خلیوں کی کارکردگی پر ہوتا ہے۔ 2- مختلف عوامل کے درمیان توازن 3- عوامل کی حرکت پذیری یعنی مہیج کے ظہور اور خاتمہ کی رفتار۔ ان کی بنیاد پر چار قسمیں بنتی ہیں۔

1- مضبوط، متوازن اور حرکت پذیر 2- مضبوط متوازن اور غیر حرکت پذیر 3- مضبوط اور غیر متوازن 4- کمزور۔ یہ نمونے چار طبائع (Temperaments) سے ملتے جلتے ہیں۔ یہ نمونے انسان اور جانور دونوں میں ملیں گے۔ ان میں سے تین انسانوں کیلئے موزوں ہیں۔ ان کا انحصار سگنلوں کے ربط سے ہے۔ پہلی قسم درکی (Apprehensive) ہے جس میں دوسرا سگنل غالب ہوتا ہے۔ دوسری قسم فنونی (Artistic) ہے جس میں پہلا سگنل غالب ہوتا ہے اور تیسری درمیانی۔

Hilbert, David
ڈیوڈ ہلبرٹ

(1862 -1943) جرمن ماہر ریاضیات اور ماہر منطق۔ گونجن (Gottingen) کے ریاضیاتی مکتب فکر کا بانی ہے۔ اس نے الجبرائی غیر متبدل (Invariants) الجبرائی اعداد اور ریاضیات اور ریاضیاتی منطق پر گراں قدر کام کیا۔ اس نے اقلیدس کو بدیہات میں تحویل کر دیا۔ قضایاتی احصا (Propositional Calculus) اور تفاعلی احصا (Functional Calculus) پر بھی اس کا کام بڑا اہم ہے اس نے جو ریاضیات پر کام کیا اس سے ایک طرف تو صوریت (Formalism) کا نظریہ پیدا ہوا اور دوسری طرف مابعد ریاضیات (Meta-Mathematics) کا۔

Historical & the Logical
تاریخی اور منطقی

دو فلسفیانہ مقولے ہیں۔ تاریخی کا تعلق تو ارتقا سے ہے اور منطقی کا تعلق اشیا کی تاریخ اور فکر کی منطقی نشوونما سے ہے۔ تاریخی سے مراد کسی شے کی ابتدا اور اس کی نموئی ترقی ہے۔ منطقی سے مراد اس کے علائق اور نشوونما کے اصول ہیں۔ تاریخی مقولے کا تعلق منطقی مقولے سے ایسا ہے جیسا کہ ارتقا کا اپنے نتیجہ سے ہے۔ پس تاریخی اور منطقی مقولوں میں جدلیاتی اتحاد ہے۔

Historical Cycle Theory of
نظریہ تاریخی دور

وکو (Vico) کے مطابق انسانی معاشرہ ہمیشہ ایک ہی منازل یا ادوار سے گذرتا ہے۔ انیسویں اور بیسویں صدی کے فلسفیوں نے وکو کے نظریہ کو رد کر دیا لیکن یہ خیال ترک نہ کیا کہ انسانیت ہمیشہ ایک ہی نکتہ کی طرف لوٹتی ہے یعنی بار بار ایک ہی مقام پر آتی ہے یہ ننشے اور سپنگلر (Spingler) کا خیال ہے۔ ٹائنبر (Toynber) بھی اسی نظریہ کا حامی ہے۔

Historical Materialism تاریخی مادیت

جدلیاتی مادیت کا سوشل فلسفہ۔ جدلیاتی مادیت کے اصولوں کا اطلاق انسانی تاریخ کے مخصوص حالات پر کیا جاتا ہے اور اس سے انسانی ارتقا کے اسباب کا پتہ چلتا ہے۔ اس سے مختلف منازل، ان کے اضداد اور نموئی ترقی کے اصولوں کا علم ہوتا ہے۔

Historicism
تاریخیت

اس نظریہ کی رو سے کسی شے کی تاریخ یعنی اس کی ابتدا، اس کی نشوونما اور اس کی موجودہ صورت ہی اس

کی مکمل توجیہ ہے۔ تصوریتی فلسفی اسے مغالطہ کہتے ہیں لیکن مارکسیوں کے نزدیک یہ ایک صحیح طریق کار ہے۔ وہ مظاہرات کی تشریح، ان کے آغاز، ان کے نمو اور ان کی موجودہ حالت سے کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ تاریخیت کا مطلب ہر تبدیلی کو نوٹ کرنا نہیں بلکہ صرف ان تبدیلیوں کو جو لازمی اور ضروری ہوتی ہیں اور جن سے اشیا کی ساخت اور ترکیب پر اثر پڑتا ہے۔ مارکسزم نے ایسی تبدیلیوں پر غور کرکے یہ بتلایا ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام عارضی ہے اس میں تضاد کا پیدا ہونا یقینی ہے اور یہ بالآخر سوشلزم کا جگہ دے گا۔

History, Philosophy of فلسفہ تاریخ

تاریخ کا کام انسانی ارتقاء کے بارے میں نظریات قائم کرنے ہیں۔ یہ ارتقا معاشرتی ہوتا ہے اور اس کے حدود زمان و مکان نے قائم کیے ہوئے ہیں۔ اس لحاظ سے فلسفہ تاریخ کے دو پہلو ہیں۔ ایک تو تاریخی واقعات کے اسباب اور عوامل ڈھونڈنا اور دوسرا ان کے مطالب و معانی معلوم کرنا۔ پہلے حصہ کو تاریخ کی مابعد الطبیعیات کہتے ہیں دوسرے کو تاریخ کی منطق۔

1- تاریخ کی منطق۔ اٹھارویں صدی میں وک (Vico) نے فطری علوم میں قوانین کا دور دورہ دیکھ کر یہ فرض کر لیا کہ تاریخی واقعات بھی قوانین کے تحت ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اس کے خیال میں کائنات تین ادوار سے گذرتی ہے خیالیہ (Fantasy)، ارادہ (Will) اور سائنس۔ پس افراد ایک ہی رو میں بہتے ہوئے نظر آتے ہیں ایک منزل کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری لازمی ہے۔ کامٹے (Comte) کے تین ادوار وکو سے مختلف تھے۔ اور وہ ہیں دینی (Theological)، مابعد الطبیعیاتی (Metaphysical) اور سائنسی (Scientific)۔ سپنسر (Spencer) بھی کہتا تھا کہ معاشرہ عضویہ کے مانند ہے اور اس کے اپنے قوانین ہیں جو یا تو نسلی ہیں یا انفرادی۔ ہر معاشرہ ایک ہی قوانین کے تابع ہے کچھ تبدیلیاں وقت اور حالات کے تحت رو پذیر ہو جاتی ہیں۔ سپنگلر (Spengler) اور مارکس (Marx) کہتے ہیں کہ انسانوں کی تہذیب پر 'تقدیر' (Fate) کا راج ہے اور یہی آخری منزل تک لیے جا رہی ہے۔ تصوریتی فلسفی اس استدلال سے اتفاق نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ تاریخ کا تعلق افراد سے ہے جو 'اشیا' نہیں بلکہ 'اقدار' ہیں اور جو قابل تکرار (repeatable) نہیں جیسے کہ قدرتی واقعات ہیں۔ لہٰذا تاریخ میں قوانین کا دور دورہ نہیں ہو سکتا۔ میکس ویبر (Max Weber) کہتا ہے کہ زندگی ایک تاریخی مقولہ ہے جو ناقابل تعریف۔ ماورائی حقیقت ہے اسے دیکھ سکتے ہیں لیکن پوری طرح تشریح نہیں کر سکتے۔

2- تاریخ کی مابعد الطبیعیات۔ تاریخ کے واقعات کی یا ماورائی حقائق سے تشریح کی جا سکتی ہے یا ارضی حقائق سے۔ پہلے کی مثال سینٹ آگسٹائن (St.Augustine) ہے جو کہتا ہے کہ تاریخی واقعات کا مطلب انسانوں کا حضرت مسیح کے ذریعہ نجات پانا ہے۔ دوسرے کی مثال زمانہ تنویر (Enlightenment) میں ملتی ہے جب یہ خیال کیا گیا تھا کہ تاریخ کا مطلب عقل کی مدد سے فلاح و بہبود حاصل کرنا ہے۔ ہیگل 'مطلق' کو کائنات کا منشا و مقصود بتلاتا ہے اور کارل مارکس اشتراکیت کو۔

Ho ہو (چینی)

1- تناسب۔ اعتدال اور توازن۔
2- صحیح تربیت میں تبدیلی اور تغیر۔
3- سلامتی، انکساری اور خوش خلقی
4- ہم بودی۔

Hobbes, Thomas تامس ہابس

(1679-1588) تجربیت کا حامی تھا اور فلسفہ کا فریضہ علت و معلول کا رشتہ استوار کرنا بتلاتا تھا۔ چونکہ ادراک صرف مادہ اور اس کی حرکت کا ہو سکتا ہے اس لیے فلسفہ کا موضوع مادہ اور اس کی حرکت ہی ہے۔ وقوفی صورت میں شعور کو اعصابی نظام کی رگڑ کہہ سکتے ہیں۔ تاثری اور طلبی صورت میں شعور کو اعصابی نظام کی واپسی کک (Kick-back) کہا جا سکتا ہے۔ فلسفہ کی

چار اقسام ہیں جیومیٹری جو اجسام کی مکانی حرکات بیان کرتی ہے۔ طبعیات جو اجسام کی آپس کی حرکات بیان کرتی ہے اخلاقیات جو اعصابی نظام کی حرکات بیان کرتی ہے اور سیاسی جو مختلف اعصابی نظاموں کی آپس میں حرکات کو بیان کرتی ہے۔ عضویہ کا پہلا اصول حرکت یہ ہے کہ ہر عضویہ کو قدرتی حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو زندہ اور قائم رکھ سکے۔ پس ہر جاندار اور بے جان شے کشمکش، جدل اور جنگ کی حالت میں ہے۔ عضویہ کا دوسرا اصول حرکت یہ ہے کہ ہر عضویہ کو خود اثباتی کا تھوڑا سا حصہ چھوڑنا پڑے گا تاکہ دوسرے عضوئے بھی اپنے آپ کو زندہ اور قائم رکھ سکیں دوسرے اصول سے عمرانی معاہدہ کی صورت نکلتی ہے جس کو عمل در آمد کرانے کے لیے ریاست کی ضرورت ہے۔ ہابس کہتا ہے کہ اگر یہ اختیار کسی ایک آدمی کو سونپ دیا جائے تو بہتر رہتا ہے۔ اس لیے اسے ملوکیت پسند ہے۔ اس کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

اجسام کے متعلق
1-De Corpore.

انسان کے متعلق
2-De Homine

ریاست کے متعلق
3-De Cive.

مبادیات قانون
4-The Eliments of Law

عظیم جہاز
5-Leviathan.

Hocking, William Ernst ولیم ارنسٹ ہاکنگز

(-1873) ہارورڈ یونیورسٹی میں پروفیسر ہے۔ اس نے تصوریت اور نتائجیت (Progmatism) میں امتزاج پیدا کیا ہے۔ بلکہ کسی حد تک حقیقیت (Realism) کو بھی ملا لیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ کائنات کا مقصد ہے جو دریافت تو کیا جا سکتا ہے لیکن اس کی حیثیت، دریافت پر منحصر نہیں۔ چونکہ کائنات کا مطلب ہے لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کی نفسی زندگی ہے۔ اس لیے فلسفہ کو لازماً" تصوریتی بننا پڑے گا۔ مطالب اور معانی کی جستجو دراصل اقدار کی جستجو ہے اقدار پیدا

ہوتے رہتے ہیں اور بڑھتے رہتے ہیں۔ انسانی ذات میں بے حد گہرائی ہے اور اس کی حقیقت پر اسرار ہے۔ کائنات کا جزو ہونے کی وجہ سے انسانی ذات پابند ہے لیکن اس سے بالا ہونے کی بدولت آزاد بھی ہے۔ انسان کو جسم اس لیے ملا ہے کہ وہ اپنی ذات کے امکانات کو بالفعل بنا سکے۔ قدرت کا تعلق کسی ایک ذات سے نہیں بلکہ ذوات کے مجموعہ سے۔ یہ ذوات ایک دوسرے سے بندھی ہوئی ہیں اور ان میں کئی باتیں مشترک پائی جاتی ہیں۔ اس کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

انسانی تجربے میں خدا کا مقام
1-The Meaning of God in Human Experience.

انسان اور ریاست
2-Man & State.

فلسفہ کے مذاہب
3-Types of Philosophy

انفرادیت، زندہ مذاہب اور عالمی مذہب کے مبادیات
4-Elements of Individualism & Living religious & a World Faith

Hodgson Shadworth شیڈورتھ ہاجسن

(1913 -1852) انگریز ادیب اور مفکر۔ ارسطوی سوسائٹی (Aristotelean Society) کے بانیوں میں سے ہے اور چودہ سال تک اس کا پریذیڈنٹ رہا۔ اس کا فلسفہ مادیتی تھا لیکن یہ اپنے آپ کو کانٹ کا پیرو اور اس کے فلسفہ کی اصلاح کرنے والا بتلاتا تھا۔ ان دیکھی دنیا کو اخلاقیات کی بنا پر مانتا تھا گو عقل اس کی نفی کرتی ہے۔ اس نے چار جلدوں میں تجربہ کی مابعد الطبیعیات (Metaphysicsof Experience) لکھی ہے۔

Hoffding, Harald ہیرلڈ ہاف ڈنگ

(1931 -1843) کوپن ہیگن یونیورسٹی میں استاد تھا۔ اس نے کئی کتابیں نفسیات، فلسفہ اور فلسفہ مذہب پر لکھی ہیں۔ وہ کہتا تھا کہ یوں تو حقیقت ناقابل فہم ہے لیکن شعور اور اس کی اکائی سے حقیقت کا معمہ حل کیا جا سکتا ہے۔ اس کا فلسفہ تصوریتی وحدیت

(Idealistic Monism) کا ہے۔ اس کی کتابیں حسب ذیل ہیں۔

فلسفہ مذہب 1-Philosophy of Religion
کیر کیگارڈ 2-Kerikegaard.
روسیو 3-Rousseau
تاریخ فلسفہ جدید
4-History of Modern Philosophy

Holbach, Paul Henri Dietrich
پال ہنری ڈیٹرچ ہال باچ

(1723-1789) فرانسیسی مادہ پرست فلسفی۔ خدا کا منکر۔ اس کی ایک مشہور کتاب (Le System de la nature) کو فرانسیسی پارلیمنٹ کے حکم سے چوراہے میں جلایا گیا۔ مذہب اور تصوریت کا دشمن تھا۔ تصوریت کو فہم عامہ کا التباس کہتا تھا۔ مذہب کی بنیاد لاعلمی اور ڈر بتاتا تھا۔ مادہ ہی اصل لااصول ہے۔ یہ غیر متغیر اور ناقابل تقسیم جوہروں کا مجموعہ ہے جن کی وزن اور شکل کے علاوہ ایک صفت حرکت بھی ہے۔ انسان کو قوانین قدرت کے تابع کہتا تھا۔ دنیا میں اتفاق (chance) کوئی شے نہیں۔ چانس (اتفاق) ہماری لاعلمی کا نام ہے۔

علمیات میں اس کا جھکاؤ تحسیت (sensationism) کی طرف تھا اور لاادریت (agnoticism) کے مخالف تھا۔ معاشرے کے بارے میں بال بوجہ تصوریتی تھا اسی لیے کہتا تھا کہ دنیا پر حکمرانی خیالات کی ہے اور معاشرے میں قانون دان فیصلہ کن کردار ادا کرتے ہیں۔ تعلیم سے انسان کو نجات ملتی ہے۔ لاعلمی سے انسان ریاست کی بندھنوں میں بندھ جاتا ہے۔

The Holy Family مقدس خاندان

مارکس اور انگل کی کتاب کا نام جو 1845ء میں برادران بیر (Beuer) اور ان کے ہم خیال فلسفیوں کے خلاف لکھی گئی۔ یہ لوگ محض تفکر کے بل بوتے پر فلسفہ تیار کرتے تھے اور عوام کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اس کتاب میں ہیگل پر کڑی نکتہ چینی موجود ہے اور تاریخی مادیت کو مزید تائید بہم پہنچائی گئی ہے۔ عوام کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ سرمایہ داروں کے گورکن ہیں۔

Homogeneity ہم جنسیت

مماثل اجزاء، ترکیب کی یکسانیت۔ ہملٹن (Hamilton) کا قانون بھی ہے جو کہتا ہے دو تصورات خواہ کتنے ہی مختلف کیوں نہ ہوں کسی اور بڑے تصور کے تحت ہوتے ہیں اس طرح دو مختلف اشیا میں بھی قدر مشترک موجود ہوتی ہے۔ ہربرٹ اسپنسر (H.Spencer) اس سے نتیجہ نکالتا ہے کہ کائناتی مادہ میں امتیازات موجود نہیں ہوتے۔

Homonymy ابہام

ایک ہی لفظ کو دو یا دو سے زیادہ معانی میں استعمال کرنا جس سے منطقی مغالطہ وارد ہو جاتا ہے۔ یہ فعل قانون عینیت (Law of Identity) کے خلاف ہوتا ہے۔ ہر زبان میں ذومعانی الفاظ موجود ہیں ان کے مختلف معانی الگ الگ رکھنے چاہئیں۔

Honour عزت

اس سے مراد فرد یا قوم کے کسی فعل کو بنظر تحسین دیکھنا۔ جاگیرداری نظام میں عزت 'اعلیٰ خاندان میں پیدا ہونے سے نصیب ہوتی تھی۔ سرمایہ دارانہ نظام میں دولت سے عزت ملتی ہے۔ اسلامی اور اشتراکی نظام میں لوگوں کی خدمت سے۔ عزت حاصل کرنے کے لیے آدمی کو دیانتدار اور پاکیزہ ہونا چاہئے اسے تمام قابل عزت چیزوں کی حفاظت کرنی چاہئے اور ان میں اضافہ کرنا چاہئے۔

Howison, George Holmes
جارج ہومز ہیوسن

(1834-1916ء) کیلیفورنیا یونیورسٹی میں استاد تھا۔ وحدیت (Monism) کی مخالفت کرتا تھا کیونکہ یہ انسانی

تجربے کے خلاف ہے۔ ہمہ انائیت (Solipcism) کی طرف لے جاتی ہے اور بالاخر ہمہ اوست تک پہنچ جاتی ہے۔ اس کا اپنا فلسفہ شخصیاتی تصوریت (Personalistic Idealism) کا تھا۔

Hsiang سیانگ (چینی)

مظاہر۔ صورت، ثانوی صورتیں جو دو اصلی صورتوں ین (Yin) اور ینگ (Yung) سے پیدا ہوتی ہیں۔ اس سے مراد شش ضلعی یا شش نگار (Hixagram) بھی ہے۔

Hsun Tzu سون زو

(298-238 ق م) چینی مادہ پرست فلسفی۔ کائنات کے متعلق اس نے مربوط نظریہ پیش کیا۔ آسمانوں (Heavens) کو کوئی ماورائی شے نہیں سمجھتا تھا اور نہ ہی کسی خالق کو مانتا تھا وہ صرف مظاہرات کو تسلیم کرتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ تمام مظاہر ینگ (Yung) اور ین (Yin) کے تعامل سے رونما ہوتے ہیں۔ علم حواس سے شروع ہوتا ہے لیکن یہ علم یقینی تب بنتا ہے جب حسی ادراک پر غوروخوض کیا جائے۔ وہ سمجھتا ہے کہ برائی انسان کے اندر موجود ہے اور نیکی تعلیم سے آتی ہے۔

Humanism انسان دوستی

اس اصطلاح کے کئی مفہوم ہیں۔

1- کوئی نظریہ جو انسانی فلاح میں دلچسپی رکھتا ہے۔

2- احیا العلوم (Renaissance) میں کلاسیکی علوم کا احیا۔

3- آگسٹ کامٹے (Auguste Comte) کی اخلاقی اور روحانی تحریک جس کا منشا 'انسانیت کی پرستش' تھی۔

4- ایف۔ ایس۔ سی۔ شلر (F.S.C.Schiller) کی فلسفیانہ تحریک جو نتائجیت (Progmatism) کے نام سے مشہور ہوئی۔

5- ادبی انسان دوستی کی تحریک جو فنی تعلیم پر زور دینے کی بجائے لبرل تعلیم پر زور دیتی تھی۔

6- معاشریات میں اس اصطلاح سے مراد ان فضائل کو جو قریبی گروہوں کا خاصہ ہیں ان کو عام کرنا ہے یہ فضائل ہیں پیار، اخلاص، نرمی، خدمت اور دیانتداری۔

7- مذہبی انسان دوستی میں خدا کا اقرار ضروری نہیں۔ مذہب کو صالح زندگی کے مترادف رکھا جاتا ہے۔ معاشرتی انصاف اور معاشرتی اصلاحات پر زور دیا جاتا ہے۔

8- مارکسی انسان دوستی کی بنیاد محنت کشوں کو سرمایہ داروں کے چنگل سے آزاد کرانے اور معاشرے کو کیمونزم کے خطوط پر چلانا ہے۔ انسان دوستی عوام کا فلسفہ ہے کیونکہ یہی لوگ استحصال کنندگان کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں۔

Humanitarianism انسان دردی

1- وہ نظریہ جو انسانی اقدار کو مرکزی حیثیت دے۔

2- ایسا اخلاقی اور معاشی پروگرام جو انسانی تکالیف کو کم کرنا چاہے۔

3- انسانیت پرستی۔ کامٹے کا نظریہ

4- مذہبی نظریہ جو حضرت مسیح کی الوہیت کا قائل نہیں۔

Human Relations, Theory of انسانی روابط کا نظریہ

اس نظریہ کی رو سے سرمایہ دار اور مزدور کے تعلقات عین بائبل کی تعلیمات کے مطابق ہیں۔ ان تعلیمات کو مسیحیت کو مطابق بنانے کیلئے کہا جاتا ہے کہ مزدوروں کو اجارہ کے منافع میں حصہ دار بنانا چاہیے۔ انہیں حصے خریدنے کی اجازت ہونی چاہیے۔ ان کا گروپ انشورنس ہونا چاہیئے آجر کو مزدوروں کے گھر جانا چاہیئے انہیں تہوار پر تحائف دینے چاہئیں۔ مزدوروں اور منتظمین کی مشاورت کمیٹیاں بنی چاہئیں وغیرہ وغیرہ۔ مارکسی کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ فریب اور دھوکا ہے۔

Hume, David ڈیوڈ ہیوم

(1711-1776) وطن سکاٹ لینڈ، مورخ۔ فلسفی اور

ڈپلومیٹ تھا- لاک (Locke) کہتا تھا کہ کوائف الویہ ' مادہ میں موجود ہوتے ہیں- بارکلے (Barkley) نے مادہ کا وجود اڑا دیا اور کوائف اولیہ کو ثانوی کیفیات کا درجہ دے دیا اور صرف نفس کا وجود تسلیم کر لیا- ہیوم نے نفس کو بھی اڑا دیا اور کہا کہ صرف نفسی عوامل موجود ہیں ان کی تہہ میں کوئی مستقل شے نہیں-

سلسلہ علت و معلول میں رشتہ لازمی نہیں بلکہ تواتر پر مبنی ہے- جسے عادت کہا جا سکتا ہے- یہ تواتر غیر متغیر ہونا چاہیئے- ہیوم کے خیال میں دو واردوں میں سے غیر متغیر مقدم کو علت کہہ دیا جاتا ہے اور دوسرے کو موخر- ان کا تعلق عادت اور تجربہ پر منحصر ہے- ہیوم صرف ریاضیاتی علم کو یقینی تسلیم کرتا ہے اور حسی علم کو احتمالی کہتا تھا- اس کے خیال میں علم یا تو ریاضیاتی ہے یا سائنسی- باقی قصہ کہانی ہیں کہتا تھا- عقل سے مذہبی حقائق کو ثابت نہیں کیا جا سکتا- مذہب کیلئے ایمان درکار ہے اخلاقیات میں اس کا موقف افادیت کا تھا- وہ کہتا تھا کہ مسرت کی مقدار ہی خیر کی کسوٹی ہے-

ہیوم کا شمار ارتیابیت پسندوں (Sceptics) میں ہوتا ہے- اس کے فلسفہ سے تصوریت کو تقویت ملی اور اثباتیت کے لیے بھی راہیں کھل گئیں- اس کی تصانیف حسب ذیل ہیں-

انسانی فطرت پر مقالہ
1-A Treatise of Human Nature

انسانی فہم کا مطالعہ
2-Enquiry concerning the Human understanding

جذبات کا مطالعہ
3-Enquiry Concerning the Passion

اخلاق کا مطالعہ
4-Enquiry Concerning Morals

مذہب کی فطری تاریخ
5-Natural History of Religions

فطری مذہب پر مکالمات
6-Dialogues on Natural Religions

تاریخ انگلستان
7-History of England

Hun ہن (چینی)

روح کا فعال، مثبت اور الہیاتی حصہ (ینگ) بخلاف روح کے انفعالی- منفی اور ارضی حصہ کے جسے پو (Po) کہتے ہیں- ہن کا اظہار انسان کی عقل اور سائنس میں ہوتا ہے- پو کا اس کے جسمانی حرکات میں- الہیاتی ارواح میں ہن کا غلبہ ہے ارضی ارواح میں پو کا- جب انسان میں ہن اور پو کا رشتہ ٹوٹ جاتا ہے تب تبدیلی واقع ہو جاتی ہے-

Hun Mang ہن منگ (چینی)

سنہری دور کے متعلق تاؤمت کے ماننے والے چینیوں کا تصور- ابتدا میں انسان اور ماحول میں مکمل ہم آہنگی تھی اور زندگی ایسی پرسکون اور قدرتی تھی جیسے دیگر قدرتی مظاہر تھے- ین اور ینگ میں اس وقت کشمکش نہ تھی بلکہ پورا اتحاد تھا-

Husserl, Edmund ایڈمنڈ ہسرل

(1859- 1938) جرمن فلسفی- مظہریت (Phenomenology) کا بانی- اس کے فلسفہ کا دارومدار افلاطون، لائبنیز (Leibniz) اور برنتنو (Brentano) پر ہے- ہسرل کی خواہش تھی کہ فلسفہ کو سائنس بنا دیا جائے اور سائنسی علم کو منطق میں تحویل کر دیا جائے- وہ شعور محض (وہ شعور جو ذوات سے الگ ہو) اور فرد کے شعور کو ایک ہی خیال کرتا تھا- اس طریقے سے وہ 'جوہر محض' کو حاصل کرنا چاہتا تھا ان جواہر کے ماطلب ہوتے ہیں گو ان کا وجود نہیں ہوتا- موضوعی تصوریتوں کی طرح اس کا ایمان تھا کہ اشیائے مدرکہ کا وجود ادراک پر منحصر ہے وجدان سے اشیا دریافت ہوتی ہیں بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ ان کی تخلیق عمل میں آتی ہے- انسان کے اپنے جذبات ہی صداقت کی کسوٹی ہیں-

ہسرل کے خیالات نے ہارٹمین (Hartmann)

اور نوحقیقتیوں (Neo-Realists) پر اثر ڈالا۔ وجودیت کی بنا بھی ہسرل کی مظہریت پر ہے۔

Hutcheson, Francis فرانسس ہچسن

(1694-1746) سکاٹ لینڈ کا فلسفی۔ اخلاقیات میں حاسہ اخلاق (Moral Sense) کا نظریہ اس کے نام سے منسوب ہے۔ اس نظریئے کی رو سے نیکی ایک ایسی فطری و مستقل صفت ہے جو خاص خاص افعال میں پائی جاتی ہے اور اس صفت کا لوگوں کو علم ہے۔ جس طرح سفید شے کی سفیدی۔ بلند آواز کی بلندی اور سخت جسم کی سختی سے لوگ واقف ہوتے ہیں اس طرح نیک افعال کی نیکی سے بھی باخبر ہوتے ہیں حاسہ اخلاق کی مثال حواس خمسہ سے دی جا سکتی ہے۔ حواس خمسہ سے کائنات کا اور حاسہ اخلاق سے نیکی اور بدی کا علم حاصل ہوتا ہے۔

'زیادہ سے زیادہ مسرت کی زیادہ سے زیادہ مقدار' کی اصطلاح بھی اس نے وضع کی۔ اس کی اہم کتاب 'فضائل اور حسن کے منابع پر تحقیقات'

Enquiry into the origin of our ideas of Beauty and Virtue ہے۔

Huxley, Thomas Henry ٹامس ہنری ہکسلے

(1825-1895) انگریز سائنس دان۔ ڈارون کا دوست اور پیروکار۔ اس نے کئی کتابیں حیاتیات' علم تشریح' بشریات (Anthropology) اور فوسلیات (Palaeontology) پر لکھی ہیں۔ فلسفہ میں ہیوم کی پیروی کرتا تھا اور کہتا تھا کہ ہمیں تحسسات کے اسباب کا علم نہیں ہو سکتا۔ اس لیے اس کا موقف لاادریت (Agnosticism) کا تھا۔

Hylomorphism مادہ صوریت

اس نظریہ کے رو سے ہر قدرتی شے میں دو اندرونی اصول ہیں۔ ایک تو تغیرات کے باوجود مستقل رہتا ہے اور عینیت اور تسلسل کیلئے اساس ہے اسے مادہ اولیٰ (Prime matter) کہتے ہیں اور دوسرا وہ جو ہر دم بدلتا رہتا ہے اور علیحدہ ہوتا رہتا ہے۔ اسے جوہری صورت (Substantial form) کہتے ہیں۔

Hylo-theism ہیولائیت

اس سے مراد ہمہ الہیت (Pantheism) یا مادہ پرستی ہے کیونکہ اس نظریہ کی رو سے خدا اور مادہ ایک ہی ہیں اور ایک دوسرے میں تحویل ہو جاتے ہیں۔

Hylozoism ہیوحیویت

اس نظریہ کی رو سے زندگی مادہ کا خاصہ ہے۔ حقیقت میں مادہ اور زندگی ایک دوسرے سے الگ نہیں ہو سکتے یا تو زندگی مادہ سے نکلی ہے یا مادہ زندگی سے نکلا ہے۔ قدیم یونانی مادہ پرست مثلاً برونو (Bruno) اور کچھ فرانسیسی مادہ پرست مثلاً روبنیٹ (Robinet) ہیوحیوستی تھے۔ یہ لوگ ہر مادی شے کو نفسی قوا کا حامل قرار دیتے ہیں۔

Hyperaesthesia بیش حسیت (حساسیت)

تحسسات یا تاثر میں بیش حسیت۔

Hyperhole مبالغہ

فصاحت میں ایک تکنیک ہے جس کی بدولت کسی شے کو بڑھا چڑھا کر یا گرا کر دکھایا جاتا ہے۔ مقصود اس سے اثر پیدا کرنا ہوتا ہے۔ کارٹونسٹ مبالغہ سے کام لیتا ہے۔ اگر کسی کا ناک تھوڑا سا بڑا ہوتا ہے تو اسے بہت بڑا کر کے دکھاتا ہے۔

Hypnosis تنوم

مسمریزم اور ہپناٹزم بھی کہتے ہیں۔ اس میں معمول پر نیند کی حالت طاری ہو جاتی ہے اور وہ عامل کا ہر حکم مانتا ہے۔

Hynotism تنویم

ایسا طریق علاج جس میں معمول پر نیند کی حالت طاری کی جاتی ہے۔ یہ حالت ایک عامل اپنی مکمل توجہ اور اثر آفرینی سے معمول میں پیدا کرتا ہے۔ اسی لیے

تنویم میں سب سے اہم چیز اثر آفرینی اور تحریک ذہنی ہے۔ موجودہ دور میں اسے نومیت یا ہپناٹزم کا نام دیا جاتا ہے لیکن اس سے پیشتر اس کا نام مسمریزم تھا۔ جس کی بنیاد جرمنی کے مشہور نامی گرامی ڈاکٹر مسمر نے رکھی تھی۔

Hypostasis اقنوم

انگریزی لفظ کا مطلب لغوی اعتبار سے کسی شے کے نیچے بطور سہارے کے کام دیتا ہے۔ فلسفہ میں اس سے مراد جوہر واحد ہے جو واجب الوجود ہو خواہ جاندار یا بے جان ہو' ذی عقل ہو یا عقل سے خالی ہو اقنوم ذی عقل' شخص (person) کے ہم معنی ہے۔

Hypostatisation جوہر بنانا

اوصاف اور علائق کو مستقل اور غیر متغیر حقیقت سمجھ بیٹھنا۔ تجریدات کو تصوریتی فلسفی حقیقت کا درجہ دے دیتے ہیں۔ افلاطون نے امثال کو حقیقت کہہ دیا تھا۔

Hypothesis فرضیہ

جب ثبوت مہیا نہ ہو سکے یا مظاہرات کے ٹھیک ٹھیک اسباب معلوم نہ ہوں تو کسی واقعہ یا وارد ے کو بیان کرنے کے لیے کوئی فرضیہ قائم کرلیا جاتا ہے اور جو محاکمہ قائم کیا جاتا ہے اسے فرضیاتی محاکمہ کہتے ہیں۔ سائنس میں فرضیہ کی ضرورت تب پڑتی ہے جب شواہد واضح نہیں ہوئے گو سیاق و سباق کے کئی عناصر یا عوامل معلوم ہوتے ہیں۔ فرضیہ تب بھی بنتا ہے جب حال کے واقعات کے بل پر ماضی یا مستقبل کے متعلق کوئی اندازہ لگایا جاتا ہے۔ فرضیہ بنا لینے کے بعد اس کی تصدیق ضروری ہوتی ہے۔ اگر تصدیق کامیاب ہو تو فرضیہ' سائنسی اصول بن جاتا ہے اور اگر ناکام ہو تو فرضیہ میں رد و بدل کیا جاتا ہے۔ فرضیہ کے متعلق موٹے موٹے اصول یہ ہیں -1- فرضیہ کو دریافت شدہ اصولوں یا شواہد کے مطابق ہونا چاہئے 2- جو فرضیہ زیادہ سے زیادہ واردوں کو بیان کر سکے اسے دوسرے فرضیوں پر ترجیح ملنی چاہئے 3- فرضیہ کو تصدیق پذیر ہونا چاہئے یعنی اسے سچا یا جھوٹا ثابت کیا جا سکتا ہو۔ 4- کسی وارد ے کی توجیہ میں جس قدر کم فرضیے ہوں اتنا ہی بہتر رہے گا 5- ایک ہی واقعہ کیلئے متضاد فرضیے نہیں ہونے چاہئیں۔

بعض سائنسدان فرضیوں کے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں کہ صرف شواہد دیکھنے چاہئیں ان کے متعلق فرضیے قائم نہیں کرنے چاہئیں۔

منطق میں فرضیہ سے مراد قضیہ شرطیہ کا مقدم ہے۔

فلسفہ میں سقراط کے نام سے فرضیہ طریقہ منسوب ہے۔ اس طریق کار میں کچھ فرض کر لیا جاتا ہے پھر اس فرضیہ کے نتائج اخذ کیے جاتے ہیں اور ان کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ ان نتائج پر بحث ہوتی ہے۔ اگر نتائج درست ہوں تو فرضیہ قبول کر لیا جاتا ہے۔ وگرنہ اسے رد کر دیا جاتا ہے۔ افلاطون نے فرضیوں کو مفروضوں (postulates) کے معانی میں استعمال کیا ہے چنانچہ جیومیٹری کے فرضیے اصل میں مفروضے ہیں۔ ارسطو ان سے ریاضیات کے بدیہی اصول لیتا ہے۔

Hypothetical Dualism افتراضی ثنویت

ذہن اور خارجی دنیا کی ثنویت۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ خارجی دنیا کا علم استدلال (inference) سے حاصل ہوتا ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ کائنات اور نفس دو الگ الگ ہستیاں ہیں۔

Hypothetical imperatives احکام مفروضہ

کانٹ کے ہاں حکم اطلاقی اور احکام مفروضہ میں تمیز کی گئی ہے۔ احکام مفروضہ ہر زمان و مکان کیلئے یکساں طور پر صحیح نہیں ہوتے ہیں مثلاً معاشیات کے تمام اصول جماعت کی خاص صورتوں پر مبنی ہیں۔ اگر یہ صورتیں بدل جائیں تو قوانین بھی بدل جاتے ہیں ایسے ہی بعض اخلاقی قوانین انسان کی نفسی کیفیات یا ماحول سے وابستہ ہیں یہ عالمگیر نہیں ہو سکتے۔ یہ قوانین 'احکام مفروضہ کہلائیں گے۔ غیر متغیر اور عالمگیر قوانین

'اطلاقی' کہلاتے ہیں۔

Hypothetical Morality **افتراضی اخلاق**

ایسا اخلاقی قانون جو شرطیہ جملے کی صورت میں ہو مثلاً اگر عزت چاہتے ہو تو نیک کام کرو۔ یا اگر معاشرہ فلاحی چاہتے ہو تو دولت کی اونچ نیچ ختم ہونی چاہیے۔

Hypothetical sentence **جملہ شرطیہ**

جملہ شرطیہ کے دو جز ہوتے ہیں جو جز 'اگر' کے ساتھ ہوتا ہے اسے مقدم کہتے ہیں اور جو جز بعد میں آتا ہے اسے موخر کہتے ہیں۔ آج کل شرطیہ جملہ کو اضماری جملہ (impliacation) کہا جاتا ہے۔

Hypothetical Syllogism **قیاس شرطیہ**

دو طرح کا ہوتا ہے خالص اور مخلوط۔ خالص میں دونوں مقدمات اور نتیجہ شرطیہ متصلہ ہوں گے۔ مخلوط میں کبریٰ ہمیشہ شرطیہ متصلہ ہو گا لیکن صغریٰ اور نتیجہ دونوں حملیہ ہوں گے۔

Hypothetico-Deductive Method
افتراضی استخراجی طریق کار

اس طریق کار میں فرضیہ سے نتائج نکالے جاتے ہیں اور ان نتائج کا مقابلہ شواہد سے کیا جاتا ہے۔ نتائج نکالتے وقت ریاضیاتی منطق کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ نتائج کی تصدیق شواہد سے ہوتی ہے۔

Hypothetico-Deductive Theory
افتراضی استخراجی نظریہ

اس نظریہ سے مراد شواہد اور تجربی حقائق کے مطالعہ میں استخراجی اور ریاضیاتی بدیہاتی طریقے استعمال کرنا ہے۔ یہ طریقے ایسے ہونے چاہئیں کہ حقائق کی تشریح اور توجیہ میں مدد دے سکیں۔

Hysteron proteran **تقدیم موخر**

یہ ایک مغالطہ ہے جس کا مطلب 'علت کو معلول سمجھ لینا اور معلول کو علت سمجھ لینا ہے مثلاً بدخوابی کو سردرد کی علت قرار دے دینا جبکہ معاملہ الٹ ہو۔

I

I **یی (چینی)**

تغیر۔ کائنات کا اساسی اصول جو ین (Yin) اور ینگ (Yang) یعنی فعالی اور انفعالی قوانین کے تعامل سے روپذیر ہوتا ہے اور مظاہرات فطرت اور انسانی روابط میں ظاہر ہوتا ہے کنفیوشس (Confucious) کی کونیات (Cosmology) میں سب سے اول تو عظیم اخروی حقیقت ہے جس سے دو صورتیں (Modes) پیدا ہوتی ہیں ان دو سے چار ثانوی صورتیں نکلتی ہیں جن سے آٹھ ٹرائی گرام (Trigram) بنتی ہیں۔ یہ آٹھ ٹرائی گرام جنہیں آٹھ عناصر بھی کہہ سکتے ہیں خیر و بد اور زندگی کی تمام پیچیدگیوں کو بناتے ہیں۔ اس اصول سے وحدت اور کثرت کا مسئلہ سلجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔

Ibn-Roshd **ابن رشد**

دیکھئے Averroes

Ibn-Sina **ابن سینا**

دیکھئے Avicenna

Ich **ایغو۔ میں (جرمن)**

جرمن تصوریتی تحریک میں اس اصطلاح سے مراد اخروی شعوری موضوع ہے اور اس کی حیثیت مرکزی اور اساسی تسلیم کی گئی ہے۔ ڈیسکارٹ ایغو کو سادہ اور بسیط کہتا تھا یہ جوہر نہیں تھا بلکہ شعور کی حرکت وحدت تھی اور ہر قسم کے محمول کے لیے اخروی موضوع۔ کانٹ اس نظریہ سے اختلاف رکھتا تھا۔ ماورائی ایغو کیلئے تجربی ایغو کی حیثیت ایک مظاہر جیسی ہے۔ کانٹ Ich سے مراد ماورائی ایغو لیتا تھا اور اس کی اخلاقیات میں یہ ایغو، محض عقلی ارادہ بن جاتا ہے جو حکم اطلاقی (Categorical Imperative) کی

اطاعت کرتا ہے۔

فختے (Fichte) بھی اسے مطلق، غیر مشروط اور بسیط خیال کرتا ہے۔ فختے ایغو کی حرکی اور تخلیقی استعداد اور خود اختیاری کی صلاحیت پر زور دیتا ہے۔ شیلنگ (Schelling) کہتا ہے کہ مطلق تصور (Absolute Idea) نے ایغو کو تخلیق کیا۔ ہیگل کے ہاں ایغو ایک تجریدی تصور رہ جاتا ہے جس کا تعلق ٹھوس اور جامد حقائق سے کچھ نہیں ہوتا۔

شبیہہ Icon

کوئی علامت جو اس شے کے مانند ہو جس کی یہ علامت ہے۔ اسے بت بھی کہہ سکتے ہیں۔

بت شکنی Iconoclasm

جن بتوں کی پرستش کی جاتی ہے اور انہیں خدا سمجھا جاتا ہے ان بتوں کو توڑنا تاکہ لوگ پتھروں کی بجائے خالق حقیقی کی پرستش کریں۔

شبیہات Iconology

فنکار کی شخصیت کو نظرانداز کرنے کے بعد فن کا مطالعہ کرنے کا علم۔ اس علم میں فن کے موضوع کی تشریح فنکار کی شخصیت کے بغیر کی جاتی ہے۔

تصور Idea

اس اصطلاح کے کئی مطالب ہیں۔

1- قبل افلاطونی فلسفہ میں اس سے مراد صورت، شبیہہ، اسلوب، جنس یا نوع لی جاتی تھی۔

2- افلاطون کے نزدیک یہ جوہر یا کلیہ تھا جس کا وجود عالم حقائق میں پایا جاتا تھا۔

3- رواقی (Stoics) اس سے اسمائے جماعت مراد لیتے تھے۔

4- نو افلاطونی اسے اللہ تعالیٰ کے ذہن میں اعیان ثابتہ کہتے تھے۔

5- سترہویں صدی میں جسے انسانی ذہن کے تعقلات کہا گیا یہ سادہ بھی ہو سکتے تھے اور مرکب بھی۔

6- بارکلے (Barkley) انہیں ادراک کہتا تھا اور ان کے وجود کا دارومدار انسانی یا الٰہی ذہن پر بتاتا تھا۔

7- ہیوم انہیں حسی تاثرات کا دھندلا تمثال یا ہلکی سی نقل کہتا تھا۔

8- کانٹ انہیں تعقلات کہتا تھا جنہیں حسی تجربات سے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ عقل محض کے تصورات تو ایک قسم کے تقاضے ہیں عقل مطلق پر۔ یہ تقاضے ہیں روح، فطرت اور خدا، عقل عملی کے تقاضوں میں خدا، آزادی اور لافنائیت شامل ہیں۔

مثالی Ideal

مثال یا معیار کو معاشرے، اخلاقیات اور جمالیات میں تلاش کیا جا سکتا ہے۔ معاشرہ تب مثالی ہو سکتا ہے جب اس کا معاشرتی نظام، معاشی اور سیاسی نظام سمیت معاشرے کی امنگوں اور تقاضوں کے مطابق ہو۔ اخلاقیات بھی وہی مثالی ہو سکتی ہے جو خیر کے معیار پر پوری اترے اور معاشرے کی پوری عکاسی کرے۔ جمالیاتی معیار بھی افراد کے روحانی اور جسمانی تقاضوں کو متناسب اور موزوں طریقے سے زندگی اور معاشرے کے ٹھوس ماحول میں پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ فن برائے فن کا نظریہ موجودہ دور میں بیکار اور فرسودہ ہے۔ 'فن برائے زندگی' کا نظریہ سودمند، حرکی اور انقلابی ہے۔

مثالی۔ تصوری Ideal, The

اس سے مراد کئی مفہوم ہیں۔

1- ذہنی یا نفسیاتی۔

2- جو خواہش یا طلب کو پوری تسکین دے سکے۔

3- معیار یا سوال خواہ یہ قابل حصول ہو یا ناقابل حصول ہو۔

علمیات میں شعور کو بلمقابلہ مادہ، مثالی سمجھا جاتا ہے۔ شعور یا نفس اس لحاظ سے مثالی ہے کہ وہ مادی اشیا کی انعکاسی تصورات، تمثالات اور شبیہات میں کرتا ہے۔ تمثالات اور زبان جن کی مدد سے حقیقت کی تشریح کی جاتی ہے مادی اشیاء نہیں بلکہ ذہنی اور نفسی

ہیں اس کے علاوہ نفس خود بھی خالق ہے اور کئی تمثالات اور تصورات کو خود تخلیق کر لیتا ہے۔ لہٰذا نفس یا شعور کو مثالی کہا جاتا ہے اور اس کی حیثیت مادہ سے فائق بتائی جاتی ہے۔

تصور گری Idealisation

اس سے مراد ایسے تصورات وضع کرنا ہے جو حقیقی طور پر مشاہدہ میں نہیں آتے اور تجربے سے پیدا نہیں کیے جا سکتے۔ مثلاً اقلیدس میں خط مستقیم کا تصور کہ یہ دو نقطوں کے درمیان کم سے کم فاصلہ ہے۔ ایسے تصورات، حقیقی اشیاء کے تجزیے کا اساس بنتے ہیں اور نظریہ سازی میں مدد دیتے ہیں۔ خط مستقیم کے علاوہ نقطہ اور لامحدودیت۔ بھی ایسے تصورات ہیں جن کا وجود حقیقی دنیا میں نہیں پایا جاتا۔

تصوریت Idealism

ایسا نظریہ جس کی اساس تصوری ہو تصوریت کہلاتا ہے۔ یہ روح، نفس، حیات یا ذہن کو مادہ پر فوقیت دیتا ہے۔ مادیت میں مکانی، جسمی، حسی، واقعاتی اور میکانکی اشیاء یا طاقتوں کو اہمیت دی جاتی ہے تصوریت میں غیر مکانی، فوق حسی، معیاری، اقداری اور غایتی اشیا یا طاقتوں پر زور دیا جاتا ہے۔

یہ اصطلاح سترہویں صدی میں استعمال ہوئی اس سے مراد یا تو (1) اعیان ثابتہ تھے جو افلاطون نے بیان کیے یا جس طرح مسیحی عالموں نے دور وسطیٰ میں سمجھایا (2) موضوعی خیالات اور تصورات جسے ڈیسکارٹ اور لاک نے سمجھا۔ دوسرے نظریہ سے خارجی دنیا کا وجود معرض شک میں پڑ گیا لہٰذا اٹھارہویں صدی میں تصوریت سے مراد لاکونیت (acosmism) لی گئی جس کی رو سے خارجی دنیا ہمارے خیالات کی پرتو ہے اور مادہ کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہ نظریہ کانٹ کی تنقیدی یا ماورائی تصوریت میں ملتا ہے۔

مابعد الطبیعیات میں لامادیت سے مراد حقیقت کو صرف نفس، روح، شخص، مثل، فکر یا شعور سمجھنا۔ شعور وغیرہ کو بطور شخص یا غیر شخص لیا جا سکتا ہے۔ غیر شخصیاتی تصوریت میں حقیقت کو غیر شعوری روحانی اصول یا غیر شعوری نفسی طاقت، فکر محض یا شعور محض خیال کیا جاتا ہے۔ شخصیاتی تصوریت میں حقیقت کو شخص سمجھ کر اسے شعور خود کی صفت سے متصف کیا جاتا ہے۔ مطلق اور محدود ارواح کا تعلق دو طرح سے بیان کیا جاتا ہے۔ 1۔ وحدیتی تصوریت میں محدود ارواح کو مطلق کا حصہ، پرتو، مجاز یا اظلال سمجھا جاتا ہے 2۔ کثریتی تصوریت میں محدود ارواح کی ہستی اور آزادی کو تسلیم کیا جاتا ہے لیکن ان کا انحصار واحد یعنی خدا تعالیٰ پر بتلایا جاتا ہے۔ موضوعی تصوریت میں کائنات کا انحصار انسانوں کے محدود نفوس پر ہے معروضی تصوریت میں کائناتی نفس پر۔ علمیاتی تصوریت میں اشیا اور ان کے تصورات کو منطبق کر دیا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ ادراک وجود کیلئے ضروری ہے (To be is to be percieved)

علمیات میں الہیاتی فلاطونیت کا عقیدہ ہے کہ موجودات کے اعیان ثابتہ خدا کے ذہن میں بطور لافانی تصورات موجود ہیں۔ علمیاتی تصوریت کا موقف ہے کہ ایغو یا نفوس کے علاوہ کوئی ایسی ہستی نہیں جن کا وجود، ادراک پر منحصر نہ ہو۔ ماورائی تصوریت میں کانٹ دعویٰ کرتا ہے کہ ہمارا کا سارا علم، منطقی ذات (Logical Self) کی ترکیبی عمل کا نتیجہ ہے۔

فعلیاتی تصوریت Idealism, Physiological

وسط انیسویں صدی کے ڈاکٹروں اور فعلیاتی ماہرین کا نظریہ۔ جس کی رو سے تحسسات کا دارومدار حواس پر بتلایا گیا۔ اس نظریہ کا دعویدار جوہنز مولر (Johannes Muller) تھا جو تحسسات کو بیرونی دنیا کا تمثال خیال کرنے کی بجائے علامت کہتا ہے۔ اس لحاظ سے رنگوں کا طیف (Spectrum) آواز کی کیفیت اور ذائقہ اور بو کے امتیازات، حواس کی ساخت اور ان کے تفاعل سے تشکیل پاتے ہیں۔ اس نظریہ کے مطابق عضویہ اور خارجی دنیا میں ایک قسم کی ثنویت

ہے۔ خارجی دنیا ایک طرح کی سوئچ یا بٹن ہے جس کے دبانے سے خود اختیاری حواس عمل میں آ جاتے ہیں۔ آج کل اس نظریہ کے اثرات نفسی جسمی امراض کے نظریہ 'مسلمیت (Holism) میں پائے جاتے ہیں۔

Idealism, Subjective موضوعی تصوریت

اس نظریہ کی رو سے خارجی دنیا کا وجود انسان کے ادراک پر منحصر ہے۔ اس کے دعویدار بارکلے (Berkley)' فختے (Fichte) اور ماش (Mach) ہیں۔ بارکلے کا مشہور مقولہ ہے ادراک سے ہی اشیا کا وجود بنتا ہے (To be is to be percieved)۔ اس موقف کا لازمی نتیجہ ہمہ انائیت (Solipcism) ہے۔

Idealistic Understanding of History

تاریخ کا تصوریتی نظریہ

تصوریتوں کا کہنا ہے کہ تاریخ کے محرک افکار' نظریئے لوگوں کے شعوری خیالات ہیں۔ معاشرے کے ارتقاء کو مطلق فکر' ہمہ گیر عقل' فوق البشر ذہن یا سرکردہ لیڈروں کے حوالے سے بیان کیا جاتا ہے۔ اٹھارہویں صدی کے فرانسیسی مادہ پرستوں کا خیال تھا کہ تاریخ کا انحصار لوگوں کے افکار اور علم کے پھیلاؤ پر ہے۔ فیورباخ (Feuerbach) کہتا تھا کہ تاریخ کا تعلق مذہب سے ہے۔ یہ نظریہ زندگی کے مادی اسباب کو درخور اعتنا نہیں سمجھتا اور اس لیے مارکسیوں کو قابل قبول نہیں۔

Ideal of Reason امثل عقل

ایک ہمہ گیر حقیقت یعنی خدا کا تصور۔ جس کی ذات پر تمام موجودات کا انحصار ہے۔ کانٹ کا کہنا ہے کہ ہستی باری تعالیٰ کے تمام روایتی ثبوت ناقص ہیں۔ لیکن خدا کا تصور عقل محض کیلئے بطور معیار چاہئے اور عملی عقل کیلئے بھی یہ ضروری مفروضہ ہے۔

Ideas of Pure Reason

تصورات عقل محض

کانٹ نے اپنی کتاب 'عقل محض کی تنقید' (Critique of Pure Reason) میں تین تصورات روح' کائنات اور خدا کا ذکر کیا ہے جنہیں وہ اشیا نہیں سمجھتا لیکن عقل محض کیلئے معیار خیال کرتا ہے اور عملی عقل کیلئے لابدی مفروضے۔

Identically True Statements

عینیتی درست جملے

منطقی احصا کے قضایا اور فارمولے جو درست رہیں گے خواہ متغیرات کو کچھ ہی صداقتی قدر (Truth-Value) دے دی جائے۔ بنابریں عینیتی کاذب جملے وہ قضایا یا فارمولے ہوں گے جو کاذب رہتے ہیں خواہ متغیرات کو کچھ ہی صداقتی اقدار دے دی جائیں۔ صوری منطق کے تمام جملے درست ہوں گے۔

Identity عینیت

اس سے مراد یا تو اشیاء یا مظاہرات کی اپنے آپ سے عینیت ہے یا مختلف اشیا کی آپس میں مماثلت اور مساوات ہے۔ الف اور ب کو تب مماثل کیا جا سکے گا جب تمام اوصاف اور علائق جو الف کو متصف کرتے ہیں وہی اوصاف اور علائق ب کو بھی متصف کریں اور جو اوصاف اور علائق الف کو متصف نہیں کرتے وہ ب کو بھی متصف نہیں کرتے۔ یہ لائبنیز کا اصول ہے۔ اس اصول کا یہ بھی منشا ہے کہ اگر الف اور ب کا رشتہ عینیت کا ہے تو جو کچھ الف سے استخراج کیا جا سکتا ہے وہ ب سے بھی استخراج کیا جا سکتا ہے اور جو کچھ الف سے استخراج نہیں کیا جا سکتا وہ ب سے بھی استخراج نہیں کیا جا سکتا۔

نفسیات میں اس سے مراد شخصی عینیت یعنی شخصیت کا نفسیاتی اور فعلیاتی تغیرات کے باوجود قائم رہنا ہے۔

Identity, Law of قانون عینیت

اس قانون کی رو سے الف الف ہے یا ہر شے وہی ہے جو کہ وہ ہے۔ اس کی رو سے اگر ہم اپنے الفاظ'

اطراف، تصدیقات اور قضیوں کے مفہوم میں تغیر و تبدل کرتے رہیں گے تو صحیح فکر ممکن نہ ہو گا اور اگر کسی تصدیق یا قضیئے کو درست تسلیم کر لیا گیا ہے تو پھر وہ ہمیشہ درست رہے گا۔ یہ قانون یہ بھی کہتا ہے کہ ہر شے میں چند صفات ہوتی ہیں۔ فرض کریں کہ کسی شے ش میں ایک خاص وقت م میں دو صفات ج اور ح پائی جاتی ہیں تو پھر یہ قضیہ ہمیشہ کیلئے درست ہو گا کہ شے ش میں وقت م پر ج اور ح کی صفات ہیں۔

منطقی احصا میں یہ قانون ایسے ہو گا

الف ⊃ الف (اگر الف تو الف)

اور

الف ≡ الف (الف، الف کے برابر ہے)

اشیا کے متعلق تو اس قانون پر بڑی لے دے ہوئی ہے لیکن منطقی احصا میں اس کی صداقت مسلم ہے۔

فلسفہ عینیت **Identity Philosophy.**

اس فلسفہ کی رو سے روح اور مادہ، موضوع اور محمول میں کوئی فرق نہیں۔ یہ دونوں امتیازات سے معرا وحدت ہیں۔ شیلنگ (Schelling) کا کہنا ہے کہ روح اور فطرت ایک ہی چیز ہیں یعنی مطلق حقیقت۔ نہ ایغو حقیقت ہے نہ غیر ایغو۔ دونوں ہی اضافی تصورات ہیں اور مطلق حقیقت کے پہلو۔ خدا میں ہر قسم کا تضاد مٹ جاتا ہے۔ نہ روح روح رہتی ہے نہ مادہ مادہ۔ دونوں مطلق کا حصہ بن جاتے ہیں۔ پس فکر اور وجود، موضوعی اور معروضی، صورت اور جوہر اور محدود اور لامحدود کے امتیازات وحدت میں ختم ہو جاتے ہیں اور اکائی ظہور میں آتی ہے۔ شیلنگ کا فلسفہ سپائنوزا سے ملتا ہے۔

فکریاتی **Ideological**

اس اصطلاح کے کئی مفہوم ہیں۔

1- اس سے مراد انیسویں صدی کے اس مکتب فکر سے ہے جو کانڈیلیک (Caondillac) اور اس کے فرانسیسی پیروکاروں کا تھا۔

2- ثقافتی ماحول یا غیر عقلی مفاد کا نظریہ۔

فکریات **Ideology**

شروع میں فکریات سے مراد تصورات کی تحسسات میں تحویل کرنا تھا۔ کیونکہ خیال یہ تھا کہ تحسسات سے ہی تصورات بنتے ہیں۔ بعد میں اس لفظ کا استعمال برے معنوں میں کیا گیا۔ چنانچہ نپولین ہر اس فلسفہ کو فکریات کہتا تھا جس میں جمہوریت کی بو آتی تھی۔ آج کل اس سے مراد معاشی جبریت کا نظریہ یا فلسفیانہ لائحہ عمل لیا جاتا ہے۔ کائناتی نقطہ نگاہ (World-view) بھی فکریات کہلائے گا۔

تصوری حرکی فعل **Ideo-motor Action**

ایسا فعل جو محض خیال سے روپذیر ہوتا ہے۔ مثلاً بازو اٹھانے کا خیال آیا تو جھٹ بازو اٹھ جاتا ہے۔ ولیم جیمز (William James) کا خیال ہے کہ ایسے افعال ہی ارادے کی تہہ میں ہوتے ہیں یا ارادے ارادے کی احساس ہیں۔

Ideo-Psychological Ethics

ضمیری اخلاقیات

اخلاق کا وہ نظام جو ضمیر کو اساس بنائے۔ کئی ایسے نظام اخلاق بھی ہیں جو ضمیر کے علاوہ کسی اور مقولے کو مرکزی حیثیت دیتے ہیں ایسے نظام غیر ضمیری ہیں۔ انگریزی کی یہ اصطلاح جے مارٹینو (J.Martineau) نے اخلاقیات میں جاری کیں۔

مغالطہ **Idol**

دیمقراطیس (Democritus) کے ہاں eidola سے مراد چھوٹے چھوٹے ذرات ہیں جو اشیا سے اٹھتے ہیں اور جن کی بدولت اشیا کا ادراک ہوتا ہے۔ دور وسطیٰ میں idol سے مراد بالواسطہ علم تھا۔ دور جدید میں برونو (Bruno) پہلا شخص تھا جس نے اس اصطلاح سے مراد وہ مغالطے لیے جو فلسفیوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ بعد میں بیکن نے ایسے چار مغالطے گنوائے جو یہ ہیں قبیلے (Tribe) گھر (Cave) زبان (Language) اور مکتب

فکر (Theatre) کے۔ قبیلے کے مغالطے نوع انسانی سے تعلق رکھتے ہیں مثلاً غلو اور تجسم (Persanification) کی عادت۔ دوسری قسم کے مغالطوں کا تعلق انسان کی اپنی تعلیم و تربیت سے ہے مثلاً مسلمان یا ہندو ہونے کی حیثیت سے دونوں کے اپنے اپنے تعصبات اور خامیاں ہیں۔ زبان کے مغالطوں کا تعلق زبان کے ناموزوں اور غلط استعمال سے ہے۔ اگر الفاظ مبہم اور ذومعانی ہوں تو مطالب میں انتشار پیدا ہو جاتا ہے۔ چوتھی قسم کے مغالطات فلسفہ میں کسی مکتب فکر کو اختیار کرنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ایک شخص مادہ پرست ہے تو اسے باقی نظریے سب ناقص نظر آئیں گے۔

Ignoratio Elenchi تجاہل مطلوب

اگر بحث میں غیر متعلقہ باتیں شروع کر دی جائیں یعنی ایسی باتیں جن کا زیر بحث معاملہ سے کوئی تعلق نہ ہو تو مغالطہ تجاہل مطلوب سرزد ہو گا۔ مثلاً قضیہ پر بحث کرتے کرتے قضیہ کے دعویدار کی شخصیت زیر بحث لے آئیں حالانکہ شخصیت کی اچھائی یا برائی کا قضیہ کے صدق و کذب سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

Ikuan آئی کوان (چینی)

چینی اصطلاح کا مطلب دھاگا ہے اور اس سے مراد مرکزی اصول لیا جاتا ہے جس کی کئی صورتیں ہیں۔ اپنے آپ سے سچا رہنا اور دوسروں سے شفقت سے پیش آنا ایک صورت ہے دوسری ہے تناسب اور مرکزیت کا اصول جس سے انسانی روابط اور مظاہر فطرت سمجھے جا سکتے ہیں۔ پھر انسان اور فطرت کو اکائی سمجھنا بھی مرکزی اصول ہے۔ اور احد (One) بھی ایک دھاگا ہے جو تمام کائنات کو منظم کیے ہوئے ہے۔

Illicit imperatance, fallacy of
مغالطہ فساد اہمیت

جب کسی قضیہ کو اس وجہ سے اہم سمجھا جائے کہ وہ بدیہی ہے تو یہ مغالطہ سرزد ہوتا ہے۔

Illicit process of the Major
فساد در اکبر

یہ مغالطہ تب سرزد ہوتا ہے جب مقدمہ کبریٰ میں تو حد اکبر جامع نہ ہو لیکن نتیجہ میں اسے جامع لے لیا جائے۔ مثلاً

تمام انسان فانی ہیں
کوئی بندر انسان نہیں
کوئی بندر فانی نہیں

یہاں 'فانی' مقدمہ کبریٰ میں غیر جامع ہے لیکن نتیجہ میں جامع لیا گیا ہے۔

Illicit Process of the minor
فساد حد اصغر

یہ مغالطہ تب سرزد ہوتا ہے جب حد اصغر کو جو مقدمہ صغریٰ میں غیر جامع ہوتی ہے نتیجہ میں جامع کے طور پر لی جاتی ہے مثلاً

تمام انسان ذی حس ہیں
تمام ذی حس مجسم ہستیاں ہیں
تمام مجسم ہستیاں انسان ہیں

اس قیاس میں 'مجسم ہستیاں' مقدمہ صغریٰ میں غیر جامع ہیں لیکن نتیجہ میں جامع لی گئی ہیں۔

Illumination
تنویر

غور و فکر کا منبع۔ تناسب اور توازن حاصل کرنے کے لیے جذباتی زندگی میں مکمل تبدیلی۔

Illusion
التباس

اس سے مراد غلط ادراک ہے اس کی دو وجوہات ہیں۔ ایک تو خارجی عوامل جن کے تحت ادراک کیا جاتا ہے غیر معمولی طریقہ پر واقعہ ہوتے ہیں گو عضویہ کی فعلیت میں کوئی خرابی نہیں ہوتی دوسرے میں فعلیاتی نظام میں خرابی ہوتی ہے جس کی وجہ سے ادراک ٹھیک نہیں ہوتا۔ تصوریتی فلسفی التباس کی بنا پر کہہ دیتے ہیں کہ ادراک غیر معتبر ہوتا ہے لیکن یہ موقف صحیح نہیں۔

Illusionism التباسیت

کائنات کو مایا' دھوکا یا سراب سمجھنا- اور زندگی کو قدر و قیمت سے خالی خیال کرنا- یہ نظریہ ہندو فلسفہ اور شوپنہار میں ملتا ہے-

Image, Artistic جمالیاتی تمثال

فن کا نظریہ جس کی رو سے خارجی دنیا کو جمالیاتی مقصد کے تحت ایک زندہ' ٹھوس اور حسی حقیقت کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے اس میں حسی اور منطقی' جزی اور کلی' ظاہر اور باطن اور صورت اور مافیہ کے تمام امتیازات اڑ جاتے ہیں ان تضادات کے جدلیاتی اتحاد سے حوادثات و اوقات اور کرداروں کے ایسے تمثال پیدا ہوتے ہیں جو جذبات اور احساسات کی عمدہ ترین تصویر پیدا کرتے ہیں اور زندگی میں یگانگت اور ہم آہنگی کا باعث بنتے ہیں-

Imageless Thought بے تمثال فکر

ایسے افکار' تعقلات یا تصورات جو تمثال میں نہ پائے جائیں- اس موضوع پر انیسویں صدی کے شروع میں امریکی اور جرمن ماہرین نفسیات کے درمیان خوب بحث ہوئی- بے تمثال فکر کی حقیقت کو جرمن ماہرین نفسیات تو تسلیم کرتے تھے لیکن امریکنوں کو انکار تھا-

Imagination تخیل

تخیل دو قسم کا ہوتا ہے یا تو گذشتہ حسی تمثال کو دہرا دیا جاتا ہے یا گذشتہ حسی تمثال کو نئے سرے سے جوڑ کر نئی صورت پیدا کی جاتی ہے- پہلی قسم محاکاتی (Reproductive) تخیل کی ہے دوسری تخلیقی (Creative) کی- تخلیقی کی بھی دو انواع ہیں- ایک مخیلہ (Fantasy) کی ہے جس میں تخیل کسی ضابطہ' قانون یا مقصد کا پابند نہیں ہوتا جیسے خواب میں با آزاد تلازم میں- دوسرے میں جسے تعمیری تخلیقی تخیل کہا جاتا ہے- کوئی پلان یا مقصد ہوتا ہے جس کے تحت تخیل کو کام کرنا پڑتا ہے- یہ صورت سائنس' ایجادات اور فلسفہ میں ہوتی ہے- سائنس میں تخیل کے ذریعہ مفروضے اور تجربہ کیلئے ماڈل تصورات بنتے ہیں- اگر تخلیقی فن بامعنی ہو تو اس میں بھی جمالیاتی تمثال بامعنی ہوں گے اور زندگی کے اہم پہلوؤں کی عکاسی ہوگی-

Immanence سریانیت

لغوی معنی ساری' حاضر اور بس جانے کے ہیں- دور وسطیٰ میں اس علت کو ساری کہتے تھے جس کے اثرات اور نتائج عامل کے علاوہ کسی اور شے میں نہیں ہوتے تھے- جدید مابعد الطبیعیات اور دینیات میں سریانیت سے مراد جوہر' وجود اور قوت کی موجودگی ہے- نظریہ وحدت وجود کی رو سے خدا یا مطلق کا جوہر دنیا میں موجود ہے یا دنیا کے مماثل ہے- سریانیت الہیت کے مطابق خدا سریانی اور ماورائی دونو ہے- سریانی تو اپنی فعلیت اور موجودگی سے ہے اور ماورائی اپنے جوہر سے- تصوف میں خدا اور بندہ دونوں ایک دوسرے کیلئے سریانی ہیں-

Immanence Philosophy فلسفہ سریانیت

انیسویں صدی کے آخر میں فلسفہ میں موضوعی تصوریت کی تحریک شروع ہوئی جس کا علمبردار ولہلم شوپ (Wilhelm Schuppe) (1836-1913ء) تھا- اس کے فلسفہ پر برٹش تجربیت اور کانٹ اور فختے کے فکر کا اثر تھا- کانٹ کے نظریہ شے کماہی (Thing in itself) کا شوپ معترض تھا اور چاہتا تھا کہ دوبارہ بارکلے (Berkcley) اور ہیوم (Hume) کی طرف لوٹا جائے- فلسفہ سریانیت کو ماننے والے کسی غیر شعوری حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے تھے- ان کے نزدیک شعور اور اشیاء میں نہ ٹوٹنے والا رشتہ ہے- ان کا اعتقاد ہے کہ وجود صرف اسی کو نصیب ہے جو فکر کا معروض (object) بنے- موضوع اور معروض میں لازمی رشتہ ہے- چونکہ اس موقف سے ہمہ انائیت (Solopcism) لازمی آتی تھی اس سے بچنے کیلئے ان لوگوں نے ایک عمومی شعور (Consciousness in general) کو فرض کر لیا جو انسانی ذہن سے بالا اور

بے نیاز ہے اور چونکہ شعور ہر شے میں ساری ہے لہٰذا کائنات ہر محدود شعور میں موجود ہو گی۔

Immanent & Transient Activity
لازم اور متعدی فعلیت

منطق میں اس فعلیت کو لازم کہیں گے جس کا اثر موضوع علم پر نہیں پڑتا اور وہ فعلیت متعدی ہو گی جس کا اثر پڑتا ہو۔ کانٹ کہتا تھا کہ انسانی ذہن کی فعلت صرف لازمی ہونی چاہئے کیونکہ اس طرح وہ صرف اس علم سے سروکار رکھے گا جو حواس کے ذریعہ اسے حاصل ہوتا ہے اور اگر وہ اس چیز کی کھوج لگانی شروع کردے کہ شے کماہی (Thing in itself) کیا ہے تو یہ غلط ہو گا۔ یہ فعلینت ماورائی ہو گی۔

Immanent Theism **سریانی الٰہیت**

اس نظریہ کی رو سے خدا سریانی بھی اور ماورائی بھی۔ یہ نظریہ وحدت وجود کے نظریہ سے مختلف ہے کیونکہ وحدت وجود کے مطابق تو خالق اور مخلوق مماثل ہیں۔ خالق مخلوق سے ماورائی نہیں۔

Immateriality **لامادت**

دور وسطیٰ میں خدا، روح اور دیگر واجب الوجود ہستیوں کو لامادت کہتے تھے۔ انسان کے عقل قوا کو بھی لامادت سمجھا جاتا تھا۔ خیال یہ تھا کہ یہ قوا حواس کے محتاج نہیں اور خود بخود اپنے فرائض کو سرانجام دے سکتے ہیں۔ اس بات کا ثبوت یہ تھا کہ انہیں کلیوں (Universals) کا علم ہوتا ہے اور اپنے فریضوں کا بھی۔

Immediacy **لاواسطت**

اس سے دو مفہوم لیے جاتے ہیں ایک تو اس سے معروض علم کا براہ راست ذہن یا نفس کے سامنے موجود ہونا اور دوسرا علم میں استنتاج، تشریح یا تعبیر کا غیر حاضر ہونا۔

Immediate Inference **استنتاج بلاواسطہ**

منطق میں استنتاج بلاواسطہ وہ استنتاج ہے جس میں ایک قضیہ سے (یعنی صرف ایک مقدمہ سے) دوسرا قضیہ (یعنی نتیجہ) اخذ کیا جاتا ہے مثلاً تمام انسان فانی ہیں۔ اس مقدمہ سے یہ نتیجہ اخذ ہو سکتا ہے کہ بعض فانی ہستیاں انسان ہیں، یہاں صرف ایک مقدمہ ہے جس سے یہ ایک نتیجہ برآمد ہوا ہے مقدمہ کے دو اطراف کے باہمی تعلق کو نتیجہ میں نئی روشنی اور نئی صورت میں پیش کیا گیا ہے اور یہ استنتاج بدیہی یعنی بلاواسطہ ہے۔

استنتاج بلاواسطہ کی دو بڑی قسمیں ہیں۔ ایک نسبتی اور دوسری جہتی۔ نسبتی میں ایک مقدمہ ہوتا ہے اور ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سچ ہے یا جھوٹ ہے۔ اس سے ہم نے یہ اندازہ کرنا ہوتا ہے کہ اگر اور قضیے لیے جائیں جن کے اطراف وہی ہوں (یعنی جن کے موضوع اور محمول وہی ہوں جو اس مقدمہ معلومہ کے تھے) لیکن جن کی کمیت اور کیفیت مقدمہ معلومہ سے مختلف ہو تو کیا وہ نئے قضئے سچ ہوں گے یا جھوٹ ہوں گے یا ہم کسی قطعی فیصلہ کے ناقابل ہوں گے اور ان کا صدق و کذب نامعلوم رہے گا۔ استنتاج بلاواسطہ جہتی سے مراد یہ ہے کہ مقدمہ معلومہ سے ایسے نئے قضئے اخذ کیے جائیں جن کا مفہوم تو مقدمہ معلومہ کے برابر یا مترادف ہو لیکن ان کی اطراف کی ساخت و صورت اور ان کی اپنی کیفیت و کمیت بدل جائے۔ اس کی دو اہم اقسام ہیں عکس (conversion) اور عدل (obversion)

Immoralism **بے اخلاقیات**

اخلاقی اقدار سے انحراف، عام طور پر اس سے مراد روایتی اخلاق سے انحراف لیا جاتا ہے۔ جدید نسل کی ماضی اور اس کے اخلاقی روایات سے بغاوت، بے اخلاقیات یا اخلاقی بے راہ روی ہے۔ بے اخلاقیات کی ذیل میں اخلاقی بے پرواہی بے نیازی اور بے اعتنائی بھی آجاتی ہے۔

لافنائیت Immortality

اس سے مراد روح انسانی یا انسانی شخصیت کا طبعی موت کے بعد بقا ہے- لافنائیت دو قسم کی ہو سکتی ہے-
1- زمانی لافنائیت یعنی موت کے بعد انسان کا غیر معین عرصہ کیلئے زندہ رہنا 2- موت کے بعد انسانی روح کا ایسے مقام پر پہنچ جانا جو زمان و مکان کی دسترس سے بالا ہو یعنی جو غیر زمانی ہو- لافنائیت کیلئے تین قسم کے دلائل دیئے جاتے ہیں-
1- مابعد الطبیعیاتی- روح کو بسیط اور جسم سے بے نیاز سمجھا جاتا ہے نیز اسے ابدی سچائیوں کا بھی علم ہے ان خواص کی بنا پر کہا جاتا ہے کہ روح ابدی ہے-
2- اخلاقیاتی اور اقداری دلائل- کہا جاتا ہے کہ کچھ اخلاقی تقاضے ہیں ایسے ہیں جو پورے نہیں ہو سکتے جب تک روح غیر فانی ہو-
3- تجربی دلائل- خود کار تحریروں (Automatic writing) مردہ روحوں کو بلانے اور دیگر روحانی تجربوں سے روح کی بقا ثابت کی جاتی ہے-

نقل Immitation

جمالیات میں ایک نظریہ ہے جس کا کہنا ہے کہ فنی تخلیق ایک قسم کی نقالی ہے اور فن کا مقصد عکاسی یا نقالی ہے- اس نظریہ کی رو سے فنکار اپنے فن میں اعیان ثابتہ کو دریافت کرتا ہے اور ان کی نقالی کرتا ہے- نقالی سے مراد مادی اشیا کی نقل کرنا نہیں بلکہ روحانی دنیا کو واشگاف کرنا ہے دوسرے الفاظ میں مادی اشیا کا جوہر ظاہر کرنا ہے- وہی فن کامیاب سمجھا جائے گا جو اس جوہر کو پوری طرح منکشف کر سکے جسے مادی اشیا مبہم اور نامکمل طور پر ظاہر کر رہی ہے- آج کل اس نظریہ کو چھوڑ دیا گیا ہے-

ناتغیرپذیری Immutability

اللہ تعالی کی ایک صفت ہے جس سے مراد ہے کہ اللہ کی ذات میں کوئی اندرونی تبدیلی نہیں ہو سکتی-

شہنشاہیت Imperialism

مارکسزم کے مطابق سرمایہ دارانہ نظام کی آخری کڑی شہنشاہیت کے عہد میں ارتکاز زر کی بدولت بڑے بڑے اجارے دار پیدا ہوتے ہیں- مالی چند سری حکومتیں قائم ہوتی ہیں- سرمایہ ایک ملک سے دوسرے ملک میں منتقل ہوتا ہے- بین الاقوامی اجارے معرض وجود میں آتے ہیں جس سے دنیا معاشی اعتبار سے بٹ جاتی ہے اور دنیا پر سامراجی سرمایہ دارانہ قوتیں تسلط جما لیتی ہیں- لیکن اس نظام میں تضاد پیدا ہو جاتے ہیں- بے روزگاری بڑھ جاتی ہے- مزدور اور سرمایہ دار کے جھگڑے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں- معاشرہ میں بدامنی پھیل جاتی ہے- اس لیے سوشلزم کا آنا ناگزیر ہو جاتا ہے-

لاتشخصیت Impersonalism

قوانین فطرت کے بارے میں میکانی نظریہ- اس نظریہ کی رو سے قوانین قدرت کو انسان یا خدا کے تابع نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی ان کا تعلق اقدار انسان سے قائم کیا جا سکتا ہے-

مضمرہ Implication

منطق میں اس کی شکل اگر س تب پ کی ہوتی ہے- اس جملہ میں س تو مقدم ہے اور پ موخر- رسل کا کہنا ہے کہ ریاضیاتی استدلال 'اگر س تب پ' کی شکل میں ہوتا ہے کیونکہ بدیہات کو فرض کر کے ان کے نتائج نکالے جاتے ہیں- منطق میں بھی یہی حال ہے- یہاں بھی بدیہات کو فرض کر کے اصول اور فروعات اخذ کیے جاتے ہیں- ریاضیاتی منطق میں مادی مضمرہ (Material Implication) کا تصور ہے جسے علامتوں میں یوں ظاہر کرتے ہیں

پ ⊃ س

یا

پ → س

مضمرہ اس وقت غلط ہو گا جب س تو درست ہو

لیکن پ غلط ہو- باقی سب صورتوں میں مضمرہ درست ہو گا- لیکن اس سے کئی مشکلات پیدا ہوتی ہیں مثلاً درست قضیہ کسی بھی قضیہ سے اخذ کیا جا سکتا ہے یا کوئی سے دو قضایا میں سے ایک قضیہ دوسرے کو ماخوذ کرتا ہے- سی آئی لیوس (C.I.Lewis) نے ان مشکلات کو دور کرنا چاہا لیکن ناکام رہا- ایکرمان (Ackermann) کا حل کافی حد تک کامیاب ہے-

Impredicative definition
غیرحملی تعریف

ریاضیاتی منطق کے اشکال دور کرتے ہوئے پان کیر (Poincare) نے کہا کہ کسی جماعت کے فرد کی تعریف کرتے ہوئے اس جماعت کے افراد کے مجموعہ کی طرف کوئی حوالہ نہیں ہونا چاہئے- رسل نے اس اصول کو اپنے نظریہ انواع (Theory of Types) میں اپنایا-

Impressionism **ارتسامیت**

انیسویں صدی کے افراد بیسویں صدی کے شروع میں آرٹ کے بارے میں ایک نظریہ- اس نظریہ کی وجہ تسمیہ مونٹ (Monet) کی ایک تصور ارتسام (Impression) تھی- اس تحریک کا اثر مصوری کے علاوہ ادب، موسیقی اور تھیٹر پر بھی پڑا- اس تحریک کا منشا یہ ہے کہ فنکار کو اشیاء، منظر یا واقعات کے تاثرات کو بیان کرنا چاہئے- یعنی مظاہر قدرت جو تاثرات فنکار کے دل میں پیدا کرتے ہیں ان کو حسین طریقے سے بیان کرنا آرٹسٹ کا فن ہے- اس لیے مصوری میں فوری بصری صورتوں کو بیان کیا جاتا ہے اور ان کی اصلی ساخت کو چھوڑ دیا جاتا ہے- اشیا کے تغیر پذیر اور عارضی پہلوؤں کو لے لیا جاتا ہے اور ان کی مستقل حیثیت کو درخور اعتنا نہیں سمجھا جاتا- اس تحریک کا انجام موضوعیت ہے-

In & for itself **فی الذاتیہ**

یہ مطلق (Absolute) کی صفت ہے وہ بیرونی رشتوں سے بے نیاز ہے اور اپنی ذات میں خودمختار اور خوداختیار ہے-

Incomplete Symbol **نامکمل اشارہ**

ایسی علامت جس کا بذات خود تو کوئی مطلب نہ ہو لیکن بامطلب جملے کا حصہ بن کر اس جملے یا جملے کے جزو کے معانی میں شامل ہو- مثلاً خطوط واحدانی ⊃ کا خود تو کوئی مطلب نہیں لیکن رقوم کو گھیرے میں لے کر ان کے مطالب میں شامل ہو جاتی ہے-

Inconceivability **تعقل ناپذیری**

متضاد صفات کا ایک ہی وقت میں اور ایک ہی مقام پر اکٹھا ہونا ناقابل فہم ہے مثلاً دوری مثلث کا تصور محال ہے- ہربرٹ اسپنسر (Herbert Spencer) کہتا ہے کہ اگر کسی قضیہ کی تردید فہم میں نہ آسکے تو اس قضیہ کو لابدی اور درست تسلیم کر لینا چاہئے- ہربرٹ اسپنسر اسے معیار صداقت کہتا تھا-

Inconsistency **عدم توافق**

قضایائی تفاعلوں کا مجموعہ (set) اس وقت عدم توافق کا شکار ہو گیا جب اس میں کوئی قضایائی تفاعل ایسا ہو کہ اس کے شامل ہونے سے دو متضاد یا متناقض نتائج نکل سکتے ہوں- ایسے ہی ان جملوں میں عدم توافق ہو گا اگر ان میں کوئی جملہ الف ہے اور ان میں سے الف بھی بطور نتیجہ نکل سکتا ہے اور غیر الف بھی-

Incontinence **ناپرہیزگاری**

اگر کوئی آدمی اپنی خواہشات کو عقل کے تابع نہ رکھ سکے تو وہ ناپرہیزگار ہو گا- ایسے آدمی کو شہوت پرست نہیں کہہ سکتے کیونکہ شہوت پرست کے دل میں کوئی کشمکش نہیں ہوتی- ناپرہیزگار کے دل میں تو نفس امارہ اور عقل کے درمیان جنگ ہوتی ہے اور عقل نفسانی خواہشات کو اپنے قابو میں نہیں رکھ سکتی-

Indefinite potentiality error of
قوت غیرمعین کی غلطی

رشتہ علیت کا صحیح اور کافی تجزیہ نہ کرنا-

لاتعینیت Indeterminism

اس نظریہ کی رو سے انسانی ارادہ، فعلیاتی اور نفسیاتی علیت سے کبھی کبھار آزاد بھی ہو سکتا ہے یعنی یہ تو ممکن نہیں کہ جب کبھی اسے دو متبادل میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہو وہ ہر موقعہ پر فعلیاتی اور نفسیاتی اسباب سے آزاد ہو لیکن کبھی کوئی ایسا مقام بھی آجاتا ہے جب انسان بالکل آزاد ہو کر انتخاب کرتا ہے-

ہندو جمالیات Indian Aesthetics

ہندو نظریہ حسن (سلپا) میں دستکاریاں، فنون لطیفہ، تعمیرات، زیورات، ناچ، ڈرامہ، موسیقی اور عشوہ گری شامل ہیں- ان کے اقدار ہندو فلسفہ کے چند تصورات میں پائے جاتے ہیں مثلاً اوتار- زندگی کی بے ثباتی (سمہارا) اور عالم مجاز کی علامتیت (مایا)- ہندو جمالیات میں ایک طرف تو عظمت اور شکوہ ہے اور دوسری طرف سادگی- اس بات کا ثبوت مورتیوں، ڈراموں اور افسانوں سے ملتا ہے- ایلورا اور ایلیفنٹا (Elephanta) کی مورتیوں سے پتہ چلتا ہے کہ کس طرح ماورائی اور مابعد الطبیعیاتی تصورات نے مجسموں میں ہیئت کذائی کی شکل اختیار کی فحاشی کو پیش کیا اور پھر کی مورتیوں میں پرماتما کو انسان کے روپ میں ظاہر کیا- یہ مورتیاں اس امر کی شاہد ہیں کہ چونکہ ہندو فلسفہ میں وحدیت کا تصور موجود ہے- ہندو جمالیات میں وحدیت کا تصور موجود ہے- ہندو جمالیات میں 'روح مرکزی اکائی' پائی جاتی ہے جس کی بنا پر ہر شے کو علامتی ظاہر کیا جاتا ہے اور پھر پرماتما ماورائی بھی ہے اور سریانی بھی لہٰذا مظاہر فطرت کی عکاسی کرتے وقت علامتوں کا سہارا لینا پڑتا ہے-

ہندو اخلاقیات Indian Ethics

ہندو اخلاقیات میں کرم (Karma)، مکش (Moksa) اور انند (Ananda) کے تصورات بڑے نمایاں ہیں- مکش میں نجات کا تصور پوشیدہ ہے- کرم میں تقدیر اور ذات پات کا- انند میں دنیا سے بے تعلقی اور بے پرواہی کا- سیتا (Sita) کا تصور عورت کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے اور ہنومان کا اخلاص اور لگاؤ کو- اہمسا سے شفقت کا جذبہ مقصود ہے- اس کی لپیٹ میں انسانوں کے علاوہ جانور اور کیڑے مکوڑے بھی ہیں-

بھگوت گیتا کی اخلاقیات کانٹ سے ملتی جلتی ہے- دونوں کا کہنا ہے کہ فرض کی ادائیگی میں نتائج کا خیال نہیں رکھنا چاہیئے-

زندگی کے متعلق ہندو اخلاقیات کا نظریہ عام طور پر منفی نظر آتا ہے- بعض ہندو مکاتیب فکر میں زندگی اور شعور کی نفی کو مقصد عظمیٰ قرار دیا گیا ہے- زندگی کی بے ثباتی اور کائنات کی التباسیت پر جابجا زور دیا گیا ہے-

ہندو فلسفہ Indian Philosophy

اس کی ابتدا دسویں صدی سے لے کر پندرہویں صدی قبل مسیح ہوئی اس لحاظ سے یہ دنیا کا قدیم ترین فلسفہ ہے- اسے چار ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے 1- ویدوں کا زمانہ 2- برہمن- بدھ مت کا کلاسیکی دور، چھٹی صدی قبل مسیح سے دسویں صدی بعد مسیح تک 3- ہندو مت کا عہد، دسویں سے اٹھارویں صدی بعد مسیح تک 4- جدید ہندو فلسفہ- ویدوں میں کئی خداؤں کا ذکر بھی آتا ہے اور ایک خدا کا بھی- اپنشدوں میں ویدوں کی تفسیر موجود ہے ان میں خدا کی وحدت، پرم آتما، آتما، روح کی لافنائیت اور اصول کرم کا ذکر ہے- اپنشدوں میں متصوفانہ خیالات بھی پائے جاتے ہیں اور مادہ پرستی اور الحاد کا ذکر بھی آتا ہے- ویدوں کا انکار بھی موجود ہے-

کلاسیکی دور میں ہندو فلسفہ کے مختلف مکاتیب فکر پیدا ہوئے ان میں سے بعض ویدوں کو مانتے تھے اور بعض انکاری تھے- ویدوں کو ماننے والوں میں میماسا (Mimamsa)، سمکھیا (Samkhya)، یوگا- نیایا (Nyaya) ویسسکا (Vaiseshika) اور ویدنت مت (Vedant) کا شمار ہے- ویدوں سے انکار کرنے والوں میں بدھ مت، جین مت اور چارواکاس (Charvakas) شامل ہیں- ہندو فلسفہ کے مختلف نظریوں کے حامیوں میں اکثر جھگڑا ہوتا رہتا تھا- اس

لیے منطق کا وجود لازم ہو گیا کیونکہ منطق سے استدلال کے صحیح اصول کا پتہ چلتا ہے ہندو منطق نیایا مکتب فکر میں پیدا ہوئی۔ ہندو مت کے زمانہ میں وشنو اور سیوا (Siva) کا اثر نمودار ہوا۔ اسلام بھی ہندوستان میں داخل ہوا اور اس کے زیر اثر ہندو مت کے خیالات و افکار میں زبردست انقلاب آیا کئی مذہبی تحریکیں پیدا ہوئیں جنہوں نے اسلام کے تصورات مثلاً توحید، مساوات انسانی اور عشق الٰہی کو قبول کر لیا۔ جدید ہندو فلسفہ میں یورپی اور امریکی اثرات پائے جاتے ہیں۔ برہمو سماج، آریہ سماج، ہندو تصوف، ہندو تصوریت خارجی اثرات کے مرہون منت ہیں۔ کوشش آج کل یہ ہو رہی ہے کہ یورپ کی ٹیکنالوجی کو ایشیا کے روحانی اقدار میں سمو لیا جائے۔

Indifferent بے علاقہ

رواقیوں نے ان اشیا کی نشاندہی کی ہے جو اپنی ذات میں نہ اچھی ہیں نہ بری مثلاً صحت، زندگی، مسرت، حسن، دولت، خاندان وغیرہ پھر ان بے علاقہ اشیاء میں سے بعض کو بعض پر ترجیح ہے۔ کیونکہ اگرچہ وہ بذات خود تو فضیلت نہیں کہلا سکتیں لیکن اخلاقی قدر سے بالکل معرا بھی نہیں۔

Indirect proof غیر راست ثبوت

منطق میں اکثر ثبوت براہ راست ہیں۔ یعنی اصولوں کی مدد سے ان کی صداقت ثابت کی جاتی ہے۔ بعض دفعہ غیر راست ثبوت کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس میں نتیجہ کا الٹ صحیح فرض کر لیا جاتا ہے اور جب اسے دو مقدمات میں سے کسی ایک مقدمہ سے ملا کر نتیجہ اخذ کرتے ہیں تو یہ نتیجہ دوسرے مقدمہ کے الٹ ہوتا ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نتیجے کا الٹ جسے فرض کیا گیا تھا غلط ہو گا۔ مقدمات کی صحت تو مسلمہ ہے لہٰذا اگر کوئی نتیجہ، مقدمہ کی ضد ہے تو درست تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اس ثبوت کی ایک اور شکل بھی ہے۔ اگر کسی واقعہ، حادثہ یا واردات کے متعلق کئی مفروضے قائم کیے جا سکتے ہوں تو اگر ہم سوائے ایک کے باقی مفروضوں کو غلط ثابت کر دیں تو باقی ایک جو رہ جائے گا وہ غیر راست ثبوت سے درست مانا جائے گا۔

Individual فرد

رسل اور وائٹ ہیڈ کے مطابق ریاضیاتی منطق میں فرد وہ ہو گا جو نہ قضیہ ہو نہ تفاعل۔ لہٰذا اس کا شمار سب سے نچلے طبقہ میں ہو گا۔

نفسیات میں ہر انسان اپنی مخصوص سیرت، عقل اور جذبات کی بدولت فرد ہے۔ انسان کے نفسیاتی خصائص میں سیرت، طبیعت، قابلیت اور دیگر خصوصیات کا شمار ہے۔ اگرچہ انسان کی حالت بدلتی رہتی ہے لیکن اس کی نفسیاتی ساخت نسبتاً مستقل رہتی ہے۔ یہ ساخت بھی بدل سکتی ہے گو اس کا بدلنا اتنا آسان نہیں ہے۔ ہر انسان میں ایک تو ابتدائی فطری ساخت ہے اور ایک ثانوی اکتسابی ساخت۔ فطری ساخت میں فعلیاتی نظام اور جبلات شامل ہیں۔ اکتسابی ساخت میں عادتیں، عواطف، شخصیت وغیرہ شامل ہیں۔ فرد ان دونوں کے امتزاج کا نتیجہ ہے۔

Individualism فردیت

سیاسیات کا ایک نظریہ جس کی رو سے ریاست کا وجود افراد کیلئے ہے نہ کہ افراد کا وجود ریاست کیلئے۔ مارکسیوں کا کہنا ہے کہ فردیت کا آغاز نجی املاک سے ہوتا ہے۔ اس زاویہ نگاہ کی تشریح سٹرنر (Stirner) اور نٹشے میں ملتی ہے۔ آج کل کے وجودی بھی اس کے حامی ہیں۔ لیکن سوشلزم میں نہ فرد ہے اور نہ معاشرہ بلکہ اجتماعیت پسندی (Collectivism) جس کے تحت کوئی کسی کا استحصال نہیں کرتا اور ہر شخص کو نمو کے مواقع دستیاب ہیں۔

Individual, Particular & Universal فرد، جزئیہ، کلیہ

ہر شے اپنی خصوصی اور انفرادی حیثیت میں ایک فرد ہے۔ لیکن افراد میں مشترک خصائص بھی پائی جاتی

ہیں اگر یہ مشترک خصائص محدود اشیا میں ہوں تو جزئیہ بنے گا اور اگر یہ تمام میں پائے جائیں تو کلیہ- سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مشترک خصائص جن کی بنا پر جزئیے اور کلیے بنتے ہیں ذہن کی اختراع ہیں یا موجودات کے حقیقی اوصاف- یونانی مادہ پرستوں نے پانی، آگ، ہوا یا جواہر کو کلیہ مانا- لیکن تصوریتوں نے یعنی افلاطون اور ارسطو نے کلیات کو معروضی تو سمجھا لیکن انہیں جوہر (اعیان ثابتہ یا صورت) سے منطبق کر دیا اور جوہر کو غیر مادی تصور کیا- دور جدید میں جب سائنسی علوم نے سر اٹھایا تو جزئیات اور کلیات کو مابعد الطبیعیاتی اور دینیاتی تصورات سے پاک کرنے کی کوشش کی گئی- لاک (Locke) نے کہا کہ کلیے محض تجریدات ہیں اور اشیا کی مشترک صفات کے آئینہ دار، ان کا وجود معروضی دنیا میں نہیں ہوتا- کانٹ اور ہیگل اس رائے سے متفق نہیں کانٹ نے تو تجریدی کلیوں (Abstract Universals) اور مقرون کلیوں (Concrete Universals) میں فرق کیا- کارل مارکس کے مطابق کلیے معروضی دنیا کے مظاہر کی وحدت ظاہر کرتے ہیں- لہٰذا کلیوں میں افراد اور جزئیوں کی اوصاف پائے جائیں گے-

Individual Psychology فردی نفسیات

بمقابلہ عام نفسیات (General Psychology) کے جس میں انسانوں کے عمومی نفسی کوائف سے بحث ہوتی ہے فردی نفسیات میں انسانوں کے نفسی اختلافات کا مطالعہ ہوتا ہے- اس میں سیرت، طبیعت، فطانت، مجرمیت، ذہانت، پیمائش جیسے مسائل کا ذکر آتا ہے- ان اختلافات کی طرف پہلے پہل گالٹن (Galton) نے توجہ دلائی-

ایسی نفسیات جو فرد کو معاشرے، گروہ یا خاندان سے الگ کر کے مطالعہ کرے وہ بھی فردی نفسیات کہلائے گی-

Individuation تفرد

ینگ (Jung) کی نفسیات میں اس سے مراد فردیت حاصل کرنا ہے- یہ ایک ایسا عمل جس سے زندگی میں مکملیت (Wholeness) آتی ہے اور جن تفاعلوں کو برسرکار نہیں لایا گیا ان سے مصالحت کی جاتی ہے- تفرد سے مراد خود غرضی یا خود مرکزی نہیں- اس سے مراد اپنی نفسیاتی طاقتوں سے آگاہ ہونا- ان کے کشمکش کو ختم کرنا اور اس طرح ایسی شخصیت پانا ہے جو نہ صرف اپنے آپ سے امن میں رہے بلکہ بیرونی دنیا سے بھی اس کے روابط پیار اور محبت پر مبنی ہیں یہ انند اور سرور کی حالت ہے-

Indiscernibles, Principle of
اصول غیر ممیزاں

لائبنیز (Leibniz) کے فلسفہ میں یہ اصول پایا جاتا ہے- اس کی رو سے مخلوقات کا ہر واحد (Monad) دوسرے سے مختلف ہے- یعنی کوئی سے بھی دو واحدے ایک دوسرے کے مماثل نہیں-

Induction استقرا

استقرائی منطق ایسے طریق کار سے بحث کرتی ہے جس کی مدد سے شواہد و حقائق کے بل پر- قوانین علیت اور استمرار فطرت کا سہارا لے کر تعمیمات وضع کی جاتی ہیں- اگر کل شواہد کا مشاہدہ ممکن ہو تو استقرا مکمل کہلائے گا اور اگر یہ مشاہدہ نامکمل ہو تو استقرا نامکمل کہلائے گا- نامکمل استقرا ہی صحیح معنوں میں استقرا ہے کیونکہ منطقی استقرا میں ضروری ہے کہ جز سے کل کی طرف اور نامکمل مشاہدے سے ایسی تعمیمات کی طرح جائیں جو شاہدے سے وسیع تر اشیا پر حاوی ہوں استقرائی نتائج ہمیشہ احتمالی ہوتے ہیں- جے ایس مل (J.S.Mill) تو استقرا کو مشاہداتی علم کہتا ہے اور ویول (Whewell) اسے دریافت کا وسیلہ- پیئرس (Pierce) کے مطابق استقرا میں مقدم سے موخر کی طرف جاتے ہیں اور موخر سے مقدم کی طرف آتے ہیں- جب مفروضے (Hypothesis) قائم کیے جاتے ہیں تو موخر سے مقدم کی طرف آنے کی کوشش

کی جاتی ہے۔

Inductive Definition تعریف استقرائی

یہ طریق کار ریاضیات اور منطقی نظاموں میں استعمال کیا جاتا ہے اس میں پہلے تو نظام کے ابتدائی افکار یا تصورات سے نئے افکار یا تصورات بنائے جا سکتے ہیں اعداد اور فارمولے اسی طرح بنتے ہیں۔

Inference استنتاج

اس سے مراد وہ عمل نفسی ہے جس سے ہم موضوع زیر بحث سے یا مواد پیش نظر سے یعنی ان قضیوں سے جو دیئے گئے ہیں۔ کوئی نتیجہ اخذ کریں۔ دیئے گئے قضیوں کو مقدمات کہتے ہیں۔ پس ایک یا ایک سے زیادہ مقدمات سے کسی نئے قضیہ کا واضح اور صحیح طور پر اخذ کرنا استنتاج کہلاتا ہے۔ استنتاج میں فکر حرکت کرتا ہے۔ یہ حرکت شعوری اور دانستہ ہوتی ہے۔ استنتاج میں لابدیت اور جدت کے عناصر موجود ہوتے ہیں۔ یہ عناصر بظاہر متضاد نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا۔

استنتاج کی دو بڑی قسمیں ہیں استخراج (Deduction) اور استقرا (Induction)۔ استنتاج استخراجیہ وہ استنتاج ہے جس میں نتیجہ اپنی جدت کے باوجود مواد پیش نظر سے تعبیری (Connotative) لحاظ سے آگے نہیں بڑھتا۔ لیکن استنتاج استقرائیہ میں نتیجہ مواد پیش نظر سے آگے بڑھ جاتا ہے۔ استخراج میں کسی کلیہ یا وسیع قانون کی سچائی سے جزئیہ یا کم وسیع قانون کی سچائی کو اخذ کرتے ہیں اور استقرا میں جزئیات زیر مشاہدہ کے مطالعہ سے کلیہ کی سچائی کو اخذ کرتے ہیں۔

Infima species نوع السفل

تقسیم (Logical Division) میں سب سے آخری نوع۔ عموماً یہ افراد ہوتے ہیں اس لیے تقسیم وہاں ختم ہو جاتی ہے۔

Infinite & Finite نامحدود اور محدود

ایک دوسرے کی ضد دو مقولے ہیں۔ اگر کوئی تغیر پذیر مقدار نامحدود طریقے پر بڑھ یا گھٹ سکتی ہو تو نامحدود کہلائے گی بخلاف اس کے اگر ایک مقدار کے مقابلے میں دوسرے کو چھوٹا یا بڑا کہا جائے تو یہ مقدار محدود ہو جائے گی۔ جب نامحدود کا اطلاق کائنات پر ہوتا ہے تو اس سے مراد ہوتی ہے 1- کہ کائنات مکانی ہے اور اس کی مادی تنظیمیں ایک دوسرے سے الگ نہیں رہ سکتیں۔ 2- کائنات زمانی ہے مادہ غیر مخلوق' ناقابل فنا اور ابدی ہے۔ 3- مادہ لازوال ہے اس کے اوصاف' باہمی علائق' صورتیں اور نموئی طریقے بے حدو حساب ہیں اور 4- مادہ کی ساخت میں غیر مبنی نسبت ہیں۔ اس کی ترکیب میں مختلف سطحیں ہیں اور ہر سطح کے اپنے قوانین ہیں۔ محدود اشیا ایک لحاظ سے نامحدود کی آئینہ دار ہیں گو ان کا وجود عارضی ہے لیکن جس مادے سے وہ بنی ہیں وہ غیر مخلوق' ابدی اور لازوال ہے۔ ایسے ہی نامحدود میں محدود شامل ہیں کیونکہ نامحدود کی تشکیل محدود اشیا سے ہوتی ہے۔

Infinity, Bad ناقص نامحدودیت

نامحدود کے متعلق یہ نظریہ مابعد الطبیعیاتی ہے۔ اس سے مراد ہے کہ کائنات میں ایک ہی اوصاف' عوامل اور قوانین کا تکرار ہے۔ مادے کے متعلق اس نظریہ کا کہنا ہے کہ اس کی تقسیم لامتناہی طور پر ممکن ہے اور ہر جزو خواہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو انہی قوانین کے زیر تابع ہو گا جو کل پر لاگو ہیں۔ کائنات کے متعلق یہ نظریہ کہتا ہے کہ اس میں میکانکی نظاموں کے لاتعداد مدارج موجود ہیں اور ان کے صفات اور قوانین ایک جیسے ہیں۔ قدرت پر جب اس نظریہ کا اطلاق کیا جائے تو اس کا کہنا ہے کہ مادہ بار بار اپنے ابتدائی نقطے کی طرف لوٹتا ہے۔ ناقص نامحدودیت کا تصور ہیگل نے دیا ہے لیکن یہ غلط ہے کیونکہ کائنات میں محض تکرار ہی نہیں ندرت اور تنوع بھی ہے۔

Infinity Calculated شمار کردہ نامحدودیت

یہ تصور ناقص نامحدودیت کی ضد ہے اور اس کے

خلاف بطور اعتراض استعمال کیا جاتا ہے اس کا کہنا ہے کہ اگر محدود کی تقسیم لامتناہی ممکن ہو تو محدود ایک لحاظ سے نامحدود ہو جائے گا اور یہ غلط ہے اس دلیل کو زینو (Zeno) دیمقراطیس (Democritus) ارسطو اور کانٹ نے استعمال کیا۔

Infinity, Real & Potential **فعلیائی اور قوائی نامحدودیت**

ریاضیات میں فعلیائی نامحدودیت سے مراد نامراد گروہ کا مکمل طریقے سے پالینا ہے جیسے تمام اصلی اعداد کو گروہ۔ قوائی نامحدودیت سے مراد نامحدود مقدار ہے جو لامتناہی طریقہ پر گھٹ یا بڑھ سکتی ہے۔

Inigression **ادغام**

وائٹ ہیڈ (White head) کی اصطلاح ہے۔ اس سے مراد ہے مرکب اشیا کی ترکیب میں قوائی طاقتوں کا اشتراک۔

Innate Ideas **وہبی تصورات**

ایسے تصورات جو انسان کی سرشت میں موجود ہوں اور انہیں سیکھنے کی ضرورت نہ ہو۔ ان میں ریاضیات اور منطق کے بدیہات اور فلسفہ کے بنیادی اصول شامل ہیں۔ بعض لوگ خدا اور لافنائیت کے تصورات کو بھی وہبی کہیں گے۔ ڈیسکارٹ انہیں پیدائشی کہتا ہے۔ لائبنیز (Leibniz) انہیں نفسی رجحانات کہتا ہے جو حسی تجربات سے واضح ہو جاتے ہیں۔ عقلیت پسند کہتے ہیں کہ وہبی تصورات دراصل پیدائشی نہیں ہوتے بلکہ عقل انہیں بغیر ثبوت اور دلیل کے تسلیم کرلیتی ہے۔ مارکسی وہبی تصورات کے قائل نہیں وہ سب تصورات کو مادی ماحول کی پیداوار بتلاتے ہیں۔ یوں لاک (Locke) نے بھی ڈیسکارٹ کے وہبی تصور پر اعتراضات کیے۔

Innatism **وہبیت**

اس عقیدہ کی رو سے قبل تجربی تصورات پیدائش کے وقت ہی ذہن میں موجود ہوتے ہیں اور یا تو وہ شروع سے مکمل ہوتے ہیں یا تھوڑے تجربے کے بعد مکمل ہو جاتے ہیں۔

Inner sense **باطنی حس**

فوری اور بلاواسطہ طور پر اشیا کی خوبصورتی اور تناسب کے متعلق آگہی پانا۔

Inspiration **القا**

اس سے مراد اپنی روحانی اور تخلیقی قوتوں کو اس شے یا موضوع پر مرکوز کرنا ہے جن کی تخلیق مقصود ہو۔ تصوریتی فلسفی اسے الہیاتی دیوانگی، وجدان یا الہام کے نام سے یاد کرتے ہیں لیکن مارکسی اسے سماجی اور انفرادی حالات کی پیداوار سمجھتے ہیں۔ تصوریتی، القا کا منبع آسمانی اور ماورائی طاقتوں کو بتلائیں گے لیکن مارکسی اسے مادی معاشی حالات اور انسان کی اپنی طاقتوں، رجحانات اور رویوں میں تحویل کردیں گے۔

Inspirationalism **القائیت**

اس نظریہ سے مراد الہام یا وحی ہے جس کے مطابق علم کا منبع خدا ہے نہ کہ تجربہ، مشاہدہ یا عقل انسانی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے اور علم کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ یہ عقیدہ مذہب، تصوریت اور لاعقلیت میں پایا جاتا ہے۔ بعض لوگ اسے وجدان کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔

Instinct **جبلت**

جبلت سے مراد وہ طبعی نفسی میلانات ہیں جن سے حیوان یا انسان خاص قسم کا ادراک کرتے ہیں خاص قسم کا تاثر لیتے ہیں اور خاص قسم کی فعلیت میں مشغول ہوتے ہیں۔ پس اس میں وقوف، تاثر اور طلب کے پہلو موجود ہیں۔ اس لیے قدرتی یا طبعی ہونے کے باوجود جبلت نفسی بھی ہے۔ جبلتوں کی بنا پر کیریکٹر کی عمارت تعمیر ہوتی ہے لہٰذا جبلت میں تبدیلی ممکن ہے۔ اس کا وقوفی اور طلبی پہلو، میکڈوگل (McDogall) کے مطابق حالات کے تحت بدل جاتا ہے۔ اس سے عاطفے

(Sentiments) بنتے ہیں اور بالآخر سیرت جو در حقیقت عاطفوں کے منظم مجموعہ کا نام ہے بنتی ہے۔

روسی ماہر نفسیات و فعلیات پیولو (Pavlev) کے مطابق جبلت' میکانکی فعل ہے اور مشروطی رد عمل کا سلسلہ۔ جوں جوں تجربہ بڑھتا ہے جبلتوں کی اہمیت کم ہوتی جاتی ہے اور اکتسابی ردات عمل کی اہمیت بڑھتی جاتی ہے۔

Instruments آلات

سائنسی دنیا میں آلات کی مدد سے مظاہر فطرت کا وقوف حاصل ہوتا ہے۔ ان آلات سے انسانی حواس کی طاقت اور دسترس بے تحاشہ بڑھ جاتی ہے۔ مثلاً خوردبین اور دوربین سے آنکھوں کی طاقت کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ اگر آلات کی طاقت صحیح طور پر نہ سمجھی جائے تو اس سے غلط نظریہ پیدا ہوتا ہے جس کا نام ہے آلاتی تصوریت (Instrumental Idealism)۔ اس کا انحصار دو اصولوں پر ہے 1۔ اصول ارتباط (Principle of Coordination) اور 2۔ اصول بے ضبطی (Principle of Uncontrolability)۔ پہلے اصول کی رو سے شے اور آلہ میں ربط پیدا ہو جاتا ہے۔ اور دوسرے اصول کے مطابق پیمائش کے عمل سے ایسے نقائص پیدا ہو جاتے ہیں جو ہمارے قابو سے باہر ہوتے ہیں (Uncontrollabel breaches)' اس نظریئے کے بانیوں کا کہنا ہے کہ آلات سے ہم طبعی حقیقت کو بناتے ہیں یا تخلیق کرتے ہیں۔

Instrumentalism آلاتیت۔ عملیت فکر

امریکی فلسفی جان ڈیوی (J.Devey) کا نظریہ جو درحقیقت نتائجیت (Pragmatism) کی شاخ ہے۔ آلاتیت کے مطابق ہمارے تصورات' نظریئے اور سائنسی قوانین دراصل طبعی' نفسی اور معاشرتی حالات کیلئے بطور آلہ استعمال ہوتے ہیں۔ انہیں لائحہ عمل کہا جا سکتا ہے۔ صداقت کا معیار بھی یہیں سے حاصل ہوتا ہے۔ جس فکر یا نظریہ سے کامیابی حاصل ہو وہ صادق ہو گا۔ ڈیوی اور اس کے پیرو کار کہتے ہیں کہ ترقی سے مراد منزل کا پا لینا مقصود نہیں بلکہ ترقی ایک عمل ہے یہ عمل ہی سب کچھ ہے منزل کی چنداں اہمیت نہیں۔

Instrumental Theory آلاتی نظریہ

اس نظریہ کی رو سے نفس انسانی جسم سے الگ تھلگ شے ہے۔ اس کا وجود جسم سے پہلے موجود تھا اور موت کے بعد بھی قائم رہے گا۔ نفس کیلئے جسم کی حیثیت ایک آلہ کی ہے۔

Integration تکمل

جزئیات سے کل بنانا۔ نفسیات میں اس سے مراد طبعی اور اکتسابی میلانات کا اس طرح منظم کرنا ہے کہ اس سے ہم آہنگ شخصیت پیدا ہو۔ یہ شخصیت تضاد سے خالی ہو گی اور اس کا ہر پہلو دوسرے سے تعاون کرے گا۔ اسپنسر (Spencer) کا کہنا ہے کہ ارتقاء کے دو اصول ہیں ایک اصول تکمل اور دوسرا اصول امتیاز (Principle of Differenciation) پہلے اصول کے تحت زیادہ سے زیادہ مرکب تنظیمیں رونما ہوتی رہتی ہیں۔

Intellect عقل

نفس کی وقوفی طاقت جو تجریدی اور تصوری سطح پر کام کرتی ہے۔ اسے استدلال (reason) سے مختلف سمجھا جاتا ہے۔ استدلال سے سائنسی علم حاصل ہوتا ہے عقل سے خدا اور دیگر لازوال حقیقتوں کا علم ہوتا ہے یعنی عقل سے دانش آتی ہے نہ کہ اثباتی' تجربی علم۔ عقل دو طرح سے کام کرتی ہے۔ فعال عقل (Active Intellect) کی حیثیت سے یہ تمثالات (images) یعنی حواس کے تاثرات کو روشن کرتی ہے انفعالی عقل (Passive Intellect) کی حیثیت سے اس پر تجریدی اثرات پڑتے ہیں اور اس طرح تصورات کی تشکیل ہوتی ہے۔ عقل کو جزئیات کا علم براہ راست نہیں ہوتا۔ اپنے عمل پر اور تمثالات پر غور کرنے سے عقل کو جزئیات کا علم حاصل ہوتا ہے۔ کچھ

مدرسین (Schoolmen) نے اس امر کا دعویٰ کیا ہے کہ عقل کو جزئیات کا براہ راست علم ہوتا ہے۔

Intellectualism عقلیت

اس نظریہ کی رو سے وقوف میں صرف عقل کو اہمیت حاصل ہے اور یہ حسی علم اور عمل سے بالکل الگ اور خود مختار ہے۔ تحسیت (Sensationalism) کی ضد ہے۔ درحقیقت عقلیت اور تحسیت دونوں انتہا پسندانہ ہیں۔ علم کو عقل اور تحسسات دونوں کی ضرورت ہے۔

Intelligence ذہانت

ایک نفسی استعداد جس سے حافظہ، تخیل اور افکار سے مدد لے کر ماحول سے یا عملی اور نظری مسائل سے نہایت ہی موثر طریقہ پر نپٹا جا سکتا ہے۔ نفسیات میں اسے فطری استعداد کہا جاتا ہے اس کی بدولت گذشتہ تجربے سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ نئے نئے مسائل سے نپٹا جا سکتا ہے اور پورے مسئلہ کو سلجھایا جا سکتا ہے۔ اسے ناپنے کے طریقے بھی ایجاد ہو چکے ہیں۔

جان ڈیوی (J.Devey) ذہانت کو مرکزی آلہ کہتا ہے اور رسم و رواج سے اسے ممیز کرتا ہے۔

Intelligence, Creative تخلیقی ذہانت

فلسفہ اور مذہب کا ایک نظریہ جس کی رو سے کائنات کے تخلیقی عمل میں کسی خود شعوری، خود اختیاری اور بامقصدی طاقت کا علم ہوتا ہے۔ اسے خدا یا جوش حیات (elan vital) بھی کہہ سکتے ہیں۔

Intelligible قابل فہم

جن اشیاء یا مظاہرات کا علم صرف عقل سے ہوتا ہے وہ قابل فہم کہلاتی ہیں اس کے مقابلہ میں محسوس (sensible) وہ ہیں جس کا علم حواس سے ملتا ہے۔ یہ تصور مدرسیت (Scholasticism) اور کانٹ کے فلسفہ میں پایا جاتا ہے۔ قابل فہم علم تصوری ہوتا ہے اور محسوس، ادراکی۔

Intension & Extension عمق اور وسعت

منطق میں وسعت اور عمق کو تعبیر (Denotation) اور تضمین (Connotation) کے مترادف خیال کیا جاتا ہے۔ عمق سے مراد کسی تصور کے اوصاف اور خواص ہیں اور وسعت سے مراد وہ تمام اشیا ہیں جو اس تصور کے ذیل میں آتی ہوں۔ وسعت اور عمق کی اصطلاحات نے تعبیر اور تضمین کے ابہام کو دور کر دیا ہے۔

Intention عمق

مدرسیتی (Scholastic) فلسفیوں نے عمق اول اور عمق دوم میں فرق کیا۔ ان کی اصطلاح میں عمق اول ٹھوس اور حقیقی اشیا کی صفات یا علائق کا پتہ دیتا ہے عمق دوم، عموق اول کے درمیان علائق قائم کرتا ہے۔ یہ تصور رسل کے نظریہ مراتب انواع (Hierarchy of Types) کی ابتدائی شکل ہے۔

Intentionalism عمقیت

نفس کے متعلق نظریہ جس کی رو سے عمقت (intentionablity) نفس کی بنیادی صفت ہے اور اسی کے حوالے سے نفس کے وقوفی اور طلبی پہلو سمجھ میں آتے ہیں۔

Intentionality عمقت

عمقت سے شعور کی وہ صفت مراد ہے جس کی بدولت اس کا حوالہ اشیا کی جانب ہوتا ہے۔ یہ اشیا حقیقی بھی ہو سکتی ہیں اور افسانوی بھی۔ کسی نہ کسی شے کا حوالہ، شعور میں ضروری ہے اس کے بغیر شعور، شعور نہیں رہتا۔

ہسرل (Husserl) کے فلسفہ میں عمقت سے مراد کئی مفہوم ہیں۔ 1- اپنی ذات کے علاوہ کسی اور شے کی طرف اشارہ یا حوالہ دینا۔ 2- شعور کا کسی شے کی طرف اشارہ کرنا۔ کیونکہ بغیر اس اشارے کے شعور، شعور نہیں ہو سکتا۔ 3- شعور کے علاوہ باقی اشیا کا ایک دوسرے کی طرف اشارہ کرنا۔ مثلاً اشیا کا اپنے پس منظر

کی طرف اشارہ کرنا۔ 4۔ جہت (Modality) کا اس شے کی طرف اشارہ کرنا جس کی یہ جہت ہے۔

Intentional Theory of Mind
عمقی نظریہ ذہن

اس نظریہ کی رو سے ذہن کا اساسی وصف عمقت (intentionality) ہے اور عمقت سے مراد ذہن کا لامحالہ طور پر اشیا کی جانب حوالہ ہے۔ یہ اشیا جن کی جانب ذہن کا اشارہ ہوتا ہے، حقیقی بھی ہو سکتی ہیں اور غیر حقیقی بھی۔

Interaction تعامل

نفسیات میں ذہن اور جسم کے متعلق ایک ثنویتی نظریہ ہے جس کی رو سے ذہن، جسم پر اثر کرتا ہے اور جسم ذہن پر۔ یعنی جسم اور ذہن دو الگ الگ ہستیاں ہیں اور ایک دوسرے پر اثر انداز ہیں۔

کائنات میں مادی اشیاء ایک دوسرے پر اثر انداز ہیں۔ اس تعامل سے مادی نظام کی ہستی اور ساخت کا علم ہوتا ہے۔ تعامل کے بغیر مادہ کا وجود متصور نہیں ہو سکتا۔ اسی لیے انگل (Engel) تعامل کو مادہ کا اخروی سبب کہتا ہے۔

Interest دلچسپی

نفسیات میں دلچسپی سے مراد ذہن کی وہ کیفیت ہے جس کے باعث وہ کسی شے کی طرف بھی جاتا ہے اور اس شے کو بھرپور توجہ کا مرکز بنا لیتا ہے۔ دلچسپیاں عارضی بھی ہو سکتی ہیں اور دیرپا بھی۔ عارضی دلچسپی اس وقت ختم ہو جاتی ہے جب کوئی فعل پایہ تکمیل کو پہنچ جاتا ہے یا مطلب براری ہو جاتی ہے۔ دیرپا دلچسپی تخلیقی کام کیلئے ضروری ہے اور اس سے ذہن میں وسعت آتی ہے۔

مارکسیوں کا کہنا ہے کہ دلچسپیوں سے افراد اور معاشرے کی مادی اور غیر مادی ضروریات کا اندازہ ہوتا ہے۔ عام دلچسپیاں جو معاشرہ کے خارجی مقتضیات سے متوافق ہوتی ہیں معاشرے کی دلچسپیاں ظاہر کرتی ہیں۔

عام دلچسپیاں بالعموم معاشرے کے خارجی تقاضوں کی آئینہ دار ہوتی ہیں۔ کچھ دلچسپیاں ایسی بھی ہوتی ہیں جو افراد کلبیں، انجمنیں اور مجلسیں قائم کرنے سے پیدا کر لیتے ہیں۔ لیکن دلچسپیاں خواہ عام ہوں یا خصوصی معاشرہ کی عکاسی کرتی ہیں اور مادی معاشرتی ماحول کی پیداوار ہیں۔

Internal داخلی

انگریزی اصطلاح کے کئی مفہوم ہیں۔ 1۔ ذاتی: جو شے کی ذات سے تعلق رکھے۔ اجزاء کا کل سے یا کل کا اجزاء سے تعلق۔ 2۔ مابعد الطبیعیات میں داخلی علائق کا نظریہ ہے جس کی رو سے علائق داخلی، ذاتی اور ساختی ہوتے ہیں اس نظریہ سے وحدت لازم آتی ہے۔ 3۔ علمیات میں اس سے مراد موضوعی (subjective) ہے۔

Intersubjective بین موضوعی

جو شے تمام اشخاص کیلئے صحیح یا قابل استعمال ہو۔ یہ وصف سائنس، تصورات اور زبان کیلئے ضروری ہے۔ سائنس کے نظریات سب کیلئے صحیح ہوتے ہیں زبان بھی سبھی سمجھ لیتے ہیں اور تصورات کو بھی سبھی لوگ استعمال کرتے ہیں۔ منطقی اثباتیت کے مطابق علم کا بین موضوعی ہونا لازمی ہے۔

Intersubjective Intercourse
بین موضوعی مواصلت

اس سے مراد ایک شخص کا علم دوسرے شخص یا اس کے شعور کے متعلق ہے۔ تحلیلی فلسفہ میں نفوس دیگر کا علم (Knowledge of Other minds) ایک مسئلہ بنا ہوا ہے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ مسئلہ بناوٹی ہے کیونکہ بین موضوعی مواصلت ایک مسلمہ حقیقت ہے۔

Intrinsic درونی

اس سے مراد ذاتی، درونی، جوہری یا عینی ہے۔ اس کے مقابلہ میں برونی (Extrimic) ہے جس سے مراد

ظاہری، غیر ذاتی اور طاری ہے۔

درونی خیر Intrinsic Goodness

اخلاقیات میں خیر کے متعلق یہ مسئلہ ہے کہ اسے درونی یا برونی سمجھا جائے۔ درونی خیر تو خیر فی ذاتہ یا فی نفسہ ہوگی لوگ اسے قابل خواہش سمجھتے ہیں اور بغیر کسی غرض کے اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جی۔ ای۔ مور (G.E.Moore) کہتا ہے کہ وہ خیر درونی ہوگی جو اگر اکیلی بھی موجود ہو تو اس کی خواہش کی جاتی ہے۔ مثلاً حسن، صداقت، فضیلت، نیک ارادہ ایسے محاسن خیال کیے جاتے ہیں۔

دروں اندازی Introjection

نفسیات میں دروں اندازی سے مراد اپنی ذات میں کسی دوسری ذات کی صفات کو اس طرح جذب کرنا کہ اپنی ذات دوسری ذات کے بالکل مشابہ ہو جائے۔ تحلیل نفسی (Psycho-analysis) میں یہ عمل اکثر ذہنی الجھنوں کا باعث بن جاتا ہے۔

علمیات میں اس سے مراد یہ نظریہ ہے کہ اشیائے مدرکہ شعور میں بطور تمثال آتی ہیں۔ یہ نظریہ ڈیسکارٹ، لاک اور بارکلے کا ہے جو کہتے ہیں کہ انسان اپنے خیالات یا تمثالات میں محصور ہے۔ اور اسے بیرونی دنیا اور دیگر نفوس کا علم اپنے درونی تمثالات کے اخراج یا تظلیل (projection) سے ہوتا ہے۔ اس نظریہ کو اکثر لوگوں نے رد کر دیا ہے۔

مطالعہ باطن Introspection

نفسیات کا ایک طریق کار جس کی وساطت سے خود فرد کو اپنے شعور اور اندرونی واردات کا علم ہوتا ہے۔ بہت پرانا طریق کار ہے آج کل خارجی طریقوں کے سامنے ماند پڑ گیا ہے۔ مطالعہ باطن دو قسم کا ہو سکتا ہے۔ 1۔ اپنے شعور اور واردات نفسی کا مطالعہ عین اس وقت جبکہ وہ ظہور پذیر ہوں۔ 2۔ استقدائی طریقہ (Retrospection) سے گذشتہ واقعات کی یاد۔

باطنی مشاہدیت Introspectionism

نفسیات میں ایک نظریہ جس کی رو سے مطالعہ باطن کو بطور طریق کار استعمال کرنا چاہیے۔ اٹھارہویں صدی تک نفسیات کا طریق کار صرف مطالعہ باطن تھا۔ جب نفسیاتی تجربہ گاہیں قائم ہو گئیں اور نفسیاتی عوامل پر تجربے کیے جانے لگے تب مطالعہ باطن کی شکل تجربی ہو گئی۔ لیکن واٹسن (Watson) نے جو کرداریت کا بانی ہے یہ کہہ دیا کہ مطالعہ باطن فضول طریق کار ہے اس سے کوئی مفید نتیجہ برآمد نہیں ہوتا لہٰذا اسے ترک کر دینا چاہیے۔ لیکن آج کل بھی جبکہ خارجی طریقوں نے نفسیات پر تسلط جما لیا ہے۔ مطالعہ باطن سے کام لیا جاتا ہے اور اسے بالکل ترک نہیں کیا گیا۔ لیکن اس میں کچھ شبہ نہیں کہ اس کی اہمیت بہت گھٹ گئی ہے۔

کشف Intiutio

یہ اصطلاح سپائنوزا کے ہاں پائی جاتی ہے یہ تیسری قسم کا علم ہے۔ (پہلی قسم کا علم غیر ناقدانہ، عامیانہ اور غیر منظم ہے۔ دوسری قسم کا علم سائنسی ہے۔ اس میں علت و معلول کا رشتہ قائم کیا جاتا ہے) تیسری قسم کا علم جو وجدان یا کشف ہے غلطی سے بالکل پاک ہوتا ہے اس سے فضیلت اور سکون قلب نصیب ہوتا ہے۔ اس سے اشیا کے جوہر کا علم بھی ملتا ہے اس کے بل پر ہم خدا کو جانتے اور اس سے پیار یا عشق کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے ہمارے نفس کا کچھ حصہ ابدیت کا مستحق بن جاتا ہے۔

وجدان Intiution

نفس انسانی کا براہ راست اور بدیہی طور پر خود شعوری کوائف، دیگر نفوس، معروضی دنیا، کلیات، اقدار اور تعقلات کو جان لینا۔ وجدان کو خاص قسم کا وقوفی فعل سمجھا گیا ہے۔ چنانچہ ڈیسکارٹ کہتا ہے کہ استخراجی طریقے کا انحصار بدیہات پر ہے جنہیں ثابت کرنے کی ضرورت نہیں۔ سپائنوزا اسے تیسری قسم کا علم کہتا ہے اور اس علم کو حسی اور عقلی علم پر فوقیت دیتا ہے۔ تصوریتی فلسفہ میں وجدان ایک متصوفانہ علم ہے جو

منطق سے مختلف اور زیادہ صحیح ہے۔ جدلیاتی مادیت میں وجدان کا الگ کوئی مقام نہیں۔ جب کسی شخص کو دفعتاً" کسی شے کا علم ہوتا ہے تو یہ اس کے حاصل کردہ علم اور تجربہ کا نتیجہ ہوتا ہے۔ وجدان کوئی الگ قسم کا سرچشمہ علم نہیں اس کو بھی منطق اور تصدیق پذیری کی ضرورت ہے۔

Intuitionism وجدانیت (اخلاقی)

اخلاقیات کا ایک مکتب فکر جس کا مشہور علمبردار بٹلر (Butler) ہے۔ وجدانیت کی رو سے خطا و ثواب کا مسئلہ خارجی غایات کا محتاج نہیں۔ فعل کی خوبی اس کی ذات میں پوشیدہ ہے نہ کہ بیرونی عناصر میں۔ وجدانیوں کا عقیدہ ہے کہ اخلاقی قانون کا انحصار خارجی حوادث پر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ تو ہر لحہ بدلتے رہتے ہیں جو اخلاقی دستور عمل ایک طرح کے حالات میں جائز ہے وہ حالات بدلنے پر ناجائز قرار پائے گا۔ لہٰذا متناقض اور متعارض اعمال کو صواب کہنا پڑے گا۔ بٹلر کہتا ہے کہ ضمیر ایک وجدانی اور جبلی استعداد ہے اس کے فیصلے بیرونی اثرات سے بے نیاز ہیں اس لیے غلط نہیں ہو سکتے۔ ضمیر کو عدالت عالیہ سمجھنا چاہئے اس کے فیصلے ناقابل اپیل یعنی آخری اور قطعی ہیں۔ ان میں تناقض کا وجود محال ہے۔

آج کل اس کے حامی جی۔ ای مور (G.E.Moore) سی براڈ (C.Broad)، ڈیوڈ راس (David Ross) اور الفرڈ یوئنگ (Alfred Ewing) ہیں ان کا کہنا ہے کہ خیر اور فرض بالکل منفرد اور یکتا تصور ہیں۔ انہیں معاشرے، قدرت یا انسانی نفسیات سے اخذ نہیں کیا جا سکتا۔ اخلاق کے بنیادی تصورات بدیہی ہیں لہٰذا انہیں کسی ثبوت کی حاجت نہیں۔

Intuitionism-mathematical وجدانیت (ریاضیاتی)

ریاضیات میں ایک مکتب فکر جس کا بانی ایل ای جے بروئر (L.E.J.Browver) ہے۔ اس کا ظہور 1920ء کے لگ بھگ ہوا۔ اس مکتب فکر کا کہنا ہے کہ فکر کی بنیاد وجدان ہے اس سے ہم موضوعات فکر کو الگ کر سکتے ہیں اور ان کی شناخت کر سکتے ہیں۔ وجدان سے ہی جملوں کو بامعنی بنایا جا سکتا ہے اور اس لحاظ سے وجدان ہی صداقت کی کسوٹی ہے۔ ریاضیاتی ثبوت اپنی منطق کی وجہ سے قابل اعتبار نہیں بلکہ کڑیوں کی وجدانی وضاحت سے ارسطوئی منطق کے اصول بھی ہمیں الجھنوں میں پھنسا دیتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ منطقی اصولوں کا اطلاق بھی وجدان پر موقوف ہے۔ اس مکتب فکر نے اصول خارج الاوسط (Law of Excluded middle) کو غیر وجدانی ثابت کر کے رد کر دیا ہے۔ دوہری منفی (Double negative) کا اصول اور غیر راست ثبوت (Indirect Proof) بھی چھوڑ دیئے گئے ہیں۔

Intuitionism,Philosophical وجدانیت (فلسفیانہ)

دور جدید کے فلسفہ میں وجدانیت ایک قسم کا تصوریتی رجحان ہے۔ عقلی علم کے مقابلہ میں وجدان کا 'حقیقت کا براہ راست علم' سمجھا جاتا ہے۔ وجدان کو نفس کا خاص ملکہ کہا گیا ہے جو حواس اور عقل سے بالکل الگ اور خود مختار ہے۔ برگساں (Bergsan) کا فلسفہ خاص طور پر وجدانی ہے۔

Invariant غیر متغیر

مقداروں، مساواتوں اور قوانین کا خاصہ ہے کہ بعض حالتیں بدل جانے کے باوجود وہ غیر متغیر رہتے ہیں مثلاً نیوٹن کے قوانین حرکت، آئن سٹائن (Einstien) کے نظام میں بھی یہ قوانین ویسے ہی صحیح ہیں جیسے نیوٹن کے نظام میں۔

Inverse Relation, Law of تعلق معکوس کا قانون

منطق میں یہ قانون تضمین اور تعبیر کے باہمی تعلق کے متعلق ہے۔ یہ تعلق، تعلق معکوس ہے۔ اطراف

کلی کی تعبیر جس قدر وسیع کرتے جائیں گے اسی قدر ان کا تضمن گھٹتا جائے گا اور اس اصول کا عکس بھی درست ہے یعنی جوں جوں تضمن میں اضافہ کیا جائے گا تعبیر تنگ ہوتی جائے گی۔ مثلاً حیوان اور انسان میں تعبیر تو حیوان کی زیادہ ہے لیکن تضمن انسان کا زیادہ ہے۔ یہ قانون صرف جنس اور نوع کیلئے صحیح ہے۔ یعنی اگر ہم اطراف کو بطور اجناس اور انواع تقسیم کر سکیں تو جس طرف کی تعبیر زیادہ ہو گی اس کا تضمن کم ہو گا اور جس طرح کا تضمن زیادہ ہو گا اس کی تعبیر کم ہو گی۔

غیر عقلی Irrational

جو عقل یا فکر کی گرفت میں نہ آ سکے اور تصورات اور تعقلات کے ذریعہ بیان نہ ہو سکے۔ تصوف اور مذہب میں اس کا دائرہ خاصہ وسیع ہے۔ جدید فلسفہ میں بھی غیر عقلیت کا شدید حملہ ہوا ہے۔

غیر عقلیت Irrationalism

اس نظریہ کے مطابق کائنات کی حقیقت عقلی نہیں۔ اس سے مراد یہ نہیں کہ حقیقت کی بنیاد بے عقلی پر ہے۔ غیر عقلیت کے دعویداروں کا کہنا ہے کہ غیر عقلیت سے مراد بے عقلی نہیں بلکہ صرف اس حقیقت کو اجاگر کرنا ہے کہ مظاہر فطرت اور دیگر واردات جن میں حادثات کا بھی شمار ہے معرض وجود میں آجاتے ہیں اور کوئی عقلی دلیل نہیں دی جا سکتی کہ کیوں ایسا ہوا ہے۔

غیر عقلیتی مفکر عقل کو نہیں مانتے۔ ان میں سے کوئی عقل کی بجائے ایمان (Faith)، کوئی جبلت (Instinct)، کوئی لاشعور (Unconscious)، کوئی وجدان (Intuition) اور کوئی وجود (Existence) کا سہارا لیتے ہیں۔

غیر عقلیت کا فلسفہ، ہیگل کے فلسفہ عقلیت کا رد عمل ہے۔

رجعت ناپذیری Irreversibility

مادہ کی خاصیت جس کی وجہ سے پرانی حالت کی طرف لوٹنا محال ہے اور نت نئے مرکبات تخلیق پاتے ہیں۔ دنیا کا ہر عمل رجعت ناپذیر ہے اس کی دو وجوہات ہیں 1۔ مادہ غیر محدود ہے اس کی ساخت میں لاتعداد پیچیدگیاں ہیں اور اس میں تغیر کے لاتعداد امکانات بھرے ہیں۔ یہ سب چیزیں محدود وقت میں ختم نہیں ہو سکتیں۔ 2۔ موجودہ مادی تنظیمیں بستہ در تنظیمیں نہیں۔ خارج کی بے شمار اشیا سے ان کے رشتے ہیں یہ رشتے بدلتے رہتے ہیں۔ اس لیے ہر شے میں رجعت ناپذیری کا وصف پایا جاتا ہے۔ اگر دنیا محدود ہوتی تو رجعت ممکن تھی لیکن نامحدود دنیا میں جہاں تبدیلیوں کے امکانات ان گنت ہیں اور جہاں نئی چیزیں معرض ظہور میں آتی رہتی ہیں رجعت ناممکن ہے۔ یہی قانون قدرت، تنوع اور ابتکار (Originality) کی تہہ میں ہے۔

تحریک پذیری Irritabiiity

جاندار اشیا کا خاصہ ہے کہ جب اندر یا باہر سے مہیجات آتے ہیں تو وہ متاثر ہوتے ہیں۔ اس کی ابتدائی شکل رضیت (Tropism) ہے جس کی وجہ جانور اور پودے روشنی، بو وغیرہ کی طرف کھنچے جاتے ہیں یا دور بھاگتے ہیں۔ ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے تحریک پذیری، ہیجان انگیزی (Excitability) کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب بافتوں (Tissues) میں امتیازات پیدا ہوتے ہیں۔ جب اور ترقی ہوتی ہے تو مشروط اور غیر مشروط افعال معرض ظہور میں آتے ہیں۔ اس طرح شخصیت بنتی ہے اور زندگی میں نظم و ضبط آتا ہے۔

Isolation by varying concomitants ابعاد بہ متلازمات متغیر

جے ایس مل (J.S.Mill) نے سائنسی تحقیق کے لیے پانچ طریقے بتلائے ان میں سے ایک یہ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر کوئی سے دو واردے ایک ساتھ گھٹتے یا بڑھتے ہوں تو ان میں سے ایک علت اور دوسرا معلول

ہو گا یا کم از کم دونوں وارد ے علیت میں بندھے ہوئے ہوں گے۔ مثلاً جتنا کوئی تیز دوڑے گا اتنا ہی زیادہ ہانپے گا۔ تیز دوڑ اور ہانپنا ایک ساتھ بدل رہے ہیں للذا ان میں سے ایک تو علت ہو گا اور دوسرا معلول۔

ہم شکلی Isomerphism

اس سے مراد ساخت کی مماثلت ہے مثلاً گسٹالٹ نفسیات میں دماغ کے میدانوں اور شعور کی مافیہ میں ہم شکلی ہے۔ ہم شکلی کا تعلق ان اشیا میں پایا جائے گا جن کی ساختیں ایک جیسی ہوں۔ دو ساختیں ہم شکل ہوں گی جب پہلی ساخت کے تمام عنصر دوسری ساخت کے ایک عنصر جیسے ہوں اور پہلی ساخت کے تمام عمل (Operation) دوسری ساخت کے ایک عمل جیسے ہوں اور اس کا الٹ بھی صحیح ہو۔ عموماً ہم شکلی کسی ایک علاقہ میں ہوتی ہے۔ پوری ہم شکلی صرف تجریدات میں ممکن ہے۔

ہم شکلی کا تصور ریاضیات' ریاضیاتی منطق' طبیعیات اور انضباطیات (Cyhernetics) میں بہت استعمال ہوتا ہے۔ منطق اور ریاضیات میں اگر دو تنظیموں کے عناصر میں ایک۔ ایک (One-one) کا رشتہ ہو اور بعض عناصر میں عینیت کا تو تنظیمیں ہم شکل کہی جائیں گی۔

J

Jacobi, Fredrich Henrich

فریڈرک ہنرچ جیکوبی (1819-1743)

جرمن فلسفی۔ میونچ کی اکیڈمی آف سائنس کا پریذیڈنٹ' عقلیت کا دشمن تھا۔ اس نے ایمان اور احساسات کا فلسفہ اختیار کیا۔ وہ کہتا تھا کہ علم حواس سے آتا ہے عقل اسی علم پر قیاس آرائیاں کرتی ہے لیکن حقیقت تک نہیں پہنچ سکتی۔ کانٹ کے فلسفہ کو موضوعی تصوریت میں تحویل کرکے جیکوبی نے ثابت کیا کہ حقیقت اس فلسفہ کی گرفت میں نہیں آ سکتی سپائنوزا کی عقلیت بھی اسے پسند نہ تھی۔ اس لئے اس نے فلسفہ کی بنیاد ایمان اور تاثر پر رکھی کیونکہ ان سے صداقتوں کا فوری طور پر علم ہوتا ہے۔ جیکوبی کا فلسفہ وجودیت میں پایا جاتا ہے اس کے اثرات فلسفہ حیات میں بھی نمایاں ہیں۔

جین مت Jainism

ہندو مذہب کی ایک شاخ جس کا بانی مہاویرا تھا جو آٹھویں یا نویں صدی قبل مسیح پیدا ہوا۔ اس کا باپ متمول خاندان سے تھا اور اس فرقے سے تعلق رکھتا تھا جو ویدوں کا مخالف تھا۔ یہ فرقہ مادہ پرست تھا اور ارتیابیت پسند (Sceptic) لیکن اس کے باوجود مہاویرا کا باپ تناسخ میں ایمان رکھتا تھا اور خودکشی کا حامی تھا۔ کیونکہ خودکشی سے تناسخ سے بچا جا سکتا ہے۔ اس نے اپنی بیوی یعنی مہاویرا کی والدہ کو اپنا ہم خیال بنا لیا اور دونوں نے خودکشی کرلی۔

مہاویرا نے اپنے والدین کے نقش قدم پر چلنے سے پیشتر زہد اور ترک دنیا کا راستہ اختیار کیا۔ دو سال کی ریاضتوں کے بعد اس نے گھر بار چھوڑ دیا اور کپڑوں تک کو ترک کر دیا۔ چھ سال تک روزے رکھے جو کئی مہینوں کے ہوتے تھے۔ اس نے ملیچھوں کے ظلم سہے۔ تیروں کے زخم کھائے اور کتوں کے وار سہے لیکن اف تک نہ کی نو سال کے بعد اس نے خاموشی توڑی۔ کل بارہ سال اس نے ریاضتوں میں گزارے جن میں سے گیارہ سال روزوں میں بسر ہوئے۔

مہاویرا ویدوں کو الہامی کتابیں نہیں مانتا تھا۔ اس کا مذہب آریاؤں کے خلاف تھا۔ اس کا فلسفہ اور عقائد بالکل مختلف تھے۔ جین مت میں مکمل قنوطیت (Pessimism) ہے۔ مہاویرا دنیا کو آواگون (Transmigration) کا چکر خیال کرتا ہے اور کہتا ہے کہ زندگی بالکل لغو اور دکھوں سے بھری ہوئی ہے۔ انسان کو ان گنت دکھوں سے گزرنا پڑتا ہے یہ سفر ریاضتوں اور خودکشی سے ختم ہو سکتا ہے خودکشی کے لئے موڈ (Mood) بنانا پڑتا ہے اور اس کے لئے تیاری

کی ضرورت ہے یہ کوئی آسان کام نہیں۔

فلسفہ میں جین مت کا موقف کثرتیت کا ہے۔ اس کی بنیاد تتوا (Tattva) جس سے مراد جوہر ہے۔ اصلی اور ابتدائی چیز جس سے دنیا بنی وہ تتوا ہے۔ یہی بنیادی صداقت ہے جس سے علم پیدا ہوتا ہے اہم تتوا دو ہیں ایک جیو یعنی روح اور دوسرا اجیو یعنی غیر روح۔ اجیو کی ایک قسم مادہ ہے اس میں رنگ، بو، آواز، ذائقہ جیسے صفات ہیں اور اسے چھوا جا سکتا ہے۔ روح کی صفت شعور ہے۔ مادہ تغیر پذیر ہے اس کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا۔ اسے حواس خمسہ سے محسوس کیا جا سکتا ہے۔ جیو اور اجیو کے علاوہ کرم بھی ہے جو جسم اور روح میں اتحاد پیدا کرتا ہے۔ دنیا میں روح ایک نہیں اور نہ ہی کوئی خدا ہے۔ دنیا میں اتنی روحیں ہیں جتنی مخلوقات، ہر روح بالقوہ عالم کل۔ ساری اور مطلق ہے لیکن اس کے امکانات جسم کی وجہ سے محدود ہیں اخلاقیات میں جین دھرم کا اصول اہنسا کا ہے وہ کسی شے کو ایذا پہنچانا گناہ خیال کرتا ہے۔

James, William (1910-1842) ولیم جیمز

امریکی ماہر نفسیات، نتائجیت (Pragmaism) کا امام، تعلیم ہارورڈ یونیورسٹی میں حاصل کی جہاں پروفیسر بھی رہا۔ عقلیت کا دشمن تھا۔ نفسیات میں نفس کو شعوری کیفیت کا آب رواں کہہ کر اس نے انسانی زندگی کے طلبی اور ہیجانی پہلوؤں کو روشن کیا۔ صداقت کو نتائجیتی کہہ کر جیمز نے مذہب میں عقیدیت (Fideism) کا دروازہ کھول دیا جس کا مطلب تھا کہ ہر انسان کو حق پہنچتا ہے کہ وہ ثبوت کے بغیر ایسے عقاید کو تسلیم کرلے جس سے زندگی پر امید بنتی ہو یا زندگی کی تلخیاں کم ہوتی ہوں۔

اس کی مشہور تصانیف حسب ذیل ہیں

1- The will to Believe ایمان کی طلب

مذہبی واردات کی اقسام

2- Varecties of Religious Experience

3- Pragmatism نتائجیت

4- A Pluraistic Universe کثرتیتی دنیا

فلسفہ کے چند مسائل

5- Some Problems of philosophy

اساسی نتائجیت پر انشائیے

6- Essays on Radical Empericism.

Japanese Philosophy جاپانی فلسفہ

جاپانی فلسفہ کی تشکیل چین کے قدیم فلسفہ کنفیوکش مت، بدھ مت اور بعد کے نوکنفیوکش مت کے زیر اثر ہوئی۔ جاپان میں نوکنفیوکشی تصوریت کی بنا فیوجی وارا سیکا (Fujievara Seika 1619-1561) اور حیانتی رازان (Hayashi Razan 1657-1583) نے ڈالی۔ ان کے مکتب محکمہ کا نام سوی گاکوہا (Suse gakuha) تھا۔ یہ چینی فلسفی چوسائی Chu Hsi کی تعلیمات پر مبنی تھا۔ جاپانی نوکنفیوکشیوں کا خیال تھا کہ دنیا پر تائیکیو keku Tai یعنی عظیم علت العلل The Great Ultimate کا راج ہے یہ ماورائی طاقت ہے صفات سے معرا اور انسانی ادراک سے پرے۔ جب تائی کیکو کے روحانی اور مادی عناصر اکٹھے ہوتے ہیں تو دنیا معرض وجود میں آتی ہے۔ کلاسیکی کنفیوکش مت بھی اس دور میں مقبول تھی اور اس کے ماننے والے چینی فلسفی وانگ شوجن (Wang Shou-jen) کے زیر اثر تھے۔ جب جاپانیوں کا واسطہ مغربی یورپ سے پڑا تو بیکن ہابس، کوپرنیکس، گلیلیو اور نیوٹن کی تعلیمات سے متاثر ہوئے اور مادیت نے سر اٹھایا۔ اس سے پرانے فلسفے ماند پڑ گئے۔ کابرا آکیکن (1714-1630 Kaibara Ekiken) میورو کوسو (1734-16558 Muro Kyuso)، اٹو جنسی (1705-11627 Ito Jinsai) اور یمگاتا شونان (Yamagata Shanan) کی تعلیمات سے مادہ پرستانہ اور ملحدانہ خیالات نے زور پکڑا۔ انڈوشوکی (Shoeki Ando) نے نوکنفیوکشس کے نظریہ لامحدود کو رد کر دیا اور کہہ دیا کہ قدرت کا بنیادی اصول تو غیر منقطع تشکیل و ترتیب (Uninterrupted

formation) ہے- اس کے خیال میں پانچ نامحدود مادی عناصر ہیں- لوگوں میں پیدائشی عدم مساوات کو نہیں مانتا تھا نجی املاک کا بھی دشمن تھا- مساوات پیدا کرنے کے لئے وہ اجتماعی زراعت کاری کا حامی تھا- دیگر مادی فلسفیوں میں میورا بیسن (Miura Baien 89-1723)، من گاوا وکین (Munagawa Wakein 1804-1716)، ہریگا گنسائی (Heraga Gensai 1779-1726)، یمگاتا بنتو (Yamagata Bantu 1801-1761) اور کامدارو کو (Kamada Ryuku 1861-1754) ہیں-

انیسویں صدی میں دو قسم کے فلسفے برسرپیکار تھے ایک کنروگا کوشا Kanryo gakusha جو افسر شاہی کے سائنس دان تھے اور دوسرا منکن گا کوشا Minkan gakusha جو عوام کے سائنس دان تھے- اول الذکر کے علمبردار نشی آمنی (Nishi Amane 94-1826) اور کینو ہیرویوکی (Kato Hiroyuki 1916-1836) تھے ان کا کہنا تھا کہ ثقافت کو اعلیٰ طبقے کی عکاسی کرنی چاہیے- موخرالذکر کا امام خوکوزدا یوکوچی (1901-1830 Fukuzawa Yukuchi) تھا- یہ معاشرتی مساوات کا حامی تھا- جاپانی شہنشاہیت کا حامی آنو ٹٹوجرو (1944-1855 Inoue Tetsujero) تھا وہ انگریزی تجربیت کا مخالف تھا اس نے کنفیوشش مت، بدھ مت اور شنٹومت کی تعلیمات کو ملانے کی کوشش کی- اسی کا فلسفہ جاپان کا فلسفہ بنا- نکی (Nakae 1901-1847) اس کا مخالف تھا- اس کی وجہ سے جاپان میں سائنسی خیالات نے رواج پایا- یونیورسٹیوں میں ہر قسم کا فلسفہ پایا جاتا تھا- لیکن مقبول ترین فلسفہ نشیدی کتارو (1945-1870 Nishida Kitaro) کا تھا جس نے زن بدھ مت (Zen Buddhism) کو رواج دیا- یہ مغرب کی تصوریت سے ملتا جلتا فلسفہ ہے- تصوریت کے علاوہ اس میں وجودیت، وجدانیت، نتائجیت اور نوکانتیت کے اثرات بھی پائے جاتے ہیں- مارکسی فلسفہ بھی جاپان میں مقبول ہے- اس کے علمبردار توساکاجن (45-1900 Tosaka Gen) کاواکامی ہجیمی (1946-1879 Kawkami Hajimi) اور نگاتا ہیروشی (47-1904 Nagata Hiroshi) ہیں-

کارل جیسپر (1833) Jasper, Karl

نٹشے اور کیرکیگارڈ کی نفسیات سے متاثر ہو کر جیسپر نے کائنات کے بارے میں انسانی رویوں کی تشریح کی ہے- اور جو فیصلے انسان کو ناگزیر حالات میں کرنے پڑتے ہیں یعنی موت، کشمکش، تغیر اور گناہ میں اور مختلف طریقے جن سے وہ ان حالات سے نپٹتا تھا ان کو جیسپر کھول کر بیان کرتا ہے- جیسپر کا آغاز نفسی طبیب کی حیثیت سے ہوتا ہے اور یہیں سے اسے فلسفہ کے لئے اشارے ملتے ہیں- وہ کہتا ہے کہ نفسیاتی امراض میں مریض کی شخصیت کے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہوتے بلکہ مریض اپنی انفرادیت کو ڈھونڈتا ہے- اسی تلاش کو فلسفہ کی اساس بنا کر جیسپر کہتا ہے کہ دنیا کی کوئی معقول تعبیر ممکن نہیں- یہ کائنات تو ہستی کے لئے صفر کی حیثیت رکھتی ہے- (The cipher for being) فلسفہ کا کام اس صفر کو سمجھنا ہے اور یہی دانش اور عقل ہے- کائنات پر لاعقلیت یا صفر کا دور دورہ ہے اور اس صفر کو متناہی حالات (Limiting Situations) میں سمجھا جا سکتا ہے یہ حالات بیماری، موت، گناہ وغیرہ ہیں- ان حالات میں صفر کا زوال ہوتا ہے انسان روزمرہ کی پریشانیوں سے آزاد ہو جاتا ہے اور دنیا کا سائنسی نظریہ ناقص اور ناکافی دکھائی دیتا ہے- اس وقت اسے اپنی ہستی کا احساس ہوتا ہے اور خدا کا ذاتی تجربہ بھی- مثلاً جب انسان کو موت کا خیال آتا ہے تو اسے اپنی محدودیت کا علم ہوتا ہے اور اس کے ساتھ یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ متناہی حالات سے نجات ملنی چاہیے بت ماورائی خدا کا خیال آتا ہے جو ہستی کا منبع ہے- یہ خیال متصوفانہ واردات سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ فلسفیانہ اعتقاد (Philosophic faith) سے- ماورئ کو متعین کرنے کی کوشش بھی فضول ہے- کیونکہ ماورئ کوئی شے نہیں جس کی تحدید کی جا سکے-

Jeams, James Hopwood
جیمز ہاپ وڈ جیمز (1946-1877)

انگریزی ماہر طبیعیات و فلکیات، اس نے طبیعیات، تکونیات اور فلکی طبیعیات میں خاصہ کام کیا ہے۔ وہ کہتا تھا کہ نظام شمسی پیدا ہونے کی وجہ یہ تھی کہ سورج کسی ستارے سے ٹکرا گیا۔ یہ مفروضہ اب رد کر دیا گیا ہے لیکن ایک وقت یہ بہت مقبول تھا۔ جینز نے نظریہ اضافیت اور نظریہ کوانٹم کا سہارا لے کر تصوریت کو ثابت کرنے کی کوشش کی۔

Jeffersan, Thomas
تھامس جیفرسن (1826-1743)

امریکہ کا تیسرا صدر۔ منشور آزادی (Declaration of Indpendence) کا مصنف۔ خیالات کی آزادی، تعلیم اور مذہبی رواداری اس کا ایمان تھا۔ ترکیز طاقت کا مخالف تھا۔ سیاسیات کے علاوہ سائنس اور ریاضیات میں بھی دلچسپی رکھتا تھا۔

Jevons, William Stanley
ولیم سٹینلے جیونز (1882-1835)

انگریز منطقی اور ماہر معاشیات، یہ پہلا شخص تھا جس نے معاشیات میں ریاضیاتی طریقہ استعمال کیا۔ منطق میں وہ جارج بول (George Boole) کی پیروی کرتا تھا۔ گو اسے جارج بول کی بعض باتوں پر اعتراض بھی تھا۔ علمیات میں اس کا موقف لاادریت (Agnosticism) کے قریب تھا۔

اس کی تصانیف حسب ذیل ہیں
معاشیات کا نظریہ

1 -Theory of Political Econonomy

منطق پر ابتدائی سبق

2 -Elementay lesson in Logic

سائنس کے اصول

3 -The Principle of Science

Jesuitism **یسوعیت**

زمانہ وسطیٰ میں عیسائیوں کا ایک فرقہ جس کا تعلق رومن کیتھولک سے تھا، اس کے پیروکار اپنی تمام عمر تعلیمی اور مشنری کاموں میں صرف کر دیتے تھے۔ یہ لوگ اخلاقی مفتی بھی تھے۔ اور اخلاقی الجھنوں کو سلجھاتے تھے۔ جب کوئی شخص اپنے آپ کو اخلاقی مشکل میں پاتا تو وہ یسوعی کے پاس چلا جاتا اور مقررہ فیس ادا کرنے کے بعد فتویٰ حاصل کر لیتا۔ فیس کی وجہ سے یہ فرقہ بدنام ہو گیا کیونکہ بعض یسوعی منہ مانگی فیس لے کر ایسا فتویٰ لکھ دیتے تھے جو سائل کی حسب مرضی ہو۔ چنانچہ ایک ہی فعل کے حق میں اور مخالفت میں فتاویٰ حاصل کئے جا سکتے تھے۔ لہٰذا آج کل انگریزی اصطلاح کو مکر، فریب، دھوکا اور گمراہی کے معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔

یہ لوگ پوپ کی اطاعت کو ایمان کا جزو اعظم سمجھتے تھے۔ کیونکہ انہوں نے پوپ کی وفاداری کا حلف اٹھایا ہوا ہوتا تھا پوپ انہیں کوئی سا کام سونپ سکتا تھا۔

Jewish Philosophy **یہودی فلسفہ**

اس فلسفہ کی ابتدا مصر میں اس وقت ہوتی ہے جب یہودیت کا سابقہ یونانی فلسفہ سے پالا پڑتا ہے اور فلو (Philo) اسی فلسفہ کی پیداوار تھا لیکن یہ فلسفہ ختم ہو گیا اور پھر نویں صدی میں دوبارہ ابھرا۔ اب بھی اس کا محرک یونانی فلسفہ تھا لیکن یہ یونانی فلسفہ اب عربوں کے توسط سے عربی زبان میں یہودیوں کو ملا۔ یہودی فلسفہ دو شاخوں میں تقسیم ہو گیا ایک تو خالص شرقی تھی اور دوسری غربی، شرقی کا تعلق ببلونیا اور اس کے ارد گرد ممالک سے تھا اور غربی کا سپین سے۔ چونکہ یہودی فلسفہ عرب ممالک میں پھلا پھولا اس لئے مسلمان مفکروں کے مسائل یہودی فلسفہ میں بھی موجود ہیں۔ مثلاً سب یہودی فلسفی خدا کی ہستی کے ثبوت پیش کرتے ہیں۔ مغربی شاخ کے فلسفی ارسطوی ہیں اور خدا کا ثبوت کائنات کی خلقت سے بہم پہنچاتے ہیں شرقی شاخ کے فلسفیوں میں معتزلہ اور ارسطو دونوں کا فکر موجود ہے۔ ابن داؤد اور میمونڈیز (Maimonids) حرکت کی بنا پر

ارسطو کی طرح کہتے ہیں کہ محرک اول کی ضرورت پڑتی ہے اور وہ خدا ہے- ہالیوی (Ha-Levi) نے ارسطو کے تصور خدا پر اعتراضات کئے اور کہا کہ خدا کا تصور وجدانی ہے- اس کے بعد خدا کی وحدت کا سوال پیدا ہوتا ہے یہ وحدت خدا کے محرک اول ہونے کی وجہ سے ثابت کی جاتی ہے- پھر خدا کی صفات کا سوال آتا ہے- یہاں یہ بڑا اختلاف ہے لیکن عام تاثر یہ ہے کہ یہودی فلسفیوں کا موقف یہ تھا کہ گو خدا ہمارے فہم سے بالا ہے لیکن کچھ تھوڑا سا علم صفات کے ذریعہ سے حاصل ہو سکتا ہے ایسے ہی خالق اور مخلوق کا مسئلہ ہے کہ ان دونوں میں کیا رشتہ ہے- یہ دنیا کے لئے معرض وجود میں آئی- کچھ لوگوں نے صدور (Emanation) کو مانا کچھ نے رد کر دیا- ماننے کی وجہ یہ تھی کہ عربوں مفکروں نے اس نظریہ کو تسلیم کیا ہوا تھا- جبر و قدر کے متعلق بھی یہودی فلسفہ میں وہی اختلاف رائے موجود تھا جو عرب فلسفہ میں ہے- ابدیت روح کے بارے میں بھی عرب فکر کی عکاسی پائی جاتی ہے-

Ju Chia

جو چیاؤ (چینی)

کنفیوشس کا مکتب فکر' اس میں مکمل ضابطہ اخلاق موجود ہے- کنفیوشس کہتا تھا کہ سچائی کی عظمت انسان سے ہے نہ کہ انساں کی عظمت سچائی سے- اس لئے وہ اخلاقی کمال' مثالی انسانیت' میانہ روی اور فوق البشری پر زور دیا کرتا تھا- علم اور معاشری زندگی انہی اقدار کے تابع ہونی چاہئے- اس مطلب کے لئے علم میں وسعت آنی چاہیے- اور پھر خلوص' تزکیہ نفس' عمدہ شخصی زندگی' پر سکون عائلی زندگی' قوی نظم و نسق اور عائلی امن کی ضرورت ہے-

من کیواس (371-289 ق م) اس سے ایک قدم آگے جاتا ہے اور کہتا ہے کہ انسانیت اور راستبازی ایک ہی شے ہیں- انساں کے لئے ضروری ہے کہ وہ نیک ہو- ریاست کی بنیاد فلاح و بہبود پر ہونی چاہیے اسے نفع کی طرف دھیان نہیں دینا چاہئے-

سون زو (Hsün Tzu 335-288 ق م) نے انسانی فطرت کو بدھ سمجھ کر اخلاق اور تعلیم پر زور دیا کنفیوکشیت میں ہم آہنگی کا نظریہ مرکزی ہے- ہماری مرکزی ذات یا اخلاقی ذات وجود کی اساس ہے. اور اخلاقی ذات یا ہم آہنگی اس کائنات کا عمومی اصول ہے- اس لئے انساں اور کائنات کا رشتہ ہم آہنگی کا ہونا چاہیے-

Judaism

یہودیت

یہودی مذہب اس کی ابتدا ساتویں صدی قبل مسیح ہوئی- یہ موحدانہ مذہب ہے- خدا کی وحدت' مسیح (نجات دہندہ) کی آمد اور یہودی نسل کی برگزیدگی یہودیوں کے اعتقادات میں شامل ہیں- یہودیوں کی الہامی کتب میں عہد نامہ قدیم اور تالمود (Talmud جو عہد نامہ کی تفسیر ہے) شامل ہیں- ریاست اسرائیل کا سرکاری مذہب ہے-

Judgement

تصدیق

جملہ بیانیہ جس کے متعلق صدق یا کذب کا سوال اٹھایا جا سکتا ہے- بعض ایسے جملے بھی ہیں جسے استفہامیہ' ندائیہ وغیرہ جن میں کچھ بیاں نہیں کیا جاتا لہٰذا ان کے متعلق صدق یا کذب کا سوال پیدا نہیں ہوتا- بعض جملے احتمالی ہوتے ہیں جن کا صدق یا کذب تو متعین نہیں ہو سکتا لیکن ان کی احتمالیت کی مقدار متعین ہو سکتی ہے- لیکن سے احتمالیت کا نظریہ جنم لیتا ہے- تصدیقات سادہ یا مرکب ہو سکتی ہیں- سادہ تصدیقات کی مزید تحلیل نہیں ہو سکتی مرکب تصدیقات کو سادہ تصدیقات میں حل کیا جا سکتا ہے- مرکب تصدیقات کی صداقتی قدر (Truth Value) کا انحصار سادہ تصدیقات کے صدق و کذب پر ہے- ارسطو کے چار اقسام کی سادہ تصدیقات یہ ہیں کلیہ موجبہ سالبقہ' جزئیہ اور جزئیہ سالبہ اور باقی تمام منطقی جملوں کو مرکب کہا- آج کل یہ تقسیم نہیں پائی جاتی-

Judgment of Taste

تصدیق ذوق

جمالیاتی جملے جو حسن قبح کے متعلق ہوتے ہیں- یہ

جملے منطقی جملوں سے مختلف ہیں کیونکہ منطقی جملوں کے بارے میں صدق و کذب کا سوال اٹھایا جاتا ہے لیکن تصدیقات ذوق کے متعلق یہ سوال جائز نہیں۔ جمالیاتی تصدیقات کی حیثیت عمومی نہیں ہوتی اگرچہ کانٹ نے انہیں عمومیت دینے کی کوشش کی ہے اور کہا ہے کہ ان میں لزومت کا عنصر پایا جاتا ہے۔

سی۔ جے۔ ینگ (-1875) **Jung C.G**

سوئٹزرلینڈ کا رہنے والا ہے۔ تعلیم بیسل (Basel) میں حاصل کی جہاں اسے ڈاکٹری کی ڈگری ملی۔ شروع میں نفسی طبیب کی حیثیت سے زورچ (Zurich) کے دماغی شفاخانہ میں ملازم ہوگیا اور وہاں 1909 تک رہا۔ اس عرصہ میں اس نے کئی تحقیقی مقالے لکھے جن کی وجہ سے کئی جگہ اسے لیکچر دینے کی دعوت ملی۔ 1907 میں فرائڈ سے ملاقات ہوئی اور یہ میل ملاپ کافی عرصہ تک رہا۔ لیکن ینگ گو ابتدا میں فرائڈ کا مداح اور پیروکار تھا جلد ہی فرائڈ کے موقف سے منحرف ہوگیا اور الگ مکتب فکر قائم کیا۔ اپنی کتاب نفسیات لاشعور (The Psychology of the Unconcious) میں اس نے فرائڈ پر اعتراضات کئے ہیں اور اپنی الگ راہ کی نشاندہی کی ہے۔ اپنی نفسیات کو وہ تحلیلی (Analyticai) کہتا ہے۔ متذکرہ بالا کتاب 1913ء میں لکھی گئی اس کے بعد ینگ نے اپنا زیادہ وقت تحقیق و مطالعہ میں صرف کیا۔ اس نے کافی وقت میکسیکو، افریقہ میں قدیم لوگوں کے مطالعہ میں گزارا۔ ہندوستان، امریکہ اور انگلستان بھی رہا۔ مشرق اور مغرب سے اسے بہت کچھ ملا۔ اس کی تصدیق اس کی دو کتابوں اسرار گلہائے طلائی (The secret of the Golden Flower) اور اسطویات پر انشائیے (Essays on science of mythology) سے ہوتی ہے۔ ینگ نے کئی کتابیں لکھی ہیں اسے اعزاز بھی بہت ملے ہیں۔ کئی یونیورسٹیوں نے اسے اعزازی ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں بھی دی ہیں۔ کئی ادارے بھی اس کے نام پر کھولے گئے ہیں۔ اسے کئی زبانیں آتی ہیں اور کئی ممالک کے ادب پر عبور حاصل ہے۔

فرائڈ سے اس کا اختلاف کئی جگہوں پر تھا۔ اول تو وہ اپنے مکتب فکر کو تجزیہ نفسی نہیں کہتا تھا بلکہ تحلیلی نفسیات، دوم عصبانیت کے اسباب دریافت کرتے وقت فرائڈ ہمیشہ ماضی کی طرف جاتا ہے۔ حال کو نظر انداز کر دیتا ہے ینگ حال کو بہت اہمیت دیتا ہے۔ سوم فرائڈ کے لبیدو (Libido) میں صرف جنس ہے۔ ینگ اس میں ایڈ سرکی عزم غلبہ (Will for Power) کو بھی شامل کرتا ہے اور اس طرح اسے ہر قسم کے محرک کا مخزن بنا دیتا ہے۔ ینگ کا تصور برگسان کے تصور جوش حیات (elan vital) اور شوپنہار کے تصور عزم حیات (Will to live) کے قریب آ پڑتا ہے چہارم ینگ کا لاشعور کا تصور فرائڈ سے بہت زیادہ وسیع ہے۔ فرائڈ کا لاشعور شخصی اور ذاتی ہے ینگ کا لاشعور اجتماعی (Collective) ہے۔ پنجم ینگ کا طریقہ علاج تجزیہ نہیں بلکہ تلازم الفاظ (Word association) ہے۔ ینگ نے انسانوں کی دو موٹی انواع بنائیں ایک دروں بیں (introvert) اور دوسری بروں بیں (Extrovert) یہ تقسیم بڑی مقبول ہوئی ہے۔

عدالت **Justice**

افلاطون نے چار فضائل عظمیٰ بتلائے ہیں۔ حکمت، عفت، شجاعت اور عدالت۔ ان میں سے عدالت اجتماعی فضیلت ہے اور اس کا تعلق جماعت کے نظم و نسق سے ہے۔

دور حاضرہ میں عدالت پر دو زاویوں سے بحث کی جاتی ہے یا تو عدالت کو مساوات سمجھا جاتا ہے۔ یا حقداری، پہلے مفہوم کے مطابق ہر انساں کو ایک دوسرے کے برابر سمجھنا چاہیے اور کسی کو ایک سے زیادہ نہیں سمجھنا چاہئے دوسرے کا مطلب ہے کہ ہر انساں کو وہی ملنا چاہیے جس کا وہ مستحق ہے ایک اور اصول تدبر Consideration کا ہے جس کا مطلب ہے کہ یہ بھی دیکھنا ضروری ہے کہ کسی شخص میں کن اشیا سے متفیض ہونے کا ملکہ اور ذوق موجود ہے۔ اس کے

مطابق اسے سامان فراہم کرنا چاہیے۔

مارکسیوں کا کہنا ہے کہ کمیونزم میں مساوات بھی ہے حقداری بھی اور تدبر بھی۔ مارکسی کہتے ہیں کہ عدل کوئی مستقل قدر نہیں۔ ہر زمانے میں اس کا تصور مختلف رہا ہے۔ اور ہر طبقہ کا تصور بھی جداگانہ ہے۔ اس کا صحیح تصور مادی معاشی حالات سے واضح ہوتا ہے۔

K

کامی (جاپانی) Kami

لغوی طور پر اس سے مراد ایسی شے ہے جو انساں کو تقدس کے جذبہ سے مرعوب یا سرشار کرے لیکن بعد میں اس اصطلاح کا کہ مطلب روح، الوہیت یا خدا لیا گیا۔ بدھ مت اور کنفیوکش مت سے پہلے یہ تصور جاپانی مذہب میں مرکزی حیثیت رکھتا تھا۔

Kant, Immanuel
ایمنوئیل کانٹ (1804-1724)

جائے ولادت کونگز برگ (Kanigbrg) ہے جو پرشیا میں واقعہ ہے۔ غریب خاندان سے تعلق رکھتا تھا اس کے والدین چند صدیوں پہلے سکاٹ لینڈ سے ہجرت کر کے اس جگہ آباد ہو گئے تھے۔ کانٹ کی والدہ بڑی مذہبی عورت تھی خود بھی مذہب کی پابند اور بچوں کو بھی بڑی سختی سے مذہب کی پیروی کراتی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طرف تو کانٹ تمام عمر کے لئے روائتی مذہب سے متنفر ہو گیا اور دوسری طرف اخیر عمر تک مذہب کے اصولوں کو فلسفیانہ تائید فراہم کرتا رہا۔ 1755 میں کانٹ کونگزبرگ کی یونیورسٹی میں لیکچرار ہو گیا۔ اور 1770ء میں وہیں منطق اور فلسفہ کا پروفیسر بن گیا۔ اس عرصہ یعنی 1770ء سے پیشتر اس کا شوق طبیعیات میں تھا اس نے سحابی (Nebular) نظریہ قائم کیا جس کے مطابق سیارے سحاب سے پیدا ہوتے ہیں۔ کانٹ نے یہ بھی کہا کہ ہمارے کہکشاں سے پرے کئی اور بھی کہکشاں ہیں اور زمین کی گردش میں لہروں کی رکاوٹ سے فرق آجاتا ہے وہ حرکت اور سکون (rest) کی اضافیت کا بھی قائل تھا۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اس کی کتاب نظریہ فلکیات (Theory of the Heavens) اپنی ایک اور کتاب انسانیات (Anthropology) میں اس نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ انسان کی پیدائش جانوروں سے ممکن ہے۔ 1770ء سے قبل کا زمانہ قبل تنقیدی (Pre-critical) دور کہلاتا ہے۔ اس کے بعد کانٹ کا فلسفیانہ دور شروع ہوتا ہے اور اس فلسفہ نے دنیائے فکر میں انقلاب برپا کر دیا۔

کہتے ہیں کانٹ اپنے گھر سے کبھی چالیس میل دور نہیں گیا۔ موسیقی سے متنفر تھا۔ عوتوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور دوست بھی چند ایک رکھتا تھا۔ زندگی ایک مقررہ ٹائم ٹیبل کے مطابق گزارتا تھا۔ جب کانٹ سیر کو نکلتا تھا تو لوگ گھڑیاں ٹھیک کرتے تھے۔ ایسے ہی اس کے سونے، جاگنے، کھانا کھانے، لیکچر دینے اور پڑھنے کے اوقات مقرر تھے۔ دو دفعہ اس نے شادی کا ارادہ کیا لیکن سوچنے میں اس قدر وقت صرف کر دیا کہ پہلی لڑکی نے کسی زیادہ منچلے سے شادی کر لی اور دوسری لڑکی شہر چھوڑ کر چلی گئی اور کانٹ منصوبے بناتا رہ گیا۔

کانٹیت Kantianism

کانٹ کا فلسفہ جسے تنقیدی فلسفہ، ماورائیت اور مورائی تصوریت کہا جاتا ہے۔ اس فلسفہ کے دو ادوار ہیں ایک قبل تنقیدی اور دوسرا تنقیدی۔ قبل تنقیدی دور 1770ء سے پہلے کا ہے۔ اس میں کانٹ کی دلچسپی طبیعیات میں ظاہر ہوئی ہے۔ اس نے مظاہر قدرت کے قوانین دریافت کرنے کی کوشش کی اور ان قوانین میں ہم ربطی کا رشتہ قائم کیا۔ لیکن 1770ء کے بعد کانٹ کے انداز فکر کا نقشہ بدل جاتا ہے اور وہ فلسفہ کے مفروضات پر نکتہ چینی کرتا ہے۔ اس انقلاب کا باعث ہیوم (Hume) تھا۔ کانٹ نے بھی لاک اور ہیوم کی طرح علم کے حدود اور امکانات متعین کرنے چاہے۔

سوال اس کے سامنے یہ تھا کہ عقل کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ ترکیبی قبل تجربی (Synthetic apirien) قضایا بنائے؟ اس سوال کا جواب کانٹ انتقاد عقل محض (Critique of pure Reason) میں دیتا ہے- کانٹ کہتا ہے کہ عقل کا فریضہ ترکیب دینا یا جوڑنا ہے- ترکیب دیتے وقت عقل کو چند ایک اصولوں کا سہارا لینا پڑتا ہے- لیکن یہ اصول کانٹ کے مطابق حسی تجربے سے حاصل نہیں ہوتے لہٰذا یہ قبل تجربی (Apriovi) ہیں- اور انہی کی بدولت تجربے میں ربط اور نظم پیدا ہوتا ہے- انتقاد عقل محض میں وہ ان قبل تجربی اصولوں پر بحث کرتا ہے جو قدرت کے مطالعہ کے لئے ضروری ہیں- پہلے حصہ میں یعنی ماورائی جمالیات (Transcendental Aesthetes) میں زماں ومکاں کو لیتا ہے اور انہیں قبل تجربی قرار دیتا ہے- دوسرے حصہ ماورائی منطق (Transcendental Logic) میں وہ فہم کو لیتا ہے اور اس کے لئے بارہ قبل تجربی مقولے بتلاتا ہے- کیفیت، کمیت، جہت اور علاقوں کے لئے تین تین مقولے ہیں- تیسرے حصہ ماورائی جدلیات (Transandental Dialectic) میں وہ یہ کہتا ہے کہ حسیات اور فہم کے اصول خدا، روح اور کائنات کے بارے میں فیل ہو جاتے ہیں- کیونکہ یہ اصول تجربی دنیا کے منطق ہیں ماورائی دنیا اور حقائق پر ان کا اطلاق نہیں ہو سکتا- یہاں پر کانٹ حقائق کی تقسیم دو حصوں میں کرتا ہے ایک تو مظاہرات (Phenomena) ہیں اور دوسرا شے کماہی (Thing in itself) شے کماہی انسانی فہم سے پرے ہے اور اس کے متعلق علم حاصل نہیں ہو سکتا اس سے ثابت ہوا کہ مابعد الطبیعیات ناممکن علم ہے-

لیکن کانٹ کہتا ہے کہ انسانی زندگی میں صرف فکر اور وقوف ہی نہیں بلکہ ارادہ اور تاثر بھی ہے- انتقاد عقل عملی (Critique of Practical Reason) میں وہ کہتا ہے کہ انساں کا ارادہ بالکل آزاد اور خود اختیار ہے- حکم اطلاقی (Categanial Imperative) اسی مفروضے پر قائم ہے انسان کی دو حیثیتیں ہیں- مظاہرات کا حصہ ہونے کی وجہ سے وہ قوانین قدرت کے تابع ہیں- لیکن ماورائی حیثیت میں وہ بالکل آزاد ہیں- اور چونکہ اس دنیا میں نیکی کا بدلہ خوشی میں نہیں ملتا لہٰذا انصاف کا تقاضا ہے کہ دوسری دنیا ہو جہاں نیکی اور بدی کو مناسب اجر اور سزا ملے- لہٰذا زندگی کا خاتمہ موت پر نہیں ہونا چاہیے اور اس سکیم کی ضمانت کے لئے خدا بھی چاہیے جو قادر مطلق اور عالم کل ہو-

تیسری انتقاد میں جسے انتقاد تصدیق (Critique of judgment) کہتے ہیں کانٹ عقل اور ارادے میں امتزاج پیدا کرتا ہے- وہ کہتا ہے کہ حسن کا احساس تب ہوتا ہے جب شے مدرک اور علم کی صورتوں میں ہم آہنگی پیدا ہو- انہیں جب نیچر اور آزادی کا امتزاج ہو-

کانٹ کا اثر متاخر فلسفیوں پر بہت پڑا- فختے، شیلنگ، ہیگل، شوپنہار اور لازے کا فلسفہ کانٹ کا مرہون منت ہے- آج کل کانٹ کا اثر ہسرل، ہیڈیگر، کوہن کیسرر، گریں، بریڈلے وغیرہ میں نظر آتا ہے

Kannisky, Mikhail Ivanovich
مخیل اونووچ کارنسکی (1917-1840)

روسی منطقی اور فلسفی، پیٹربرگ کی اکیڈیمی میں فلسفہ پڑھایا کرتا تھا- اپنی کتاب جدید جرمن فلسفہ کا ناقدانہ جائزہ (Critical Review of Recent German Philosophy) میں کارنسکی نے جرمن تصوریت پر کڑی نکتہ چینی کی- اس کا اپنا موقف قدرے مادیت کا تھا ملاحظہ ہو اس کی کتابیں بدیہات کے بارے میں نو تجربیت کے اختلافات

Differences in the school of New Empiricism on the question of self evident truth.

اور منطق Logic- اپنے ڈاکٹریٹ کے مقالہ استنتاج کی صف بندی Classification of Inference میں اس نے قیاس اور استقرائی طریقہ کا تجزیہ کیا- اور

بدیہات Self evident Truth میں اس نے کانٹ کی قبل تجربیت پر اعتراضات کئے۔ اس نے فلسفہ قدیم پر بھی تحقیق کی۔
اس کی دیگر تصانیف حسب ذیل ہیں۔
انیگزیمنز فلسفی کے متعلق ہپولائٹ کی نامعلوم شہادت

1- Obscure Testimony of Hyppolite about the philosopher Anaximenes.

قدیم فلسفہ کی تاریخ پر لیکچر

2- Lectures on the History of Ancient philosophy

جدید فلسفہ کی تاریخ پر لیکچر

3- Lectures on the History of New philosophy

Karma کرم (سنکرت)

فعل، حرکت، مقولہ، ہندو فلسفہ میں اسے مابعد الطبیعیاتی شے سمجھا جاتا ہے جو ہر فرد اپنے ساتھ سمارا (Samara) (یعنی تناسخ) میں لاتا ہے۔ قانون کی حیثیت سے کرم کو طبعی علیت خیال کرسکتے ہیں جو انسان کی نفسی زندگی میں کارفرما ہے۔ یہ سزا اور جزا کا اصول ہے جس کے مطابق تناسخ کا عمل رونما ہوتا ہے۔ کرم تین قسم کے ہو سکتے ہیں۔ پراربدھ (Prarabdha) جو لازمی ہوتے ہیں سمیتا (Samaita) جو بدل سکتے یا معاف ہو سکتے ہیں اور آگامی (Agami) جو زمانہ حال سے تعلق رکھتے ہیں اور مستقبل کو متعین کرتے ہیں۔

Kathenothusm تناوبی الہیت

یہ اصطلاح میکس ملر (Max Muller) کی ہے جس کا مطلب ہے ایک ہی وقت میں صرف ایک۔ اس کا اشارہ ویدوں کی وحدانیت کی طرف ہے۔ اس میں دیوتاؤں کو اس طرح ترتیب دیا گیا کہ ہر دیوتا باری باری خدائے مطلق بن جاتا ہے۔ اس طرح خدا تو بدلتا رہتا ہے لیکن خداؤں یا دیوتاؤں کا انکار لازم نہیں آتا۔

Kautsky, Karl کارل کاشکی (1854-1938)

جرمن ماہر معاشیات۔ مورخ اور معاشرتی جمہوریتی مفکر۔ 1881ء میں مارکس اور انگل سے ملا۔ اس نے کئی کتابیں لکھیں جن سے مارکسیت کا چرچا ہوا۔ لیکن اس نے مارکسزم کو صحیح طریقہ پر نہیں سمجھا۔ اس لئے لینن نے اس پر اعتراضات کئے۔ 1910 میں کاشکی نے جرمن معاشری جمہوری پارٹی کا مرکزی گروہ بنایا جو مارکسزم کا کھلم کھلا مخالف تھا۔ اس کے فلسفہ میں تصوریت اور مادیت دونوں موجود تھے۔

Kavelin, Konstantin Dmitrilevich کانسٹن ڈمٹرلوچ کیوی لن (1818-1885)

روسی تصوریتی فلسفی، مورخ اور سیاسی لیڈر۔ اپنی دو کتابوں مقصد نفسیات (Aim of Psychology) اور مقصد اخلاقیات (Aim of Ethics) میں اس نے کوشش کی ہے کہ نفسیات کے ذریعے مسیحی اخلاقیات کو ثابت کیا جائے۔ فلسفہ کو روح انسانی کا علم بننا چاہئے۔ یعنی ایک قسم کی نفسیات جو کائنات کے اخلاقی اور روحانی پہلوؤں کی توضیح کرے۔ وہ کہتا ہے کہ تصوریت اور مادیت دونوں ہی تجریدی نظریئے ہیں ان میں اگر انسانی روح کی بحث شامل ہو جائے تو یہ ساکار (Concrete) بن جائیں گے اور اس طرف فلسفہ کی یک رخی ختم ہو جائے گی۔ کیوی لن آزاد ارادہ کا قائل تھا۔

Khomyakov, Alexei Stepanovich ایلیکسی سٹپنووچ خومی کو (1804-1860)

روسی تصوریتی مفکر۔ ماسکو یونیورسٹی کا تعلیم یافتہ۔ مادیت کا بھی مخالف تھا اور کلاسیکی جرمن تصوریت کا بھی۔ اس کا اپنا موقف معروضی تصوریت کا تھا جو مذہبی رنگ میں ڈوبا ہوا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ عقلی، مثالی عنصر حقیقت کا اصول اولیہ ہے۔ اس کا درک محسوسات اور عقل سے نہیں ہو سکتا۔ ان کا علم، عقلی بصیرت اور

داخلی حس سے ہوتا ہے یعنی مذہب کے ذریعہ۔

Kierkegaard Saren
سورن کیرکیگارڈ (1855-1813)

کوپن ہیگن کے سوداگر کا سات بچوں میں سے سب سے چھوٹا بچہ تھا۔ کیرکیگارڈ کا باپ وہمی اور مالیخولیا کا مریض تھا۔ ایک دفعہ اپنی غریبی سے تنگ آ کر اس نے خدا کو لعن طعن کی۔ جب 82 سال کی عمر پر مرنے لگا تو اس نے سورن کو بتلایا کہ ایک وقت اس نے خدا کو برا بھلا کہا تھا۔ یہ سن کر سورن پر سکتہ چھا گیا اور اسے پورا یقین ہو گیا کہ اس کا خاندان برباد ہو جائے گا۔
سورن کیرکیگارڈ نے اپنا بچپن تنہائی اور افسردگی میں گزارا۔ 1830ء میں یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور باپ کے کہنے پر دینیات کا مضمون لے لیا۔ لیکن اپنا سارا وقت فلسفہ اور ادب کے مطالعہ میں گزارتا تھا۔ رنگ رلیاں مناتا تھا (شاید اپنی قنوطیت کو چھپانے کے لئے) اور یہی وجہ تھی کہ 1840ء تک ڈگری حاصل نہ کر سکا۔ ڈگری حاصل کرنے کے بعد چرچ کی ملازمت کر لی۔ اسی سال اس نے ایک لڑکی رگینا آولسن (Olsen Regena) سے شادی کا اقرار کر لیا لیکن ایک سال بعد یعنی 1841ء میں اسے توڑ دیا۔ یہ واقعہ کیرکیگارڈ کی رومانی اور ادبی زندگی میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ 1854 میں اس نے اپنے ملک چرچ پر اعتراضات کئے جس سے پادری لوگ مخالف ہو گئے اس سے اس کی صحت پر برا اثر پڑا اور ایک دن کوپن ہیگن کے بازار میں بے ہوش گر پڑا اور فریڈرک ہسپتال میں جان دے دی۔
سورن کیرکیگارد وجودیت کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ ہیگل کا مخالف تھا۔ اس کی منطق اور نظام کو عبث خیال کرتا تھا۔ وہ موضوعیت اور انفرادیت کا حامی تھا۔ وہ کہتا تھا کہ فرد تنہا ہے اور جو نظریے تنہائیت کے دشمن ہیں وہ زندگی کے مسائل حل نہیں کر سکتے۔ اس نے وجودی ارتقاء کے تین منازل بتلائے ہیں۔ جمالیت، اخلاقی اور دینی، دینی کو ترجیح دی ہے کیونکہ اس میں انسان تمام روابط سے کٹ کر خدا کے حضور تن تنہا شخص موضوعیت کی صورت میں پیش ہوتا ہے۔ وجودیت میں محدود اور نامحدود، عارضی اور ابدی مل جاتے ہیں۔
اس نے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ یا یہ یا وہ Either-or میں اس نے ذاتی حسی مسائل سے بحث کی ہے۔ تصور دہشت (The Cencept of Dread) اور مرض موت (Sickness unto Death) میں وہ گناہ آدم (Originalism) اور طرح طرح کے شکوک اور شبہات کو زیر بحث لاتا ہے۔ چند فلسفیانہ اوراق (Philosophical Fragments) میں سقراط کے حوالہ سے کیرکیگارڈ فلسفہ کا موقف بیان کرتا ہے۔ عقیدہ تذکر (Reminiscense) سے انسانی روح اور آخروی روح کے رشتے اور مناسبت کا علم ہوتا ہے لیکن اگر یہ امثال (Forms) روح میں شروع سے موجود ہوں جیسے کہ سقراط کہتا ہے تو ان کی دریافت یا یافت کوئی اہمیت نہیں رکھے گی۔ لیکن مسیحت کہتی ہے کہ انسانی روح اور آخروی روح کا رابطہ منقطع ہو چکا ہے۔ انساں اس رابطہ کو دوبارہ قائم نہیں کر سکتا یہ تو خدا ہی کے بس کا روگ ہے۔ حضرت مسیح پر ایمان لانے سے یہ تعلق قائم ہو سکتا ہے اور جب خدا دلوں میں حلول کرتا ہے تو تعلق قائم ہو جاتا ہے روحانی لحاظ سے یہ گھڑی بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ ایسا علم مابعدالطبیعیات سے حاصل نہیں ہو سکتا۔
متذکرہ بالا کتابیں کے علاوہ باقی حسب ذیل ہیں۔
آخری غیر سائنسی تحریر مابعد۔

1- Concluding Unscientific Postscript
2- Christian Discourses — مسیحی خطبات
3- Training in Christinaity. — تربیت مسیحت

Kind — صنف

جماعت جس کے افراد مشترک اوصاف رکھتے ہوں اور دیگر جماعتوں سے انہی اوصاف کی بنا پر ممیز ہوں۔ جے۔ ایس۔ مل نے یہ اصطلاح نوع کے لئے محفوظ کی ہوئی ہے۔

Kinesis

حرکہ

حرکت، تبدیلی ارسطو کے ہاں تین قسم کے حرکے ہیں (1) مقداری تبدیلیاں، زیادتی یا کمی (2) کیفی تبدیلیاں اور (3) مکانی تبدیلیاں۔ اس کے علاوہ دو اور ہیں۔ ایک نحوی اور دوسری انہدامی۔

Kinship with the people in Art

فنون میں عوام سے نسبت

مارکسی جمالیات میں اسے بنیادی مقولے کی حیثیت حاصل ہے۔ اس سے فن اور عوام کا رشتہ اجاگر ہوتا ہے۔ فن وہی حقیقی ہو گا جو عوام کے جمالیتی امنگوں کی عکاسی کرے ان کے نظریہ عدل اور حسن کی تشریح کرے اور ان کی انقلابی جنگ آزادی کی ترجمانی کرے۔ یہ مقولہ تاریخی ہے اور اس کا تقاضا ہے کہ ہر دور کے اپنے نظریے اور کردار ہوں گے فن کو انہیں آشکار کرنا چاہیے۔ فنکار معاشرے کا ضروری جزو ہیں اور وہ اپنے تخلیقی کارناموں سے عوام کی جدوجہد کو تقویت پہنچاتے ہیں۔

Knowledge by Acquintance

علم بالتعارف

اشخاص، اشیا یا صفات کو بلاواسطہ بذریعہ حواس خمسہ جاننا۔ صحیح معنوں میں علم بالتعارف کو فوری تجربی مواد تک محدود رکھا گیا ہے لیکن عموماً وہ اشخاص اشیا یا صفات جو اس کے ذریعہ سے جانے پہچانے جائیں سبھی علم بالتعارف میں آجاتے ہیں۔

Koffka, Kurt (1941-1896) کرٹ کافکا

ورد یمر (Wertheimer) اور کوہلر (Kohler) کی طرح گسٹالٹ نفسیات کا بانی۔ کافکا نے کوہلر کے تجربات کی بنا پر علم بذریعہ بصیرت کی تائید کی اور سعی و خطا کے طریقہ کو رد کر دیا۔ کافکا بچوں کی نشو و نما اور اموزش کو بحیثیت مجموعی لیتا ہے اور تحلیل کے مخالف ہے۔ کرداریت اور فرائڈ کے تجزیہ نفس کو بھی غلط راہیں قرار دیتا ہے۔ کرداریت میں تحلیل ہے اور تجزیہ نفس میں لاشعور۔ گسٹالٹ نفسیات میں نہ تحلیل ہے اور نہ لاشعور۔

Kohler, Wolfgang

ولف گینگ کوہلر (-1887)

فرینکفرٹ میں ورد یمر (Wertheimer) اور کافکا (Koffika) کے ساتھ مل کر گسٹالٹ نفسیات پر کام کرتا رہا۔ گسٹالٹ نفسیات کے بانیوں میں سے ایک ہے۔ کچھ عرصہ برلن یونیورسٹی میں پروفیسر رہا پھر امریکہ میں سوارتھ (Swarthmore) کالج میں پروفیسر رہا۔ کوہلر نے جو جانوروں اور خصوصاً بندروں پر تجربے کئے اس سے جانوروں میں بصیرت کا پتہ چلتا ہے۔ یہ تجربے آموزش بذریعہ سعی و خطا کو غلط ثابت کرتے ہیں۔ اس نے میدانی نظریہ (Field Theory) کو بھی فروغ دیا۔ اس کی تصانیف حسب ذیل ہیں

میمونوں کی ذہنیت

1- The mentality of apes.

گسٹالٹ نفسیات

2- Gestalt psychology.

حقائق کی دنیا میں قدر کا مقام

3- The place of value in a warel of facts

نفسیات میں حرکیات

4- Dynamics in psychology

گسٹالٹ نفسیات۔ جدید نفسیات میں نئے تصورات

5- Gestalt psychology: an Introduction to new concepts in modern Psychology.

Korn, Alegandro الیجنڈرو کورن

لاطینی امریکہ کا فلسفی، ارجنٹائن کا باشندہ، طبیب نفسی اور اخلاقیات اور مابعد الطبیعیات کا پروفیسر۔ اثباتیت کو پسند نہیں کرتا گو اس کا اپنا فلسفہ اثباتی عناصر سے خالی نہیں۔ اسے وہ ارجنٹائن کی ذاتی اثباتیت کہتا

ہے کورن آزادی کا فلسفی ہے۔ اس کے خیال میں انسانی آزادی امتزاج ہے معاشی اور اخلاقی آزادی کا۔ اثباتی علوم کی بنیاد وجدان پر ہے۔ کائنات میں لزومت۔ انسانی آزادی، غیبت، مقصد اور شعور کی وحدت کا احساس عقل کی بنا پر نہیں ہوتا بلکہ وجداں کی بنا پر۔ اس لحاظ سے یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ تمام علم کی بنیاد وجداں پر ہے۔ آزادی سے قدر کا تصور پیدا ہوتا ہے خدا سے مراد حقائق کے بارے میں انسان کا ردعمل ہے۔ آزادی کی جدوجہد میں اقدار پیدا ہوتے اور پھلتے پھولتے ہیں۔ لہٰذا اقدار کو انسانی تجربوں کے اضافی سمجھنا چاہیے اضافیت سے ایماں کا خاتمہ نہیں ہوتا کیونکہ ایماں ہی علم اور کردار کا منبع ہے۔ اس کی کئی کتابیں ہیں لیکن اپنی زبان میں۔

Kosa **کوش (سنکرت)**

غلاف یا پردہ۔ روح کے گرد شعور کا غلاف جس کی وجہ سے اصل حقیقت اوجھل رہتی ہے۔ ویدانت مت میں تین غلاف ہیں مسرت، عقل اور خوراک۔

Kavalevsky, Maxumm Maximovich

میکسم میکسیموچ کوالیوسکی (1916-1851)

روسی مفکر، ماسکو، پیٹربرگ اور چند ایک یورپ اور امریکہ کی یونیورسٹیوں میں قانون اور دیگر مضامین پڑھاتا رہا۔ اس نے ماسکو نفسیاتی سوسائٹی 1884ء میں قائم کی ماہر معاشریات کی حیثیت سے اس نے معاشرتی نمو کا نظریہ پیش کیا۔ اس نظریہ کی رو سے معاشرے کے ہر طبقہ میں یگانگت اور یک جہتی ہونی چاہیے۔ اس یک جہتی کے کئی اسباب ہو سکتے ہیں مثلاً معاشی، معاشرتی اور سیاسی اور کسی ایک کو اہمیت دے دینا صحیح نہیں۔ مورخ کو چاہیے کہ معاشرے کے علائق و روابط پر روشنی ڈالے۔ کوالیوسکی کو مارکسی پسند نہیں کرتے کیونکہ وہ انقلاب کی حمایت نہیں کرتا تھا۔ اور جمہوریت کو شہنشاہیت سے ملانا چاہتا تھا۔

Kozelsky, Yakw Pavlovich

یاکوپیولوچ کوزلکی (1794-1728)

روسی فلسفی۔ ریاضیات اور میکانیات پڑھاتا رہا ہے۔ مادہ پرست تھا اور تصوف کو غلط سمجھتا تھا۔ اس نے فلسفہ کو دینیات سے الگ کیا اور کہا کہ فلسفہ کا موضوع انسانی کردار اور علم کے متعلق عام تصورات فراہم کرنے ہیں۔ اور صداقت کو اسباب کے ذریعے پرکھنا ہے۔ کوزلیکی نے علم کو تین حصوں تواریخی، فلسفیانہ اور ریاضیاتی میں تقسیم کیا اور انسان کی حاصل کردہ مدافعتوں کو طبعی، اخلاقی اور منطقی میں۔ وحدوں (Monads) اور پیش ثابت ہم آہنگی (Pre-etablished Harmony) کو نہیں مانتا تھا۔ جاگیردارانہ نظام، کاہلی، طفیلی پن کو برا سمجھتا تھا اور محنت کو سراہتا تھا۔ اس کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

1-Philosophical Proposition فلسفیانہ قضایا
2-Discourse on Human انسانی علم پر مقالہ
3-Arithmatical Proposition حسابی قضایا
4-Mechanical Proposition میکانکی قضایا

Kratocracy **بل راج**

ایسے لوگوں کی حکومت جو طاقت کے بل بوتے پر اقتدار سنبھال لیتے ہیں۔ یہ اصطلاح مانٹیگ (Montague) کی ہے۔

Krause, Karl Christian Friedrick

کارل کرسچین فریڈرک کروس (1832-1781)

کانٹ کا ہم عصر۔ اس نے السیت اور ہمہ اوست میں رشتہ قائم کرنے کی کوشش کی۔ اس کا اپنا نظریہ ہمہ ازاوست (Panentheism) کے قریب ہے۔

Ksanika-Vada **آنیت**

بدھ مت کا نظریہ جس کی رو سے ہر شے آنی جانی ہے اور ہر لحظہ بدلتی ہے۔

کوئی Kuei

کنفوشس مت میں کوئی سے مراد روح انسانی ہے جو موت کے بعد قائم رہتی ہے۔ اس سے مراد زمینی روحیں بھی ہیں جو آسمانی روحوں کے ساتھ رہتی ہیں۔ روح کا منفی پہلو بھی ہے اور ین (Yin) بھی ہے جو کائنات کا انفعالی اصول ہے۔

Kulpe, Oswald
آس ولڈ کلپی (1915-1862)

نوکانتیت تصوریت کا مخالف اور حقیقت (Realism) کا حامی تھا۔ خارج کا وجود مانتا تھا لیکن عقلی اور تجربی دلائل کا سہارا نہیں لیتا تھا۔

اس نے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ انگریزی میں ایک کا ترجمہ موجود ہے۔ اس کتاب کا نام ہے تعارف فلسفہ (Introduction to Philosophy)

Kuo Hsiang کوسیانگ

دور وسطے کے چین کا عظیم مفکر۔ اس نے چوانگ زو (Chuang Tzu) پر تفسیر لکھی ہے۔ جو مستند سمجھی جاتی ہے۔

L

Labour محنت

محنت کو انسانی زندگی میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ محنت سے انسان خود بدلتا ہے اور نیچر کو بدلتا ہے۔ محنت تین عناصر پر مشتمل ہے (1) انسان کی بامقصد سرگرمی جو خود محنت ہے (2) محنت کا مقصود (3) پیداواری آلات جن کی بدولت وہ اشیا مل کر ماحول کو زیر اثر لاتا ہے اور ان کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھالتا ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو انساں اور حیواں کا فرق محنت ہے۔ حیواں اسے ماحول کو من وعن قبول کرلیتا ہے انساں اپنی محنت سے اس میں تبدیلیاں لاتا ہے شروع میں جب مارکیسوں کے مطابق ابتدائی قسم کی اشتراکیت تھی محنت اجتماعی تھی۔ پیداواری آلات مشترک تھے اور محنت کا استحصال نہیں کیا جاتا تھا کیونکہ محنت کے پھل میں ہر شخص برابر کا حصہ دار تھا۔ بعد میں آنے والے ادوار میں محنت کا استحصال ہوا۔ غلاموں کا غلامی کے دور میں، کسانوں کا جاگیرداری نظام میں اور مردوں کا سرمایہ درانہ نظام میں۔ مارکسیوں کے نزدیک صرف سوشلسٹ انقلاب ہی محنت کا استحصال ختم کرسکتا ہے۔

Labriola, Antonio
اینٹونیو لبرولا (1904-1843)

اٹلی کا مارکسی مفکر۔ اس کا کہنا ہے کہ تاریخی مادیت کے بعد مارکیست محض مفروضہ نہیں رہی بلکہ انسانی جدوجہد اور طبقاتی کشمکش کی حقیقت بن گئی ہے۔ کمیونسٹ پارٹی کے منشور کو معاشرتی علوم میں انقلاب کا درجہ دیتا تھا۔ افکار کا منبع تو مادی معاشی حالات کو سمجھتا تھا لیکن پھر بھی معاشی مادیت کا پوری طرح قائل نہیں تھا کیونکہ کہتا ہے کہ صرف آخری منزل میں ہی فن، مذہب اور دیگر علوم کو معاشی عوامل متعین کرتے ہیں۔ اس نے ننشے، ہارٹ میں، کراشے اور نوکانیت پر اعتراضات کئے۔

Lafargui, Paul پال لفارگو (1911-1842)

فرانسیسی سوشلسٹ، مارکس اور انگل کا شاگرد۔ اس نے فلسفہ، اخلاقیات، مذہب، ادب اور معاشیات میں بہت کام کیا ہے۔ فرانسیسی محنت کش پارٹی کا لیڈر تھا۔ اس نے تصوریت کی مخالفت اور کیمونزم کی حمایت میں بہت کچھ لکھا ہے۔ قوانین تاریخ کو خارجی مانتا تھا اور معاشیات اور معاشرے کے اقدار، ادب مذہب اور فلسفہ میں گہرا تعلق بتلاتا تھا۔ جو لوگ مارکسزم اور کانٹ کے فلسفہ میں یا تصوریت اور مادیت میں ہم آہنگی پیدا کرنا چاہتے تھے لفارگو انہیں گمراہ کہتا تھا۔ اپنی کتاب مسائل وقوف (Problems of Cognition) میں اس نے لاادریت (Agnosticism) کی مخالفت کی

ہے- اور اپنی کتابوں پیس ہم بہشت (Puis IX in Heaven) میں آدم اور حوا کا افسانہ (The myth of Adam and Eve) اور سرمایہ دارانہ نظام میں مذہب (La religion du capital) میں اس نے مذہب پر اعتراضات کئے اور مذہب کو سرمایہ داروں کا حلیف قرار دیا-

لامائیت
Lamaism

اہل بتت کا مذہب جس کا ماخذ بدھ مت کا مہایانہ (Mahayana) مکتب فکر ہے- لیکن اس میں کئی عناصر شامل ہیں- خود بتت کے اپنے فکر کو کافی دخل ہے- رسومات، منتر اور دیوتاؤں کی پرستش پر زور دیا جاتا ہے- عظما کو مہاتما بدھ کا اوتار سمجھ کر پوجا جاتا ہے- دلایا لاما (Dalia-Lama) کو جو تبت میں آج سے چند سال پہلے حکومت کرتا تھا اسی قسم کی اہمیت حاصل تھی- وہ مذہبی سربراہ بھی تھا اور حکمران بھی- لامامت کی اپنی مقدس کتابیں ہیں-

Lamarch, Jean Baptiste
جین بپٹسٹ لامارک (1829-1744)

فرانسیسی ماہر حیاتیات اس نے 1809ء میں ارتقاء حیوانات کا نظریہ پیش کیا- اس کا کہنا ہے کہ ماحول کی تبدیلیوں سے عضویہ میں تبدیلیاں آتی ہیں اور وراثت کے ذریعہ یہ تبدیلیاں منتقل ہو جاتی ہیں- اس نظریہ سے یہ ثابت ہو گیا کہ انواع مستقل نہیں- جاندار چیزیں بے جان چیزوں سے ایک قسم کے 'مائع' سے پیدا ہوتی ہیں- پہلے سادہ ہوتی ہیں بعد میں مرکب بن جاتی ہیں لامارک کہتا تھا کہ مادہ خود حرکت نہیں کر سکتا لہٰذا بے جان اور جاندار اشیا کے ارتقا کے لئے روحانی طاقت کی ضرورت ہے- اسی بنا پر لامارک کے مریدوں نے نفس کی ضرورت پر زور دیا- اور کہا کہ سلسلہ ارتقا میں نفس کی حیثیت بڑی اہم ہے-

La Mettrie, Juluin Offroy De
جولین اوفری ڈی لامیٹری (1751-1709)

فرانسیسی مادہ پرست فلسفی اس کا کہنا ہے کہ روح جسم سے پیدا ہوتا ہے- اور جیسے ٹانگوں کے چلنے کے عضلات ہیں ویسے ہی دماغ کے سوچنے کے عضلات ہیں- اس کی فکر کا منبع ڈیسکارٹ کی طبیعیات اور لاک کی حساسیت (Sensualism) تھی- وہ کہتا تھا کہ مادہ کے تین شکلوں نباتات، حیوانات اور انسانوں میں کیفی اختلافات موجود نہیں- یہ نظریہ ارتقاء کے بالکل قریب ہے- خود لامیٹری خدا کو نہیں مانتا تھا لیکن کہتا تھا کہ عوام کو مذہب سے نہیں ہٹانا چاہیے- اس زمانے کے پادری اور لادینی حکومت اس سے ناراض ہو گئی اور اسے طرح طرح کی اذیتیں دیں-

Language, Function of
تفاعل لسان

زبان تین قسم کے فریضے ادا کرتی ہے (1) متکلم کلام کرتا ہے-(2) سامع سنتا ہے اور مناسب ردعمل ظاہر کرتا ہے اور (3) کلام کا حوالہ کسی شے- حالت یا ارادے سے ہوتا ہے- پہلا فریضہ تو اظہاری (Expressive) ہوا دوسرا احضاری (Evocative) اور تیسرا اشارتی (Referential) الفاظ کی تقسیم بھی انہی خطوط پر ہو سکتی ہے بعض الفاظ اظہاری ہیں جیسے ندائیہ الفاظ ہیں- بعض احضاری جیسے حکم دینے والے الفاظ اور بعض اشاری جیسے سائنسی الفاظ ہیں-

Language, Philosophy of
فلسفہ لسان

زندہ یا مردہ زبانوں کے مطالعہ سے اگر کوئی نظریہ ابھرے تو وہ فلسفہ لسان کہلائے گا لسان سے مراد اشاروں اور علامتوں کا مربوط اور مدون نظام ہے جس سے ابلاغ کا مقصد پورا ہوتا ہے- فلسفہ لسان کی کئی شکلیں ہو سکتی ہیں-

1- زبان کی ابتدا کے متعلق سوچ بچار ہو سکتا ہے اور کوئی نظریہ قائم ہو سکتا ہے-

2- زبان کی ماہیت کے متعلق فلسفہ بن سکتا ہے مثلاً

لسان کی تعریف، اشارات کی ماہیت، ابلاغ کے امکانات اور ذرائع ایسے مسائل ہیں جو ڈیسکارٹ سے لے کر آج تک زیر بحث ہیں۔ آج کل فلسفہ لسان ایک خود مختار سوچا سمجھا فلسفہ ہے جس کے دعویدار انگلستان اور امریکہ میں پائے جاتے ہیں۔ وہ پانچ قسم کے مسائل سے بحث کرتے ہیں۔

1- طریقات کے مسائل۔ اشارات سے لسانی فلسفیوں نے ایک نیا علم قائم کیا ہے جسے علم علامات (Semiotics)، معنویات (Semantics) اور منطقی نحو (Logical Syntax) کہتے ہیں۔

2- لسانی تجزیہ۔ منطقی اثباتیت کی بنیاد اس تجزیہ پر ہے۔ منطقی اثباتیوں کا کہنا ہے کہ جملے صرف دو قسم کے ہوتے ہیں اثباتی اور ہیجانی

3- عام بیانیہ سکیم کی تشکیل۔ اس میں علامتوں، گرائمر، صورت، استعارہ، رواج (Convention) وغیرہ کی تعریف کی جاتی ہے۔

4- مکمل پابند ہیت زبان یا احصا کا قائم کرنا۔ ایسی زبان منطقی اثباتیوں نے وضع کی ہے اس سے مابعد ریاضیات (Meta-Mathematics) کا علم پیدا ہوا ہے۔

5- فلسفہ پر اس تجزیہ کا اثر۔ اس سے ثابت ہوا ہے کہ لازمی قضایا محض لفظی ہوتی ہیں اور مذہبی علامتیں محض استعارہ ہیں۔

Lao Tzu — لاؤزو

قدیم ترین سرکردہ تاؤ فلسفی جس نے تاؤ مت یا لاؤمت کی بنا ڈالی۔ چھ صدی قبل مسیح پیدا ہوا اور کنفیوکش کا ہم عصر گو عمر میں بڑا تھا۔ پرانے زمانے میں لاؤ زو کی تعلیمات اتنی ہی مشہور تھیں جتنی کنفیوکش کی۔

بعض لوگ لاؤزو کو فرضی سمجھتے ہیں۔ لیکن شی چی (Shih Chi) کے مطابق وہ حقیقی تاریخی ہستی ہے۔ لاؤزو کا لفظی مطلب پرانا استاد ہے جو یقیناً ایک قسم کا خطاب ہے۔ نام اصل میں لائی تان (Lai Tan) تھا۔ رہنے والا چاؤ (Chu) کا ہے جواب ہوناں کہلاتا ہے۔ ساری زندگی گمنامی میں گزار دی جب گھر سے بھاگ نکلا تو لوگوں کے کہنے پر اس نے اپنی تعلیمات دو حصوں تاؤ (Tao) اور تی (Te) میں قلمبند کیں۔ بعد میں دنیا کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ تاؤ (Tao) کے متعلق کہتا ہے کہ انسان تو زمیں کے مطابق ہے زمیں آسماں کے مطابق ہے آسماں تاؤ کے مطابق ہے اور تاؤ مظاہر فطرت کے مطابق ہے۔ س سے ثابت ہوتا ہے کہ لاؤ زو خدا میں یقین نہیں رکھتا تھا۔ کائنات کے متعلق کہتا ہے کہ دنیا کی ہر شے یو (Yu) یعنی ہست سے پیدا ہوئی اور ہست ڈبلیو (wu) یعنی نیست سے پیدا ہوئی۔ زندگی کا مقصد بے عملی یعنی کچھ نہ کرنا ہے اور بالاخر نیست ہونا ہے۔

Lassalle, Ferdinand — فرڈیننڈ لیسلے (1865-1864)

جرمن، بسمارک کا حامی۔ اس نے 1848ء کے انقلاب میں حصہ لیا۔ تصوریتی تھا اور ہیگل کے فلسفہ کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لیتا تھا۔ مال تھس (Malthus) کے خیالات تسلیم کرتا تھا اور اجرت کا اپنی قانون (Iron Law of Wages) جس کی رو سے محنت کشوں کو اپنی اجرتیں بڑھانے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ وہ مانتا تھا ریاست کے متعلق کہتا تھا کہ یہ ایسا نظام ہے جو طبقات سے بالا ہے اور اس کی الگ ہستی ہے۔

Latency — مخفیت

مابعدالطبیعیات میں مخفیت سے مراد بالفعلیت ہے۔ علمیات اور نفسیات میں اس سے مراد حافظہ ہے۔ دماغ میں یاداشت مخفی ہوتی ہے اور وقت آنے پر اجاگر ہو جاتی ہے۔

Latin-American Philosophy — لاطینی امریکی فلسفہ

اس کے تین ادوار ہیں۔ (1) مدرسیت (Scholasticism) یہ دور انیسویں صدی کے شروع

تک رہا۔ اس دور میں ڈنس سکاٹس (Duns Scotus) کا اثر بہت زیادہ تھا۔ (2) فطریت اور اثباتیت۔ یہ دور انیسویں صدی کے آخر تک رہا۔ اگسٹ کامٹے (August Comte) اور ہربرٹ سپنسر (Herbert spenser) کے خیالات میکسیکو' برازیل' چلی اور ارجنٹائن کے فکر پر چھائے ہوئے تھے۔ (3) تصورتیت یہ بیسویں صدی کا دور ہے۔ اس کا آغاز الیجنڈ کورن (1839-1903ء) سے ہوتا ہے جس نے لاطینی امریکہ کو جرمن تصوریت سے روشناس کرایا ارجنٹائن کے فرانسکو رومیرو (Romero Francisco) نے لائبنز' کانٹ اور ہیگل کے سپین کی زبان میں تراجم کرائے۔ میسیکو میں جوس و سکونکیلیں (Jose Vas-Concelos) اور پیڈرو گرنگوری (Pedro Gringoire) نے تصوریتی مابعدالطبیعیات' اخلاقیات اور جمالیات کو پیش کیا۔

Latitudinarianism وسیع المشربی

1- انگلستان میں سترھویں صدی کی وسط میں ایسا مکتب فکر پیدا ہوا جس کا مقصد فرقہ وارانہ اختلافات ختم کرنا اور مشترکہ اساس بنانا تھا۔ 2- وسیع الخیالی جو کثرت رائے میں وحدت کو ڈھونڈتی ہو۔ 3- مذہب سے بے پرواہی

Law قانون

کانٹ کے مطابق ہر فارمولا جو فعل کی لزومت بیان کرتا ہے قانون کہلاتا ہے۔ قوانین دو طرح کے ہوتے ہیں۔ 1- بعض قوانین تغیرپذیر ہوتے ہیں اور بعض تغیر پذیر نہیں ہوتے۔ 2- بعض قوانین ناقابل شکست ہوتے ہیں اور بعض قوانین کی شکست ہو سکتی ہے۔ اگر ان دو قسموں کو جوڑیں تو چار قسم کے کے قوانین ہاتھ آتے ہیں۔

1- وہ قوانین جو تغیرپذیر ہیں اور قابل شکست بھی ہیں۔ مثلاً ملکوں کے سیاسی قوانین' تعزیری قوانین' سوسائٹیوں اور جماعتوں کے قوانین' معاشرتی رسمیں اور قاعدے۔

2- وہ قوانین جو تغیرپذیر ہیں لیکن ناقابل شکست ہیں۔ مثلاً بعض قوانین قدرت۔

3- وہ قوانین جو تغیرپذیر نہیں لیکن قابل شکست ہیں۔ مثلاً منطق اور ریاضیات کے اصول۔

4- وہ قوانین جو نہ تو تغیرپذیر ہیں اور نہ ہی قابل شکست ہیں _ مثلاً عالمگیر قوانین قدرت جیسے قانون اضافیت یا قانون کشش ثقل ہے۔

واضح رہے کہ تحلیلی ہونے کی حیثیت سے ریاضیات اور منطق کے قوانین تو ہمہ گیر اور کلی ہیں لیکن اثباتی علوم کے قوانین' تجربی اور استقرائی ہونے کی حیثیت سے احتمالی ہیں۔

Law of Population آبادی کا قانون

اس قانون کی رو سے آبادی ہمیشہ پیداواری وسائل سے بڑھ جاتی ہے۔ مالتھس (Malthus) (1766-1834) کا کہنا ہے کہ اگر آبادی پر کوئی پابندی نہ ہو تو آبادی سلسلہ ہندسیہ میں بڑھتی ہے جبکہ پیداواری وسائل سلسلہ حسابیہ میں بڑھتے ہیں۔ اس لئے پیداواری وسائل کے مقابلے میں آبادی بہت بڑھ جائے گی۔

Laws, Statistical & Dynamic شماریاتی اور حرکی قوانین

علیتی قوانین کی دو صورتیں ہیں۔ حرکی قوانین کی بدولت موجودہ صورت سے مستقبل کے متعلق پیش گوئی ہو سکتی ہے یہ قوانین خوداختیاری نظام میں ملتے ہیں۔ ایسا نظام بیرونی اثرات سے پاک ہوتا ہے اور صرف داخلی عوامل سے چلتا ہے۔ شماریاتی قوانین سے بھی مستقبل کے بارے میں پیش گوئی ہو سکتی ہے لیکن یہ پیش گوئی یقینی نہیں ہوتی بلکہ احتمالی ہوتی ہے۔ شماریاتی قوانین غیراختیاری نظام میں ملتے ہیں۔ یہ نظام بیرونی عوامل سے متاثر ہوتا رہتا ہے۔ ایک لحاظ سے حرکی قوانین بھی شماریاتی قوانین ہیں کیونکہ کوئی نظام

بھی مکمل طور پر خود اختیاری نہیں ہو سکتا۔ کوئی نظام
بھی بند نہیں ہے اس لئے ہر قانون میں احتمالیت ہو گی۔
استثنا صرف منطق اور ریاضیات کی ہے۔

Laws of Thought قوانین فکر

ماہرین منطق کے نزدیک چند ایسے قوانین فکر ہیں جو
بالکل بدیہی ہیں اور جنہیں تعلیم کے حاصل کئے بغیر ایک
قدم بھی آگے نہیں بڑھایا جا سکتا۔ یہ قوانین تین ہیں
قانون عینیت، قانون تبائن اور قانون خارج الاوسط۔
یہ تینوں اصول بدیہی، اساسی، صوری، ضروری اور غیر
تجربی ہیں۔ بدیہی اس لحاظ سے کہ صاف اور بین ہیں۔
اساسی اس لحاظ سے کہ ہر قسم کا استدلال ان پر مبنی ہے
صوری اس لئے کہ مادہ فکر پر یہ کوئی روشنی نہیں
ڈالتے۔ ضروری اس لئے کہ اگر انہیں رد کر دیا جائے تو
فکر اور استدلال ناممکن ہو جائے گا اور غیر تجربی اس لئے
کہ انہیں تجربے اور مشاہدے سے حاصل نہیں کیا گیا۔
واضح رہے کہ یہ قوانین فکر ارسطوی منطق کے
قوانین ہیں۔ جدید منطق میں ان کی افادیت اور اہمیت
کم ہو گئی ہے۔

Lavrov, Pyotr Lavrovich
پیوٹر لیوروو چ لیورو (1900-1823)

روسی مفکر، معاشریات میں اس نے موضوعی مکتب
فکر قائم کیا۔ وہ کہتا تھا کہ سرمایہ دارانہ ممالک میں تو
سوشلزم آسکتا ہے لیکن روس میں نہیں آئے گا۔ ایک
طرف تو وہ روسی کسانوں کی حالت دیکھتا تھا اور دوسری
طرف روسی تحریک آزادی میں دانشوروں کے کردار
کو۔ دونوں سے وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ روس میں
سوشلزم کا نظام نہیں آ سکتا۔ معاشریات میں اس نے
ثقافت اور تہذیب میں فرق کیا۔ ثقافت معاشرے سے
پیدا ہوتی ہے اور لوگوں کی نفسیات اور ان کی روزمرہ
زندگی میں منعکس ہوتی ہے۔ ثقافت کی کسوٹی استدلال
نہیں بلکہ استدلال کی قبولیت (Receptivity) ہے۔
پس ثقافت تو ایک قسم کا ماحول ہے جو تاریخ نے غور و
فکر کے لئے عطا کیا ہو۔ تہذیب ایک شعوری فعل ہے۔
اس کا منشا ثقافتی صورتوں میں تبدیلی لانا ہے۔ اس کے
ضروری ارکان اصحاب دانش و فکر ہیں۔ تنقیدی غور و
فکر سے معاشرے کی ترقی کا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔
معاشرتی ارتقا سے مراد افراد کے شعور کی ترقی ہے اور
افراد کے مابین یک جہتی کا احساس۔
فلسفہ میں اس کا موقف اصطفائیت تھا۔ وہ مادیت
اور تصوریت کو یکجا کرنا چاہتا تھا۔ اثباتیت اور لاادریت
سے متاثر ہو کر اس کا رجحان موضوعی تصوریت کی
جانب تھا۔
اس کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

تاریخی خطوط
1- Historical Letters

علوم کی جماعت بندی کا مقصد اور اہمیت
2-The Purpose and Importance of the Classification of Science

اثباتیت کے مسائل اور ان کا حل
3- Tasks of positivism and their Solution

تاریخ فکر میں اہم لمحات
4- Essential moments in the History of Thought

Leading Principle راسی اصول

کسی صحیح استدلال کی صحت کے متعلق عام بیان اس
کا راسی اصول بن جائے گا۔ مثلاً مدت، شرح یا سود کا
فارمولا 'مدت، شرح اور سود کے لئے راسی اصول ہے۔

Leap چھلانگ

مارکسی فلسفہ میں مظاہر یا شے میں فوری اصلی
تبدیلی۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب مقداری تبدیلیاں
اتنی زیادہ اور طاقتور ہو جاتی ہیں کہ کیفی تبدیلی کو جنم
دے دیتی ہیں۔ یہ نئی تبدیلی، کیفی اعتبار سے بالکل منفرد
ہوتی ہے۔
منطق استقرائی میں بھی معروف سے غیر معروف یا

جزئیات سے کلیات کی طرف جاتے ہوئے چھلانگ کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس منطق میں چند ایک شواہد کو لے کر جو حال یا ماضی سے تعلق رکھتے ہیں ایسی تعلیمات وضع کی جاتی ہیں جو ماضی، حال اور مستقبل کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہوں اور جن کا اطلاق چند شواہد کے علاوہ ان تمام شواہد پر ہو جو اس کی مثال ہوں لیکن جو مشاہدے میں نہیں آسکے۔ ظاہر ہے کہ اس عمل میں چھلانگ لگانی ہوگی۔

Legalism, Ethical اخلاقی قانونیت

اس سے مراد اخلاقی قوانین پر سختی سے کاربند ہونا ہے یعنی قانون کا احترام اور تابعداری اس لئے فرض نہیں کہ اس سے کسی منفعت کی امید ہے بلکہ اس لئے کہ قانون ہے اور اس کی پیروی لازم ہے۔ قانون کی روح (Spirit) کو بھی نہیں دیکھنا چاہئے صرف اس کے الفاظ کو دیکھنا ہے اور جو الفاظ چاہتے ہوں وہ بغیر حیل و حجت پورا کرنا ہوگا۔ یہ نظریہ قانون برائے قانون کا ہے۔

Legal Marxism قانونی مارکسیت

مارکسیت کی تشریح بوژوا ادب میں۔ یہ تحریک 1890ء میں پیدا ہوئی۔ اس وقت روس میں مارکسیت مقبول ہو رہی تھی۔ چند ایک بوژوا دانشور، محنت کشوں کی تحریک کے حامی اور حلیف بن گئے۔ انہوں نے حکومت کے اشارے پر قانونی رسالوں میں مارکسیت کے حق میں مضامین لکھنے شروع کر دیئے ان لوگوں کو قانونی مارکسی کہا گیا۔ یہ لوگ دراصل بوژوا تھے ان کے نمائندے توگن بارانوسکی (Tugan-Baranorsky) اور بردی یودی (Berdyayer) تھے سرمایہ دارانہ نظام کے گن گاتے تھے اور اس سے فائدہ حاصل کرنے کی تلقین کرتے تھے۔ انہوں نے مارکسیوں کے خیال میں کبھی اس بات کو تسلیم نہیں کیا کہ پرولتاری انقلاب ہونا چاہئے اور بالاخر پرولتاری آمریت قائم کرنی چاہیے۔

Leibniz, Gottfried Wilhelm گوٹ فرائیڈ ولہلم لائبنیز (1716-1646)

جرمن فلسفی، بارہ برس کی عمر میں لاطینی پڑھ لیتا تھا۔ پندرہ برس کی عمر میں یونیورسٹی میں قانون کے شعبہ میں داخلہ لیا۔ اور 1666ء میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ بعد میں ملازمت اختیار کی لیکن جلد ہی سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ فرانسیسی خطرے کے پیش نظر وہ چاہتا تھا کہ رائن لینڈ کی ریاستیں متحد ہو جائیں اور بالاخر مسیحی حکومتوں کی لیگ بن جائے وہ کہتا تھا کہ بجائے اس کے مسیحی حکومتیں ایک دوسرے سے لڑیں انہیں متحد ہو کر مسلمانوں کا مقابلہ کرنا چاہیے اور مصر پر دھاوا بول دینا چاہیے (نپولین نے اس اشارے کو عملی جامہ پہنایا) سیاست دان ہونے کے علاوہ لائبنز ماہر ریاضیات، مورخ، دینی عالم اور ماہر حکمت عملی بھی تھا۔ اس نے تفرقی (Differential) اور تکملی (Integral) احصا کی بنا ڈالی اور جمع کرنے والی مشین ایجاد کی۔ لندن گیا اور وہاں نیوٹن اور بائل سے ملا۔ ہیگ میں سپائنوزا سے ملاقات کی اور بہت متاثر ہوا۔ وہ مصالحت کا فلسفی تھا۔ اور اپنی عمر "افلاطون اور دیمقراطیس، ارسطو اور ڈیسکارٹ، مدریت اور جدیدیت اور عقل اور دینیات اور اخلاق" کو ہم آہنگ بنانے میں صرف کر دی۔

لائبنز کے فلسفہ کے دو اہم ستون ہیں ایک واحدے (Monads) اور دوسرا پیش ثابت ہم آہنگی (Pre- established Harmony) اس کے واحدے مراکز شعور ہیں اور پیشن ثابت ہم آہنگی کے باعث ایک دوسرے سے مل جل کر کام کرتے ہیں۔ یوں تو نفسی سلسلہ اور حسبی سلسلہ ایک دوسرے سے الگ ہیں اور ان کے اوصاف بھی بنیادی طور پر مختلف ہیں لیکن پیش ثابت آہنگی سے ایک ساتھ کام کرتے ہیں۔ لائبنز کہتا تھا کہ یہ کائنات، خرابیوں کے باوجود عمدہ ترین ہے اور اس سے بہتر نہیں ہو سکتی تھی۔

لائبنز نے ریاضیاتی منطق کی بنا ڈالی وہ ایسی عالمگیر

زبان بنانا چاہتا تھا جس میں تصورات کے لئے غیر مبہم اور واضح علامتیں ہوں۔ اس زبان میں بنیادی تصورات چند ایک ہوں اور باقی تصورات ان کے امتزاج سے ہیں۔

فلسفہ قانون Legal Philosophy

اس فلسفہ کا موضوع بحث قانون اور عدل کے فلسفیانہ اصول ہیں۔ یونانی فلسفہ میں رواقی پہلے مفکر تھے جنہوں نے قانون کا مسئلہ اٹھایا۔ انہوں نے اپنے زمانے کے رسم و رواج اور قوانین پر اعتراضات کئے اور کہہ دیا کہ اثباتی یا فطرتی قوانین کے مقابلے میں تمام انساں ساختہ قوانین بناوٹی ہیں۔ ارسطو اور رواقیوں نے فطری قوانین کی تشریح میں کہا کہ ان قوانین کی بنیاد کائنات کے ابدی اصول پر ہے جو عالمگیر عقل سے نکلتا ہے۔ فطری قوانین انسان کی فطرت میں موجود ہیں اور عقل سلیم کے مطابق ہیں انسان کے بنائے ہوئے قانون اس سے مختلف ہیں کیونکہ یہ غلط بھی ہو سکتے ہیں اور غیر منصفانہ بھی۔ یہ ہی خیالات سینٹ اگسٹائن (St. Augustine) اور تھامس اکویناس (Thamas Aquinas) بدولت دور وسطیٰ میں آگئے۔ اکویناس کہتا تھا کہ کائنات کا ابدی اصول جو عقل سے متنحرج ہے خدا کے ذہن میں موجود ہے اور کائنات پر حکمرانی کر رہا ہے۔ سترھویں صدی میں فلسفہ قانون کو ہابس، سپائنوزا، لاک وغیرہ کے فلسفہ نے متاثر کیا۔ یہ لوگ فطری قوانین کی مطلقیت تسلیم کرتے تھے اور سلطانی جمہور کے بھی قائل تھے۔ اسی لئے عمرانی معاہدہ کا تصور پیدا ہوا جس کی رو سے ہر فرد نے اپنی مرضی سے خود حکومت کرنے کا اختیار ریاست کو دے دیا تاکہ آپس میں دنگا فساد نہ ہو۔ اس نظریہ سے قانون کی حیثیت ایک انضباطی اصول کی رہ جاتی ہے اور قانون کا منشا یہ رہ جاتا ہے کہ ریاست کی پالیسی کو عوام کے رضا کے مطابق بنائے اور دونوں میں ہم آہنگی پیدا کرے فطری قانون کے تصور سے قدرتی حقوق کا خیال پیدا ہوا اور اس سے ہر ملک کے دستور پر خوشگوار اثر پڑا۔ فطری قانون کے حامیوں نے ہر شے کے پیچھے فطری اصول ڈھونڈنے کی کوشش کی جس سے تعصب کی بو آنے لگی۔ لہٰذا اس کے مقابلہ میں ہوگو (Hugo) کا تاریخی نظریہ آیا جس کے مطابق رسم و رواج اور قوانین کا سرچشمہ انسان میں اور یہ قوانین زمانہ کے ساتھ ترقی کرتے جاتے ہیں اور بدل بھی جاتے ہیں۔ کانٹ نے فطری قانون کو اپنے فلسفہ میں نیا رنگ دیا اور کہا کہ فطری قانون تو عقل کا قانون ہے۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ ہر قانون میں بدیہی اور غیر تجربی (Apriori) عنصر ہوتا ہے۔ وہ عنصر یہ ہے کہ اصول آزادی کے تحت ہر انسان کی رضا تمام دوسرے انسانوں کی رضا کے مطابق ہونی چاہیے۔ ہیگل کا بھی قریب قریب یہی موقف تھا۔ مل (Mill) چونکہ تجربیت کا حامی تھا اس نے غیر تجربیت کا نظریہ مسترد کر دیا اور کہا کہ قانون کا نظریہ اثباتی ہونا چاہئے نہ کہ انضباطی یا معیاری۔ دور جدید میں اصول ارتقا کے زیر اثر اثباتی نظریہ قبول کیا جاتا ہے لیکن جدید فلسفہ کے کئی مکتب ہیں اور مکتب کا اپنا فلسفہ قانون ہے۔

تمہیدیہ Lemma

ریاضیات میں اس سے مراد ایسا قاعدہ یا اصول ہے جو دوسرے قاعدے یا اصول کو ثابت کرنے میں مدد دے۔ منطق میں اس کی صورت شرطیہ نتیجہ کی ہے۔ جیسے قیاس میں ہے یعنی مقدمات سے نتیجہ جن کے درمیان اگر تو کا رشتہ ہے۔ قیاس میں نتیجہ ایک ہوتا ہے لیکن نتائج کی تعداد بڑھ سکتی ہے جیسے ذوالجتین (Dilemma) میں ہے یہاں نتائج دو ہیں لیکن تین بھی ہو سکے تب اسے سہ تمہیدیہ (Trilemma) کہیں گے اور اگر زیادہ ہوں تو کثیر تمہیدیہ (Mutlilemma) کہیں گے۔

Lenin, Vladimir Ilvich

ولیڈیمر ال ورچ لینن (1870-1924)

مارکس اور انگل کے فلسفہ اور مشن کو آگے چلانے والا۔ بین الاقوامی پرولتاری تحریک کا صدر، سویت

یونین کی کمیونسٹ پارٹی کا بانی، سمبریک (Simbirch) میں پیدا ہوا 1887ء میں سکول سے فارغ ہو کر کازان (Kazan) یونیورسٹی کے شعبہ قانون میں داخلہ لے لیا۔ لیکن طلبا کی تحریک میں حصہ لینے کی وجہ سے گرفتار ہو گیا شہر بدر ہوا اور ایک گاؤں میں نظر بند کر دیا گیا۔ 1891ء میں سینٹ پیٹربرگ (St.Petersburg) کی یونیورسٹی سے پرائیویٹ طور پر امتحان پاس کیا ان دنوں اس نے مارکسیت کا خوب مطالعہ کیا اور خود بھی مارکسی بن گیا اور سمارا (Samara) میں پہلی مارکسی پارٹی قائم کی۔ سینٹ پیٹربرگ میں بھی مارکسی پارٹی کا لیڈر بن گیا اور مارکس کی تعلیمات کو عام کیا۔ 1894ء میں اس نے کتاب عوام کے دوست کون ہیں اور وہ کس طرح معاشرتی جمہوریوں کا مقابلہ کر رہے ہیں

What the Friends of the People are how they fight the Social-Democrats.

لکھی اور اس میں مارکسیت کے متعلق غلط نظریوں کا ازالہ کیا۔ 1895ء میں اس نے سینٹ پیٹربرگ کی مختلف مارکسی تنظیموں کو اکٹھا کیا۔ لیکن جلد ہی گرفتار ہو گیا اور اسے سائبیریا میں جلد وطن کر دیا گیا وہاں اس نے مارکسی اخبار شعلہ (The Spark) نکالا جس سے مارکسی خیالات خوب پھیلے۔ 1903 میں بالشویک پارٹی معرض وجود میں آئی اور لینن کی قیادت میں اس نے عوام اور کسانوں کی رہنمائی کی اور انہیں زار کا تختہ الٹنے پر اکسایا۔ اس سلسلہ میں پہلا انقلاب 1905ء کا ہے دوسرا 1917ء کا اور تیسرا 1917 اکتوبر کا۔

معاشی اور سیاسی تحریرات میں لینن نے مارکس اور انگل کے خیالات کو فروغ دیا اور انہیں اپنے دور کے سرمایہ دارانہ نظام پر منطبق کیا یہ نظام مارکس کے بعد سامراج کے روپ میں ظاہر ہوا تھا۔ اپنی کتاب ریاست اور انقلاب (State Revolution) میں اس نے مارکس کے نظریہ ریاست کی تائید کی اس کتاب میں اس نے پرولتاری آمریت کا تصور پیش کیا۔ مارکس کے ہاں یہ تصور بڑی دھاندلی شکل میں ہے۔ اس نے سوشلزم اور کمیونزم میں تخصیص کی۔ یہ تخصیص بھی مارکس کے ہاں واضح طور پر نہیں ملتی۔ جب بالشویک پارٹی برسراقتدار آئی تو لینن اس حکومت کا سربراہ بنا اور مرتے دم تک رہا۔

لینن کے تصانیف کو یکجا کیا گیا ہے اس میں تیس جلدیں ہیں۔ متفرق تحریرات کی بھی تیس جلدیں بنتی ہیں۔ اس نے فلسفہ پر بھی کتاب فلسفیانہ نوٹ بک (Philosophical Note Book) لکھی ہے جس میں منشور اور سرکردہ فلسفیوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس میں خاص طور پر ہیگل پر تنقید ہے۔ ایک اور فلسفیانہ کتاب مادیت اور تجربی تنقید (Matrialised & Emperio Critiaism) ہے جس میں جھوٹے مارکسیوں پر اعتراضات کئے گئے اور ایک تحریری مباحثہ تحقیق فلسفہ مارکسیت (Studies in the Philosophy of Marxism) کی غلطیوں کو اجاگر کیا گیا۔

Lesevich, Vladimir Viktorovich

ولیدیمیر وکٹوروچ لیسی وچ (1837-1905)

روسی اثباتی فلسفی، کامٹے کا موید، جرمن کے نو تنقیدی اثباتی مکتب فکر سے تعلق رکھتا تھا۔ اس مکتب فکر نے کامٹے کے فلسفہ کو علمیات سے تقویت پہنچائی۔ لیسی وچ کہتا تھا کہ فلسفہ سے کائناتی نظریہ نہیں ملتا فلسفہ کا کام تو سائنسوں کے تصورات کو یکجا کرنا ہے۔ اس کی اہم تصانیف حسب ذیل ہیں۔

فلسفہ کے اساسی اصولوں کی تنقید

1-Critical Investigation of the Basic Principles of Philosophy.

سائنسی فلسفہ پر خطوط

2- Letters on Scientific Philosophy.

سائنسی فلسفہ کی نوعیت

3-What is Scientific Philosopy

Lessing, Gotthold Ephraim
گوٹ ہیولڈ اِپراہیم لیسنگ (1720-81)

جرمن روشن ضمیر (Enlightener) فلسفی، نقاد اور ڈرامہ نویس، جاگیرداری کا مخالف تھا اور جرمن قوم اور جرمن ثقافت کی آزاد اور جمہوری نمو کا خواہاں تھا۔ اس نے اپنی کتب میں ایسے معاشرے کا خاکہ پیش کیا ہے جہاں استبداد اور استحصال بالکل نہ ہو اور مذہب کی بجائے تنویر (Enlightenment) کا دور دورہ ہو۔ اپنی کتاب Nathan, the Wise میں مذہبی رواداری کی تلقین کرتا ہے آزادی فکر کا خواہاں ہے اور تمام اقوام کی مساوات کا درس دیتا ہے فن میں اس کا نظریہ حقیقت پسندانہ ہے۔ اس نے فنون لطیفہ کو صرف حسن تک محدود کر دیا ہے اور تاریخی حالات کو کوئی اہمیت نہیں دی وہ کہتا تھا کہ فنون کے ذریعہ اور خاص طور پر تھیٹر کی مدد سے اخلاق کا سبق دیا جا سکتا ہے اور یہی موثر طریقہ ہے۔

Leucippus — لوسی پس (440-500 ق م)

ایمپیڈا کلیس (Empodocles) انکزا گورس (Anaxagoras) اور دیمقراطیس (Democritus) کا عصر۔ دیمقراطیس کے ساتھ اس نے جوہریت (Atomistics) کی بنا ڈالی اور کہا کہ کیفی تبدیلیاں، مقداری تبدیلیوں میں بدل سکتی ہیں۔ اس طرح پارمینڈیر (Parmenider) کا وجود (Being) ہزاروں لاکھوں جوہروں (Atoms) میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ لوسی پس نے سائنس کو تین نئے تصورات دیئے (1) خلد (2) جواہر خلد میں گھومتے ہیں اور (3) میکانکی جبریت۔ چند ایک ایسے کتبے ملے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ لوسی پس نے قانون علیت اور اصول وجہ کافی (Law of Sufficient Reason) دریافت کیا۔ وہ کہتا ہے کوئی چیز بغیر سبب کے پیدا نہیں ہوتی ہر چیز کی کوئی وجہ اور لزومت ہے۔

Levy- Bruhl, Lucien
لوسیس لیوی برول (1857-1939)

سوربان یونیورسٹی میں فلسفہ کا پروفیسر تھا اور فلسفہ میں معاشرتی اور انسانیاتی موقف رکھتا تھا۔ قدیم انسان کا مطالعہ کرنے کے بعد لیوی برول اس نتیجہ پر پہنچا کہ مختلف معاشرتی گروہوں کا انداز فکر اپنا ہوتا ہے قدیم انسانوں کا طرز فکر، موجودہ طرز فکر سے دو طرح سے مختلف ہے۔ قدیم انسان، قانون تضاد کی پروا نہیں کرتا اور فطرت اور مافوق الفطرت میں تمیز نہیں کرتا۔ اس کے علاوہ قدیم انسان اول علت کو آخری معلول سے ملا دیتا ہے اور درمیانی کڑیاں نظر انداز کر دیتا ہے یا ان کڑیوں کا اسے علم نہیں ہوتا۔ قدیم مذہب کا مطالعہ بھی لیوی برول کو اسی نتیجہ پر پہنچاتا ہے قدیم لوگوں کا انداز فکر قبل منطقی (Pre-logical) اور متصوفانہ (Mystical) قسم کا ہوتا ہے۔ اس کی کتابیں حسب ذیل ہیں:

قدیم ذہن
1- Primitive mind

فرانس میں جدید فلسفہ کی تاریخ
2-History of Modren philosophy in France

آگسٹ کامٹے کا فلسفہ
3-The Philosophy of August Comte

Li — لی (چینی)

1- چینی فلسفہ کا بنیادی تصور، اس سے مراد اصول قانون اور نظام کائنات ہے۔
2- اصول منفعت بمقابلہ اصول راست بازی۔
3- افادیت جس کا نتیجہ مسرت ہو۔ بڑی سے بڑی مسرت زیادہ سے زیادہ انسانوں کے لئے۔

Libertarianism — اختیاریت

آزاد ارادہ کا نظریہ، جس کی رو سے انسان اپنے افعال پر اختیار و ارادہ رکھتا ہے۔ یہ نظریہ اخلاقیات اور مذہب میں بڑی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اگر انسان آزاد نہ ہو تو اسے ذمہ دار نہیں گردانا جا سکتا اور سزا

اور جزا اور دوزخ اور بہشت کا تصور فضول نظر آتا ہے۔

Liberty اختیار

مدرسیت (Scholasticism) میں دو قسم کے اختیار کا ذکر آتا ہے۔ ایک متناقض پہلوؤں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے میں یعنی نیکی کرنا یا نہ کرنا۔ ملازمت کرنا یا نہ کرنا اور دوسرا متضاد پہلوؤں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا یعنی نیکی کرنا یا بدی کرنا۔ ملازمت کرنا یا نکما بیٹھے رہنا۔ پہلے اختیار کو انگریزی میں Liberty of Exercise کہتے ہیں اور دوسرے کو Liberty of Specification.

Liberum Arbitruim اختیار فیصلہ

ما قبل حالات کے بغیر یا ان سے قطع نظر کر کے فیصلہ کرنا۔ انسان میں ملکہ موجود ہے کہ فیصلہ کر سکے اور ما قبل حالات کی پرواہ نہ کرے۔

Life زندگی

مارکسی نقطۂ نگاہ سے زندگی مادہ کی حرکت کا نام ہے اور طبعی اور کیمیاوی اشکال میں سے عمدہ ترین شکل ہے اس کا انحصار اجسام پروٹین اور تحول (Metabolism) پر ہے۔ تحول سے عضویہ کا رابطہ ماحول سے قائم رہتا ہے۔ ہر عضویہ الگ وجود رکھتا ہے۔ پیدا ہوتا، بڑھتا اور فنا ہو جاتا ہے افزائش نسل کی صلاحیت رکھتا ہے اور اپنے طبعی اور معاشرتی ماحول سے توافق پیدا کر کے زندگی کو مرکب، کامیاب اور نفع اندوز بناتا ہے۔ تحول سے پرانے خلیئے تباہ ہو جاتے ہیں اور نئے پیدا ہوتے ہیں۔ زندگی کے متعلق دو فلسفیانہ نظریئے ایک حیویت (Vitalism) کا اور دوسرا میکانیت (Mechanism) کا۔ پہلے نظریئے کی رو سے ہر عضویہ میں غیر مادی طاقت موجود ہے جو بے جان مادے کو ضبط میں لاتی ہے اسے روح یا اسپرٹ کہا جاتا ہے۔ دوسرے نظریئے کی رو سے عضویہ طبعی۔ کیمیاوی عوامل کا پیچیدہ نظام ہے اور بس۔ جدلیاتی مادیت کا نظریہ حیات ان دونوں سے مختلف ہے اس کی رو سے عضویہ میں طبعی کیمیاوی عوامل ثانوی کردار ادا کرتے ہیں کیونکہ ہر عضویہ کے خصوصی اوصاف ہیں۔ جن سے کئی فلسفیانہ مسائل اٹھتے ہیں۔ ان خصوصی اوصاف کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

Limits of Sensation حدود حس

حس کا اگر سلسلہ (Continue) تیار کیا جائے تو اس کے دو حدود نکلیں گے ایک زیریں اور دوسرا بالا ترین یا سب سے نچلی حد تو وہ ہو گی جہاں تحسس پیدا ہوتی ہے۔ یعنی اس مقام سے پہلے تحسس کا وجود نہ تھا اور بالا ترین یا سب سے اونچی حد وہ ہو گی جہاں تحسس عروج کو پہنچ جاتی ہے اور اس میں مزید اضافہ ممکن نہیں ہوتا۔

Line of Beauty خط جمال

لہراتا ہوا خط جو حسن و جمال کا سبب اور معیار خیال کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس خط کی بدولت تصاویر اور مجسمے حسین بنتے ہیں۔ ہوگرتھ (Hogarth) کے مطابق اس خط میں تناسب، تنوع، یکسانیت، سادگی، نزاکت اور کمیت ہوتی ہے۔

Lipps, Theoder
تھیوڈور لپس (1914-1851)

جرمن فلسفی اور ماہر نفسیات، بصری التباسات سے دروں احساسی (empathy) کا نظریہ قائم کیا۔ لپس کا کہنا ہے کہ ہر جمالیاتی شے ایک ذی حیات شے ہے۔ اور جب درون احساسی سے اس میں داخل ہوتے ہیں تو تاثر یا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ جذبہ محض تحسی نہیں کیونکہ اس کا خارج میں وجود ہوتا ہے اور چونکہ دروں احساسی سے خارج کا علم ہوتا ہے لہٰذا اس میں استنتاج اور وجدان دونوں شامل ہوں گے۔

Lobachevsky, Nikolai Ivanovich
نکولائی اونووچ لوباچی وسکی (1856-1792)

روسی ریاضی دان جس نے نئی جیومٹری کی بنا ڈالی۔

اس نے اقلیدس کے پانچویں مفروضے کو جس نے جیومیٹری میں ایک مسئلہ کھڑا کر رکھا تھا خود مختار ثابت کیا۔ اقلیدس کا خیال تھا کہ ایک نقطہ سے صرف ایک ہی متوازی خط کسی فرض کئے ہوئے خط کے مقابل میں کھینچا جا سکتا ہے لوباچی وسکی نے کہا کہ ایک کی بجائے دو متوازی خط کھینچے جا سکتے ہیں۔ لوباچی وسکی نے یہ بھی ثابت کیا کہ مثلث کے زاویئے دو قائموں سے کم ہوتے ہیں۔ اس تحقیق سے کانٹ کا نظریہ بدیہات غلط ثابت ہو گیا لوباچی وسکی کہتا ہے کہ کوئی تصور بدیہی یا غیر تجربی نہیں۔

اس کی بنیادی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

اصول جیومیٹری 1-Principle of Geometry

جیومٹری کے نئے اصول اور متوازی خطوط کا مکمل نظریہ 2-New Principles of Geometry with a complete Theory of Parallels

Localization of Brain Functions

وظائف دماغ کی تحصیر

دماغ کے مختلف حصے مختلف فریضے ادا کرتے ہیں۔ اس کا پتہ چار طریقوں سے چلتا ہے (1) استیصال (Extirpation) جانور کے دماغ کا کوئی حصہ ضائع کر دیا جاتا ہے اور اس سے جن وظائف کو نقصان پہنچتا ہے اس سے علم ہو جاتا ہے کہ اس حصے کے کونسے وظائف تھے۔ (2) امراضیاتی طریقہ (Pathological Method) مریض کے بگڑے ہوئے وظائف کو دیکھا جاتا ہے اور پوسٹ مارٹم سے پتہ لگایا جاتا ہے کہ دماغ کا کونسا حصہ ماؤف ہے (3) تہیج (Stimulation) قشر کے ننگے حصہ کو بجلی کی رو سے متاثر کیا جاتا ہے اور اس سے جو حرکات پیدا ہوتی ہیں۔ ان سے اس حصے کے وظائف کا علم ہوتا ہے۔ (4) ریشوں کا کھوج لگانا (Fibre-Tracing) جو ریشے دماغ سے نکل کر نچلے مراکز تک جاتے ہیں ان کا کھوج لگایا جاتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دماغ کا کون سا حصہ آنکھ، کان، پٹھوں وغیرہ سے وابستہ ہے۔

ان طریقوں سے دماغ کا نقشہ تیار کیا گیا ہے اور ہر حصے کے الگ الگ وظائف بتلائے گئے ہیں۔

جان لاک (1704-1632) Locke, John

آکسفورڈ کا تعلیم یافتہ تھا۔ مذہبی اعتبار سے پروٹسٹنٹ اور سیاسی اعتبار سے لبرل تھا۔ جیمز دوم کے عہد میں ملک سے بھاگ گیا کیونکہ جیمز رومن کیتھولک تھا اور مطلق العنان حکمران تھا۔ جب جیمز کو تخت سے اتار دیا گیا تب لاک واپس لوٹا نو آبادیات کا سیکرٹری مقرر ہوا اس نے کیرولینا (Carolina) کی ریاست کا دستور بنایا۔ بہت پڑھا لکھا آدمی تھا۔ دانشوروں کو پسند کرتا تھا اور بڑی خط و کتابت کرتا تھا۔ 1691ء میں ایسکس (Essex) آ گیا جہاں ارل آف شیفٹبری (Earl of Shaftesbury) نے اس کی پینشن مقرر کر دی اور یہیں مرتے دم تک رہا۔

لاک کا عقیدہ تھا کہ ذہن ایک خالی تختی کی مانند ہے۔ اس میں پیدائش پر کچھ لکھا ہوا نہیں ہوتا۔ حواس سے علم آتا ہے اور حواس کی بجائے علم کا کوئی اور ذریعہ نہیں۔ دماغ کی تختی پر حواس ہی لکھتے ہیں لہٰذا بدیہی اور غیر تجربی تصورات کا وجود محال ہے۔ علم محض حسی تجربات میں نظم اور ربط پیدا کرنے کا نام ہے۔ یہ موقف اس نے اپنی کتاب انسانی فہم کے بارے میں انشائیہ (Essay concerning Human understanding) میں اختیار کیا ہے۔ یہ کتاب عجیب حالات میں لکھی گئی۔ اس نے لکھا ہے کہ 1670ء کے سرما میں کچھ دوست اس کے کمرے میں اخلاق اور مذہب پر بحث کر رہے تھے۔ انہیں جلد ہی احساس ہوا کہ وہ مشکلات میں پھنس گئے ہیں۔ لاک نے کہا کہ ان مشکلات سے بچنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ ہے کہ انسانی فہم کے حدود متعین کئے جائیں چنانچہ لاک نے یہ مسئلہ خود اپنے ذمہ لیا اور پورے بیس سال غور و فکر میں صرف کر دیئے اور پھر متذکرہ بالا کتاب لکھی جس سے علمی دنیا میں تہلکہ مچ گیا۔

لاک کائناتی نظریوں کا قائل نہ تھا وہ روایات، غیر ناقدانہ تصورات اور پسند کا مخالف تھا۔ عقلیت کا بھی دشمن تھا اور کہتا تھا کہ ہر علم حسیات سے حاصل ہوتا ہے اس نظریہ سے مذہب اور عرفاں پر کاری ضرب لگی۔ بادشاہت اور آمریت کا تصور مفلوج ہو گیا۔ اور قدیم اخلاق کی بنیادیں متزلزل ہو گئیں لاک نے صفات اولیہ (Primary Qualities) اور ثانوی کیفیات (Secondary Qualities) میں فرق کیا۔ اول الذکر مثلاً شکل، جسامت اور ٹھوس پن تو مادہ کی ذاتی صفات ہیں۔ لیکن رنگ، بو وغیرہ ثانوی صفات ہیں۔ ان کا انحصار حواس پر ہے۔ اول الذکر کا نہیں لاک کہتا تھا کہ علم تبھی صحیح ہو گا جب وہ خارجی حقیقت کی مکمل عکاسی کرے اسے کہتے ہیں نظریہ خیالات تمثیلی (Theory of Representative Perception) اس کی رو سے عقلی علم تو صحیح ہے کیونکہ عقلی علم سے تصورات کی مطابقت کا پتہ چلتا ہے لیکن تجربی علم احتمالی ہے یعنی اس میں شک و شبہ کی گنجائش رہتی ہے کیونکہ اس میں تصورات کی مطابقت خارجی حقائق سے قائم ہوتی ہے۔

ریاست کا کام لوگوں کی آزادی اور املاک کی نگہداشت ہے۔ لہٰذا اسے مطلق العنان نہیں ہونا چاہیے۔ لاک حق خداداد بادشاہی (Divine Right of King) کو تسلیم نہیں کرتا تھا اور بائبل اور چرچ کے اختیار کا بھی دشمن تھا۔

اس کی اہم تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔

حکومت پر دو رسالے

1- Two Treatism on Government.

مسیحیت میں معقولیت

2- Reasonableness in Christianity.

تعلیم کے بارے میں چند افکار

3- Some Thoughts on Education.

انسانی فہم کے بارے میں انشائیہ

4-An Essay an Human Understanding

ارسطوی منطق Logic Aristotalian

ارسطو کو منطق کا بانی کہا جاتا ہے۔ سوفسطائیوں سقراط اور افلاطون میں بھی منطقی اصولوں کا تذکرہ ضمناً آتا ہے لیکن منطق کو سائنس بنانے کا سہرا ارسطو کے سر ہے۔ اس نے ہی منطق کے پراگندہ خیالات اور تصورات کو یکجا کر کے انہیں ترتیب دی اور علم کی حیثیت عطا کی۔ ارسطوی منطق میں قضیہ کو موضوع، محمول اور رابطہ میں تقسیم کیا جاتا ہے موضوع اور محمول محدود یا اطراف کہلاتی ہیں۔ قضایا چار اقسام کے ہیں۔ کلیہ موجبہ، جزئیہ موجبہ، کلیہ سالبہ، جزئیہ سالبہ۔ ارسطوی منطق کا طغرے امتیاز قیاس ہے۔ قیاس میں دو مقدمات کو اکٹھا لے کر نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے ان دو مقدمات میں سے ایک کا کلیہ ہونا ضروری ہے۔ نیز ان میں حد اوسط بھی چاہیے کیونکہ اس کے بغیر مقدمات میں کوئی رشتہ نہیں ہو سکتا۔ قیاس کی چار شکلیں ہیں ارسطو شکل اول کو فوقیت دیتا تھا اس شکل میں حد اوسط، قضیہ کبریٰ میں موضوع ہوتی ہے اور قضیہ صغریٰ میں محمول۔

ارسطوی منطق میں تعریف پر زور دیا گیا ہے کیونکہ اس کے ذریعہ مفہوم واضح اور متعین ہو جاتا ہے۔ اس مطلب کے لئے حد کا جنس اور فعل بیان کرنا ہوتا ہے۔ اگر انساں کی تعریف حیوان ناطق کی جائے تو حیواں تو جنس ہے اور نطق انساں کا فعل ہے۔

ارسطو منطق کو 'ارگن' یعنی اوزار یا ہتھیار کہتا ہے۔ اس کا عقیدہ تھا کہ منطق کے بغیر کوئی علم پروان نہیں چڑھ سکتا۔ یعنی ہر سائنس کے لئے منطق ایک ہتھیار ہے۔ اس ہتھیار سے ہی سائنس اپنے مقاصد حل کر سکتی ہے۔

ارسطو کی منطق استخراجی ہے۔ اس میں کلیات سے جزئیات کی طرف آتے ہیں۔

رسل اس منطق کا شاکی ہے وہ کہتا ہے کہ ارسطو نے قضایا کا ٹھیک طرح سے تجزیہ نہیں کیا اور قیاس پر ضرورت سے زیادہ زور دیا ہے۔

امتزاجی منطق Logic, Combinatory

ریاضیاتی منطق کی شاخ ہے۔ اس میں تصورات مثلاً متغیر، تعامل، اصول بدل کو کلاسیکی ریاضیاتی منطق کے حوالہ سے تحلیل کیا جاتا ہے۔ کلاسیکی ریاضیاتی منطق میں دو قسم کے اصول ہیں پہلی قسم کے اصولوں کے اطلاق پر کوئی پابندی نہیں ہوتی جیسے قیاس کے اصول ہیں۔ یہاں دو مقدمات فرض کر لئے جاتے ہیں اور نتیجہ نکل آتا ہے دوسری قسم کے اصول بڑے پیچیدہ ہوتے ہیں اور ان کے اطلاق پر کئی پابندیاں عائد ہیں۔ اس منطق کا موید روسی ریاضی دان ایم۔ آئی۔ شن فنکل (M. I. Sheinfinkel) اور اے۔ چرچ (A. Church) ہے۔

تعمیری منطق Logic, Constructive

ریاضیاتی منطق کی شاخ، اس کا ماخذ ریاضیات میں وجدانی مکتب فکر ہے۔ اس کے دعویدار ایل بروور (L. Brouwer)، ایچ وائل (H. Wayl) اور اے۔ ہٹنگ (A. Heyting) ہیں۔ اس منطق کا مرکزی تصور یہ ہے کہ جو اصول محدود اعداد کے لئے صحیح ہے وہ لامحدود اعداد کے لئے صحیح نہیں ہو سکتا۔ مثلاً قانون تناقض محدود اعداد کے لئے درست ہے لامحدود کے لئے نہیں۔

جدلیاتی منطق Logic, Dialectical

جدلیاتی مادیت کی شاخ ہے۔ اس میں خارجی دنیا کی نمو اور تغیر اور وقوف کے اصولوں پر بحث ہوتی ہے۔ اس منطق کی جڑیں قدیم یونانی حکما کے افکار ہیں موجود ہیں لیکن سترہویں صدی تک صوری منطق کا چرچا رہا اور کسی کا دھیان جدلیاتی منطق کی طرف نہیں گیا۔ لیکن جب اثباتی علوم نے سر اٹھایا تو صوری منطق کی خامیوں کا احساس ہوا کانٹ نے بھی صوری منطق کو ماورائی منطق سے الگ کیا تھا صوری منطق میں تو مافیہ (Content) کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے لیکن ماورائی منطق میں ایسا نہیں ہوتا۔ صحیح معنوں میں جدلیاتی منطق کا بانی ہیگل (Hegel) تھا۔ اگرچہ اس کی منطق پر تصوریت کا غلاف چڑھا ہوا ہے۔ جدلیاتی منطق ہر قسم کی منطق سے استفادہ کرتی ہے اور اسے آگے لے جاتی ہے۔ چنانچہ صوری منطق کو بھی جدلیاتی منطق میں مقام حاصل ہے۔ جدلیاتی منطق میں وقوف کے اصولوں کا ذکر ہے اور اس کے علاوہ نمو اور تغیر کے اصول بھی زیر بحث آتے ہیں کیونکہ کائنات میں نمو اور تغیر دونوں موجود ہیں۔ جدلیاتی منطق میں قانون تضاد کا بھی ذکر آتا ہے۔ لینن (Lenin) نے اس سلسلہ میں کام کیا ہے لیکن ابھی یہ منطق ابتدائی مدارج میں ہے۔

منطق صوری Logic, Formal

منطق میں قضایا کی صورت اور مادہ میں فرق کیا جاتا ہے۔ جب قضایا سے مادہ کو نکال دیا جائے تو باقی صورت رہ جاتی ہے۔ ریاضیات میں صورت فکر سے بحث ہوتی ہے ایسے ہی منطق میں بھی مادہ کو حذف کر کے صرف صورت فکر پر بحث ہوتی ہے۔ صورت کی طرف پہلے پہل ارسطو نے نشاندہی کی۔ جدید ریاضیاتی منطق نے صوریت (Formalism) کو کمال تک پہنچا دیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ استدلال کی صحت اس کی صورت پر منحصر ہے نہ کہ مادہ پر۔

منطق استقرائی Logic, Inductive

جب اثباتی علوم نے سر اٹھایا تو ارسطو کا استخراجی نظام بے کار ہو گیا اور نئے 'ارگن'، یعنی نئے ہتھیار کی ضرورت پڑی جو نئے علوم کو تحقیقات میں مدد دے یہ نیا ہتھیار یا طریق کار استقرا تھا۔ استقرائی منطق ایک ایسا طریق کار ہے جس میں شواہد وحقائق کی مدد سے قوانین علیت اور استمرار فطرت کا سہارا لے کر تعمیمات وضع کی جاتی ہیں۔ اس طریقہ میں پہلے مناسب شواہد جمع کئے جاتے ہیں پھر ان کی صف بندی ہوتی ہے پھر تعمیمات بنتی ہیں۔ تعمیمات بناتے وقت علت اور معلول اور استمرار فطرت کے اصول کام آتے ہیں۔

اس طریقہ کا بانی وی ول (W.Whewill) ہے

لیکن اسے سائنس کی شکل دینے میں جے۔ایس۔مل کو بڑا دخل ہے۔ موجودہ وقت میں استقرائی طریقہ صرف جزئیات سے کلیات کی طرف آتا ہی نہیں بلکہ ان منطقی رشتوں کو بھی دریافت کرتا ہے جہاں ایک صداقت کو دوسری صداقت سے استخراج نہیں کیا جا سکتا یعنی جہاں تجربہ اور شواہد کی ضرورت پڑتی ہو۔اس میں مفروضوں کی احتمالیت کو شواہد و حقائق کی روشنی میں متعین کیا جاتا ہے۔ اس لئے شماریاتی طریقے کثرت سے استعمال ہوتے ہیں۔

Logic, Many Valued کثیر القیمت منطق

صوری منطق کی شاخ، جس میں قضایا کے معانی دو سے زیادہ ہوتے ہیں۔ ارسطوی منطق میں قیمتیں دو ہیں ایک صدق دوسری کذب لیکن دو کے علاوہ بھی قیمتیں ہو سکتی ہیں اور ان قیمتوں کی تعداد مقرر نہیں۔ شروع میں سہ قیمتی اور ن قیمتی (N-Valued) نظام جے۔ لوکاسی وز (J.Lukasiewiez) اور ای پوسٹ (E-Post) نے 1921 میں بنائے آج کل کثیر القیمت منطق کی کئی قسمیں ہیں۔ ان سے سائنسی البرچ کے کئی مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً سہ اور چہار قیمتی منطق سے جہتی منطق (Modal Logic) کا قیام عمل میں آتا ہے۔ جس سے کلاسیکی ریاضیاتی منطق کے اشکال وضع ہو جاتے ہیں۔ کثیر القیمت منطق سے کوانٹم میکانکی سائنس کی بھی تشریح کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ٹیکنالوجی اور ریلے (Relay) نظریہ کو بھی اس منطق سے بیان کیا جاتا ہے۔

Logic, Mathematical ریاضیاتی منطق

اس منطق کو صوری منطق، منطق کا احصا اور منطق کا الجبرا بھی کہا جاتا ہے۔ اس منطق کی زبان صوری ہوتی ہے۔ اس سے عام زبان کے الہام اور نقائص دور ہو جاتے ہیں۔ بعض لوگ اسے نئی منطق نہیں سمجھتے بلکہ صوری منطق میں ایک مضبوط طریق کار کہتے ہیں۔ ابتدا اس منطق کی لائبنیز (Leibniz) اور لیمبرٹ (Lambert) میں ہوئی۔ بعد میں فریگ (Frage) پینو (Peano) رسل (Russel)، اور ہلبرٹ نے اسے فروغ دیا۔ رسل اور وائٹ ہڈ (Whitehead) نے مل کر اصول ریاضیات (Principia Mathematica) تین جلدوں میں لکھے۔ دراصل یہ کتاب اصول ریاضیاتی منطق ہے رسل اور وائٹ ہڈ نے ثابت کیا ہے کہ ریاضیات کے اصول منطق کے اصول ہیں۔

ریاضیاتی منطق میں منطقی احصا کی مختلف صورتیں دریافت کی جاتی ہیں معنویاتی اور مابعد منطق (Meta-logic) سے بحث ہوتی ہے اور منطق کے اطلاق کا سوال اٹھایا جاتا ہے۔ ریاضیاتی منطق سے امتزاجی منطق، کثیر القیمت منطق اور جہتی منطق نکلی ہیں۔ اس منطق نے ریاضیات پر بھی اثر ڈالا ہے اور اس میں بھی نئی شاخیں پھوٹ آئی ہیں۔ ریاضیاتی منطق کا اطلاق الیکٹریکل انجینئرنگ، کمپیوٹر، انضباطیات اجزا (Cybernetics) علم وظائف الاعصاب (Neuro- Physiology)، لسانیات (Linguistics) میں ہو رہا ہے۔ اس سے اس علم کی اہمیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

Logic, Modal جہتی منطق

اس منطق میں لزومت، حقیقت، امکان اور اتفاق (Chance) جیسے تصورات کی تشریح ہوتی ہے۔ پہلے پہل ارسطو نے اس ضمن میں کام کیا۔ جہت کے اعتبار سے اس نے تصدیقات (Judgments) کو تین اقسام میں تقسیم کیا۔ یہ ہیں (1) تصدیقات ضروریہ (Necessary) (2) تصدیقات قطعی (Universal) (3) تصدیقات احتمالیہ (Probables) ریاضیاتی منطق نے اس موقف کو فروغ دیا ہے اور کثیر القیمت منطق معرض وجود میں آئی ہے بعض نظام میں جہتیں اضافی ہیں بعض میں مطلق۔

منطق علائق

منطق علائق Logic of Relations

ارسطوی منطق میں قضایا کا تعلق موضوع اور محمول کا ہوتا تھا۔ یہ تعلق صفات کی بنا پر ہوتا تھا۔ یعنی محمول، موضوع کی ضروری یا معمول کی یا غیر ضروری صفات کی تشریح کرتا تھا۔ ریاضیاتی منطق میں یہ تصور بدل گیا اور قضیہ میں علائق متعین کئے گئے جو کئی ہو سکتے ہیں۔ ان کی نوعیت بھی ایک جیسی نہیں، مثلاً کوئی علاقہ لازم تھا کوئی متعدی کوئی متشاکل (Symmetrical) اور کوئی غیر متشاکل، کوئی انعکاسی (Reflexive) اور کوئی غیر انعکاسی، پھر ان تینوں علائق کو مختلف طریقوں سے ملایا جاتا ہے اور کئی قسم کے علاقے نمودار ہوتے ہیں۔ اس سے منطق کے میدان میں غیر معمولی وسعت آگئی ہے ارسطوی منطق صرف ایک علاقہ پر مبنی ہے اور وہ ہے متعدی علاقہ۔

روایتی منطق Logic Traditional

یہ دراصل ارسطوی منطق ہے لیکن اس میں چند ایک توضیحات اور ترمیمات دور قدیم اور دور وسطیٰ میں ہوئیں۔ جن سے اصل شکل نہیں بدلی۔ مسلمانوں کے ہاں یہی منطق رائج تھی اور یورپ میں بھی ریاضیاتی منطق تک اسی منطق کا دور دورہ تھا۔

Logical and Factual Truths منطقی اور اثباتی صداقتیں

لائبنیز پہلا شخص تھا جس نے ضروری (Necessary) یعنی عقلی صداقتوں اور غیر ضروری یا اثباتی صداقتوں میں تمیز کی۔ عقلی صداقتوں کا انحصار منطق پر ہے اور اثباتی صداقتوں کا شواہد اور تجربہ پر، چونکہ منطقی خواہش مطلق ہیں عقلی صداقتیں ہر جگہ اور ہر زماں میں صحیح ہیں لیکن اثباتی صداقتیں صرف چند عوالم میں جن میں ہمارا عالم بھی شامل ہے صحیح ہیں۔ ہیوم اور کانٹ نے بھی یہ تمیز قائم رکھی۔ جدید فلسفہ میں بھی یہ تمیز موجود ہے گو اس تمیز کو قطعی نہیں خیال کیا جاتا۔ کارنپ کہتا ہے کہ بعض صداقتیں صوری زبان کی تمام جائز تشریحات میں صحیح ہیں یہ تو منطقی صداقتیں ہیں لیکن بعض صداقتیں چند ایک تشریحات میں صحیح ہیں سب میں نہیں۔ ایسی صداقتوں کو اثباتی صداقتیں کہا جاتا ہے۔

منطقی جوہریت Logical Atomism

یہ نظریہ رسل (Russell) اور وٹگنسٹائن (Wittgenstein) کا ہے۔ رسل نے اسے اپنی کتابوں 'خارجی دنیا کا علم' (Our Knowledgi of the External Ward) اور فلسفہ منطقی جوہریت (Philosophy of Logical Atomism) میں پیش کیا اور وٹگنسٹائن نے منطقی فلسفیانہ (Tractatus Logico- Philosophius) میں۔ اس نظریہ کی رو سے کائنات محض جوہری حقائق (Atomic facts) کے مجموعہ کا نام ہے یہ نظریہ کثریت کا ہے اور ہیگل کی مطلقیت کے خلاف شدید رد عمل ہے جوہری حقائق بالکل الگ تھلگ ہیں اور ان کے مابین کوئی رشتہ اتحاد نہیں۔ وٹگنسٹائن کہتا ہے کہ جوہری قضایا کے مجموعہ کا نام علم ہے ان قضایا میں منطقی علائق ہوتے ہیں انہیں سے کائنات کی ساخت کا پتہ چلتا ہے۔

منطقی مغالطے Logical Fallacies

ارسطو نے منطقی مغالطوں کا ذکر اپنے رسالے 'سوفطیقہ' میں کیا۔ مغالطہ کرنے والے کی اپنی نیت کا اگر لحاظ رکھا جائے تو دو حالتیں ممکن ہیں (1) اگر مغالطہ اس کی لاعملی کی وجہ سے ظہور پذیر ہوا ہے تو اسے مغالطہ نادانستہ (Paralogism) کہیں گے (2) لیکن اگر مغالطہ جاں بوجھ کر کیا گیا تو اسے مغالطہ دانستہ (Sophism) کہیں گے۔ مغالطہ کی یہ تقسیم نفسیاتی لحاظ سے ہے۔ منطقی لحاظ سے ارسطو کے نزدیک مغالطے کے دو بڑی اقسام ہیں۔ (1) اول وہ مغالطے جو استدلال یا منطق کے قواعد توڑنے سے لاحق ہوتے ہیں۔ یہ ہیں منطقی یا صوری (Formal) مغالطے (2) دوم وہ مغالطے

جو موضوع بحث یا استدلال کی پیچیدگیوں کی وجہ سے ظاہر ہوتے ہیں ان کو غیر منطقی مادی (Non-Logical Material) مغالطے کہتے ہیں۔ صوری مغالطے دو اقسام کے ہوتے ہیں۔ (1) اول خالص صوری مغالطہ یعنی وہ مغالطہ جو صرف قواعد منطق کی شکست سے پیدا ہو (2) مخلوط یا نیم صوری مغالطہ جس میں مبہم الفاظ اور جملوں کو بھی بہت دخل ہے۔

منطقی صورت Logical Form

اگر فکر سے مادہ کو خارج کر دیا جائے تو جو صورتیں تصورات کو بیاں یا جمع کرنے میں وقوف (Cognition) کو اختیار کرنی پڑتی ہیں وہ منطقی صورتیں کہلاتی ہیں۔ ان صورتوں کو تصورات، تصدیقات، استنتاج، ثبوت اور تعریف کی شکل میں صوری منطق میں زیر بحث لایا جاتا ہے۔ ان صورتوں سے زبان کی صرف و نحو کا علم ہوتا ہے اور خاص الفاظ کا استعمال بھی آتا ہے (چند ایک الفاظ 'تمام'۔ 'نہ'۔ 'بعض'۔ 'یا'۔ 'اگر'۔ 'تو'۔ 'محض' ہیں)۔ ریاضیاتی منطق میں ان الفاظ سے منطقی احصا بنتا ہے اور صوری زبان بھی۔

منطقی مشین Logical Machine

ایسے منطقی طریقے اور مشینیں ایجاد ہوئی ہیں جن میں اگر خاص قسم کے مقدمات یا قضایا بھر دیئے جائیں تو مشین انہیں اکٹھا کر کے صحیح نتیجہ نکال لیتی ہے۔ مقدمات اور نتائج کو علامتوں میں ظاہر کیا جاتا ہے۔ پہلی منطقی مشین ڈبلیو۔ ایس۔ جیونز (W, S. Jevons) نے 1869ء میں بنائی دوسری جان ون (John Venn) نے 1881ء میں اور تیسری ایلن مارکوینڈ (Allan Marquand) نے 1882ء میں۔ ان مشینوں سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارا استدلال بہت حد تک میکانکی ہوتا ہے۔

منطقی تجربیت Logical Positivism

یہ نظریہ منطقی اثباتیت کی ترقی یافتہ شکل ہے۔ اس کے دعویدار کارنپ (Carnap)، رائچنباخ (Reichenbach) فیگل (Feigl) ہیمپل (Hempel) برگمین (Bergman) اور فرانک (Frank) ہیں۔ اس تحریک کا بنیادی موقف وہی ہے جو منطقی اثباتیت کا ہے۔ دونوں ہی فلسفہ کا موضوع زبان کی منطقی تحلیل بتلاتے ہیں اور دونوں ہی پورے وثوق سے کہتے ہیں کہ خارجی دنیا کے ثبوت میں کوئی نظری دلیل پیش نہیں کی جا سکتی۔ فرق یہ ہے کہ منطقی تجربیت میں منطقی اثباتیت کی شدید موضوعیت کا وجود نہیں پایا جاتا۔ منطقی تجربیت ایک ایسی طبعی زبان کو جنم دیتی ہے جس سے قابل مشاہدہ حقائق بیان ہو سکتے ہیں۔ یہ زباں سائنس دان کی ذاتی زبان نہیں ہوتی۔ ایک اور فرق یہ ہے کہ منطقی تجربیت کے دعویدار اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ سائنسی علم کو بالآخر معطیات یعنی جو کچھ دیا یا فرض کیا گیا ہے اس میں تحلیل کیا جا سکتا ہے سائنسی حقائق میں کسی خاص مقصد کے تحت رشتہ تو قائم کیا جاتا ہے لیکن اس رشتہ سے خارجی دنیا کی ساخت ظاہر نہیں ہوتی۔

منطقی اثباتیت Logical Positivism

ایک فلسفیانہ تحریک ہے جس کا آغاز 1920ء میں وی آنا سرکل (Vienna Cercle) میں ہوتا ہے۔ اس سرکل کا روح رواں تو شلک (Schlick) تھا لیکن اس کے باقی ممبر آٹو نیورتھ (OttoNeurath) ہربرٹ فیگل (Herbart Feigel)، وغیرہ بھی چوٹی کے سائنسی مفکر تھے۔ یہ لوگ مابعد الطبیعیات کو ختم کرنا اور اثباتی علوم کو مضبوط بنیادوں پر کھڑا کرنا چاہتے تھے۔ مابعد الطبیعیات انہوں نے لسانی تجزیئے سے ختم کر دی۔ کیونکہ ایسے تجزیئے سے انہیں پتہ چلا کہ جملے صرف دو قسم کے ہوتے ہیں اثباتی اور ہیجانی۔ اثباتی جملوں کے متعلق صدق و کذب کا سوال اٹھایا جا سکتا ہے یہ غیر وقوفی جملے ہیں۔ سائنسوں کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنے کے لئے انہوں نے اصول تصدیق پذیری وضع کیا جس کی مدد سے تصورات اور قضایا کی تصدیق یا

تکذیب شواہد اور حقائق سے ہو جاتی ہے۔

منطقی اثباتیوں کے پروگرام میں وحدت علوم (Unity of sciences) بھی شامل تھا۔ اس پروگرام سے اثباتی علوم کے فرق مٹ جاتے ہیں اور صرف طبیعیات کی زبان باقی رہ جاتی ہے۔ باقی علوم کی زبانوں کو طبیعیات کی زبان میں تحلیل کردیا جاتا ہے۔

Logical Postiviom in Ethies
اخلاقیات پر منطقی اثباتیت کا اثر

زبان کا تجزیہ کرنے کے بعد منطقی اثباتی اس نتیجہ پر پہنچے کہ جملے صرف دو قسم کے ہوتے ہیں ایک اثباتی جن کے متعلق کذب و صدق کا سوال اٹھایا جا سکتا ہے اور دوسرے ہیجانی جن کے متعلق یہ سوال جائز نہیں۔ ہیجانی جملوں میں اخلاقی جملوں کا شمار ہے۔ اس لئے اخلاقی جملے غیر وقوفی اور غیر اطلاعی ہیں۔ انہیں نہ صحیح کہا جا سکتا ہے نہ غلط۔ ان کا فریضہ کارنپ (Carnap) اور سی۔ ایل۔ سٹیونسن (C-L- Stevensen) مطابق تاثرات کو ظاہر کرنا اور دوسروں میں ویسے تاثرات پیدا کرنا ہے۔

اخلاقیات پر منطقی اثباتیت کا اثر منفی ہے۔ یہ نظریہ اخلاقیات کو 'اخلاقی زبان' کی حیثیت سے لیتا ہے اور اس زبان کی تحلیل کو ہی اخلاقیات کا منصب خیال کرتا ہے۔ اس سے اقدار کی اپنی نوعیت اور وقعت ختم ہو جاتی ہے۔

Logical Semantics منطقی معنویات

منطق کا وہ حصہ جو لسانی بیانات کے معانی متعین کرتا ہے مابعد منطق (Meta-Logic) کا ایک شعبہ جو تشریحات (Interpretations) اور منطقی حسابات کا مطالعہ کرتا ہے۔ منطقی معنویات کے بنیادی تصورات کا تعلق یا تو معرفی (Designation) سے ہے یا معانی سے۔ اول الذکر میں صداقت۔ معرفی، اسم، تضمین ترکیبی صداقت وغیرہ سے بحث ہوتی ہے موخر الذکر میں مترادفات، تحلیلی صداقت وغیرہ سے۔

Logical Syntax منطقی نحو

1- منطقی احصا میں جملوں کی ساخت اور انہیں بدلنے کے اصول۔ 2- مابعد منطق (Meta-logic) کا شعبہ جو غیر تشریح یافتہ (Uninterpreted) احصا کی ساخت اور خواص کا مطالعہ کرتا ہے۔ اس کے مسائل عدم تقضین۔ اتمام (Completeness) خود مختاری، ثبوت پذیری اور فیصلہ (Decision) ہیں۔

ونگنسٹائن (Wittgenstien) نے منطقی نحو کا تصور پیش کیا اور کارنپ نے اپنی کتاب زبان کی منطقی نحو The Logical Syntax of Language میں اس کی تشریح کی اور افادیت بتلائی۔

Logicism منطقیت

اس نظریہ کی رو سے ریاضیات کی منطق میں تحویل کیا جا سکتا ہے۔ فریگ Frege نے اس پروگرام کو عملی جامہ پہنانا چاہا۔ اس نے تمام ریاضیاتی تصورات کی منطقی تعریف پیش کی اور ریاضیاتی اصولوں کو منطق سے متخرج کیا۔ یہی کام بعد میں رسل اور وائٹ ہیڈ نے اصول ریاضیات (Principia Mathematic) میں کیا لیکن یہ پروگرام کامیاب نہیں ہوا۔ کیونکہ اس کا اساسی مفروضہ کو ریاضیات کو حقیقی دنیا سے بالکل الگ کیا جا سکتا ہے صحیح نہیں۔ گوڈل (Godel) نے ثابت کیا ہے کہ ریاضیات کے چھوٹے سے چھوٹے اصول بھی منطق سے اخذ نہیں کیے جا سکتے۔

Logistic احصائی منطق

اشارتی منطق Symbolic Logic کا دوسرا نام ہے۔ شروع میں اس سے مراد حساب یا شمار تھا۔ لیکن 1904ء کی بین الاقوامی فلسفہ کانگریس نے اس اصطلاح کو اشارتی یا علامتی منطق کا بدل قرار دیا۔

Logos کلمہ

کلمہ سے مراد معقولیت یا اشیاء میں نظم اور ترتیب ہے۔ اس لئے فارمولا، اصول، تعریف وغیرہ لاگس

کہلائیں گے۔ فلسفہ میں اس اصطلاح کو کائناتی عقل کے معنوں میں لیا جاتا ہے اسی سے کائنات میں معقولات اور نظم آتا ہے۔ ہیراقلیطس کہتا ہے کہ جیسے انسان میں عقل ہے ویسے کائنات میں لاگس ہے۔ دونوں کا کام ترتیب اور نظم لانا ہے۔ رواقیوں نے اس تصور کی مزید تشریح کی۔ وہ کہتے ہیں کہ دنیا ایک اکائی ہے اس کے مختلف حصے متحد ہیں اور اس میں لاگس موجود ہے جو معقولیت عطا کرتا ہے۔ بعض لوگ لاگس کو تقدیر کہتے ہیں بعض خدا اور بعض نیچر یا قدرت۔ فلو (Philo) اسے اعیان ثابتہ کا مجموعہ کہتا ہے اور تخلیقی قوت بھی جو خدا اور مخلوق کے درمیان ایک واسطہ یا رابطہ ہے۔ مسیحیوں کے ہاں دوسرے اقنوم یعنی حضرت یسوع مسیح کو لاگس یا کلمہ کہا جاتا ہے۔

منطقی علامتیں Logical Symboles

ریاضیات کی طرح منطق میں بھی علامتوں سے کام چلایا جاتا ہے۔ فائدہ اس کا یہ ہے کہ علامتوں کے استعمال سے روزمرہ کی زبان کا ابہام اور ذو معنویت دور ہو جاتے ہیں۔ تین قسم کی علامتیں استعمال ہوتی ہیں ایک قضایا کے لئے دوسری منطقی علائق کے لئے اور تیسری بطور مددگار کے جیسے خطوط وحدانی انگریزی میں

A, B, C......X, Y, Z

قضایا کے لئے علامتیں ہیں۔

a, b, c......x, y, z

اشیا کے لئے علامتیں ہیں

P(.), R(...), S(;;.)

محمولات کے لئے علامتیں ہیں۔

نفی کی علامتیں ہیں .

منفصلہ کی علامت ہے V .

عطف کی علامت ہے Λ

مضمرہ (Implication) کی علامت ہے ⊃, →

ہم قدرت (Equivalence) کی علامت ہے ≡ ≻ →

طریق منطق احصائی Logistic Method

صوری نظام بنانے کا طریقہ۔ اس طریقے کی رو سے (1) نظام کے ابتدائی علامتوں کی فہرست تیار کی جاتی ہے (2) ان علامتوں میں تسلسل قائم کیا جاتا ہے تاکہ فارمولے بنائے جا سکیں (3) ان فارمولوں میں سے بدیہات (Axioms) کا تعین ہوتا ہے۔ (4) اصول استنتاج وضع کئے جاتے ہیں تاکہ مقدمات سے فوری اور بدیہی طور پر اصولات اخذ کر لئے جائیں۔

مجادلہ لفظی Logomachy

محض لفظی بحث، اس بحث میں الفاظ کا حوالہ کچھ بھی نہیں ہوتا اور تکرار محض الفاظ پر ہوتی ہے۔

لوک یاتا (سنسکرت) Lokayata

قدیم ہندوستان کا مادیتی نظریہ۔ اس نظریہ کی رو سے کائنات چہار عناصر زمیں، آگ، پانی اور ہوا سے بنی ہے۔ ان عناصر میں جواہر (atoms) ہیں جو ناقابل تغیر اور ناقابل فنا ہیں۔ اشیا کی خواص کا دارومدار جواہر۔ ان کی تعداد اور کیفیت پر ہے۔ شعور بھی انہی جواہر سے بنتا ہے۔ موت پر عناصر منتشر ہو جاتے ہیں اور ان کے جواہر اپنی مثل سے جا ملتے ہیں۔ لوک یاتا میں ارتقا کا تصور بھی ملتا ہے۔ علمیات میں اس کا موقف تحسیت ہے۔ یہ لوگ ویدوں، خدا، روح، کرم اور تناسخ سے انکاری ہیں۔ اخلاقیات میں ان کا نقطہ نگاہ لذتیت کا تھا۔

Lomonosov, Mikhail Vasilyevich

میخیل وسلی وچ لامانا سو (1711-17650)

روسی مادیتی فلسفی، شاعر، ادیب، ماہر کیمیا اور طبیعیات، ارتقا کا تصور بھی اس کے ہاں پایا جاتا ہے۔ وہ کہتا تھا کہ مادہ میں شروع سے حرکت موجود ہے اور بقائے مادہ کا (Conservation of Matter) عقیدہ صحیح ہے۔ وہبی تصورات (Innate ideas) اور ثانوی کیفیات (Secondary qualities) کو تسلیم نہیں کرتا تھا۔ علم کا سرچشمہ حواس بتلاتا تھا لیکن کہتا تھا کہ تعلیمات سے صداقت کا پتہ چلتا ہے۔ ماسکو

یونیورسٹی کی بنا اس نے 1755ء میں رکھی۔ معاشرتی علوم میں اخلاقی بلندی اور تنویر پر زور دیتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ جاہل پادریوں نے لوگوں کو ڈبو دیا ہے۔ اس کی شاعری حب الوطنی کے جذبہ سے لبریز تھی اس کی چند ایک کتابیں حسب ذیل ہیں۔

طبقات الارض

1- On the Strata of the Earth

گرم و سرد کے اسباب

2-Reflection on the Cause of Heatd & Cold.

قدیم روس کی تاریخ

3- History of Ancient Russia.

Lorentz, Hendrik Antoon
ہینڈرک انتون لورنز (1928-1853)

ولندیزی ریاضیاتی طبیعیات کا ماہر، اس نے ایتھر اور الیکٹرونیات کے نظریئے پیش کئے اور اضافیت کی طرف نشاندہی کی قانون علت و معلول کے معترضین پر اس نے نکتہ چینی کی۔ تصوریتی فلسفہ کا دشمن تھا اور جو اعتراضات ان فلسفیوں نے نظریہ اضافیت اور کوانٹم کیمیا پر کئے ان کا جواب اس نے دیا۔

Lossky, Nikolai Onufriyevich
نکولائی انوفرائیوچ لوسکی

(1870) روسی تصوریتی فلسفی۔ 1922ء میں امریکہ ہجرت کر گیا۔ اس کا فلسفہ وجدانیت کا ہے اس کی عمارت افلاطون اور برگسان کے افکار پر تعمیر کی گئی ہے۔ لوسکی کہتا ہے کہ فلسفہ کو کائناتی نظریہ پیش کرنا چاہیے۔ لوسکی کا نقطہ نگاہ مذہبی ہے وہ خدا کو مافوق العادت ہستی مانتا ہے۔ اگرچہ لوسکی وقوفی عمل کو وقوفی موضوع سے جدا کرتا ہے لیکن موضوعی تصوریت سے چھٹکارا نہیں پا سکا۔

Lotze, Rudolph Hermann
ریڈولف ہرمن لوزے (1881-1817)

جرمن فلسفی، گائنجن یونیورسٹی میں پروفیسر تھا۔ سائنس میں تجربی، فلسفہ میں تصوریتی اور مذہب میں خدا پرست تھا۔ اس نے حقیقت کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔ یہ حصے ہیں ضروری صداقتیں، حقائق اور اقدار، اثباتی علوم میں میکانیت کا دور دورہ ہے لیکن میکانت سے اقدار نہیں نکلتے۔ بلکہ میکانیت اقدار کے تابع ہے۔ اخروی حقیقت خدا ہے جو خیر اور شخصی ہے۔ شخصیت اعلیٰ ترین قدر بھی ہے اور حقیقت بھی اور چونکہ خدا حقیقت ہے اس لئے وہ اعلیٰ ترین شخصیت بھی ہے۔ لوزے کہتا تھا کہ ہر سوال کا جواب پالینا ممکن نہیں۔ صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہر سوال کا جواب معلوم ہے۔ مادہ، قوت، وجود اور قوانین، حسن کو پیدا کرتے ہیں۔ یعنی ہر شے کا جمالیاتی پہلو ہے۔ لوزے خود بڑے پایہ کا شاعر تھا۔ اس نے کئی کتابیں لکھی ہیں یہ سب اس کی اپنی زبان میں ہیں۔

Love عشق

اپنے آپ کو دوسرے کے سپرد کردینا۔ اس سے دوسرے کا جوہر آشکار ہوتا ہے۔ بنابریں شیلر (Scheler) عشق کو مظہریاتی علم (Phenomenological knowledge) کا ایک پہلو کہتا تھا۔

Lovejoy, Arthur O
ارتھر او لوجائے (-1873)

امریکہ کی جان ہاپکنز یونیورسٹی کا پروفیسر ہے۔ تنقیدی حقیقت پسند ہے۔ کرداریت کو پسند نہیں کرتا۔ تاریخ تصوریت کے رسالے (Journal of the History of Ideas) کا ایڈیٹر ہے۔ اس کی چند ایک کتابیں حسب ذیل ہیں۔

ثنویت کے خلاف بغاوت

1- The Revolt against Dualism.

وجود کا عظیم سلسلہ

2- The Great Chain of Being.

Lucretuis, Carus
کارس لیوکریش (98-54 ق م)

رومن شاعر، مشہور پند آمیز نظم (De Natura Rerum) کا مصنف ہے یہ نظم چھ جلدوں میں ہے۔

اس نظم میں ابیقورس (Epicurus) کے فلسفہ کو اپنایا گیا اور فروغ دیا گیا ہے۔ لیوکریش کہتا ہے کہ اس دنیا میں کشمکش اور فساد ہے۔ طرح طرح کے ڈر ہیں خدا کا ڈر، موت کا ڈر اور موت کے بعد سزا کا ڈر، یہ ڈر زندگی کو کھائے جا رہے ہیں۔ ان سے نجات ابیقورس کے فلسفہ سے ملتی ہے یہ فلسفہ بتلاتا ہے کہ روح عارضی شے اور موت کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے۔ اس حقیقت کو تسلیم کر لینے کے بعد آخرت اور آخرت کا خوف دور ہو جاتا ہے جب تک ہم زندہ ہیں موت نہیں آسکتی اور جب مر جاتے ہیں تو زندہ نہیں رہتے۔ اس لئے موت سے کیا ڈرنا۔ خداؤں سے ڈرنے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ خدا دنیا میں نہیں رہتے بلکہ خلد میں جہاں سے وہ ہماری زندگی پر اثر انداز نہیں ہو سکتے۔

لیوکریش مادیتی تھا اور ٹیکنالوجی اور مادیتی ثقافت کو فروغ دینا چاہتا تھا۔ اس کی نظم نے احیا العلوم پر کافی اثر ڈالا۔

Ludwig Feuerbach and the end of Classical German Philosophy
لڈوگ فیورباچ اور کلاسیکی جرمن فلسفہ کا خاتمہ (1886)

انگل کی فلسفہ کی کتاب کا نام لینن (Lenin) کے نزدیک یہ کتاب کمیونسٹ پارٹی کے منشور جیسی اہمیت رکھتی ہے۔ اس کتاب میں ہیگل کے فلسفہ کا تجزیہ موجود ہے اور اس کے تضادات کو اجاگر کیا گیا ہے نیز یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ مارکسی اور ہیگلی جدلیات ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اس میں لاادریت اور کلاسکی مادیت پر تنقید کی گئی ہے۔ فیورباچ کی خدمت کو سراہا گیا ہے لیکن اس نے جو نیا مذہب بنانے کی کوشش کی ہے اس کی مذمت بھی کی گئی ہے۔ اس کتاب میں تاریخی مادیت کی وضاحت موجود ہے اور یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ بالائی عمارت یعنی اقدار وغیرہ خودمختار حیثیت رکھتے ہیں۔

یہ کتاب مارکسیت اور جدلیاتی مادیت کی تشریح نہایت مدلل لیکن آسان طریقے سے پیش کرتی ہے اس لئے اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔

Luther, Martin
مارٹن لوتھر (1546-1483)

اس کے والدین سیدھے سادے دیہاتی، نیک، پارسا اور سخت مزاج تھے۔ انہوں نے مارٹن کو اعلیٰ قسم کی تعلیم دلوائی۔ 1501ء میں مارٹن، اٹھارہ سال کی عمر میں ارفرٹ (Erfurt) کی سیکسن (Sacson) یونیورسٹی میں داخل ہوا۔ وہاں چار سال تک اس نے فلسفہ پڑھا اس کے علاوہ کلاسیکی لٹریچر اور انساں دوست شاعری کا بھی مطالعہ کیا۔ پھر قانون کا مطالعہ کیا اور بعد میں آگسٹائینن (Augustinan) خانقاہ میں داخل ہو گیا دو سال بعد مذہبی پیشوا (Priest) مقرر ہوا اور 1508ء میں تقریباً نو سال تک دوبارہ یونیورسٹی میں پڑھاتا رہا۔

مارٹن نے بائبل کا ترجمہ جرمن زبان میں کیا۔ چرچ کے عقائد کے خلاف وہ کہتا تھا کہ خدا اور بندے کے درمیان کسی وسیلے کی ضرورت نہیں وہ یہ بھی کہتا تھا کہ انسان کی نجات اعمال صالحہ یعنی مذہبی شعائر کی بجا آوری پر منحصر نہیں۔ اس کا دارومدار نیت اور ایمان پر ہے۔ لہٰذا چرچ کی طرف سے جو گناہوں کے معافی نامے جاری ہوتے تھے۔ جنہیں قیمتاً بھی خریدا جا سکتا تھا۔ مارٹن انہیں بالکل لغو خیال کرتا تھا۔ اسی واسطے اس پر مقدمہ چلا لیکن خوبیٔ قسمت سے بچ نکلا۔

مارٹن لوتھر کی تعلیمات نے سولھویں اور سترھویں صدی پر کافی اثر چھوڑا۔ مذہبی ریفارم کی جو تحریک لوتھر نے شروع کی اسے پروٹسٹنٹ ازم کہتے تھے۔ اس سے پاپائے روم کا اثر کم ہو گیا اور ہر ملک کے اپنے خودمختار کلیسا بن گئے۔

Lvov-Warsa School

لووارسا مکتب فکر

پولینڈ کے منطقیوں اور فلسفیوں کا مکتب فکر جو دونوں عالمی جنگیوں کے درمیان وارسا۔ لوڈ اور کریکو (Cracow) میں برسرعام آیا۔ اس میں لوکیسی وز (Lukasiwiez) کوٹاربنکی (Kotarbinski) آجڈیو کی وز (Ajdukiebriz) لیسنوسکی (Lesniwiski) اور چسٹک (Chwistik) ٹارسکی (Tarski) جیسے فضلا شامل ہیں۔ اس کا بانی ٹوارڈوسکی (Twardowski) تھا۔ اس مکتب فکر کی خصوصیات حسب ذیل ہیں 1- غیر عقلیت (Irrationalism) کی تردید- 2- سائنسی استدلال کی منطق پر تحقیق 3- منطقی معنویات اس مکتب فکر نے ریاضیاتی منطق، اصول ریاضیات، استخراجی منطق کی طریقیات اور منطق اور منطقی معنویات میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔

Lyceum

لیسیم

اپالو کے مندر کے قریب ایک مقدس باغ کا نام۔ اس جگہ ارسطو نے 335 ق م میں اپنی اکیڈمی قائم کی جو قریباً آٹھ سال تک اپنا کام کرتی رہی- ایک صدی قبل مسیح تک اس اکیڈمی نے خوب تخلیقی کام کیا بعد میں صرف ارسطو کی تصانیف پر شرحیں لکھتی رہی اور کوئی تخلیقی کام نہیں کیا اور غلامی کے خاتمہ پر لیسیم بھی بند ہو گئی۔

M

Mably, Gabriel Bonnet de

گیبرئیل بونٹ ڈی میبلی

(1785-1709) فرانسیسی مورخ اور سیاسی مفکر، مشترک املاک کا حامی تھا- اس لئے جو اشتمالیت افرینش آدم کے ساتھ شروع میں پیدا ہوئی وہ اسے پسند تھی- لیکن میبلی کہتا ہے کہ جلد ہی نجی املاک کا زمانہ آگیا اور ہر قسم کا فسق و فجور پیدا ہوا زمانہ اب اشتمالیت سے اس قدر پرے چلا گیا ہے کہ اس کا لوٹنا مشکل ہو گیا ہے- لیکن انسانی خوشی کا دارومدار مساوات اور نجی املاک کے خاتمہ پر ہے- جب ظلم و ستم انتہا درجہ کو پہنچ جائے تب لوگوں کو حق پہنچتا ہے کہ وہ انقلاب کا جھنڈا بلند کریں- لیکن انقلاب کو اشتمالیت کے لئے آلہ کار نہیں بنانا چاہئے-

Mach Ernst

ارنسٹ ماش

(916-1838) اسٹریا (Austria) کا رہنے والا فلسفی اور ماہر طبیعیات، تجربی تنقیدیت کا بانی اشیا کو 'مجموعہ تحسسات' خیال کرتا تھا اور اس لئے مادیت کا مخالف تھا- ہیوم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس نے علیت' لزومت اور جوہر کا انکار کیا- ماش کہتا تھا کہ حقیقت اصل میں تجربے کے بے رنگ عناصر اور ان کے تفاعل کا نام ہے- طبیعیات اور نفسیات دونوں میں عناصر سے واسطہ پڑتا ہے- طبیعیات میں تو خارجی عناصر کا تجزیہ کیا جاتا ہے اور نفسیات میں عضویہ کے عناصر کا- ماش کہتا ہے کہ تصورات کو 'تحسسات کے مرکبات' کے لئے علامتیں سمجھنا چاہئے- سائنس محض مفروضوں کے مجموعہ کا نام ہے- اگر یہ مفروضے شواہد کے برعکس ہوں تو انہیں تبدیل کیا جا سکتا ہے-

Machiavelli, Niccolo di Bernardo

نکولو دی برنارڈو میکاولی

(1547-1469) میکاؤلی احیائے علوم کے دور کی ایک معروف شخصیت ہے اس نے اپنی عملی زندگی کی ابتدا ایک کلرک کی حیثیت سے کی اور بتدریج ترقی کرتا ہوا فلورنطینی جمہوریہ کی ایک اہم سیاسی شخصیت بن گیا- وہ فلورنس کی حکومت کا وزیر مملکت بھی رہا- اس نے متعدد کتابیں لکھی ہیں جن میں لوی کی تحریرات پر مقالات

1- Discouses an Livy

تاریخ فلورنس 2- Histery of Florence
شہزادہ 3- The Prince
قابل ذکر ہیں۔

میکاولی عیسائیت کے خلاف تھا کیونکہ وہ کہتا تھا کہ عیسائیت نہ تو انسانی صفات کو اجاگر کرنے کی تبلیغ کرتی ہے اور نہ اس کی تعلیم ان کے فروغ کا باعث بنتی ہے۔ میکاولی نے جوانی کا زمانہ سوانارولا کے عہد میں گزرا لیکن جو حشر سوانا رولا کا ہوا اس کا میکاولی کے دل پر گہرا اثر ہوا۔ اسی لئے وہ کہتا ہے کہ سیاست میں صرف زور زباں ہی کافی نہیں ہوتا بلکہ تلوار کی نوک بھی کئی گھتیاں سلجھانے کے کام آتی ہے۔ شرافت کا پتہ حلیمی سے نہیں غرور سے لگتا ہے۔ نفس کشی کی بجائے جرات چاہیے۔ میکاولی خونریزی کا حامی ہے اور قتل وغارت گری کو حکومت کی بنیاد قرار دیتا ہے۔ لیکن اگر جنگ کی بجائے سیاست سے کام نکل آئے چاہے اس سیاست میں مکرو فریب ہی کوٹ کوٹ کر بھرا ہو یہ سیاست، جنگ سے بہتر ہو گی۔ 'شہزادہ' میں اس نے حکومت کے سائنسی اصول درج کئے ہیں اور بادشاہ وقت کو ان کے تضاد کے طریقے سمجھائے ہیں۔ ایک مضبوط قومی حکومت کے قیام کے لئے میکاولی چاہتا تھا کہ اس کے اندر کوئی جھگڑے نہ ہوں اور اس میں اتنی طاقت ہو کہ عوامی سرکش تحریکوں کو کچل سکے وہ کہتا تھا کہ سیاست میں ہر قسم کے ہتھیار جائز ہیں۔ عیاری بھی جائز ہے اور مکاری بھی۔ ظلم بھی جائز ہے اور وعدہ خلافی بھی۔ یعنی طاقت اور اقتدار کے لئے ہر حربہ جائز ہے۔

میکاولی کہتا تھا کہ معاشرے کی نمو قدرتی اسباب سے ہوتی ہے نہ کہ خدا کی مرضی سے۔ تاریخ کے محرکات مادی مفاد اور اقتدار ہیں۔

میکاولی کو فریب و فکر کا فرشتہ سمجھا جاتا ہے کیونکہ وہ اقتدار کے لئے کسی اخلاقی حدود کو تسلیم نہیں کرتا۔

مشین Machine

عام طور پر مشین سے مراد ایسا سسٹم لیا جاتا ہے جو انسان نے ایک قسم کی توانائی کو دوسری قسم کی توانائی میں بدلنے کے لئے بنایا ہو تاکہ پیداوار پر خوشگوار اثر پڑے۔ مشینوں نے نہ صرف انسانی محنت کی جگہ لے لی بلکہ دماغی محنت کی بھی۔ سترہویں صدی میں کمپیوٹر کی ایجاد سے مشینوں نے انسانی دماغ کی جگہ لے لی اور اب انضباطیات اجزا (Cybernatics) کی ایجاد سے مشین کا اطلاق انسانی عضویہ پر بھی ہونے لگا ہے۔ دور جدید میں مشین کا تصور پرانے سترہویں اور اٹھارہویں صدی سے بالکل بدل گیا۔ آجکل مشین سے مراد میکانکی اصولوں پر چلنے والی کل نہیں۔ کیونکہ آج کل جب مشینوں کے قوانین کا مطالعہ ہوتا ہے تو اس میں عمل کے سسٹم کی ساخت اور اس ساکت کے تفاعل اور خواص سے بحث ہوتی ہے اور اس کی مادی ساخت کو نظرانداز کر دیا جاتا ہے یہی نقطہ نگاہ انسانی عضویہ کے مطالعہ میں اختیار کیا جا سکتا ہے۔

کائنات کبیر Macro-cosom

کسی چھوٹی سی چیز کے مقابلہ میں تمام کائنات یا کوئی بڑی شے۔ یہ چھوٹی شے بڑی شے یا کائنات کی تلخیص یعنی چھوٹے پیمانہ پر اس کی نقل ہوتی ہے۔ چھوٹی شے کو کائنات صغیر (Microcosom) کہتے ہیں۔ معاشیات میں کبیر وصغیر کی تمیز پائی جاتی ہے۔ کبیر تو معاشرہ، ریاست یا گروہ ہو سکتا ہے اور صغیر فرد یا افراد۔

مادیو (سنکرت) Madhva

تیرہویں صدی کا ہندوستانی ثنویت پرست فلسفی، جو دنیا اور آتما کو الگ الگ ہستیاں تسلیم کرتا تھا۔

مادھیاماکا (سنکرت) Madhyamaka

بدھ مت کا ایک مکتب فکر۔ مادھیاماکا سے مراد درمیانی راستہ ہے اور یہ مکتب فکر دو مخالف نظریوں کے درمیان واقع ہے ایک مکتب فکر تو کہتا ہے کہ اخروی حقیقت کا علم ممکن ہے دوسرا مکتب فکر کہتا ہے کہ علم صرف مظاہرات تک محدود ہے۔ مادھیاماکا کا موقف ان دو نظریوں کے بین بین ہے۔

Magic جادو

ایک قدیم مذہب جن میں تعویز غنڈوں اور دیگر شعائر سے انسانوں، جانوروں اور روحوں پر تسلط حاصل کیا جاتا تھا۔ جادو ہر شے کے لئے ہوتا ہے۔ محبت کے لئے۔ کامیابی کے لئے، روزگار کے لئے وغیرہ وغیرہ۔ جادو کی تہ میں جو مفروضہ کام کر رہا ہے۔ وہ یہ ہے کہ انساں اور کائنات میں مافوق العادت رشتہ موجود ہے اور نیچر کو جس میں انساں، حیوان، جن آجاتے ہیں قابو میں لایا جاسکتا ہے بشرطیکہ جادو کا استعمال کیا جائے۔

Magnitude قدر

ریاضیات کا بنیادی تصور۔ قدر کے ذریعہ اشیا اور حقائق کے قدری علائق کی تعریف کی جا سکتی ہے۔ قدر کو متغیرات Variables اور ساکن Constant میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ 'متغیر' کا تصور ڈیسکارٹ نے ریاضیات میں داخل کیا اس تصور سے ریاضیات اور سائنس میں بڑی ترقی ہوئی۔

Mahabharata مہابھارت (سنکرت)

ہندوستانی رزمیہ نظم جس کا مصنف ویاس (Vyasa) ہے اس میں کورو اور پانڈووں کی جنگ کا ذکر آتا ہے اور فلسفیانہ مسائل پر بحث بھی ہے۔ بھگوت گیتا اس کا حصہ ہے۔

Mahayana(Buddhism)

مہایانہ (سنکرت)

بدھ مت کی ایک شاخ جو تبت، چین، کوریا اور جاپان میں مقبول ہے۔ اس شاخ کا مرکزی خیال یہ ہے کہ بدھ مت سے مراد دوسروں کی نجات یعنی فلاح و بہبود میں زندگی بسر کرنا ہے یہ لوگ مہاتما بدھ کی اور بدھ مت کے عظیم بزرگوں کی پرستش کرتے ہیں۔ اس مکتب فکر کی اپنی علمیات اور مابعد الطبیعیات ہے۔

Maimon, Moses ben

موسیٰ بن مامون

(1204-1135) پورا نام ابو عمران موسیٰ ابن مامون ابن عبداللہ ہے۔ دور وسطیٰ کا سرکردہ یہودی فلسفی، قرطبہ میں پیدا ہوا لیکن 1165 میں فلسطین ہجرت کر گیا اور آخر میں مصر میں مقیم ہو گیا۔ اس نے ارسطوئیت اور یہودی دینیات کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس نے اپنی کتاب دلالت الطیران میں یہودی فلسفہ پیش کیا ہے۔ اس کتاب کے تین حصے ہیں پہلے حصہ میں تشبیت انسانی (Anthropomerphism) صفات الٰہی اور کلام کی تعلیمات اور تنقید کا ذکر آتا ہے۔ دوسرے حصہ میں خدا کی ہستی ثابت کی جاتی ہے۔ مادہ اور صورت پر بحث ہے۔ تخلیق اور رسالت کا ذکر آتا ہے تیسرے حصے میں خالق اور مخلوق کے رشتے۔ خیروشر، جبروقدر، مقصدیت اور توریت کی معقولیت جیسے مسائل زیر بحث آتے ہیں۔ ماموں چاہتا تھا کہ مذہب کو عقل کا سہارا دیا جائے۔ اس لئے اس وقت کے یہودی علما نے اسے اذیتیں دیں۔

Maiman, Saloman سلمان مامون

(1800-1754) یہودی فلسفی، ماہر توریت، کانٹ پر اعتراض اور تنقید کرنے والا۔ اس کا اثر مابعد کانتیت (Post Kantianism) پر پڑا۔

Major Premisis مقدمہ کبریٰ

قیاس میں دو مقدمات ہوتے ہیں ایک کبریٰ اور دوسرا صغریٰ کہلاتا ہے۔ ان کی تمیز کے لئے نتیجہ کا موضوع اور محمول دیکھنا ہوتا ہے۔ جس مقدمہ میں نتیجہ کا محمول آئے گا وہ مقدمہ کبریٰ کہلائے گا۔

Major Term حد اکبر

قیاس کے نتیجے میں دو حدود ہوتی ہیں ایک موضوع اور دوسری محمول، محمول کی حد کو حد اکبر کہا جاتا ہے۔

Majzub مجذوب

صوفیوں کے ہاں اس سے مراد وہ شخص ہے جسے خود خدا اپنی محبت نچھاور کرنے کے لئے چن لیتا ہے۔ لہٰذا

اسے تصوف کے منازل طے نہیں کرنے پڑتے۔

Malthus, Thomas Robert
ٹامس رابرٹ مالتھس

(1834-1766) اس کا باپ پڑھا لکھا۔ شریف النفس انسان تھا۔ رابرٹ اسد کا دوسرا لڑکا تھا۔ پچیس سے ہیرابرٹ ہونہار تھا۔ باپ نے اس کی تعلیم کا خود ذمہ لیا۔ بعد میں دو نامور اتالیق مقرر ہو گئے جنھوں نے اس کی ذہانت کو خوب نکھارا بائیس سال کی عمر میں رابرٹ کیمبرج چلا گیا۔ 1797 میں جیزز کالج (Jesus College) کا فیلو بن گیا اور کچھ عرصہ کے لئے پادری کے عہدہ پر فائز رہا۔ 1798 میں اس نے آبادی پر انشائیہ لکھا اور اپنا نظریہ پیش کیا جس کے مطابق آبادی ہندسی تناسب میں بڑھتی ہے اور پیداوار سلسلہ حسابیہ میں۔ مالتھس کہتا تھا کہ پچیس سال کے عرصہ میں آبادی دگنی ہو جاتی ہے۔ لیکن پیداوار کی رفتار آبادی کے مقابلہ میں بہت نرم اور ست ہے۔ آبادی کو کم کرنے کے طریقے قدرت کے پاس جنگیں، وبائیں، قحط اور امراض ہیں۔ غربت میں آبادی بڑھتی ہے اور آبادی بڑھنے سے غربت بڑھتی ہے۔ پس غربت کم کرنے کے لئے کنوارا پن ضروری ہے۔ مالتھس اور اس کے حامیوں کا خیال ہے کہ طب کی دن دگنی اور رات چوگنی ترقی سے موت کی شرح کم ہو گئی ہے لیکن پیدائش کی شرح بڑھ گئی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ لوگ شادیاں نہ کریں تاکہ آبادی نہ بڑھے اور پیداوار کی کمی محسوس نہ ہو۔

مارکسی اس موقف سے اتفاق نہیں کرتے۔ ان کا کہنا ہے کہ کثرت آبادی اور غربت تو سرمایہ دارانہ نظام کی پیداوار ہیں سائنس اور ٹکنالوجی کی ترقی سے پیداوار میں بہت زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے اس سے آبادی کی شرح پیداوار کی شرح سے کم ہو جاتی ہے۔ پس آبادی کم کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ پیداوار بڑھانے کی اور اس مطلب کے لئے سائنس اور ٹکنالوجی کو بڑھانا چاہئے اور پیداوار کو سائنسی طریقوں پر لانا چاہئے۔

Man
انسان

معاشری ہستی ہے۔ ارتقا کے نقطہ نگاہ سے ارتقا کی اعلیٰ ترین کڑی ہے۔ انساں اور جانور کا فرق عقل اور نطق سے ہے۔ جانوروں کی زندگی جبلات اور انعکاسی افعال سے بسر ہوتی ہے۔ انسان کا خاصہ سوچ بچار ہے جس سے وہ ماحول کو اپنے قابو میں لے آتا ہے۔ تصوریتوں کا کہنا ہے کہ جانوروں اور انسانوں میں بنیادی فرق ہے۔ جانور تو ماحول کے غلام ہیں انسان شعور، عقل اور وجداں سے زندگی بسر کرتا ہے اور ماحول کو اپنے تابع لاتا ہے۔ تصوریتوں کا بیاں صاف اور واضح نہیں اس سے کئی مغالطے پیدا ہو گئے ہیں۔ مارکسیوں کے نزدیک اصل فرق یہ ہے کہ جانور تو ماحول سے توافق ڈھونڈتا ہے لیکن انساں اس ماحول کو تبدیل کر کے مادی وسائل کو فروغ دیتا ہے اور اپنی زندگی کو موثر کامیاب بناتا ہے انساں معاشرے میں رہتا ہے اور اس کی سرگرمیوں کا سرچشمہ، مارکسی کہتے ہیں، سوائے مادی معاشی وسائل کے کچھ نہیں۔ مارکسیوں کا دعویٰ کچھ صداقت کا حامل ہے لیکن اسے بھی مکمل صداقت کا حامل نہیں کہا جا سکتا۔

Mana
مانا

قدیم لوگ خیال کرتے تھے کہ قدرت کے مظاہر میں کوئی قوت موجود ہے جس سے کامیابی، نیکی، بدی اور طاقت مل سکتی ہے۔ یہ قوت پوشیدہ ہے لیکن اس کی ہستی سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

Manicheism
مانیت

(615-) مانی کا مذہب، مانی طیفون کے شہر میں 615 عیسوی میں پیدا ہوا۔ طیفون، اشکانی خاندان کے آخری بادشاہوں کا پایہ تخت تھا اور ایک روایت کے مطابق مانی کی ماں اسی شاہی خاندان سے تھی، کہا جاتا ہے کہ جب اس کی عمر 12 سال کی تھی اسے پہلی مرتبہ وحی ہوئی۔ دوسری مرتبہ جب اس کی عمر 24 برس کی تھی۔ اب اسے تبلیغ کا حکم ملا۔ اس نے اپنی تبلیغی

کاروائیوں کا آغاز وطن سے شروع نہیں کیا بلکہ کشن خاندان کے جنوبی علاقوں کو اپنا مرکز بنایا۔ یہ علاقہ موجود مغربی پاکستان کا علاقہ ہے۔ مانی نے سندھ اور بلوچستان میں بھی اپنے مذہب کی تبلیغ کی۔ اس کے بعد فارس' خزستان مدین اور خراسان میں' اس زمانے کے بادشاہوں شاہ پور اور اس کی وفات کے بعد ہر فرد اول نے مانی کی تعلیمات کو کبھی شک کی نگاہ سے نہیں دیکھا' لیکن جب بہرام اول تخت پر بیٹھا تو اس نے مانی اور اس کے متبعین پر سختیاں شروع کر دیں۔ مانی وہاں سے بھاگنا چاہتا تھا لیکن پکڑا گیا۔ اس پر زرتشتی مذہب کی مخالفت کا الزام لگا۔ چنانچہ عمر قید کی سزا ہوئی 26 دن تک قید خانے کی مشقتیں جھیلتا ہوا مرگیا۔

مانی ثنویت کا قائل تھا۔ اس کے نزدیک دو ازلی اور حقیقی چیزیں ہیں نور اور ظلمت جن کی آمیزش سے یہ کائنات وجود میں آئی ان کو خدا اور مادہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ مادہ حرکت نامنظم ہے خدا اصل خیر ہے اور مادہ اصل شر' خدا نے حرکت نامنظم کو منظم بنانے کے لئے ایک طاقت پیدا کی جسے ہم روح کہہ سکتے ہیں۔ اس روح کا منبع خدا ہے۔ انسانی جسم مادی اور ظلماتی ہونے کے باعث ایک عارضی قید خانہ ہے جس میں روح انسانی جس کا مصدر و منبع نفس ربانی ہے محبوس ہے۔ انسانوں کا مقصد حیات یہ ہے کہ وہ نور کے اجزائے پاکیزہ کو ظلمات کے اجزائے خبیثہ سے علیحدہ کرنے میں مدد دیں۔ اس مطلب کے لئے مانی نے راہبانہ طریقے بتلائے مانی کے مذہب میں عیسائیت ' بدھ مت' ہندومت اور زرتست مت کے عناصر پائے جاتے ہیں۔

Manifesto of the Communist Party

کمیونسٹ پارٹی کا منشور

کمیونسٹ پارٹی کا پروگرام جو مارکس اور انگل نے مرتب کیا اور 1848ء میں شائع کیا۔ اس کے پہلے باب "بوژوا اور پرولتاری" میں معاشی نمو کے قوانین واضح کئے گئے ہیں ابتدائی اشتمالیت کو چھوڑ کر باقی ہر قسم کے معاشرے میں طبقاتی کشمکش رہی ہے موجودہ سرمایہ دارانہ نظام بھی اس کشمکش کا شکار ہے۔ اس کا تباہ ہونا یقینی ہے۔ اس کی جگہ اشتمالیت لے گی۔ دوسرے باب "پرولتاری اور کیمونسٹ" میں مارکس اور انگل نے پرولتاری آمریت کا ذکر کیا ہے تیسرے باب "سوشلسٹ اور کیمونسٹ ادب" میں مارکس اور انگل نے ان بوژوا کی قلعی کھولی ہے جنہوں نے سوشلزم کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے۔ چوتھے باب "مخالف پارٹیوں کے بار میں کیمونسٹ کے ردعمل" میں مارکس اور انگل نے مارکسیوں کا رویہ غیر مارکسیوں کے متعلق بیان کیا ہے۔ کتاب کا خاتمہ مشہور نعرے پر ہوتا ہے "دنیا کے محنت کشو' متحد ہو جاؤ۔"

Many questions سوالات مرکب

ایک منطقی مغالطہ ہے' جس سے مراد یہ ہے کہ دو یا تین مختلف سوالات کو اس طرح خلط ملط کر کے ایک کر دیا جائے کہ اس کا سادہ اور صحیح جواب ناممکن ہو۔ مثلاً اگر کسی شخص سے پوچھا جائے کیا تم نے اپنے والد کو پیٹنا چھوڑ دیا ہے تو ہاں یا نہ دونوں جواب اسد کی ناخلفی ظاہر کریں گے۔

Many Valued Logic کثیر القدر منطق

ملاحظہ ہو منطق کثیر القدر۔

Marburg School ماربرگ مکتب فکر

اس مکتب فکر کی بنا ہرمن کوہن (Herman Cohen) (1918-1842) اور پال نیٹورپ (Paul Natorp) (1924-1854) نے رکھی۔ تائید دہندگان میں ارنسٹ کیسرر (Ernst Cassirer) اور ریڈولف سٹیملر (Rudoef Stammler) (1938-1856) کا شمار ہے یہ مکتب فکر تنقیدی تصورات کا حامل تھا۔ علم کے قبل تجربی' غیر نفسیاتی اور خالص منطقی پہلو پر زور دیتا تھا۔ اس کا موقف کانت سے ملتا جلتا تھا۔ جمالیات' اخلاقیات اور نفسیات میں بدیہی اور غیر تجربی عناصر کی تلاش اس مکتب فکر کا خاصہ تھا۔

Marcel, Gabriel گیبرئیل مارسل

(-1889) فرانسیسی فلسفی، ادیب، سوربان میں پروفیسر، مسیحی وجودیت کا علمبردار مارسل سوال اور معمہ میں فرق کرتا ہے وہ کہتا ہے سوال، سائنسی طریقے سے کئے جاتے ہیں ان میں سوال کنندہ کی ذات کو کوئی واسطہ نہیں ہوتا- معمہ میں انسانی ذات شامل ہے- اس لئے ان کا حل سائنسی طریقے سے نہیں دیا جا سکتا- انسانی مسائل معمہ ہیں سوال نہیں- معمہ کا تعلق نہ مذہب سے ہے نہ فلسفہ سے- اس کا تعلق وجود سے ہے یہ وجود موضوعیت ہے- مارسل ثبوت کا قائل نہیں خدا کے ثبوت میں دلائل کو نہیں مانتا- وہ کامل وفاداری اور خلوص چاہتا ہے جو ایسے انسانی رشتوں میں نہیں ملتی- لہٰذا وجودی تقاضے اسے منتقل اور دائمی وجود (Absolute Thou) کی طرف لے جاتے ہیں جو ہر وجود کا سبب ہے اور جس کی وجہ سے ابدی خلوص ممکن ہے- مارسل انسان کو اس سطح پر لے آتا ہے جہاں مطلق وجود سے آمنا سامنا (encounter) ناگزیر ہو جاتا ہے اس سطح پر خدا 'شے' کی بجائے 'شخص' کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے اور جو تعلق اس وقت قائم ہوتا ہے وہ آقا اور محکوم کا نہیں بلکہ دو محبت کرنے والی ہستیوں کا ہے-

Marcus, Aureluis مارکس اوریلیس

(180-121) رومن شہنشاہ، رواقی فلسفی، صوفی منش بزرگ، مادیت کا مخالف، خدا کو عقل محض مانتا تھا اور اسی کو کائنات کی اساس کہتا تھا- مارکس کہتا تھا کہ مرنے کے بعد ہر قسم کا شعور خدا کی ذات میں حل ہو جاتا ہے- مارکس کی اخلاقیت پر جبریت طاری ہے- انکساری اور ترک دنیا کو فضائل کہتا ہے- اس کی مشہور کتاب تفکر (Meditation) کے بارہ ابواب ہیں- اس کتاب میں وہ کہتا ہے کہ موت سے ڈرنا فضول ہے موت بھی ویسی طبعی ہے جیسے پیدائش، مارکس نے عیسائیوں پر سختیاں کیں لیکن اس کی تعلیمات نے عیسائیت پر گہرا نقش چھوڑا-

Marechal Pierre Sylvain مارہسل پیری سلوین

(1803-1750) فرانسیسی مادہ پرست اور ملحد، مادہ کو ازلی اور ابدی خیال کرتا تھا- اگرچہ اس کے خیال میں مادہ کی مختلف صورتیں پیدا ہوتی ہیں اور تباہ ہو جاتی ہیں- علمیات میں اس کا موقف حساتیت (Sensatonism) کا تھا- سلوین کے فلسفہ میں مادہ پرستی، الحاد کا موجب بن جاتی ہے سلوین قدرت کو خدا کہتا تھا- اس کا خیال تھا کہ ڈر نے انسانوں کو مجبور کیا کہ وہ خدا کا تصور بنائیں اور اسے انسانی صفات سے متصف کریں- لہٰذا مذہب کا قلع قمع انقلاب کے ذریعہ ہو گا- اس انقلاب سے استحصال مٹ جائے گا اور کمیونزم آجائے گا-

Maretain, Jacques جیکس ماریشن

(1882) فرانسیسی وجودی مسیحی مفکر، پیرس میں پیدا ہوا- سوربان میں ہنری برگساں کے ساتھ تعلیم پائی- 1906 میں کیتھولک ہو گیا- دو سال تک ایچ ڈریش (H.Driesch) کے ساتھ حیاتیات کا مطالعہ کیا اور اس عرصہ میں سینٹ تھامس کا فلسفہ بھی پڑھا- اس لئے فلسفہ میں اس کا موقف تھامیت (Thomism) ہے- آج کل اس کا قیام امریکہ میں ہے اور پرنسٹن یونیورسٹی میں فلسفہ پر لیکچر دیتا ہے-

اس کی چند ایک تصانیف حسب ذیل ہیں

1-Man the State انسان اور ریاست

فلسفہ طبیعیات

2-The Philosophy of Nature

3-The Range of Reasan وسعت عقل

آرٹ اور شاعری میں تخلیقی وجدان

4-Creative Intutuion in Art Poetry

5-Approaches to God اقترابات خدا

فلسفہ برگسان اور تھامیت

6-Bergsonian Philosophy & Thomism

فلسفہ تاریخ کے متعلق
7-On the Philosophy of History
امریکہ پر غور و فکر
8-Reflections on America

Martyrdom شہادت

شہادت کی دو قسمیں ہیں ایک معمولی اور دوسری اعلیٰ۔ معمولی شہادت تو وہ ہے کہ انسان نیکی کے کام میں لڑتا ہوا یا بیمار ہو کر یا بحالت سفر جاں بحق ہو جائے۔ اعلیٰ قسم کی شہادت حق کو ہر شے میں موجود دیکھنا ہے۔

الجلی کے مطابق معرفت الٰہی میں یہ پانچویں منزل ہے۔ پہلی چار اسلام' ایمان احسان اور صالح اعمال ہیں۔

Marx, Karl کارل مارکس

(1883-1818) مارکس کے والدین متوسط درجہ کے یہودی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ مارکس کی ولادت کے فوراً بعد مارکس کے والد نے یہودیت کو خیرباد کہا اور عیسائی ہو گیا۔ اس نے مارکس کو بون اور برلن کی یونیورسٹیوں میں تعلیم کے لئے بھیجا جہاں مارکس کا میل جول نوجوان' ہیگلیوں (Hegelians) سے ہوا۔ اسی وقت مارکس کو احساس ہو گیا کہ ہیگل کا تجریدی اور تصوریتی فلسفہ زندگی کے عملی مسائل کو حل نہیں کر سکتا۔ جرمنی اس وقت سماجی اور سیاسی ابتری میں پھنسا ہوا تھا اور مارکس کو یونیورسٹی میں جگہ ملنے کا کوئی امکان نہ تھا اس لئے مارکس نے صحافت کا پیشہ اختیار کیا اور Rheinische Zeithung کا ایڈیٹر بن گیا۔ کچھ دیر صحافت کا تجربہ حاصل کرنے کے بعد وہ پیرس چلا گیا اور وہاں بھی کسی رسالہ کا ایڈیٹر بن گیا۔ اس میں دو مضامین ایک یہودیوں کے متعلق اور دوسرا ہیگلی فلسفہ قانون کے متعلق بڑے پایہ کے لکھے۔ یہ مضامین انقلابی حیثیت کے تھے اس لئے مارکس کو یہاں سے بھی کوچ کرنا پڑا۔ چنانچہ وہ برسلز (Brussels) آگیا اور یہاں اسے فریڈرک انگل ملا۔ جس کا دوستانہ مرتے دم تک قائم رہا۔ ان دونوں نے مل کر کمیونسٹ منشور لکھا جو کمیونسٹ پارٹی کا لائحہ عمل ہے۔ پھر دونوں نے جرمن فلسفہ پر تنقید کی۔ اس کتاب کا نام Die Denfuche Ideologic ہے۔ مارکس نے 1848 میں برسلز چھوڑ دیا اور واپس جرمنی آگیا تاکہ انقلاب میں حصہ لے۔ انقلابی سرگرمیوں کی بنا رمارکس کو ملک بدر ہونا پڑا۔ چنانچہ 1850 میں وہ انگلستان آگیا اور مرتے دم تک یہیں رہا۔ مارکس کی زندگی بڑی عسرت میں گزری۔ انگلستان میں رات دن برٹش میوزیم میں کام کرتا تھا۔ یہاں سے اسے سرمایہ پرست سوسائٹی کے خلاف بہت مواد ملا۔ چونکہ اس کی آمدنی نہایت قلیل تھی اس نے ایک گھٹیا درجہ کا مکان کرایہ پر لے رکھا تھا۔ خوراک اور پوشاک بھی ناکافی اور گندی تھی اور آخری عمر میں بیماریوں نے بھی گھیر لیا۔ سات بچے تھے اور اکثر بچے اس کے سامنے فوت ہو گئے۔

کارل مارکس نے کئی کتابیں لکھیں۔ بہترین کتاب داس کیپٹل (Das Capital) ہے جس میں سرمایہ داری کا تواریخی اور معاشی جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کتاب کی پہلی جلد اس کی زندگی میں نکل آئی باقی کی دو جلدیں اس کی موت کے بعد طبع ہوئیں۔

کارل مارکس کی تعلیمات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ایک حصہ منفی اور انقلابی ہے اور دوسرا مثبت اور تعمیری۔ انقلابی حصہ میں مادیت جدلیات اور اضافیت ہیں۔ تعمیری حصہ میں عوام کا تصور۔ غیر طبقاتی معاشرہ کی تشکیل اور فرد اور ریاست پر بحث ہے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے جدلیاتی مادیت' کمیونزم۔

Marxism مارکسیت

کارل مارکس اور فریڈرک انگل کا سیاسی' معاشی اور فلسفیانہ نظریہ۔ فلسفیانہ موقف جدلیاتی مادیت ہے۔ علمیات میں تجربیت اور اقداریت Asciology میں انسان دوستی کا موقف ہے۔ سیاسی معاشی نظریہ کا سنگ بنیاد معاشی جبریت اور معاشرے کی طبقاتی کشمکش ہے۔

معاشیات میں قدر کا نظریہ محنت مرکزی حیثیت رکھتا ہے اور اسی سے توخیر قدر کا تصور پیدا ہوتا ہے۔ معاشی تجزیہ کی بنا پر مارکس کہتا ہے کہ سرمایہ داری اخلاقاً مذموم نظام ہے ار اس لئے اس کی جگہ سوشلزم کو لینی چاہیۓ۔ مارکس کا یقین ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام کا خاتمہ ہو گا۔ عوام انقلاب برپا کریں گے اور عوام کی آمریت قائم ہوگی۔ اس طرح غیر طبقاتی معاشرہ ابھرے گا اور ریاست یعنی گورنمنٹ یا سٹیٹ کی ضرورت نہیں رہے گی۔

Marxism, Lenenism

مارکسیت 'لیننیت

مارکس، انگل اور لینن کا معاشی، سائنسی اور فلسفیانہ نظریہ۔ مارکس نے اپنا انقلابی نظریہ جدلیاتی مادیت کی صورت میں پیش کیا۔ اس نے تاریخ کا تجزیہ کرنے کے بعد سرمایہ درانہ نظام کے خاتمہ اور کمیونزم کی پیش گوئی کی۔ اس نے محنت کشوں کو اتحاد اور انقلاب کی دعوت دی اور غیر طبقاتی معاشرے کے خطوط واضح کئے۔ مارکسیت میں علم و عمل کو یکجا کیا گیا ہے اور ہر نئے تجربے سے فائدہ اٹھایا گیا ہے۔ لینن نے اس پروگرام کو آگے بڑھایا اور جو تجربات مارکس کے بعد کمیونسٹ ممالک اور محنت کشوں کو پیش آئے ان سے استفادہ کیا۔ لینن نے دیکھا کہ سرمایہ دارانہ نظام نے سامراجی روپ اختیار کر لیا ہے۔ اس سے جو نئے مسائل پیدا ہوئے لینن نے ان کے حل تجویز کئے مارکسزم ایک ارتقائی نظریہ ہے اور اس میں اصلاح ہوتی جاتی ہے۔ جو عالمی کیمونسٹ کانفرنسیں مختلف ممالک یا روس میں ہوتی ہیں ان میں تجربوں کو اکٹھا کر کے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔

مارکسیت 'لیننیت ایک ہمہ گیر فلسفہ ہے اور ہر قسم کے معاشی، مادی، تہذیبی اور جمالیاتی پہلوؤں پر حاوی ہے مارکس کے فلسفہ میں تضاد ہے۔ ایک طرف تو وہ سوشلزم کی بات کرتا ہے اور دوسری طرف مادیت پر زور دیتا ہے۔ مادیت انفرادیت کی طرف لے جاتی ہے اور سوشلزم اجتماعیت کی طرف یہ تضاد مارکسزم کو لے ڈوبا۔ مارکسزم کی سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ اس نے مذہبی گروہوں مین تقسیم کرنے والے رسوم و ظواہر سے خوفزدہ ہو کر مذہب ہی کو مسترد کر دیا۔ جبکہ حریت کاملہ کے حصول کا سب سے بڑا ذریعہ مذہب ہے۔ اس کے دو نقصان ہوئے ایک تو مذہب کے حکمت آمیز پہلو سے اشتراکی ذہن اپنے فکر و عمل میں مفید نہ ہو سکا اور اشتراکی حیثیت مذہبی حمایت سے محروم ہو گئی۔ دوسرا نقصان یہ ہوا کہ مذہب کے حامیوں نے اشتراکیت پر تابہ توڑ حملے کئے جس سے مارکسزم کو سخت نقصان پہنچا اور وہ اپنی موت آپ مرگیا۔

مادی محرک Material incentive

سوشلسٹ معاشرہ میں بنیادی محرک مادی ہے اور مادی خوشحالی کا انحصار اس معاشرے میں لوگوں کے کام کی مقدار اور خاصیت پر ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام میں یہی محرک خودغرضی اور مطابقت (Campetitoin) کی طرف لے جاتا ہے لیکن سوشلسٹ نظام میں یہ ہی محرک بے غرضی اور ایثار کو پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ سوشلسٹ نظام میں ہر آدمی معاشرے کے لئے کام کرتا ہے وہ کام کی نئی تدابیر بتلاتا ہے تنظیم زیادہ موثر بناتا ہے اور پیداوار کی مقدار بڑھانے میں ایڑھی چوٹی کا زور لگاتا ہے۔ اس مادی محرک کے ساتھ اخلاقی محرک بھی شامل ہو جاتا ہے۔ اسی لئے تو حب الوطنی اور ایثار کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ مگر وقت اور تجربہ نے مارکسزم کے نظریہ کو غلط ثابت کر دیا ہے۔

Materialism مادیت

تصوریت کے مخالف نظریہ' مادیت دو قسم کی ہوتی ہے ایک خود رو اور دوسری فلسفیانہ خود رو قسم کی مادیت تمام انسانوں میں موجود ہے کیونکہ ہر شخص کائنات کو خارجی مانتا ہے۔ فلسفیانہ مادیت میں مادہ کو اولین حیثیت دی جاتی ہے نفس اور شعور کو ثانوی۔ اس نظریہ کی رو سے کائنات ازلی اور ابدی ہے اور خدا نے اسے تخلیق

نہیں کیا۔ شعور کو مادہ کی پیداوار قرار دے کر مادیت، شعور کو مادہ کا عکس خیال کرتی ہے اور اس طرح کائنات کا ممکن لادراک ہونے کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔

مادیت کا پہلا نظریہ تب پیدا ہوا جب ریاضیات اور علم النجوم میں ترقی ہوئی۔ مادہ پرستوں نے کائنات کی مادی حقیقت کو تسلیم کرلیا اور اس کی خارجی حیثیت کو بھی مان لیا۔ دنیا کی اشیا میں جو عناصر انہیں مشترک ملے انہیں بنیادی عناصر فرض کرلیا۔ کسی نے پانی کسی نے آگ اور کسی نے مٹی اور کسی نے ہوا اور کسی نے ان سب چاروں کو بنیادی اور اخروی حقیقت کہہ دیا۔ قدیم مادہ پرستوں میں اسطریاتی عناصر بھی پائے جاتے تھے لہٰذا ان کے نظریے تصوریتی الائش سے بالکل پاک نہ تھے۔

دور وسطیٰ میں مادیت کی شکل ہمہ اوست اسمیت (Nominalism) کی بن گئی۔ لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ خدا اور فطرت دونوں ہی ابدی ہیں سترہویں اور اٹھارویں صدی میں مادیت میں اثباتی علوم کی ترقی سے تبدیلی آئی۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ نیچر کو میکانکی تصور کیا گیا اور تحلیل اور تجزیہ کو سائنسی طریقہ کہا گیا۔ اس تجزیہ سے نیچر مختلف حصوں میں بٹ گئی اور ہر حصہ کا مطالعہ الگ ہونے لگا اور ان کے نمو اور ارتقاء کا کچھ خیال نہ رہا۔ فرانسیسی مادہ پرستوں نے حرکت کا میکانکی تصور قبول کرلیا اور ہر قسم کے مذہبی رجحان کو اپنے فلسفہ سے باہر نکال پھینکا۔ اس کے بعد کارل مارکس کا جدلیاتی مادیت کا نظریہ آتا ہے جس میں قدیم مادیت کے تمام نقائص دور ہو جاتے ہیں اور کائنات کا ارتقائی تصور ملتا ہے۔

Materialism Emperio Criticism
مادیت اور تجربی تنقیدیت

لینن کی اہم فلسفیانہ تصنیف جس میں اس نے جدلیاتی مادیت کی تائید کی ہے اور تجربی تنقیدیت کی مخالفت کی ہے۔ تجربی تنقیدیت کا فروغ (1905-1907) کے انقلاب کی ناکامی کے بعد ہوا۔ یہ ایک قسم کی موضوعی تصوریت تھی اور ترمیمیت (Revisianism) کی حامی۔ اس لئے لینن اس پر کڑی نکتہ چینی کرتا ہے۔ اس کتاب میں مارکسیت کے اہم تصورات، مارکسی نظریہ 'علمیات' تاریخی مادیت اور اضافیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

Materialism Economic معاشی مادیت

اس نظریہ کی رو سے صرف معاشیات ہی سماجی ارتقا کی ضامن ہے۔ اس لحاظ سے یہ نظریہ ناقص ہے کیونکہ باقی عناصر مثلاً سیاسیات فلسفیانہ افکار، تہذیب وغیرہ جو معاشیات کے برابر اہم ہیں ان کو نظرانداز کر دیا گیا ہے۔ معاشی مادیت اور تاریخی مادیت میں فرق کرنا چاہئے۔ تاریخی مادیت جو مارکس کا نظریہ ہے اس کی رو سے سماجی ارتقا کا اہم عنصر مادی پیداوار ہے اور سیاسی ادارے، تصورات اور نظریئے معاشرے کی معاشی ساخت اور مادی زندگی کے عوامل کا نتیجہ ہیں۔ مارکسی نظریہ سیاسی اداروں، سیاسی نظریوں اور سماجی اصولوں پر بھی زور دیتا ہے۔ پس جہاں معاشی مادیت میں صرف معاشیات کو درخور اعتنا سمجھا جاتا ہے۔ تاریخی مادیت میں معاشیات کے ساتھ مادی زندگی کے دیگر وسائل کو بھی اہمیت دی جاتی ہے۔

Materialism Historical تاریخی مادیت

مارکسیت 'لینینت کا ضروری عنصر' تاریخی مادیت میں سماجی ارتقا کے اصولوں پر بحث ہوتی ہے اور جس طرح لوگوں کی زندگیوں میں یہ اصول کارفرما ہیں ان کا ذکر آتا ہے۔ تاریخی مادیت کو سائنسی معاشریات کہا جا سکتا ہے کیونکہ اس میں معاشرے اور اس کی نمو کا مطالعہ سائنسی اصولوں سے کیا جاتا ہے۔ مارکسی کہتے ہیں کہ مارکس سے پہلے کسی نے سائنسی انداز سے انسانی معاشرے کا مطالعہ نہیں کیا۔ تصوریتی مادی عناصر کو نظرانداز کر دیتے تھے اور مادہ پرست، تصورات، افکار اور اصولوں کو، مارکس نے معاشریات اور تاریخ میں مادی اصولوں کا اطلاق کیا لیکن مارکس کی مادیت، قدیم مادیت سے مختلف ہے کیونکہ مارکس کو افکار اور

تصورات کی اہمیت کا اندازہ ہے اور انہیں سماجی ارتقا میں مناسب جگہ دیتا ہے۔ قدیم مادیت میں تصوریتی عناصر پائے جاتے تھے اور اس میں صرف نامور ہستیوں کا ذکر آتا تھا۔ تاریخی مادیت نے ان دونوں غلطیوں کو رفع کر دیا ہے۔ اس میں تصوریت بالکل نہیں پائی جاتی۔ اس کے علاوہ نامور ہستیوں کی بجائے عوام کا ذکر آتا ہے۔ انقلاب کے ذمہ دار تو عوام ہیں ان کارناموں کا ذکر ہونا چاہئے۔ تاریخی مادیت عوام کی آمریت چاہتی ہے اور یہی اس کے پروگرام کا مقصود ہے۔

Materially جسمیت

مدرسیوں کا کہنا ہے کہ اگر محمول کا موضوع سے مادی یا جسمی تعلق ہو تو جسمیت لازم آئے گی اور اگر صوری ہو تو صورتی، مثلاً مادی لحاظ سے آگ جلا دیتی ہے لیکن صوری لحاظ سے گرمائی پہنچانے والی ہے۔

Mathematical Hypothesis ریاضیاتی مفروضہ

جدید طبیعیات کا اہم فریضہ، طبیعیات میں اجزائے صغیر کا ذکر کرنا ہوتا ہے یہ اجزا دیکھے نہیں جاسکتے۔ ان کا اظہار صرف ریاضیاتی طریقوں سے ممکن ہے۔ ان طریقوں سے تعمیمات وضع کی جاتی ہیں اور ریاضیاتی نظریون کا حقیقت سے رشتہ قائم کیا جاتا ہے۔ ریاضیاتی مفروضوں سے نئی اشیا اور ان کے خواص کا بھی اندازہ لگایا جاتا ہے۔

Mathematics ریاضیات

شروع میں ریاضیات کو اعداد کا علم سمجھا جاتا ہے لیکن آج کل یہ تعریف مسترد ہو گئی ہے کیونکہ جدید ریاضیات میں کئی ایسی شاخیں ابھر آئی ہیں جو اس تعریف کے تحت نہیں آئیں۔

ریاضیات کی ابتدا چند ایک بدیہات سے ہوتی ہے ان بدیہات سے باقی تمام قضایا اور اصول اخذ کئے جاتے ہیں۔ اس طرح ریاضیات کو استخراجی منطق کا شعبہ کہا جا سکتا ہے یا خود اسے اطلاقی منطق کا نام دیا جا سکتا ہے۔ نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ غیر معین حدود (terms undefined) جس کا ذکر غیر معین عناصر کی صورت میں آتا ہے وہ کسی خاص شے کی نمائندگی نہیں کرتے بلکہ متغیرات (Variables) ہیں اور یہی حال اس کے اشکال (Theorems) کا ہے۔ اس لحاظ سے بھی ریاضیات ایک قسم کی منطق بن جاتی ہے۔ پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب غیر معین حدود کی تعریف کی جاتی ہے تو یہ منطقی قضایا کی شکل اختیار کر جاتے ہیں اور ان کا ثبوت منطقی اصولوں سے دینا پڑتا ہے۔ رسل اور وائٹ ہیڈ نے اس پروگرام کو اصول ریاضیات (Principia Mathematic) میں نبھانے کی کوشش کی ہے۔

اس مکتب فکر کے خلاف وجدانیوں (Intuitonists) کا مکتب فکر ہے وہ اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ ریاضیات کو منطق سے اخذ کیا جا سکتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ریاضیات کے اصول اولیں اپنی نوعیت میں خود مختار ہیں اور ان کا درک براہ راست فوری طور پر وجدانی طریقے سے ہوتا ہے۔

Mathesis Universalis عالمی ریاضی

عالمی ریاضی کا تصور لائبنز (Leibniz) کے ذہن مین آیا۔ وہ عالمی زبان بھی بنانا چاہتا تھا اور اس عالمی زبان میں جو اساسی تصورات پر مشتمل ہو گی اور علامتوں میں کام چلائے گی عالمی ریاضی کی مدد سے استخراج ممکن ہو گا۔ لائبنز چاہتا تھا کہ ایک ایسی زبان بنائی جائے جس میں بنیادی تصورات بالکل غیر مبہم اور واضح ہوں اور ان کا اظہار علامتوں میں ممکن ہو۔ یہ پروگرام خود تو لائبنز نبھا نہ سکا لیکن بعد میں ریاضیاتی منطق کا سنگ بنیاد بنا۔

Matriarchy مادر شاہی

قدیم معاشرے میں مرد کی نسبت عورت کا رول زیادہ اہم ہوتا تھا۔ ایک وقت تھا جب شادیاں انفرادی کی بجائے گروہی ہوتی تھیں ان شادیوں میں باپ کا پتہ

چلانا مشکل ہوتا تھا البتہ ماں کا علم یقینی ہوتا تھا۔ لہٰذا ماں کے نام پر خاندان چلتے تھے۔ اس وقت ہر شعبہ پر عورت کا راج تھا۔ شکار تو مرد کھیلتے تھے لیکن گھر کی دیکھ بھال، بچوں کی نگہداشت، کھانا پکانا وغیرہ عورت کے ہاتھوں میں تھا۔ جب لوگوں نے گائے بیل پالنے شروع کئے تب پانسہ بدل گیا۔ مرد کا رول عورت سے زیادہ اہم ہو گیا۔ اس کے بعد جوں جوں زمانہ ترقی کرتا گیا مرد کی اہمیت بڑھتی گئی حتیٰ کہ عورت بھی اس کے تحت میں آ گئی اور نجی ملک کی حیثیت اختیار کر گئی۔

مادہ Matter

(1) مادہ اس شے کا نام ہے جس میں وسعت، وزن، حرکت، حرکت پذیری، جمود، کشش، رفع جیسی صفات موجود ہوں۔ مدرک بالحواس (sensible) حقیقت کو بھی مادہ کہتے ہیں اور مستقل اور خارجی حقائق کو بھی (2) طبعی اور غیر نفسی (3) غیر روحانی اور جسمی (4) بے جاں (5) دنیوی اور قدرتی (6) بالقوۃ جو صورت اختیار کرنے پر فعلیت میں تبدیل ہو جائے (7) تحسات کا مجموعہ جو خارج سے پیدا ہوتا ہے (8) ہیولیٰ

مادہ اولیٰ Matter prime

یہ اصطلاح مدرسیوں کے ہاں تیرہویں صدی کے بعد پائی جاتی ہے۔ جب ارسطوی فلسفہ کا یورپ میں احیا ہوا تو مادہ اولیٰ سے مراد قوائیت (Potentiality) لی گئی جس میں کوئی خواص موجود نہیں ہوتے۔ مادہ کو فردیت کا اصول کہا گیا۔ جب صورت کا امتزاج مادہ سے ہوتا ہے تو صورت میں انقباض (Contraction) پیدا ہوتا ہے اور عالمگیر حیثیت سے جزوی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔ اسی لئے فرشتوں کو فردیت سے عاری سمجھا جاتا ہے۔ وہ مادہ سے خالی ہیں لہٰذا فردیت کے حامل نہیں ہو سکتے۔

اخلاقی مقولیٰ Maxim ethical

اخلاقی اصول جو زندگی میں مشعل راہ کا کام دیتے ہیں۔ مثلاً ڈیسکارٹ کا اصول کہ انساں کو قسمت پر قابو پانے کی بجائے اپنے آپ کو قابو میں رکھنا چاہئے یا کانٹ کا اصول "اس طرح عمل کر کہ گویا تیرے عمل کا قانون تیری ہی مرضی سے عالمگیر قانون بنایا جائے۔"

مایا (سنکرت) Maya

اغلاط اور التباس پیدا کرنے کی قوت۔ پردہ جس نے حقیقت کو ڈھانپا ہوا ہے۔ حقیقت کے مقابلے میں مظاہر، مایا کو بصیرت اور علم سے دور کیا جا سکتا ہے۔

ولیم میکڈوگل McDougall, William

(1938-1871) انگریز ماہر نفسیات، حیاتیات، طب اور انسانیات میں خاص شغف رکھتا تھا۔ پہلی عالمی جنگ میں انگریزی فوج میں میڈیکل افیسر تھا اور اس کا کام عصبانی مریضوں کی دیکھ بھال تھی۔ جنگ کے بعد پہلے ہارورڈ میں اور پھر ڈیوک یونیورسٹی میں پروفیسر مقرر ہوا۔

نفسیات میں اس کا موقف غائیتی (Hormic) تھا۔ اس کے خیال میں کردار کی بنیادی صفت مقصد کے لئے کوشش ہے۔ جو ہر جاندار کے کردار میں پائی جاتی ہے۔ وہ کہتا ہے ہر جاندار اپنی کوشش جاری رکھتا ہے جب تک مقصد حاصل نہ ہو جائے۔ وہ اپنے کردار کو بدل لیتا ہے اگر اس کی ضرورت پڑے۔ کوشش ختم ہو جاتی ہے جب مقصد پا لیا جاتا ہے اور تکرار سے فعلیت میں اصلاح ہوتی ہے۔ میکڈوگل کے نقطہ نگاہ سے یہ علامتیں غایتی کردار کی ہیں۔ مقاصد کی تشریح کرتے ہوئے میکڈوگل نے جبلت کا تصور پیش کیا اور ان کی تعداد بتلائی۔ یہ جبلتیں نفسی، فعلیاتی فطری میلان ہیں۔ ان کے بل پر شخصیت کی عمارت تیار ہوتی ہے۔ اس کی مشہور تصانیف حسب ذیل ہیں۔

فعلیاتی نفسیات

1-Physiological psychology

مبادیات معاشری نفسیات

2-Introduction to social psychology

3-Outline of psychology نفسیات کا خاکہ

غیر طبعی نفسیات کا خاکہ

4-Outline of Abnormal psychology

5-The Energies of man انسانی قوا

Mead, George Herbert

ہربرٹ جارج میڈ

(1931-1863) شکاگو یونیورسٹی میں پروفیسر تھا۔ جان ڈیوی کی پیروی کرتا تھا۔ تخلیقی ذہانت کے سلسلہ میں دو باتیں کہتا ہے ایک کوئی شخص کیسے مفروضے بناتا ہے اور ان کی صحت کیسے پرکھتا ہے اور دوسرے اس شخص کا اپنے معاشرے سے کیا تعلق ہے۔ کیا یہ تعلق ذمہ دارانہ اور عضویائی ہے یا نہیں۔

اس کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

دور حاضر کا فلسفہ

1-Philosophy of the present

2-Mind,Self,Socity نفس، ذات اور معاشرہ

انیسویں صدی میں فکری تحریکات

3-Movements of Thought in the Ninteenth century

4-Philosophy of the Act فلسفہ عمل

Mean

متوسط

متوسط سے مراد درمیانی راستہ یعنی افراط اور تفریط سے بچ کر میانہ روی اختیار کرنا' ریاضیات میں متوسط سے مراد اوسط ہے اور اخلاقیات میں اس سے مراد میانہ روی ہے۔

ریاضیات میں حسابی اوسط سے مراد دو رقموں کا نصف ہے اور دو مقداروں کا ہندسی اوسط ان کے حاصل ضرب کا جذر ہے۔

یونانی فلسفہ میں ان دو اوسطوں کے علاوہ موسیقی اوسط کا بھی ذکر آتا ہے فیثاغورث اور افلاطون ان اوسطوں کا ذکر کونیات کے سلسلہ میں کرتے ہیں۔

اوسط کا استعمال چینی' بدھ اور یونانی اخلاقیات میں آتا ہے۔ چینیوں کے ہاں چنگ ینگ (Chung yung) یا وسطی راستہ کا ذکر ہے جس کا مطلب اندھا دھند مسرتوں' غلے' غم اور لذتوں سے پرہیز کرنا ہے۔ مہاتما بدھ نے ترک دنیا اور دنیاداری کے درمیان اخلاقی راستہ تجویز کیا۔ یونانیوں نے' خاص طور پر ارسطو نے فضیلت کو درمیانی راستہ کہا ہے فضیلت کی تعریف کرتے ہوئے ارسطو کہتا ہے کہ فضیلت دراصل عادت ہے اختیار وسط اعتباری کی جس کا تعین یا تو عقل کرتی ہے یا صاحب فراست اشخاص۔

Meaning

معنی

ذو معنی لفظ ہے۔ اس کا مفہوم نیت' حوالہ تعریف اور سیاق و سباق سے متعین ہو سکتا ہے صحیح مفہوم سمجھنے میں تین رکاوٹیں ہیں (1) مقرر اور سامع کے موقف ایک نہ ہو (2) مخصوص الفاظ اور عام الفاظ کے معانی میں فرق ہو اور (3) زبان کے کسی ایک پہلو پر زور دے دیا جائے جب کہ دوسرے پر دینا چاہئے تھا۔ مثلاً تاثری کی بجائے اثباتی پر دے دیا جائے یا اثباتی کی بجائے تاثری پر دے دیا جائے۔ ان غلطیوں سے بچنے کے لئے مندرجہ ذیل سوال کرنے چاہئیں۔

الف۔ لایعنی واردے وغیرہ کا کیا مطلب ہے

1-لا کس چیز کا اشاریہ (index) ہے

2-لا کس چیز کی علامت ہے

ب۔ مقرر لا سے کیا مراد لیتا ہے۔

1-مقرر نے لا کس نیت۔ مقصد یا دلچسپی کے تحت کہا

2-مقرر کا کدھر اشارہ تھا۔

3-مقرر کونسا تاثر سامعین پر چھوڑنا چاہتا ہے۔

4-اور کونسے الفاظ یا فقرے اسی تاثر کو پیدا کرنے کے لئے مقرر استعمال کر سکتا تھا۔

پ۔ سامع نے لا سے کیا مراد لی۔

1-ایک سامع نے مقرر سے لا سن کر کیا مطلب نکالا

د۔ لا سے زبان میں کیا مراد لی جاتی ہے۔

1- لا کے کن اشاروں کو دوسرے اشاروں میں بغیر مطلب بگاڑتے ہوئے تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

2- لا کو ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرتے ہوئے نئی زبان کا کتنا حصہ لا کو ٹھیک طریقہ سے ظاہر کر

رہا ہے۔

Meanings, Kinds of معانی کی اقسام

علمیت (Semiotis) میں معانی کی کئی قسمیں بتلائی جاتی ہیں۔ (1) کوئی جملہ وقوفی معانی کا تب حامل سمجھا جاتا ہے جب اس کی تصدیق یا تکذیب ممکن ہو۔ ایسے جملے کی شکل عموماً بیانیہ ہوتی ہے۔ وقوفی جملے کے معانی دو چیزیں پر منحصر ہیں (الف) اس کے الفاظ یا حدود کے وقوفی مطالب پر (ب) جملہ کا حقائق کے مطابق ہونے پر یعنی حقائق سے مطابقت رکھنے پر۔ اگر کسی جملے میں دونوں خواص پائے جائیں تو جملہ اثباتی کہلائے گا۔ لیکن اگر جملے میں صرف (الف) کی خاصیت پائی جاتی ہے۔ تو جملے کے منطقی یا صوری معنی ہوں گے اور اگر یہ معنی درست ہوں تو جملہ تحلیلی ہو گا۔ تاثری جملہ مقرر کے تحسسات، جذبات، رویے، دلچسپیوں کو ظاہر کرتا ہے۔ ایسے جملے وقوفی بھی ہو سکتے ہیں اور غیر وقوفی بھی۔ لیکن اگر کوئی جملہ غیر وقوفی ہو اور اسے وقوفی سمجھ لیا جائے تو اسے منطقی اثباتیوں کی اصطلاح میں بیان کاذب Pseudo statement کہا جاتا ہے۔

Means of Production پیداواری ذرائع

مادی پیداوار میں ہر قسم کی محنت اور اشیا کے استعمال کو پیداواری ذریعہ کہا جاتا ہے۔ محنت کا مقصود ان ذرائع کو پیدا کرنا ہے جن سے مادی پیداوار میں مدد مل سکے۔ زمانہ قدیم میں پتھر اور لکڑیاں پیداواری ذرائع تھے جیسے آج کل آلات، مشینیں وغیرہ ہیں۔ ان ذرائع میں زمین، سڑکیں نہریں، دریا، سمندر وغیرہ سبھی شامل ہیں کیونکہ مادی پیداوار ان کے وسیلے سے پھلتی پھولتی ہے۔ چونکہ دور جدید مشینی دور ہے اس لئے آج کل پیداواری ذرائع میں مشینوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

Measure پیمائش

ایک فلسفیانہ تصور جس سے کمیت اور کیفیت کا اتحاد ظاہر ہوتا ہے۔ ہر کیفی شے کے کمی خواص ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے اس کی پیمائش ممکن ہے لیکن یاد رہے کہ کمیت کے اپنے حدود ہیں کیونکہ ایک حد کے بعد کمیت، کیفیت میں بدل جاتی ہے۔ کمیت سے کیفیت میں بدلنے کے مقام کو عقدی (Nodol) کہا جاتا ہے۔

شے یا کیفیت کی پیمائش کرتے وقت یا تو مقدار کے تعدد کو مد نظر رکھا جاتا ہے یا بعد میں اس کا مقام متعین کیا جاتا ہے۔

Mechanics میکانیات

حرکت کی سائنس ہے۔ اس میں ذروں کا مقام ان کے رشتوں سے قائم کیا جاتا ہے۔ ان ذروں کے وسعت (extension) نہیں ہوتی البتہ کمیت (Mass) ہوتی ہے۔ اس میں زماں و مکاں اور حدود تفویض (Frame of reference) کا ذکر آتا ہے اور فرض یہ کیا جاتا ہے کہ ذرے مسلسل راستے پر رواں ہیں۔

Mechanism میکانیت

اس نظریہ کی رو سے تمام مظاہرات کو میکانکی اصولوں پر بیاں کیا جا سکتا ہے۔ ہر شے کی تخلیق مادہ سے بتلائی جاتی ہے یہ مادہ متحرک ہے اور قوانین کے تابع ہے۔ کائنات ایک مشین ہے اور خود بخود کام کرتی ہے۔ یونانیوں کے ہاں اس موقف کے دعویدار لسی پس (Leucippus) اور demoeritus اور وعقراطیس وہ کہتے تھے کہ کائنات کی آخری حقیقت جواہر ہیں جو حرکت کرتے رہتے ہیں اور انکے علاوہ خلا ہے گلیلیو (Galileo) کا بھی یہی خیال تھا۔ ڈیسکارٹ (Descartes) بھی میکانیت کو تسلیم کرتا تھا۔ کانٹ بھی نیچر کے متعلق یہی خیال رکھتا تھا۔ جو لوگ زندگی کی تشریح اور توجیہ طبیعی قوانین سے کرتے ہیں وہ حیاتیات میں میکانیت تسلیم کرتے ہیں۔

Mechnikov, Lev Ilyich لیوالوچ میکنیکو

(1838_1888) روسی ماہر معاشریات اور جغرافیہ دان، سوئٹزلینڈ کی اکیڈمی میں جغرافیہ اور اشاریات

کے شعبوں کا سربراہ تھا۔ عالمی تہذیب کی تاریخ لکھنا چاہتا تھا لیکن صرف مقدمہ لکھ سکا۔ اس مقدمہ میں اس نے جغرافیائی جبریت کا نظریہ پیش کیا وہ کہتا تھا کہ معاشری ارتقا کے عوامل جغرافیائی طبعی ماحول میں ملیں گے۔ دریاؤں اور سمندروں نے بڑی بڑی تہذیبوں کو جنم دیا ہے۔ معاشرہ پر حیاتیات کے قوانین کا اطلاق جائز خیال نہیں کرتا تھا اسی لئے سپنسر (Spencer) کا مخالف تھا۔ میکنیکو کہتا تھا کہ معاشرہ میں عوامل کو آزادانہ طور پر مل جل کر رہنا چاہئے اور ان کی ترقی کا معیار جبر و استبداد سے فوضیت (Anarchism) کی طرف جاتا ہے۔

Mediation توسط

مارکسی فلسفہ میں کسی شے کی تعریف اگر اس کے علائق سے کی جائے تو یہ توسط کہلائے گا۔ ہر شے کا تعلق دوسری اشیا ہے اور اس تعلق کے بغیر شے کا مفہوم سمجھ میں نہیں آسکتا۔ ہیگل (Hegel) نے بدیہی اور غیر بدیہی کا جوڑ توسط سے قائم کیا۔ پس جب دو مختلف اشیا یا تصورات میں رابطہ قائم کرتے ہیں تو یہ توسط کہلاتا ہے۔ ڈیسکارٹ نے جسم اور روح کے درمیان خدا کے ذریعہ سے رابطہ قائم کیا اور عیسائیت میں کامل خدا اور ناقص انسان کے درمیان رشتہ قائم کرنے کیلئے حضرت مسیح کا وجود ہے یہ ایک لحاظ سے بشر ہیں اور دوسرے لحاظ سے خدا' اوتاروں کا یہی مقصد رہا ہے۔ خواہ یہ اوتار ہندوؤں میں ہوں یا مسیحیوں میں۔

Meditation مراقبہ

یہ غور و فکر کا مقام ہے۔ صوفیا اس حالت میں دنیا سے الگ تھلگ ہو کر سرمدی حقائق کے متعلق سوچتے ہیں۔ انہیں اپنی ذات کے اسرار سے واقفیت حاصل ہوتی ہے اور اللہ کی ذات و صفات سے آگاہی ہوتی ہے۔ یہ مقام ذکر ہے۔

Medieval philosophy in Western Europe دور وسطیٰ کا فلسفہ (مغربی یورپ میں)

مغربی یورپ میں یہ دور پانچویں صدی سے پندرہویں صدی تک رہا ہے۔ اس وقت جاگیردارانہ نظام برسراقتدار تھا۔ سولہویں صدی سے سرمایہ دارانہ نظام کا آغاز ہوتا ہے۔ اس دور میں مذہب کی حاکیت تھی اور مذہب کے عقاید ہر شے کی تہ میں کارفرما تھے۔ فلسفیوں کا کام یہ تھا کہ مذہبی عقاید اور خیالات کو فلسفہ سے ثابت کریں۔ اس طرح فلسفہ مذہب کا غلام ہو گیا۔ متکلمین اور عیسائی پادریوں کا یہی کام تھا۔ وہ کافروں اور منکروں کے مقابلے میں مذہب کی حقانیت اور ان کے اعتراضات کا جواب فلسفہ سے دیا کرتے تھے۔ ان میں سرکردہ سینٹ آگسٹائن تھا جس نے نوفلاطونیت سے مسیحی عقائد کو برحق ثابت کرنے کی کوشش کی۔ سکاٹس اریگنا (Scotus Erigena) کا بھی یہی طریق کار تھا۔ فلسفہ میں ان کا موقف یا توحقیقت (Realism) تھا یا اسمیت (Nominalism) بارہویں صدی میں ان دونوں نظریوں کی مخالفت پری ابیلارڈ (Pierre Abelard) نے کی۔ وسط بارہویں صدی سے ارسطو کا اثر شروع ہوا۔ پہلے تو ارسطویت کی مخالفت ہوئی بعد میں اس کے ذریعے مذہب کے عقاید اور خیالات ثابت کئے گئے۔ اس تحریک سے کئی توہمات پیدا ہو گئے مثلاً زمین مرکزی اور ارسطوی طبیعیات کے نظریے۔ تیرہویں صدی کے مشہور مذہبی مفکر سینٹ البرٹ' تھامس اکیوناس (Thomas Aquinas) اور جان ڈنس سکاٹس (John Duns Scotus) تھے۔ ان لوگوں کا ہمعصر راجر بیکن تھا۔ کچھ اس کی وجہ سے اور کچھ صلیبی جنگوں میں مسلمانوں سے دوچار ہونے کی وجہ سے فلسفہ میں کچھ جان آئی اور اسمیت نے فروغ پایا۔ اس زمانہ میں تصوف نے بھی زور پکڑا۔ تصوف کے علاوہ مذہب کی زنجیروں سے نجات حاصل کرنے میں ابن رشد کا بھی ہاتھ ہے کیونکہ اس کی تعلیمات سے متاثر ہو کر کئی مسیحی مفکروں نے مسیحیت کے خلاف لکھا۔ چنانچہ پوپ گریگری نے حکم دیا کہ ارسطوی فلسفہ

کی تصحیح کی جائے اور اسے مذہب کے مطابق کیا جائے۔ جہاں تک فلسفہ کا تعلق ہے یہ دور فلسفہ کا تاریک دور ہے۔ جب یہ دور ختم ہوا اور اس کے ساتھ جاگیرداری نظام بھی ختم ہو گیا اور سرمایہ داری نظام نے جنم لیا تب فلسفہ میں جان پیدا ہوئی اور اس نے خود مختار اور آزاد علم کی طرح اپنا عہدہ سنبھالا۔

میگرین مکتب فکر Megarian School

چوتھی صدی قبل مسیح میں یونان کا ایک فلسفیانہ مکتب فکر جس کا سربراہ میگرا (Megara) کا اقلیدس تھا۔ یہ شخص سقراط کا دوست تھا اس نے کوشش کی کہ پرمینڈیز (Parmenides) اور سقراط کی تعلیمات کو یکجا کرے۔ پرمنیڈیز توحید کا قائل تھا اور واحد کو لایزال اور ابدی مانتا تھا۔ سقراط کے ہاں خیر کا تصور تھا۔ اقلیدس کہتا تھا کہ خیر ہی لایزال اور ابدی واحد ہے اور مختلف ناموں سے یعنی صداقت، عقل اور خدا سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں کثرت کی کوئی حقیقت نہیں یہ عارضی اور فانی ہے۔ اس مکتب فکر پر زینو (Zeno) کا اثر ہوا اور بالآخر رواقیت میں ضم ہو گیا۔

الیکس میناگ Meinong, Alexius

(1853-1921) برنتینو (Brentano) کا شاگرد، اس نے مابعد الطبیعیات کے مقابلہ میں جو حقیقت کا قبل تجربی علم ہے اشیا کی قبل تجربی علم کی بنیاد رکھی۔ اس نے فکر کے موضوع کو 'شے' کہا۔ اشیا کئی قسم کی ہیں۔ کچھ تو واقعی وجود رکھتی ہیں جیسے طبعی اشیا ہیں اور کچھ محض ہستی (subsist) رکھتی ہیں جیسے ریاضیاتی حقائق ہیں۔ پھر کچھ اشیا ممکن ہیں اور کچھ ناممکن۔ کچھ ابتدائی طبقہ سے تعلق رکھتی ہیں اور کچھ مرکب سے۔ اشیا سے بحث کرتے وقت ان کے وجود کو الگ کر دیا جاتا ہے اور محض ان کے جوہر سے سروکار ہوتا ہے۔ اشیا کو یا تو بدیہی قضایا کے ذریعہ سے جانا جاتا ہے یا مفروضوں سے جو خیالی قضایا ہیں۔ ہیجانات کے سلسلہ میں بھی یہی فرق کئے جا سکتے ہیں کیونکہ ہیجانات بھی فرضی یا خیالی ہو سکتے ہیں جیسے تھیٹر کے تماشائیوں کے ہوتے ہیں۔

نکولس میلبرانش Melbranch, Nicolas

(1638-1715) فرانسیسی تصوریتی مفکر، موقعیت (Occasionalism) کا قائل۔ پیرس میں پیدا ہوا اور ڈیسکارٹ کا پیروکار تھا۔ جسم اور نفس کے متعلق وہ کہتا تھا کہ ان دونوں میں تعامل محال ہے۔ ان کا تعلق خدا کی وجہ سے ہے جو نفسی کیفیات کے مطابق جسمانی کیفیات پیدا کر دیتا ہے۔ یہ موقعیت ہے۔ میلبرانش کا اعتقاد ہے کہ خدا ہر شے میں سرگرم کار ہے اور ہر شے کا اصلی سبب ہے۔

اصلاحیت Meliarism

رجائیت اور قنوطیت کے درمیان راستہ، اس نظریہ کی رو سے دنیا میں خیر و شر دونوں موجود ہیں۔ ان کی مقدار مقررہ نہیں۔ اس میں تبدیلی کی جا سکتی ہے اور خیر کی مقدار بڑھائی جا سکتی ہے اور یہ بڑھ بھی رہی ہے۔ حیاتیاتی اور معاشری ارتقا اسی جانب گامزن ہے۔

جارج ایلیٹ (Gearge Eliot) نے انگریزی کی اصطلاح وضع کی۔

میلیسس Melissus

(450 ق م) یونانی مفکر، اس نے ہستی کو واحد، ابدی، غیر متغیر اور غیر متحرک ثابت کرنے کے لئے دلائل دیئے۔ وہ کہتا تھا کہ انسانی حواس دھوکا دیتے ہیں۔

حافظہ Memory

ماضی کے ادراک کردہ اشیا کا براہ راست علم۔ ایسے ہی گزشتہ ہیجانات اور احساسات کی براہ راست یاد۔ حافظہ کے تین عناصر بتلائے جاتے ہیں۔ آموزش، یاد اور شناخت، یعنی کسی چیز کا سیکھنا، پھر اسے بروقت ضرورت یاد کرنا اور پھر شناخت کرنا کے دراصل یہ وہی چیز ہے جو کسی وقت سیکھی گئی تھی۔ حافظہ کی تہہ میں اعصابی رشتے ہوتے ہیں۔ جتنے گہرے یہ رشتے ہوں گے اتنی ہی قابل اعتبار یادداشت ہو گی۔

Mendelson, Moses موسیٰ مینڈل سون

(1784-1729) جرمن یہودی فلسفی جس نے یہودیوں کے حقوق کا مطالبہ کیا۔ کلیسا اور ریاست کو الگ رکھنے کی تجویز پیش کی اور آزادی ضمیر کا نعرہ لگایا۔ اس نے روح کی ابدیت اور ہستی باری تعالیٰ کے لئے دلائل اور ثبوت دئے۔

Meng Tzu منگ زو (چینی)

(289-372 ق م) کنفیوشس کا پیروکار، اس کی تعلیمات میں تصوریت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ وہ کہتا تھا کہ علم کا دارومدار تحسسات کی بجائے عقل پر ہے۔ اخلاق کا اساس انسان کی فطری قابلیتوں پر ہے اور اخلاقی معیار کی حقانیت کا ضامن آسمان (Heavan) ہے۔ منگ زو کہتا تھا کہ حکمرانوں سے کہیں زیادہ عوام کی اہمیت ہے اور اگر حکمراں راہ راست پر نہ چلے تو عوام اسے تخت سے علیحدہ کر سکتے ہیں۔ منگ زو کئی سال کئی ممالک میں سفر کرتا رہا۔ اس نے بادشاہوں کو دعوت دی کہ وہ آمرانہ طریقہ چھوڑ کر فلاحی اور بہبودی طریقہ اختیار کریں۔ لیکن اسے کوئی کامیابی نہ ہوئی اس لئے تبلیغی کام کو خیرباد کہہ کر اس نے درس و تدریس اور تصانیف کا کام شروع کر دیا۔

Mental Chemistry نفسی کیمیا

جس طرح علم کیمیا میں مرکبات کو ان کے عناصر میں تحلیل کیا جاتا ہے اور عناصر کے امتزاج سے مرکبات بنائے جاتے ہیں اسی طرح نفسیات میں نفسی کیفیات کو ان کے لبیط عناصر میں تحلیل کر دینا اور ان لبیط عناصر کی ترکیب سے مرکب نفسی عوامل کی تشکیل کرنا۔ یہ پروگرام ٹیچنر (Titchener) کا تھا۔

Mentalism اذھانیت

یہ۔ نظریہ بارکلے (Berkeley) کا تھا وہ کہتا تھا کہ صرف نفس اور اس کے کوائف ہی حقیقی اور اصلی ہیں۔ بارکلے کی تصوریت بالکل موضوعی تھی اس لئے اس نے یہ رخ اختیار کیا۔

Merleau-Ponty, Mawice میورس مارلی پونٹی

(1941-1908) فرانسیسی وجودی مفکر، اس کا کہنا ہے کہ موضوع اور محمول میں ناقابل شکست رشتہ ہے۔ یہ کائنات، موضوع کا ہی پرتو ہے۔ موضوع ہی دنیا اور انسان کو خارجیت بخشتا ہے اور انہیں 'وجود' عطا کرتا ہے۔ آج تک فلسفہ دو گروہوں میں تقسیم ہوا ہے ایک مادیت اور دوسرا تصوریت۔ لیکن ایک تیسرا گروہ یا مکتب فکر بھی ابھرا رہا ہے اور یہ وجودیت کا ہے۔ مارلی پونٹی نے کوشش کی ہے کہ وجودیت اور مارکیست میں اتحاد قائم کیا۔

Mesmerism مسمریزم

اس اصطلاح کا تعلق مسمر (Mesmer) (1815-1734) سے ہے جس نے پہلے پہل نومیت کی طرف توجہ دلائی آج کل یہ اصطلاح متروک ہے۔ اس کی بجائے نومیت کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔

Meta مابعد

کئی اصطلاحوں میں سابقہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے ارسطو کی تصانیف کو ترتیب دیتے ہوئے طبیعات کے بعد فلسفہ رکھا گیا اور فلسفہ کو مابعد الطبیعیات کہا گیا۔ آج کل یہ سابقہ، منطق، ریاضیات، اخلاقیات اور کئی دیگر علوم کے ساتھ چسپاں ہو رہا ہے اسی لئے مابعد منطق، مابعد ریاضیات، مابعد اخلاقیات، مابعد لسانیات وغیرہ اصطلاحیں رائج ہیں۔

Metabolism تحول

جاندار اشیا کے لئے تحول ایک ضروری عمل ہے۔ تحول سے مراد ماحول سے عضویہ کے تمام توانائی کے رشتے اور عضویہ میں جواہر اور توانائی کا ایک دوسرے میں منقلب ہونا ہے۔ مثلاً پودے سورج سے روشنی کی توانائی حاصل کرتے ہیں اور اس کی مدد سے بذریعہ تحول پانی، کاربن ڈائی اکسائیڈ اور معدنیات حاصل کرتے

ہیں۔ حیوانات، تحول کے ذریعہ وہ جواہر حاصل کرلیتے ہیں جن میں توانائی پہلے آ چکتی ہے۔ جاندار اشیا توانائی کو اکٹھا کرتے ہیں بے جان توانائی کو واگذار کرتے ہیں۔

مابعد اخلاقیات Meta-Ethics

اخلاقیات کا وہ حصہ جو اخلاقی قضایا کا منطقی تجزیہ کرتا ہے۔ یہ اصطلاح منطقی اثباتیوں کی اختراع ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ روایتی اخلاقیات کے بعد ہمیں اخلاقی قضایا کی منطق زیر بحث لانی چاہئے اور اخلاقی اصطلاحات کا مفہوم متعین کرنا چاہیے انگلیسی اخلاقیات میں یہ مکتب فکر بڑا مقبول ہے۔

مابعد لسانیات Meta language

جدید منطق کی اصطلاح ہے۔ اگر موضوع بحث قدرتی یا مصنوعی زبان ہو تو دو زبانوں میں فرق کرنا ہو گا ایک تو وہ زبان ہو گی جو موضوع بحث ہے اور دوسری وہ زبان جو بحث کر رہی ہے۔ دوسری قسم کی زبان مابعد لسانیات کہلائے گی۔ یہ زبان پہلی زبان سے وسیع تر ہوتی ہے۔ اس میں پہلی زبان کے بیانات کے لئے اصطلاحیں ہوں گی اور پہلی زبان کے نحوی خصائص کا ذکر ہو گا۔

مابعد اللغت Meta-language

ایسی زبان جو کسی دوسری زبان کا محاسبہ کرے یعنی اس کے متعلق بیانات دے۔ یا ایسی زبان جس کی علامتیں کسی دوسری زبان کے علامتوں کے خواص کی طرف اشارہ کریں۔

مابعد منطق Meta-logic

صوری منطق کے تصورات اور قضایا کا مطالعہ۔ اس میں ثبوت، تعریف، شرح، مفہوم وغیرہ کی نوعیت سے بحث ہوتی ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ نحویات اور معنویات۔ اس سلسلہ میں پولینڈ کے منطقیوں کا کام قابل ذکر ہے۔ ہلبرٹ (Hilbert)، گوڈل (Godel) تارسکی (Tarski)، چرچ (Church) اور کارنپ (Carnap) کے نام نامی اس ضمن میں نمایاں ہیں۔

مابعد المنطقی Meta-logical

جو شے منطق کی بنیاد سے متعلق ہو۔ وہ مابعد المنطقی ہو گی۔ مثلاً قوانین فکر اور استدلال کے صوری شرائط۔ یہ مفہوم تو شوپنہار کا ہے لیکن آج کل مابعد المنطقی سے مراد نحویات (Syntacties) لیا جاتا ہے۔

Meta Mathematics

مابعد ریاضیات

اس میں صوری نظام اور احصا کے خواص مثلاً عدم تضاد، تکمیل (Completenes) پر بحث ہوتی ہے۔ ہلبرٹ (Hilbert) اس اصطلاح سے ریاضیات کی بنیاد مراد لیتا تھا۔ گوڈل نے ثابت کیا ہے کہ کوئی حسابی نظام مکمل نہیں اور کسی نظام میں عدم تضاد ان ذرائع سے ثابت نہیں کیا جا سکتا جو ذرائع خود اس نظام میں پیدا ہوئے ہوں۔

Metaphysical Ethics

مابعد الطبیعیاتی اخلاقیات

اس نظریہ کی رو سے اخلاقیات فلسفہ کی شاخ ہے اور اخلاقیات کے اصول فلسفہ کے اصولوں سے اخذ کئے جا سکتے ہیں۔ اگر یہ نظریہ تسلیم کرلیا جائے تو اخلاقیات کی خود مختاری ختم ہو جاتی ہے۔

مابعد الطبیعیات Metaphysics

پہلی صدی قبل مسیح میں یہ اصطلاح ارسطو کی ان تصانیف کے لئے استعمال کی گئی جو طبیعیات سے متعلق نہ تھیں بلکہ اصول اولیہ سے بحث کرتی تھیں۔ یہ اصول بالا ترین تھے اور تمام موجودات پر حاوی تھے۔ ان کا تعلق حسی علم سے نہ تھا بلکہ فوق الحسی حقیقت سے تھا اور چونکہ یہ اصول عقل سے دریافت کئے جاتے تھے ان کا اطلاق تمام علوم پر تھا۔ زمانہ وسطیٰ میں مابعد الطبعیات کو دینیات کے تحت کردیا گیا اور اس سے

مراد وجودیات (Ontology) لی گئی۔

مارکسیوں کے نزدیک مابعد الطبیعیات ایک غیر جدلیاتی فکر ہے۔ جس میں حقیقت کو غیر متغیر، مستقل اور ابدی مانا گیا ہے۔ تضاد کا اصول جس سے کائنات میں نمو ہوتی ہے اس سے انکار کیا گیا ہے۔ مابعد الطبیعیات میں تصوریت اور موضوعیت کا دور دورہ ہے۔ مادی معاشی حالات کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی لہٰذا مابعد الطبیعیات زندگی کے مسائل سے کوئی علاقہ نہیں رکھتی۔

Meta Psychosis تناسخ الارواح

اس نظریہ کی رو سے ایک روح کئی اجسام میں یکے بعد دیگرے ملول کر سکتی ہے۔ یعنی ایک انسان سے دوسرے انسان میں یا ایک انسان سے حیوان میں یا ایک حیوان سے انسان میں ایک ہی روح انسان یا حیوان کے فاتحہ کے بعد دوسرے میں چلی جاتی ہے۔ یہ تصور فیثاغورث اور ہندوؤں کے ہاں ملتا ہے۔ افلاطون میں بھی اس کی جھلک پائی جاتی ہے۔

Meta-theory مابعد نظریہ

ایسا نظریہ جس کا موضوع بحث نظریے ہوں۔ یہ نظریہ کسی دوسرے نظریہ کے قضایا اور تصورات کا مطالعہ کرتا ہے۔ اس کے حدود متعین کرتا ہے قضایا کے ثبوت کے طریقے بتلاتا ہے وغیرہ وغیرہ مابعد نظریوں کی تشکیل مابعد لسانیات میں ہوتی ہے۔ مابعد منطق اور مابعد ریاضیات میں کئی مابعد نظریے ملتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ہلبرٹ (Hilbert) گوڈل (Godel) اور ایس کلین (S.Kleene) کا نام قابل ذکر ہے۔ غیر ریاضیاتی علوم میں مابعد نظریے کم ملتے ہیں گو اس ضمن میں بھی کام شروع ہو چکا ہے۔

Method طریق کار

اس سے مراد اسلوب کار ہے جو مقصد کے حصول میں مدد دے۔ فلسفہ میں طریق کار کا تعلق وقوف سے ہے۔ اس کی مدد سے فلسفہ اور دیگر علوم اپنے موضوعات کے بارے میں علم حاصل کرتے ہیں۔ اس طریق کار میں فنی تکنیک بھی شامل ہیں۔

Methodic Doubt منہاجی ارتیاب

جب تک کسی صداقت کا حتمی ثبوت نہ مل جائے اس وقت تک اس کے بارے میں فیصلہ کو معطل رکھنا چاہئے۔ ڈیسکارٹ کہتا ہے کہ ارتیاب کو رفع کرنے کے لئے وضاحت اور صراحت کی ضرورت ہے۔

Method of Simple Enumeration
طریق شمار سادہ

یہ طریق، منطق استقرائی کا اہم طریق کار ہے۔ اس میں شواہد کے مابین علت و معلول کا رشتہ قائم نہیں کیا جاتا بلکہ محض ان کی تعداد کے بل پر تعمیمات وضع کی جاتی ہیں لہٰذا جس قدر کثیر تعداد میں شواہد ہوں گے اتنی ہی تعمیمات کی احتمالیت زیادہ ہوگی۔

Method of Trail & Error
طریق سعی و خطا

آموزش کے سلسلے میں کئی طریقوں کا ذکر آتا ہے ان میں سادہ ترین طریق سعی و خطا ہے۔ اس طریق کار میں ہر تجویز یا راستے کو باری باری آزمایا جاتا ہے حتیٰ کہ ان میں سے ایک کامیاب ہو جاتا ہے۔ یہ اٹکل پچو طریقہ بھی کہلاتا ہے کیونکہ کسی ایک تجویز کا کامیاب ہو جانا محض اتفاقی امر ہے۔ کرداریت پسندوں کا کہنا ہے کہ جانور اسی طریقے سے سیکھتے ہیں۔

Methodology طریقیات

اسے سائنسی منہاج (scientific method) بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا فریضہ ان اصولوں اور عوامل کا تجزیہ کرنا ہے جو سائنسی تحقیق میں ضروری ہوں۔ ہر سائنس کا اپنا طریق کار ہے بلکہ اس کے مسائل کا بھی اپنا اپنا طریق کار ہو سکتا ہے۔ کسی علم یا سائنس کا طریق کار دریافت کرتے وقت ہمیں چند امور پیش نظر رکھنا

پڑتے ہیں (1) اس سائنس کا موضوع فکر کیا ہے (2) اس موضوع کی نمو یا ارتقا کیسے ہوتی ہے (3) اس سائنس کی تعمیمات کی نوعیت کیا ہے (4) اس سائنس کی فلسفیانہ بنیاد کیا ہے (5) اس سائنس کا دیگر سائنسوں سے کیا تعلق ہے اور اس کے اصولوں کا اطلاق کیسے ہوتا ہے۔

فلسفہ اور علوم میں حسب ذیل طریقے مستعمل ہیں (1) عقلی طریقے جو دینیات، فلسفہ اور نظری علوم میں استعمال ہوتے ہیں۔ ان کی مختلف شکلیں ہیں (الف) سقراطی طریقہ، یہ طریقہ سوال کرنے کا اور تنقید کرنے کا ہے۔ یہ سوال و جواب اس وقت تک جاری رہتے ہیں جب تک مسئلہ کا حل دستیاب نہ ہو جائے۔ (ب) ترکیبی طریقہ جو افلاطون، ارسطو اور دور وسطیٰ کے مفکروں نے اختیار کیا۔ اس سے فکر اور وجود کے درمیان سلسلہ علت و معلول قائم کیا جاتا ہے (پ) راہبانہ طریقہ (Ascetic Method) یہ طریقہ پلوٹائنس (Plotinus) آگسٹائن اور صوفیوں کا ہے۔ اس کا مطلب تزکیہ نفس ہے تاکہ روح میں جلا پیدا ہو اور خالق حقیقی کا دیدار اور ملاپ نصیب ہو۔ (ت) نفسیاتی طریقہ جو ڈیسکارٹ اور اس کے پیروکاروں اور برٹش تجربیوں نے اختیار کیا۔ (ٹ) تنقیدی یا ماورائی طریقہ جو علم کے حدود متعین کرتا ہے۔ (ث) جدلیاتی طریقہ جو ہیگل اور مارکس نے اختیار کیا۔ اس میں دعویٰ، جواب دعویٰ اور ترکیب ہوتی ہے (ج) وجدانی طریقہ جو برگساں کا طریق کار، اس میں حقیقت کا براہ راست مشاہدہ کیا جاتا ہے اور تغیر کو اساسی تصور تسلیم کیا جاتا ہے۔ (چ) انعکاسی طریقہ، یہ طریقہ باطنی حقائق کی نشو و نما کا طریقہ ہے اس راستے پر گامزن ہو کر انسان خدا سے ملنے کی سعی کرتا ہے۔ (ح) اصطفائی طریقہ (eclectic Method) مختلف فلسفوں سے موزوں انتخاب کر کے کوئی فلسفہ بنا لینا۔ (خ) اثباتی طریقہ یہ کامٹے، سپنسر اور منقطی اثباتیوں کا طریق کار ہے۔ اس کا مطلب ہے فلسفہ میں سائنسی طریقہ اختیار کرنا۔

(2) بدیہی یا مفروضی، استخراجی طریقہ، اس کا استعمال ریاضیات اور نظری علوم میں ہوتا ہے ان علوم میں پہلے بدیہات کو متعین کیا جاتا ہے پھر تصورات کی تعریفیں پیش کی جاتی ہیں۔ قضایا کا امتزاج ہوتا ہے اور نظام کو مکمل کیا جاتا ہے۔

(3) استقرائی طریقہ، اس کا استعمال تجربی علوم میں ہوتا ہے۔ پہلے شواہد کو اکٹھے کرتے ہیں پھر ان میں علت و معلول کا رشتہ قائم کیا جاتا ہے بعد میں تعمیمات وضع ہوتی ہیں۔

(4) بیانی طریقہ اس کا استعمال معاشری علوم میں ہوتا ہے۔ شواہد کو اکٹھا کرنے کے بعد ان کی صف بندی ہوتی ہے۔ پھر شماریاتی طریقے استعمال ہوتے ہیں اور معطیات کی تشریح کی جاتی ہے۔

(5) تاریخی طریقہ، اس کا تعلق ماضی سے ہے ماضی کی دستاویزات اور دیگر ریکارڈ دیکھ کر تاریخ مرتب ہوتی ہے۔

(6) نفسیاتی طریقہ، یہ طریقہ نفسیات اور نفسیاتی علوم کا ہے۔ اس میں مطالعہ باطن کے علاوہ تجربی طریقے بھی ہوتے ہیں۔

Miao سرکنوں (چینی)

کائنات ایک معمہ یا راز ہے اس کا حل سمجھ سے باہر ہے۔ وحدت، کثرت میں موجود ہے خالق حقیقی اپنی ہر مخلوق میں موجود ہے خالق اور مخلوق کا رشتہ راز سربستہ ہے۔ اس کا سمجھنا ناممکن ہے۔

Micro Sociology جزوی معاشریات

معاشریات کے متعلق یہ نظریہ امریکہ، جرمنی اور فرانس میں مقبول ہے۔ اس نظریہ کے تحت معاشریات میں طبعی علوم کی اصطلاحات استعمال کی جاتی ہیں۔ مثلاً فرد عناصر، جواہر، معاملے الیکٹران وغیرہ، معاشری ماحول کا تجزیہ کرتے وقت اس نظریے کے حامی جزوی حالات سے چلتے ہیں اور پھر عالمی (Macro) سطح پر آتے ہیں۔

مثلاً لوگوں کے نفسیاتی رشتے ان کی خواہشات، چاہتیں اور کراہتیں جزوی حالات ہیں اور لوگوں کے اجتماع کالجوں، فیکٹریاں، جلسہ جلوسوں میں عالمی حالات ہیں جتنی دوری جزوی اور عالمی حالات میں ہو گی اتنی ہی کھچاوٹ ہو گی۔ اس دوری کی پیائش بھی ہو سکتی ہے اور اس کی بنا پر یکجہتی کے پروگرام مرتب ہو سکتے ہیں۔

Middle Term حد اوسط

قیاس میں تین حدود ہوتی ہیں حد اکبر، حد اصغر اور حد اوسط دونوں مقدمات میں پائی جاتی ہے۔ اس کا فریضہ حد اصغر اور حد اکبر میں رشتہ قائم کرنا ہے۔ اسی رشتہ سے نتیجہ نکلتا ہے۔ اگر دونوں مقدمات میں حد اوسط نہ پائی جائے تو کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔

Mikhailavsky, Nikolai Konstantnovich
نکولائی کانسٹنٹنووچ مخلووسکی

(1904-1842) روسی ماہر معاشریات اور مفکر، اس کا عقیدہ تھا کہ معاشری انقلاب میں عوام کا اتنا حصہ نہیں ہوتا جتنا سرکردہ افراد کا، وہ معاشرہ کی تاریخ کو بھی طبعی تواریخی عمل نہیں سمجھتا تھا بلکہ کہتا تھا کہ افراد کا عزم اور لوگوں کا اخلاقی شعور ہی انقلاب کو برپا کرتا ہے، معاشرے میں غربت اور روحانی محرومی کا پیدا ہونا لازمی ہے۔ اسی لئے عوام ایک 'گروہ' بن جاتے ہیں جو لیڈر یا ہیرو کے ہاتھ چڑھ جاتے ہیں۔ یہ لیڈر ان سے تحریک چلاتا ہے اور گروہ کو نیکی یا بدی کی طرف لے جاتا ہے۔ پس تاریخ کو بنانے والے عوام نہیں بلکہ سرکردہ اشخاص ہیں۔ یعنی عوام کے ہیرو (Hero)

Milesian (Ionic) School
ملیشین مکتب فکر

یونانیوں کا قدیم ترین مکتب فکر جو چھٹی صدی قبل مسیح رائج اور مقبول تھا۔ اس مکتب فکر میں تھیلز (Thales)، اینگیزیمنڈر (Anaximander)، انیگزیمنز (Anaxumanes) شامل تھے۔ ان کا فلسفہ چار اصولوں پر مبنی ہے۔

(1) استقامت (Consistency) کائنات کی تہہ میں صرف ایک اصول کارفرما ہے۔ یہ کہنا غلط ہو گا کہ کچھ کائنات تو طبعی ہے اور کچھ کائنات فوق طبعی۔

(2) سادگی، پیچیدہ توجیہات کے مقابلے میں سادہ توجیہات کو ترجیح دینی چاہئے۔ اگر کائنات کا ایک اساسی اصول تسلیم کر لیا جائے تو یہ بہتر ہو گا اس سے کئی اصول مان لئے جائیں۔

(3) نیست سے کچھ نہیں نکلتا، یعنی اگر شروع سے ہی کچھ نہ ہو تو اس سے کچھ برآمد نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی چیز حقیقی ہے تو وہ قطعاً معدوم بھی نہیں ہو سکتی۔

(4) نمو۔ ہر شے بدلتی ہے۔ سادہ عناصر سے مرکب بنتے ہیں حقیقت کا انحصار بھی لبیط عنصر پر ہے۔ ہوا، پانی یا آگ پر اور ان کے مرکبات سے کائنات کے مظاہر بنتے ہیں۔

ملیشین مفکروں نے ریاضیات، جغرافیہ اور علم نجوم میں کئی سائنسی دریافتیں کیں۔ یہ سب مفکر مادہ پرست تھے اور دنیا کے حقیقی عنصر ہوا، پانی یا آگ کو بتلاتے تھے۔

Military Democracy فوجی جمہوریت

حکومت کی ابتدائی شکل جو یونانیوں میں بارہویں سے نویں صدی قبل مسیح اور روم میں آٹھویں سے چھٹی صدی قبل مسیح قائم تھی۔ اس حکومت میں اقتدار جرنیلوں، لیڈروں اور مذہبی پیشواؤں کے ہاتھ آجاتا ہے اور پھر نسل در نسل چلتا ہے۔ جنگیں بکثرت لڑی جاتی ہیں۔ ان کا مقصد لوٹ کھسوٹ اور مار دھاڑ ہوتا ہے۔ فلاحی ہونے کی بجائے یہ حکومت استحصالی بن جاتی ہے۔ اور عوام کا ستیاناس ہو جاتا ہے۔

Mill, James جیمز مل

(1832-1773) جان اسٹورٹ مل کا باپ تھا۔ اخلاقیات میں نظریہ افادیت کا حامی تھا۔ نفسیات میں اس کا موقف ایتلافی تھا۔

اس کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

تاریخ ہندوستان 1-History of India

انسانی ذہن کے مظاہر کا تجزیہ

2-Analysis of the Phenomena of the Human Mind

جان اسٹیورٹ مل Mill, John Stuart

(1873-1806) انگریز فلسفی، منطقی، ماہر معاشیات اور اثباتیت کا علمبردار، منطق اور علمیات میں اس کا موقف مکمل تجربیت کا تھا، اس کا عقیدہ تھا کہ بنیادی طور پر ہر قسم کا استنتاج استقرائی ہوتا ہے۔ استمرار فطرت اور قانون علت و معلول پر بھروسہ کر کے تعمیمات وضع کی جاتی ہیں، مل استخراجی منطق کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ حتیٰ کہ قیاس جو ارسطوی منطق کی روح سمجھا جاتا ہے وہ مل کے مطابق ایک مغالطہ کا شکار ہے۔ اس مغالطہ کا نام ہے مصادرہ (Petitio Principle) اخلاقیات میں مل کا موقف افادیت کا ہے۔ مل کی وجہ سے عمومی لذتیت (Universalistic Hedonism) مقبول نظریہ ہوا اور پارلیمانی ریفارم کا محرک بنا۔ اپنی کتاب آزادی (Liberty) میں مل نے آزادی خیال آزادی فکر اور آزادی عمل کی تلقین کی۔

مل کی مشہور تصانیف حسب ذیل ہیں۔

منطق 1- Logic

آزادی 2- Liberty

افادیت 3- Utilitarianism

سی۔ رائٹ ملز Mills.C. Wright

(1962-1916) امریکی ماہر معاشریات، اس نے امریکی جمہوریت کا کھوکھلا پن آشکار کیا ہے اور بتلایا ہے کہ کیسے اس جمہوریت پر صنعتی کارپوریشن، فوج اور افسر شاہی مسلط ہے اور کیسے امریکہ جنگی تیاریوں میں مصروف ہے اور بے تحاشا روپیہ ان مدات پر خرچ کر رہا ہے۔ اس کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

اعیان اقتدار 1-The Power Elite

سوم عالمی جنگ کے اسباب

2-The causes of World war-III

معاشریاتی تخیل

3-The Sociological Imagination

طریق مل Mill's Methods

مظاہر قدرت میں علت و معلول کا ٹھیک پتہ لگانے کے لئے مل نے پانچ حسب ذیل طریقے بیان کئے ہیں۔

1- طریق طرد Method of Agreement

2- طریق عکس Method of Difference

3- طریق طرد بالتکرار

Mehtod of Double Agreement

4- طریق اختلاف الوصف بالوصف

Method of Concomitant variatian

5- طریق طرح Method of Residues

پہلے طریق کی رو سے اگر زیر تحقیق مظہر کی دو یا دو سے زیادہ مثالوں میں صرف ایک عنصر مشترک ہے تو یہ عنصر مظہر کا علت یا معلول ہو گا۔ دوسرے طریق کی رو سے جب کوئی واقعہ صادر ہوتا ہے تو کوئی عنصر ظاہر ہوتا ہے اور جب وہ واقعہ صادر نہیں ہوتا تو وہ عنصر غائب رہتا ہے اور اگر ان دو واقعات میں سوائے اس عنصر کے باقی سب مشترک ہیں تو یہ عنصر یا تو علت ہو گا یا معلول یا علت کا ضروری حصہ، تیسرے طریق کی رو سے اگر دو یا دو سے زیادہ مثالوں میں ایک عنصر مشترک پایا جاتا ہے اور دو یا دو سے زیادہ مثالوں میں اس عنصر کی غیر موجودگی کے سوا باقی سب موجود ہیں تو یہ عنصر جس میں یہ دونوں مجموعے مختلف نہیں معلول ہو گا یا علت یا علت کا ضروری جزو، چوتھے طریق کی رو سے اگر دو واقعات ایک دوسرے سے اس طرح وابستہ ہوں کہ جب ایک گھٹتا یا بڑھتا ہے تو دوسرا بھی اسی نسبت سے گھٹتا بڑھتا ہے تو یہ یا تو علت ہو گا یا معلول یا علت کا ضروری جزو، پانچویں طریق کی رو سے اگر واقعات کے تحقیق شدہ عناصر کو واقعات سے مہیا کر دیا جائے تو باقی جو رہ جائے گا وہ مقدم کے باقی عناصر کا معلول ہو گا۔

Milyutin, Vladimir Alexeyevich
ولاڈیمیر الیگزیوچ ملیوٹین

(1826-1955) روسی ماہر معاشیات اور ماہر معاشریات، اس کا کہنا تھا کہ سرمایہ دارانہ اقتصادیات بحران کا شکار ہے۔ یہ بحران تب تک رفع نہیں ہو گا جب تک معاشری ارتقاء کے صحیح اصول متعین نہ کئے جائیں۔ اس لئے لازمی ہے کہ معاشیات کو قدرتی علوم کے قریب لایا جائے اور معاشی نظریئے سوشلزم کے مطابق ہوں۔ معاشریات میں اس کا موقف کامٹے کے قریب تھا۔ وہ خیال کرتا تھا کہ اصلاحی پروگراموں سے معاشرے کو بدل سکتے ہیں اور کاشتکاروں کو جاگیرداروں کے منافع میں شریک کیا جا سکتا ہے۔ اس تجویز سے کسانوں کی قسمت بدل جائے گی۔

Mimamsa
مماسا (سنکرت)

پوروا مماسا جو ہندوستانی فلسفہ کے چھ مکاتیب فکر میں سے ایک ہے مماسا اس کا مخفف ہے۔ اس کا ذکر مماسا سوترا میں آتا ہے جن کا بانی تیسری صدی قبل مسیح کا جیمنی (Jaimini) بتلایا جاتا ہے۔ اس مکتب فکر کے حامی ویدوں کو الہامی نہیں مانتے کیونکہ ان کا خیال ہے کہ ویدوں کو عقلی جواز کی ضرورت ہے۔ نجات یعنی تناسخ سے آزادی حاصل کرنے کے لیے جسے مکش کہا جاتا ہے دھرم کی ضرورت ہے دھرم سے مراد مذہبی رسوم کا بجالانا اور مذہبی احکام کی تابعداری ہے یہ مکتب فکر مظاہر کو حقیقی کہتا ہے اور ارواح کو ابدی تسلیم کرتا ہے۔ لیکن خدا کے متعلق ساکت ہے بعد کے شارحین نے اس فلسفہ میں شخصی خدا کا تصور داخل کر دیا اور اسے مذہب کے قریب لے آئے۔

Mimpathy
مثل دردی

کسی انسان کے دکھ درد میں شریک ہونے سے پہلے خود انسان کو دکھ درد کی کیفیت سے آشنا ہونا چاہئے۔ دکھ درد کا احساس تبھی ہوتا ہے جب خود انسان ان کیفیات سے گزر چکا ہو۔ ناول نویس، مورخ اور ڈرامہ نویس کے لئے مثل دردی کا جذبہ ضروری ہے ہمدردی لازمی نہیں۔

Mind
ذہن

نفسیات میں ذہن سے مراد ذات (self) ہے جو ادراک۔ استدلال، خیال یا تاثر اور طلب جیسے کیفیات کا حامل ہے۔ مابعد الطبیعیات میں ذہن کو مادہ کا مخالف سمجھا جاتا ہے اور ذہن سے مراد ایسا جوہر لیا جاتا ہے جو ہر نفسیاتی ذہن میں موجود ہے اور اپنی ذات میں ابدی اور مستقل ہے۔

Mind-body relation
ربط جسم و روح

رابطہ جسم و روح کے ربط کے متعلق نظریئے یا تو وحدیتی ہیں یا ثنویتی، وحدیتی نظریئے تین طرح کے ہو سکتے ہیں (1) ارسطو، ہابس، کرداریت پسندوں اور ہیگل کا کہنا ہے کہ روح، جسم کے تفاعل کا نام ہے (2) بارکلے، لائبنیز، شوپنہار اور چند ایک تصوریتوں کا خیال ہے کہ جسم، روح کا مظہر ہے (3) سپائنوزا اور بے رنگ وحدیت (Neutral Monism) کے حامیوں کا کہنا ہے کہ جسم اور روح دونوں ہی کسی تیسری شے کے مظہر ہیں جو اپنی ذات میں نہ جسم ہے نہ روح بلکہ بے رنگ ہے۔ ثنویتی نظریئے بھی تین قسم کے ہیں (1) ڈیسکارٹ، جیمز اور لاک کا نظریہ کہ جسم اور روح ایک دوسرے پر اثرانداز ہوتے ہیں یہ نظریہ تعاملیت (Interactionism) کا ہے (2) جسمی نفسی متوازیت، یعنی جسمی کیفیات اور نفسی کیفیات ایک دوسرے کے متوازی چلتی ہیں اور ان میں ہم آہنگی پیدا کی گئی ہے اس ہم آہنگی کو پیدا کرنے والا خدا ہے۔ (3) تبع مظہریت (Epiphenomenalism) یعنی نفسی کیفیات جسمی کیفیات کے تابع ہیں۔

Mind-Dust Theory
نظریہ ذہن گرد

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ شروع سے ہی نفسی ریزے مادی جواہر کے ساتھ موجود تھے۔ انہی کے

امتزاج سے کسی فرد کا ذہن بنتا ہے۔ اس کے خلاف ارتقائے بارز کا نظریہ ہے جس کی رو سے نفس ایک منفرد شے ہے جو حیاتیاتی ارتقاء میں یکایک ظاہر ہو پڑتی ہے۔

تقدیر (چینی) Ming

قسمت، خدا کا فیصلہ، کنفیوشس کے پیروکار کہتے ہیں کہ انسان کی تقدیر اور اس کی نیچر دراصل ایک ہی شے ہیں۔ تقدیر سے مراد خدا کا فیصلہ ہے اور نیچر سے مراد جو کچھ انسان کو خدا سے ملا ہے۔ مثلاً لکڑی کا ٹیڑھا یا سیدھا ہونا اس کی نیچر ہے لیکن اسے ٹیڑھا یا سیدھا کرنا خدا کے فیصلے یا تقدیر پر منحصر ہے۔ پس تقدیر کی منشا پورا کرنا دراصل اپنی نیچر کے تقاضے پورا کرنا ہے۔ تقدیر کی بنا عقل ہے۔ کیونکہ تقدیر فی الحقیقت انسان کی نیچر ہے۔

فضیلت کاملہ (چینی) Mingte

فضائل کامل کے علاوہ منگ ٹی سے مراد انسان کی اصلی سیرت ہے جس کا منبع آسمان یعنی خدا یا فوق الحس ہستی ہے۔

ہرمن منکووسکی Minkowsky, Herman

(1864-1909) جرمن ماہر طبیعیات اور ماہر ریاضیات، جے، ایف ورونائی (G.F.Voronoe) ایک روسی سائنس دان کے ساتھ اس نے عددی جیومٹری کی بنا ڈالی۔ اس سے مکانی شکلوں (Spatial forms) اور غیر مسلسل مجموعہ ہائے اعداد (Discrete aggregtes of numbers) میں رشتہ پیدا ہو گیا۔ منکووسکی نے نظریہ اضافیت کی تشریح جیومٹری سے کی۔

مقدمہ صغریٰ Minor Premesis

قیاس میں دو مقدمات ہوتے ہیں ایک کبریٰ اور دوسرا صغریٰ۔ جس مقدمہ میں نتیجہ کا موضوع پایا جاتا ہے وہ مقدمہ صغریٰ کہلاتا ہے۔

حد اصغر Minor Term

قیاس کے نتیجے میں دو حدود ملتی ہیں ایک موضوع اور دوسرا محمول، موضوع کو حد اصغر کہتے ہیں۔

منطق بیزاری Misology

منطق سے نفرت۔ یہ نفرت کئی مکاتیب فکر میں پائی جاتی ہے۔ وجودیت میں منطق بیزاری موجود ہے۔ تصوف اور مذہب میں بھی یہ بیزاری پائی جاتی ہے۔

نو بیزاری Misoneism

ہر نئی چیز سے بیزاری۔ ہر نئی چیز کو بدعت قرار دے کر اس سے نفرت کا اظہار کرنا اور اس سے ڈرنا۔ قدامت پسندی میں یہ عنصر بڑا غالب ہوتا ہے۔

حافظہ Mneme

یہ اصطلاح سیمن (Semon) کی وضع کردہ ہے اور اسے رسل اور ولیم میکڈوگل نے اپنایا ہے۔ اس سے مراد گزشتہ تاثرات اور تجربات کی حفاظت ہے اور یہ ہر عضویہ کا خاصہ ہے۔ اگر ماضی کے تاثرات محفوظ کئے جائیں تو ترقی ناممکن ہو جاتی ہے۔ انسان کی یاد (Memory)، حافظہ کی مثال ہے۔

ذکری تعلیل Mnemic Causatus

علیت کی ایک قسم جس کی مثال یادداشت (Memory) میں ملتی ہے۔ موجودہ یادداشت کی علت قریب کے مقدم سے ہی نہیں بلکہ بعد کے مقدم سے بھی بیان ہونی چاہئے۔ تجزیہ نفس میں ہر واقعہ کی کھوج بچپن کے دور دراز واقعات میں لگائی جاتی ہے۔

موچی (چینی) Mo Che

تیسری صدی قبل مسیح میں موزو (Mo Tzu) کے پیروکار۔ انہوں نے ایک مذہبی جماعت بنائی جو موزو کی افادی انسان دوستی کی تلقین کرتے تھے۔ انہوں نے استدلال کے سات طریقے وضع کئے۔ یہ طریقے تھے۔ امکان، مفروضہ، نقل، مقابلہ، متوازیت، تمثیل اور استقرا۔ انہوں نے طریق طرد (Method of Agreement) طریق عکس (Method of Different) اور اختلافات اور مماثلت کا مشترکہ

طریقہ (Joint Method of difference and Similarity) بھی دریافت کیا۔ طریق طرد میں عینیت نوعی علائق' بقائے باہمی' اور جزوی مماثلت شامل تھے۔ طریق عکس میں ثنویت' نوعی علائق کی نفی' علیحدگی اور اختلاف شامل تھے۔ یہ لوگ جوہر اور صفت کی تمیز جائز نہیں سمجھتے تھے۔

چینی فلسفہ میں اس مکتب فکر کو ممتاز حیثیت حاصل ہے۔

Mo Chia موچی (چینی)

موزو (Mo Tzu) کا مکتب فکر جو پانچ سو سے ساڑھے تین سو صدی قبل مسیح رائج تھا۔ موچی ایک عقل دوست فلسفی تھا۔ اس کی تعلیمات مندرجہ ذیل امور پر مشتمل تھی (1) افادیت یعنی فلاح عامہ اور انسداد شر آبادی اور دولت کو بڑھانا چاہیے۔ کردار کو بلند کرنا چاہئے۔ راست بازی اور احسان کو شیوہ بنانا چاہئے اور شادی اور مرگ کی فضول رسومات کو کم کرنا چاہئے (2) ہمہ گیر محبت' دوسرے اشخاص۔ ان کے خاندانوں اور ممالک سے اپنے خاندان اور اپنے ملک جیسا پیار اور محبت کرنا چاہئے۔ (3) احکام کی تابعداری کرنا چاہئے (4) استدلال میں وجہ' جائزہ اور اطلاق ہونا چاہئے (5) خدا اور دیگر ارواح پر ایمان رکھنا چاہئے اس سے سکون ملتا ہے اور معاملات سدھرتے ہیں۔

Modality جہت

ارسطو نے جہت کی بنا پر قضیوں کی چار اقسام دی ہیں۔ 1 قضیہ ضروریہ۔ یہ وہ تصدیق ہے جو کسی ضروری اور غیر متغیر حقیقت کو بیان کرتی ہے۔

(2) قضیہ حادثیہ۔ اس سے وہ تصدیق مراد ہے جو کسی ایسے امر واقعہ کو بیان کرے جو کسی خاص وقت میں حادث ہوا۔ لیکن جو کسی اور جگہ یا وقت یا کسی اور حالت میں بھی حادث ہو سکتا ہے۔ (3) قضیہ امکانیہ۔ اس میں کسی ایسے حادثہ کا بیان ہو گا جو اس وقت تو ظاہر نہیں ہوا لیکن کسی دوسرے وقت یا حالت میں ظاہر یا موجود ہو سکتا ہے (4) قضیہ غیر امکانیہ۔ وہ تصدیق ہے جو ایسی حالت کو بیان کرے جس کا محل وقوع میں آنا قطعاً غیر ممکن ہے۔

ارسطو کی یہ تقسیم خارجی پہلو سے ہے کانٹ نے موضوعی پہلو سے تین اقسام بتلائے ہیں۔ (1) قضیہ ضروریہ۔ جس حالت میں موضوع اور محمول کے درمیان ایسا تعلق ہو کہ وہ ہر حالت میں اور ضرور سچ ہو۔ (2) قضیہ مطلقہ۔ اس قضیہ میں اطراف قضیہ کا تعلق صرف تجربے اور مشاہدے پر مبنی ہیں۔ یعنی جہاں تک مشاہدہ کام کرتا ہے یہ تعلق دکھائی دیتا ہے۔ (3) قضیہ احتمالیہ۔ موضوع اور محمول کے درمیان تعلق ایسا ہے کہ بعض حالتوں میں وہ صادق آتا ہے لیکن بعض حالتوں میں صادق نہیں آتا۔

Mode اسلوب' جہت

آگسٹائن کہتا ہے کہ اللہ تعالی نے انسانی ذہن پر اسالیب ثبت کئے ہیں جس کی بدولت وہ نیکی اور سچائی کو پہچان لیتا ہے۔

دور وسطی میں اس سے مراد غیر متعین وجود کو متعین کرنا ہے۔ مثلاً شے میں مادہ اور صورت کے درمیان 'اتحاد' (Union) کو اسلوب کہا جاتا ہے۔

سپائنوزا اسے جہت کہے گا جس کا وجود کسی دوسرے کا محتاج ہو اور جس کا تصور بھی از خود ممکن نہ ہو۔

Moksa مکش (سنکرت)

نجات' کرم کے اثرات سے خلاصی۔ دنیا کو مایا سمجھ کر آخری' ابدی' غیر متغیر اور پر مسرت حقیقت سے تطبیق حاصل کرنا۔ یہ حالت نیک و بد اور لذت والم سے پرے ہے۔

Monad روحیہ' جوہر فرد

فیثاغورث کے ہاں اس سے مراد حسابی اکائی تھی۔ بیرونو (Bruno) اس سے مراد مابعد الطبیعیاتی اکائی لیتا ہے یہ مادی بھی ہے اور روحانی بھی۔ لائبنز کے ہاں یہ جوہر فرد' روحیہ بن جاتے ہیں۔ یہ جواہر فعال۔ غیر

منقسم، غیر توسیعی، اور فنا ناپذیر ہیں اور ان کا اتصال پیش ثابت ہم آہنگی (Pre-established harmony) کی بدولت ہے۔

بعض مفکروں نے روحیہ سے مراد روح، یا ذات لی ہے جو مادی علائق سے بے نیاز ہے اور جسم سے الگ اپنی زندگی رکھتی ہے۔

طبعی جوہر (Physical Monad) کی اصلاح لومنوسو (Lomonoso) نے استعمال کی ہے اور اس سے مراد مادے کے ذرات ہیں۔

Monism **وحدیت**

اس نظریہ کی رو سے کائنات کی اساس ایک ہے۔ تصوریتی اسے روح یا مثل کہتے ہیں مادہ پرست اسے مادہ بتلاتے ہیں۔

علمیات میں اس نظریہ کی رو سے شے اور اس کے ادراک کو ایک کہنا ہے یعنی علمیاتی حیثیت سے ان دونوں میں تفریق جائز نہیں۔

Monism, Neutral **بے رنگ وحدیت**

اس نظریہ کی رو سے آخری حقیقت نہ روح ہے نہ مادہ بلکہ بے رنگ یا نرگن ہے۔ یہ نظریہ برٹرنڈ رسل کا ہے۔

Monodology **روحیات**

اس نظریئے کی رو سے کائنات کی تشکیل روحیوں سے ہوئی ہے۔ یہ نظریہ فیثا غورث، افلاطون اور اقلیدس میں پایا جاتا ہے افلاطون اعیان ثابتہ کو روحئیے کہتا تھا۔ بیرونو نے روحیوں کو اکائی مانا لیکن یہ روحئیے طبعی اور نفسی دونوں ہی تھا۔ صحیح معنوں میں لائبنز کا نظریہ روحیاتی ہے۔ وہ روحیوں کو بسیط ذرے کہتا ہے اور مادی ذروں سے بالکل مختلف سمجھتا ہے۔ یہ وسعت اور شکل سے عاری ہیں غیر منقسم اور فنا ناپذیر ہیں۔ خدا انہیں پیدا کرتا ہے اور وہ ہی انہیں فنا کر سکتا ہے۔ روحئیے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ لیکن ہیں الگ الگ۔ کوئی چیز ان میں داخل نہیں ہو سکتی۔ ساری کائنات ان روحیوں کا مجموعہ ہے۔ ان کا اتصال اور تنظیم پیش ثابت ہم آہنگی کی بدولت ہے خدا بھی ایک روحیہ ہے گو ایک عظیم الشان بالا ترین روحیہ، ہر روحیہ کائنات کا چھوٹا سا نقشہ ہے اور کائنات کا مظہر ہے۔

Montaigne, Michel de

مائیکل ڈی مانٹین

(1592-1533) فرانسیسی فلسفی، جو ہر چیز کو شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ وہ مسیحیت اور مسیحی خدا پر بھی شک کرتا ہے۔ لیکن دنیا پر شک نہیں کرتا۔ وہ کہتا ہے کہ دنیا کا علم ممکن ہے۔ اس کی اخلاقی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بہشت کی خوشی کا انتظار نہیں کرنا چاہئے بلکہ اسے کوشش کرنی چاہئے کہ دنیا میں اسے خوشی ملے۔

Moods of the Syllogism

ضروب قیاس

جس وقت قیاس کے قضیہ کیفیت اور کمیت سے آراستہ ہو کر کسی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں تو اس حالت کو اصطلاح منطق میں ضرب کہتے ہیں۔ کمیت اور کیفیت کے اعتبار سے قیاس کا ہر قضیہ چار شکلیں اختیار کر سکتا ہے یعنی یا وہ کلیہ موجبہ ہو گا یا جزئیہ موجبہ، یا کلیہ سالبہ یا جزئیہ سالبہ۔ اس طرح چونسٹھ (4x4x4) شکلیں یا ضروب نکل آتے ہیں ان میں سے اکثر غلط ہیں اور صرف گیارہ صحیح ہیں۔ صحیح ضروب کو ضروب منتج کہتے ہیں۔

Moore, George Edward

جارج ایڈورڈ مور

(1958-1873) انگریز فلسفی، کیمبرج یونیورسٹی کا تعلیم یافتہ، میکٹیگرٹ (Mctaqgart) اور بریڈلے (Bradley) سے شروع میں بہت متاثر ہوا۔ یہ دونوں پروفیسر ہیگل کے مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے زیر اثر پہلے تو مور ہیگلی ہو گیا بعد میں اس نے ہیگل کے فلسفہ کو ترک کر دیا اور حقیقت پسند ہو گیا۔ خود بھی

کیمبرج میں منطق اور نفسیاتی علوم کا پروفیسر رہا ہے۔ اور اپنی تصانیف میں اس نے تصوریت کی بڑی شدومد سے مخالفت کی ہے اس کا فلسفیانہ موقف فہم عامہ (Common sense) کا ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ فہم عامہ فلسفیانہ (خصوصاً) تصوریتی بیانات کے مقابلہ میں زیادہ درست ہے۔ فہم عامہ کا فلسفہ اس بات میں یقین رکھتا ہے کہ خارجی دنیا اور خارجی اشیا کا وجود ہے اور حقیقی ہیں۔ لیکن روحانی دنیا سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مور نے منطقی تجزیہ کا طریق ایجاد کیا اور اس کا منطقی اثباتیوں پر بڑا گہرا اثر پڑا۔

اخلاقیات میں مور کا کہنا ہے کہ نیک و بد ایسے تصورات ہیں جن کی منطقی تعریف ممکن نہیں۔ اخلاقی قضایا یا ہیجانات کو ظاہر کرتی ہیں یا ہیجانات کو ابھارتی ہیں۔ یا پوشیدہ طریقے سے احکامات صادر کرتی ہیں۔ آج کل کی اثباتی اخلاقیات میں جو تجزیہ اور ہیجانیت (Emotionism) کے رجحانات پائے جاتے ہیں۔ ان کا منبع مور کا فلسفہ ہے۔

اس کی چند ایک کتابیں حسب ذیل ہیں۔

اصول اخلاقیات 1-Principia Ethica)

فلسفیانہ مقالات 2-Philosophical Studies

فہم عامہ کے حقوق میں

3-A Defence of Common sense

نقادوں کے جواب میں

4-A Reply to my Critcis

Moral Arguments for God
خدا کی ہستی کے بارے میں اخلاقی دلائل

ضمیر کی بنا پر خدا کی ہستی کا ثبوت۔ کانٹ کا کہنا ہے کہ خدا کو ثابت کرنے کے لیے اخلاقی تقاضے کافی ہیں۔ اگر یہ دنیا انصاف پر مبنی ہے تو خیر و شر کے ساتھ مناسب مقدار کی مسرت اور الم جانی چاہئے لیکن ہوتا ایسے نہیں کیونکہ اس دنیا میں بدکار آرام پا رہے ہیں پس انصاف کا تقاضا ہے کہ اس زندگی کے بعد کوئی اور زندگی ہو جہاں موجودہ دنیا کی ناانصافیوں کی تلافی ہو سکے۔ اور اس بات کی ضمانت کے لئے کہ ضرور ایسا ہو گا قدر مطلق خدا کی ضرورت ہے۔ پس اخلاقی تقاضے روح کی ابدیت۔ جزا اور سزا اور ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت مہیا کرتے ہیں۔

سجوک (Sidgurch) نے اخلاقی دلیل کسی اور نوعیت کی پیش کی ہے وہ کہتا ہے کہ ایک طرف ایغویت ہے اور دوسری طرف عمومیت۔ عقل اس امر کی مقتضی ہے کہ ہم خود اپنے لئے بڑی سے بڑی لذت کے طالب ہوں اور دوسری طرف وہ تمام ذی حس مخلوقات کے لئے بڑی سے بڑی لذت کی طلب کو بھی ہمارا فرض قرار دیتی ہے۔ حالانکہ یہ دونوں چیزیں جمع نہیں ہو سکیں۔ اس تضاد کو پروفیسر سجوک 'عقل عملی کی ثنویت' کہتا ہے۔ اسے دور کرنے کے لئے وہ مذہب اور خدا کا سہارا ڈھونڈتا ہے وہ کہتا ہے کہ اگر ایغوئی اپنی مسرتوں کو بالائے طاق رکھ کر دوسروں کی مسرتیں طلب کرے تو اسے دوسری دنیا میں خدا کی طرف سے اجر ملے گا۔

Moral Judgement اخلاقی حکم

اخلاقی اعتبار سے کسی شے کا محاسبہ کرتے وقت چار چیزوں کا خیال رکھا جاتا ہے۔ (1) قدر۔ کسی فعل کا صائب قرار دینے سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ وہ اقدار زندگی پیدا کرتا ہے یا ان پر پورا اترتا ہے۔ (2) فرضیت۔ جب کسی فعل کو صائب کہہ دیا جاتا ہے تو یہ کسی پر فرض عائد کرتا ہے کہ اسے اپنایا جائے۔ (3) اخلاقی مخدونیت۔ ہر فعل کا تعلق ماحول سے ہے اور صائب فعل وہ ہو گا جو ماحول یا صورت حال کے عین مناسب ہو۔ (4) خارجی جواز۔ خیر و شر کا انحصار موضوعی کیفیات پر نہیں بلکہ خارجی احوال پہ ہے مارکسیوں کا کہنا ہے کہ نیک و بد کا معیار خارجی ہے اور اس کا تعلق معاشری نمو اور طبقاتی کشمکش سے ہے۔

Moral Law اخلاقی قانون

مطلق (Categorical) اور مقید (Centingent) ملکی اور معاشی قوانین تو زماں و مکاں

کی قید میں جکڑے ہوئے ہیں اور یہی صورت طبعی قوانین کی بھی ہے۔ لیکن کانٹ کا کہنا ہے کہ علم الاخلاق کو چھوڑ کر باقی معیاری علوم کے قوانین بھی عالمگیر حیثیت نہیں رکھتے۔ اخلاقی قوانین زمان و مکان کی قید سے آزاد ہیں یہ مقید نہیں بلکہ مطلق ہیں اور کوئی ایسا بلند تر قانون نہیں ہو سکتا جس کی بنا پر اخلاقی قانون نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ اس قانون کی تین شکلیں ہیں (1) اس طرح عمل کر کہ گویا تیرے عمل کا قانون تیری ہی مرضی سے عالمگیر قانون بنا لیا جائے (2) ہر انسان کی ذات کو فی نفسہ ایک غایت سمجھ اور کسی کو محض ایک ذریعہ قرار نہ دے۔ (3) عالم مقاصد کے ایک رکن کی حیثیت سے عمل کر۔

اخلاقی نظم Moral Order

اس اصطلاح سے مراد ہم آہنگی ہو سکتی ہے جو اخلاقی زندگی میں ضروری ہے یا اس سے مراد کوئی ماورائی اخلاقی نظام لیا جا سکتا ہے جو مادی کائنات کی اساس ہو یا اس کے لئے قانون کی حیثیت رکھے۔ بعض لوگ اخلاقی نظم سے مراد یہ لیتے ہیں کہ کائنات کو چلانے والے قوانین اخلاقی ہیں۔

اخلاق Morals

مارل کا لفظ مارس (Mores) سے مشتق ہے اس کا مطلب رسم و رواج ہے۔ یہ انشقاق دو امور پر دلالت کرتا ہے (1) اخلاق کا تعلق معاشرے سے ہے اور علم الاخلاق معاشری علم ہے۔ (2) اخلاقی نظریوں اور تصورات کی ابتدا ہمیشہ معاشرے میں ہوتی ہے اور وہیں یہ پھلتے پھولتے ہیں۔

حاسہ اخلاق Moral Sense

اس نظریئے کی رو سے نیکی ایک ایسی فطری اور مستقل صفت ہے جو خاص خاص افعال میں پائی جاتی ہے اور اس صفت کا لوگوں کو براہ راست علم و اعتراف ہے۔ حاسہ اخلاق قدرت کا عطیہ ہے اور اس کی بدولت بعض اشیا کو مستحسن اور بعض کو قبیح کہا جاتا ہے۔ حاسہ اخلاق کے نظریئے کے اکابر و کلا شیفنبری (Shaftisbery) اور ہچسن (Hutchesan) ہیں۔ وہ نہ صرف حاسہ اخلاق کو حواس خمسہ کے مثل سمجھتے ہیں بلکہ اس کا مقابلہ جمالیاتی حس سے بھی کرتے ہیں خوبصورتی یا بدصورتی کا احساس فوری، بدیہی اور براہ راست ہوتا ہے اور اس کے لئے کسی تجربے یا تربیت کی ضرورت نہیں۔

فضیلت Moral Virtues

سقراط کے نزدیک فضیلت علم ہے۔ لہٰذا اگر نیکی کا علم ہو گا تو ہم نیکی کریں گے اور اگر بدی کا علم ہو گا تو اس سے پرہیز کریں گے۔ کانٹ کے نزدیک فضیلت کا تعلق ان اعمال حسنہ سے ہے جو فرائض کے علاوہ ہیں۔ ان کی تحریر بہت مشکل ہے اس لئے کانٹ انہیں غیر معین فرائض کہتا ہے۔ ارسطو کے نزدیک فضیلت کردار کی ایک عادت ہے جو اعتدال اور میانہ روی پر قائم رکھتی ہے۔ ارسطو چاہتا ہے کہ افراط اور تفریط کو چھوڑ کر درمیانی راستہ اختیار کیا جائے۔

موریلی Morelly

اٹھارہویں صدی کا فرانسیسی خیالیہ اشتراکی۔ اپنی کتاب Le Code de La nature میں اس نے اجتماعیت کی تلقین کی ہے۔ وہ کہتا تھا کہ معاشرے میں تقسیم دولت کی بنا غیر عقلی پر ہے۔ اسی لئے وہ ایسی عقلی تنظیم کا متلاشی تھا جو قدرت کے قریب ہو۔ عقلی تنظیم سے اس کی مراد ایسا نظام ہے جہاں اجتماعی ملکیت ہو اور تقسیم دولت کا منصوبہ اجتماعی ہو۔ قدرت اور عقلی تنظیم کو ہم آہنگ بنانے کے لئے اس کے ہاں تین اصول ملتے ہیں۔ (1) نجی املاک کا خاتمہ (2) زندہ رہنے کا حق، اور 'محنت کا حق' اور (3) ہر شہری پر محنت کرنے کی پابندی۔ ماریلی کھانے پینے میں اعتدال کا حامی تھا اور نمود و نمائش کا دشمن۔ اٹھارہویں اور انیسویں صدی کے سوشلسٹوں پر اس کی تعلیمات کا گہرا اثر ہے۔

ٹامس مور

ٹامس مور More, Thomas

انگلستان کا لارڈ چانسلر تھا اور انگریزوں میں ایک عظیم انسان دوست- اس نے بادشاہ کو چرچ کا سربراہ ماننے سے انکار کر دیا اس جرم کی پاداش میں اس کا سر قلم کر دیا گیا- اپنی کتاب خیالیہ (Utopia) میں اس نے مثالی معاشرے کی تصویر کھینچی ہے- اس معاشرے میں جنگ و جدل نہیں ہو گا عدلیہ اور مقننہ کے اہلکار منتخب ہوں گے- ہر قسم کا منافع اور مسرت مساوی تقسیم ہوں گے کوئی استحصال نہیں ہو گا خواہ وہ صنعتی سطح پر ہو یا مذہبی سطح پر، مور نے اس کتاب میں نجی املاک پر نکتہ چینی کی ہے اور اشتراکیت کا ایک دھندلا سا خاکہ پیش کیا ہے-

حرکت Motion

جگہ یا مکان میں تبدیلی، ہیراقلیطس اسے عالمگیر صفت مانتا تھا لیکن زینو اور پرمینڈیز نے اس کا انکار کیا- ارسطو نے حرکت کی دو قسمیں بتلائیں- یا تو اس حرکت سے مراد شکل میں تبدیلی ہے یا جسامت میں تبدیلی ہے تبدیلی کا مطلب گھٹنا یا بڑھنا ہے-

مدرسیت (Scholasticism) میں حرکت کا مطلب قوائیت سے فعلیت میں آنا ہے-

Morgan, Lewis Henry
لیوس ہنری مارگن

(1881-1818) امریکی سائنس دان اور ماہر آثار قدیمہ اس نے امریکی انڈینوں کی زندگی کا مطالعہ کرنے کے بعد اپنی کتاب قدیم معاشرہ (Ancient Society) میں قبل طبقاتی معاشرے کے ادوار متعین کرتے ہوئے پیداواری تکنیک کو اساس بنایا- اس کا نظریہ اب فرسودہ ہو چکا ہے لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ اس نے اپنے طور پر پیداوار کے مادی وسائل کی اہمیت دریافت کی-

چارلس مورس Morris Charles

(1901) امریکی فلسفی جس نے نتائیجیت (Pragmatism) کو منطقی تجربیت کے ساتھ ملانے کی کوشش کی- نفسیات میں اس کا موقف کرداریت کا ہے اور اسی زاویے سے وہ انسان کے معاشری اور حیاتیاتی کردار کی تشریح کرتا ہے- سی- ایس- پرس (C.S.Peirce) سے متاثر ہو کر اس نے لسانیات کی ایک نئی شاخ علامیات (Semioties) کی بنیاد ڈالی- اس کی تصانیف حسب ذیل ہیں-

نظریہ علامت کی بنیاد

1-Foundation of the Theory of Signs

علامات- زبان اور کردار

2-Signs Language and Behaviour

انسانی کردار کے اقسام

3-Varieties of Human Values

تحریک Motive

پیدائشی یا اکتسابی میلانات- پیدائشی محرکات میں حیاتیاتی، ہنگامی اور خارجی محرکات شامل ہیں اس کے علاوہ کچھ اشتہات اور کراہتیں (Desires Aversions) بھی ہیں- حیاتیاتی میلانات میں بھوک، پیاس اور جنس شامل ہیں- ہنگامی میلانات میں بچاؤ، مبازرت، جدوجہد اور تعاقب شامل ہیں اور خارجی محرکات میں کھوج اور دست درازی ہیں- اکتسابی میلانات میں دلچسپیاں، مقاصد وغیرہ شامل ہیں-

موزو Mo Tzu

(381-479 ق م) قدیم چین کے ایک مکتب فکر کا بانی، اس مکتب کا نام موہیت (Mohism) تھا- اس کا فکر کنفیوکش کے خلاف تھا- یہ تقدیر کو نہیں مانتا تھا- اور رسومات کو بھی پسند نہیں کرتا تھا- اس کا فلسفہ حیات عالمگیر محبت پر مبنی تھا- وہ لوگوں کو پیار و محبت کی تلقین کرتا تھا اور جنگوں سے منع کرتا تھا- اس کی تعلیمات متصوفانہ رنگ میں ڈوبی ہوئی ہیں کہیں کہیں مادہ پرستی کی جھلک بھی موجود ہے- اسی لئے بعد میں

موہیت کے حامیوں نے علمیات کو خالص مادی بنا دیا۔

Mukti مکتی

نجات، آزادی، اس کے معنی وہی ہیں جو مکش (Moksa) کے ہیں۔

Multiple Inherence, Theory of نظریہ تعدد حلول

براڈ (Broad) کا کہنا ہے کہ صفات (خصوصاً ثانوی صفات) ایک دوسرے کے ساتھ مختلف رشتوں میں منسلک ہو سکتی ہیں۔

Mundane Sciences علوم دنیوی

ان علوم کا تعلق دنیا سے ہے ملا صدرہ کے مطابق اس کی تین شاخیں ہیں۔ علم الاقوال یعنی الفاظ کا علم۔ علم الافعال یعنی افعال و اعمال کا علم اور علم الاقوال یا علم الافکار جس کا تعلق سوچ بچار سے ہوتا ہے۔

علم الاقوال میں صرف و نحو۔ اصول شعر اور منطق الفاظ کے معانی شامل ہیں۔ علم الافعال میں فن زراعت، فن بافندگی، فن تعمیرات کے علاوہ خطاطی۔ کیمیا، سیاست مدن، شریعت اور تصوف شامل ہیں۔ علم الاحوال میں منطق، حساب، جیومٹری، فلکیات، طب ارضیات، حیوانیات اور علم نباتات شامل ہیں۔

Mundus intelligibilis علم محسوسات

عالم مظاہر جس کا ادراک حواس سے ہوتا ہے۔ افلاطون کا کہنا ہے کہ یہ عالم، عالم معقولات کی نقل، پرتو یا عکس ہے۔ یہ خیال صوفیا کے ہاں بھی پایا جاتا ہے۔

Mundus intelligibles عالم معقولات

عالم امثال جہاں ہر شے کا مکمل نمونہ موجود ہے انہی کا ناتمام نقشہ اس دنیا میں پایا جاتا ہے۔ یہ افلاطون اور سینٹ آگسٹائن کا نظریہ ہے۔

Munsterberg, Hugo ہوگو منسٹربرگ

(1916-1863) جرمن فلسفی اور ماہر نفسیات، ہارورڈ یونیورسٹی میں پروفیسر رہ چکا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ عقل مخفی میں غیر تجربی بدیہی اصول موجود ہیں۔ جن سے ماورائی حقائق کی نشاندہی ہوتی ہے۔ ان حقائق کی تصدیق یا تکذیب نفسیاتی طریقے سے ممکن نہیں۔ اقدار اور مقاصد حقیقی ہیں۔

Muqtasid مقتصد

مقتصد سے مراد عارف ہے یا وہ شخص جو صبر سے مصیبتیں جھیلتا ہے یا خوف اور امید سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔

Mutakalluimin متکلمین

مسلمانوں کے ہاں دو قسم کے فلسفی ہوئے ہیں ایک تو عقل محض کے زیر اثر فلسفہ لکھتے رہے اور دوسرے مذہب کے تحت۔ دوسرے گروہ کو متکلمین کہتے ہیں۔ ان میں معتزلہ کا شمار ہے جنہوں نے مذہبی حقائق کو عقلی دلائل سے ثابت کرنا چاہا۔ یہ لوگ خدا کے بارے میں کثرت صفات کے قائل نہیں تھے۔ اور انسانی ارادے کو آزاد مانتے تھے۔ واصل بن عطا جاحظ، موئمر بن عباد اس کے مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ العشری کا شمار بھی متکلمین میں سے ہے انہوں نے معتزلہ کے خلاف روایتی اسلامی عقاید کی حمایت کی۔

Mutashibah متشابہہ

جب صوفی ایمان کی منزل پر ہو، اس کی شکل اور لباس صوفیوں کے مانند ہوتا ہے۔ لیکن وہ حقیقی معنوں میں صوفی نہیں ہوتا۔

Mutazilite معتزلہ

مسلمانوں میں یہ مکتب فکر آٹھویں صدی عیسوی میں پیدا ہوا۔ اس کے دعویدار واصل بن عطا اور عمر بن عباد تھے۔ ان کی تعلیمات میں عدل اور قدر کے تصورات بڑے اہمیت رکھتے ہیں۔ اسلام میں یہ پہلی عقلی تحریک ہے۔ اس کے مرکزی تصورات توحید، عدل، الوعد و لوعید۔ المنزلہ بین المنزلتیں اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہیں۔ پہلے دو تصورات بہت زیادہ اہمیت

کے حامل ہیں۔ توحید پر بحث کرتے ہوئے معتزلوں نے خدا کے بارے میں کثرت صفات کا تصور غلط قرار دیا کیونکہ اس سے شرک لازم آتا ہے۔ قرآن شریف کو مخلوق کہتے تھے۔ جن آیات میں خدا کے ہاتھ' پاؤں وغیرہ کا ذکر آتا ہے انہیں بطور استعارہ لیتے تھے اور خدا کے دیدار کے انکاری تھے۔ عدل پر بحث کرتے ہوئے ان لوگوں کا کہنا ہے کہ نیکی اور بدی کے تصورات خودمختار ہیں۔ اور خدا کا عدل اس امر کا مقتضی ہے کہ نیکی نیکی رہے اور بدی بدی۔ چونکہ خدا عادل ہے وہ اس دنیا اور آخرت میں وہی کچھ کرے گا جو انسان کی فلاح و بہبود کا موجب ہو۔ معتزلہ یہ بھی کہتے تھے کہ خدا اس امر کا پابند ہے کہ وہ نیکو کاروں کو ان کی نیکی کے مطابق اجر دے اور بدکاروں کو انکی بدی کے مطابق سزا دے۔ خدا کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ عدل کے راستے سے انحراف کرے۔

Mutsawwif متصوف

جب صوفی معرفت کی دوسری منزل یعنی علم پر ہوتا ہے۔ تو وہ صوفی بننے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن ابھی وہ صحیح معنوں میں صوفی نہیں ہوتا۔ اس منزل پر تصنع اور بناوٹ شامل ہوتی ہے۔ جب وہ تیسری منزل یعنی ذوق کی منزل پر پہنچے گا تب صوفی بنے گا۔

Mysticism باطنیت' تصوف' عرفان

باطنیت' تصوف یا عرفان سے مراد ایک ایسا مذہب ہے جو انسان کو خدا کا علم براہ راست' بدیہی طور پر عطا کرتا ہے اور دعوے کرتا ہے کہ اگر اس کی تعلیمات پر عمل کیا جائے تو خدا کا دیدار اسی طرح سے حاصل ہوتا ہے جس طرح حواس سے خارجی اشیا کا۔ مشرق و مغرب کے قدیم مذاہب میں کچھ رسومات خفیہ ادا کی جاتی تھیں ان مذاہب کو رمزی (Mystery) کہا جاتا ہے انگریزی لفظ (Mysticism) کا ماخذ یہی ہے۔ باطنی یا متصوفانہ تجربہ کی نشانی یہ ہے کہ وہ ناقابل بیان ہے اسرار و غوامض کو واشگاف کرتا ہے۔ تھوڑے عرصہ کی لئے قائم رہتا ہے اور خود انسان انفعالی حالت میں ہوتا ہے۔

خدا یا آخری حقیقت تک براہ راست پہنچنے کے لئے ہندوؤں' بدھ مت والوں' عیسائیوں اور مسلمانوں نے مختلف ریاضتیں تجویز کی ہیں۔ ہندوؤں کے ہاں یوگا سسٹم ہے جس سے انسان سمادھی کی حالت تک پہنچتا ہے۔ سمادھی سے مراد درشن یا دیدار ہے۔ بدھ مت والے دھیان پر زور دیتے ہیں دھیان میں چار منازل ہیں انہیں طے کرنے کے بعد نروان حاصل ہوتا ہے۔ عیسائیوں کے ہاں بھی ریاضتیں ہیں اور کئی منازل سے گزرنا پڑتا ہے تب روح کا اتحاد خدا سے ہوتا ہے۔ مسلمانوں کے ہاں بڑے عظیم الشان صوفی ہو گزرے ہیں۔ انہوں نے زہد و تقویٰ کے علاوہ ریاضتیں بھی تجویز کی ہیں ان سے تزکیہ نفس بھی ہوتا ہے اور سیرت کی اصلاح بھی۔ جب معرفت کی تمام منازل طے کر لی جائیں تب انسان' اللہ تعالیٰ کی ذات میں شامل ہو جاتا ہے اس منزل کو فنا بھی کہا جاتا ہے لیکن اس فنا سے بقا حاصل ہوتا ہے۔

Mysterry سر

صوفیوں کے ہاں اس کا مقام متعین نہیں کیا گیا۔ بعض اس کا مقام روح سے پہلے اور قلب کے بعد اور بعض روح کے بعد متعین کرتے ہیں۔ اس کے مطابق سر تو روحانی مشاہدات کا' روح' عشق کا اور قلب' معرفت کا گہوارہ ہے۔ حضرت شہاب الدین سہروردی سر کو روح اور قلب کی طرح الگ وجود نہیں دیتے۔ بلکہ روحانی ترقی میں اسے ایک منزل بتلاتے ہیں۔ جب انسان خواہشات سے خلاصی پاتا ہے اور الہیاتی روح کی طرف بڑھتا ہے تو اس کا قلب ایک نئی صفت سے متصف ہو جاتا ہے جسے سر کہتے ہیں۔

Myth اسطور

حقائق کو استعارہ کی شکل میں پیش کرنا۔ شروع شروع میں خداؤں کے متعلق اساطیر ہوا کرتی تھیں ان کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ جن حدود میں روزمرہ زبان جکڑی

ہوئی ہوتی ہے ان سے آزاد رہ کر حقائق کی نشاندہی کی جا سکتی ہے۔ اسطور سے مراد جھوٹ اور فریب بھی ہے۔ جس بیان کی تصدیق حقائق سے نہ ہو سکے اسے اسطور کہہ دیا جاتا ہے۔

Mythology **اسطوریات**

پرانے زمانے کے قصے کہانیاں جن میں خداؤں، جنوں، بھوتوں، پریوں، جادو، روایتی سرکردہ انسانوں کا ذکر آتا ہے۔ ان کہانیوں کی تہہ میں حقائق پوشیدہ ہوتے ہیں۔ انہیں بے نقاب کرنا آرٹ کا فریضہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف فنکاروں نے اپنی تخیلات میں اسطوریات کے تمثال استعمال کئے ہیں۔

N

Nafs **نفس**

حضرت شہاب الدین سہروردی کے ہاں نفس سے مراد اشتہا ہے اور یہ ہر قسم کی خرابیوں کا باعث ہے۔ اس میں دو قوی میلانات ہیں غصہ اور حرص۔ جب نفس پر غصہ غالب ہوتا ہے تو اس کی حالت ایک گول شے کی مانند ہوتی ہے جو حرکت کر رہی ہو۔ اور جب یہ حرص سے مغلوب ہوتا ہے تب اس کی حالت پتنگے کے موافق ہوتی ہے جو تھوڑی روشنی سے مطمئن نہیں ہوتا اور اپنے آپ کو شعلہ میں پھینک کر ہلاک کر لیتا ہے۔

Nafs ammarah **نفس امارہ**

نفس کی ابتدائی صورت جو شر کی ترغیب دلاتی ہے یعنی گناہ پر اکساتی ہے۔

Nafs Lavvamah **نفس لوامہ**

یہ نفس کی دوسری منزل ہے۔ اور اس سے مراد گناہوں پر نادم ہونا اور توبہ کرنا ہے۔

Nafs Mutmainnah **نفس مطمئنہ**

یہ نفس کی آخری منزل ہے۔ نفس امارہ کے بعد نفس لوامہ آتا ہے اور اس کے بعد نفس مطمئنہ۔ اس سے مراد نفس کی وہ حالت ہے جب تضاد ختم ہو جاتے ہیں اور انسان کو سکھ چین نصیب ہو جاتا ہے۔

Naigeon, Jacques-Andre
جیکس انڈری نیاگوں

(1810-1738) فرانسیسی مادہ پرست اور ملحد فلسفی۔ کیتھولک چرچ کا مخالف تھا۔ ڈیڈروٹ (Diderot) کا پیروکار تھا اور اس کے ساتھ معارف العلوم (Encyclopaedia) کا ایڈیٹر تھا۔ اپنی کتاب Le militari Philosophie میں اس نے خیال ظاہر کیا کہ کوئی مذہب بھی سچا نہیں اور اس لئے خدا کی تلاش ایک بے کار مشغلہ ہے۔ ایسی ایک اور کتاب Theologie Partatuse میں اس نے مذہب کا مضحکہ اڑایا اور تضحیک آمیز تنقید کی۔

Naive Realism **سادہ حقیقت**

یہ ایک عام سیدھے انسان کا نظریہ حقیقیت ہے۔ وہ غیر ناقدانہ طریقے پر موجودات کی حقیقت کا قائل ہے۔ خارجی اشیا کو شک کی نگاہ سے نہیں دیکھتا اور انہیں حقیقی سمجھتا ہے۔

Nalbandyan, Mikael Lazarevich
میکیل لیزاریوچ نل بندیاں

(1866-1829) آرمینیا کا مادہ پرست انقلابی فلسفی۔ روس کی انقلابی تحریکوں میں حصہ لیتا رہا۔ اس نے جدلیات اور مادیت کو ملانے کی کوشش کی۔ اس کا علمیاتی نظریہ اس مفروضہ پر مبنی ہے کہ حسی اور عقلی۔ استخراج اور استقرا دراصل ایک ہی شے ہیں۔ اس نے کانٹ، ہیگل اور فختے پر بڑی تنقید کی اور ان کے سیاسی نظریوں کو فضول قرار دیا۔

اس کی اہم تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔

1- Two Lines دو راستے

2- Agriculture as the true Road.
زراعت بطور ایک صحیح راستے کے

3- Hegel and His Time
ہیگل اور اس کا زمانہ

Name اسم

حرف و نحو میں اسم کی دو قسمیں ہیں معرفہ اور نکرہ۔ اسم معرفہ کسی خاص شے کا نام ہوتا ہے اسم نکرہ خاص قسم کی لاتعداد اشیا کا نام ہوتا ہے۔ رستم اسم معرفہ ہے لیکن آدمی اسم نکرہ ہے۔ منطق میں اسم نکرہ کی حیثیت متغیرہ (Variable) کی ہے۔

منطق میں اسم سے مراد نام ہے یہ نام ضروری نہیں مادی شے کا ہو۔ معنویات میں اسم کی مثلث بن جاتی ہے (1) نام (2) شے جس کی طرف اس کا حوالہ ہو (3) نام کا مقصود یا صفت جس کا اظہار ہو رہا ہو۔

Narodism نارودیت

روس میں ادنیٰ درجہ کے بوژوا کسان جمہوریت کا فلسفہ حیات، نارودیت دو امور پر مشتمل ہے (1) سوشلسٹ خیالیہ۔ (2) زرعی انقلاب۔ روس میں اس نظریہ کے حامیوں نے جاگیرداروں کے خلاف انقلاب برپا کیا اور زمینوں کی تقسیم نئے سرے سے چاہی۔ ان کا خیال تھا کہ اس طریقے سے سیدھے اشتراکیت تک پہنچنا ممکن ہے۔ فلسفہ میں ان کا موقف موضوعیت تھا۔ اور انہوں نے اثباتیت، نوکانتیت اور ماتیت (Machism) کو ملانے کی کوشش کی ان کا خیال تھا کہ موضوعی طریقوں سے غیر سرمایہ دارانہ منازل تک پہنچا جا سکتا ہے۔ انہیں عوام کی اہمیت کا یقین تھا لیکن پھر بھی کہتے تھے کہ تاریخ کا انحصار دانا اور ذی ہوش اقلیت پر ہے۔

Nascency ٹشو

قوائیت جو فعلیت میں تبدیل ہو رہی ہو۔ انگریزی اصطلاح کا اطلاق نفسی کوائف اور تاثرات پر ہوتا ہے۔ ہربرٹ سپنسر نے اس اصطلاح کو نفسیات میں استعمال کیا۔ اور اس کا مفہوم وہی ہے جو تحت الشعور کا ہے۔

Nation قوم

تاریخی اعتبار سے جمعیت، اس جمعیت کو قوم کہا جائے گا جس کے مادی وسائل مشترک ہوں۔ خطہ اور معاشی زندگی ایک ہو۔ زبان، خیالات اور ثقافت بھی ایک ہو۔ قومیں اس وقت پیدا ہوئیں جب سرمایہ دارانہ نظام آیا۔ قوموں کے روح رواں بوژوا ہیں اور وہی ان کے سیاسی معاشی اور روحانی نظام پر چھائے ہوئے ہیں۔ جب قوموں میں سرمایہ داری کی وجہ سے تضاد پیدا ہوتا ہے تو دوسری قوموں کے بارے میں نفرت اور خوف کا جذبہ ابھار کر اپنے تضاد کو دبایا جاتا ہے۔ اس سے امن عامہ خطرہ میں پڑ جاتا ہے۔

Naturism خلقیت

انگریزی کی اصطلاح ہیلموز (Helmholtz) نے فلسفہ میں داخل کی۔ اس کے مطابق ہر انسان کے علم میں ایسے عناصر موجود ہیں جو قبل تجربی خلقی اور پیدائشی ہیں۔ پس خلقیت سے مراد وہی تصورات ہیں۔

Natrop Paul پال نیٹروپ

(1854-1964) کوہن (Cohen) کے ساتھ اس نے ماورائی طریقہ افلاطونی فلسفہ، نفسیات اور اثباتی علوم کی طریقیات میں استعمال کیا۔ اس سے سائنسی فلسفہ کی بجائے متصوفانہ فلسفہ پیدا ہو گیا۔

Nature فطرت

تمام موجودات، مظاہرات جو خارج میں پائے جاتے ہیں۔ مارکسیوں کا خیال ہے کہ نیچر کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا۔ زماں و مکاں میں لاانتہا ہے اور ہمیشہ متحرک اور متغیر رہتی ہے۔ غیر جاندار مادہ سے جاندار اشیا پیدا ہوئیں اور ان جاندار اشیا سے انسان پیدا ہوا۔ انسان پر معاشرہ گہرا اثر کرتا ہے اور اگر سچ پوچھا جائے تو انسان معاشرے کی تخلیق ہے۔

ارسطوی فلسفہ میں نیچر سے مراد شے کی تبدیلی یا سکوں کا داخلی منبع ہے جو اشیا ایسا منبع رکھتی ہیں وہ نیچرل کہلاتی ہیں۔

فلاسفہ طبیعت Nature Philosophers

یہ نام قبل سقراطی نیچری مفکروں اور احیا العلوم کے فلسفیوں کو دیا گیا ہے۔ سولھویں صدی کے آغاز میں اہل یورپ نے کئی نئے ممالک دریافت کئے اور کئی نئی تجارتی شاہراہیں معلوم کیں جس سے نیچر میں دلچسپی ہو گئی اس کے علاوہ ریفارمیشن (Reformation) سے بھی مظاہر فطرت میں دلچسپی پیدا ہوئی ارسطو اور بائبل کی وجہ سے عقلیت کو تو بے پناہ تقویت حاصل تھی وہ ختم ہو گئی اور لوگوں کی توجہ مظاہر فطرت اور حقائق و شواہد کی طرف مبذول ہو گئی یہ وہ زمانہ تھا جب کوپرنیکس (Copernicus) گلیلیو (Galileo) اور کیپلر (Kepler) کی سائینسی تحقیقات اور انکشافات نے دنیائے سائنس میں تہلکہ مچا دیا تھا۔ اس کے زیر اثر تین فلسفی پیدا ہوئے جن کا تعلق اٹلی سے ہے اور ان کے نام ہیں تلیو (Teleio)، برینو (Brino) اور کمپنی (Campanella) تلیو کا کہنا ہے کہ کائنات کی تشریح مادے اور توانائی سے ہونی چاہئے اور نفس، مادہ سے الگ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ برینو کے مطابق یہ دنیا، وسیع اور عظیم کائنات کا ایک چھوٹا سا جزو ہے کمپنیلا کہتا تھا کہ عقل سے شواہد کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ شواہد ہی شواہد کو جھٹلا سکتے ہیں۔ اس نے ایک کتاب لکھی ہے سورج کا شہر (City of the Sun) یہ ایک خیالی دنیا کا نقشہ ہے اس میں نجی املاک اور امارت نہیں ہو گی اور تمام امور سائنسی اصولوں پر طے ہوں گے۔

فطری Natural

(1) غیر فطرتی کے مقابلہ میں فطرتی ہر وہ شے ہے جو اپنی فطرت، طبیعت کے عین مطابق ہو۔ مثلاً علم کا حاصل کرنا انسانی فطرت کے عین مطابق ہے (2) آزاد ارادہ کے مقابلے میں فطری سے مراد وہ فعل ہے جو ارادے کے تحت نہ ہو جیسے نیند۔ (3) اتفاق (Chance) کے مقابلے میں فطری سے مراد وہ واقعات ہیں جو طبعی اسباب سے وارد ہوتے ہیں۔ جیسے ہوا سے بھاری شے کا گرنا کشش ثقل کی بدولت ہے۔

رغبت طبعی Natural Election

اشیا کی ایک دوسرے کے لئے کشش یا رغبت۔ خوشگوار شے کی طرف ہر شے کھچی جاتی ہے اور ناگوار سے بھاگتی ہے۔ بعض دفعہ اس سے مراد معروضی قدر بھی لی جاتی ہے جو قوتِ عمل سے خود مختار ہو۔

فطریت Naturalism

ہستی باری تعالیٰ کے کونیاتی، نمائی، وجودیاتی اور اخلاقی دلائل کو رد کر کے فطریت کا دعویٰ ہے کہ کائنات کی تخلیق کے لئے کسی ماورائی ہستی کی ضرورت نہیں۔ کائنات خود بخود وجود میں آئی۔ اس کا نظام اس کے اپنے ہاتھوں میں ہے۔ کائنات کا کوئی مقصد نہیں۔ اس پر جبریت مسلط ہے ہر قسم کی زندگی خواہ وہ فطری ہو یا روحانی فطرت کی پیداوار ہے۔ انسان کے اخلاقی اور روحانی اصولوں کا جواز کسی فوق الفطرت ہستی میں ڈھونڈنے کی بجائے فطرت میں ڈھونڈنا چاہیے۔

فطریت کے مطابق کسی فوق الفطرت ہستی کو نیچر کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جا سکتا نیچر کے نظام میں کوئی مداخلت نہیں کر سکتا۔ لہٰذا آزاد ارادہ۔ مقصد اور حیات بعد الموت کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

جمالیات میں فطرتی موقف انیسویں صدی میں اختیار کیا گیا۔ اس موقف کے تحت آرٹ کے متعلق کہا گیا کہ اس کا فریضہ یہ نہیں کہ وہ کبھی مخفی، فوق الحس حقیقت کی تلاش کرے بلکہ اس کا تو فریضہ یہ ہے کہ مظاہر کی ہوبہو عکاسی کرے۔ یعنی قدرت کے عارضی، اتفاقی پہلوؤں کو بیان کرے۔ یہ نظریہ ایملی زولا (Emile Zola) کی تصانیف میں ملتا ہے۔ اس نظریے کے مطابق ارٹ کو سیاست اور اخلاق سے الگ رکھنا چاہئے چونکہ ارٹ کا مرکز زندگی کے فعلیاتی پہلو ہیں اس لئے اس ارٹ میں جذبات، اوچھی تفریح اور جذبات انگیز ڈرامہ پر زور دیا جاتا ہے۔ اسی نظریہ

کے زیر اثر شہوانی ناول، جاسوسی کہانیاں جنسی تصاویر، اور ٹوسٹ (Twist) اور راک ان رول (Rock 'n' Rolls) جیسے ڈانس فروغ پا گئے ہیں۔ اس سے انفعالیت (Passivity) معاشری جدوجہد سے گریز، لوگوں کے دکھ درد سے بے اعتنائی اور زندگی کے گھناؤنے پہلوؤں کو تقویت ملتی ہے۔

Naturalism Ethical اخلاقیاتی فطریت

اس نظریہ کی رو سے خیر کی اساس فطرت میں ڈھونڈنی چاہئے۔ مثلاً مسرت، ارتقا وغیرہ میں اخلاقیات کو یہ نظریہ قدرتی علوم کی شاخ بنا دیتا ہے۔ اخلاقیاتی فطریت کا ایک فائدہ ہے اس سے وحدانیت اور موضوعیت کا خاتمہ ہو جاتا ہے کیونکہ فطرت کا کہنا ہے کہ (1) خیر معروضی ہے۔ اس کا تعلق معاشرے اور افراد کے مفاد سے ہے (2) خیر کا تصور متعین ہو سکتا ہے اور خیر کا معیار معروضی طریقے سے قائم کیا جا سکتا ہے (3) اخلاقی قضایا کی تصدیق یا تکذیب ممکن ہے۔ یعنی حقائق کی روشنی میں اخلاقی نظریات کو سچا یا جھوٹا ثابت کیا جا سکتا ہے۔ (4) اخلاقیات تبھی قدرتی سائنس کا رتبہ اختیار کر سکتی ہے جب اس کا مواد اور معطیات دیگر معاشرتی علوم سے دستیاب ہوں۔

Naturalistic Fallacy طبعی مغالطہ

یہ مغالطہ اس وقت صادر ہوتا ہے جب اخلاقی تصورات کی تعریف غیر اخلاقی تصورات سے کی جائے یا غیر اخلاقی مقدمات سے اخلاقی نتائج اخذ کئے جائیں۔ جی-ای- مور (G-E-Moore) نے اس مغالطہ پر زور دیا اس مغالطے کی تہ میں اخلاقیات کی خود مختاری کا مفروضہ ہے۔ اگر اخلاقی تصورات کی تعریف غیر اخلاقی تصورات سے ہو سکتی ہو یا اخلاقی نتائج غیر اخلاقی مقدمات سے بر آمد ہو سکتے ہوں تو اخلاقیات کی منفرد حیثیت ختم ہو جاتی ہے۔

Natural Law فطری قانون

مثالی قانون جو ریاست سے بالا ہوتا ہے اور جس کا ماخذ عقل یا انسانی فطرت ہے۔ اس تصور کو سقراط اور افلاطون نے پیش کیا تھا۔ دور وسطے میں فطری قانون، قانون خداوندی تھا۔ اس قانون کے تحت جاگیرداری کی مذمت کی جاتی تھی اور بورژوا معاشرے کی حمایت۔

Natural Philosophy قدرتی فلسفہ

نظری فلسفہ کے مقابلہ میں قدرتی فلسفہ کا علاقہ فطرت سے ہے اسی لئے قدرتی فلسفہ اور قدرتی سائنس کی حدیں بدلتی رہی ہیں۔ ازمنہ گزشتہ میں دونوں کو مترادف سمجھا گیا اور قدرتی فلسفہ سے مراد علم طبعیات لیا گیا۔ کونیات، قدرتی فلسفہ کا حصہ تھا۔ دور وسطیٰ میں ارسطوی قدرتی فلسفہ کے بعض تصورات کو کونیات اور زمیں مرکزی نظام پر چسپاں کیا گیا۔ دور جدید میں قدرتی فلسفہ کے تصورات میں سائنس کے ساتھ تبدیلی آگئی۔ قدرت کو لامحدود سمجھا گیا۔ عوالم کی بے شمار تعداد مانی گئی تضاد کا اجتماع یعنی ایک طرف عالم اکبر (Macrocosom) اور دوسری طرف عالم اصغر (Microcosom) کو بھی تسلیم کیا گیا۔ آہستہ آہستہ قدرتی سائنسوں نے قدرتی فلسفہ سے علیحدہ ہونا شروع کیا۔ اور جب فلسفہ سے سب قدرتی علوم علیحدہ ہو گئے تو قدرتی فلسفہ ختم ہو گیا۔ اب اسکے اثرات تصوریتی اور حیاتیاتی فلسفہ میں نظر آتے ہیں۔ لیکن فلسفہ کی صورت میں اس کا وجود کہیں نہیں ملتا۔

Natural Realism طبعی حقیقت

تھامس ریڈ (T.Reid) (1796-1710) کا نظریہ ہے اس نظریہ کی رو سے حسی علم پر شک نہیں کرنا چاہئے۔ یہ علم قابل اعتماد ہے اور جب یہ معروضی اور خارجی اشیا اور علائق کے متعلق اطلاع دیتا ہے تو انہیں سچا سمجھنا چاہئے۔ طبعی حقیقت کو فہم عامہ کا فلسفہ بھی کہہ سکتے ہیں۔

Natural Selection طبعی انتخاب

چارلس ڈارون کے نظریہ ارتقا کا مرکزی تصور ہے۔

شواہد اور حقائق کی بنا پر ڈارون کا کہنا ہے کہ تمام جاندار اشیاء کا منبع ایک ہے ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے ان کی ساخت، وضع قطع، خوبو اور عادات میں تبدیلیاں آ گئیں۔ ماحول سے توافق حاصل کرتے ہوئے جو تبدیلیاں ممد و معاون ثابت ہوئیں۔ انہیں برقرار رکھا گیا اور نسل بہ نسل منتقل کیا گیا اور جو تبدیلیاں مضر ثابت ہوئی انہیں ترک کر دیا گیا۔ جو جاندار ماحول سے توافق نہ پا سکے وہ نیست و نابود ہو گئے۔ پس یہ خیال غلط ہے کہ ہر نوع الگ پیدا ہوئی بلکہ تمام جانور، حیوان اور انسان ایک ہی کنبہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ماحول سے اختلافات اور تبدیلیاں پیدا ہوئیں ماحول سے توافق زندگی کا ضامن اور اس سے عدم توافق موت کا پیامبر ہے۔

فطری الٰہیات Natural Theology

اس الٰہیات کا دعویٰ ہے کہ انسان اپنی عقل کی مدد سے خدا اور کائنات کے متعلق نظریہ قائم کر سکتا ہے اس سلسلہ میں بعض لوگ الٰہیات سے بھی مدد لیتے ہیں کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ ایزدی مدد کے بغیر انسانی عقل خدا اور اس کے مقاصد کو نہیں سمجھ سکتی لیکن اس الٰہیات میں بھی عقل کا دامن نہیں چھوڑا جاتا۔ سترہویں اور اٹھارہویں صدی میں لوگوں نے کوشش کی کہ فطری مذہب کی بنا رکھی جائے اس ضمن میں پالی (Paley) کی کتاب فطری الٰہیات (Natural Theology) قابل غور ہے۔ دور وسطے میں فطری الٰہیات کا ڈھانچہ ارسطوی مابعد الطبعیات کی اساس پر بنایا گیا۔ ڈیسکارٹ، سپائنوزا اور لابئنیز نے بھی فطری الٰہیات کی تشکیل اپنے اپنے طریقوں سے کی لیکن ان کی الٰہیات، فطری کی بجائے فلسفیانہ بن گئی۔

نیائے (سنسکرت) Naya

ہندو فلسفہ کا ایک مکتب فکر جس کا بانی گوتم ہے جو دوسری صدی میں پیدا ہوا۔ اس نظریہ کے مطابق مادی دنیا میں بے شمار جواہر موجود ہیں۔ ان کے امتزاج سے مختلف اشیاء بنتی ہیں۔ ان کے علاوہ اس کائنات میں بے شمار ارواح موجود ہیں۔ بعض روحیں تو آزاد ہیں اور بعض مادی اشیاء سے بندھی ہوئیں۔ ان میں عظیم ترین روح (پرم آتما) خدا یا ایشور ہے۔ ایشور روحوں اور جوہر کو پیدا نہیں کرتا ہے بلکہ ان کو اکٹھا کرتا ہے۔ یعنی روح اور مادہ کو جوڑ دیا یا ایشور ان کو علیحدہ علیحدہ کر دیتا ہے۔ جیسے موت پر ہوتا ہے نیائے میں قیاس Syllogism کا ذکر آتا ہے۔ اس کے پانچ حصہ ہیں۔

1- قضیہ جسے ثابت کرنا ہے۔
2- دلیل جو اس قضیہ کو ثابت کرے۔
3- دلیل کی تائید میں مثال۔
4- پہلے قضیہ کا جزئیہ پر اطلاق۔
5- نتیجہ۔

اس کی مثال یہ ہوگی۔

1- اس پہاڑ پر آگ ہے۔
2- کیونکہ دھواں اٹھ رہا ہے۔
3- جہاں دھواں ہوگا وہاں آگ ہوگی۔
4- اس پہاڑ پر ویسا ہی دھواں نکل رہا ہے جو آگ کے ساتھ ہوتا ہے۔
5- لہٰذا اس پہاڑ پر آگ ہے۔

نیائے میں علم کے چہار ذرائع ہیں ادراک۔ استدلال۔ مقابلہ اور شہادت نیائے کا فلسفیانہ موقف منطقی حقیقت ہے۔ خارجی دنیا کو نفس اور فکر سے بالکل آزاد اور خود مختار کیا گیا ہے۔

قرب Nearness

صوفیوں کے ہاں قرب سے مراد جسمانی قرب نہیں بلکہ روحانی قرب ہے۔

یہ ایسی نفسیاتی کیفیت ہے۔ جب کہ صوفی کو خدا کے قرب کا احساس ہوتا ہے۔ اس کی دو منازل ہیں۔ پہلی منزل وجد کی ہے۔ جس میں روح کی روشنی میں خود شعوری غائب ہو جاتی ہے۔ دوسری منزل پر روح اور نفس کی الگ الگ حقیقت ہے انسان کو قرب اور علیحدگی دونوں کا احساس ہوتا ہے اور یہی صحیح معنوں میں

عبودیت کا مقام ہے۔

نظریہ سحابیہ Nebular Hypothesis

یہ نظریہ کائنات کے بارے میں ہے۔ اس نظریہ کی رو سے ہمارا نظام شمسی لطیف سحاب سے پیدا ہوا۔ یہ نظریہ لیپلیس Laplace کا ہے۔ کانٹ نے بھی اس سے ملتا جلتا نظریہ پیش کیا لیکن وہ سحابیہ کو گردوغبار (Dust nebula) سمجھتا تھا۔ اور لیپلیس ایک قسم کی گیس۔

لازمی Necessary

جہت Modality کے لحاظ سے قضایا کی ایک قسم لازمی ہے۔ اس کی صداقت کا انحصار منطقی وجوہات یا بدیہات پر ہوتا ہے لہٰذا اس کی صداقت زیادہ مضبوط اور قابل اعتماد ہے بہ نسبت قطعی قضایا کے جو صرف کسی امر واقعہ کو بیان کرتے ہیں لیکن کسی قانون یا اصول کا اقرار یا انکار نہیں کرتے۔

اگر کوئی قضیہ فرض کردہ مقدمات سے صادر ہوتا ہے تو وہ لازمی کہلائے گا قطع نظر اس امر کے کہ وہ مقدمات بدیہی ہیں یا نہیں۔

جبریت Necessitarianism

اس نظریہ کی رو سے کائنات کا ہر واقعہ منطقی یا علیتبی سلسلہ میں بندھا ہوا ہے۔ پس کائنات میں اتفاقات یا آزادی کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ نہ تو معجزات کا کوئی جواز ہے اور نہ ہی آزاد ارادے کا۔ اگر اخلاقیات میں اس مفروضہ کو تسلیم کر لیا جائے تو میکانیت لازم آتی ہے۔

لزوم Necessity

اس صورت حال کو لازم کہا جائے گا جس کا تضاد ممکن نہ ہو۔ تین قسم کے لزوم ہیں منطقی۔ طبعی اور اخلاقی۔ ان کے قوانین الگ الگ ہیں جب منطقی لزوم کو توڑتے ہیں تو کسی منطقی قانون کی خلاف ورزی ہوتی ہے اور جب طبعی یا اخلاقی لزوم کو توڑتے ہیں تو طبعی یا اخلاقی قانون کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ ان تینوں لزوم کی حیثیت ایک جیسی نہیں۔ اسی لئے فلسفیوں نے منطقی تصدیقات، طبعی تصدیقات اور اخلاقی تصدیقات میں فرق کیا ہے۔

لزوم اور اتفاق Necessity & Chance

فلسفہ کے بعض مکاتیب فکر میں لزوم اور اتفاق کو ایک دوسرے کا متضاد گردانا گیا ہے اس لئے بعض لوگ لزوم سے انکاری ہیں اور بعض اتفاقات سے۔ لیکن جدلیاتی مادیت میں ان دونوں کا مقام ہے۔ لزوم کی بنیاد تو مظاہرات کے ضروری اور لازمی علائق پر ہے یا ان کی اپنی ذات پر۔ لیکن اتفاقات کا انحصار غیر ضروری اور فروعی علائق پر ہے۔ لیکن دونوں کا وجود ضروری ہے اور جدلیاتی ارتقا میں دونوں لازم ملزوم بن جاتے ہیں۔ جن امور کو اتفاقات کہا جاتا ہے ان کے پیچھے بھی لزومی رشتے ہوتے ہیں۔ تحقیق سے پتہ چلے گا کہ اتفاقات کے پیچھے بھی قوانین ہیں پس اتفاقات بے سبب (uncaused) یا بے وجہ (groundless) نہیں ہوتے ہو سکتا ہے کہ ان کے سلسلہ میں جو قوانین کام کر رہے ہیں ان کا علم ہمیں نہ ہو۔

نفی Negation

بجائے اثبات کے کسی قضیہ کو سلب کرنا۔ اگر قضیہ پ کا اثبات کیا جائے تو اس کے نقیض کی نفی کی جا سکتی ہے اور اگر قضیہ پ کی نفی کی جائے تو اس کے نقیض کا اثبات ہونا چاہے جب پ کی نفی کی جاتی ہے تو علامتی طور پر اس کا اظہار یوں ہوتا ہے

پ' پ' پ

اگر پ کا اثبات ہو تو پ کی نفی لازم آتی ہے اور اگر پ کی نفی ہو تو پ کا اثبات لازم آتا ہے۔ مارکسی فلسفہ میں نفی کو بڑی اہمیت دی گئی ہے کیونکہ اس کے بغیر ترقی ممکن نہیں۔ نفی سے ہی کیفی تغیرات رو پذیر ہوتے ہیں۔

سالبہ قضیہ Negative Proposition

کیفیت کے لحاظ سے قضایا یا موجبہ ہوتے ہیں یا

سالبہ۔ سالبہ قضیئے منفی ہوتے ہیں یہ بتلاتے ہیں کہ موضوع اور محمول میں کلی یا جزی طور پر کوئی خاص رشتہ موجود نہیں لہٰذا سالبہ قضیئے یا تو کلیہ سالبہ یا جزئیہ سالبہ ہوتے ہیں۔ کوئی انسان فرشتہ نہیں۔ کلیہ سالبہ ہے اور بعض انسان نیک نہیں ہوتے 'جزئیہ سالبہ ہے۔

منفی تحسسات Negative • Sensations

ونٹ (Wundt) کے مطابق وہ تحسسات جو شعور کی نچلی حد سے بھی نیچے ہوتے ہیں وہ منفی تحسسات ہیں۔ آجکل یہ اصطلاح مسترد ہو چکی ہے کیونکہ ایسے تحسسات جو شعور کی دہلیز سے نیچے ہوں۔ تحسسات کہلانے کے مستحق نہیں اور نہ ان کا کوئی وجود ہو سکتا ہے۔

Negation of the negation, Law of
نفی کی نفی کا قانون

مارکسیوں کا کہنا ہے کہ کسی بھی مظہر کو لیں اس کا آغاز ہوتا ہے وہ نشوونما پاتا ہے اور اس کے بعد اپنے انجام تک پہنچتا ہے۔ نفی کی نفی کا مطلب یہ ہے کہ احیا کا عمل۔ پرانے مظاہر کا خاتمہ اور نئے مظاہر کا ظہور دنیا میں مسلسل ہو رہا ہے۔ جدلیاتی نفی سے مراد مظاہر کا خاتمہ نہیں ہر پرانا مظہر نئے کے لئے جگہ خالی کرتا ہے۔ جہاں اس نے ایک طرف قدیم کی نفی کی۔ وہاں دوسری طرف جدید تر' جوان تر اور قوی تر نے اس کی نفی کر دی یہ ہے نفی کی نفی کا عمل۔ چونکہ دنیا میں مظاہر کی تعداد لامتناہی ہے اس لئے نفی کا عمل مسلسل جاری ہے اور کبھی ختم نہ ہو گا۔ مختصراً نفی کی نفی کے قانون سے مراد یہ ہے کہ نشوونما کے عمل میں ہر اعلےٰ منزل پچھلی منزل کی نفی کرتی ہے۔

نوکلاسیکیت Neo Classicism

انیسویں اور بیسویں صدی میں آرٹ کا ایک نظریہ۔ اس کی رو سے آرٹ کو قدیم عنوانات اور موضوعات کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ یہ تمثالات انہیں احیاالعلوم اور یونانیوں کے ہاں ملے۔ اٹلی کا مصور جی سیورانی G.Severeni اس خیال کا پیش رو تھا۔ وہ کہتا تھا کہ آرٹ میں ہم آہنگی کی ضرورت ہے اس پروگرام سے آرٹ کا زندگی سے رشتہ کٹ گیا اور مصور مافیہ کی بجائے صورت میں گم ہو گیا۔ فرانس کا پیری پیویس ڈی شیونز Pierre Puvis de Chavannes اور ایم ڈینس M.Denis اور جرمنی کا اے ہلڈ برانڈ A Hildelrand اور ایچ ماریز H.Marees اس مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے۔

نوانتقادیت Neo-Criticism

کورناٹ Cournot اپنے فلسفہ کو نوانتقادیت کہتا تھا۔ رینوویر Renouvier نے بھی شروع میں اپنے فلسفہ کو یہی نام دیا لیکن بعد میں شخصی مرکزیت Personalism کہنے لگا۔

نوڈارونیت Neo-Darwinism

جرمن ماہر حیاتیات اے ویسمین A.Weismann کا نظریہ ارتقا کے بارے میں میکانکی تصور۔ ویسمین کہتا ہے کہ جرثوم مایہ Plasm Germ نسل بہ نسل منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ عضویہ میں نسلی جرثوم یعنی پلازما اور عضوی عناصر soma پائے جاتے ہیں۔ عضوی عناصر ماحول سے بدل سکتے ہیں لیکن یہ تبدیلیاں منتقل نہیں ہوتیں۔ البتہ جرثوم مایہ نہیں جو منتقل تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں وہ منتقل ہو جاتی ہیں۔

نوہیگلیت Neo-Hegelianism

انگلستان' سکاٹ لینڈ اور امریکہ میں ہیگل کا فلسفہ انیسویں صدی میں از سرنو زندہ ہوا۔ اس تحریک میں جے۔ ایچ سٹرلنگ J.H.Stirlng ایڈورڈ کیرڈ Caird Edward' ٹی۔ ایچ۔ گرین T.H.Green ایف۔ ایچ بریڈلے F.H.Bradley' بی۔ بسنکے B.Bosanquet ہالڈین Haldane ' میکٹیگرٹ McTaggart اور جوشیا رائس Josiah Rayce شامل تھے۔ یہ لوگ ہیگل کی جدلیات کو نہیں مانتے تھے صرف اس کا مفہوم لیتے تھے یعنی نفی کی حقیقت اور اس

کا فعل۔

Neo-Idealism **نوتصوریت**

اٹلی کے نوہیگلی مکتب فکر جس کے امام بینے ڈٹو کراشے Benedetto Croce اور جی جنٹلے G.Gentile ہیں ان کا کہنا ہے کہ مقرون کلیوں Concrete Universals کی دو قسمیں ہیں اور ان کے درمیاں تمیز لازمی ہے۔ ایک مقرون کلیے تو ہیگل کی جدلیات سے پیدا ہوتے ہیں جو تجریدی ہوتے ہیں اور جن کے درمیان تضاد کا رشتہ ہوتا ہے دوسرے مقروں کلیے تجریدی عمل سے پیدا نہیں ہوتے وہ ایک دوسرے سے الگ تو ہوتے ہیں لیکن ایک دوسرے کے متضاد نہیں ہوتے۔ انسانی ذہن کی تخلیق۔ نظری اور عملی اسی نوعیت کی ہے اس لئے ہمیں فلسفہ کو فنون لطیفہ۔ اقتصادیات اور اخلاقیات کی آخری کڑی نہیں سمجھنا چاہئے۔ گویا کہ فنون لطیفہ۔ اقتصادیات اور اخلاقیات فلسفہ سے ادنیٰ ہیں۔ یہ لوگ نیچر کی خود مختاری اور مطلق کی تاریخی حقیقت سے بے تعلقی کو بھی تسلیم نہیں کرتے۔ ان کا یہ بھی خیال ہے کہ ایسا وقت کبھی نہیں آسکتا جب کہ کائنات میں مطلق کا ظہور مکمل اور کامل طریقے سے ہو۔

Neo-Impressionism **نوتاثریت**

1880 میں فرانس کا نظریہ فن جو تاثریت کا شاہنامہ تھا۔ اس کے دعویدار جی سیورت G.Seurat اور پی سگنک P.Signac تھے انہوں نے روشنی کے بصری قوانین کی بنا پر چند ایک صوری طریقوں کو فن کا مقصد بنا لیا۔ یہ لوگ رنگوں کو اس طرح ترتیب دیتے تھے کہ دور سے اکائی نظر آتی تھی۔

Neo-Kantianism **نوکانتیت**

انیسویں صدی کے آخری حصہ میں جرمنی میں ایک تحریک شروع ہوئی جس کا منشا کانٹ کے فلسفہ کی طرف لوٹنا تھا۔ یہ تحریک جرمنی اور روس میں بھی پھیل گئی۔ اس تحریک کے حامیوں نے کانٹ کے مابعد الطبیعاتی عناصر کو اختیار کر لیا اور اس کے جدلیاتی اور مادیتی مضمرات کو نظرانداز کر دیا۔ شے کماہی Thing in itself کے تصور کو بھی انہوں نے رد کر دیا۔ اور عالم بالذات (Noumend World) کو نفس کی تخلیق سمجھا۔ یہ لوگ عالم مظاہر کو حقیقی کہتے تھے اس کو اعیان ثابتہ کا گھر۔ اس تحریک میں دو مکاتیب فکر پیدا ہو گئے ایک ماربرگ Marburg جو ہر قسم کے کلیہ کو منطقی ترکیب کہتے تھے اور دوسرا بیڈن Baden جو کانٹ کی نظری اور عملی عقل کی تمیز کی بنا پر اثباتی اور معاشرتی علوم میں فرق کرتے تھے اور کہتے تھے کہ معاشرتی واقعات کا سائنسی مطالعہ ممکن نہیں۔

Neo-Lamarckism **نولامارکیت**

یہ تحریک انیسویں صدی کے خاتمہ پر شروع ہوئی۔ اس کا کہنا تھا کہ ارتقاء کا موجب فعلیاتی عوامل ہیں۔ اس سلسلہ میں انتخاب تخلیقی کردار ادا نہیں کرتا اور ہر عضویہ بنیادی طور پر غائتی ہے۔ اس تحریک کی ایک قسم جسے اسپنسر (Spencer) نے فروغ دیا بالکل میکانکی ہے۔ اس کے مطابق عضویہ اور ماحول کے باہمی تعامل سے توازن پیدا ہوتا ہے۔ اور عمل ارتقاء اس توازن کو بگاڑتا ہے اسکی ایک اور شاخ جو نفسی لامارکیت (Psycho-Lamarckism) کہلاتی ہے اور جس کا علمبردار ای کوپ (E.Cope 1840-1907) ہے اس کا کہنا ہے کہ ارتقا کا منبع ابتدائی قسم کا شعور ہے یہ ایک تخلیقی قوت ہے جس سے عمل ارتقا مختلف مدارج طے کرتا ہوا آگے بڑھتا ہے۔

Neology **ابداعیات**

لغوی معنی نو معنویات یعنی نئے الفاظ یا نئے معانی تراشنے۔ مذہب والے ایسے شخص کو جو نئے معانی تراشتا ہے بدعتی کہتے ہیں۔ عموماً فلسفی یا عقلیت پسند کو نو معنوی یا بدعتی کہا جاتا ہے۔

Neo-Platonism **نوفلاطونیت**

سلطنت روما میں تصوف کی تحریک تیسری سے چھٹی

صدی میں پیدا ہوئی اس کا مرکزی تصور صدور Emanation کا تھا اس کی رو سے مادی دنیا کا صدور روحانی منبع سے ہوا۔ اس کڑی کا اوپر والا سرا واحد یا خدا ہے۔ اس سے سادہ جواہر Prime Essence صادر ہوئے ان سے ارواح اور پھر روح کائنات۔فلسفہ کا راستہ عقل اور حسی علم نہیں بلکہ علم معرفت یا عرفان ہے۔ سب سے پہلے نوفلاطونی مکتب فکر اسکندریہ میں قائم ہوا۔ پلوٹائنس Plotinus نے ایسا مکتب روم میں قائم کیا۔ اس مکتب نے اسلامی فکر پر بڑا گہرا اثر ڈالا ہے۔

نواثباتیت Neo-Positiviism

بیسویں صدی میں اثباتیت نے نیا روپ اختیار کیا۔ اس نے صحیح علم کا دائرہ سائنسی فکر تک محدود کردیا اور فلسفہ کا موضوع تجزیہ لسان قرار دیا کیونکہ فکر کے اظہار کا ذریعہ سوائے زبان کے اور کوئی چیز نہیں۔ لسانی تجزیہ میں اشیا تک نہیں پہنچا جاتا بلکہ صرف موجود given تک جو نفسی تجربات یا زبان ہوتی ہے۔ نواثباتیت کی شہرہ آفاق قسم منطقی اثباتیت کی ہے جو وی آنا سرکل Vienna Circle میں پیدا ہوئی۔ اس کا موقف اثباتی علوم کو مضبوط بنیادوں پہ استوار کرنا اور مابعد الطبیعیات کا قلع قمع تھا۔ اس موقف کے حامیوں نے 'موجود' given کو صرف نفسی عوامل تک محدود کر دیا اور ہمہ انائیت Solipicism کے شکار ہو گئے۔ منطقی اثباتیوں کے کئی فرقے ہیں۔ انکا اتحاد 1930 میں ہوا۔ اس کے بعد کئی بین الاقوامی کانفرنسیں ہوتی رہیں جن میں ان لوگوں کا موقف وضاحت سے پیش کیا گیا ہے۔ ان لوگوں نے طریقیات اور صوری منطق میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ برطانیہ کا فلسفہ لسان جس کے علمبردار آسٹن (Austin) ایئر (Ayer)' کارل پاپر- وزڈم (J.Wisdom) وغیرہ ہیں۔ منطقی اثباتیت کی ترقی یافتہ شکل ہے۔

نوفیثاغوریت Neo-Pythagoreanism

یہ مکتب فکر سکندریہ میں یک صدی قبل مسیح قائم ہوا۔ اس کا بانی نگیڈس فیگولیس (Nigidius Figulus) تھا جس کا انتقال 45 ق م میں ہوا۔ نوفیثاغوریت میں فیثاغورث کی تعلیم کے علاوہ فلاطونی' ارسطوی' رواقی اور متصوفانہ عناصر بھی شامل تھے۔

نوحقیقیت Neo-Realism

بیسویں صدی کی انگلیسی امریکی فلسفیانہ تحریک جس کے علمبردار مور Moore اور رسل Russell ہیں۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ ذہن میں مدرکات براہ راست داخل ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان کے وجود کا دارومدار علم یا وقوف نہیں اس کی ایک شاخ علمیاتی وحدیت (Epistemological Monism) ہے جس کی رو سے حقیقت کا منبع بے رنگ ہے اور طبعی اور نفسی واردوں میں صرف تفاعل کا فرق ہے۔ نوحقیقی نظریہ کے مطابق تصورات حقیقی ہیں اور ان کے درمیان جو تعلقات قائم ہیں ان کا انحصار مادی اشیاء پر نہیں۔ (یہ نظریہ خارجی اضافت کا ہے) اس تحریک کے حامی وقوف کے مافیہ کو وقوف سے الگ حیثیت دیتے ہیں اور کلیات کو جزئیات سے علحیدہ کرتے ہیں۔ کچھ لوگوں نے جن میں الیگزینڈر Alexander اور وائٹ ہیڈ Whitehead کا شمار ہے کونیات یعنی ساری کائنات کے متعلق ایک مفصل نظریہ بھی پیش کرتے ہیں۔

نوٹامیت Neo-Thomism

مسیحوں کے رومن کیتھولک فرقہ کا فلسفہ جو ٹامس اکیوناس Thomas Aquinas کی تعلیمات پر مبنی ہے 1879 میں پوپ لیوییز دہم نے اس فلسفہ کو سرکاری طور پر رومن کیتھولک کا فلسفہ قرار دیا کیونکہ اس کے خیال میں یہ بائبل کے عین مطابق ہے 1889 میں بلجیم میں ایک بین الاقوامی مرکز اس فلسفہ کے لئے قائم ہوا۔ اب یہ فلسفہ ان تمام ممالک میں مقبول ہے جہاں رومن کیتھولک کا دور دورہ ہے۔ اس فلسفہ کا کہنا ہے کہ فلسفہ دین کا غلام ہے۔ اس مکتب فکر کے ماننے

والوں کا کہنا ہے کہ وجود محض Pure Being روحانی ہے اور آخری حقیقت ہے۔ مادی دنیا کی حیثیت ثانوی ہے۔ مذہبی عقائد کو ثابت کرنے کے لئے یہ لوگ ارسطو کی صورت اور مادہ، قوائیت اور فعلیت' جوہر اور وجود جیسے مقولے استعمال کرتے ہیں۔ خدا کو سلسلہ علیت کی آخری کڑی مانتے ہیں۔ سائنس کے متعلق ان کا نظریہ نہایت ہی فرسودہ اور گھٹیا ہے۔ ان لوگوں کے خیال میں معاشرے کو نہ سرمایہ دارانہ نظام چاہئے نہ اشتراکیت بلکہ ایک نیا نظام جس میں چرچ یعنی کلیسا کی حیثیت اولین ہو۔

Nestorians نسطوری

عیسائیوں کا ایک فرقہ جس کا بانی نسطوریس' قسطنطنیہ کا پادری تھا۔ حضرت مریم کو خدا کی ماں کہنے کے مخالف تھا۔ وہ کہتا تھا کہ حضرت یسوع مسیح کے دو پہلو ہیں۔ ایک لحاظ سے وہ خدا تھے اور دوسرے لحاظ سے بشر۔ حضرت مریم چونکہ بشر تھیں وہ یسوع مسیح کو جنم نہیں دے سکتیں۔ ان سے تو صرف بشر ہی پیدا ہو سکتا تھا۔ اس مسئلہ پر بڑا تنازعہ ہوا۔ اور 431 میں اس تصور کو ملحدانہ قرار دیا گیا۔ لیکن نسطوری گرجے اب بھی ایشیا کے کئی مقامات خصوصاً مصر اور ایران میں موجود ہیں۔

Neti Neti نہ این نہ آں

سنسکرت زبان میں اس اصطلاح کا مطلب ہے نہ یہ نہ وہ۔ اس کا ذکر اپنشد میں آتا ہے جب برہمن کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ کیا ہے تو کہا گیا کہ نہ وہ یہ ہے نہ وہ ہے یعنی اس کا تعین ممکن نہیں۔ یعنی اس کی تعریف نہیں کی جا سکتی۔

Neutralism نرگنیت

فلسفہ میں وحدیت کا نظریہ ہے اس کے مطابق آخری حقیقت نہ مادی ہے نہ روحانی بلکہ مادہ اور روح حقیقت کے دو پہلو ہیں۔ اسپائنوزا اس نظریہ کا دعویدار تھا۔ رسل بھی اس نظریہ کا قائل تھا۔

Neutral Monism بے رنگ احدیت

امریکی نوحقیقت پسندوں کا نظریہ ہے اس نظریہ کا ماخذ ولیم جیمز ہے جس نے ذہنی اور مادی واردوں کو بے رنگ ہستی میں تحلیل کر دیا۔ ایک لحاظ سے یہ نظریہ احدیتی ہے کیونکہ آخری حقیقت ایک ہے دوسرے لحاظ سے یہ نظریہ کثرتی ہے کیونکہ کئی خودمختار حقائق کے وجود کو تسلیم کرتا ہے۔

New Academy نئی اکیڈمی

تیسری اکیڈمی جو کارنیڈیس (Carneades) (210- 129 ق م) نے شروع کی۔ اس میں دوسری وسطی اکیڈمی کے مقابلہ میں احتمالیت پر زور دیا جاتا تھا نہ کہ شک پر۔ یہ اکیڈمی کئی تعلیمات کے مجموعہ پر مبنی تھی اور بالآخر نوفلاطونیت میں ضم ہو گئی۔

New & Old, The پرانا اور نیا

مارکسی فلسفہ میں دو مقولے ہیں جو ایک دوسرے کے متضاد ہیں اور معاشرے میں مختلف سمتوں میں کام کرتے ہیں۔ ہر وہ شے جو ترقی اور نمو میں مد ثابت ہوتی ہے وہ نئی ہے اور جو ترقی کے راستے میں روڑا اٹکاتی ہے وہ پرانی ہے۔ نئی چیز پرانی سے پیدا ہوتی ہے اور اس میں پرانی شے کے قیمتی اجزا قائم رہتے ہیں۔ پرانی شے میں تضاد آجاتے ہیں جن سے نئی چیز جنم لیتی ہے۔ پھر اس میں بھی متضاد عناصر پیدا ہو جاتے ہیں اور پھر اور قسم کی نئی چیزیں معرض ظہور میں آجاتی ہیں۔ یہی امر ترقی کا ضامن بنتا ہے۔

Newten Issac آئزک نیوٹن

(1727-1643) انگریز ماہر طبیعیات۔ جس نے اصول کشش ثقل وضع کیا اور میکانیت کی بنیاد مضبوط کی۔ کیمبرج میں پروفیسر تھا اور رائل سوسائٹی کا پریذیڈنٹ۔ اس کی کتاب طبعی فلسفہ ریاضیاتی اصول Mathematical Principles of Natural Philosophy میں حرکت کے تین اصول یعنی اصول جمود' اصول تناسب قوت و رفتار اور اصول مساوات

عمل و رد عمل سے کئی نتائج نکالے گئے ہیں جو نظریہ میکانیت کو تقویت پہنچاتے ہیں۔ اس کی کتاب میں اصول کشش ثقل کا ذکر آتا ہے۔

نیوٹن کائنات کی خارجیت اور مفہومیت کو تسلیم کرتا ہے اور مذہب کی مقامیت کا بھی قائل ہے۔ اجسام فلکی کی حرکات بیان کرتے ہوئے وہ کہتا ہے کہ ابتدائی جنبش خدا سے ہوتی ہے یعنی حرکت کا منبع خدا ہے۔

منہاج نیوٹن Newton's Method

سائنس کا طریق کار جسے نیوٹن نے "طبعی فلسفہ کے ریاضیاتی اصولوں" میں جو اس کی تصنیف ہے وضع کیا۔ اس طریق کار کے اصول ہیں (1) طبعی واردوں کے صرف وہی اسباب تسلیم کرنے چاہئیں جو حقیقی ہوں اور صورت حال کی تسلی بخش توضیح کرتے ہوں (2) لہذا جہاں تک ممکن ہو ایک ہی طبعی محلول کو ایک ہی طبعی سبب سے منسوب کرنا چاہئے (3) اشیاء کے وہ اوصاف جو کیفیت اور کمیت سے خالی ہوں اور جو ہمارے تجربہ کی تمام اشیا پر حاوی ہوں انہیں تمام اشیاء کے عالمگیر اوصاف مان لینے چاہئیں۔ (4) تجربی علوم میں عمل استقرا سے حاصل شدہ قضایا کو قطع نظر اس امر کے کہ وہ مفروضوں کے خلاف ہیں اس وقت تک تسلیم کرنا چاہئے جب تک اور مظاہر فطرت ان کی تائید یا تکذیب نہیں کرتے۔

ان اصولوں کے علاوہ نیوٹن کا ایک اور اصول بھی ہے وہ کہتا ہے "میں مفروضے نہیں بناتا کیونکہ جو چیز مظاہر فطرت سے اخذ نہیں کی جا سکتی وہ مفروضہ ہے اور مفروضے خواہ وہ مابعد الطبیعاتی یا طبعیاتی ہوں۔ خواہ وہ طبعی یا غیر طبعی خصائص کے متعلق ہوں ان کا مقام تجربی علوم میں کچھ بھی نہیں۔"

نفی خودی Nicht-Ich

ہر وہ شے جو خودی سے متعلق نہ ہو نفی خودی کہلائے گی۔ فختے (Fichte) کے مطابق خارجی اور بیرونی یعنی معروضی دنیا غیر ذات یا نفی خودی ہے۔

فریڈک نکولائی Necolai, Fredrick

(1811-1733) اس نے تجربیت اور عقلیت میں اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کی اور کانٹ کے انتقادی فلسفہ (Critical Philosophy) کی راہ ہموار کی۔

فریڈرک نٹشے Nietzche Friedrich

(1900-1844) نٹشے 1844 میں لیپزگ (Leipzig) کے قرب میں پیدا ہوا۔ پادری کا بیٹا تھا۔ ابھی اس کی عمر پانچ سال کی نہیں ہوئی تھی کہ باپ کا انتقال ہو گیا۔ طالب علمی کے زمانے میں یونانی علوم و فنون سے متاثر ہوا اور ہولڈرلن (Holderlin) شاعر سے جو خود بھی یونانیوں کا شائق تھا اس سے بھی خاصا متاثر ہوا۔ گو نٹشے کلیسیا کی ملازمت کا خواہاں تھا لیکن عنفوان جوانی میں ہی اس نے دینیات کی بجائے فلسفہ اختیار کر لیا۔ اور رچل (Ritschl) کے پیچھے بون (Bonn) کی یونیورسٹی سے لیپزگ آگیا۔ گوئٹے اسی یونیورسٹی کا فارغ التحصیل ہے اور نٹشے نے گوئٹے کو اپنا پیرو مرشد بنا لیا۔ شوپنہار سے بھی بڑا متاثر ہوا۔ اس نے یونانیوں کا خصوصاً قبل سقراط فلسفیوں کا بغور مطالعہ کیا اور جدید مفکروں میں سے صرف نوویلیس (Novalis) برنیٹنو (Brentano) اور ہین (Heine) کا مطالعہ کیا۔ کچھ عرصہ فوج کی ملازمت کی لیکن چھاتی پر ضرب آگئی اور فوج سے ڈسچارج کر دیا گیا۔ لیپزگ سے فارغ ہونے کے بعد بیسل (Basel) میں لسانیات کا پروفیسر مقرر ہو گیا۔ لیپزگ میں اس کی ملاقات ویگنر (Wagner) سے ہو گئی تھی اور بیسل میں اس کا مکان نٹشے کے قریب تھا۔ یہ ملاقات پکی دوستی میں تبدیل ہو گئی۔ موسیقی کی ضرورت نٹشے کو ہمیشہ رہی ہے۔ نٹشے کی زندگی کے آخری سال بڑی تکلیف میں گزرے ہیں۔ اس کی ایک وجہ لوسلومی (Love Salome) سے محبت تھی جو پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکی کیونکہ نٹشے کو تو اس لڑکی سے والہانہ محبت تھی لیکن لڑکی کی جانب سے سوائے بے التفاتی کے کچھ نہ

تھا۔ اس ناکامی کے بعد نٹشے عورت ذات کا دشمن بن گیا دوسری وجہ صحت کی خرابی تھی جس کی بنا پر اسے ملازمت سے علیحدہ ہونا پڑا۔ آخری دس سالوں میں وہ درد شقیقہ کا مریض تھا۔ کسی ایک جگہ ٹک کر نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ اسی زمانہ میں اس نے شہرہ آفاق کتابیں لکھیں 1889 میں اس کا دماغ فیل ہو گیا اور 1900 میں اس نے نمونیا سے جان دے دی۔

نٹشے کئی لحاظ سے عظیم مفکر ہے اس نے جو خفگی اور آزردگی Resentment کی تشریح کی ہے اس کی وجہ سے اس کا ذکر عظیم فلسفیانہ نفسیات کے ماہرین کے زمرہ میں کرنا ہو گا۔ اس نے گزشتہ اخلاق اور اقدار کا تجزیہ پیش کیا اور نئے اخلاق کے راستے تجویز کئے۔ اس نے فلسفی اور سائنس دان کے فریضوں کی تشریح کی۔ فلسفی کا فریضہ زیر بحث لاتے ہوئے وہ قبل سقراط فلسفیوں اور ان کے نظریوں کی طرف گیا اور ان مفکروں میں اسے زندگی کی صحیح سوجھ بوجھ ملی۔ اس کا خیال ہے کہ سائنس اور پیشہ ورانہ فلسفہ زندگی کے حقائق سمجھنے اور اس کی گتھیاں سلجھانے کا اہل نہیں۔ نٹشے فلسفی کو پیامبر سمجھتا تھا وہ یہ بھی کہتا تھا کہ فلسفی کی نگاہیں مستقبل پر لگی ہوئی ہوتی ہیں اور وہ وجود کی حقیقتوں سے آشنا ہوتا ہے۔ نٹشے اپنے ماضی اور حال پر نگاہ دوڑا کر اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ پرانا مذہب، اخلاق فلسفہ اور ثقافت سب بے کار ہو چکے ہیں۔ وہ عیسائیت سے خاص طور پر شاکی تھا کیونکہ اس سے غلامانہ اور راہبانہ ذہینیت جنم لیتی ہے نٹشے کے مطابق زندگی کا مقصد تسلط حاصل کرنا ہے لہٰذا جو چیز اس راستے میں حائل ہو اسے کچل دینا چاہئے۔ نٹشے چاہتا تھا کہ فوق البشر پیدا ہو۔ یعنی ایسا انسان جو طاقت کے بل پر اپنا سکہ منوائے۔ وہ کمزور انسانوں کو زندہ رہنے کا حق نہیں دیتا تھا۔ انسان کو اتنا طاقتور ہونا چاہئے کہ وہ زندگی کے مصائب پر قابو پا سکے بجائے اس کے کہ خیالی پلاؤ پکاتا رہے اور خیالات کی دنیا میں گم رہے۔

نٹشے کی مشہور کتابیں ہیں

1- Thus Spake Zarathustra.

زرتشت نے یہ کہا۔

2 -Beyond Good & Evil.

خیر و شر سے پرے

3 -Geneology of Morals.

لبسیات اخلاق

Nihil est in intellectu quod non prius fnerit in sensu.

عقل میں کوئی چیز نہیں آ سکتی جب تک وہ پہلے حواس میں موجود نہ ہو۔

یہ لاطینی اصطلاح ہے۔ جو ارسطو، سینٹ ٹامس اور لاک کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جو کچھ عقل میں ہوتا ہے اس کا وجود پہلے حواس میں ہوتا ہے۔ اس نظریئے کی مخالفت افلاطون، سینٹ آگسٹائن اور لائبنز نے کی۔ ان لوگوں کا خیال ہے کہ عقل میں قبل تجربی، خلقی حقائق موجود ہیں جن کا تعلق حواس سے نہیں ہوتا۔ کانٹ نے انہی بنیادوں پر اپنا فلسفہ کھڑا کیا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ عقل کے پاس بارہ قبل تجربی مقولے ہیں جن کی ہر تجربے کو ضرورت ہے۔ ان کے بغیر تجربے میں نظم اور استقلال نہیں آ سکتا۔

Nihil ex nihilo

لا یصدر شئی عن لاشئی

لاطینی اصطلاح ہے۔ جس کا مطلب ہے لا شے یعنی 'کچھ نہیں' سے شے یعنی 'کچھ ہے' اخذ نہیں کیا جا سکتا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ استقرائی منطق کے دلیل مکتفی کے اصول (Law of Sufficent Reason) کی بنیاد اسی تصور میں موجود ہے۔

Nihilism

عدمیت

عدمیت سے مراد ہر شے کی قطعی نفی ہے اور ہر مثبت شے کو رد کرنا ہے۔ یونانیوں کا ہاں گارگئس (Gorgias) کہتا ہے (1) عدم کا وجود ہے (2) اگر کوئی شے ہست ہے تو اس کا علم ممکن نہیں۔ (3) اور اگر علم

ہو بھی جائے تو اس کا ابلاغ نہیں ہو سکتا۔ انگریزی اصطلاح پہلے پہل جیکوبی (Jacobi) نے استعمال کی اور پھر ترگانیو (Turgenov) نے اپنے ناول باپ اور بیٹا (Father & Sons) میں شوپنہار کی قنوطیت اور ارادہ کی نفی بھی زندگی میں عدمیت کا رویہ پیدا کرتی ہے۔ جب نطشے نے اقدار کے از سرنو محاسبہ کا مطالبہ کیا تو اس کا منشا بھی پرانی اقدار کی نفی تھی۔

اخلاقیاتی عدمیت Nihilism, Ethical

اس نظریہ کی رو سے خیر و شر میں کوئی تمیز نہیں اور اگر کوئی امتیاز کیا جائے تو اس کا کوئی جواز پیش نہیں کیا جا سکتا۔ آج کل کے منطقی اثباتیوں کا کہنا ہے کہ منطقی جملے ہیجانی اور جذباتی جملے ہیں وقوفی نہیں اس لئے خیر و شر کے امتیازات موضوعی ہوتے ہیں ان کا خارج میں وجود نہیں ہوتا۔ یعنی خیر و شر کے امتیازات غیر وقوفی ہونے کے بدولت منطقی یا فلسفیانہ طور پر ثابت نہیں کئے جا سکتے۔

بعض لوگ پرانی اخلاقی اقدار کے انکاری ہیں ان کا موقف اخلاقیاتی عدمیت کہلاتا ہے۔

نمبارکا Nimbarka

بارہویں صدی کا ہندوستانی مفکر جو ویدانت مت اور ویشنو مت سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ کائنات اور انسانی روح دونوں ہی ویشنو یعنی خدا مختلف ہیں۔ لیکن فرق کے باوجود جدا نہیں کیونکہ یہ دونوں ہی ویشنو کے محتاج ہیں۔

نرگن (سنکرت) Nirguna

نرگن سے مراد صفات سے معرا ہے۔ مطلق حقیقت کو سنکرا (Sankara) مکتب فکر میں صفات سے خالی سمجھا جاتا ہے۔ اس نظریہ کے تسلیم کرنے والوں کا خیال ہے کہ مطلق حقیقت کامل ہونے کی حیثیت سے عالم مجاز سے اس قدر مختلف ہے کہ یہاں کا کوئی تصور اس کے لئے موزوں نہیں۔ علاوہ ازیں عالم مجاز تو مایا ہے وہ عالم حقیقت کے بارے میں کیا اطلاع دے سکتا ہے۔

نرواں Nirvana

اس کا مطلب اعدام شخصیت ہے۔ بدھوں کے نزدیک نرواں سے مراد آخری حقیقت میں شعور کھوئے بغیر لیکن شخصیت کو ضائع کرنے کے بعد ضم ہونا ہے۔ اپنشدوں میں بھی نرواں کا ذکر ہے۔ وہاں اسے زندگی کا مقصد عظمیٰ قرار دیا گیا ہے اور اس سے مراد ایسی حالت ہے جہاں ہر قسم کا دکھ درد ختم ہو گیا ہو اور راحت ہی راحت موجود ہو۔

نیروے ارتقا Nisus

اس سے مراد بروزی ارتقا کا تخلیقی اصول ہے۔

عقلیت Noesis

ہسرل (Huserl) کے فلسفہ میں عقلیت، شعور کا اشارہ ہمیشہ کسی خارجی شے کی جانب ہوتا ہے۔ نوٹ انگریزی اصطلاح کا اردو ترجمہ ٹھیک طور پر مفہوم ادا نہیں کرتا۔ کیونکہ انگریزی اصطلاح صرف عقل یا وقوف تک محدود نہیں بلکہ اس کا اطلاق ہر قسم کے شعور پر ہوتا ہے۔

عقلی Noetic

جو ذہنی واردے عقل یا ناؤس (Nous) سے وارد ہوتے ہیں وہ عقلی کہلاتے ہیں۔ ایسے واردے غیر حسی اور غیر تجربی ہوتے ہیں اور ان کا علاقہ صرف عقل سے ہوتا ہے ایسے واردوں کو وقوفی بھی کہہ سکتے ہیں۔ یعنی Noetic کا ترجمہ وقوفی بھی کیا جا سکتا ہے۔ اگر وقوفی کو عقلی واردوں تک محدود کر دیا جائے۔

اسمیت Nominalism

دور وسطیٰ کا فلسفیانہ نظریہ جس کی رو سے کلیوں کو جزئیات کا نام قرار دیا گیا ہے۔ حقیقت میں معاملہ اس سے برعکس ہے۔ اسمیت میں جزئیات کو حقیقی کہا جاتا ہے اور کلئے جو جزئیات سے پیدا ہوتے ہیں ان کی منطقی حیثیت جماعت کا نام کی ہے۔ نہ تو وہ خود حقیقی ہیں اور

نہ ان کے صفات اور اوصاف۔ یہ نظریہ چھٹی صدی میں بوتھیس (Boethuis) نے پیش کیا۔ پھر گیارہویں صدی میں برینگر (Berengar) اور روسیلنس (Roscellenus) نے۔ پھر چودہویں صدی میں آکم کے ولیم (William of Occam) نے۔ آکم نے کلیات کے دو مفہوم بتلائے ایک حقیقی اور دوسرا نحوی۔ اس کا کہنا ہے کہ ذہن میں کلیات کو حقیقی درجہ حاصل ہے گو نحوی اعتبار سے یہ صرف نام ہیں۔ آکم کے بعد اسمیت قریب قریب ختم ہو گئی لیکن آجکل منطقی اثباتیت کی وجہ سے دوبارہ زندہ ہو گئی ہے۔

Non-Being غیروجود

عدم، وجود کا فقدان یا نفی، غیر متعین ہونا۔ بے حقیقت، مایا کائنات کے بارے میں التباس، جھوٹ، فریب، دھوکے کا تصور۔ وجودیت میں غیر وجود عدم یا نیست (Nothingness) کے برابر ہے اور وجود سے زیادہ حقیقی ہے اس کا تعلق تشویش (anxiety) اور کرب (anguish) سے ہے۔

Non Causa Pro Causa لسبب غیر سبب

اس سے مراد ہے کسی شے یا حادثہ کو کسی دوسری شے یا حادثہ کی علت یا سبب تسلیم کرنا جب کہ ہمارے پاس ایسا کرنے کے لئے کافی وجوہ نہ ہو۔

ارسطو نے اس مغالطہ کو ایک خاص معنی میں لیا ہے۔ فرض کیجئے ج ایک نتیجہ ہے جو بالکل جھوٹ ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ چونکہ ج کو مقدمات الف اور ب سے اخذ کیا گیا لہٰذا یہ مقدمات غلط ہوں گے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ نتیجہ الف سے نہیں اخذ ہوا۔

Non-contradiction Principles of عدم نقیضین کا اصول

منطق استخراجی کا بنیادی اصول ہے۔ اس کے مطابق ایک ہی شے ایک ہی وقت میں ہست یا نیست نہیں ہو سکتی۔ یعنی ایک ہی وقت میں ایک ہی شے کے متعلق ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ ہے اور نہیں ہے۔ اس اصول کے مطابق دو متناقض صفات ایک ہی شے میں اور ایک ہی وقت میں نہیں پائی جا سکتیں۔ اس سے یہ بھی مراد ہے کہ کسی تصدیق میں محمول اپنے موضوع کا نقیض نہیں ہو سکتا۔ علاوہ ازیں صرف تصدیق یا قضیہ ہی سچ یا جھوٹ ہو سکتے ہیں ہر قضیہ یا سچ ہو گا یا جھوٹ۔ یہ ناممکن ہے کہ کوئی تصدیق یا کوئی قضیہ نہ سچ ہو نا جھوٹ۔ پس ایک نقیض دوسرے کو رد کرتا ہے۔

اگر اس اصول کو نظر انداز کر دیا جائے تو ہر قضیہ ثابت ہو جائے گا اور یہ نظریہ خواہ وہ سائنسی ہو یا غیر سائنسی بے کار ہو گا۔

Non-Centre Theory غیر مرکزی نظریہ

یہ نظریہ نفسیات سے متعلق ہے اس کی رو سے ذہنی تجربوں کے لئے کسی مرکز کی ضرورت نہیں وہ خود ہی ایک دوسرے کے ساتھ مخصوص طریقے سے منسلک ہیں۔

Non-Ego غیرذات

خارجی دنیا جو خود مختار نہیں بلکہ محتاج ہے۔ یہ اصطلاح فختے (Fichte) کے فلسفہ میں پائی جاتی ہے۔

Non-Euclidean Geometry غیر اقلیدسی جیومٹری

ہر جیومٹری جو اقلیدس سے مختلف ہے غیر اقلیدسی ہو گی۔ لیکن عموماً لوباچیوسکی (Lobachevsky) اور برنرڈ ریمین (Bernard Riemann) کی جیومٹریوں کو غیر اقلیدسی کہا جاتا ہے۔ لوباچیوسکی کی جیومٹری میں اقلیدس کا متوازی خط کا مفروضہ حذف کر دیا گیا تھا۔ یہ مفروضہ شروع سے ہی تکلیف کا باعث بنا ہوا تھا۔ چنانچہ سیچری (Saecheri) نے 1733 میں احالہ بمحال Reductio Ad Absurdum کی مدد سے اسے ثابت کرنا چاہا۔ اس نے اس کی نفی سے نتائج نکالے اور ان نتائج سے ایک نئی جیومٹری مرتب کی جسے ہذبوبی جیومٹری (Hyperbobie

(Geometry) کہا جاتا ہے۔ اس جیومٹری سے اگرچہ متوازی مفروضہ کو نکال دیا گیا ہے اور اس کی نفی کے مضمرات پر نیا نظام قائم کیا گیا ہے لیکن یہ جیومٹری بھی ویسے ہی درست ہے جیسے کہ اقلیدس کی۔ لوبا چیوسکی جیومٹری میں مثلث کے تینوں زاویے دو قائموں سے کم ہوتے ہیں یعنی غیر اقلیدسی جیومٹریوں کے نتائج اقلیدسی جیومٹری سے مختلف ہیں۔ ہذبولی جیومٹری کے علاوہ ایک سیفی جیومٹری (Elliptic Geometry) ہے جو کلین (Klein) نے رے مین (Riemann) کے تصورات پر قائم کی۔ یہ بھی غیر اقلیدسی ہے۔

Non-Natural Ethics غیر طبعی اخلاقیات

اس اخلاقیات میں اخلاقی خصائص یعنی خیر و شر، صائب اور غیر صائب، فرض اور فضیلت کو غیر طبعی تسلیم کیا گیا ہے۔ اثباتی علوم میں طبعی خصائص سے واسطہ پڑتا ہے لیکن اخلاقیات چونکہ غیر اثباتی علم ہے اس کے خصائص بھی غیر اثباتی یا غیر طبعی ہوں گے۔

Non-Natural Properties غیر طبعی خصائص

بعض اخلاقی مفکروں کا جن میں جی۔ ای۔ مور (G.E.Moore) کا شمار ہے کہنا ہے کہ اخلاقی خصائص کا شمار نہ تو طبعی خصائص میں ہے اور نہ ہی مابعد الطبیعیاتی خصائص میں۔ ان کی اپنی الگ جماعت ہے۔ یہ کسی شے کو بیان نہیں کرتے۔ کچھ لوگ ان خصائص کو تبعی (Consequential) کہتے ہیں یعنی یہ خصائص کسی اور خاصیت کی بدولت پیدا ہوتے ہیں۔ جیسے اگر کوئی تجربہ مسرت انگیز ہے تو خیر ہے۔

Non Sequitur مغالطۂ تالی غیر متعلق

یہ ایک ایسا مغالطہ ہے جس میں نتیجہ کا قطعی کوئی جواز نہیں ہوتا کیونکہ مقدمات اور نتیجہ میں کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اس مغالطہ کی دو اقسام ہیں۔ (1) یا تو اسے خالص منطقی مغالطہ تسلیم کیا جائے اس حالت میں اس سے مراد ہے قیاس متصلہ میں 'انکار مقدم سے انکار تالی اخذ کرنا' اور 'اقرار تالی سے اقرار مقدم اخذ کرنا'۔ یہ دونوں مغالطے ہیں۔ (2) بعض اوقات مغالطۂ تالی اس طرح بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مقدمات صحیح ہیں اور نتیجہ بھی صحیح ہے لیکن ان مقدمات اور نتیجہ میں کوئی ضروری تعلق نہیں ہے۔

ارسطو نے مغالطۂ تالی کو ایک اور معنی میں بھی استعمال کیا ہے۔ عالم ادراک سے متعلق اگر ہمیں کوئی واقفیت حاصل ہوئی ہو اور ہم اس حالت کا ناجائز عکس لیں تو یہ مغالطہ ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً ایک زرد شے کو ہم شہد سمجھ لیں محض اس وجہ سے کہ شہد بھی زرد رنگ کا ہوتا ہے تو یہ مغالطۂ تالی ہوگا۔

Noology عقلیات

اس اصطلاح کو کئی مفہوم میں استعمال کیا گیا ہے۔ سترہویں صدی کے جرمن مفکروں کے مطابق عقلیات کا موضوع علم کے اصول اولیہ ہیں۔ کروسیئس (Crusius) نے اسے نفسیات کے مترادف قرار دیا۔ کانٹ اسے خلقی تصورات کا عقلی نظریہ کہتا ہے بینتھم اسے منطق کے مساوی خیال کرتا ہے۔ ہملٹن (Hamilton) کے نزدیک یہ خالص عقل یا عقلی وجدان کا علم ہے۔ یوکن (Eucken) کہتا ہے کہ عقلیات کا موضوع روحانی زندگی ہے جو حقیقت کا مبدا ہے۔ ایچ گومپرز (H.Gomperz) کہتا ہے کہ عقلیات کا مقام منطق اور نفسیات کے درمیان ہے۔

Noosphere عقلی

لی رائے (Leo Roy) کا کہنا ہے کہ زمین کا ایک کرہ تو قدرتی مظاہر کا ہے اس کے بعد عقلی کرہ شروع ہوتا ہے جہاں انسان کے تصورات اور نظریئے کام کرتے ہیں۔ جوں جوں سائنس اور ٹکنالوجی ترقی کرتی ہے۔ یہ کرہ زمیں عقلی کرہ بنتا جاتا ہے۔ کائنات کے مظاہر اور قوانین کو سمجھنے کے بعد انسان اپنے عقل کے زور پر اس کرہ کو اپنی ضرورتوں کے مطابق ڈھال لیتا ہے۔ جب انسان خلا میں پہنچتا ہے اور دوسرے سیاروں

تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے تو عقلی کرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جاتا ہے۔

معیار
Norm

معیار، نمونہ یا مثال، اخلاقیات میں صحیح کردار کا اصول، اقداریات میں اقدار کی کسوٹی جمالیات میں حسن و قانون، نفسیات میں جماعت یا گروہ کے لئے آزمائشوں کا اوسط۔

معیاری
Normative

منوالی علوم، جس کا تعلق مقصد، معیار یا 'چاہیے' (Ought) سے ہوتا ہے۔ ان علوم میں اخلاقیات، جمالیات، سیاسیات منطق وغیرہ شامل ہیں۔

کانٹ کا اصول قیاس
Nota notae est nota rei ipsius

یہ اصطلاح لاطینی زبان میں ہے اس کا مطلب ہے کہ جو چیز کسی شے کی تضمین کے معلوم حصہ میں شامل ہے وہ چیز اس شے کی تضمین میں شامل ہوتی ہے۔ مثلاً زید (تضمین کا معلوم حصہ) انسانیت میں شامل ہو گا یہ تضمین فنائیت، عقلیت وغیرہ ہو سکتی ہے۔ ارسطو نے جو قیاس کا اصول پیش کیا تھا وہ تعبیر پر مبنی تھا اور اس لحاظ سے اس پر بہت اعتراضات ہوئے۔ ان اعتراضات سے بچنے کے لئے کانٹ نے قیاس کا نیا اصول پیش کیا جو تعبیر کی بجائے تضمین پر قائم ہے۔

منطقی اشارات
Notations Logical

چند ایک منطقی اشارات حسب ذیل ہیں۔

(1) قضایاتی احصاء

1- ف، ق، ک، ل — برائے قضایا
2- لا — انکار
3- ضا — اضمار
4- با — پیوستگی
5- یا — انفصال
6- ≡ — متساویت
7- ...تمع = ...تعریفاً" مساوی ہے
8- + — صدق
9- _ — کذب

(2) الجبرائی منطق

1- با، جا، تا، سا... — برائے جماعت
2- ر — جماعت رکنیت
3- > — جماعت شمولیت
4- ! — کلی جماعت
5- — صفر جماعت
6- X — منطقی حاصل ضرب
7- + — منطقی حاصل جمع
8- _ — جماعت انکار
9- = — مساوات، جماعت عینیت
10- — انکار عینیت

(3) منطق اضافات

1- ع، غ — برائے اضافات
2- — عکس اضافت
3- حا — حیطہ
4- — عکس حیطہ
5- ع، حا — اضافت ع کا حیطہ
6- ع، ما — اضافت ع کا محیط
7- V — کلی اضافت
8- Λ — صفر اضافت
9- — شمولیت (اضافیتی)
10- — حاصل ضرب (مطلق)
11- — حاصل جمع (اضافیتی)
12- ع/ع — اضافی حاصل ضرب
13- E!ع — اضافت ع موجود ہے
14- ع — نقیض ع
15- ≠ — عدم مساوات

(4) قیاسی منطق

1- ک، ا، ص — برائے حدود

2- V کلی ایجابی قضیہ

3- Λ کلی سلبی قضیہ

4- ▽ جزی ایجابی قضیہ

5- △ جزی سلبی قضیہ

(ماخوذ از منطق جدید مصنفہ قاضی عبدالقادر)

لاشے Nothing

کانٹ کے مطابق لاشے سے مراد تصور۔ شے یا وجدان کا فقدان ہے۔ ہیگل اس سے وجود (Being) کا فوری، غیر معین تصور لیتا ہے۔ پرس (Purs) کے مطابق جس شے کے متناقض خواص ہوں گے وہ لاشے ہو گی۔

لاشے کا مفہوم آج کل کے وجودی فلسفہ میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ ملاحظہ ہو سارترے کی کتاب وجود اور لاشے (Being & Nothing new) اس میں سارترے لکھتا ہے کہ ہر انسان کے دل میں لاشے کیڑے کی مانند کنڈیاں بناتا ہوا موجود ہے۔

مشعور Notion

ہیگل کے فلسفہ میں اسے بطور اصطلاح استعمال کیا گیا ہے۔ وہاں اس کے دو مفہوم ہیں۔ ایک لحاظ سے یہ موضوع فکر کا جوہر یا نوعیت ہے دوسرے لحاظ سے جوہر یا نوعیت کے بارے میں فکر ہے۔ ہیگل ان دونوں پہلوؤں کا ذکر منطق (Logic) میں کرتا ہے اور کہتا ہے کہ شعور، وجود اور جوہر کی ترکیب کا نام ہے۔

معقول بالذات Noumenon

عالم مظاہر کے مقابلہ میں عالم حقیقت، اس اصطلاح کا استعمال پہلے پہل افلاطون نے مکالمہ تھیمو (Thimeo Dialogue) میں کیا اور اس کی مراد حقیقت تھی جس کا وقوف یا علم عقل سے ہوتا ہے۔ کانٹ کے ہاں معقول بالذات کے دو پہلو ہیں سلبی اور ایجابی انتقاد عقل محض (Critique of Pure Reasan) میں سلبی پہلو موجود ہے اور اس سے مراد ہے جو کچھ حسی علم کا موضوع نہ ہو، انتقاد عقل عملی (Critique of Practical Reasan) میں ایجابی پہلو موجود ہے اور اس سے مراد ہے۔ جو کچھ غیر حسی علم کا موضوع ہو، چونکہ کانٹ غیر حسی علم کا قائل نہیں اس لئے معقول بالذات، ناقابل ادراک رہ جاتا ہے۔ لوگوں نے اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ چونکہ مابعد الطبیعیات کا موضوع معقول بالذات ہے اور معقول بالذات، ناقابل ادراک ہے اس لئے مابعد الطبیعیات ناممکن ہے۔

عالم بالذات Noumenon

کانٹ کے مطابق ایک نو عالم مظاہر (Phenomenon) ہے جس کا علم حواس سے ہوتا ہے اور دوسرا عالم بالذات جس کا علم حواس سے ممکن نہیں یہ عالم، شے کماہی (Thing in itself) کا ہے۔

اسم Noun

اسکی دو قسمیں ہیں نکرہ اور معرفہ، منطق میں انکے متعلق جدا جدا اصول ہیں۔ جب انکے تفاعل کو الگ نہیں رکھا جاتا تب کئی منطقی اغلاط صادر ہوتے ہیں۔

ناؤس Nous

لغوی معنی نفس یا عقل کے ہیں۔ اس اصطلاح کو پہلے پہل انگزیگورس (Anaxagoras) نے استعمال کیا۔ وہ اسے ایک اصول کے طور پر لیتا تھا جو صورت سے معرا مادہ کی تشکیل اور تنظیم کرتا ہو۔ ارسطو نے اسے تمام صورتوں کی صورت کا رتبہ دے دیا۔ نوفلاطونیوں نے ناؤس کو شخص بنا دیا۔ یہ فوق الحسی شخص تھا جو کائنات کو وجود۔ مقصد اور شکل بخشتا ہے۔ مادہ پرستوں کے ہاں بھی یہ تصور موجود ہے۔ دیمقراطیس اس سے مراد آگ لیتا ہے۔ تھیلیز (Thales) کے ہاں بھی اسکی بڑی اہمیت ہے۔ مادہ پرست ناؤس سے تمام قوانین قدرت کا مجموعہ لیتے تھے۔

صفر جماعت Null Class

ایسی جماعت جس کا کوئی ممبر نہ ہو مثلاً سونا اور پہاڑ

کے مجموعہ سے 'سونے کا پہاڑ' ایک جماعت بن جاتی ہے لیکن چونکہ دنیا میں کوئی سونے کا پہاڑ نہیں اس لئے 'سونے کے پہاڑ' کی جماعت صفر جماعت ہوگی۔

Number **عدد**

ریاضیات کا مرکزی تصور۔ اس سے اشیا اور عوامل متعین ہو جاتے ہیں۔ عدد کا تصور تجریدی ہے۔ مجموعہ کی صفت سے حاصل ہوتا ہے پہلے تو اعداد اصلی 4,3,2,1 وغیرہ آئے اس لئے بعد منفی۔ اعداد صفر اور کسور آئیں۔ جب ریاضیات نے اور ترقی کی تو ملتف (Complex) اعداد پیدا ہوئے اور پھر ان سے بھی تعلیمات وضع ہوئیں اور بیش ملتف اعداد آگئے۔

ریاضیاتی منطقیوں کا کہنا ہے کہ اعداد کا انحصار چند ایک منطقی علائق پر ہے۔ جس سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ ریاضیات کی بنیاد منطق پر ہے۔

Numinous **نیرہ**

اس اصطلاح کا استعمال ریڈولف آٹو (Radolf Otto) نے اپنی کتاب تصور قدر (The Idea of the Holy) میں کیا ہے۔ آٹو کا کہنا ہے کہ مذہبی تجربے میں ذہن کی کیفیت منفرد ہوتی ہے۔ یہ تجربہ ہیبت' تقدیس کے باطنیت پر مشتمل ہوتا ہے۔ لہٰذا عقل اسے فہم نہیں کر سکتی۔ یہ تجربہ نہ خیر جیسا ہے اور نہ حسن جیسا۔ بلکہ ان دونوں سے الگ ایسی حیثیت میں یکتا و بے مثل ہے۔ اٹوا سے قبل تجربی۔ بدیہی مانتا ہے اور کہتا ہے کہ مذہبی اور خصوصاً متصوفانہ تجربے کا یہی احساس ہے۔

Nunez, Regueiro Manuel

مینول نونز رگیرو

1883ء میں اروگئے (Uruguay) میں پیدا ہوا۔ ارجنٹائن کی یونیورسٹی میں پروفیسر رہا ہے۔ پچیس کے قریب کتابیں لکھیں۔ ان کتابوں میں کانٹ کے تین سوال اٹھاتا ہے اور انہیں حل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ سوال ہیں (1) مجھے کس چیز کا علم ہو سکتا ہے (2) میں کیا کچھ کر سکتا ہوں اور (3) مجھے کیا امید رکھنی چاہئے سائنس کسی چیز کا قطعی جواب نہیں دے سکتی کیونکہ سائنس میں بھی ویسے ہی تضاد ہے جیسے دوسرے تجربات میں۔ تضاد کی تہ میں اقدار کی کشمکش ہے۔ اقدار سے انسان اوپر اٹھتا ہے اور زندگی بامعنی بنتی ہے۔ نونز کہتا ہے کہ اگر اس قسم کی زندگی کی مثال چاہیے تو حضرت مسیح کی زندگی میں موجود ہے نونز کا فلسفہ الہاتی فلسفہ ہے۔

O

Object **معروض**

موضوع اور معروض لازم و ملزوم ہیں۔ معروض وہ اشیا ہوں گی خواہ وقوفی ہوں یا طلبی جدھر شعور کا اشارہ ہو۔ وقوفی لحاظ سے موضوع کا تعلق درک۔ خیال وغیرہ سے ہو سکتا ہے اور طلبی لحاظ سے جس شے کو حاصل یا جس شے سے پرہیز کرنا ہو۔

Objectification & De-objectification

تجسیم اور ازالہ تجسیم

تجسیم سے مراد مادی اشیا بنانا ہے یعنی انسانی محنت سے قوائیت کو فعلیت میں تبدیل کر دینا۔ ازالہ تجسیم سے مراد اشیا کا استعمال' ہیگل نے ان دونوں اصطلاحات کو اپنے فلسفہ میں استعمال کیا ہے۔ لیکن ہیگل انہیں روحانی معنوں میں لیتا ہے اور کارل مارکس مادی مضمون میں۔ ہیگل کہتا ہے کہ تجسیم سے اجنبیت (Alienation) لازم آتی ہے کارل مارکس سمجھتا ہے کہ یہ دونوں عوامل معاشرے میں ضروری ہیں ایک طرف تو محنت سے اشیا بنتی ہیں اور دوسری طرف انہی اشیا کو انسانی محنت اپنے مصرف میں لاتی ہے۔

Objective **معروضی**

جس شے کا معروض سے تعلق ہو یا خود معروض ہو

وہ معروضی کہلائے گی۔ اگر معروض حقیقی ہو تو اس سے مراد خارجی اشیا اور علائق ہیں جو نفس سے خود مختار ہیں اور اپنا وجود رکھتے ہیں۔ زمانہ مدرسیت (Scholasticism) میں معروضی سے مراد ہر وہ خیال اور تصور تھا جس کا مقام نفس میں تھا اور جس کا وجود نفس کا محتاج تھا۔ لیکن معروضی کا جدید مفہوم مدریست کے مفہوم سے بالکل الٹ ہے۔ مارکسیت میں معروضی کا مفہوم مادی سے ملتا جلتا ہے اور جب اسے علم کا منبع کہا جاتا ہے تو اس سے مراد بھی معروض کی خود مختار حیثیت کو تسلیم کرنا ہے۔

Objective And Subjective Factors of History

تاریخ کے موضوعی اور معروضی عناصر

مارکسیوں کا کہنا ہے کہ سماجی ارتقا کے دو عوامل ہیں معروضی اور موضوعی۔ معروضی عناصر کا وجود انسانوں سے الگ ہے اور ان کی مثال قدرتی وسائل اور پیداواری اسٹیج میں ملتی ہے۔ موضوعی عناصر انسان' ان کے ارادے' صلاحیتیں اور شعور ہیں۔ معروضی عناصر اس وقت تک کارفرما نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ موضوعی عناصر میں شامل نہ ہو جائیں۔ معروضی عناصر کی بھی بڑی اہمیت ہے لیکن موضوعی عناصر کی اہمیت بھی کچھ کم نہیں۔ جب زمانہ ایک معاشرتی معاشی نظام سے دوسرے پر ترقی کرتا ہے تو موضوعی عناصر کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔

Objective Idea معروضی تصور

تصوریت میں معروضی تصور کو سب سے اونچا مقام حاصل ہے اسے جنس اعلیٰ (Summum Genus) بھی کہہ سکتے ہیں۔ معروضی تصور اور خارجی حقیقت کا تعلق تین طریقوں سے بیان کیا جا سکتا ہے (1) ثنوی (Dualistic) یہ نظریہ میگری (Megarian) مکتب فکر کا ہے۔ اس نظریہ کی رو سے اشیا کا جوہر ایک خاص قسم کی تصوری حقیقت ہے اور اس کا تعلق حسی وجود سے نہیں ہوتا۔ (2) احدیتی (Monistic) اس نظریے کے مطابق اشیاء کو تصورات کے مثل۔ سایہ یا عکس کہا جاتا ہے۔ افلاطون کے ہاں عالم مثال اور عالم مجاز میں فرق موجود نہیں۔ وہ کہتا ہے کہ تصورات اور اشیا میں کوئی فرق نہیں۔ خارجی شے کا وجود اس کی منطقی ساخت میں مضمر ہے۔ (3) صدور (Emanation) اس نظریہ کے مطابق تمام اشیا حقیقت اول سے صادر ہوتی ہیں۔ لیکن صدور کے وقت تصوریتی روحانی اصول کارفرما ہوتا ہے۔

Objective Idealism معروضی تصوریت

اس مکتب فکر کا کہنا ہے کہ معروض اور موضوع دونوں ہی حقیقی ہیں اور دونوں ہی مطلق حقیقت کے مظہر ہیں۔ کانٹ اور ہیگل اس مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔ شیلنگ کا فلسفہ بھی معروضی تصوریت کہلاتا ہے۔ سی۔ ایس پیئرس (1914-1839 C.S.Pierce) اور اے۔ این۔ وائٹ ہیڈ (A.N.Whitehead 1947-1861) نے بھی اپنے حقیقتی نظریوں کو یہی نام دیا اس کی وجہ یہ ہے کہ موضوعی تصوریت تو معروض کو کلیات (Universals) کی مثالیں سمجھتا ہے اور کلیات کا مقام نفس بتلاتا ہے لیکن معروضی تصوریت کی رو سے یہ کائنات' کلیات کی مثالیں تو ہیں لیکن کلیات کا وجود نفس پر منحصر نہیں۔

Objective Reality خارجی حقیقت

مارکسیوں کے ہاں خارجی حقیقت سے مراد مادی حقیقت ہے اور اس لئے خارجی حقیقت تمام حقیقت کے برابر ہے۔ ایک لحاظ سے خارجی حقیقت وہ ہے جو نفس سے باہر ہو لیکن دوسرے لحاظ سے خود نفس' خارجی حقیقت کا حصہ ہے۔ لہٰذا کوئی شے غیر خارجی یا غیر معروضی نہیں۔ زندگی' شعور' ثقافت' فلسفہ' مذہب وغیرہ خارجی عوامل کی عکاسی کرتے ہیں اور خود بھی ان پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

Objective Reference خارجی حوالہ

موضوع اور معروض کا رشتہ لازم و ملزوم کا ہے۔ ہر شعور اپنے سے پرے لے جاتا ہے اور کسی معروض یا شے کا حوالہ دیتا ہے ہسرل کے ہاں یہ خیال بڑے شدومد سے ملتا ہے۔

Objective Relativism معروضی اضافیت

مدرکات کو کئی پہلوؤں سے دیکھا جا سکتا ہے ان کے تناظر بے شمار ہو سکتے ہیں۔ معروضی اضافیت کا کہنا ہے کہ ہر پہلو اور ہر تناظر حقیقی یا خارجی ہے۔ یعنی کسی تناظر کو بھی موضوعی قرار نہیں دے سکتے۔

Objective Rightness معروضی صوابیت

صواب و خطا کا وجود معروضی ہے نہ کہ موضوعی۔ کوئی شے یا عمل ہمارے کہنے یا خیال کرنے سے نیک و بد نہیں بنتا۔ نیکی اور بدی کا وجود خارجی ہے۔ اس لئے ہمیں صرف وہی کچھ کرنا چاہئے جو خارجی طور پر نیک یا صائب ہو نہ کہ وہ جو ہم ٹھیک یا صائب سمجھتے ہوں۔

Objective Test معروضی آزمائش

جو آزمائش کسی پیمانہ کے مطابق ہو خواہ خود یہ آزمائش معیار بند ہو یا نہ ہو۔ معروضی آزمائش کہلائے گی۔ کیونکہ اگر کوئی جانچ پڑتال کا پیمانہ موجود ہو تو شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ یہ پیمانہ معروضی ہوتا ہے اور نفس سے بالکل خود مختار۔

Objectivise معروضنا

ادراک کا آغاز تو تحسسات سے ہوتا ہے جن کی حیثیت موضوعی ہوتی ہے لیکن یہی تحسسات پھر ادراک کی شکل اختیار کر لیتی ہیں جس میں معروض یعنی کسی شے کا حوالہ ہوتا ہے۔

Objectivism معروضیت

اس سے مراد حقیقیت، معروضی تصوریت اور منطق، جمالیات اور اخلاقیات جیسے مضامین ہیں جہاں عالمگیر صحت کے اصول موجود ہیں اور ان اصولوں کا دارومدار کسی نفس پر نہیں ہوتا۔

مارکسی کہتے ہیں کہ معروضیت سے مراد کائنات کا سائنسی مطالعہ کرتے وقت ہر قسم کی اقدار سے پرہیز کرنا ہے۔ یعنی جب قدرت کے بارے میں تحقیقات کی جائے تو کسی تعصب، آئیڈیالوجی وغیرہ کو پاس نہیں پھٹکنے دینا چاہیے۔ طبقاتی کشمکش کا حوالہ نہیں دینا چاہیے اور سائنسدان کو عمومی سطح پر رہنا چاہیے۔ مارکسی اس نقطہ نگاہ سے اتفاق نہیں کرتے۔

Objectivism, Epistemological علمیاتی معروضیت

اس نظریہ کی رو سے جس شے کا شعور ہوتا ہے وہ شعور سے الگ اپنی ہستی رکھتی ہے۔

Objectivism Ethics معروضی اخلاقیات

اس نظریہ کے رو سے اخلاقی صداقتیں اضافی نہیں ہوتیں بلکہ جو کچھ صحیح ہے وہ سب کے لئے صحیح ہے اور جو کچھ غلط ہے وہ سب کے لئے غلط ہے۔ یہ نہیں کہ اخلاقی معیار ایک طبقہ کے لئے کچھ ہیں اور دوسرے کے لئے کچھ اور۔

Object language معروض لغت

ایک لغت دوسری لغت کے لئے تب معروض لغت بنتی ہے جب کہ پہلی لغت یعنی ل کے فارمولے اور ان فارمولوں کے علائق کے اشارات دوسری لغت یعنی لا میں پائے جاتے ہوں اس صورت میں ل معروض لغت ہو گی لا کے لئے۔ لا کی زبان ل کے لئے نحویاتی زبان ہو گی۔

Obligation فرض

جب کسی کام کی ذمہ داری کسی شخص پر عائد کر دی جاتی ہے تو وہ کام اس کے لئے فرض بن جاتا ہے ذمہ داری سے مراد یا تو یہ ہو گا کہ اس شخص کو یہ کرنا چاہے یا یہ ہو گا کہ یہ کام ضرور ہونا چاہئے۔ دونوں صورتوں میں پابندی کا تصور اٹھتا ہے۔ جب کوئی شے فرض کا

درجہ بنتی ہے تو اس میں ایک طرف تو انسان ہے اور دوسری طرف فعل- کوئی فعل بذات خود فرض نہیں ہوتا- بلکہ یہ فرض کسی انسان پر عائد ہوتا ہے کہ وہ اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچائے-

فرض میں لزومت کئی وجوہ سے ہو سکتی ہے جسمانی مجبوری ہو سکتی ہے- معاشری دباؤ ہو سکتا ہے یا حکمت عملی ہو سکتی ہے- لیکن یہ تینوں ہی اخلاقی لزومت نہیں اخلاقی لزومت دو قسم کی ہوتی ہے (1) مفروضی (Hypothetical) جس میں کوئی کام تب فرض بنتا ہے جب کسی خاص مقصد کو حاصل کرنا ہو مثلاً اگر تم مسرت چاہتے ہو تو یہ کام کرنے ہوں گے (2) مطلق (Catigorical) کانٹ کہتا ہے کہ فرض کا انحصار مقصد پہ نہیں فرض ہر حال میں فرض ہے اور اسے بجا لانا چاہیے خواہ نتائج کچھ ہی ہوں- فرض کا احساس احترام قانون سے ہوتا ہے نہ کہ مقاصد کے حصول سے-

Oblivescence تدریجی نسیاں

یادداشت بتدریج کمزور پڑتی جاتی ہے اور ایک وقت آتا ہے کہ بالکل ذہن سے نکل جاتی ہے اور نسیاں یا فراموشی میں تبدیل ہو جاتی ہے-

Observation مشاہدہ

وہ علم جو حواس سے حاصل ہوتا ہے- حقائق کا مشاہدہ سائنس کی ابتدا ہے اس مشاہدے سے تعلیمات وضع ہوتی ہیں اور مشاہدے ہی سے تعلیمات کی جانچ پڑتال ہوتی ہے- مشاہدہ منطق استقرائی کی جان ہے کیونکہ اس سے مظاہر فطرت کا علم ہوتا ہے اور یہ علم بالآخر قوانین کی شکل اختیار کر لیتا ہے-

Observational Judgment مشاہدی تصدیق

جس تصدیق کی بنیاد مشاہدہ پر ہو گی خواہ یہ تصدیق جزی ہو یا کلی مشاہدی تصدیق کہلائے گی- مثلاً اگر یہ کہیں کہ سورج چمکتا ہے تو یہ تصدیق مشاہدی ہو گی-

Obversion عدل-تعدیل

عدل استنتاج بدیہی جہتی کی ایک قسم ہے- مقدمہ یعنی وہ قضیہ جس پر عمل عدل منظور ہو معدول منہ (Obvertend) کہلاتا ہے اور نتیجہ یعنی جو قضیہ عمل عدل سے اخذ ہوتا ہے معدول (Obverse) کہلاتا ہے- عدل سے مراد وہ جہتی بدیہی استنتاج ہے جس میں معدول کا محمول، معدول منہ سے معمول کا نقیض ہوتا ہے- اس کے تین قواعد ہیں-

1- معدول کا محمول، معدول منہ کے محمول کا نقیض ہے-

2- معدول کی کیفیت، معدول منہ کی کیفیت سے مختلف ہوتی ہے- اگر معدول منہ موجبہ ہو گا تو معدول سالبہ ہو گا اور اگر معدول منہ سالبہ ہو گا تو معدول موجبہ ہو گا-

3- دونوں قضیوں کی کیت یکساں ہونی چاہیے- اگر معدول منہ جزئیہ ہے تو معدول جزئیہ ہو گا اور اگر معدول منہ کلیہ ہے تو معدول بھی کلیہ ہو گا-

Occam, William Of آکم کا ولیم

(سن وفات 1349ء) دور وسطے کا انگریز ماہر دینیات، اسمیت کا علمبردار کیتھولک چرچ اور پاپائی حکومت کا مخالف تھا- تھامیت کے فلسفہ کا بھی مخالف تھا- اس کا کہنا ہے کہ خدا اور دیگر مذہبی عقاید کو فلسفہ سے ثابت نہیں کیا جا سکتا لہٰذا دینیات سے فلسفہ کو الگ ہو جانا چاہئے-

Occasional Causes, Theory of نظریہ علیل موقعتی

جب ایک چیز کو علت کہا جاتا ہے اور دوسری کو معلول تو اس سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ علت نے معلول کو پیدا کیا بلکہ اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ علت نے ایک موقعہ فراہم کیا ہے تاکہ کوئی اور طاقت معلول کو پیدا کر دے مثلاً میلبرانچ (Melbranche) کہتا تھا- کہ جب جسمانی یا نفسی کوائف کو ایک دوسرے کا علت یا معلول ٹھہرایا جاتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا- کہ ان کوائف میں سے ایک نے دوسرے کو پیدا کیا

بلکہ یہ تو ایک موقعہ ہوتا ہے تاکہ خدا معلول کو پیدا کرے۔ جسم اور روح ایک دوسرے سے بنیادی طور پر مختلف ہیں لہٰذا یہ ایک دوسرے کے علت و معلول نہیں بن سکتے یہ تو خدا کی ہستی ہے جو علت پیدا ہونے پر معلول کو معرض ظہور میں لاتی ہے۔

موقعیت

Occasionalism

اس عقیدہ کی رو سے جسم اور نفس ایک دوسرے پر اثر انداز نہیں ہوتے یا ایک دوسرے کے علت و معلول نہیں بنتے کیونکہ بنیادی طور پر یہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اس لئے ہوتا ایسا ہے کہ خدا نے ایک سلسلہ کو دوسرے سلسلہ کے (یعنی جسمانی کو نفسی اور نفسی کو جسمانی سلسلے کے) موافق بنا دیا ہے۔ مثلاً جب ماحول میں شور اٹھتا ہے تب انسان شور سنتا ہے یہ مطابقت اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ہے۔

سریت

Occultism

اس عقیدہ کی رو سے ماورائی مخفی طاقتیں ہیں جن سے صرف خاص خاص اشخاص رابطہ قائم کر سکتے ہیں سریت کے اکثر عقائد تصوف اور باطنیت سے ملتے ہیں۔

اخامیت

Ockhamism

جن عقائد کا تعلق آکم کے ولیم سے ہے انہیں اخامیت کہا جاتا ہے اس اصطلاح کو تین طریقوں سے استعمال کیا جاتا ہے۔

(1) منطق، اس سے مراد منطقی تجزیہ کی تکنیک ہے جو آکم نے اپنی تصانیف میں وضع کیں اس سلسلہ میں موسومہ (Suppositio) کی بحث خاص طور پہ قابل ذکر ہے۔ (2) علمیاتی، عمومیت۔ (Universality) کی حامل حدود اور قضایا ہیں نہ کہ اشیا (3) دینیاتی۔ کسی مذہبی عقیدہ کا ثبوت ممکن نہیں، نہ خدا کی ہستی، نہ روح کی لافنائیت فلسفہ سے ثابت ہو سکتی ہے ان پر بغیر ثبوت کے ایمان لانے کی ضرورت ہے۔

قدیم ہیگلی

Old Hegelians

ہیگلی مکتب فکر کا قدامت پسندانہ گروہ جو جرمنی میں 1830ء اور 1840ء میں مقبول ہوا۔ اس مکتب نے ہیگل کے فلسفہ کی تشریح مسیحیت کے مطابق کی اور عقل اور مذہب کو یکجا کرنے کی کوشش بھی کی۔ بعد میں یہ لوگ نوجوان ہیگلیوں (Young Hegelian) کے خلاف صف آرا ہو گئے۔ اور انہیں گمراہ قرار دیا۔

ہم آگاہی، ہمہ دانی

Omniscience

یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ اس کے مطابق اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کا علم حاصل ہے۔ وہ ماضی، حال اور مستقبل کو جانتا ہے۔ ظاہر اور غیب کا اسے علم ہے۔ ہر انسانی عمل خواہ وہ اجباری ہو یا ارادی، ماضی میں ہو چکا ہو یا مستقبل میں ہونے والا ہو۔ خدا کو اس کا علم ہے۔

واحد

One

فلسفہ میں اس سے مراد اکائی، فردیت یا احدیت ہے۔ کثرت کے مقابلہ میں: واحد ایک ہے۔ مابعد الطبیعیات میں واحد سے مراد اعلیٰ ترین مثل (افلاطون) اصول اول (نوفلاطونی) کائنات (پرمنڈلیس) وجود (پلوٹائنس) خدا یا روح لی جاتی ہے اس سے اخروی حقیقت۔ ناؤس اور عقل بھی مراد لی گئی ہے۔ اس واحد سے ہمیشہ ماورائی اور فوق الحس ہستی یا تصور لیا گیا ہے۔ اور کائنات کا سبب اول یا عقل اول کہا گیا ہے۔

اک، اک

One-One

اک، اک رشتہ کو سمجھنے کے لئے اک کثرت اور کثرت اک کے رشتے جاننے چاہئیں۔ کوئی رشتہ (اس وقت اک کثرت کہلائے گا جب کہ معکوس علاقے (Domain Converse) کے ہرس کے لئے کوئی ایسا منفرد پ ہے کہ ہم کہہ سکیں

پ ر س

اور رشتہ اس وقت کثرت اک کہلائے گا جب کہ علاقے (Domain) کے ہر پ کے لئے کوئی ایسا منفرد س ہے کہ ہم کہہ سکیں۔

رشتہ ایک۔ ایک تب ہو گا جب کہ وہ ایک۔ کثرت بھی ہے اور کثرت۔ ایک بھی۔ اس رشتہ سے علاقے اور معکوس علاقے میں مطابقت کا رشتہ قائم ہوتا ہے۔

پیش آمادگی On handedness

ہیڈیگر (Heidegger) کا کہنا ہے کہ دنیا میں اشیا پڑی رہتی ہیں ان کی حالت انفعالی ہوتی ہے۔ جب اشیا کی حالت اس سے بھی کمزور یا بدتر ہو تو ان کے لئے اصطلاح پیش آمادگی لازم آئے گی۔

وجودیاتی دلیل Ontological Argument

یہ دلیل پہلے پہل انسلم (Anslem) نے خدا کی ہستی ثابت کرنے کے لئے دی۔ دلیل یوں ہے کہ انسانی فہم میں خدا سے کوئی عظیم تر ہستی نہیں آسکتی لیکن اگر خدا ہست نہ ہو یعنی وجود نہ رکھتا ہو تو وہ عظیم ترین ہستی نہ ہو گا لہٰذا خدا موجود ہے اس دلیل کے رو میں کہا گیا ہے کہ منطقی سطح پر جو بات صادق ہوتی ہے ضروری نہیں کہ وہ وجودیاتی سطح پر بھی صادق ہو۔

وجودیاتی معروض Ontological Object

وجودیاتی معروض، علم کا حقیقی معروض۔ اس کا مقابلہ علمیاتی معروض سے کرنا چاہیے جو خیالی بھی ہو سکتا ہے۔ مثلاً انسانوں کا معروض تو وجودیاتی معروض ہے اور بھوتوں کا علمیاتی ہے۔

موجودیت Ontologism

نفسانیت (Psychologism) کے مقابلہ میں موجودیت کا کہنا ہے کہ فلسفہ میں مطلق سے آغاز کرنا چاہیے بعض ذوات قبل تجربی ہوتی ہیں اور انہیں محض فکر سے اخذ کیا جا سکتا ہے۔ نیز خدا کا فوری طور پر یقینی علم ممکن ہے لہٰذا جو تحریک قبل تجربی تصورات میں مابعد الطبیعیات میں یقین رکھے گی یا عقلیت پسند ہو گی وہ موجدیت کے ذیل میں آئے گی۔

موجودیات Ontology

اسے فلسفہ اول بھی کہتے ہیں اس میں وجود کے ساتھ بحث ہوتی ہے اور بحث کرتے وقت جزئیات کو نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے موجودیات، مابعدالطبیعیات ہے۔ ارسطو نے اس نظریہ کو فروغ دیا۔ دور وسطیٰ میں مسیحی مفکروں نے وجود کی ایسے تشریح کی جس سے مسیحی عقاید کی تائید و توثیق ہوئی۔ سولھویں صدی کے بعد موجودیات کو مابعد الطبیعیات کی شاخ بنا دیا گیا اور اس سے مراد موجودات کا غیر مادی اور فوق الحسی خاکہ پیش کرنا لیا گیا اس موقف کی پوری تشریح ولف (Wolff) کے ہاں ملتی ہے جس نے تجربے کو پس پشت ڈال کر محض چند ایک تصورات کا تجزیہ کر کے، استخراجی طریقہ پیش کیا ہے اس خیال کے معترض مادہ پرست بھی ہیں اور تصوریت پسند بھی، مثلاً کانٹ اور ہیگل جو تصوریت پسند فلسفی ہیں قدیم موجودیت پر اعتراض کرتے ہیں اور نئی موجودیات کے خواہاں ہیں۔ کانٹ ماورائی فلسفہ چاہتا ہے شیلنگ (Schelling) ماورائی تصوریت اور ہیگل منطق۔

بیسویں صدی میں نئی موجودیات پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ کوشش ہسرل (Huuserl) کی ماورائی موجودیت، ہارٹمیم (Hartmann) کی تنقیدی موجودیت اور ہیڈیگر (Heidigger) کی بنیادی موجودیت میں پائی جاتی ہے رومن کیتھولک نئی موجودیات میں ارسطو کے فلسفہ کو کانٹ کی ماورائیت سے ملا کر اور کچھ اپنے تصورات داخل کر کے اپنے مذہب کی پشت پناہی میں پیش کر رہے ہیں۔ اس سے ان کا مقصود موضوعی تصوریت اور کیمونزم کا مقابلہ کرنا بھی ہے۔

عملیاتی تعریف Operatinal Definition

اس تعریف میں ان عملیات کا ذکر ہوتا ہے جو اگر خاطر خواہ طریقہ پر ادا ہو جائیں تو نتائج کو مشاہدہ کے ذریعے یا پیمائش سے پرکھا جا سکتا ہے۔ مثلاً اگر لٹمس کاغذ کو محلول میں ڈبویا جائے تو یہ محلول تب الکلی ہو گا جب یہ محلول نیلا ہو جائے۔ اس مثال میں الکلی کی

آزمائش کا عمل بتلایا گیا ہے اور اس عمل کے پورے ہونے پر وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ محلول الکلی ہے۔ یاد رہے کہ عمل ایک نہیں ہوتا بلکہ مختلف حالات کے لئے مختلف عمل ہوں گے۔ لہٰذا کسی سائنسی تصور کو آزماتے وقت صورت حال کے مطابق عمل تجویز کرنا ہو گا۔ آج کل اکثر اثباتی علوم میں عملیاتی تعریف کا سہارا لیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر بجلی کی تعریف مقصود ہو تو سائنسدان بجلی کے مختلف فریضے بتلائے گا یا ان عملیات کا ذکر کرے گا جو اگر خاطر خواہ طریقے سے پورے ہو جائیں تو یہ کہا جا سکے کہ بجلی یہاں موجود ہے۔

Operationism عملیت

یہ طریق کار نتائجیت اور منطقی اثباتیت کی ترکیب پر مبنی ہے اور اسے مرتب کرنے کا سہرا برجمین (Bridgman) کو حاصل ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ کسی تصور کی تعریف سے مطلب یہ ہے کہ اسے پرکھتے وقت کن عملیات کی ضرورت پڑتی ہے۔ پس اگر ان عملیات کو جو مختلف حالتوں میں مختلف ہوں گے ٹھیک ٹھیک بیان کر دیا جائے تو یہ اس تصور کی تعریف ہو گی۔ یہ عملیات آلاتی (Instrumental) بھی ہو سکتے ہیں اور لسانی (Verbal) بھی لسانی کا تعلق فکر سے ہوتا ہے۔ جملہ ان تصورات سے بنتا ہے جو عملیاتی طریقے سے تشکیل پائے ہوں اور ایسے جملوں سے نظریئے بنتے ہیں۔ پس سائنسی نظریوں کی تہہ میں ایسے تصورات ملیں گے جن کی توثیق تجربے سے ممکن ہوتی ہے۔

Opinion رائے

قدیم یونانی فلسفہ میں رائے سے مراد ظنی اور شکی علم تھا۔ یعنی ایسا علم جس کے تہہ میں شواہد و حقائق نہ ہوں یا شواہد و حقائق کی تعداد ناکافی ہو یا جن شواہد و حقائق کا سہارا لیا گیا ہو وہ غیر مناسب اور غیر متعلق ہوں۔ ایلیاطیون (Eleaties) نے معقول علم اور حسی علم میں فرق کیا تھا اور حسی علم کو رائے کہا تھا۔ سوفسطائیوں نے معقول اور رائے کی تمیز مٹا دی اور کہہ دیا کہ ہر علم اضافی ہے افلاطون کے نزدیک رائے سے مراد غیر ناقدانہ عقائد' خیالات اور واہمے ہیں۔ ارسطو نے رائے کو تجربی طریقہ کہا اور ساتھ ہی اسے کاذب قرار دیا کیونکہ اس کا تعلق جزی اور فروعی علم سے ہے۔ سائنسی علم اس سے الگ ہے کیونکہ اس کا تعلق لازمی اور عالمگیر حقائق سے ہے۔

بعض لوگ رائے کو ایک مفروضہ سمجھتے ہیں جو عقلی دلائل کی بنا پر قائم کیا جاتا ہے لیکن اس کے متعلق شک و شبہ کی گنجائش ہوتی ہے۔

Opposite, Unity of ضدوں کی وحدت

مارکسیوں کے نزدیک ضدیں ایسے مظاہر یا ان کے ایسے پہلو ہیں جو ایک دوسرے کو خارج کرتے ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے درمیان کوئی رابطہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ ضدیں ایک دوسرے کے ساتھ وجود رکھتی ہیں اور ایک دوسرے سے متصادم ہوتی ہیں۔ یہ ضدیں ایک دوسرے کے بغیر وجود ہی نہیں رکھ سکتیں اس تعلق کو ضدوں کی وحدت کا نام دیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر زندگی دو مخالف اعمال پر مشتمل ہے کچھ خلئے پیدا ہوتے ہیں اور کچھ مر جاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص یہ چاہیے کہ خلیوں کے مرنے کا عمل بند کر دے اور صرف احیا کا عمل ہی رہے تاکہ زندگی لمبی ہو تو یہ ناممکن ہے کیونکہ زندگی دو مخالف اعمال پر مشتمل ہے اور ان دونوں اعمال کو علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ خلیوں کی تباہی اور ان کا احیا ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں کئے جا سکتے۔

Opposition معارضت

منطق استخراجی میں معارضت سے مفہوم استنتاج بلاواسطہ بدیہی بنتی ہے اس میں ایک قضیہ سے دوسرا قضیہ اخذ کیا جاتا ہے۔ صورت اس کی یہ ہوتی ہے کہ ایک مقدمہ ہوتا ہے کہ جس کے متعلق یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سچ ہے یا جھوٹ ہے۔ اس سے یہ اندازہ کرنا

ہوتا ہے کہ اگر وہ قضیئے لئے جائیں جن کے حدود تو وہی ہوں یعنی جن کے موضوع اور محمول وہی ہوں جو اس مقدمہ معلومہ کے ہیں لیکن جن کی کمیت اور کیفیت مقدمہ معلومہ سے مختلف ہو تو کیا وہ نئے قضیئے سچ ہوں گے یا جھوٹ یا ہم کسی قطعی فیصلہ کے ناقابل ہوں گے اور ان کا کذب و صداقت نامعلوم رہے گا۔ اس کی چار اقسام ہیں۔

1- تضاد Contrariety
2- تناقض Contradiction
3 تضاد تحتانی Sub-Contrariety
4- تحکسیم Sub-alternation

Opposition, Square of مربع معارضت

معارضت کی چار اقسام کو مربع کی شکل میں ظاہر کیا جاتا ہے۔
اس مربع میں م سے مراد کلیہ موجبہ' س سے مراد کلیہ سالبہ' و سے مراد جزئیہ موجبہ اور ل سے مراد جزئیہ سالبہ ہے۔
م اور س میں تضاد ہے م اور ل' اور س اور و میں تناقض ہے و اور ل میں تضاد تحتانی ہے اور م اور و' اور س اور ل میں تحکیم ہے۔

Optimism رجائیت

کائنات کے متعلق خوش آئند خیالات رکھنا' خوش فہمی' مذہب یا فلسفیانہ سوچ بچار کی بنا پر کہنا کہ یہ دنیا خراب نہیں بلکہ بہترین ہے زندگی حسین ہے اور انسان کا انجام بخیر ہو گا۔ لائبنیز کا کہنا ہے کہ خدا نے اپنی حکمت اور قدرت سے اس دنیا کو بنایا اس سے بہتر دنیا ممکن نہیں۔ بدی کا عنصر بھی ضروری تھا کیونکہ اگر یہ نہ ہوتا تو اخلاقی ذمہ داری کا تصور بے کار ہو جاتا۔ اخلاقیات میں جو نظریئے خیر عظما کو مانتے ہیں ان کا اعتقاد ہے کہ دنیا ترقی کر رہی ہے بہتر سے بہتر ہو رہی ہے۔ وہ بدی کو التباس سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کائناتی نقطہ نگاہ لیا جائے تو بدی بدی نہیں رہے گی بلکہ نیکی کا ایک پہلو نکل آئے گی۔ جو مذہب دنیا کو مقصدی کہتا ہے اور خدا کو نیک اور منصف مانتا ہے وہ مذہب رجائیت کا حامی ہے۔

ایک شخص جنگل میں سفر کر رہا ہے۔ اس کے پاس پنسل تک نہیں کچھ دور اسے شیر ببر نظر آتا ہے۔ وہ شیر کو دیکھ کر قریب کے ایک بلند درخت پر چڑھ جاتا ہے اتفاق سے شیر اس درخت کے نیچے آکر ستانے کے لئے لیٹ جاتا ہے۔ درخت پر چڑھا شخص نیچے لیٹے شیر کے خوف کو بھول جائے اور جنگل کے مناظر سے لطف اندوز ہو کہ کیا سرسبز منظر ہے۔ ایسے شخص کو رجائی کہا جائے گا۔

Ordinary Reasan (aql mash) عقل معاش

الجلی کی رو سے یہ وہ عقل ہے جو منطق کے اصولوں پر کام کرتی ہے۔ اس کے نتائج ظنی اور احتمالی ہوتے ہیں۔ اس کا دائرہ اختیار نیچر تک محدود ہے اور اس کے محاکے اور تصدیقات یقین کے درجے تک نہیں پہنچ سکتے۔

Ordinal Numbers عدد ترتیبی

سلسلہ میں جو اعداد ترتیب بتلاتے ہیں وہ اعداد ترتیبی ہوتے ہیں۔ مثلاً پہلا' دوسرا' تیسرا' چوتھا' دسواں' پندرواں وغیرہ۔

Orexis میل

طلب' خواہش' جدوجہد' نفس کے طلبی پہلو (Conative Aspect) سے تعلق رکھنے والے عوامل

Organicism عضویائیت

میکانیت اور حیویت کے خلاف اس نظریہ کا کہنا ہے کہ عضویہ کی تنظیم کا نام حیات ہے۔ یعنی جب تک عضویہ میں حرکی نظام رہتا ہے تب تک وہ قائم ہے یا زندہ ہے اور جب یہ نظام درہم برہم ہو جاتا ہے تب

موت آجاتی ہے۔

Organism عضویہ

کوئی حیوان یا پودہ۔ اے۔ این وائٹ ہیڈ (A.N.Whitehead) نے طبعی اجسام کو بھی عضویہ کہ دیا ہے اس کے خیال میں جو مادی شے زمان و مکان کی قید میں ہے وہ عضویہ ہے۔

Organismic Psychology عضویائی نفسیات

نفسیات کا ایک مکتب فکر جس کے علمبردار اڈولف میر(Adolf Meyer 1866-) جی۔ ای۔ کاگ ہل (G.E.Coghill 1872-1941) اور کرٹ گولڈ سٹائن (Kurt Goldstein 1878-) ہیں۔ ان لوگوں نے جسم اور نفس کی ثنویت کو ختم کر دیا ہے اور عضویہ کے مجموعی تفاعل کے پیش نظر اس خیال کو مسترد کر دیا ہے کہ عضویہ کے الگ الگ تفاعل اور محرکات ہیں۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ عضویہ ہمیشہ اکائی کی صورت میں عمل کرتا ہے اور ایسا نہیں ہوتا کہ عضویہ کا صرف ایک حصہ سرگرم کار ہے اور دوسرے حصے غیر متعلق ہیں۔ ان لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ عضویہ جب سرگرم کار ہوتا ہے تو کسی ماحول میں ہوتا ہے۔ یعنی عضویہ کی سرگرمیاں ماحول کی محتاج ہیں۔ لہٰذا عضویہ کی کارکردگی صرف عضویہ کی ہی نہیں ہوتی بلکہ عضویہ اور ماحول کے باہمی تعامل کی ہوتی ہے جیسے نفسی تفاعل کو عضویہ کے کسی خاص حصہ سے منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح دماغ کی تحصیر (localisation) بھی ممکن نہیں۔ دماغ بھی اکائی کی صورت میں عمل کرتا ہے گو ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ ہاتھ کا کام ہے یا آنکھ کا کام ہے وغیرہ وغیرہ۔ عضویائی موقف، جوہریتی (Atomistic) موقف کے خلاف ہے۔

Organon منہاج

ارسطو کی منطقی تصنیفات کا نام ہے۔ یہ نام اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ارسطو کے نزدیک منطق، فلسفہ کی شاخ نہیں بلکہ فلسفیانہ تحقیق کا اسلوب۔ آلہ یا منہاج ہے۔ کانٹ کے نزدیک منہاج ایسے اصولوں کا نام ہے جن کی وساطت سے علم محض حاصل اور ثابت کیا جاتا ہے۔

Oriental Philosophy حکمت شرق

یونانی فلسفہ کے علاوہ دیگر فلسفے جن کی ابتدا مصر، عرب، ایران، ہندوستان، چین اور جاپان میں ہوئی بعض اوقات ان ممالک کے مذہبی خیالات کو بھی حکمت شرق کا جزو سمجھا گیا ہے۔ اس حکمت کا ابھی باقاعدہ مطالعہ نہیں ہو سکا کیونکہ زبانوں کا مسئلہ درمیان میں آجاتا ہے۔ زبانوں کے علاوہ ان علاقوں کی قدیم تاریخ سے بھی خاطر خواہ واقفیت حاصل نہیں۔ حکمت شرق کو کسی متحدہ پلیٹ فارم پر لانا ممکن نہیں۔ لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس فلسفہ میں مذہب اور مابعد الطبیعیات میں تمیز نہیں کی گئی اور حکمت عملی کو فلسفیانہ تجریدات سے الگ نہیں کیا گیا۔ کئی جگہ پر جادو، مذہب اور فلسفہ میں بھی تمیز نہیں کی گئی۔

آج کل شرق و غرب کے فلسفہ کو یکجا کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ اس مطلب کے لئے یورپ اور امریکہ میں کئی مراکز قائم ہیں۔

Origin Of the Family, Private Property and the State خاندان، نجی املاک اور ریاست کا ماخذ

یہ کتاب ایف انگل (F.Engels) نے 1884 میں لکھی۔ اس کتاب میں سب سے پہلا معاشرہ اشتراکی بتلایا گیا ہے اور اس سے ترقی کرتے کرتے معاشرہ موجودہ صورت کو پہنچ گیا انگل کہتا ہے کہ معاشی نظام کے بدلنے سے شادی اور خاندان کے طور طریقے بدل گئے اور قبائلی طرز حیات ختم ہو گیا۔ تقسیم محنت اور پیداوار کی افراط سے نجی ملکیت پیدا ہوئی۔ معاشرے میں مختلف طبقے ابھرے اور اشیائے حسیں کا تبادلہ شروع ہو گیا۔ طبقاتی کشمکش نے ریاست کی ضرورت

پیدا کی تاکہ ہر طبقے خصوصاً حکمران طبقے کے مفادات کی حفاظت ہو سکے اس تشریح سے اینگل مندرجہ ذیل نتائج پر پہنچتا ہے۔

(1) انسانی معاشرے میں ہمیشہ سے نجی املاک' طبقات اور ریاست نہیں رہے بلکہ ایک وقت ایسا تھا جب معاشرہ ان سے پاک تھا۔ (2) ریاست کا نظام حکمران طبقے کے ہاتھ میں استحصال اور جبر و استبداد کا ذریعہ بنتا ہے۔ (3) ایک وقت آئے گا جب طبقات کا خاتمہ ہو جائے گا اور قدیم معاشرے کی طرح مستقبل کا معاشرہ بھی غیر طبقاتی ہو گا۔

Ormazd **اہرمزد**

زرتشت مذہب میں دو ہستیوں یا اصولوں کا ذکر آتا ہے ایک نیکی اور دوسری بدی کا۔ نیکی کی ہستی یا اصول کو اہرمزد اور بدی کی ہستی یا اصول کو اہرمن کہا گیا ہے۔

Orphic Literature **آرفک ادب**

چھٹی صدی قبل مسیح کی یونانی مذہبی فلسفی تحریک جس کا بانی آرفس (Orpheus) ایک نیم تاریخی ہستی بتلایا جاتا ہے۔ ارفک ادب میں کونیات' دیوتاؤں کا شجرہ' تخلیق آدم اور حیات بعد الممات پر تذکرہ موجود ہے۔ پاکیزہ زندگی کے لئے سادگی اور زہد لازمی قرار دیا گیا ہے۔ اس ادب میں علامیت موجود ہے مثال کے طور پر وحدت اور کثرت کے لئے علامتیں دی گئی ہیں۔ اس ادب میں تناسخ اور اواگون کا بھی ذکر آتا ہے۔

Ortega.Y.Gasset Jose
آرٹیگاوائی گیسٹ جوسی

(1883-1955ء) میڈرڈ (سپین) میں پیدا ہوا۔ تعلیم بھی میڈرڈ میں پائی اور وہیں سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ بعد ازاں لیپزگ' برلن اور ماربرگ میں ہرمن کوہن (Hermann Kohen) کے تحت تعلیم حاصل کر کے میڈرڈ کی یونیورسٹی میں مابعد الطبیعیات کا پروفیسر مقرر ہوا۔ اس نے فلسفہ پر کئی کتابیں لکھی ہیں۔

جوسی کے فلسفہ میں نٹشے اور وجودیت کی آمیزش ہے۔ اپنی کتابوں میں گروہی معاشرے (Mass Society) کا ذکر کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یورپ میں بوژوا جمہوریت کے تنزل' سرمایہ دارانہ نظام اور افسر شاہی (Bureaucracy) کی وجہ سے ایک ایسا معاشرہ قائم ہو گیا ہے جس میں ہر آدمی محسوس کرتا ہے کہ اس کی شخصیت کا اعدام ہو چکا ہے۔ جوسی کہتا ہے کہ یہ صورت حال غلط قسم کی جمہوریت سے پیدا ہو گئی ہے اس کا علاج نئے قسم کے اعلیٰ سطح کے انسان پیدا کرنے ہیں جو اپنے ارادے کو آزادانہ استعمال کر سکیں اور رہنمائی کے لئے صرف عزم الحیات (Life impulse) کی طرف دیکھیں۔ عزم الحیات کا تصور نٹشے کے جذبہ اقتدار کے قریب ہے۔ جوسی چاہتا ہے کہ موجودہ طرز حیات کو چھوڑ کر وہی پرانی ڈگر 'حب حکمت' (Love of Wisdom) کی اختیار کرلیں۔

Orthodoxy **راسخ الاعتقادی**

جن عقائد کو صحیح اور درست کہا جاتا ہے وہ راسخ الاعتقادی میں شامل ہیں۔ عیسائیوں کا ایک فرقہ بھی ہے جو گیارہویں صدی میں پیدا ہوا۔ اس کے نزدیک مصدقہ عقائد حسب ذیل ہیں۔ روح القدس کا آسمانی باپ سے صدور' چرچ کا بے خطا ہونا' عقائد کا غیر متغیر ہونا' عالم برزخ سے انکار' پرستش میں مورتیوں کی پرستش پر زور دیا گیا ہے۔ پادریوں کو شادی کی تاکید کی گئی ہے اور مناجات کی ایک خاص شکل مقرر ہے جس سے انحراف جائز نہیں۔

Osipovsky, Timofei Fyodorovich
تموفی' نیوڈ رووچ اوسپووسکی

(1765-1832ء) روسی مادہ پرست مفکر' کھارکو (Kharkw) یونیورسٹی میں ریاضیات کا پروفیسر تھا۔ مادہ پرست ہونے کی وجہ سے اس نے کانٹ پر نکتہ چینی کی اور جیومیٹری کی صداقتوں کو قبل تجربی ماننے سے انکار کر دیا۔ اس پر ڈیسکارٹ کا خاصا اثر تھا اس لئے

ریاضیات اور تحلیلی طریقہ کی بڑی تعریف کرتا تھا۔ تصوف کا مخالف تھا اور تعلیم اور سائنس کا فروغ چاہتا تھا۔ مذہبی لحاظ سے خدا پرست (Deist) تھا۔

درشنی معروض

Ostensible Object

وقوف کا معروض خواہ حقیقی ہو یا افسانوی، وقوف، جس معروض کا حوالہ دے یا جس کی طرف اشارہ کرے قطع نظر اس امر کے کہ وہ حقیقی ہے یا غیر حقیقی درشنی معروض کہلائے گا۔

درشنی

Ostensive

ہر تصور کا اشارہ جزئیات کی جانب ہوتا ہے جس سے اس کی وضاحت ہوتی ہے، تصور کے اس خاصہ کو درشنی کہا جاتا ہے۔

Other worldly Sciences

علوم اخروی

ان علوم کا تعلق دوسری دنیا سے ہوتا ہے ان کا تعلق فرشتوں، عقول، لوح محفوظ القلم العلی اور حقیقت محمدیہ سے ہوتا ہے اس میں موت، قیامت اور حیات بعد الموت کا ذکر آتا ہے۔

Over-Individual **فوق فرد**

وقوفی شے یا قدر جو انفرادی شے سے بالا ہو فوق فرد کہلاتی ہے۔

P

Pacifism **مسالمت**

ایک آزادی پسندانہ رجحان جس کا مقصد امن اور جنگوں کا خاتمہ ہے۔ امن پسندوں کے لائحہ عمل میں ہر قسم کی جنگ خواہ وہ مدافعانہ ہی کیوں نہ ہو مذموم اور غیر مستحسن قرار دی جاتی ہے یہ لوگ جنگوں کو تو بند کرنا چاہتے ہیں لیکن جنگوں کے اسباب کی طرف توجہ نہیں دیتے اور انہیں دور کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ خالی امن کے نعروں سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔

پیگانیت

Paganism

لاطینی لفظ (Pagus) کا مطلب دیہاتی ہے۔ لہٰذا اس سے مراد دیہی آبادی ہے جو مذہب کے نور سے جس کا منبع شہر ہیں منور نہیں ہوئی۔ چوتھی صدی میں عیسائیوں نے ان تمام چھوٹے بڑے مذاہب کے لئے پیگانیت کی اصطلاح استعمال کی جو عیسائیت کے دائرے میں نہیں آتے تھے۔ اور اس سے مراد ان کی یہ تھی کہ غیر عیسائی مذاہب پس ماندہ اور ابتدائی ہیں۔

سو مکتب فکر (چینی)

Pai Chia

چین میں تیسری اور چوتھی صدی قبل مسیح میں فلسفہ، منطق، اخلاق، سیاسیات، زراعت، فوجی سائنس وغیرہ میں بے شمار فرقے پیدا ہو گئے۔ انہیں سو (100) مکتب فکر کہا جاتا ہے۔ ان کا مرکز چھی سائی (Chi Hsi) تھا۔

Paley William **ولیم پالی**

(1743-1805) مسیحی دینیات کا ماہر، اس کی کتاب قدرتی دینیات (Natural Theology) بڑی مقبول ہے۔ اخلاقیات میں اس کا مطمع نظر مصلحت پسندانہ تھا۔ وہ کہتا تھا کہ جو چیز کسی فعل کو صائب بناتی ہے وہ اس کی افادیت ہے۔ یہ خیال بعد میں افادیت (Utilitarianism) کا سنگ بنیاد بن گیا۔

اس کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

1-View of the Evidences of Christianity. مسیحی شواہد پر نظر

2-Principles of Moral and Political Philosophy. اخلاقی اور سیاسی فلسفہ کے اصول

Pan-entheism **ہمہ از اوست**

اس نظریہ کی رو سے خدا ہر شے میں موجود ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اشیا کا خود مختار وجود نہیں اور گو خدا ہر شے میں جاری و ساری ہے لیکن اس سے یہ مراد نہیں کہ خدا، کائنات کے مساوی ہے بلکہ وہ کائنات سے

عظیم تر ہستی ہے وہ کائنات کا خالق ہے کائنات اس کی خالق نہیں پس خالق کثرت میں عظیم وحدت ہے- یہ موقف ہمہ اوست اور ماورائیت کے بین بین ہے-

Panlogism ہمہ عقلیت

یہ نظریہ معروضی تصوریت میں پایا جاتا ہے اور ہیگل کے فلسفہ میں بدرجہ اتم موجود ہے- اس نظریہ کی رو سے وجود اور فکر میں عینیت کا رشتہ ہے اور تمام کائنات فکر کا ظہور ہے یعنی فکر کے اصول ہی کائنات کے اصول ہیں اور حقیقت دراصل مجسم منطق ہے-

Pan-Objectivism ہمہ معروضیت

یہ نظریہ حقیقت کا انتہا پسندانہ نظریہ ہے اس کی رو سے وقوف کے تمام معروض حقیقی ہیں خواہ یہ معروض فی الواقعہ حقیقی ہوں یا افسانوی-

Pan-psychism ہمہ نفسیت

اس نظریہ کے رو سے کائنات، مراکز شعور کے مجموعہ کا نام ہے اس کی بہترین مثال لائبنز میں ملتی ہے جو موجودات کو روحیوں (Monads) کی 'وادی' خیال کرتا ہے یہ روحیہ، نفسی مراکز ہیں اور نفس انسانی کے مثل- آج کل کے شخصیاتی مفکر (Personalists)' اور بڑی حد تک وائٹ ہیڈ اس نظریہ کے گرویدہ ہیں-

Pan-Satanism ہمہ ابلیسیت

اس خیال کے مطابق کائنات اور ابلیس ایک ہی شے ہیں- بربرٹ اسی کو ہمہ اوست کہتا ہے- بعض لوگ شوپنہار کے فلسفہ کو ہمہ ابلیسیت کہتے ہیں- کیونکہ اسے کائنات میں ہر جگہ بدی کارفرما نظر آتی ہے-

Pan-theism ہمہ الہیت- وحدت الوجود

اس عقیدہ کے رو سے صرف ایک ہی ہستی موجود ہے اور باقی ہر شے اس کا ظہور ہے- مذہبی عقیدہ کی حیثیت سے کہا جاتا ہے کہ خدا ہی ازل سے موجود ہے اسی کی ذات حقیقی ہے اور وہ ہر شے میں جاری وساری ہے- بعض واحدت الوجودی کہتے ہیں کہ خدا غیر شخصی ہستی ہے جس کا وجود کائنات میں ہے اور اس سے باہر نہیں- لہٰذا خدا کو ماورا نہیں کہا جا سکتا-

اس اصطلاح کو یورپی فلسفہ میں داخل کرنے والا ٹولینڈ (Toland) (1722-1670) پہلے وحدت الوجودیت میں مادہ پرستانہ رجحان موجود تھا جیسا کہ سپائنوزا کے فلسفہ سے عیاں ہے لیکن آج کل یہ خالص تصوریتی نظریہ بن گیا ہے اور اس کا منشا سائنس اور مذہب میں اتحاد قائم کرنا ہے-

Pantheistic Personalism وجودی شخصیت

اس عقیدہ کی رو سے حقیقت نام ہے ایک عظیم شخصیت (Supreme Personality) کا- کائنات کے اشخاص اس عظیم شخصیت کے ممبر ہیں- اس عظیم شخصیت کا وجود اپنی مخلوقات سے الگ نہیں-

Paradigma مثال

انگریزی اصطلاح کا مطلب مثال یا نمونہ ہے- افلاطون کہتا تھا کہ اس کے امثال (ideas) ایک قسم کا نمونہ یا ماڈل ہیں جن کے مطابق عالم مجاز بنایا گیا-

Paradoxes Logical منطقی استبعاد

منطق اور ریاضیات کے نظریہ سیٹ (Set Theory) میں بعض اوقات، صحیح اصولوں کی پیروی کے باوجود، تضاد یا استبعاد پیدا ہو جاتے ہیں- اس سلسلہ میں زینو کے استبعاد قابل ذکر ہیں- کانٹ کے اضداد اصولی (antinomism) بھی اسی ضمن میں آتے ہیں- انیسویں صدی میں جارج کنٹر (George Cantor) اور بیورالائی فارٹی (Burali Farti) نے ریاضیات کے سٹ نظریہ میں اضداد کی نشاندہی کی- برٹرنڈ رسل نے 1902 میں منطقی استبعاد کا ذکر کیا جبکہ دو تناقص قضیوں کو ثابت کیا جا سکتا تھا- (مثلاً کسی گاؤں میں حجام تھا جو صرف ان لوگوں کی حجامت بناتا تھا جو خود اپنی حجامت نہیں بناتے تھے- کیا یہ حجام خود اپنی حجامت بناتا

تھا یا نہیں) چونکہ استبعاد کو استدلال کے اصولوں سے دور نہیں کیا جا سکتا لہٰذا استبعاد کے ماخذ کی جانب توجہ دی جاتی ہے۔ اور اس سے استبعاد کے ختم کرنے کے طریقے تجویز کئے جاتے ہیں۔ تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ استبعاد کے منابع کئی ہیں۔ اس لئے انہیں دور کرنے کا کوئی ایک طریقہ نہیں۔ استبعاد کے منابع کی شناخت کرنا اور انہیں رفع کرنے کے طریقے وضع کرنا، فلسفہ اور طریقیات کا اہم کام ہے۔

متوازیت Parallelism

جسم اور نفس کے رشتے کے متعلق متوازیت ایک نظریہ ہے اس نظریہ کی رو سے جسم اور نفس ایک دوسرے پر اثر انداز نہیں ہوتے بلکہ جسمانی عوامل کا سلسلہ اور نفسی کوائف کا سلسلہ ایک دوسرے کے متوازی چل رہے ہیں اور ان میں ہم آہنگی ہے۔ ہر نفسی کیفیت کے لئے جسمی کیفیت موجود ہے اور ہر جسمی کیفیت کے لئے نفسی کیفیت موجود ہے۔ ان دونوں کیفیتوں میں علت و معلول کا سلسلہ موجود نہیں بلکہ متوازیت کا ہے جسم اور نفس بنیادی طور پر ایک دوسرے سے مختلف ہیں لہٰذا وہ ایک دوسرے پر اثر انداز نہیں ہو سکتے ان کا رشتہ متوازیت کا ہے اور اس میں ہم آہنگی پیدا کرنے والا خود خدا ہے۔

Parallelism Psycho Physical
نفسی طبعی متوازیت

نفسیات میں جسم اور نفس کے تعلق کے بارے میں یہ ایک نظریہ ہے اس کی رو سے نفسی اور طبعی سلسلے ایک دوسرے سے خود مختار اور الگ الگ کام کر رہے ہیں۔ ان کا رشتہ متوازیت کا ہے اور عضویہ کچھ اس طریقے سے بنا ہے کہ ان دونوں سلسلوں میں مکمل ہم آہنگی ہے۔ (بیماریوں کی صورت میں ہم آہنگی خراب ہو سکتی ہے لیکن یہ الگ بات ہے)

Paralogism **قیاس فاسد**

وہ منطقی اغلاط جو نادانستہ طور پر سرزد ہوتے ہیں۔ ان سے استدلال غلط ہو جاتا ہے اور کچھ چیز ثابت نہیں ہوتی۔

ماورائی نفسیات Para Psychology

اس نفسیات میں ان نفسی کوائف کا مطالعہ کیا جاتا ہے جو فعلیات اور طبیعیات کی دسترس سے باہر ہیں۔ مثلاً اس میں اشراق (Telepathy) مردہ روحوں کو بلانا۔ بروح حسی ادراک (E S P)، وغیرہ کا ذکر آتا ہے۔ دور مستقبل یا دور ماضی کا علم جو بعض اشخاص کو نصیب ہو جاتا ہے وہ بھی ماورائی نفسیات کا ایک موضوع ہے۔

پارمی نائڈیس Parmenides

یونانی فلسفی۔ ایلیا کا رہنے والا۔ چھٹی اور پانچویں صدی قبل مسیح میں زندہ تھا۔ ایلیا کی نسبت سے اس کے فلسفے کو الیاطی کا نام دیا گیا۔ ہیرا قلیطس کے مقابلہ میں جس کا فلسفہ تکون (Becoming) کا تھا پارمی نائڈس وجود (Being) کو مانتا تھا۔ وہ کہتا تھا فکر کے لئے ہست کی ضرورت ہے۔ نہ فکر ہست کے بغیر اور نہ ہست فکر کے بغیر ممکن ہے۔ لہٰذا دونوں یعنی فکر اور ہست (وجود) دراصل ایک ہی چیز ہیں۔

حضور Parousia

افلاطون کا کہنا ہے کہ مظاہر میں امثال موجود یا حاضر ہیں اور اس طرح مظاہر امثال میں شامل ہو جاتے ہیں اور ان کی صفات سے متصف ہو جاتے ہیں۔

قانون کفایت Parsimony Law of

اس قانون کا منشا ہے کہ توجیہ کرتے وقت کم سے کم مفروضوں سے کام لینا چاہئے اس سلسلہ میں آخمی اصول قابل ذکر ہے۔ اس کا منشا بھی یہی ہے بلکہ وہ تو اس چیز کا بھی متقاضی ہے کہ دو مفروضوں میں سے جو زیادہ سادہ اور آسان ہو اسے اختیار کرنا چاہے۔ کہتے ہیں قدرت بھی قانون کفایت پر چلتی ہے۔ وہ بھی حصول مقصد کے لئے کم سے کم ذرائع استعمال کرتی ہے۔

Particular جزئیہ

جماعت کا فرد یا ممبر، کلئے کے مقابلے میں جزئیہ کا اطلاق چند یا بعض اشیا پر ہوتا ہے۔

Particular Proposition قضیہ جزئیہ

ارسطوی منطق میں جزئیہ قضیہ یا موجبہ ہو سکتا ہے یا سالبہ۔ مثلاً بعض کتے سفید ہیں جزئیہ موجبہ ہے اور اور بعض کتے سفید نہیں جزئیہ سالبہ ہے۔

Part & Whole جزاور کل

جزاور کل کے تعلق کے بارے میں دو نظریئے ہیں۔ (1) کل اپنے اجزا کے برابر ہے۔ کل میں کوئی ایسی شے نہیں جو جز میں موجود نہیں۔ (2) کل ہمیشہ اپنے اجزا کے مجموعہ سے بڑا ہوتا ہے۔ اس کی صفات بھی الگ ہوتی ہیں۔ یہ ایک قسم کی روحانی اکائی ہوتی ہے۔ جرمن فلسفہ میں غیر نامیاتی کل اور خود نموی نامیاتی کل میں فرق کیا گیا ہے۔ موخر الذکر کو روحی تصور کیا گیا ہے۔ یہ تصور نفسیات اور مابعد الطبیعیات کی کئی تحریکوں میں اپنایا گیا ہے۔ لیکن یہ تفریق جائز نہیں۔ ان میں جو فرق نظر آتا ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ اول الذکر میں کل کے اجزا میں گہرا اور مستقل قسم کا تعلق ہے اور دوم الذکر کے اجزا میں خود نموئی کی صلاحیت موجود ہے جس سے مختلف نوعیت کے مظاہر نمودار ہوتے ہیں۔ اس لئے (1) کل کو اجزا میں تحویل نہیں کرنا چاہیے۔ (2) کل کو اجزا سے الگ رکھ کر مطالعہ کرنا چاہیے اور (3) اجزا کا مطالعہ کرتے وقت کل کو مد نظر رکھنا چاہیے۔

Partisanship in Art

فن میں جانبداری

مارکسیوں کا کہنا ہے کہ فن کبھی غیر جانب دار نہیں رہ سکتا اور نہ ہی اسے رہنا چاہیے۔ فن کا کام ترقی پسند آئیڈیالوجی کی عکاسی کرنا ہے اور لوگوں کی جدوجہد کا ساتھ دینا ہے۔

Partisanship in Philosophy

فلسفہ میں جانبداری

مارکسیوں کا کہنا ہے کہ فلسفہ کبھی بھی غیر جانب دار نہیں رہ سکتا۔ اسے پارٹی کے مفادات کی حفاظت کرنی چاہیئے اور اس کی آئیڈیالوجی اجاگر کرنی چاہیئے۔

Perception ادراک

نفسیات میں حواس کے ذریعہ خارجی اشیا کا ورک۔ ادراک میں مختلف اقسام کے تحسات ہوتے ہیں اور ان تحسات کا حوالہ کسی خارجی شے کی طرف ہوتا ہے۔ ادراک کی بنیاد پر تصورات اور سائنسی رشتے اور نظریئے بنتے ہیں۔

لائبنز ادراک کو ادنٰی درجہ کی روحانیت (Spiritioty) کہتا ہے اور اس کا مقام ادراک کے بعد قائم کرتا ہے۔

پرس کے خیالات نے ولیم جیمز کی نتائیجیت اور جان ڈیوی کی الاتیت (Instrumentalism) پر گہرا اثر ڈالا ہے۔

Perception, Symbolic علامتی ادراک

نیچز نے ادراک کے ارتقاء میں تیسری اور آخری منزل کو علامتی بتلایا ہے۔ یہ کیفیت الفاظ سے پیدا ہوتی ہے۔ اشیاء کی بجائے ان کے الفاظ کا درس ہوتا ہے۔ دریا کہتے ہوئے پانی کا ادراک نہیں ہوتا بلکہ خود لفظ دریا کا۔

Perception, Mixed مخلوط ادراک

نیچز نے ادراک کے ارتقا میں دوسرا درجہ مخلوط ادراک کا بتلایا ہے۔ اس میں کچھ علم تو تحسات سے حاصل ہوتا ہے اور کچھ نفس کے ماضی کے تجربات اور مستقبل کی توقعات سے۔ جب بچہ کسی کو دوبارہ دیکھتا ہے تو اس کا ادراک مخلوط ہوتا ہے۔

Perception, Pure ادراک محض

نیچنر نے ادراک کا ارتقاء بتلاتے وقت اس کے تین مدارج قائم کئے ہیں سب سے پہلا ادراک محض

ہے۔ اس درجہ پر ادراک کا تعین محض تحسات سے ہوتا ہے اس میں گزشتہ تجربوں یا مستقبل کی توقعات کو دخل نہیں ہوتا۔ جب بچہ کسی شے کو پہلی بار دیکھتا ہے تو اس کا ادراک اس قسم کا ہوتا ہے۔

غیر حسی ادراک
Perception Non Sensory

جب ادراک، تحسات سے خالی ہو، جیسے زمان اور مکان میں ہوتا ہے تب اسے غیر حسی ادراک کہتے ہیں۔

کمالیت
Perfectionism

اخلاقیات میں یہ ایک نظریہ حیات ہے اس کی رو سے ہر انساں کا فرض ہے کہ وہ اپنی اور دوسروں کی کمالیت کو زندگی کا مطمع نظر بنائے۔ کمالیت میں بعض دفعہ فضائل پر زور دیا جاتا ہے اور بعض دفعہ انسان کی قابلیتوں اور لیاقتوں پر۔

کمال پزیری
Perfectibility

یہ ایک رجائی نظریہ ہے اس کی رو سے باوجود خامیوں کے انسان میں صلاحیت موجود ہے کہ وہ اپنے اخلاقی امکانات کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکے اور کمال حاصل کرے۔

فی نفسیت
Perseity

اس سے مراد کسی شے کی اصلیت یا جوہر ہے۔ اس کا تعین شے کی اپنی ذات سے ہوتا ہے۔ اس کے خلاف عوارض ہیں جن کا تعین جوہر سے ہوتا ہے اور جو غیر متغیر اور منتقل نہیں ہوتے۔ فی نفسیت کا انحصار خود اپنے اوپر سے اور عوارض کا انحصار نفسیت پر ہے۔

مشائیت
Peripatetics

ارسطو کے مقلدین کو مشائی کہا جاتا ہے وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے کہ ارسطو کی اکیڈمی جسے لیسیم (Lyicum) کہتے ہیں اور جو ایتھنز میں 335 ق م قائم ہوئی چل پھر کر تعلیم دی جاتی تھی۔ یہ اکیڈمی کوئی ہزار سال تک قائم رہی۔ اس کا خاتمہ 529 میں ہوا۔ اس کے استادوں نے سائنس کے میدان میں بڑا کام کیا۔ اور ارسطو کی تصنیفات پر شرحیں بھی لکھیں۔

فلسفہ ایران
Persian Philosophy

فلسفہ ایران کو تین ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ (1) زرتشت مت۔ زرتشت 600 ق م پیدا ہوا۔ اس نے زند زبان میں اوستا لکھی۔ اس میں دو بنیادی حقیقتوں کا ذکر آتا ہے۔ ایک نیکی کی جسے یزدان کہا گیا ہے اور دوسری بدی کی جسے اہرمن کہا گیا ہے یہ دونوں ازل سے برسرپیکار ہیں۔ یزدان اور انسان کے درمیان مترا (Mitra) کا وسیلہ ہے (2) مانیت (Manichaeanism) ۔ مانی تیسری صدی میں پیدا ہوا۔ اس نے زرتشت کے خیالات میں کچھ عیسائی عقاید ملا دیے اس نے سات کتابیں چھوڑی ہیں جن کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ (3) دور وسطیٰ کا ایرانی فکر، نویں صدی سے ایران میں اسلام کے زیر اثر بڑے عظیم الشان مفکر پیدا ہوئے جن کا ذکر اسلامی فلسفہ کے تحت آچکا ہے۔

شخص
Person

شخص سے مراد تمام افعال کی اکائی۔ یکجہتی اور وحدت ہے۔ دور وسطیٰ میں شخص سے مراد ایسا فرد تھا جو ذی عقل ہو۔ لہٰذا روح کو شخص نہیں کہا جا سکتا۔ صرف انسان ہی شخص ہو سکتا ہے۔ مادی اشیا میں وہ بلند ترین ہستی ہے وہ فرد بھی ہے اور صاحب عقل بھی۔

شخصی ملاحظہ
Personal Equation

مختلف انسانوں کا زمان ردعمل مختلف ہوتا ہے اس لئے مختلف مشاہدہ کنندگان کے مشاہدے میں اختلاف ہو جاتا ہے۔ اس غلطی کا علم پہلے پہل فلکیاتی پیمائشوں میں ہوا۔ اور آج کل ہر سائنسی پیمائش میں اس غلطی کو تسلیم کر لیا گیا ہے۔

ہر مشاہدہ کنندہ کا اپنا مزاج اور رویہ ہوتا ہے مشاہدہ کرتے وقت یہ مزاج اور رویہ مداخلت کرتا ہے اس سے بھی مشاہدے میں اختلاف واقع ہوتا ہے اور شخصی ملاحظہ کہلاتا ہے۔

شخصی تصوریت Personal Idealism

اخروی حقیقت یا مبدائے کائنات کو شخص سمجھنا اور شخص کے اوصاف سے متصف کرنا۔ یعنی اخروی حقیقت کو محض اصول یا تصور خیال نہ کرنا بلکہ اسے شخص کہنا جیسا کہ خدا کے متعلق اکثر لوگوں کا عقیدہ ہے۔

شخصی عینیت Personal Identity

ہر انسان کی عینیت ہے یعنی باوجود شکل و صورت کے تغیرات کے وہ وہی رہتا ہے جو کبھی تھا اور بدلتا نہیں۔ خواہ بچپن ہو خواہ بلوغت خواہ کہولت ہر انسان اپنی ذات کی وجہ سے وہی ہے جو وہ پہلے تھا اور اسے اس بات کا احساس بھی ہے کہ وہ وہی ہے جو پہلے بھی تھا۔ یعنی اس کی اصلیت نہیں بدلی۔

شخصیاتیت Personalism

اس نظریہ کی رو سے عظیم ترین قدر شخصیت ہے اور اسی سے حقیقت کو سمجھا جا سکتا ہے۔ انگریزی زبان میں اس اصطلاح کو تجویز کرنے والا بران سن الکوٹ (Bronsan Alcot) (1863) تھا۔ جس نے کہا کہ کائنات کی آخری حقیقت الوہیاتی شخص (خدا) ہے امریکہ میں بورڈون پارکر باؤن (Barden Parker Bowne) (1910-1847) اس تحریک کا سرگرم رکن تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ اساس کائنات (World ground) شخصی ہے۔ علم کا جواز اسی اساس کائنات میں ہوتا ہے۔ زندگی منطق سے بالا ہے اقدار حقیقی ہیں اور ان کا منبع کائناتی شخص ہے۔

یونانیوں کے ہاں بھی کئی مفکر شخصیاتی تھے۔ آج کل یہ تحریک امریکہ جرمنی، فرانس، انگلینڈ کے علاوہ کئی اور ممالک میں پائی جاتی ہے۔ رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ نے اس مکتب فکر کو اپنے مذہبی عقاید ثابت کرنے کے لئے حلیف بنا رکھا ہے۔

شخصیاتیات Personalistics

یہ نظریہ نفسیات کا ہے۔ اس کی رو سے نفسیات میں ایسے افعال کا مطالعہ کرنا چاہئے جن کا تعلق انسان سے بہ حیثیت ایک بامقصد اور بامعنی فرد کے ہو۔ لہٰذا شخصیاتیات کو انسانوں کی بنیادی سائنس کہہ سکتے ہیں۔

شخصیت Persanality

نفسیاتی لحاظ سے ہر انسان کی ابتدائی ساخت ہوتی ہے جس کی بنیادوں پر ثانوی ساخت تعمیر ہوتی ہے اس تعمیر میں ماحول کو بڑا دخل ہوتا ہے شخصیت سے مراد ہے ابتدائی اور ثانوی ساخت کی ہم آہنگی _ وحدت اور یکجہتی یعنی نفسی کوائف کی اکائی۔

شخصیاتی حقیقت Personal Realism

شخصیاتی فلسفہ کی ایک شاخ ہے جس کی رو سے شخصیت کی مابعد الطبیعاتی حیثیت ہے اس کا اظہار مظاہر فطرت میں ہوتا ہے اسکا تجربہ ممکن ہے کیونکہ ہر فوری علم کا موضوع یہی ہے۔

تناظر Perspective

کسی انسان کا حقیقت یا زندگی کے متعلق اپنا نظریہ۔ اس کا اشارہ ایک دقت کی طرف بھی ہے دقت یہ ہے کہ ہر انسان کا علم اپنے تناظر تک محدود ہے۔ مکمل علم اس کی دسترس سے باہر ہے۔ تناظر سے اسے جزئی علم حاصل ہوتا ہے اور وہ علم بھی اس کے اپنے نکتہ نگاہ کی ترجمانی کرتا ہے۔

قنوطیت Pessimism

یاسیت زندگی کے ایسے رویہ کا نام ہے جو ہر شے کو تاریک، مایوس کن، بد اور تخریبی دیکھتا ہے۔ نفسیاتی طور پر یہ عصبانیت کا نتیجہ ہے۔ معاشی اعتبار سے اسے بیش آبادی، میکانکی زندگی اور انفرادی سود مندی کا حاصل کہہ سکتے ہیں اور مذہبی نقطہ نگاہ سے اسے ایمان کا فقدان کہا جا سکتا ہے۔ اس نظریہ کا بھرپور اظہار شوپنہار میں ملتا ہے جو اس دنیا کو بدترین جگہ کہتا ہے زندگی کو مصیبتوں کا گھر۔ اور نہ پیدا ہونے کو پیدا ہونے سے لاکھ درجہ بہتر سمجھتا ہے۔ بدھ مت میں دکھ، درد اور موت کا بار بار ذکر ہے۔ شوپنہار کہتا ہے کہ دنیا کے پیچھے ایک

اندھی طاقت ہے۔ ہارٹ مین اسے غیر عقلی طاقت کہتا ہے۔ دکھوں سے نجات کے مختلف طریقے قنوطی فلسفیوں نے تجویز کئے ہیں۔ بدھ مت کے ہاں نروان ہے۔ ہارٹ مین کے ہاں عقلیت اور شوپنہار کے ہاں فکر ہے۔ ایک شخص کو پانچ ہزار روپے کی ضرورت ہے وہ اسے زندگی موت کا مسئلہ سمجھتا ہے۔ لیکن اسے کسی ایک سے یہ رقم ملنے کی توقع نہیں۔ اتمام حجت کے طور پر وہ یہ سوچتا ہے کہ کیوں نہ سو آدمیوں سے پچاس پچاس روپے مانگے جائیں اور اس کو مطلوبہ رقم مل جائے۔ یہ فیصلہ کر کے جس وقت وہ گھر سے نکلتا ہے شام کا ملگجی اندھیرا ہے۔ سڑک پر اسے ایک بوری ملتی ہے وہ اسے اٹھا کر گھر لے آتا ہے۔ کھولتا ہے تو اس میں نوٹ ہیں گنتا ہے تو وہ پانچ لاکھ ہوتے ہیں۔ وہ رونا شروع کر دیتا ہے۔ رونے کی وجہ یہ ہے کہ اگر اس میں پانچ کروڑ ہوتے تو کتنا اچھا ہوتا۔ ضرورت اسے پانچ ہزار کی تھی مل گئے پانچ لاکھ مگر وہ خوش ہونے کی بجائے غمگین ہو جاتا ہے ایسے آدمی کو قنوطی کہا جاتا ہے۔

مصادرہ علی المطلوب Petitio Principii

(1) منطق کا ایک مغالطہ ہے اس مغالطہ کی سب سے سادہ قسم وہ ہے جس میں پہلے تو ایک قضیہ سے دوسرا قضیہ اخذ کیا جاتا ہے پھر اس دوسرے سے خود پہلا اخذ ہوتا ہے۔ (2) بعض اوقات ایک قیاس کا کبریٰ دوسرے قیاس کا نتیجہ ہوتا ہے اور اس دوسرے کبریٰ پہلے کا نتیجہ ہوتا ہے (3) جس چیز کو ثابت کرنا ہو اسے مقدمہ میں مختلف الفاظ میں پہلے ہی سے تسلیم کر لیا جائے۔ اسے قیاس دوری کہتے ہیں۔ (4) اگر کل کو ثابت کرنا ہو تو اس کے جزئیات کو علیحدہ علیحدہ مقدمات میں پہلے سے صحیح تسلیم کر لیا جائے۔ (5) اسی طرح اگر کسی جزو کو صحیح ثابت کرنا منظور ہو تو ہم کل کو پہلے ہی بلاوجہ تسلیم کر لیں۔

Petrashevsky's Group
پیٹراشووسکی جماعت

ایک سیاسی جماعت کا نام ہے جو پیٹر برگ میں 1845 میں قائم ہوئی اور چار سال تک رہی۔ اس کا سربراہ ایم۔ وی۔ بوٹاشی وچ۔ پیٹراشووسکی Petrashevsky M.V. Butashevich تھا۔ اس میں انقلابی قسم کے لوگ شامل تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ قدرت اور اس کے قوانین سب خارجی ہیں اور ان میں تغیر اور نمو ہوتا رہتا ہے۔ زندگی اور علم کا سرچشمہ قدرت ہے۔ اس کائنات میں سوائے مادہ کے اور کچھ چیز نہیں۔ ماورائیت کی کوئی حیثیت نہیں اور مذہب فضول اور بے فائدہ چیز ہے۔ اس گروہ کے ممبر بالعموم فیورباخ (Feuerbach) کے فلسفہ سے اتفاق رکھتے تھے لیکن اس کی یہ بات نہیں مانتے تھے کہ مذہب کی ایک نئی شکل محبت ہے جو لوگوں کو خدا کی طرف کھینچتا ہے۔

مظہریت Phenomenalism

مظہریت ایک فلسفیانہ نظریہ ہے جس کی رو سے علم کی بنیاد مظاہر پر ہے شدید قسم کی مظہریت سے موضوعی تصوریت پیدا ہوتی ہے۔ جیسے کہ بار کلے کے فلسفہ میں پیدا ہوتی یا لاادریت جو ہیوم کے فلسفہ میں پیدا ہو گئی۔ نرم قسم کی مظہریت میں یا تو اشیا کو مادی سمجھا جاتا ہے یا کانٹ جیسی لاادریت آجاتی ہے جس میں شے کماہی کو ناقابل فہم قرار دیا جاتا ہے۔ منطقی اثباتیت میں مظہریت کا عنصر غالب ہے کیونکہ اس مکتب فکر میں تجربہ کی تشریح مظاہر سے کی جاتی ہے۔ لیکن چونکہ اس تحریک میں اشیا کے جملوں کو شعور کے جملوں میں تحویل کیا جاتا ہے۔ اس لئے منطقی اثباتیت کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

عالم مظہری Phenomenal World

کانٹ کے نقطہ نگاہ سے دو عوالم ہیں۔ ایک عالم مظاہر اور دوسرا عالم حقائق۔ عالم مظاہر صرف مظاہر تک محدود ہے اور انسان کو صرف اسی عالم کا علم نصیب ہے عالم حقائق کا علم انسانی دسترس سے باہر ہے۔

مظہریات Phenomenology

صحیح معنوں میں مظہریات کا بانی ہسرل ہے گو ہسرل

نے پہلے کئی لوگوں نے مظہریات کی اصطلاح استعمال کی اور اپنے اپنے نقطہ نگاہ سے اس کی تشریح کی۔ ہسرل کے فلسفہ میں عمقت (intentiality) کا تصور مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ عمقت سے مراد ہے کہ شعور کا حوالہ خارج یا اشیا کی طرف ہوتا ہے اس لئے کوئی معروض موضوع کے بغیر ممکن نہیں ہسرل کی مظہریات میں دو عناصر ہیں۔

(1) مظہریاتی تحویل۔ اس میں خارج کی طرف کوئی حوالہ نہیں ہوتا۔ اور موضوعی تجربہ تک ہی محدود رہنا پڑتا ہے

(3) ماورائی تحویل اس میں علم کے موضوع (Subject) کو حقیقی، تجربی اور معاشی نہیں سمجھا جاتا بلکہ اسے صرف ماورائی شعور کے طور پر لیا جاتا ہے۔

مظہریات کے افکار و جودیت کے اساس بنے چنانچہ ہیڈیگر اور سارترے کی وجودیت مظہریات کی بنیادوں پر قائم ہے۔

Phenomenon مظاہر

مظاہر اور حقیقت (Noumenon) کا فرق کانٹ نے کیا۔ مظاہر سے مراد واردات فطرت ہیں جن کا علم حواس سے ہوتا ہے۔ حقیقت یا شے کماہی (Thing in Itself) کا علم ممکن نہیں کیونکہ یہ حواس کی دسترس سے باہر ہے۔ مارکسیوں کے نزدیک یہ تمیز جائز نہیں کیونکہ مظاہر اور حقیقت کے درمیان کوئی حد فاصل قائم نہیں کی جا سکتی۔

Philo of Alexandria فلو (اسکندریہ کا)

(30 ق م - 50ء) یہودی ماہر دینیات اور نوفلاطونی فلسفی تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ یونانی فلسفہ کو یہودیوں کی تعلیمات سے اخذ کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس فلسفہ کو یہودیت کے ثبوت میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ انسانی زندگی کا مقصد خدائے برتر سے وصال ہے اور اس کے لئے ترک دنیا لازم ہے۔

Philosopher King فلسفی حکمران

افلاطون نے اپنی کتاب ریاست میں یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ ریاست کا سربراہ فلسفی ہونا چاہئے۔ اس درجہ تک پہنچنے کے لئے افلاطون نے ایک لمبا چوڑا تعلیمی نظام تجویز کیا ہے۔ جس کا منشا یہ ہے کہ حکمران بننے کے لئے صرف قابلیت ہونی چاہئے اور اس کے ساتھ قیادت کی اہلیت اور دنیوی حرص و ہوا سے بے تعلقی۔ حکمران کو دوران تعلیم کئی امتحانوں کو پاس کرنا ہوتا ہے۔ اس کا آخری امتحان یہ ہے کہ وہ عالم حقائق سے روشناس ہو۔ اور مقاصد اور اعیان ثابتہ سے واقفیت رکھتا ہو۔

Philosophical Psychology فلسفیانہ نفسیات

تجربی اور سائنسی نفسیات کے مقابلہ میں فلسفیانہ نفسیات کا موضوع وہ نفسی مسائل ہیں جو تجربی یا سائنسی نفسیات میں اٹھتے ہیں لیکن ان کا حل علمیاتی یا مابعد الطبیعیاتی سطح پر ہی ممکن ہے۔ منطقی اثباتیت کے زیر اثر علمیات کے مسائل کچھ تو ریاضیاتی منطق کے حوالے کر دیئے گئے ہیں اور کچھ فلسفیانہ نفسیات کے۔ جو مسائل فلسفیانہ نفسیات کے ہاتھ آئے ہیں۔ ان میں سے چند ایک یہ ہے۔ نفسیت کی کسوٹی، نفس اور شعور کا رشتہ، لاشعور کا وجود، نفس کی ترکیب، ذات کی حقیقت، ذہن اور جسم کا تعلق، آزاد ارادہ اور نفس اور وقوف۔

Philosophy فلسفہ

لغوی اعتبار سے فلسفہ کا مطلب حب الحکمت ہے اور اس لحاظ سے فلسفی محب حکمت ہوا۔ فلسفہ کا موضوع بڑا عمومی رہا ہے۔ اور اسے عالمگیر سائنس کہا گیا ہے۔ یونانی فلسفہ میں فیثاغورث پہلا شخص تھا جس نے اپنے آپ کو محب حکمت کہا۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو فلسفہ، حکمت سے پیار بھی ہے اور حکمت کی تلاش بھی ہے۔ اسی لئے شروع میں فلسفہ سے مراد ہر شے کی توجیہہ تھی اور مظاہر فطرت کے پیچھے اصول اولیہ کی تلاش تھی۔ بعد میں فلسفہ سے مراد وجد کے

اصول اولیہ لی گئی اور اس کے بھی بعد فلسفہ کو سائنسوں کی سائنس کہا گیا اور اس کا فریضہ علم کی تنظیم بتلایا گیا۔

آج کل منطقی اثباتیوں نے فلسفہ کو مابعد الطبیعیات سے رہا کر دیا ہے اور اب اس کا کام تجزیہ لسان رہ گیا ہے۔ اگر فلسفہ سے مابعد الطبیعیات خارج ہو جاتی ہے تو پرانے مسائل ختم ہو جاتے ہیں اور صرف زبان کا تجزیہ ہی فلسفہ کا موضوع رہ جاتا ہے۔ مارکسیوں نے بھی ماورائیت کو اپنے فلسفہ 'جدلیاتی مادیت' سے خارج کر دیا ہے۔ کارل مارکس کے نزدیک فلسفی کا کام محض تشریح کرنا نہیں بلکہ کائنات میں انقلاب برپا کرنا ہے وجودیت نے بھی اپنے فلسفہ سے ماورائیت کو نکال دیا ہے اس کا دائرہ گفتگو انسان اور کائنات میں اس کے مقام' تک محدود ہے پس موجودہ دور میں ہر مکتب فکر کا فلسفہ کے بارے میں اپنا مفہوم ہے۔ لیکن ان سب کی تہ میں قدیم یونانیوں کا تصور کہ فلسفہ سے مراد حکمت کی تلاش اور حکمت سے پیار' کارفرما نظر آتا ہے۔

Philosophy, Analytical تحلیلی فلسفہ

دور حاضر کا امریکی۔ انگلیسی فلسفہ' اس کے موید دور دور ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ فن لینڈ اور آسٹریلیا میں بھی ممتاز تحلیلی فلسفی ملتے ہیں۔ انگلینڈ میں اے' جے ائراور کارل پاپر اور امریکہ میں ڈبلیو کوائن۔ این گڈ میں اور مارٹن وائٹ منشور تحلیلی فلسفی ہیں۔ ان لوگوں کے دو گروہ ہیں (1) ایک گروہ تو مصنوعی ماڈل زبان تیار کرنا چاہتا ہے۔ اس کی بنیاد منطق اور معنویات پر ہے (2) دوسرا گروہ موجود زبانوں کا تاریخی مطالعہ کرنا چاہتا ہے۔ یہ گروہ لسانی فلسفہ کو تعمیر کرتا ہے۔

Philosophy, Fundamental Question

فلسفہ کا بنیادی مسئلہ

مارکسیوں کا کہنا ہے کہ فلسفہ کا بنیادی مسئلہ شعور کا وجد سے رشتہ دریافت کرنا ہے اور اس مسئلہ کے دو پہلو ہیں۔ ایک یہ ہے کہ شعور اور مادہ میں سے کون اول ہے اور دوسرا یہ ہے کہ کائنات سے جو علم حاصل ہوتا ہے اس کا خود کائنات سے کیا تعلق ہے مارکسیوں کے نزدیک مادہ اول ہے اور شعور دوم۔ اور کائنات سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ حقیقی اور معروضی ہے۔ مادے کے متعلق مارکسی کہتے ہیں کہ (1) یہ شعور کا منبع ہے اور شعور اس کا عکس ہے (2) شعور ایک طویل مادی ارتقا کے بعد ظہور میں آیا (3) شعور تو ذہن کا وظیفہ ہے (4) انسانی ذہن اور فکر کی نمو' بول چال کے بغیر محال ہے (5) مادی محنت کی فعلیت سے شعور ابھرتا ہے اور (6) شعور ایک معاشری عمل ہے اور معاشرے سے متعین ہوتا ہے۔

Philosophy Linguistic لسانیاتی فلسفہ

تحلیلی فلسفہ کا ایک رجحان جس کے پیروکار انگلینڈ اور امریکہ میں کثرت سے ملتے ہیں۔ انگلینڈ میں اس کے علمبردار جی رائل۔ اے جے وزڈم' اور جے آسٹن ہیں۔ امریکہ میں میکس بلیک اور این پی میلکولم' اس تحریک کی ابتدا جے ای مور کے عام فہم فلسفہ سے اور تائیدونگنسٹائن کے خیالات سے ہوتی ہے۔ یہ فلسفہ کائنات کے متعلق کوئی نقطہ نگاہ پیش نہیں کرتا۔ بلکہ لسانیاتی تجزیہ سے قدیم فلسفیانہ مسائل کا تس نہس کر دیتا ہے۔ فلسفہ کا کام علاج معالجہ ہے اس سے ہماری زبان کے امراض دور ہوتے ہیں۔ فلسفیانہ مسائل' زبان کے غلط استعمال سے پیدا ہوتے ہیں۔ جب ان کا صحیح استعمال متعین ہو جاتے تو مسائل خود بخود حل ہو جاتے ہیں۔ یہ لوگ منطقی اثباتیوں کی طرح کوئی مصنوعی ماڈل زبان نہیں بناتے بلکہ روزمرہ کی زبان لیتے ہیں اور اسی کے تجزیہ سے مسائل کا حل نکالتے ہیں۔ ان لوگوں نے منطقی اثباتیت کی 'مابعد الطبیعیات' اور اصول تصدیق پذیری کو ادا کر دیا ہے۔

Philosophy of Change فلسفہ تغیر

ماضی میں یہ فلسفہ ہیراقلیطس کا تھا اور حال میں ہنری برگسان کا۔ اقبال بھی اس فلسفہ کا حامی ہے۔ اس کے مطابق صرف تغیر کو ہی ثبات حاصل ہے اور یہ ہی بنیادی حقیقت ہے۔

Philosophy of Discontinuity فلسفہ عدم تسلسل

اس نظریہ کی رو سے حقیقت کا بنیادی اصول تغیر ہے اور قوانین قدرت محض فطرت کی عادات کو آشکار کرتے ہیں۔ عادات کی تہ میں عدم تسلسل ہے۔

Philosophy of Effort فلسفہ سعی

اس نظریہ کی رو سے سعی کی خودشعوری میں انسان حقیقت میں مدغم ہو جاتا ہے۔ شعور سعی ہی درحقیقت خودشعوری ہے۔

Philosophy of Mind فلسفہ نفس

فلسفہ نفس درحقیقت فلسفیانہ نفسیات ہے اس کا ذکر آچکا ہے۔ فلسفہ نفس کے مسائل وہی ہیں جو فلسفیانہ نفسیات کے ہیں۔ اور ان کا ذکر بھی فلسفیانہ نفسیات کے تحت آچکا ہے۔ کامل، غیر متغیر اور صداقت کا حامل ہے ویسے ہی خیر کا مثل بھی کامل۔ مستقل اور صادق ہے افرینش عالم کا ذکر کرتے ہوئے افلاطون کہتا ہے کہ کائنات اور انسان کو جہاں آفرین Demiurgus نے بنایا۔ جہاں آفرین اس کائنات کو صفر سے پیدا نہیں کرتا بلکہ بے ترتیب مادہ کو لے کر اس میں عالم امثال سے نمونہ لے کر ترتیب دیتا ہے۔ افلاطون یہ بھی کہتا ہے کہ شروع میں خدا اپنی مخلوق کی پرواہ کرتا تھا لیکن اب اس نے انسان کو اپنے اوپر چھوڑ دیا ہے۔ معاملہ ریاست کے آخر میں افلاطون کہتا ہے کہ اعمال کا جائزہ موت کے بعد ہو گا۔ نیکو کاروں کو بدکاروں سے الگ کیا جائے گا اور سزا اور جزا ملے گی۔

Philosophy of History فلسفہ تاریخ

اس فلسفہ میں تاریخ کی نوعیت۔ اس کے قوانین اور انسانی نمو سے بحث ہوتی ہے۔ اٹھارہویں صدی کے روشن ضمیروں کا جن میں والیٹر اور مانٹسک (Montesquieu) وغیرہ کا شمار ہے خیال تھا کہ تاریخ میں علت و معلول کا سلسلہ چلتا ہے۔ انسان ترقی کرتا ہے اور اس کی زندگی پر جغرافیائی اور معاشری ماحول اثرانداز ہوتا ہے ان کے برخلاف ہیگل کہتا ہے کہ تاریخ صرف مطلق (Absolute) کو آشکار کر رہی ہے اور صرف اسی کی سرگزشت ہے۔ مارکسیوں نے فلسفہ تاریخ کو تاریخی مادیت کی صورت میں پیش کیا ہے۔ آج کل یورپ میں ٹائن بی (Toynbee) اور سپنگلر کے فلسفہ ہائے تواریخ بڑے مقبول ہیں۔

Philosophy of Identity فلسفہ عینیت

ثنویت کے خلاف عینیت کا فلسفہ ہے اس کا سربراہ شلنگ (Schelling) ہے جس نے کانٹ اور فختے کی ثنویت دور کر کے کہہ دیا کہ موضوع اور معروض اور ایسے ہی مثالی اور حقیقی میں کوئی فرق نہیں یہ ایک ہی شے کے دو نام ہیں۔ ہیگل میں بھی یہ خیال پایا جاتا ہے فلسفہ عینیت سے روح اور نیچر، فکر اور وجود ایک ہی ہو جاتے ہیں۔ شیلنگ سے ملتے جلتے خیالات پر مینڈیز اور سپائنوزا نے بھی پیش کئے۔ آج کل نوتھامیت (Neo Thomism) میں عینیت کا فلسفہ ملتا ہے۔

Philosophy of Life فلسفہ حیات

یہ فلسفہ جرمنی اور فرانس میں اس صدی کے آغاز میں شروع ہوا۔ یوں اس کا بانی شوپنہار ہے۔ اس فلسفہ کی جڑیں حیاتیات، نفسیات اور کئی سائنسوں میں ملتی ہیں۔ یہ فلسفہ میکانیت کے مخالف ہے اور اس نصب العین کی خامیاں تصوریت سے دور کرنا چاہتا ہے فلسفہ حیات میں زندگی کے تصور کو مرکزی حیثیت حاصل ہے اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اسے حواس سے محسوس نہیں کیا جا سکتا اور عقل سے سمجھا نہیں جا سکتا۔ اس

فلسفہ کے دو مکاتیب فکر ہیں ایک برگساں کا جو زندگی کی حیاتیاتی صفات لے کر ان سے حقیقت کو متصف کرتا ہے اور دوسرا نٹشے' ڈلتھی (Dilthey) کا جو زندگی کو ارادے کی صورت میں لے کر اسے غیر بتلاتا ہے۔ وجودیت بھی انہی خیالات پر پنپتی ہے۔

Philosophy Practical — عملی فلسفہ

کلاسیکی فلسفہ کی شاخ ہے جس میں اعمال وافعال کے قوانین اور اصول بتلائے جاتے ہیں مثلاً سپائنوزا کی اخلاقیات (Ethics) اور کانٹ کی انتقاد عقل عملی (Critique of Practical Reasen) میں فلسفہ عمل موجود ہے جدید فلسفہ میں مادیت اور سائنس کے خلاف عملیت کا رجحان پایا جاتا ہے جس میں تائیجیت' نٹشے کا فلسفہ' فلسفہ حیات اور وجودیت شامل ہیں۔ یہ سب فلسفے وقوف کو عملی نتائج حاصل کرنے کا آلہ سمجھتے ہیں۔ اور ان فلسفوں میں صرف انہی خیالات کو سچا کہا جاتا ہے جو زندگی کو کامیاب بنائیں۔ صداقت کا معیار حقائق سے توافق نہیں بلکہ ایک قسم کی افادیت ہے جسے یہ فلسفے مختلف طریقے سے بیان کرتے ہیں۔ ایسے فلسفوں کو عملی فلسفہ کہا جاتا ہے۔

Philosophy of Religion — فلسفہ مذہب

مذہب کے بارے میں فلسفیانہ نقطہ نگاہ اس نقطہ نگاہ کا منشا یہ ہے کہ مذہب کو جانچتے وقت فلسفیانہ معیار اور اصول استعمال ہونے چاہیں اور غرض اس سے کسی خاص مذہب کی تائید یا تردید نہیں ہوتی۔ فلسفہ مذہب کے چند ایک مسائل یہ ہیں (1) مذہب کی نوعیت' اس کی قدر و قیمت اور فرائض۔ (2) مذہبی علم کی صداقت (3) مذہب اور اخلاقیات کا رشتہ (4) مثالی مذہب کے اوصاف (5) شر کی حقیقت (6) الہامی اور فطری مذہب کا مقابلہ (7) روح کی حقیقت اور اس کا مستقبل۔ (8) انسان اور خدا کا رشتہ۔ انسان کی آزادی اور ذمہ داری (9) الہام۔ کشف وغیرہ کی حقیقت (10) حیات بعد الممات (11) دعا کی حقیقت (12) مذہبی رسومات۔ عقاید وغیرہ کی نوعیت (13) انسانی زندگی کا مقصد (14) اقدار کی نوعیت اور ان کا مقام (15) خدا کی ذات و صفات (16) ایمان کی حقیقت۔

اکثر لوگ جب فلسفہ مذہب پر کچھ کہتے ہیں تو درپردہ ان کا منشا اپنے مذہب کو سچا کرنا ہوتا ہے یہ بات صحیح نہیں۔

Phronesis — عملی تدبر

اس تدبر کا منشا کردار کے صحیح مقاصد دریافت کرنا اور اس کے حصول کے لئے صحیح ذرائع تجویز کرنا ہے۔ ارسطو کہتا ہے کہ نظری علم اور تکنیکی مہارت دونوں سے عملی تدبر مختلف ہے۔

Physicalism — طبیعیاتیت

یہ نظریہ منطقی اثباتیت کا اہم نظریہ ہے اس کی رو سے ہر جملے کی تحلیل طبیعیات کی جملوں میں ہونی چاہئے۔ یعنی اس کا تعلق قابل مشاہدہ حقائق سے ہونا چاہئے۔ اس طرح تمام علوم کی وحدت قائم ہو جاتی ہے معاشریات کے جملوں کو نفسیات کے جملوں میں۔ نفسیات کے جملوں کو حیاتیات کے جملوں میں اور حیاتیات کے جملوں کو طبیعیات کے جملوں میں تحویل کیا جاتا ہے۔ اس تحریک کی تہ میں اصول تصدیق پزیری (Verifiability Principle) کار فرما ہے۔ لیکن منطقی اثباتی خود اس پروگرام کے بارے میں متفق نہیں اور کئی اسی بنا پر منطقی اثباتیت سے الگ ہو گئے ہیں۔

Physico Theological Argumant — طبیعی دینی دلیل

کانٹ نے یہ اصطلاح 'کونیاتی دلیل' کی بجائے استعمال کی ہے۔ یعنی طبیعی' دینی اور کونیاتی ایک ہی دلیل کے دو نام ہیں لیکن یہ اصطلاح راج نہیں ہوئی۔ لوگ بدستور کونیاتی دلیل کا ذکر کرتے ہیں۔

Piaget Jean — جین پیاجے

(1896-) سوئٹزرلینڈ کا فلسفی' منطقی اور ماہر نفسیات'

جینوا یونیورسٹی میں پروفیسر ہے۔ اس کی تحقیقات نے نفسیات کے میدان میں قابل قدر اضافہ کیا ہے۔ اس نے تعمیر عقل (Intellect Formation) کا نظریہ پیش کیا جس کی رو سے عمل کی تنظیم ہی عقل کا دوسرا نام ہے جوں جوں فرد کا علم بڑھتا ہے مستقبل اور غیر متغیر ہوتا جاتا ہے اور اس طرح اشیا اور اس کی صفات کی عکاسی کرتا ہے۔ پیاجے کی علمیات کو نشائی علمیات (Genetical Epistemology) کہتے ہیں۔

Pien جدلیات (چینی)

چینی فلسفہ (نوماوٗیت) میں جدلیات سے نیک و بد' نظم اور بد نظمی' مشابہت اور مخالفت' مفید اور مضر اور یقینی اور احتمالی میں فرق کیا جاتا ہے اس مطلب کے لئے سات طریقے ہیں۔ (1) طریقہ امکانات' اس طریقہ میں ممکنات سے بحث ہوتی ہے (2) مفروضہ کا طریقہ۔ اس میں جو کچھ فی الحال موجود ہے اس کی بنا پر استدلال کیا جاتا ہے (3) طریقہ نقل' اس سے ماڈل تیار کیا جاتا ہے اور جو اس ماڈل کے مطابق ہو اسے صحیح کہا جاتا ہے (4) مقابلہ کا طریقہ (5) متوازیت کا طریقہ۔ اس میں دو قضیوں کا مکمل طور پر مقابلہ کیا جاتا ہے (6) تمثیل (Analogy) کا طریقہ۔ "اگر تم ایسے ہو تو میں کیوں نہ ویسا بنوں" (7) طریقہ استقراء اس میں مشابہت کی بنا پر نتیجہ نکالا جاتا ہے' جب یہ کہا جائے کہ باقی بھی اس جیسے ہیں تو پھر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ باقی مختلف ہیں۔

Piety صالح اعمال

اس سے مراد شریعت پر عمل کرنا ہے تاکہ نیک اعمال سے جنت حاصل ہو اور دوزخ سے بچ سکیں۔ معرفت میں الجلی کے مطابق یہ تیسری منزل ہے۔ پہلی دو اسلام اور ایمان ہیں۔

Pietism پارسائیت

مذہب کو دل و جان سے قبول کرنا اور اس کے احکام کو پورے خلوص سے بجا لانا۔ جرمن پروٹسنٹ کے خلاف سترہویں اٹھارہویں صدی میں پارسائیت بطور ایک تحریک چلائی گئی اس کا منشا پروٹسٹنٹ فرقہ کے خشک زہد اور رسوم پرستی کے خلاف مہم چلانا تھا۔ فلپ سپنر (Philip Spiner) اس کا سربراہ تھا۔ سپنر کی کتاب 'مذہبا' قابل خواہش اشیا' (The Things Religiously Desired) اس تحریک کی منشور ہے۔

Pisacane, Carlo کارلو پساکین

(1857-1818) اٹلی کا جمہوریت پسند اور اشتراکی مفکر۔ اٹلی کی آزادی کا نڈر مجاہد تھا۔ اس کا نظریہ تھا کہ اٹلی کا اتحاد اشتراکی نظام سے ہی ممکن ہے اس لئے وہ نجی ملکیت کا مخالف تھا اور بورژوا عنصر کو معاشرے سے خارج کرنا چاہتا تھا۔ مادہ پرست تھا اور مذہب سے نفرت کرتا تھا۔

Pisarev, Dmitry Ivanovich ڈمٹری آئونووچ پساریو

(1868-1840) روسی مادہ پرست مفکر اور انقلابی صحافی' سینٹ پیٹربرگ کی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ رسالہ روسی لفظ The Russian Words کا ایڈیٹر 1862 سے 1867 تک رہا۔ اس کے بعد 1867 اور 1868 میں موقف (Cause) اور مادر وطن اخبار (Notes of the Father land) کے ایڈیٹوریل سٹاف پر فائز رہا۔ 1861 میں اس کے خیالات نے یکلخت پلٹا کھایا۔ انقلاب کی ناکامی کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ روس کا معاشرہ ابھی انقلاب کے لئے تیار نہیں پہلے غربت کا علاج ہونا چاہئے۔ اور پھر انقلاب کا کیمیائی (Chemical) طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔ یعنی بتدریج تبدیلیاں لانی چاہئیں۔ تعلیم کو عام کرنا چاہئے۔ پیداوار بڑھنی چاہئے اور عوام کا معیار زندگی بلند ہونا چاہئے اس کے بعد انقلاب لایا جا سکتا ہے دانشوروں کا کام ہے کہ عوام میں قومی شعور پیدا کریں۔ سائنس کا معاشری فریضہ ہوتا ہے اور سائنسی ترقی تاریخی ارتقا

کے کاندھوں پر ہوتی ہے۔ اسی لئے پیاریو مذہب اور تصوف کا مخالف تھا۔ ہیگل کے فلسفہ کو پسند نہیں کرتا تھا اور آرٹ کے افادی نظریہ کا قائل تھا۔
اس کی چند ایک تصانیف حسب ذیل ہیں۔

1- Historical Ideas of Comte.
کامٹے کے تاریخی تصورات

2- The Thinking Proleteriat
معقول عوام

3- Plato's Idealism افلاطون کی تصوریت

4- Physiological Pictures فعلیاتی تصویریں

5- The Blunders of Immature Thought. کچے فکر کی فحش غلطیاں

6- The Destruction of Aesthetics.
جمالیات کی تباہی

میکس پلانک Planck, Max

(1858-1947) جرمن ماہر طبیعیات اور سائنسی مفکر۔ برلن اکیڈمی آف سائنس کا ممبر تھا۔ اس نے طبیعیات میں گراں قدر اضافہ کیا ہے اس کا قدریہ یا کوانٹم نظریہ سائنس میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اس نظریہ کی رو سے توانائی میں عدم تسلسل ہے۔

پلانک نے طبیعی علوم کے فلسفیانہ مسائل کے حل کرنے کی کوشش کی۔ اس کے علاوہ اصول بقائے توانائی۔ کائنات کی سائنسی تصویر، طریقات سائنس۔ اصول علیت، فلسفہ مذہب اور سائنس کا تعلق جیسے مسائل پر بھی اس نے بحث کی۔ پلانک اثباتیت کا قائل نہ تھا اس لئے ماش (Mach) کے موقف سے اتفاق نہ رکھتا تھا۔

پلانکی مستقلہ Planck's Constant

کوانٹم کیمیا میں ایک بنیادی طبیعی غیر متغیر یا مستقلہ ہے کئی کیمیا کے فارمولوں میں اس کا ذکر آتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ کسی تعدد کی توانائی کا کوانٹم یا قدریہ مساوی ہوتا ہے تعدد اور مستقلہ کے حاصل ضرب کے اس مستقلہ کو ایچ (h) کہا جاتا ہے۔

افلاطون Plato

(428 یا 427-347 یا 347ق م) افلاطون، یونانیوں کا عظیم مفکر ایتھنز میں پیدا ہوا۔ اس کے باپ کا شجرہ نصب ایتھنز کے آخری بادشاہ سے ملتا تھا اور اس کی ماں بھی سولن (Solen) خاندان سے تعلق رکھتی تھی افلاطون کو نہایت عمدہ ابتدائی تعلیم ملی اور پھر آٹھ سال تک سقراط کے زیر اثر رہا اور اس کی تعلیمات سے فیض پایا سیروسیاحت میں بھی اس نے خاصہ وقت گزارا۔ چنانچہ اٹلی، سسلی اور دریائے نیل کی وادی گیا۔ 387ق م میں اس نے ایک درسگاہ کی بنیاد ڈالی جسے اکیڈمی کہا جاتا ہے۔ یہ درسگاہ ایتھنز کے شمال مغرب میں تھی وہاں اکیڈمس کا مزار تھا۔ اسی نسبت سے اس کا نام اکیڈمی پڑ گیا یہاں افلاطون نے پچاس سال تک درس دیا اس کے شاگردوں کی اقامت گاہ بھی اسی میں تھی۔ یہ اکیڈمی تقریباً ہزار سال تک قائم رہی اور 529 میں جسٹینین(Justanion) کے حکم سے بند کردی گئی۔

افلاطون کی زندگی میں دو اہم واقعہ آئے ایک سقراط کا قتل اور دوسرا ڈاؤنیس دوم (Dionysuis-II) کی اتالیقی۔ افلاطون کی عمر ساٹھ کی ہوگی جب اسے ڈاؤنیس دوم کی تعلیم کے لئے سارکوس (Syracuse) آنے کی دعوت دی گئی۔ یہ شہزادہ باپ کے مرنے کے بعد ابھی ابھی تخت پر بیٹھا تھا افلاطون کے لئے نادر موقعہ تھا کہ اپنی تعلیمات کو عملی جامہ پہنائے اور شہزادے کو فلسفی حکمران بنا دے۔ لیکن افلاطون کو بری طرح ناکامی ہوئی اس کی تصانیف میں پچیس کے قریب مکالمات (Dialogue) کچھ خطوط اور کچھ الفاظ کی تعریفیں ہیں۔ مکالمات میں مرکزی کردار سقراط کا ہوتا ہے۔ اس سے افلاطون کا مقصد یا تو سقراط کو ہدیہ عقیدت پیش کرنا تھا یا اپنی تعلیمات کو وزنی بنانا تھا۔ ابتدائی مکالمات میں تو سقراط کا کردار بڑا اہم ہے لیکن آخری مکالمات میں سقراط اتنا نمایاں نہیں۔

افلاطونیت Platonism

افلاطون کا فلسفہ دنیا کا عظیم ترین فلسفوں میں سے ہے اس فلسفہ میں حسی علم کو کم اہمیت دی گئی ہے اور ریاضیات اور اس کے طریق کار کو سراہا گیا ہے۔ اس میں زندگی کا روحانی نظریہ لیا گیا ہے نیز اور دوسری دنیا کی خواہش موجود ہے۔ اس کا اپنا طریق کار بحث و تمحیص اور افہام و تفہیم یعنی مکالمہ کا ہے اور اس کی تہ میں جو مفروضہ ہے وہ یہ ہے کہ انسانی عقل صداقت اور حقیقت تک پہنچ سکتی ہے اور اسی صداقت سے انسانی زندگی خیر اور جمال حاصل کر سکتی ہے۔

افلاطون کہتا ہے کہ ایک تو عالم مظاہر ہے جہاں تغیر کا دور دورہ ہے اور دوسرا عالم حقیقت جہاں اعیان ثابتہ ہیں پہلے عالم کا پتہ حواس سے چلتا ہے اور دوسرے عالم کا عقل سے۔ عالم حقیقت امثال (Ideas) کی دنیا ہے یہ امثال عالم ظاہر کے لئے ماڈل کا کام دیتے ہیں۔ افلاطون نے امثال اور اشیا کا رشتہ بیان کرتے وقت اشتراک (Participation) نقل (immitation) اور حد (Limit) یا (Idea) اور بے حد (Unlimited) یا مادے کا اتحاد، جیسے الفاظ استعمال کئے ہیں۔

افلاطون نے روح یا نفس کے تین فریضے بتلائے ہیں اعلیٰ ترین تو عقل ہے جو عضویہ کے لئے حکمران کی حیثیت رکھتی ہے۔ پھر جذباتی حصہ (Spirited) ہے جو شجاعت کا سرچشمہ ہے اور آخر میں اکتسابی حصہ (acquisitive) ہے جو کاروبار اور لین دین کی جان ہے۔ اس تجزیہ سے چار فضائل ابھرتے ہیں۔ عقل کی فضیلت حکمت ہے جذبات کی شجاعت اور اکتسابیت کی عفت اور ان سب کو حدود میں رکھنے والی فضیلت' عدالت ہے۔ اخلاقیات میں افلاطون کا فلسفہ عقلیت پسندانہ ہے۔ حکمت کو عظیم ترین فضیلت خیال کرتا ہے اسی لئے انسان کی مسرت عالم امثال کی دید ہے۔

افلاطون نے نظریہ سیاست کو "ریاست" میں بیان کیا ہے جہاں فلسفی حکمران کا ذکر آتا ہے۔ یہ لوگ چند ایک ہوتے ہیں۔ ان پر نجی ملکیت حرام ہے ان کے بال بچے بھی نہیں ہوتے اور نہ ان کا کوئی خاندان ہوتا ہے اس کے بعد ریاست کے محافظوں یا سپاہیوں کا ذکر آتا ہے۔ ان میں شجاعت کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے اور جنگجویانہ سپرٹ ہوتی ہے اس کے بعد کاریگر' فنکار اور تجارت پیشہ لوگ آتے ہیں۔ جن کی فضیلت عفت ہے جو پابندی حکمران طبقہ پر افلاطون نے لگائی ہے وہ نوجوانوں پر بھی لازم ہے۔

"ریاست" میں تعلیم کا نظام بھی ملتا ہے۔ حکمرانوں کے لیے شروع سے انتخاب ہوتا ہے اور بڑے ہونہار بچے لئے جاتے ہیں۔ انہیں جمناسٹک اور موسیقی کے علاوہ ریاضیات اور فلسفہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ تعلیم عمر کے پینتیس سال تک جاری رہتی ہے۔ بعد میں پندرہ سال کی عملی تربیت دی جاتی ہے اور پچاس سال کی عمر میں پھر انہیں فلسفہ یا عالم امثال کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے۔ پھر وہ حکمران مقرر ہوتے ہیں۔ فوجیوں کے لیے تعلیم کی مدت تھوڑی ہے اور نصاب بھی آسان ہے۔ عوام کے لیے جس میں تجار' کاریگر اور صنعت کار وغیرہ شامل ہیں کوئی تعلیم تجویز نہیں کی گئی۔

مذہب کے بارے میں افلاطون کے خیالات واضح نہیں۔ ایتھنز کے قدیمی مذاہب کو صرف رسمی طور پر مانتا۔ اس کا خیر کا تصور خدا کی صفات کا حامل ہے۔

ارباب الانواع Platonic Ideas

اعیان ثابتہ یا افلاطون کے امثال۔ ان کا وجود عالم ارواح میں ہے اور وہیں سے اپنی نوع کے افعال و کردار متعین کرتے ہیں۔ یوں تو ارباب الانواع اپنی جزئیات کے مانند ہوتے ہیں۔ لیکن فرق اس لئے پیدا ہوتا ہے کہ جزئیات کا وجود مادے کا محتاج ہے۔

مسرت اور الم Pleasure & Pain

ان الفاظ میں ذومعنویت موجود ہے۔ مسرت سے مراد نفسی واردات کی ایک خاص قسم کی لذتی کیفیت ہے اور اس سے مراد وہ نفسی واردات بھی ہیں جو اس لذتی کیفیت کے حامل ہوں۔ یہی حال الم کا ہے۔ پھر

رت ور الم کی حقیقت کے متعلق بھی اختلاف ہے
طو کہتا ہے کہ مسرت ایک کمال ہے اور الم اس سے
ث ہے یہ دونوں ہی بعض نفسی تجربوں کے ہمراہ ہوتے
ہیں سپائنوزا کہتا ہے کہ مسرت میں ہم ادنیٰ درجہ کے
کمال سے اعلیٰ درجہ کے کمال تک جاتے ہیں۔ الم میں
الٹ حالت ہوتی ہے۔

مسرت اور الم کے متعلق مختلف سوال اٹھائے جاتے
ہیں--- کیا مسرت، خیر کے اور الم، شر کے مساوی
ہے۔ کیا ہمارے اعمال کا محرک مسرت و الم ہی ہیں؟ کیا
مسرت اور الم میں کیفی اور کمی امتیازات آسکتے ہیں وغیرہ
وغیرہ۔

Pleasures of Imagination
لذائذ تخیل

یہ لذائذ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو موجود اشیا
کی عظمت، ندرت اور جمال سے ذہن میں صحت مند۔
پسندیدہ اور معتدل تاثرات اٹھتے ہیں اور دوسرے فن
کی تخلیق اور نیچرل حسن کی یادداشت سے مقابلہ۔
ایتلاف اور نو تنظیم کے ذریعہ ذہن میں پسندیدہ اور دل
پذیر خیالات اور احساسات پیدا ہوتے ہیں۔

Plekhanov, Georgi Valentenovich
جارجی ولنٹینووچ پلیکھینو

(1856-1918) روسی انقلابی مفکر، روس کی معاشری
جمہوری تحریک کا بانی، اور ماہر مارکسیت۔ شروع میں پکا
مارکسی تھا بعد میں روسی معاشری جمہوری پارٹی کے
منشویک (Menshevik) فرقہ کا لیڈر بن گیا اور لینن
کی مخالفت کی جو بالشویک فرقہ کا لیڈر تھا۔ اس نے پہلی
عالمی جنگ کی بھی حمایت کی اور 1917 کے بالشویک
انقلاب کو بھی تحسین کی نگاہ سے نہ دیکھا لیکن اس کے
باوجود وہ مارکسی عالم تھا۔ مارکسیت کو فلسفہ میں ایک نیا
سنگ میل سمجھتا تھا۔ اور اسے تمام پرانے فلسفیوں اور
معاشریات سے ایک مقام دیتا تھا۔ تاریخ کے مادی
نظریہ کو تسلیم کرتا تھا وہ کہتا تھا کہ معاشری انسان اور
معاشری شعور میں بڑا گہرا تعلق ہے۔ معاشری شعور
طبقاتی کشمکش کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ آرٹ کے بارے
میں بھی اس نے مارکسی نظریہ قبول کیا اس کا کہنا ہے کہ
آرٹ تو معاشری زندگی کی عکاسی کرتا ہے۔ مذہب کے
بارے میں بھی اس کا عقیدہ وہی تھا جو دیگر مارکسیوں
کا ہوتا ہے۔

اس کی مشہور تصانیف حسب ذیل ہیں۔

1-Our Disputes
ہمارے جھگڑے

2- On The Problem of the Development of the Monistic View of History
تاریخ کے وحدیتی نظریہ کے ارتقا کے مسائل

3- Essays on the History of Materialism.
مادیت کی تاریخ پر مضامین

4- On the Materialist Conception of History.
تاریخ کا مادیتی تصور

5- On the Problem of the Roll of the Individual in Society.
معاشرہ میں فرد کے کردار کے بارے میں مسائل

Plotinism
فلاطونیت

پلوٹائنس Plotinus (270-605) کے فلسفیانہ
افکار۔ یہ فلسفی مصر میں پیدا ہوا اور اس نے روم میں
زندگی بسر کی۔ اس کی تحریریں پارفری (Porphyry)
نے چھ جلدوں میں اکھٹی کیں۔ پلوٹائنس نظریہ صدور کا
قائل تھا۔ وہ کہتا ہے کہ واحد سے جو ازلی اور ابدی ہے
ہر شے صادر ہوئی ہے۔ واحد سے ناؤس (Nous) یعنی
عقل کا صدور ہوا اور عقل سے روح کا۔ کائنات کے
محیط پر مادہ ہے۔ انسان کا مقام روح اور مادہ دونوں میں
ہے۔

تحسسات کے بارے میں پلوٹائنس کہتا ہے کہ ان
کا مقام ذہن مدرکہ سے ادنیٰ ہے اور ادنیٰ چیز اعلیٰ پر اثر

انداز نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا تحسسات ذہن کی فعلیت سے پیدا ہوتے ہیں لیکن چونکہ یہ بدلتے رہتے ہیں اس لئے قابل اعتبار نہیں۔ اندرونی ادراک میں تخیلات کارفرما ہوتے ہیں۔ حافظ میں تحسسات اور تصورات محفوظ رہتے ہیں۔ انسانی روح اوپر نیچے یعنی روح اور مادہ دونوں طرف پرواز کر سکتی ہے۔ عقل سے ماورائی حقائق اور اعیان ثابتہ کا علم ہوتا ہے۔

فلاطونیت کا منشا یہ ہے کہ انسان حسی علم سے منہ موڑ کر روح کی جانب رخ کرے اپنی روح کو آفاقی روح (World soul) کا حصہ سمجھے اور کثرت کو چھوڑ کر وحدت میں گم ہو جائے۔ شخصی لافنائیت کا سوال پیدا نہیں ہوتا کیونکہ زندگی کا مقصد واحد میں گم یا فنا ہونا ہے۔ اس مقصد تک پہنچنے کے لئے لذائذ کو ترک کرنا اور روحانیت کو ترقی دنیا ضروری ہے۔

پلوٹائنس کی تعلیمات میں جدلیات کام کرتی ہے۔ چندوں کی وحدت اور آویزش کا اصول بھی نظر آتا ہے۔ اس اصول سے تناسب اور حسن اور نیز شر اور بدصورتی پیدا ہوتے ہیں۔

کثرتیت Pluralis

یہ نظریہ وحدیت اور ثنویت دونوں کے مخالف ہے۔ اس کے مطابق آخری جوہر ایک یا دو نہیں بلکہ کئی ہیں۔ یونان کے قدیم فلسفیوں نے ہوا، زمین، آگ اور پانی کو آخری عناصر سمجھا۔ پھر لائبنیز نے لاتعداد وحدیوں (Monads) کو تسلیم کیا۔ ہربرٹ نے بھی اشیا کماہی (Things in Themselves) کی تعداد بے شمار بتلائی۔ ولیم جیمز کی نتائجیت میں بھی کثرت کا تصور موجود ہے۔ ایسے ہی کئی دوسرے فلسفیوں نے کثرت کا نظریہ پیش کیا ہے مثلاً وجودی، نواثباتی فلسفی۔

کثرت علل Plurality of Causes

اس عقیدے کی رو سے ایک ہی معلول کو کئی علل پیدا کر سکتے ہیں۔ مثلاً موت کے اسباب کئی ہو سکتے ہیں۔ مل اس عقیدہ کا بانی تھا اور اس نے یہ عقیدہ نیوٹن کے خلاف پیش کیا جو کہتا تھا کہ ایک ہی معلول کی صرف ایک ہی علت ہونی چاہئے۔ بعد کی تحقیقات نے ثابت کیا ہے کہ نیوٹن حق پر تھا اور مل غلط فہمی کا شکار تھا۔ موت کے اسباب تو کئی ہو سکتے ہیں لیکن اگر خاص قسم کی موت لی جائے مثلاً زہر دینے سے تو اس کا سبب صرف ایک ہی ہو سکتا ہے۔

روح قدسی، نسمہ Pneuma

اس سے مراد روح، حیوی طاقت یا تخلیقی آگ ہے جو مادہ میں سرایت کر جاتی ہے اس سے مراد انسانی عقل بھی ہے جو جذبات سے مختلف ہے اور جس کی سیرابی الوہیت کے چشمہ سے ہوتی ہے۔

علم الارواح Pneumatology

اسے فلسفہ ارواح بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس کی بحث انسانوں، خدا اور جو روحیں ان دونوں کے درمیان ہوتی ہیں ان کے ارواح سے ہوتی ہے۔ مراتب ارواح میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی روح آتی ہے بعد میں فرشتوں کی اور تیسرے نمبر پر انسان کی۔

ہنری پان کیر Poincare, Henri

(1854-1912) فرانسیسی ماہر ریاضیات اور ماہر ریاضیاتی طبیعیات، ان دونوں علوم میں اس نے اپنی تحقیقات سے گرانقدر اضافہ کیا ہے۔ اس کی توجہ کا مرکز وہ مسائل تھے جو فلسفہ اور طبیعیات کی حدود سے تعلق رکھتے تھے۔ اس کے خیالات پر اثباتیت اور نتائجیت دونوں کا اثر نمایاں ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ سائنس کے اصول، حقیقی دنیا کی عکاسی نہیں کرتے۔ وہ تو ایک قسم کے انسان کے بنائے ہوئے رواج ہیں جن سے واردوں کے سمجھنے میں مدد ملتی ہے ریاضیات میں احصائی منطق (Logistic) طریقے کا مخالف تھا۔ یہ طریقہ اصل اور کوٹوریٹ (Couturat) کا تھا۔

اس کی چند ایک تصانیف حسب ذیل ہیں۔

1- Science Hypothesis سائنس اور مفروضہ

2- Science and Method سائنس اور منہاج

Polarity, Philosophy of
فلسفہ قطبیت

اس فلسفہ میں ضدوں سے بحث ہوتی ہے ضدیں ایک دوسرے کے مخالف بھی ہوتی ہیں اور ایک دوسرے کے وجود کا تقاضا بھی کرتی ہیں۔ یعنی ایک کے بغیر دوسری بیکار ہوتی ہے۔ شیلنگ اور کوسانس (Cusanus) کے فسلفہ میں قطبیت موجود ہے۔ کوہن (Cohen) نے بھی اپنے سائنسی فلسفہ حیاتیات' معاشری اور تاریخی جائزے' قانون اور اخلاقیات میں اس اصول کو استعمال کیا ہے۔

Political Personalism
سیاسی شخصیاتیت

اس نظریہ کی رو سے ریاست کا فرض ہے کہ وہ افراد کی ذہنی' روحانی اور طبیعی ترقی کے لئے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کرے کیونکہ معاشری نظم و نسق کا منشا شخصیت کی نشوونما کے سوائے اور کچھ نہیں۔

Political Philosophy فلسفہ سیاست

اس فلسفہ کا تعلق سیاسی زندگی اور خصوصاً ریاست' اس کی نوعیت' ابتدا اور قدروقیمت سے ہے زمانہ قدیم میں اخلاقیات اور سیاسیات میں کوئی تمیز نہیں کی جاتی تھی بلکہ ایک لحاظ سے اخلاقیات کو سیاسیات کا حصہ سمجھا جاتا تھا۔ افلاطون کی ریاست (Republic) اور ارسطو کی سیاسیات (Politics) اس امر کی شاہد ہیں۔ ارسطو انسان کو معاشری حیوان بتلاتا تھا اور اس کا یہ نظریہ ریاست کی بنیاد بن گیا۔ دور وسطیٰ میں' عیسائیت کے زیر اثر ریاست کی جانب منفی نقطہ نگاہ پیدا ہوا زمینی ریاست کو شیطان کی ریاست کہا جاتا تھا۔ کلیسا اور ریاست کے جھگڑوں میں ریاست کے متعلق کئی نظریے ابھرے، ٹامس ایکویناس (Thomas Aguinas) کہتا تھا کہ شاہی طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں اور عوام کو حق پہنچتا ہے کہ وہ اس طاقت کو گھٹایا بڑھا سکیں۔ کئی لوگوں نے ریاست کی قدروقیمت کا اعتراف کیا اور کہا کہ ریاست ہی ایک ذریعہ ہے جس سے امن' انصاف اور آزادی برقرار رہ سکتے ہیں۔ احیاالعلوم سے سیاسی فلسفہ میں نیا دور شروع ہوتا ہے میکاولی اور بوڈن (Bodin) نے کہا کہ ریاست کو بیرونی عوامل سے آزاد رہنا چاہئے اور اس کی حاکمیت ناقابل تقسیم ہے۔ اس کے ساتھ یہ موقف بھی اختیار کیا گیا کہ عوام حقوق رکھتے ہیں اس لئے اور عوام کو ظلم و تشدد کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ معائدہ عمرانی کا نظریہ بھی تھا۔ جو شاہی قوت کو محدود کر دیتا تھا۔ قوانین الہیہ کے مقابلہ میں فطری قوانین کا نظریہ بھی ابھرا۔ اکثر لوگ معائدہ عمرانی کو مانتے تھے اور اسے ریاست کا ستون کہتے تھے۔ جے جے روسیو اس عقیدہ کا علمبردار تھا۔ اس عقیدہ سے جمہوریت چمکی اور رضائے عامہ' (General Will) کا تصور پیدا ہوا۔ ہیگل نے ریاست کو مقصد قرار دیا لیکن مارکس اور انگل نے آخری منزل پر جب غیر طبقاتی معاشرہ قائم ہو جاتا ہے ریاست کو فضول قرار دیا اور اس کے خاتمہ کی پیشن گوئی کی۔ انیسویں صدی میں ریاست کو قانون کا سرچشمہ کہا گیا اور اس کی طاقت کو لامحدود قرار دیا گیا اگر طاقت کو محدود کرنا ہو تو خود ریاست ہی اپنے اوپر پابندیاں عائد کر سکتی ہے۔ بیرونی عوامل کو ریاست کی طاقت محدود کرنے کا اختیار نہیں۔ کچھ لوگ ریاست کے متعلق کثرتی نظریہ رکھتے ہیں۔ ان کا اشاریہ پیشہ وارانہ گروہوں اور اجتماعی اداروں کی طرف ہے۔

Politics سیاسیات

معاشری تنظیموں کی معیاری سائنس۔ اس کا تعلق ریاست اور ریاستی امور کے ساتھ ہے۔

Polysyllogism کاثر قیاس

بعض اوقات قیاسات کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ متقدم اور متاخر قیاسیات کی ایک زنجیر ظاہر ہوتی ہے جس کے تمام حلقے ایک دوسرے سے جکڑے ہوتے ہیں۔ یہ سب قیاسات ایک ہی نتیجہ پر منتج ہوتے ہوں۔

ہر قیاس کا نتیجہ ماسوائے آخری کے متاخر قیاس کا مقدمہ بنتا ہے۔ اگر ارسطوی یا گوکلوی قیاس مسلسل کی تحویل کی جائے تو ظاہر ہو گا کہ کس طرح متعدد قیاسات ایک ہی نتیجہ کی طرف لے جاتے ہیں اور کیسے متعقدم قیاس کا نتیجہ متاخر کا مقدمہ بنتا ہے۔

Polytheism and Monotheism
کاثر الہیت اور توحید

خدا کے بارے میں دو نظریے۔ پہلے کے مطابق کئی خدا ہیں اور دوسرے کے مطابق صرف ایک خدا ہے مارکسیوں کا کہنا ہے کہ کاثر الہیت کا ماخذ ٹوٹم پرستی، روحیت اور اشیا پرستی ہے۔ یہ تصور اس وقت ابھرا جب قدیم سادہ اشتراکی نظام ختم ہو گیا۔ روحوں کی بجائے خداؤں میں ایمان لانا پڑا۔ جب معاشرے میں اونچ نیچ آئی اور تقسیم کار شروع ہو گئی تب خداؤں کی درجہ بندی ہو گئی کوئی بڑا خدا بن گیا اور کوئی چھوٹا خدا۔ غلامی کے دور اور اس کے بعد شہنشاہیت میں ایک خدا کا خیال پیدا ہوا۔ بعض اوقات ایک خدا کو قادر مطلق خیال کر کے دیگر خداؤں کو ماتحت حیثیت میں برقرار رکھا گیا۔ اور جب صرف ایک ہی خدا کو قائم رکھا اور باقی سب کو ختم کر دیا یہ بھی دنیوی بادشاہوں کی نقل پر تھا۔ کیونکہ آمر بادشاہ بھی اپنا ثانی یا حریف پسند نہیں کرتے۔

Pomponazzi, Pietro پیٹرو پمپونازی

(1524-1462)- اطالوی فلسفی، اس نے ارسطو کی تعلیمات کی تشریح مادیتی اعتبار سے کی۔ اپنی مشہور کتاب (De-Immortalitate Animi) میں اس نے ارسطو کے فلسفہ کے حسی پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ ارسطو کے نزدیک انسانی روح فانی ہے۔ کلیسا کو اس بات پر غصہ آگیا اور اس کی کتاب کو جلا دیا گیا۔ لیکن پمپونازی کہتا تھا کہ روح کی فنائیت کو تسلیم کرنا حقیقت ہے۔ اسی طرح وہ صداقت کے دو پہلو بتلاتا تھا اور کہتا تھا کہ فلسفہ اور سیاسیات کو مذہب سے بالکل الگ رکھنا چاہیے۔

Pons asinorum جسر الحمار

لغوی معنی گدھوں کا پل ہے۔ یہ نام پیٹرس ٹارٹریٹر (Petrus Tartaretur) کی ایک شکل (diagram) کو دیا گیا جس کا منشا قیاس میں لسانی سے حد اوسط کو معلوم کر لینا تھا۔ آج کل اسکا اطلاق آسان آزمائشوں پر ہوتا ہے۔ یعنی ہر آسان آزمائش کو جسر الحمار کہہ دیا جاتا ہے۔

Popovsky Nikolai Nikitich
نکولائی نکیٹچ پوپوسکی

(1760-1730) روسی فلسفی اور شاعر، ماسکو کی یونیورسٹی میں فلسفہ اور فن بلاغت کا پروفیسر تھا۔ فلسفہ میں اس کا موقف خدا پرستی Deism کا تھا گو اس کے ہاں مادہ پرستی بھی ملتی ہے۔ اس نے کئی انگریزی کتابوں کے ترجمے کیئے۔ یہ پہلا شخص تھا جس نے روسی زبان میں یونیورسٹی میں فلسفہ پڑھایا، اس کا کہنا ہے کہ دینیات کو فلسفہ سے الگ رکھنا چاہئے۔ روشن ضمیری، سائنس، معقول قوانین اور زیادہ سے زیادہ شہری حقوق کا حامی تھا۔

Porphyry فرفریوس

(232-304 ق م) پلاٹونس کا شاگرد تھا۔ اس نے ارسطوی منطق کو نوفلاطونیت کے سانچے میں ڈھال دیا۔ منطق میں تنصیف کی مشہور مثال شجر فرفریوس کہلاتی ہے مثال حسب ذیل ہے۔

ذات

غیر جسمی ——— جسمی

غیر زندہ ——— زندہ

زندہ بغیر حواس ——— زندہ مع حواس

حیوان غیر ذی شعور ——— حیوان ذی شعور

Port Royal پورٹ رائل

پیرس کے قریب عیسائیوں کا مشہور معبد جو سترہویں

صدی میں جن سنیت (Jansenism) کا مرکز تھا اور فرانس میں روشن ضمیری کا گہوارہ پاسکل (Pascal) نے یہیں زندگی گزاری، کئی نصاب کی کتابیں جن میں منطق بھی شامل ہے یہاں لکھی گئیں۔ اس منطق میں قضایا کی تقسیم پیش کی گئی ہے اور تحلیلی اور ترکیبی قضایا کا فرق بتلایا گیا ہے۔ 1712 میں لوئس چہار دہم نے اس معبد کو برباد کر دیا۔ یہ بادشاہ جن سن کے خلاف تھا اور یسوعیوں کی طرفداری کرتا تھا۔

ایجاب Posit

منطق اور علمیات میں ایجاب سے مراد کسی قضئے کا فوری اثبات ہے یعنی استنتاج کا طریقہ اختیار نہیں کیا جاتا۔ کسی قضیہ کا اثبات دو وجوہ سے ہو سکتا ہے یا تو وہ بدیہی اور قبل تجربی ہوتا ہے یا ایسا مفروضہ ہوتا ہے جسے بغیر وجہ تسلیم کر لیا جاتا ہے۔

موقفیت Positionality

ہسرل کہتا ہے کہ یقین کرنے، پرکھنے یا ارادہ کرنے کے مشترک عناصر کو موقفیت کہا جاتا ہے مثلاً اقداریاتی موقفیت میں پیار، نفرت وغیرہ کے، دقسائی (Doscic) موقفیت میں تسلیم، تردید، شک وغیرہ کے اور ارادی موقفیت میں ترغیب، کراہت ارادی افعال وغیرہ کے مشترک عناصر کو ڈھونڈا جاتا ہے اور یہ ان کی علیحدہ علیحدہ موفقیت ہے۔

اثباتی دینیات Positive Theology

جس دینیات کی بنیاد الہام پر ہو اور لبرل یا عقلی تصورات پر نہ ہو اسے اثباتی دینیات کہا جاتا ہے۔ اس دینیات کا مطلب لبرل اور فلسفیانہ دینیات کی مخالفت کرنا ہے۔

اثباتیت Positivism

اس تحریک کا منشا مابعد الطبیعیات کو ختم کرنا، فلسفہ کے قدیم مسائل کو لایعنی قرار دینا اور کائناتی نقطہ نگاہ کی نفی کرنا ہے۔ اثباتیت ایک نئے طریق کار کو جنم دیتی ہے جس کی بنیاد مظہریت پر ہے اور جو توجیہہ کی بجائے محض بیان کا سہارا لیتی ہے۔

یہ تحریک تین منازل سے گزری ہے (1) پہلی منزل کے نامور فلسفی کامٹے، جے ایس مل اور اسپنسر ہیں۔ ان فلسفیوں میں شدید قسم کی مظہریت اور تجربیت موجود ہے معاشریات کو بڑا اہم مقام دیتے ہیں (2) یہ دور انیسویں صدی میں شروع ہوتا ہے۔ اس کے علمبردار ماش (Mach) اور ایوینارس (Avenarius) ہیں۔ یہ لوگ اشیا کا وجود خارج میں نہیں مانتے اور اس لئے موضوعیت کے شکار ہو جاتے ہیں۔ (3) یہ دور بیسویں صدی کا ہے۔ اس کا آغاز وی آنا سرکل میں ہوا اس کے امام نیورتھ، کارنپ، شلک، فرانک وغیرہ تھے۔ سائنسی فلسفہ کی برلن سوسائٹی نے بھی اس ضمن میں بڑا کام کیا اس کے سرکردہ ممبر رائچنباچ (Riechenbach) اور کروس (Kraus) تھے۔ تیسری منزل کی اثباتیت میں منطقی جوہریت، معنویات اور نتائجیت شامل ہیں۔ اس منزل پر فلسفہ کا موضوع زبان۔ علامتی منطق اور سائنسی تحقیق کی ساخت ہے۔

امکان Possibility

جہت کے اعتبار سے قضایا کی چار قسموں میں سے ایک قسم امکانیہ ہے۔ اس تصدیق میں کسی ایسے حادثہ کا بیان ہو گا جو اس وقت تو ظاہر نہیں ہوا ہے لیکن کسی دوسرے وقت یا حالت میں ظاہر یا موجود ہو سکتا ہے مثلاً امریکہ کی صدر عورت ہو سکتی ہے۔

امکان سے یہ مراد بھی ہو سکتی ہے کہ زیر غور شے کے خلاف کوئی دلیل یا شہادت موجود نہیں لہٰذا یہ ممکن ہے۔

امکان اور حقیقت Possibility & Reality

جدلیاتی ارتقا میں امکان اور حقیقت دونوں کی ضرورت ہے۔ اصل میں یہ دونوں ہی ارتقا میں مختلف منازل ہیں۔ امکانات سے مراد مظاہر کے خارجی

میلانات اور ایسے عوامل ہیں جن کے توسط سے مظاہر ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ حقیقت سے مراد وہ خارجی اشیا ہیں جو امکانات کی بدولت معرض ظہور میں آتی ہیں۔ امکانات تجریدی یا حقیقی ہو سکتے ہیں تجریدی امکانات سے مراد ان تمام عوامل کی غیر حاضری ہے جن کی موجودگی حقیقت کے اظہار میں مخل ہو۔ اس سے کسی سبب کی موجودگی کا علم نہیں ہوتا۔ حقیقی امکانات سے مراد وہ تمام ضروری وسائل، شرائط اور عوامل کی موجودگی ہے جن کی بدولت 'امکانات' حقیقت میں تبدیل ہو جائیں گے۔

Post hoc, ergo propterhoc
مغالطۂ علت

اس سے مراد ہے کسی شے یا حادثہ کو کسی دوسری شے کی علت یا سبب تسلیم کر لینا ہے جب کہ ہمارے پاس ایسا کرنے کے لئے کافی وجوہ نہ ہوں۔ لاطینی زبان میں اس مغالطہ کی ایک مشہور قسم کا نام ہے اس کے بعد' اس لئے علت عموماً معلول سے چند لمحہ پہلے آتی ہے۔ لیکن اگر اس قضیہ کا ہم سادہ عکس لیں (جو ممنوع ہے) تو یہ ہو گا' جو چیز چند لمحہ پہلے آئے وہ علت ہے' اور یہ غلط ہے۔

Postulate — مفروضہ

عملی یا اخلاقی فرضیہ جس کا ثبوت ممکن نہ ہو۔ مثلاً خدا' روح کی لافنائیت اور آزادی' یہ ایسے مفروضے ہیں جن کے بغیر' کانٹ کے مطابق اخلاق کے تقاضے پورے نہیں ہوتے۔ یہ مفروضے ثابت نہیں کئے جا سکتے لیکن ان کو تسلیم کئے بغیر اخلاقی زندگی کا کوئی مطلب سمجھ میں نہیں آتا۔

The Poverty of Philosophy
فلسفہ کی مفلسی

مارکس کی ایک کتاب کا نام جس میں سائنٹفک سوشلزم کی تشریح کی گئی ہے۔ یہ کتاب فرانسیسی زبان میں لکھی گئی اور روئے سخن پرودم (Proudhan) کی طرف ہے جس نے جدلیات کا استعمال تو کیا لیکن اس کی جدلیات' بوژوا سطح تک رہ گئی اس کتاب میں مارکس نے ہیگلی جدلیات کو ہدف تنقید بنایا ہے۔ مارکس کہتا ہے کہ طبقاتی کشمکش ہمیشہ تباہی کا پیش خیمہ بنتی ہے۔

حکم عملی — (Practical Imperative)

حکم اطلاقی کی تشریح کرتے وقت کانٹ نے تین اصول بیان کئے۔ ان میں سے ایک یہ ہے "ہر انسان کی ذات کو فی نفسہ ایک غایت سمجھ اور کسی کو محض ایک ذریعہ نہ قرار دے" اس اصول کو حکم عملی کہتے ہیں۔

Practical Reason — عقل عملی

کانٹ کے نقطہ نگاہ سے' عقل عملی کا تعلق اخلاقیات کے مسائل سے ہے۔ لہٰذا وہ عقل جو ارادی افعال اور فیصلوں سے تعلق رکھتی ہو عملی عقل کہلائے گی۔ کانٹ کا کہنا ہے کہ نظری عقل کے مقابلہ میں عملی عقل فوقیت رکھتی ہے اور عملی عقلی سے کچھ ایسے ضروری مفروضے ملتے ہیں جن کا عقلی جواز مہیا نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن ان مفروضوں کے بغیر زندگی کے تقاضے پورے نہیں ہو سکتے۔

Pragmaticism — نتائجیات

پیئرس (Peirce) نے اپنے نظریہ کو ولیم جیمز کے نظریہ نتائجیت سے الگ رکھنے کے لئے اپنے نظریئے کے لئے نیا نام تجویز کیا۔ پرس کہتا ہے کہ عقلی تصور کا مفہوم اس کے عملی نتائج سے متعین ہوتا ہے۔ اگر یہ عملی نتائج جمع کر لئے جائیں تو یہ ہی اس عقلی تصور کی تعریف یا مطلب ہوں گے پرس نے یہ نظریہ منطقی تجزیہ کے طور پر پیش کیا۔ ولیم جیمز کا نظریہ اس سے مختلف ہے وہ کہتا ہے کہ انسان کا منشائے مقصود عمل ہے۔ پرس کا کہنا ہے کہ اگر کسی تصور کی تصدیق یا تکذیب کرنے سے جو تجرباتی نتائج مرتب ہوتے ہیں ان کو جمع کر لیا جائے تو یہ ہی اس تصور کی مکمل تعریف ہوں گے اور اس کے علاوہ اس تصور میں کچھ نہیں ہو گا۔ اس طرح پرس کی نتائجیات ایک منطقی یا

علمیاتی نظریہ بن جاتا جو ولیم جیمز کی نتائجیت سے مختلف ہے (دیکھئے نتائجیت)

نتائیجی حقیقت Pragmatic Realism

اس نظریہ کی رو سے علم و عمل میں کوئی تفریق نہیں دونوں ہی انسانی فعلیت کے ہاتھوں آلہ کار ہیں عمل سے علم حاصل ہوتا ہے۔ علم سے مفروضے بنتے ہیں جن سے مسائل کا حل ڈھونڈا جاتا ہے اور کامیاب تسویہ حاصل ہوتا ہے۔ نفس کو قدرت (نیچر) سے الگ نہیں سمجھنا چاہئے تجربہ کرتے وقت دونوں اکٹھے ہوجاتے ہیں ان میں ثنویت کسی طور بھی جائز نہیں۔

Pragmatic Theory of Truth نتائیجی نظریہ صداقت

نتائجیت کے مطابق قضایا کی صداقت ان کے عملی نتائج سے متعین ہوتی ہے یعنی جو قضیہ محض نظری ہو اور اس کا اطلاق کسی جگہ ممکن نہ ہو وہ صداقت کا حامل نہیں ہو گا۔

نتائیجیت Pragmatism

ایک فلسفیانہ تحریک ہے جس کے علمبردار سی' ایس پیئرس (C.S.Pierce) اور ولیم جیمز (W.James) ہیں۔ اس تحریک کی جڑیں سقراط' ارسطو' بارکلے اور ہیوم میں ملتی ہیں۔ جب کانٹ نظری علم پر عملی علم کو فوقیت دیتا تھا وہاں بھی نتائجیت کی بو آتی ہے۔ پہلے پہل 1878 میں پرس نے نتائیجیت کا اصول واضح طور پر بیان کیا۔ اس نے کہا کہ تصور کے عملی نتائج پر غور کیجئے اور یہی عملی نتائج اس تصور کے مفہوم کو کلیتہ ادا کر دیں گے۔ اس اصول سے وہ تمام نظریے خارج از بحث ہو جاتے ہیں جن کے کوئی عملی نتائج نہ ہوں۔

ولیم جیمز بھی عملی نتائج کی کسوٹی پر تصورات کی صداقت پرکھتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر دو نظریوں کے عملی نتائج میں کوئی فرق نہیں تو ان نظریوں میں بھی کوئی فرق نہیں ہو سکتا لیکن جہاں پیئرس کا محرک فلسفیانہ تھا جیمز کا محرک مذہب اور روحانیت ہے۔ اپنی کتاب ایمان کی خواہش (Will to Belive) میں کہتا ہے کہ جو مفروضہ ہماری خواہشات یا امنگوں کی تشفی کرے اسے تسلیم کرلینا چاہئے اسی لئے اس کا کہنا ہے کہ اگر خدا کا مفروضہ ہماری زندگی کو سکون یا تشفی دے سکتا ہے تو اسے ماننے میں کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

ایف- سی- ایس شیلر (F.C.S Schiller) کا کہنا ہے کہ صداقت پرکھتے وقت ہمارے وقوفی قوا کی صورتحال بدل دیتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نظریوں کی تشکیل میں ہماری خواہشات اور امنگوں کو بڑا دخل ہے۔ سی- آئی- لوئس (C.I.Levis) بھی اسی موقف کی تائید میں لکھتا ہے کہ تجربہ کی صداقت کا انحصار ہمارے نظام تصورات پر ہے اور مختلف نظام ہائے تصورات میں سے کسی ایک کا انتخاب شعوری یا لاشعوری طور پر نتائجیت سے ہوتا ہے۔

جان ڈیوی اپنے نظریہ نتائجیت کو آلاتیت (Instrumentalism) کہتا ہے۔ عملیت (Operationalism) بھی نتائجیت کی شاخ ہے۔

اس تحریک کے نتائج دور رس ہیں دیگر تحریکوں کے علاوہ منطقی نتائجیت بھی اس تحریک کی ممنون احسان ہے۔

پرجاپتی (سنسکرت) Prajapati

لغوی معنی مخلوقات کا آقا اور خداوند- ویدوں میں یہ خطاب کئی خداؤں کو دیا گیا ہے۔ بعد میں اس سے کائنات کا اصول اول مراد لی گئی اور خلقت کا سبب بھی۔

پراکرتی (سنسکرت) Prakrti

ہندو فلسفہ میں دو ابدی اصول پرش اور پراکرتی ہیں۔ پراکرتی سے مراد مادے کا لاشعور لیکن لطیف سبب ہے۔ اس کے تین خواص ہیں ستیوا (Sativa) راجس (Rajas) اور تماس (tamas)۔

عملیت Praxiology

عملی معاشریات کا طریق کار ہے۔ اس طریق کار میں

منصوبوں اور ارادوں کے نتائج کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ کس حد تک موثر ہیں۔ لوگوں کے عوائد و افکار کا تجزیہ اور ان عوائد و افکار کے باہمی رشتوں کو عیاں کیا جاتا ہے اور اس بنا پر عملی تجاویز پیش کی جاتی ہیں۔ اس طریق کار میں تصورات کی تاریخ۔ اجتماعی جماعتوں اور لیبر تنظیموں کی ہیئت اور ردوبدل' اور فرد اور معاشرے کے رشتوں وغیرہ سے بحث ہوتی ہے۔

خود محوری Praxis

جس فعل کا مقصد ذات کے اندر ہو اسے خود محوری کہا جاتا ہے۔ اس کی تمیز پیداوار سے ہو سکتی ہے۔ کیونکہ پیداوار کا منشا ایسی چیز کو جنم دینا ہے جو فعلیت سے جدا ہو۔

قبل انتقادی Pre-critical

کانٹ کا فلسفہ دو مدارج میں تقسیم ہو جاتا ہے ایک وہ جو تنقید عقل محض (Critique of Pure Reason) سے پہلے لکھا گیا اور ایک جو اس کے بعد لکھا گیا۔ جو فلسفہ اس کتاب سے پہلے لکھا گیا اس میں شے کماہی (Thing in itself) کا علم ممکن بتلایا گیا ہے لیکن بعد میں اس علم کو ناممکن قرار دیا گیا ہے۔

تقدیر Pre-destination

اس نظریہ کی رو سے قدرت کے مظاہر ذہنی افعال اور انسانی کردار سب کے سب' ازل سے ہی متعین ہو چکے ہیں۔ یہ نظریہ آگسٹائن' کیلوین اور لوتھر کا ہے۔ تقدیر کا عمل میکانکی جبریت یا پیش ثابت ہم آہنگی کی بدولت ہو سکتا ہے۔ تقدیر کو تسلیم کرنے سے زندگی کا جامد تصور حاصل ہوتا ہے۔ ارتقا' تبدیلی یا انقلاب کی کوئی گنجائش نہیں رہتی' ذمہ داری کا احساس بھی ختم ہو جاتا ہے۔

محمولات Predicables

ارسطو کے مطابق محمول کے اپنے موضوع کے ساتھ پانچ قسم کے تعلقات ہو سکتے ہیں انہیں محمولات کہا جاتا ہے۔ خود ارسطو نے چار بتلائے تھے۔ مثلاً محمول یا تو موضوع کے بالکل برابر ہو گا یا برابر نہیں ہو گا۔ اگر برابر ہے تو دونوں کی دلالت افرادی یکساں ہو گی اور اس حالت میں محمول یا تو (1) (Property) خاصہ ہو گا اور (2) یا تعریف ہو گا۔ اگر محمول موضوع کے برابر نہیں ہے تو محمول یا تو تعریف کا جزو ہو گا یا جزو نہیں ہو گا۔ اگر محمول تعریف کا جزو ہے تو وہ یا تو خاصہ جنسی (Generic Property) ہو گا یا فصل (Differentiate) ہو گا۔ فصل اور خاصہ جنسی دونوں کو ارسطو (3) جینس (Genus) کہتا ہے۔ اگر محمول تعرف کا جزو نہیں ہے تو وہ (4) عرض (Accident) ہو گا۔

فرفریوس نے اس تقسیم کو بدل ڈالا اور تعریف کو اڑا کر نوع اور فصل کو جگہ دی۔ اب یہ تقسیم ایسے ہو گئی' جنس' نوع' فصل' خاصہ' عرض۔

مقولات Predicamenta

مقولات کو کاطاغوریہ (Categonis) بھی کہا جاتا ہے اس میں دیکھا یہ جاتا ہے کہ خود محمول کی کتنی قسمیں ہو سکتی ہیں۔ یعنی ہستی کی وہ کونسی حالتیں ہیں جو کسی قضیہ میں محمول کا کام دے سکتی ہیں۔ ہستی کی ان حالتوں کو مقولات کہا جاتا ہے ارسطو کے مطابق یہ دس ہیں۔ ذات' کمیت' کیفیت' مکان' زمان' حالت' عادت' فعلیت اور انفعال۔

محمول Predicate

قدیم منطق میں جو کچھ ایجاباً یا سلباً" موضوع کے متعلق کہا جائے وہ محمول کہلائے گا۔ عام طور پر محمول سے مراد خواص ہوتے ہیں یہ خواص ضروری یا غیر ضروری ہو سکتے ہیں۔ یعنی محمول سے پتہ چلتا ہے کہ جن خواص کا ذکر کیا گیا ہے وہ موضوع کے لئے لابدی یا غیر لابدی ہیں۔ ارسطو کا نظریہ کچھ اس سے مختلف ہے کیونکہ اس نے محمول اور رابطہ (Copula) کو اکٹھا کر دیا ہے۔ جدید منطق میں محمول کا تصور اور بدل گیا ہے۔ اب اسے منطقی تفاعل سمجھا جاتا ہے جس کا میدان

(field) ہوتا ہے اور جس کی صداقتی قدر متعین ہو سکتی ہیں۔ اسکے علاوہ محمول' یک حدی تفاعل (One-term function) ہی نہیں ہوتا بلکہ دو حدی' سہ حدی' چہار حدی اور کثیر حدی بھی ہو سکتا ہے۔ مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ لا درخت ہے تو یہ یک حدی تفاعل ہے۔ اگر کہا جائے پ > س تو یہاں دو حدی تفاعل ہے اور اگر کہا جائے کہ س' ژ اور ش کے درمیان ہے تو یہ سہ حدی تفاعل ہے وعلیٰ ہذالقیاس اگر ان متغیرات کی جگہ اشیا کو لیا جائے تو محمول کی صداقتی قدر کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

Prediction پیشین گوئی

مستقبل کے متعلق کچھ کہنا۔ واقعہ کے صدور سے پہلے اس کے بارے میں اطلاع دے دینا' افلاطون کے مطابق پیغمبرانہ پیشین گوئی (Prophetic Prediction) ایک قسم کی الہامی شوریدگی (inspired frenzy) ہے جس سے ان امور کا علم ہوتا ہے جو نارمل طریقے پر منکشف نہیں ہوتے۔ اس قسم کی دوسری کیفیات شاعرانہ الہام اور وجد ہیں۔

ریاضیات میں اگر احتمالات اور تضائف (Correlation) سے مستقبل یا نامعلوم واقعہ کے بارے میں کوئی نتیجہ نکالیں تو یہ پیشین گوئی کہلائے گا۔

Pre-established Harmony پیشین ثابت ہم آہنگی

اس نظریہ کی رو سے روح اور جسم میں مکمل ہم آہنگی ہے لیکن اس ہم آہنگی کی وجہ یہ نہیں کہ روح اور جسم ایک دوسرے کے لئے علت و معلول ہیں۔ یہ ہم آہنگی تو شروع سے قائم ہے اس لئے جب کوئی روحانی وارده روپذیر ہوتا ہے تو اس کے ساتھ جسمانی وارده ظاہر ہو جاتا ہے اور جب جسمانی وارده رونما ہوتا ہے تو روحانی وارده بھی ظاہر ہو جاتا ہے یہ ایک قسم کی متوازیت ہے جو ازل سے قائم ہے۔ یہ نظریہ کسی حد تک ڈیسکارٹ کے فلسفہ میں موجود ہے لیکن واضح طور پر اسے فلسفہ موقعیت (Occasionalism) میں دیکھا جا سکتا ہے۔ لائبنیز نے اس تصور کو مختلف شکل میں پیش کیا۔ وہ کہتا ہے کہ تمام واحدوں (Monads) میں پیش ثابت ہم آہنگی ہے۔ لائبنیز کہتا ہے کہ ہر مخلوق کو اپنی صلاحتیں اجاگر کرنی چاہئیں۔ لیکن ان صلاحیتوں کو پیدا اور منتخب کرنے والا خدا ہے وہ ان صلاحیتوں کو ایسے پیدا اور انتخاب کرتا ہے کہ بہترین کائنات معرض ظہور میں آئے۔

Pre-formationism نظریہ قبل تشکیل

اس نظریہ کی رو سے ارثی اوصاف اور اعضا ابتدا سے ہی جرثومہ میں پائے جاتے ہیں۔ یا تو یہ جرثومہ کی ساخت میں موجود ہیں یا بعد میں تقسیم عمل (Differentiation) سے رونما ہوتے ہیں۔ اس نظریہ کا لائبنیز کے فلسفہ پر اثر پڑا لیونحوق (Leeuivenhock) کہتا تھا کہ ہر کرم منی میں بونا انسان (homunculus) موجود ہوتا ہے۔ اس نظریہ کی تردید ڈارون کے نظریہ ارتقا سے ہوتی ہے۔ عرصہ تمسک (Prehension Span of) عرصہ تمسک کو توجہ کی وسعت (Span of Apprehension) بھی کہا جاتا ہے اس کا مطلب ہے کہ کتنی چیزیں ایک ہی وقت میں توجہ کا مرکز بن سکتی ہیں یا ایک ادراک میں کتنی زیادہ سے زیادہ چیزیں آ سکتی ہیں۔ تجربوں سے ثابت ہے کہ زیادہ سے زیادہ پانچ چھ چیزیں دیکھی جا سکتی ہیں۔ اگر ان چیزوں کے گروپ بنا لئے جائیں تو وسعت بڑھ جاتی ہے۔

Pre-history قبل تاریخ

تاریخ کا زمانہ اس وقت سے شروع ہوتا ہے جب سے ریکارڈ' دستاویزات اور دیگر تحریرات لکھی جانے لگیں' اگر اس زمانے سے بیشتر کے متعلق حالات معلوم کرنے ہوں تو ماہرین اولیات (Archeologists) اور ماہرین انسانیات (Anthropologists) زمیں کے دبے ہوئے مواد' متحجر (fossils) وغیرہ کی طرح متوجه

ہوتے ہیں اسے قبل تاریخ کہا جاتا ہے۔

مقدمہ **Premiss**

جس قضیہ یا جن قضایا سے نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے انہیں مقدمہ کہتے ہیں۔ مثلاً قیاس میں دو مقدمات ہوتے ہیں جنہیں ایک ساتھ لے کر نتیجہ بر آمد کیا جاتا ہے۔ لیکن نتیجہ ایک سے بھی اور دو سے زیادہ مقدمات سے بھی نکالا جاتا ہے۔ نتیجہ کی صحت مقدمات کی صحت اور ان کے صحیح امتزاج پر منحصر ہے۔

پیش وقوفی **Prescience**

یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور پیش گوئی سے مختلف ہے۔ پیشین گوئی موجودہ علم کی بنا پر کی جاتی ہے اور اس کی حیثیت استنتاجی ہوتی ہے لیکن پیش وقوفی سے مراد مستقبل کا بلاواسطہ علم ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کو ہی نصیب ہے۔

احتصار **Presentation**

جو شے براہ راست نفس کے سامنے موجود ہو جیسے کہ حسی معطیات، حافظہ اور تخیلات کے تمثالات وغیرہ انہیں احتصار کہا جاتا ہے۔

احتصار سے مراد وہ تمام اشیا بھی لی جاتی ہیں جن کا علم بالتعارف (Knowledge by Acquintance) ہوتا ہے۔

Presentational Continuum

احتصاری سلسلہ

یہ نظریہ نفس کے متعلق ہے۔ ابتدا میں نفس بے تفرق ہوتا ہے لیکن رفتہ رفتہ اس میں امتیازات اور تفریق پیدا ہو جاتے ہیں۔

احتصاریت **Presentationism**

علمیات میں ایک نظریہ ہے جس کی رو سے ادراک، حافظہ اور دیگر وقوفی کیفیات میں نفس کو براہ راست اشیا کا علم ہو جاتا ہے۔ اگرچہ یہ نظریہ حقیقت کا جزو ہے لیکن تصوریت اور مظہریت میں بھی کسی حد تک احتصاریت کا عنصر موجود ہے۔

قبل سقراط فلسفی **Pre-Socratics**

یونان میں اس فلسفہ کا دور دورہ سبات سے چار صدی قبل مسیح تک رہا۔ اس دور کے نامور فلسفی ہیراقلیطس، دیوجانس، زینوفون، فیثاغورث، پرمینیڈیز اور اس کے الیاطی شاگرد، ایمپیڈاکلیس، دیمقراطیس وغیرہ تھے۔ ان کا مطالعہ کائنات تک محدود تھا۔ اور زمین، ہوا، آگ، پانی اور ایتھر کو اساس اول سمجھتے تھے۔ گویہ عناصر حسی تھے لیکن ان کی تہ میں مادی اصول کار فرما تھا۔

پیش فرضی **Presupposition**

پیش فرضی وہ ہے جسے پہلے فرض کئے بغیر کوئی نتیجہ نہ نکل پاتا ہو۔ لہٰذا اسے مفروضہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس سے مراد وہ بھی ہے جو منطقی یا علیتی لحاظ سے لابدی یا ناگزیر ہو۔

جوزف پریسٹلی **Priestley, Joseph**

(1733-1804) انگریز سائنس داں اور مادہ پرست مفکر، اس نے آکسیجن دریافت کی۔ فرانسیسی انقلاب کے اصولوں کا حامی تھا۔ جب اس پر سختی ہوئی تو امریکہ چلا گیا جہاں اس نے بیکن اور ہابس کی روایات کو قائم رکھا۔ خیالات اور تحسسات کو مادہ کی پیداوار کہتا تھا۔ جبریت کا قائل تھا لیکن تقدیر کا قائل نہ تھا۔ اخلاقیات میں نظریہ سعادتیت (Eudemonism) کو مانتا تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ افراد اور معاشرے کی مسرتیں ایک ساتھ چل سکتی ہیں یعنی ان دونوں میں ضروری نہیں تضاد ہو۔

اول نظر فرائض **Prima facie duties**

اس اصطلاح کو ڈبلیو۔ ڈی۔ راس (W.D.Ross) نے اپنی اخلاقیات میں استعمال کیا اس سے مراد فرائض کے وہ مادی اصول ہیں جو بدیہی ہیں مثلاً اگر میں نے کسی سے معاہدہ کیا ہو تو یہ میرا اول نظر فرض ہے کہ میں اس

معاہدہ کو پورا کروں بشرطیکہ اس سے کوئی اور اول نظر فرض فائق نہ ہو۔ ایچ۔ اے پریچرڈ (H.A.Prichard) اول نظر فرائض کو مطالبات (Claims) اور ای' ایف کیرٹ E.F.Carritt ذمہ داریاں (responsibilities) کہتے ہیں۔

صفات اولیہ Primary Qualities

اجسام کے ذاتی خصائص مثلاً ملودیت' وسعت' شکل' حرکت' عدد اور سکون۔ ان خصائص کا اجسام میں موجود ہونا ضروری ہے کیونکہ ان کے بغیر کوئی جسم' جسم نہیں کہلائے گا۔ عموماً لاک کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس نے صفات اولیہ اور صفات ثانیہ میں تمیز کی لیکن یہ درست نہیں۔

صداقت اولیٰ Primary truth

ایسا تصور یا اصول جس کی صداقت کا انحصار کسی اور تصور یا اصول پر نہ ہو۔ یہ بدیہی یا وجدانی یا مفروضی ہو سکتا ہے۔ مابعد الطبیعیاتی' منطق اور ریاضیات میں کئی صداقتیں ایسی ہیں جو بنیادی ہیں انہیں اولیٰ' بدیہی اور وجدانی بھی کہا جاتا ہے۔

محرک اول Prime Mover

ارسطو کے مطابق تغیر و تبدل کا پہلا سبب محرک اول ہے اور چونکہ تغیر و تبدل کا سلسلہ اسی سے شروع ہوتا ہے یہ خود تغیر سے پاک ہے۔ بعد میں لوگوں نے خدا کو محرک اول کہا اور خدا کے اثبات میں بھی یہی دلیل پیش کی کہ حرکت یا تغیر و تبدل کے لئے ایسا سبب چاہیے جو خود حرکت نہ کرے لیکن حرکت کا موجب ہو اور وہ خدا ہی ہو سکتا ہے جسے محرک اول بھی کہہ سکتے ہیں۔

Primitive-Commuinst System ابتدائی اشتراکی نظام

مارکسیوں کے مطابق دنیا کا پہلا معاشی معاشری نظام' سادہ قسم کی اشتراکیت تھا۔ اس نظام میں پیداوار بہت کم تھی۔ آلات پیداوار بالکل سادے تھے اور تفہیم کار جنس اور عمر کی بنا پر تھی۔ اس نظام میں ملکیت نجی نہیں تھی بلکہ مشترک تھی۔ پیداوار کو برابر حصوں میں تقسیم کر لیا جاتا تھا اور ہر شے کو مل جل کر استعمال کیا جاتا تھا۔ جوں جوں زمانے نے ترقی کی یہ دور ختم ہوتا گیا۔ ملکیت نجی ہو گئی۔ استحصال ہونے لگا۔ امیر و غریب کی تمیز ہو گئی۔ ریاست نمودار ہوئی اور معاشرہ طبقاتی کشمکش کا شکار ہو گیا۔

ابتدائیت Primitivism

یہ طرز فکر ہیسیڈ (Hesiod) سے شروع ہوتا ہے اس کی دو شکلیں ہیں (1) سنی ابتدائیت (Chronological Primitivism) جس کا مطلب ہے کہ بہترین زمانہ قدیم کا تھا (2) ثقافتی ابتدائیت' جس کا مطلب ہے کہ ابتدائی ثقافت بہترین تھی اور موجودہ تہذیب گوناگوں پیچیدگیوں کی وجہ سے مذموم اور قابل لعنت ہے۔

بیسویں صدی کے آرٹ میں بھی یہ نظریہ سرایت کر گیا ہے۔ روسو کے زیر اثر فنکاروں نے قدیم ثقافت کو سراہنا شروع کر دیا اور موجودہ کو تبرک کر دیا۔ اس سے مبالغہ آمیزی' قدامت پسندی اور غیر حقیقی طرز فکر پیدا ہو گیا۔

اساسی تنیق Principal Coordination

فلسفہ میں یہ نظریہ ایویناریس (Avenarius) اور اس کا شاگردوں کا ہے ان کا کہنا ہے کہ ہماری ایغو اور ماحول کے درمیان ایک نہ ٹوٹنے والا رشتہ ہے۔ یعنی ایغو کے بغیر خارج کا وجود ناممکنات سے ہے یہ نظریہ تصوریتی ہے بارکلے اور فختے کے نظریوں کی طرح اس کا انجام ہمہ انائیت (Solipcism) پر ہوتا ہے۔

اصول Principle

اصول سے مراد بنیادی سبب یا تعمیم ہے ارسطو کے مطابق وجود' بالفعلیت اور علم کا منبع اصول کہلاتا ہے۔ موجودیات (Ontology) میں مفروضے اور مقولے اور

علمیات (Epistemology) میں علم کی بنیاد اور منابع اصول ہوں گے۔

Principle of Organic Unities
عضوی وحدتوں کا اصول

پروفیسر جی۔ ای۔ مور نے اپنی کتاب اصول اخلاقیات (Principia Ethica) میں ایک اصول وضع کیا ہے جس کی رو سے کل کی قیمت اس کے اجزا کی قیمتوں کے مجموعہ کے برابر نہیں ہوتی۔ بعض حالتوں میں زیادہ ہوتی ہے اور بعض حالتوں میں کم۔

Principle of Sufficient Reason
اصول سبب مکتفی

اس اصول کو وضع کرنے والا لائبنیز ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جو شے کہ ہے یا سچ ہے۔ اس کے ایسے ہونے کے لئے کافی وجہ ہو گی یعنی ایک وجہ ہو گی کہ وہ شے اس طرح کیوں ہے اور کسی دوسری طرح کیوں نہیں ہے جو کچھ کہ ہے کس وجہ یا سبب سے ہے اور جس طرح وہ ہے اس کی بھی کافی وجہ ہے۔

منطق استقرائیہ میں یہ اصول قانون علل کی صورت پکڑتا ہے یعنی یہ قانون کو ہر واقعہ کی ایک علت ہوتی ہے لیکن منطق استخراجیہ میں اس اصول سے مراد صرف یہ ہے کہ کائنات ایک عقلی نظام ہے اس لئے ہمارا مشاہدہ یا تجربہ جو شے ہمارے سامنے پیش کرے گا اس کی وجہ یا علت غائی کی تلاش کرنی چاہیے۔

Principium individuationis
اصول تفرد

کسی شے کا حقیقی، ذاتی عنصر جس پر اس کی انفرادیت یا شخصیت کا انحصار ہے ینگ کی نفسیات میں یہ اصول بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

Privitive Terms **سلبی حدود**

بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک لفظ سے کسی صفت کی غیر موجودگی کا اظہار ہوتا ہے۔ حالانکہ اس شے میں اس صفت کی موجودگی کی امید کی جا سکتی ہے۔ ایسا لفظ نہ تو مثبت ہو گا اور نہ منفی۔ اسے سلبی کہیں گے۔ مثلاً لفظ بینا مثبت ہے لفظ نابینا منفی لیکن اندھا سلبی ہے کیونکہ جس شخص کو ہم اندھا کہتے ہیں اس میں بینائی کی صفت کی امید کر سکتے ہیں۔ گو وہ صفت اس وقت غیر حاضر ہے۔

Probabilism **عقیدہ احتمالی**

قدیم یونانی متشککیں کا نظریہ جس کی رو سے یقینی علم کا ملنا محال ہے۔ صرف احتمالیت ہی ممکن ہے۔

Probability **احتمالیت**

اس سے مراد اتفاقات، امکانات، ممکنات وغیرہ ہیں۔ اگر علم کا بعد بنایا جائے اور ایک طرف صفر (علم کا فقدان) اور دوسری طرف سو (سو فیصد یقینی علم) تو صفر اور سو کو چھوڑ کر یعنی ایک سے ننانوے تک احتمالیت، یعنی شک و شبہ اور ظن کا میدان ہو گا۔

سو فیصد یقینی علم کا دستیاب ہونا بڑا مشکل امر ہے لہٰذا ایسا طریق کار اختیار کرنا پڑتا ہے جس سے ظن کا عنصر کم ہو اور احتمال کی مقدار کا اندازہ لگایا جا سکے۔ احتمالیت کے منابع دو ہو سکتے ہیں یا تو احتمالیت حقائق میں ہو گی یا انسانی ذہن میں۔ حقائق کسی طے شدہ اصول کے مطابق وارد نہیں ہوئے مثلاً حادثات، پیدائش اور موت، گھوڑ دوڑ وغیرہ، یہ احتمالیت خارجی ہے۔ موضوعی احتمالیت کا تعلق ذہن سے ہے۔ حقائق کا جس وقت جائزہ لیا جاتا ہے تو اس میں غلطی کا امکان ہو سکتا ہے یہ غلطیاں حواس یا عقل کی محدودیت سے سرزد ہوتی ہیں۔ ہر سائنس دان کوشش کرتا ہے کہ موضوعی احتمالیت کو سائنسی آلات کے ذریعہ دور کیا جائے۔ سائنس میں ہمارا سروکار (1) نظری احتمالیت سے ہوتا ہے جس میں واردوں کا اندازہ کرتے وقت ذہن کو دخل نہیں ہوتا یا (2) ریاضیاتی احتمالیت سے جس میں تعائف اور تفاعل کا تعین شماریاتی طریقوں سے ہوتا ہے۔ ریاضیاتی احتمالیت میں دریافت یہ کرنا ہوتا ہے کہ آیا ایک علت جس کی

نوعیت سے کما حقہ' واقفیت حاصل نہیں فلاں قسم کے حالات میں کار فرما ہوگی یا نہیں اور کوئی وارده کس تعدد میں واقع ہو گا یا واقع نہیں ہو گا معاشری علوم اور خصوصاً اخلاقیات میں احتمالیت کا ریاضیاتی نظریہ کام نہیں کرتا وہاں تائید (Support) کی معقولیت کو دیکھنا پڑتا ہے۔

نظریہ احتمالیت چہار ادوار سے گزرا ہے۔ دور اول میں احتمالیت کا تصور بالکل عامیانہ تھا۔ اس کی تہ میں کوئی سائنسی مواد نہ تھا۔ یہ پاسکل (Pascal) فرمٹ (Fermat) کا زمانہ تھا۔ دوسرے دور میں جو اٹھارہویں صدی میں آتا ہے۔ احتمالیت کے تخمینے لگائے گئے۔ مثلاً گاس Gauss اور لیپلیس Laplace کا نشانہ بازی میں نظریہ صحت' اس امر کی تائید کرتے ہیں۔ تیسرے دور میں جو انیسویں صدی کے وسط سے شروع ہوتا ہے شماریاتی طریقے نمودار ہوئے۔ احتمالیت کی مقدار شماریاتی طریقوں سے متعین ہوئی اور احتمالیت نے اپنا دامن منطق سے چھڑا لیا۔ چوتھے دور میں جو بیسویں صدی کا دور ہے احتمالیت کا استعمال ٹکنالوجی' قدرتی اور معاشری علوم میں ہونے لگا اور احتمالیت نے ایک باقائدہ علم کی حیثیت اختیار کرلی۔

Problematic Knowledge علم احتمالی

ایسا علم جو ضروری اور قطعی نہ ہو۔ کچھ تصدیقات تو ضرور یہ ہوتی ہیں ان سے کسی ایسے قانون یا اصول کو ظاہر کیا جاتا ہے جس کا تعلق اس جماعت کی اشیا کے ساتھ ہے جس پر موضوع کی تعبیر مشتمل ہے۔ کچھ تصدیقات قطعی ہوتی ہیں۔ ان سے صرف کسی امر واقع کو بیان کیا جاتا ہے کسی قانون کا اقرار یا انکار نہیں کیا جاتا۔ تصدیقات احتمالیہ یا امکانیہ سے وہ تصدیقات مراد ہیں جن میں ہمارا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ کسی ایسے قانون کا انکار کریں جس کی رو سے کسی خاص مجموعہ صفات کا موجود ہونا ناممکن ہے۔ مثلاً مختلف انواع حیوانات یا نباتات کے اجتماع سے یہ ممکن ہے کہ کوئی ایسی نوع حیوانات یا نباتات ظاہر ہو جسے ہم اس وقت نہیں جانتے' مراد یہ ہے کہ قانون ارتقا میں کوئی امر ایسا نہیں جو ایسے حادثہ کے ظہور کے مانع ہو۔

Process عمل

مظاہر میں لگاتار' مسلسل تبدیلی' اس سے ارتقائی منازل طے ہوتے ہیں اور ایک مظاہر دوسرے مظاہر میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

Process Theory of Mind ذہن کا نظریہ عمل

اس نظریہ کی رو سے ذہن کو جوہر (Substance) نہیں سمجھنا چاہئے یہ تو نفسی کوائف یا عمل کے مجموعہ کا نام ہے۔ یہ کوائف ہر لحظہ بدلتے ہیں لیکن ان کا ایک مستقل نظام ہے اور یہی دراصل نفس یا ذہن ہے۔ موجودہ دور میں بریڈلے' بوشکے' جیمز' وائٹ ہیڈ' الیگزینڈر اور ڈیوی اس نظریہ کی تائید کرتے ہیں۔

Proclus پروکلس

(485-411) نوفلاطونیت کا بانی' قسطنطنیہ میں پیدا ہوا اور ایتھنز میں مرا۔ تثلیثیت (Triadicism) کا قائل تھا۔ وہ کہتا تھا کہ ارتقا اور نشوونما میں تین مدارج آتے ہیں ایک عارضی قیام (Sojourn) کا دوسرا آگے بڑھنے کی خواہش (aspiration forward) اور تیسرا اس خواہش کے الٹ خواہش (aspiration reverse) یہ تکڑی ہیگل کی تکڑی کا پیش خیمہ ہے۔ پروکلس کہتا تھا کہ انسان کا اللہ تعالٰی سے اتحاد عشق' سچائی اور ایمان سے ہوتا ہے اس کی اہم تصانیف حسب ذیل ہیں۔

1-Elements of Theology دینیات کے اصول

2-Platonic Theology افلاطون کی دینیات

3- Commentaries on Timeous on Republic, an Parmenides

افلاطون کی ٹیمس' ریاست اور پرمینڈیز کی شرحیں۔

Productive Forces پیداواری طاقتیں

ذرائع پیداوار اور اس سلسلہ میں لوگوں کی مہارتیں

اور ذہنی عوائد۔ مارکسیوں کا کہنا ہے کہ پیداوار کے بارے میں جو کائنات کی جانب انسانوں کے رویے ہیں ان کا علم پیداواری طاقتوں سے ہوتا ہے۔ معاشرے کی اہم ترین پیداواری طاقت تو محنت کش ہیں۔ جو اپنی محنت سے آلات محنت سدھراتے ہیں۔ بلک کی دولت بڑھاتے ہیں اور پیداواری تجربے کو وسعت دیتے ہیں۔ پیداواری طاقتوں سے ہی کسی معاشرے کی تسخیر کائنات کا پتہ چلتا ہے۔ پیداواری طاقتوں میں سدا ردوبدل ہوتا رہتا ہے۔ پہلے تو محنت کے آلات کو بہتر بنایا جاتا ہے۔ پھر پیداواری رشتوں اور پیداواری طریقوں میں تبدیلی آتی ہے۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ آپ ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے ایک ایسی منزل آتی ہے جب کہ پیداواری طاقتوں اور پیداواری رشتوں میں کشمکش شروع ہو جاتی ہے پیداواری طاقتیں تو اعلیٰ سطح پر پہنچ جاتی ہیں لیکن پیداواری رشتے نچلی سطح پر رہ جاتے ہیں۔ یہ رشتے زائد المیعاد۔ نکمے رجعت پسندانہ ہوتے ہیں اور ترقی کے راستے میں روڑا اٹکاتے ہیں۔ سرمایہ داری نظام میں یہی ہوا ہے۔ پیداواری طاقتیں تو اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج پر پہنچ گئی ہیں لیکن پیداواری رشتے وہی پرانے اور فرسودہ ہیں نتیجہ اس کا بے چینی اور افراتفری ہے۔

Prohibition حرام

ایسے افعال جن سے لازماً پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ ان میں شر کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں ہوتی حرام کہلاتے ہیں۔

Projection اظلال

ماضی میں اظلال سے مراد تحسسات کو خودمختار اور خارجی وجود عطا کرنا ہے۔ تحسیسیت کا کہنا ہے کہ تحسسات یوں تو موضوعی تجربے ہیں لیکن ذہن ان کا حوالہ خارج سے جوڑ دیتا ہے اور انہیں خارجی وجود دے دیتا ہے۔

آج کل اظلال سے ایسا نفسیاتی عمل مراد لیا جاتا ہے جس کی رو سے انسان اپنی شخصیت کی خامیاں اور نقائص کسی دوسری شخصیت پر تھوپ دیتا ہے اور اسے یہ کمزوریاں اور نقائص دوسرے شخص میں ہی نظر آتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنے آپ کو معاشرے کے روبرو بری الذمہ قرار دیتے ہیں۔

Project Method منصوبی طریقہ

تعلیم کا ایک طریقہ ہے جس میں تعلیم کو منصوبوں سے وابستہ کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً باغبانی، بچہ کے حساب پڑھائی اور لکھائی کے سبق باغبانی سے منسلک کر دیئے جاتے ہیں۔ اس سے بچہ کی دلچسپی بڑھتی ہے اور اس کی تعلیم آسان اور تیز ہو جاتی ہے۔

Prolegomena مقدمہ

کسی علم کی مختصر تمہید، اس مقدمہ سے اس علم کے مسائل، تکنیک اور نتائج سے متعارف کرنا مقصود ہوتا ہے اس سلسلہ میں کانٹ کا مقدمہ جسے کانٹ مستقبل کی سائنسی مابعدالطبیعیات کا مقدمہ (Prolegomena to Every Future Scientific Metaphysics) کہتا ہے مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ اس مقدمہ میں انتقاد عقل محض (Critique of Pure Reason) کا خلاصہ موجود ہے۔

Prolepsis پیش تعقل

قدیم یونان کے رواقیوں اور رندیوں کی اصطلاح ہے اس سے مراد وہ تصورات ہیں جو خود بخود ذہن میں لاشعوری طور پر اٹھتے ہیں۔ یہ تصورات خلقی ہوتے ہیں اکتسابی نہیں ہوتے اور تمام انسانوں کے ذہن میں ملتے ہیں۔

Proletarian Internationalism پرولتاری بین الاقوامیت

مارکس اور انگل نے اپنے منشور میں اس امر کا اعلان کیا کہ تمام دنیا کے محنت کشوں کے مسائل اور

مفاد ایک جیسے ہیں اور انہیں متحد ہو جانا چاہئے۔ تبھی منشور کا خاتمہ اس جملے پر ہوتا ہے۔ دنیا کے محنت کشو متحد ہو جاؤ ایک ملک کے محنت کش دوسرے ملک کے محنت کشوں کو نظرانداز نہیں کر سکتے کیونکہ ان کا دشمن اپنے ملک کا بوژوا طبقہ نہیں بلکہ بوژوا نظام ہے جس کا قلع قمع کرنا ضروری ہے۔

Proof ثبوت

صداقت کے لئے استدلال، جس چیز کو ثابت کرنا ہو اسے دعویٰ Thesis کہا جاتا ہے اور جو ثبوت مہیا کیا جائے اسے دلیل کہا جاتا ہے۔ اگر ان دلائل سے دعویٰ کی صداقت قائم ہو جائے تو اسے ثبوت کہیں گے اور اگر قائم نہ ہو بلکہ اسے رد کر دیا جائے تو اسے تردید کہیں گے۔ ثبوت بلاواسطہ یا بالواسطہ ہو سکتا ہے۔ بلاواسطہ تو دلائل سے براہ راست نتیجہ پر پہنچتا ہے اور بالواسطہ میں اور مفروضے تسلیم کرنے پڑتے ہیں اور ان کی مدد سے ثبوت مہیا کیا جاتا ہے۔

Proof by Cases ثبوت از نظائر

قضایاتی احصا میں اس کی شکل یوں ہو گی

پ > ج . پ < ب

ج V ب

پ

یعنی اگر ب تو پ ہے اور اگر ج تو پ ہے

ب یا ج

پ

روایتی منطق میں اسے معضلہ سادہ اقراری کہتے تھے، مثلاً

اگر انسان شادی کرے تو ناخوش رہے گا۔ اگر انسان شادی نہ کرے تو ناخوش رہے گا۔

انسان یا تو شادی کرے گا یا نہیں کرے گا

ناخوش رہے گا۔

معضلہ کی مرکب صورتیں بھی ہو سکتی ہیں۔ یہ سب ثبوت از بظاہر کی قسمیں ہوں گی۔

Proof of the Existence of God

ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت

اس سلسلہ میں تین ثبوت بڑے مشہور ہیں ایک کونیاتی جو افلاطون اور ارسطو نے پیش کیا۔ دوسرا غائتی جو سقراط اور افلاطون کا ہے اور تیسرا موجودیاتی جو سینٹ آگسٹائن کا ہے۔ کونیاتی ثبوت کا انحصار اس امر پر ہے کہ اس کائنات کا سبب اول ہونا چاہئے اور اس سبب اول کا خود کوئی سبب نہیں ہو گا۔ غائتی ثبوت کا انحصار غایت یا مقصد پر ہے۔ کائنات میں ہر جگہ مقصد موجود ہے یہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ کوئی ماورائی ذی عقل ہستی موجود ہے جو تمام واردوں کو مناسب ترتیب دیتی ہے۔ موجودیاتی دلیل کا انحصار اس امر پر ہے کہ انسان کے ذہن میں ایک کامل ہستی کا تصور موجود ہے۔ اگر یہ ہستی وجود نہ رکھتی ہو تو کامل نہیں ہو گی۔

فلسفیوں نے اور خصوصاً کانٹ نے ان تینوں دلائل کو رد کر دیا ہے۔ خود کانٹ نے اخلاقیاتی ثبوت دیا۔ جو خود بھی وزنی نہیں۔ آج کل وجودیاتی (existential) بنیادوں پر خدا کی ہستی کو ثابت کیا جاتا ہے۔

Propensity میلان

میلان سے خواہش یا رغبت مراد ہے ہیوم کہتا تھا کہ ایتلاف میں ایک تصور دوسرے تصور کی طرف چلا جاتا ہے یعنی ایک تصور میں دوسرے تصور کی جانب جانے کا میلان ہوتا ہے۔

Property خاصہ

کسی جنس یا نوع کے خاصہ سے وہ خاصیت مراد ہوتی ہے جو یا تو اس جماعت یا فرد کے تضمن میں شامل ہو یا اس تضمن سے بلاواسطہ یا بالواسطہ اخذ کی جا سکے۔ لیکن اس جماعت کی تعریف میں بیان نہ ہو۔ یہ صفات دو قسم کی ہوتی ہے۔ (1) اگر یہ صفت جنس کے تضمن سے اخذ شدہ ہے تو اسے خاصہ جنسی کہیں گے (2) اگر یہ صفت فصل سے اخذ کی گئی ہو تو اسے خاصہ نوعی کہیں

گے۔

قضیہ Proposition

تصدیق کو اگر الفاظ میں بیان کیا جائے تو اسے قضیہ کہیں گے۔ ہر قضیہ میں تین اجزا ہوتے ہیں۔ یعنی موضوع یا محکوم الیہ۔ محمول یا محکوم بہ' اور ان دونوں کے درمیان اتحاد یا اختلاف جسے نسبت حکمیہ یا رابطہ کہتے ہیں۔

کانٹ نے تصدیقات کو چار ضروری اصولوں پر تقسیم کیا ہے اور ہر ایک اصول سے اس نے تین مختلف تصدیقات اخذ کی ہیں۔ اس طرح کل بارہ تصدیقات ہوئیں۔ (1) کمیت' اور تصدیقات میں احدیہ' جزئیہ اور کلیہ (2) کیفیت اور تصدیقات میں موجبہ۔ سالبعہ اور معدولتہ المحول (3) نسبت اور تصدیقات میں حملیہ' شرطیہ اور مفصلہ (4) جہت اور تصدیقات میں احتمالیہ' مطلقہ اور ضروریہ۔

ارسطوی منطق میں قضیوں کی چار مستند قسمیں ہیں ان کی بنیاد کمیت اور کیفیت پر ہے۔ قضیہ موجبہ کلیہ' (تمام س' پ ہیں)۔ قضیہ سالبہ کلیہ (کوئی س پ نہیں) قضیہ موجبہ جزئیہ (بعض س' پ ہیں) قضیہ سالبہ جزئیہ (بعض س' پ نہیں)

آج کل یہ تقسیم مسترد ہو چکی ہے اور قضیہ کا مفہوم بھی بدل گیا ہے۔

قضایاتی احصا Propositional Calculus

اس احصا کا ذکر منطق کے ذیل میں آچکا ہے اس احصا کا عاطفوں کو یعنی اور' یا' نہ اگر تو کو علامتوں میں ظاہر کرنا ہے۔ مثلاً ب پ سے مراد ب اور پ ہے۔ پ V ب سے مراد پ یا ب اور دونوں بھی۔ ب+پ سے مراد ب یا پ لیکن دونوں نہیں۔ پ>ق سے مراد ہے اگر پ تب ق۔

کثیر قدری قضایاتی احصا Propositional Calculus Many Value

روایتی قضایاتی احصا میں دو قدریں ہیں صدق و کذب کی۔ یعنی متغیرہ کی جگہ کوئی چیز رکھ دی جائے تو وہ یا صادق ہو گی یا کاذب۔ 1920 میں لوکاسی واکز (Lukasivicz) نے تین قدریں متعین کیں صدق' کذب اور احتمال کی۔ بعد میں اس نے کئی قدریں بنادیں۔ جس سے قضایاتی احصا کثیر قدری بن گیا۔

قضایاتی تفاعل Propositional Function

آج کل کی ریاضیاتی منطق میں قضایاتی تفاعل کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ صدق یا کذب کی قدروں میں سے ایک کو اس تفاعل کے ذریعے شے سے منسوب کر دینا ہے مثلاً لفظ گائے تفاعل بن جائے گا اگر اس لفظ کو جس شے سے منسوب کیا جاتا ہے وہ صدق یا کذب کی قدروں میں سے ایک کی حامل ہو۔ مثلاً ق > پ یعنی اگر پ تب ق ایک تفاعل ہے۔ اس کا صدق یا کذب تب معلوم ہو گا۔ جب پ اور ق کی بجائے حقیقی اشیا لی جائیں۔ اگر کہا جائے کہ اگر گھوڑے تب گدھے تو یہ کاذب ہو گا اور اگر کہا جائے اگر مچھ تب ملیریا تو یہ صادق ہو گا۔

پراٹاغورث Protagoras

(480-410 ق م) سوفسطائی تھا اور اضافیت کا قائل۔ اس نے متعدد کتابیں صرف و نحو' اخلاقیات اور سیاسیات پر لکھی ہیں۔ اس کا کہنا تھا کہ اخلاقی اصولوں اور معاشروں اداروں کو حالات کے مطابق بدلنا ضروری ہے۔ یہ ابدی نہیں ہیں۔ ان کا انحصار ہماری تعلیم' عادتوں اور پیشوں پر ہوتا ہے خداؤں کے بارے میں کہتا تھا کہ مجھے علم نہیں کہ وہ ہیں یا نہیں ہیں۔ یہ مسائل اس قدر مبہم ہیں اور زندگی اس قدر مختصر ہے کہ کوئی انسان انہیں قطعی طور پر حل نہیں کر سکتا۔ پراٹاغورث انسان دوست تھا اس کا مقولہ ہے کہ انسان ہی ہر شے کا پیمانہ ہے۔ اس کی تہ میں مفروضہ تھا کہ ہم صرف وہی کچھ جانتے ہیں جو ادراک کے حدود میں ہوتا ہے۔ اس لئے اشیا کا علم ہمیں میسر نہیں۔

Proudhan, Pierre Joseph
پیری جوزف پروڈن

(1809-65) فرانسیسی فلسفی- ماہر معاشیات و معاشریات، فوضویت (Arachism) کا حامی تھا- فلسفہ میں اس کا موقف تصوریتی تھا- ہیگل کی جدلیات کو مسخ کر کے اس نے ہر بات میں اچھے اور برے پہلو تلاش کئے اور کہا کہ تاریخ دراصل تصورات کے جدل کا نام ہے- سرمایہ دارانہ نظام کو چوروں کا نظام کہتا تھا لیکن نجی املاک کا حامی تھا-

Psyche
نفس

پلوٹائنس (Plotinus) کے فلسفہ میں یہ احد one سے دوسرا صدور emenation ہے-

نفس کے مخصوص واردات جو موضوع اور محمول کے باہمی تعامل سے تشکیل پاتے ہیں- مطالعہ باطن سے ان واردات تک رسائی ممکن ہے فلسفہ میں نفس کو شعور، فکر، وقوف اور روح کے مترادف لیا گیا ہے-

Psycho-analysis
تحلیل نفسی

نفسی اور اعصابی بیماریوں کا طریق علاج جو فرائیڈ کے نام سے منسوب ہے- فرائیڈ کا نظریہ لاشعور، جنس، اور ابطان repression پر مبنی ہے- فرائیڈ کہتا ہے کہ موجودہ امراض کی جڑیں مریض کے ماضی کے دبے ہوئے جنسی خواہشات میں پوشیدہ ہیں- اگر یہ جڑیں وہاں سے اکھاڑ دی جائیں تو مریض تندرست ہو جاتا ہے- اس لئے آزاد تلازم سے کوشش کی جاتی ہے کہ مریض کے ماضی کی طرف لوٹا جائے اور جو دبے ہوئے خیالات موجودہ بیماری کا سبب بنے ہوئے ہیں انہیں باہر پھینک دیا جائے- اس مطلب کے لئے فرائیڈ خوابوں اور زبان اور قلم کی لغزشوں کا بھی تجزیہ کرتا تھا اور انہیں بڑی اہمیت دیتا تھا تجزیہ نفسی کا عمل خاصہ وقت چاہتا ہے اور اس عرصہ میں مریض کے تجزیہ کار analyst کے ساتھ وہی جذبات پیدا ہو جاتے ہیں جو اس کے اپنے باپ یا ماں سے (اگر لڑکی ہو) تھے اسے انتقال کہتے ہیں- تجزیہ کار کا فرض ہے کہ وہ مریض کو ان جذبات سے نجات دلا کر اسے خود مختار زندگی کے قابل بنا دے-

فرائیڈ کے طریق کار میں کئی تبدیلیاں کی گئی ہیں اس کے دو شاگردوں ایڈلر اور ینگ نے جدا طریق کار بنائے ہیں- خود ان لوگوں نے بھی جو فرائیڈ کے نقش قدم پر چلنا سعادت سمجھتے ہیں- فرائیڈ کے تجزیہ نفس میں اہم تبدیلیاں کی ہیں-

psychoid
روحیہ

ہینس ڈریچ (Hans Driech) اس اصطلاح کو اس نفسی عنصر کے لئے استعمال کرتا ہے جو عضویہ کی نمو کا ضامن ہو-

Psychological Atomism
نفسیاتی جوہریت

اس نظریہ کی رو سے نفس کا تجزیہ سادہ سے سادہ عناصر میں ہو سکتا ہے- مثلاً شعور کو وقوف، تاثر اور طلب میں تحلیل کیا جا سکتا ہے- پھر وقوف کو تحسسات، ادراک وغیرہ میں تاثر کو احساسات، ہیجانات وغیرہ میں اور طلب کو جبلات، فعل ارادی، عادات وغیرہ میں اور آخر میں ان تمام نفسی تجربوں کی تہ میں تحسسات اور تاثر ملیں گے- تحسسات اور تاثر نفسیاتی جوہر ہیں ان کی ترکیب سے مختلف اقسام کے نفسی تجربے پیدا ہوتے ہیں-

Psychological egoism
نفسیاتی ایغویت

ایغویت کے مطابق ہر فعل کا مدعا اپنے فاعل میں کوئی تغیر پیدا کرنا ہے اور جملہ عواطف کا مقصود اپنے مالک کی بہبود ہے- لہٰذا ہر شخص کو اپنی بڑی سے بڑی لذت کا متلاشی ہونا چاہئے- قدیم یونانیوں میں سیرینیہ اور ابیقوریہ اس نظریئے کے حامی تھے- سیرینیہ کا امام ارسٹاپس تھا- وہ کہتا تھا کہ متفرق لذات کے مجموعے کا نام خیر ہے- لذات وقتی ہوتی ہیں اور جیسی

لذت ہو اس سے حظ اٹھانا چاہئے۔

موجودہ زمانے میں ہابس، گینیدی، سپائنوزا اور بجوک اس نظریئے کے حامی ہیں۔ اول الذکر دو مفکر تو نفسیاتی لذتیت کا سہارا لیتے ہیں۔ سپائنوزا کا موقف مابعد الطبیعیاتی ہے ہابس کہتا ہے کہ اگر فطرت انسانی کا مطالعہ کیا جائے تو ہر انسان طبعاً" خود غرض نکلے گا۔ لہٰذا زندگی کا طبعی مقصد ذاتی اور شخصی لذات کا حصول ہے۔

Psychologism نفسیاتیت

بعض فلسفیوں نے جن میں ہیوم، مل اور جیمز کا شمار ہے۔ اخلاقیاتی، منطقی اور مابعد الطبیعیاتی مسائل کو زیر بحث لاتے ہوئے نفسیاتی طریقہ اختیار کیا ہے یہ نفسیاتیت ہے ہسرل اسے تحقیر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس کا مذاق اڑاتا ہے۔

Psychologist's fallacy نفسیاتی مغالطہ

ماہر نفسیات جب اپنے تجربوں کی روشنی میں دوسرے انسانوں یا جانوروں کے افعال و کردار کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے تو بعض دفعہ مغالطہ میں پھنس جاتا ہے کیونکہ عین ممکن ہے اس کا اپنا تجربہ رہنمائی سے قاصر ہو۔ مثلاً کھانا کھانے کے بعد جب کتا آرام سے لیٹا ہو تو فلسفی یہ خیال کرنے لگ پڑے کہ اب یہ کتا خدا اور آخرت کے متعلق سوچتا ہو گا کیونکہ وہ خود کھانے کے لئے ایسا کرتا ہے تو یہ نفسیاتی مغالطہ کی مثال ہو گی۔

Psychological School in Sociology

معاشریات میں نفسیاتی موقف

یہ مکتب فکر انیسویں صدی میں شروع ہوا اور بیسویں صدی کے آغاز میں ختم ہو گیا۔ اس مکتب فکر کے حامیوں کا کہنا ہے کہ معاشری مظاہر کی کنجی نفس کے ہاتھوں ہے یہ نفس انفرادی بھی ہو سکتا ہے اور اجتماعی بھی۔ لسٹر وارڈ (Lester Ward) ایک امریکی ماہر معاشریات کہتا ہے کہ معاشرے کے مخصوص کردار کا پتہ اس کے معاشری افعال کی نفسیاتی کیفیت میں ہے۔ اس خیال کے حامی امریکہ کے علاوہ فرانس میں بھی پائے جاتے ہیں۔

Psychology نفسیات

لغوی اعتبار سے انگریزی اصطلاح کے معانی علم الروح ہیں Psyche روح کو کہتے ہیں اور Ology سے مراد علم یا سائنس ہے۔ لیکن موجودہ زمانہ کے ماہرین سائنس کو روح کا لفظ پسند نہیں اس لئے روح کی بجائے نفس، شعور یا کردار کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے ان تینوں الفاظ کے مفہوم الگ الگ ہیں۔ فرائیڈ نفسیات سے مراد لاشعور کا مطالعہ لیتا ہے۔

بڑے عرصہ تک نفسیات، مابعد الطبیعیات کے دامن سے چمٹی رہی لیکن آج کل اس نے دامن چھڑا لیا ہے اور مکمل طور پر خود مختار اور آزاد سائنس ہے۔ اس کا طریقہ کار استقرائی ہے۔ اس میں ریاضیاتی اور شماریاتی طریقے استعمال ہوتے ہیں لہٰذا اس کے نتائج کو وہی وقعت حاصل ہے جو دوسرے اثباتی علوم کے نتائج کو ہے۔

اس کی کئی شاخیں ہیں ان میں سے مشہور تجربی نفسیات، فعلیاتی نفسیات، نفسیاتی طب؛ معاشرتی نفسیات اور اطلاقی نفسیات ہیں۔

Psychology of Creative Work

تخلیقی فن کی نفسیات

اس نفسیات میں ان قوانین اور مسائل کا جائزہ لیا جاتا ہے جو جدیدیت اور انفرادیت کے سلسلہ میں لابدی ہیں۔ جدیدیت ہر شعبہ میں ہو سکتی ہے۔ سائنس میں بھی۔ ٹکنالوجی میں بھی اور ادب میں بھی۔ بعض لوگ تخلیقیت کے وجوہ وجدان اور لاشعور میں ڈھونڈتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں۔ جدیدیت، مسلسل اور لگاتار محنت کا پھل ہے اس میں ابداء۔ علم اور قابلیتوں کی ضرورت ہے۔

Psychology of Religion
نفسیات مذہب

اس نفسیات میں ان جذبات کا مطالعہ کیا جاتا ہے جو فوق الفطرت ہستی کے بارے میں پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ مذہب کئی اور جذبات پیدا کرتا ہے۔ ان کی تحقیق بھی کی جاتی ہے پھر خوف اور تقویٰ، گناہ اور توبہ وجد، وحی، کشف وغیرہ مسائل ہیں۔ جن کا تعلق نفسیات سے ہے اور نفسیات میں ہی ان کا مطالعہ ہو سکتا ہے۔ کئی ایک مطالعے جو اس سلسلہ میں ہوئے ہیں ان کا منشا ہستی باری تعالیٰ کو ثابت کرنا ہے البتہ جب سے معروضی مطالعہ شروع ہوا تب سے پانسہ بدل گیا ہے۔ تجربی مذہبی نفسیات میں سوالنامے، تجربے اور شواہد سے نتائج نکالے جاتے ہیں۔ یہ نتائج، محقق کے نقطہ نگاہ پر مبنی ہوتے ہیں۔

مارکسی کہتے ہیں کہ ان مطالعون میں معاشی مادی حالات کو نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔

Psycho-physical Parallelism
نفسی طبعی متوازیت

اس نظریہ کی رو سے جسم اور روح میں علیسیت کا رشتہ نہیں یعنی یہ ایک دوسرے کی علت و معلول نہیں بلکہ عضویہ کچھ اس طرح بنا ہوا ہے کہ جسمی عمل اور روحانی عمل کے سلسلے ایک دوسرے کے متوازی اور ہم آہنگ چل رہے ہیں۔ ان کی مثال دو گھڑیوں سے دی جا سکتی ہے جب ایک پر بارہ بجتے ہیں تو دوسری پر بھی بارہ بجتے ہیں لیکن ان دو گھڑیوں میں علت و معلول کا رشتہ نہیں۔

Psychosis — نفسیت، اختلال ذہنی

یہ اصطلاح دو معانی میں مستعمل ہے (1) نفسیت جس سے مراد کوئی ذہنی تجربہ یا عمل ہے (2) اختلال ذہنی، جس سے مراد شدید ذہنی مرض ہے۔

آج کل اس اصطلاح کو دوسرے معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔

Psycho-Somatic — نفسی جسمی

یہ تصور نفسی امراضیات کا ہے۔ کئی امراض جو بنیادی طور پر نفسی ہوتی ہیں اپنا اظہار جسم یا بدن کے ذریعہ کرتی ہیں اور کئی بیماریاں جو بنیادی طور پر جسمانی ہوتی ہیں اپنا اظہار نفس کے ذریعہ کرتے ہیں۔ جسم اور نفس میں چونکہ اتحاد ہے لہٰذا ہر بیماری کسی حد تک جسمی بھی ہے اور نفسی بھی۔

Publicity, Epistemic — علمی تشہیر

اس اصطلاح کے دو مفہوم ہیں۔ (1) قائدہ کے رو سے صرف ان معطیات علم کو تشہیر نصیب ہوتی ہے جو ایک سے زیادہ انسانوں کے ادراک میں آسکیں۔ اس لحاظ سے معطیات حس، کلیے، اخلاقی اور جمالیاتی قدریں اور خدا سب علمی تشہیر میں آجاتے ہیں۔ (2) بعض دفعہ خارجی اور اندرونی علم میں فرق کیا جاتا ہے اور صرف خارجی علم کو علمی تشہیر کے قابل سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً مادی اشیا کی تشہیر ممکن ہے لیکن ذاتی تاثرات، اور احساسات کی اشاعت نہیں ہو سکتی۔

Purana — پوران

ہندوؤں کی اٹھارہ کے قریب مذہبی کتب جن میں اساطیر کے علاوہ اخلاقی، فلسفیانہ اور سائنسی تعلیم بھی موجود ہے۔

Pure — خالص

فلسفیانہ لحاظ سے اس تجربہ کو خالص کہیں گے جس میں حسیات کا کوئی عنصر نہ ہو۔ ایسا تجربہ محض صوری ہوتا ہے۔

Pure Experience — خالص تجربہ

جب تجربے سے تصوری پہلو نکال دیئے جائیں اور صرف تاثرات، تحسات اور تمثال رہ جائیں تو تجربہ خالص ہو گا۔ خالص تجربہ سے ایک اور مراد بھی ہے۔ اور وہ ہے بلاواسطہ تجربہ جہاں سے سائنس اور فلسفہ کی راہیں بٹ جاتی ہیں۔

Pure Theory of Law

قانون کا نظریہ خالص

بعض لوگوں نے کوشش کی ہے کہ قانون میں بھی کانٹ کا انتقادی نظریہ داخل کر دیا جائے- مثلاً کیلسن (Kelsen) قانون کی جیومٹری تیار کرنا چاہتا ہے اس کا کہنا ہے کہ قانون میں ایک بنیادی اصول ہونا چاہئے اور باقی تمام اصول اس سے اخذ کرنے چاہئیں-

Purification

تنزیل

جو الفاظ اللہ تعالی کے متعلق بولے جاتے ہیں یا جو صفات اللہ تعالی کی طرف منسوب کی جاتی ہیں ان سے انسانی عنصر کو نکال دینا چاہئے- یعنی ان کا مفہوم وہ نہیں لینا چاہئے جو ان کا انسانی ضمن میں ہے-

Purism

خالصیت

بیسویں صدی میں آرٹ کا نظریہ جس کا فروغ فرانس میں ہوا- اس کے بانیوں نے کہا کہ آرٹ کا مقصد حقیقت کو ان چیزوں سے چھٹکارا دلانا ہے جو دراصل حقیقت سے دور ہیں "انسان جیومٹری پسند جانور ہے" لہٰذا آرٹ کو بھی جیومیٹری پسند ہونا چاہئے اور تصویر ویسے بنانی چاہئے جیسے مشین بنتی ہے- اس لئے فرننڈلیجر (Fernand Leger) (1955-1881) اور ڈبلیو بومسٹر (W.Baumeister) (1955-1889) نے انسان کے تمثال کو مشین میں ڈھال دیا اور اسے پسنن، سلنڈر اور گیئر کا مجموعہ بنا دیا- ساکن تصویریں Still Pictures ان کا خاص مشغلہ ہیں-

Puritanism

تقشف

اس سے مراد موجودہ مذاہب کی تطہیر ہے- یوں مسیحوں کے پروٹسٹنٹ فرقہ کی ایک شاخ تقشف کہلاتی ہے- اس کا منشا عیسائیت کو لایعنی رسومات اور پرانی تنظیموں سے رہائی دلانا ہے- اس فرقہ میں خود اعتمادی، محنت اور جزرسی پر زور دیا جاتا ہے- ترک لذات اور سادگی کی تبلیغ کی جاتی ہے- بعض لوگ حد سے آگے بڑھ گئے ہیں- وہ ہر قسم کی لذت سے باز رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور زندگی کو ایک عذاب بنا دیتے ہیں-

Purposiveness

مقصدیت

کانٹ کے فلسفہ میں اس سے مراد تسویہ اور تطابق ہے- ہر حیوان اور پودا ماحول سے مطابقت حاصل کر رہا ہے- یہ کہنا تو غلط ہو گا کہ کانٹ ہر مظاہر کے پیچھے مقصد ڈھونڈتا ہے لیکن یہ کہنا کہ کسی حد تک صحیح ہے کہ مظاہر ایسے رو پذیر ہوتے ہیں جیسے کسی مقصد کے تحت ہو رہے ہوں- اس مقصد کو واضح طور پر متعین کرنا آسان کام نہیں-

Pursu

پرش (سنسکرت)

ہندو فلسفہ میں پرش سے مراد آدمی ہے اور یہ کائنات کے لئے علامت کا کام دیتا ہے- اسے روح، شعور اور ذات کے مترادف لیا گیا ہے-

Purusartha

پروسرتھا (سنسکرت)

ہندو فلسفہ کے مطابق انسانی زندگی کے چار مقاصد ہیں- کام (خواہشات) ارتھ (مال و دولت) دھرم (فرض) اور مکش (نجات)

Pyrrho of Elis

پائی رو

(365-275 ق م) قدیم یونان کا متشکک، اس کا کہنا ہے کہ اشیا کی ماہیت تک پہنچنا محال ہے- لہٰذا دانشمند کبھی کسی شے کا محاکمہ نہیں کرتا اور ایسی مسرت کی تلاش کرتا ہے جو سکون اور اطمینان کی ضامن ہو لہٰذا وہ ہر قسم کے ہیجان اور تجسّس سے پرہیز کرتا ہے-

نئی اکیڈمی اور رومن ارتابیت پر ان خیالات کا گہرا اثر پڑا-

Pythagoreanism

فیثاغوریت

یونانی فلسفی فیثاغورث (567-497 ق م) کی فلسفیانہ، ریاضیاتی، اخلاقی اور مذہبی تعلیمات اور عقائد

کا مجموعہ' یہ مکتب فکر چار صدی ق م تک قائم رہا۔ فیثاغورث کے مطابق روح اور جسم اور اسی طرح فکر اور تحسسات ایک دوسرے سے بالکل الگ ہیں۔ تمام موجودات کے جوہر عدد ہیں اور مظاہر کائنات صرف عددی تناسب کو منکشف کرتے ہیں۔ تمام کائنات ایک عظیم الشان تناسب (harmony) ہے۔ فیثاغورث کے مریدوں نے فلکیات' ریاضیات اور طبعیات کے میدانوں میں گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ انہوں نے جیومیٹری اور حساب کے طریق کار وضع کئے۔

فیثاغوریت صرف فلسفہ کا مکتب فکر ہی نہ تھا بلکہ یہ ایک عالمی برادری بھی تھی۔ فیثاغورثیوں کے اعتقادات میں تناسخ اور روح کی لافانیت شامل تھی۔ فیثاغوریت کے پیروکاروں کا کہنا تھا کہ حسیات سے انسانی تناسب میں گڑبڑ آجاتی ہے اس تناسب کو بحال کرنا اخلاقیات اور سیاسیات کا فریضہ ہے۔ جوں جوں زمانہ گزرتا گیا فیثاغوریت میں طرح طرح کے توہمات اور رسومات آگئے۔ عددوں کا بھی عجیب استعمال کیا گیا۔ مثلاً عدد ایک عقل کا اور عدد دو روح کا اور عدد طاق صورت کا اور عدد جفت مادہ کا علامت بن گیا۔

Q

Quakerism

کویکریت

عیسائیوں کا ایک فرقہ جسے مجلس احباب بھی کہتے ہیں اس کا بانی جارج فاکس (George Fox) (1691-1624) تھا۔ کویکر باطن سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ چرچ کے احکام نہیں مانتے ہیں خاموش اور سادہ رہنا پسند کرتے ہیں اور پرسکون معاشرتی تعلقات قائم کرنے پر زور دیتے ہیں۔

Quale

کیفہ

اشیا سے الگ اوصاف پر غور کرنا اور انہیں خود مختار حیثیت دینا مثلاً سرخ رنگ کی سرخی کو سرخ اشیا سے جدا کرکے اسے موضوع مطالعہ بنانا۔ اس طرح اوصاف کا جوہر سامنے آتا ہے اور انہیں عمومی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے۔

Quality

کیفیت

ارسطوی منطق میں کیفیت کی بنا پر قضایا کے دو اقسام ہیں۔ سالبہ و موجبہ سالبہ قضیہ میں محکوم اور محکوم علیہ کے درمیان منفی کا رشتہ ہوتا ہے اور موجبہ میں مثبت کا۔

Quality and Quantity

کیفیت اور کمیت

مارکسی فلسفہ میں کیفیت اور کمیت دونوں ہی خارجی حقیقت کے اہم مقولے ہیں۔ دنیا میں ہر چیز تغیرپذیر ہے لیکن تغیر کے ساتھ ثبات بھی ہے۔ ہر شے کچھ عرصہ تک وہی رہتی ہے یعنی اس کے کوائف اور اوصاف نہیں بدلتے۔ شے کی کیفیت کو اس کے خواص میں تحویل نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اوصاف کا شے کی نوعیت سے تعلق ہوتا ہے لیکن ہر شے کا بے شمار دوسری اشیا سے علاقہ ہوتا ہے۔ جس سے کمیت کا تصور پیدا ہوتا ہے۔ خود شے میں بھی مقداری تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ جیسے کیفیت سے ثبات آتا ہے ویسے کمیت سے بھی ثبات پیدا ہوتا ہے۔ لیکن ذات سے کیفیت کا تعلق کمیت سے کہیں زیادہ ہے۔ کیفیت کے بدلنے سے شے بدل جاتی ہے لیکن کمیت کے بدلنے سے شے نہیں بدلتی۔ لیکن جب کمیت ایک خاص حد تک پہنچ جاتی ہے تو کیفیت میں بدل جاتی ہے اور شے ایک نیا روپ اختیار کرلیتی ہے۔ اس وقت اس کی کیفیت کو کمیت میں بدلا نہیں جا سکتا۔ ہر شے میں کیفیت بھی ہے اور کمیت بھی۔ ریاضیات کی بنیاد کمیت پر ہے' اور یہی وجہ ہے کہ اس کا اطلاق سائنس اور ٹکنالوجی پر ہو رہا ہے۔

Quantification of the Predicate

تعین مقدار محمولات

ارسطوی منطق میں صرف موضوع کی مقدار کا تعین کیا جاتا ہے اور اس لحاظ سے دو قسم کے قضایا ہیں کلیہ

(تمام انساں فانی ہیں) اور جزئیہ (بعض انسان جھگڑالو ہیں) لیکن ڈبلیو ہملٹن (W.Hamilton) نے کہا کہ جیسے موضوع کی کیت دریافت کی جاتی ہے ویسے محمول کی کیت بھی متعین ہونی چاہئے وہ کہتا ہے کہ ارسطوی منطق کے موجبہ قضایا میں کلی، جزی اور جزی کا رشتہ ہوتا ہے (ملاحظہ ہو تمام انسان فانی ہیں اور کچھ کتنے سفید ہیں) لیکن ان رشتوں کے علاوہ دو اور بھی ہو سکتے ہیں کلی، کلی (تمام انسان ذی عقل حیواں ہیں) اور جزی، کلی کا (کچھ حیوان بند رہیں) ان دو رشتوں سے ریاضیات میں مساوات کا پتہ چلتا ہے۔ اور پہلے درجے کے تفاعلی احصا سے دوسرے درجے کے تفاعلی احصا میں پہنچ جاتے ہیں۔

Quantifier کمیت نما

کمیت نما دو قسم کے ہو سکتے ہیں، کلی (Universal) یا وجودی (Existential) کلی کمیت نما کو ائف کا سابقہ بنا کر جس میں لا ایک آزاد متغیرہ ہے کہا جاتا ہے کہ الف، لا کی تمام قیمتوں کے لئے صحیح ہے وجودی کمیت نما میں الف کا سابقہ ی لا اور متغیرہ لا ہوتا ہے اور اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ الف کا اطلاق بعض (کم از کم ایک) پر ہے۔

Quantity کمیت، مقدار

ارسطوی منطق میں کمیت کی بنا پر قضایا کی دو قسمیں ہیں کلیہ اور جزئیہ۔ کلیہ میں موضوع کی پوری تعبیر (Denotation) لی جاتی ہے (تمام انسان فانی ہیں۔) کوئی انسان فرشتہ نہیں) اور جزئیہ میں موضوع کی پوری تعبیر نہیں لی جاتی (بعض کتنے وفادار ہیں۔ بعض کتنے سفید نہیں)

Quantum کوانٹم

کوانٹم سے مراد ایٹم یا طبعی مقدار کا ناقابل تقسیم جوہر ہے اس کا تعین ریاضیاتی طریقوں سے ہوتا ہے اور پلانک (Planck) کا فارمولا اس سلسلہ میں مدد کرتا ہے۔

Quantum Mechanics کوانٹم میکانیات

اس میکانیات میں چھوٹے چھوٹے ذروں کا مطالعہ کیا جاتا ہے اس کی بنا 1924 میں لوئس ڈی بروگلی (Louis de Brogli) نے ڈالی۔ اس نے ذروں کی موجی جسمیہ (Wave Carpuscular) حیثیت کو معلوم کیا اس سائنس کو شروڈنگر (Schrodinger) اور ہائیزبرگ (Heisenberg) نے فروغ دیا۔ ذروں کی رفتار کو ٹھیک طرح سے متعین نہیں کیا جا سکتا لہٰذا یہاں پر احتمالیت اور اشاراتی اصول برتے جاتے ہیں۔ علت اور معلول کے اصول بیکار ہو جاتے ہیں۔ اس سائنس سے کئی فلسفیانہ مسائل پیدا ہو گئے ہیں۔ مثلاً موضوع اور محمول۔ علم اور خارجی حقیقت۔ اتفاق اور لزومت، جبریت اور آزادی، شواہد اور ریاضیاتی فارمولوں وغیرہ وغیرہ کے رشتے۔

کوانٹم میکانیت سے علم طبیعات میں ایک نئے باب کا آغاز ہوا ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس سے طبیعات کی کایا بدل گئی ہے۔

Quantum of Hclin عمل کا کوانٹم

ایک کلی ساکن (Universal Constant) جو کوانٹم میکانیات میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے اسے 1900 میں پلانک نے دریافت کیا۔

صغیر اور کبیر مظاہر کے درمیان یہ کلی ساکن حد فاضل کا کام دیتا ہے۔

Quaternio Terminorum مغالطۂ اطراف اربعہ

ارسطوی منطق میں قیاس کے تین حدود یا اطراف ہیں۔ حد اصغر، حد اکبر اور حد اوسط، حد اوسط دونوں مقدمات میں موجود ہوتی ہے اور حد مشترک کا کام دیتی ہے۔ اگر یہ حد مشترک نہ ہو تو کوئی نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً ان دو مقدمات سے کہ تمام انساں فانی ہیں اور سقراط ایک فلسفی ہے کیا نتیجہ نکل سکتا ہے یہاں حد مشترک نہیں پائی جاتی۔ الفاظ دیگر حدود تین کی بجائے

چار ہیں۔ اس لئے مغالطۂ اطراف اربعہ لازم آتا ہے۔ حد اوسط کی ذومعنویت سے بھی یہ مغالطۂ سرزد ہوتا ہے۔

سکنت Quiting

سکون قلب، مذہب میں اس کیفیت کو بڑی اہمیت ہے۔

قیاس Qiyas

اس سے مراد مقابلہ کرنا یعنی تمثیل (analogy) کے ذریعہ کوئی نتیجہ اخذ کرنا ہے قرآن، حدیث اور اجماع کی بنیاد پر قیاس کا استعمال ہوتا ہے۔ قیاس کی چار شرائط ہیں (1) جس اصول یا فعل کو قیاس کی بنیاد بنایا گیا ہے وہ عام ہونا چاہئے نہ کہ خاص (2) حکم کی وجہ اور سبب کا علم ہونا چاہئے (3) فیصلہ کا انحصار قرآن۔ حدیث یا اجماع پر ہونا چاہئے۔ (4) قیاس کے فیصلہ کو قرآن اور حدیث کے کسی فیصلہ کے خلاف نہیں ہونا چاہئے۔ قیاس دو طرح کا ہوتا ہے قیاس جلی اور قیاس خفی۔ قیاس جلی کی مثال قرآن شریف سے یوں دی جا سکتی ہے کہ خمر کو ممنوع قرار دیا گیا ہے لہٰذا شراب، بھنگ، چرس منع ہو گی قیاس خفی کی مثال یہ ہو سکتی ہے کہ احادیث میں آیا ہے کہ چالیس بھیڑوں میں سے ایک بھیڑ غریبوں کو دے دینی چاہئے۔ لیکن کئی غریبوں کو نقد پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

توکلیت Quietism

زندگی کا ایک مسلک جس میں زندگی کی سرگرمیوں سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ اور زندگی کے بارے میں مستقل رویہ اختیار کیا جاتا ہے۔ یہ نظریہ سترھویں صدی میں رومن کیتھولک فرقہ نے اختیار کیا۔ اس فرقہ کا عقیدہ راضی برضائے الٰہی ہر حالت میں خدا کا شکر کرنا ہے اور ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہنا ہے۔

R

تابکاری Radio activity

مختلف قسم کی اشعاع سے ایٹم کا خود بخود منتشر ہو جاتا ہے۔ تابکاری قدرتی اور مصنوعی ہو سکتی ہے۔ تابکار ہم جا (wotopes) کو تخلیق بھی کیا جا سکتا ہے۔ تابکاری کو فی زمانہ سائنس، ٹکنالوجی اور اسلحہ میں استعمال کیا جا رہا ہے تابکاری سے یہ خیال غلط ہو گیا ہے کہ ایٹم کو فنا نہیں کیا جا سکتا یا ایٹم فنا نہیں ہو سکتا۔

Alexander Nikolayevich Radishchiv,

الیگزینڈر نکولووچ ریڈسیچیو

(1749-1802) روسی مصنف اور مادہ پرست فلسفی، لیپزگ کی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ مطلق العنانی کے خلاف تھا۔ اپنے ایک خط میں لکھتا ہے کہ یہ توقع رکھنی فضول ہے کہ بخوشی کوئی آمر عوام کے حوالے اقتدار کر دے گا۔ اپنی ایک نظم میں انگریز اور امریکی انقلاب کی ستائش کرتا ہے۔ انگریز کرامول نے بادشاہ کا سر قلم کر دیا اور امریکیوں نے انگریزی نوابادی نظام سے چھٹکارا پایا۔ ریڈسیچیو کہتا ہے کہ مصیبت زدہ معاشرہ کو بغاوت کرتا ہو گا بادشاہوں سے التجائیں فضول ہیں۔ وہ کبھی عوام کا دکھ دور نہیں کرتے۔

اس نے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ جب اس نے 'سینٹ پیٹربرگ سے ماسکو تک کا سفر' لکھا تو اسے موت کی سزا دی گئی جو بعد میں جلاوطنی میں تبدیل ہو گئی۔ اس نے اپنی زندگی کا خاتمہ خودکشی سے کیا۔

نسل پرستی Racialism

رجعت پسندانہ معاشری نظریہ جس کے تحت معاشری ناہمواری اور اونچ نیچ کا جواز پیدا کیا جاتا ہے۔ نازی جرمنی میں اس نظریہ کو سرکاری حیثیت حاصل تھی۔ نازی جرمنی اپنی قوم کو برتر سمجھتی تھی اور باقی سب اقوام کو اپنے سے ادنیٰ سمجھتی تھی۔

Ramakrishna, Gadadhar Chatterji

گدادھر چیٹرجی راماکرشن

(1834-1886) ہندو ریفارمر، جو تمام دنیا کے لئے

ایک مذہب چاہتا تھا۔ اس عالمی مذہب کی تعلیمات اس نے ویدانت اور شکتی تنترا سے حاصل کیں۔ شنکر یعنی نرگن برہمن کو اصلی اور آخری حقیقت مان کر اس نے اس بات کی تردید کی کہ دنیا مایا اور جھوٹی ہے اور اسلئے معاشری فرائض ادا کرنے لازمی ہو گئے۔ رفاع عامہ کے کاموں اور دنیا کی روحانی ترقی میں کوشاں رہنا ہر انسان کا مقصد حیات ہونا چاہئے۔ اسی سے ہی کل جگ سے نجات مل سکتی ہے۔ کل جگ سے مراد موجودہ زمانہ کی مشینی زندگی ہے جس میں روپیہ پیسے کی پرستش کی جاتی ہے ہندوستان میں کل جگ کی ذمہ داری انگریزوں کی نو آبادیاتی نظام پر ہے جس سے خلاصی پانی ضروری ہے۔ راما کرشن کا خیال تھا کہ سائنس کی ترقی مذہب کے ساتھ جاری رہ سکتی ہے۔

Ramanuja رامانوج

گیارہویں صدی میں ہندوؤں کا مفکر اور ماہر دینیات' اس نے ویدانت مت کی تلقین کی اور کہا کہ دنیا اور روح دونوں ہی پرماتما کے مختلف روپ یا شکلیں ہیں۔

Ramayana رامائن

ہندوؤں کی رزمیہ نظم جو بالمیک نے لکھی۔ اس میں تقریباً 24000 اشعار ہیں۔ رام چندر اور ان کی بیوی سیتا کے سوانح حیات کو منظوم کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ اخلاقی تعلیم اور سادہ سا فلسفہ بھی موجود ہے۔

Ramzey Frank Plampton
فرانک پلمپٹن ریمزے

(1930-1903) انگریز مفکر اور ماہر ریاضیات' اس نے رسل کی شہرہ آفاق کتاب اصول ریاضیات (Principia Mathematica) میں کئی ترمیمات پیش کی۔ اس نے اپنی تحریرات اساس ریاضیات (The Foundation of Mathematics) میں احتمالیت کا موضوعی اور استقرا کا نتائیجی نظریہ پیش کیا۔ اس کے علاوہ اس نے نظریوں کا نظریہ اور علیتی قضایا کی نوعیت بیان کی۔

Ratio عقل

سینٹ اگسٹائن کے مطابق عقل کا فریضہ تمیز کرنا اور جوڑنا ہے۔ یوں عقل دانش سے کمتر ہے۔ عقل دانش سے پہلے آجاتی ہے۔ دانش کا فریضہ تدبر اور غور و خوض ہے۔ عقل سے صدق اور کذب میں تمیز ہوتی ہے اور ہیجانات پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ عقل سے تصورات حاصل ہوتے ہیں لیکن اس سے سعادت حاصل نہیں ہوتی جس کے لئے وجدان چاہئے۔

Ratio-cination استدلال منطقی

ارسطو کے نظریہ علم میں اس استدلال کو عقل کا تیسرا فریضہ کہا جاتا ہے۔ اس میں تین حدود کی ضرورت پڑتی ہے (مثال کے طور پر قیاس جس میں حدود کی تعداد نہیں ہوتی ہے)۔

Rationalisation تعقیل

نفسیات کی اصطلاح ہے۔ اس سے مراد افعال و کردار کی توجیہ یا تاویل اس طور کرنا ہے کہ ان کی چبھن دور ہو جائے اور وہ بظاہر معقول نظر آئیں۔ یہ فعل اکثر لاشعوری ہوتا ہے۔ اس سے ناآسودگی ختم ہو جاتی ہے اور انسان خود فریبی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

Rationalism عقلیت

(1) علمیات میں اس نظریہ کی رو سے کلیت اور لزومت جو صداقت کا خاصہ ہیں تجربے سے حاصل نہیں ہوتے بلکہ ان کا منبع یا تو وہبی تصورات ہیں یا ذہن کے میلانات' اس لحاظ سے عقلیت' تجربیت کے خلاف ہے عقلیت کا ظہور اس وقت ہوا جب ریاضیاتی اور منطقی صداقتوں کی چھان بین ہوئی اور ان کی بنیادوں کا کھوج لگایا گیا۔

(2) عقلیت سے مراد دنیا اور فکر کی اساس عقل قرار دینا ہے۔ نفسیات' اخلاقیات اور جمالیات کی تشریح عقلیتی بنیادوں پر کی جاتی ہے۔ مثلاً عقلی نفسیات میں ارادہ کو عقل میں تبدیل کیا جاتا ہے (سپائنوزا) عقلی

اخلاقیات میں عقل کو محرک اخلاق کہتے ہیں (ولاسٹن) اور عقلی جمالیات میں تخلیقی فن کا منبع عقل بتلایا جاتا ہے۔ بالفاظ دیگر ہر فن اور علم میں عقل کی برتری تسلیم کی جاتی ہے۔ (3) دینیات میں عقل سے مراد صرف ان عقاید کو تسلیم کرنا ہے جو سائنس اور فلسفہ کے مطابق ہوں۔

عقلی نفسیات Rational Psychology

تجربی نفسیات کے مقابلہ میں جس میں نفسی کوائف کا بیان اور ان کی تجربی تشریح ہوتی ہے عقلی نفسیات میں روح اور اس کی لافانیئت کے متعلق فلفسیانہ بحثیں ہوتی ہیں۔ آج کل یہ نفسیات مقبول نہیں۔

متعاملیت Reactology

نفس کے متعلق ایک میکانکی نظریہ۔ اس کی رو سے انسان اور حیوان کا نفس، خارجی روات عمل کے مجموعہ کا نام ہے۔ یہ نظریہ کرداریت سے ملتا جلتا ہے اور اس کی جڑیں فعلیات میں ہیں۔ اس کا بانی روسی ماہر نفسیات کے این کارنی لوو (K.N.Karnilov) ہے ملاحظہ ہو اس کی کتاب نفسیاتی نقطہ نگاہ سے انسان کے روات عمل کی حقیقت (Teaching on the Reactions of Man from the Psychological Point of Veiew)

حقائق Reals

عالم مظاہر کی تہ میں جوہری (atomic) یا احدی (monadic) ہستیاں ہیں جو ایک دوسرے پر میکانکی حیثیت سے اثرانداز ہوتی ہیں۔

حقیقیت Realism

اس نظریئے کی رو سے کلیات ویسے ہی حقیقی ہیں جیسے مادی اشیا بلکہ ان سے زیادہ حقیقی ہیں۔ اسمیت (Nominalism) کے خلاف جو مادی اشیا کو کلیات سے مقدم سمجھتا ہے حقیقت کا دعویٰ ہے کہ معاملہ برعکس ہے اور کلیات کو اولیت حاصل ہے۔ فلسفہ یونان میں افلاطون پہلا شخص تھا جس نے کلیات کو وجود اور اولیت عطا کی۔ اس کے امثال اپنی دنیا میں خودمختار ہیں اور مادی اشیا سے مقدم ارسطو نے بھی یہی خیال نظریہ صورت میں پیش کیا۔ دور وسطیٰ میں تھامس ایکوناس (Thamas Aguinas) تک افلاطون کا خیال غالب رہا۔ موجودہ دور میں۔ سی۔ ایس۔ پیٹرس (C.S.Pierce) امریکہ میں اور جی۔ ای۔ مور (G.E.Moore) انگلستان میں اس نظریئے کے حامی ہیں وائٹ ہڈ اور الیگزینڈر بھی حقیقیت پسند ہیں۔

معاشری حقیقیت Realism, Socialist

آرٹ کے متعلق انقلابی نظریہ جو بیسویں صدی میں پیدا ہوا۔ اس کا منشا مارکسی نقطہ نگاہ سے زندگی کی عکاسی کرنا ہے۔ لہٰذا اس میں کیمونسٹ آئیڈیالوجی کو آشکار کیا جاتا ہے اور محنت کشوں کی جدوجہد ظاہر کی جاتی ہے۔ اس آرٹ کا انحصار معاشری انسان دوستی۔ بین القوامیت۔ تاریخی رجائیت اور صوریت اور موضوعیت کے انکار پر ہے۔

حقیقت Reality

اس سے مراد اشیا کی اصلیت یا نوعیت ہے۔ جوہر یا ہستی۔ عارضی کے مقابلہ میں مستقل، قائم بالذات کو حقیقت کہتے ہیں۔ اسی طرح اعراض کے مقابلہ میں ضروری اور پائدار خواص حقیقت میں شامل ہوں گے۔ عموماً حقیقت کو شواہد سے الگ کر کے جو ہر لحظہ بدلتے رہتے ہیں۔ حقیقت کو بنیادی۔ غیر متغیر۔ سبب اول۔ محرک اول۔ اصل الاصول وغیرہ سمجھا جاتا ہے۔

عالم غایات Realm of Ends

اس نظریہ کی رو سے نظام کائنات کا منشا عظیم ترین غایت کا حصول ہے۔ اس غایت کا منبع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور وہی اس کے خط و خال متعین کرتا ہے۔

عقل Reason

عقل اپنے تین فرائض سے پہچانی جاتی ہے۔ (1) قبل تجربی یا وہبی تصورات کی تشکیل سے جیسے زمان و مکان کے تصورات ہیں (2) وہبی تصورات میں لازمی

تعلق پیدا کرنے سے جیسے صائب (right) فعل وہ ہے جو خیر تک لے جائے یا مثلث، تین زاویوں کی شکل ہے۔ (3) مقدمات سے نتائج تک پہنچنے سے اس میں طریقہ استقرائی یا استخراجی ہو سکتا ہے۔

Theory of Reasonable Egoism
معقول ایغویت کا نظریہ

سترہویں اور اٹھارہویں صدی میں یورپ کے روشن ضمیروں کا نظریہ، جس کے مطابق اگر معقول طریقے سے سوچا جائے تو انسان کے ذاتی اغراض اور معاشری اغراض میں کوئی تصادم ممکن نہیں۔ یہ نظریہ فیور باچ (Feuerbach)، ہال باچ (Holbach) کی اخلاقیات میں موجود ہے روشن ضمیروں کا خیال تھا کہ نجی املاک کی موجودگی میں بھی ذاتی اور معاشری مفادات میں ہم آہنگی پیدا ہو سکتی ہے گو تجارت آزاد ہو اور پرائیویٹ _ پھر بھی انفرادی اور معاشری اغراض اکھٹے چلیں گے۔ لوگوں کو بے لوث خدمت سرانجام دینی چاہیے۔ غلامی کی زنجیریں توڑنی چاہئیں اور قومی مفاد کی خاطر انقلاب برپا کرنا چاہیے۔

یہ پروگرام سرمایہ داری اور اشتراکیت کے بین بین ہے۔ لہٰذا مارکسیوں کو پسند نہیں۔

Reason & Intellect **عقل و دانش**

افلاطون، ارسطو اور کئی دوسرے فلسفیوں نے عقل و دانش میں فرق کیا ہے۔ عقل کا کام مقدمات سے صحیح نتائج تک پہنچنا ہے۔ دانش سے مظاہر کے صحیح اسباب اور ماہیت کا علم حاصل ہوتا ہے۔ کانٹ کے خیال میں شے کماہی Thinginitself کا علم عقل سے نہیں بلکہ دانش سے ہوتا ہے۔ ہیگل بھی عقل کا دائرہ کلیت اور تجریدات تک محدود کر دیتا ہے اس سے پرے دانش کو دخل ہے

Reasoning **استدلال**

(1) منطقی طرز فکر۔ مقدمات سے صحیح نتائج تک پہنچنا۔ تصورات کے مابین صحیح رشتے قائم کرنا۔ بحث و تمحیص کا معقول طریقہ (2) نفسیات میں استدلال کے متعلق کئی نظریئے موجود ہیں ایک مادی اور دوسرا غیر مادی لیکن ان سب میں چار چیزوں پر اتفاق ہے (ا) مقدمات کے بعد استدلال کا کام شروع ہوتا ہے (ب) استدلال کی چار شکلیں ہیں۔ استخراجی، استقرائی، احتمالی اور مغالطہ میں ڈالنے والی (Deceptive) (ج) استدلال کو خود اپنی صحت کے متعلق کوئی شبہ نہیں ہوتا (د) استدلال میں کسی بالا اصول کا حوالہ ضرور ہوتا ہے (3) منطق میں استدلال سے مراد وہ عمل نفسی ہے جس سے موضوع زیر بحث یا مواد پیش نظر سے کوئی نتیجہ اخذ کریں۔ ایک یا ایک سے زیادہ مقدمات سے کسی نئے قضیہ کا واضح اور صحیح طور پر اخذ کرنا استنتاج کہلاتا ہے۔ استنتاج کی دو بڑی قسمیں ہیں۔ استخراج اور استقرا، استنتاج استخراجیہ وہ ہے جس میں نتیجہ باوجود اپنی جدت کے مواد پیش نظر یعنی مقدمات سے، تعبیری لحاظ سے، آگے نہیں بڑھتا۔ لیکن اگر جزئیات سے تعمیمات کی طرف آئیں تو نتیجہ تعبیری لحاظ سے مقدمات سے وسیع تر ہوتا ہے اس استنتاج کو استقرائیہ کہا جاتا ہے۔

Receptivity **قوت درس**

نفس کے اخذیتی بالمقابلہ حرکی فرائض۔ کانٹ کے فلسفہ میں جو علم تصورات سے حاصل ہوتا ہے اس میں از خودی (spentaniety) ہے اس کے مقابلہ میں وہ علم ہے جو تحسات سے حاصل ہوتا ہے اسے درک کہتے ہیں۔ اس میں خود روی یا از خودی نہیں ہوتی۔

Receptors **دراور**

اعصاب دو قسم کے ہوتے ہیں کچھ پیغامات وصول کر کے اندر لیجاتے ہیں اور کچھ اندر کے پیغامات باہر لاتے ہیں۔ اندر لیجانے والوں کو در آور کہتے ہیں اور باہر لیجانے والوں کو بر آور

Recognition **شناخت۔ بازیافت**

حافظے کو آموزش، خازینت اور شناخت میں تقسیم

کیا جاتا ہے جب آپ کسی عظیم الشان ہستی سے متعارف ہوتے ہیں تو یہ آموزش ہے جو علم اس کے متعلق حاصل کرتے وہ ذہن میں محفوظ ہو جاتا ہے یہ خازینت ہے اور جب اس ہستی سے دوبارہ ملتے ہیں تو پرانی یادداشت تازہ ہو جاتی ہے یہ بازیافت یا شناخت ہے۔

Recommended Actions مستحب

ایسے افعال جن میں بدی کے مقابلے میں نیکی کا عنصر غالب ہوتا ہے منتخب کہلاتے ہیں۔ ان کی طرف رغبت کرنی چاہئے۔

Reduction تحویل

قیاس کی چار شکلوں میں سے ارسطو صرف شکل اول کو کامل اور منطقی حیثیت سے افضل سمجھتا تھا۔ کیونکہ قانون ارسطو کا اطلاق صاف صاف اور بلاواسطہ صرف اسی شکل پر ہوتا ہے۔ اس لئے باقی تین شکلوں کے ضروب کو شکل اول کی ضربوں میں تحویل کیا جاتا ہے۔ تاکہ ان کی صحت اور صداقت ثابت ہو سکے۔

Reducibility تحویل پزیری

منطقی اثباتیت کے پروگرام میں وحدت سائنس کی شق بھی شامل ہے۔ وحدت سائنس سے مراد یہ ہے کہ ہر سائنس کی زبان طبعیات میں تحویل ہو سکتی ہے۔ معاشریات کی زبان نفسیات کی زبان میں۔ نفسیات کی فعلیات میں۔ فعلیات کی طبعیات میں تحویل ہو سکتی ہے۔ لہٰذا بنیادی طور پر تمام اثباتی علوم میں وحدت ہے۔

قدیم منطقی اثباتیوں کا کہنا تھا کہ ہر اثباتی جملے کو تحساتی جملوں میں تحویل کیا جا سکتا ہے اور جب ان تمام تحساتی جملوں کو یکجا کر لیا جائے تو وہ تظمین و تعبیر کے لحاظ سے اثباتی جملے کے مساوی ہوں گے۔

Reducio ad absurdum

تحویل بالاستخراج الی الاستحالہ

تحویل کی دو اقسام ہیں تقسیم اور غیر تقسیم ارسطوی منطق میں عموماً تحویل منقسم کی جاتی ہے لیکن دو ضروب ایسے ہیں جہاں تحویل منقسیم کام نہیں دیتی۔ ان دو ضروب کی تحویل کے لئے نیا طریقہ اختیار کیا گیا جسے تحویل غیر منقسیم یا تحویل بالاستخراج الی الاستحالہ کہتے ہیں۔ اس تحویل کی صورت یوں ہے کہ اگر ہم اصل نتیجہ کو غلط تصور کریں تو ہمارا استدلال بالکل لغو ثابت ہو گا اور ہمیں بالآخر یہ مفروضہ ترک کرنا پڑے گا یعنی اصل نتیجہ کی صحت تسلیم کرنا پڑے گی۔

Reducio ad impossible

احالہ بہ محال

اس طریق کار میں بتلایا جاتا ہے کہ قضیہ اس لئے درست ہے کہ اگر اس کا نقیض فرض کر لیا جائے تو اس سے ناممکن یا لغو نتائج نکلتے ہیں۔

Referend مشار

احالت (reference) کا ذریعہ، مثلاً اشیائے مدرکہ کے لئے ادراک، مشار کا کام دیتا ہے۔ اشیائے مدرکہ مشار الیہ (referent) ہوں گی۔

Referent مشار الیہ

جس شے کی طرف حوالہ یا اشارہ ہو وہ مشار الیہ ہو گی مثلاً ادراک میں اشیائے مدرکہ 'مشار الیہ کہلائے گی'، بعض دفعہ جن اشیا یا واقعات کی طرف لفظ۔ جملہ یا تصدیق اشارہ کرے وہ مشار الیہ کہلاتی ہیں۔ مشار الیہ کا ایک اور مفہوم بھی ہے۔ علامت کے پیچھے جو وارده، واقعہ یا صورت حال ہو گی وہ اس کا مشار الیہ ہے۔

Reflection تفکر

لاک۔ سپائنوزا اور لائبنز کے مطابق تفکر سے مراد نفس کی وہ خاصیت ہے جس کی وجہ سے اسے اپنا اور اپنے عمل کا شعور ہوتا ہے۔ آج کل اسے مطالعہ باطن (Introspection) کہا جاتا ہے۔

مدرسیت میں تفکر کو روحانی اور غیر مادی ہستیوں کا وصف کہا گیا ہے انسانی عقل نہ صرف سرگرم کار ہوتی

ہے بلکہ اسے اپنا اور اپنی سرگرمیوں کا شعور ہے تفکر سے ہی عقل پیچھے کی طرف دوڑتی ہے اور ان جزئیات تک پہنچ جاتی ہے جن سے کلیات یا تصورات حاصل کئے گئے ہوں۔

Reflection, Theory of نظریہ تفکر

مارکیسوں نے وقوف کے متعلق مادی نظریہ پیش کیا ہے اور اس نظریہ کا اطلاق سائنس۔ ٹکنالوجی اور انضباطیات اجزا پر ہو رہا ہے اس نظریہ کی رو سے بے جان اشیا میں بھی تفکر موجود ہے۔ اور انسان کی وقوفی قابلیت کی بھی قدرتی سائنسی بنیاد ہے اس نظریہ سے ابلاغ۔ خود حرکی مشینوں اور لاسلکی میکانیات (Tele-mechanics) میں بڑی مدد ملی ہے۔

Reformation ریفارمیشن

مسیحیت میں تحریک اصلاح مارٹن لوتھر نے 1517 میں شروع کی۔ اس کا منشا کلیسا کی حاکمیت کو مسترد کرنا اور ضمیر کی طرف لوٹنا تھا۔ اس سلسلہ میں کام تو آگسٹائن نے شروع کر دیا تھا۔ لوتھر کا کہنا ہے کہ انسان کا انحصار یسوع مسیح پر ہے اور صرف ایمان ہی اسے نجات دلا سکتا ہے۔ ضمیر، عقل اور بائبل ہی صرف انسان کو چاہئیں کلیسا کے احکام کی ضرورت نہیں۔ ان تینوں کے علاوہ حب الوطنی بھی تحریک اصلاح کا خاصہ بن گئی۔ اور مسیحی ممالک نے پاپائے روم سے دامن چھڑانا شروع کر دیا۔ ایرامس (Erasmus) بھی اس تحریک کا ستون تھا۔

ریفارمیشن سے رومن کیتھولک فرقہ میں عمل تطہیر شروع ہوا جس سے ان دو فرقوں میں حد فاصل زیادہ گہری ہو گئی۔

Reformism اصلاح پرستی

یہ تحریک محنت کش طبقہ کی ہے۔ لیکن اس کے اغراض و مقاصد کمیونزم کے خلاف ہیں۔ اس تحریک کا منشا طبقاتی کشمکش، معاشری انقلاب اور پرولتاری آمریت کی نفی ہے۔ یہ لوگ جماعتی اشتراک کے خواہاں ہیں اور اصلاحات سے سرمایہ دارانہ نظام کو فلاحی بنانا چاہتے ہیں۔ یہ تحریک انیسویں صدی کے آخری ربع میں شروع ہوئی۔ اور اس کے موید بین الاقوامی معاشری جماعت اور اصلاح پسندوں کی بین الاقوامی یونین ہیں یہ لوگ کہتے ہیں کہ جدلیات کا طریق کار فرسودہ ہو چکا ہے۔ اس کی جگہ ارتقائیت کو لینی چاہئے۔ مادیت کی بنیادوں کو بھی یہ لوگ تسلیم نہیں کرتے اور نہ ہی تاریخی لزومت کو۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ کوئی ضروری نہیں کہ سوشلزم آئے۔ پھر مذہب اور سائنس میں کوئی تضاد نہیں یہ اکٹھے چل سکتے ہیں۔ نجی املاک بھی بالکل ختم نہیں ہونی چاہئیں۔ یہ تحریک مارکسیوں کو پسند نہیں کیونکہ اس کا رجحان سرمایہ داری کی جانب ہے۔ یورپی ممالک میں اور امریکہ میں جنگوں کے بعد قدرے خوشحالی آگئی۔ اس سے یہ تحریک کچھ چمکی۔ لیکن کمیونسٹ پارٹی اس رجحان کی شد ومد سے مخالفت کرتی ہے کیونکہ اصلاح پسندی متضاد عناصر کو اکٹھا کرنا چاہتی ہے جو کہ محال ہے۔ وہ عناصر ہیں نجی ملکیت اور معاشری انصاف۔ معاشری اونچ نیچ اور عام خوشحالی۔

Reichenbach, Hans ہانس رائی چن باچ

(1891-1953) فلسفی، منطقی، برلن یونیورسٹی میں طبیعیات کا پروفیسر، شروع میں اس نے جیومٹری اور طبیعیات کے علمی مسائل کا تجزیہ کیا۔ پھر اس نے سائنسی فلسفہ کی سوسائٹی قائم کی اور وی آنا سرکل کے اشتراک سے یہ سوسائٹی منطقی اثباتیت کا گہوارہ بن گئی۔ جب نازی پارٹی نے جرمنی کی عنان حکومت سنبھالی تو رائی چن باچ بھاگ کر امریکہ آ گیا۔ یہاں اس نے عیلیت اور احتمالیت کے رشتوں اور شماریاتی اور قوائی قوانین کی نوعیت کا تجزیہ کیا۔ احتمالیت کے سلسلہ میں اس کا کام بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

اس کی چند ایک تصانیف حسب ذیل ہیں۔

تجربہ اور پیش گوئی

1- Experience & Prediction

نظریہ احتمالیت
2- The Theory of Probability
جوہر اور کائنات
3 -Atoms & Cosmos

تامس ریڈ Reid, Thomas

(110-1796) سکاٹ لینڈ کا فلسفی جس نے بارکلے اور ہیوم کے خلاف فہم عامہ کو فلسفہ کی بنیاد قرار دیا۔ فہم عامہ سے مراد انسانیت کا شعور ہے۔ اس لئے ریڈ کا نام فہم عامہ کے مکتب فکر Comman Sense School سے وابستہ ہے۔

اس کی مشہور کتاب 'انسانی ذہن میں فہم عامہ کے اصول' ہے۔

An Enquiry into the Human mind on the Principles of Common sense.

رشتے Relations

مارکسیوں کے مطابق مادی دنیا کے تمام مظاہر رشتوں میں بندھے ہوئے ہیں۔ یہ رشتے ویسے ہی خارجی ہیں جیسے کہ خود اشیا یا مظاہر ہیں۔ کوئی شے رشتوں سے الگ نہیں ہو سکتی اور رشتے بھی اشیا کے رشتے ہوتے ہیں۔ مظاہر کا ارتقا اس کے رشتوں پر منحصر ہے۔ جب اشیا ترقی کرتی ہیں تو اس کے رشتے بدل جاتے ہیں۔ معاشرتی رشتوں کی نوعیت قدرے مختلف ہے۔ آدمی اپنی تخلیق کردہ اشیا' خارجی دنیا اور دیگر لوگوں سے رشتے قائم کرتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان جب دنیا کو تسخیر کر رہا ہوتا ہے تو اسے خود شعوری حاصل ہوتی ہے اور اس شعور کی بدولت وہ اپنے آپ کو اور دوسرے لوگوں کو انسان سمجھتا ہے اس سے انسان کی معاشرتی فطرت ہویدا ہوتی ہے اور ساتھ ہی معاشرتی رشتوں کے مطالعہ کی اہمیت ابھرتی ہے۔ کیونکہ انہی رشتوں سے تاریخ بامعنی بنتی ہے۔

ریاضیاتی منطق میں رشتوں کا مفہوم صفات کے خلاف ہے۔ اثنائی (dyadic) رشتوں کی 'مساوی' 'سبب' اور 'زیادہ' اور تثلیثی (Triadic) رشتوں میں حلقے میں درمیان (among) کا مفہوم آتا ہے۔ صوری منطق میں رشتوں کے اقسام اور نوعیت پر ڈی مارگن سی پرس اور ای شروڈر (E.Schroder) نے کام کیا ہے۔

تصوریتی فلسفہ میں رشتوں کی نوعیت موضوع بحث بنی ہوئی ہے۔ تصوریتی تو رشتوں کو داخلی (intrinsic) مانتے ہیں اور حقیقیتی انہیں خارجی (extrinsic) کہتے ہیں۔ مارکسیوں کے نزدیک ہر رشتہ اشیا کی طرح خارجی ہے۔

پیداواری رشتے Relations of Production

مارکسی فلسفہ میں ان رشتوں کی بڑی اہمیت ہے۔ یہ رشتے خارجی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کا تعلق انسانی شعور سے نہیں ہوتا۔ اشیا کے پیدا کرنے۔ ان کے تبادلے اور تقسیم میں یہ رشتے ابھرتے ہیں۔ ان رشتوں کی بنیاد ذرائع پیداوار کی ملکیت پر ہے۔ ان ذرائع پر ہر آدمی کا مساوی حق ہونا چاہئے اس سے اشتراک پیدا ہوتا ہے لیکن اگر یہ ذرائع چند لوگوں کے تسلط میں آ جائیں تو اس سے معاشی ناہمواری اور ناآسودگی پیدا ہوتی ہے پس ایک طرف تو اشتراک ہے جو ذرائع پیداوار پر مساوی ملکیت سے پیدا ہوتا ہے اور دوسری طرف تسلط اور غلبہ ہے جو نجی ملکیت سے پیدا ہوتا ہے۔ مارکسیوں کا نظریہ حیات اشتراکی ہے۔ وہ ذرائع پیداوار کو قومی ملکیت میں لا کر معاشی اونچ نیچ اور ناآسودگیوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔

ذہن کا اضافی نظریہ Relational Theory of Mind

اس نظریہ کی رو سے نفس کا کام بے رنگ ہستیوں یا حقائق کے درمیان رشتہ قائم کرنا ہے اور دراصل نفس انہی رشتوں کے مجموعہ کا نام ہے بے رنگ کہنے سے مراد یہ ہے کہ بنیادی حقائق نہ نفسی ہیں نہ مادی بلکہ ان

دونوں اوصاف سے معرا ہیں- ذہن ان کے درمیان امتزاج یا افتراق پیدا کرتا ہے اور ذہن انہی کے مجموعہ کا نام ہے-

اضافی Relative

کسی حد کو اس وقت اضافی کہا جائے گا جب وہ اضافت یا رشتہ ہو اور احدی قضایاتی تفاعل (مثلاً برف سفید ہے) نہ ہو- اصل نے احدی قضیایاتی تفاعل کو بھی اضافی قضایا میں تبدیل کر دیا ہے اور اس طرح قضایا کے متعلق ارسطو کا مفہوم یکسر بدل گیا ہے-

اضافیت Relativism

فلسفہ میں اس نظریہ کی رو سے صداقت کوئی مستقل، غیر متغیر، ابدی شے نہیں بلکہ یہ بدلتی رہتی ہے- ہر فرد، ہر گروہ اور ہر وقت کی اپنی صداقتیں ہوتی ہیں- جو صداقت کل صحیح تھی وہ آج نہیں اور جو آج صحیح ہے وہ کل نہیں ہوگی-

Relativism Epistemological
علمیاتی اضافیت

اس مکتب فکر کا کہنا ہے کہ علم کا انحصار انسانی ذہن، حواس اور جسم پر ہوتا ہے- لہٰذا اسے مستقل حیثیت حاصل نہیں- فلسفہ میں علمیاتی اضافیات اور موضوعیت کا چولی دامن کا ساتھ ہے- بارکلے کی تصوریت کی بنیاد علمیاتی اضافیت پر ہے-

Relativism Psychological
نفسیاتی اضافیت

اس نظریہ کی رو سے موجودہ نفسی تجربوں کی کیفیت ماضی پر منحصر ہے اور اس کے علاوہ جسم اور اس کے حواس پر- یہ خیال ونٹ (Wandt) کی نفسیات اور آج کل گستالٹ مکتب فکر میں پایا جاتا ہے-

نظریہ اضافیت Relativity Theory

یہ نظریہ زمان و مکان کا ریاضیاتی نظریہ ہے اور اس کا بانی آئن سٹائن (Einstien) ہے- اس کا کہنا ہے کہ جن امور کو کلاسکی طبیعیات نے مستقل قرار دیا تھا وہ دراصل اضافی تھے کیونکہ ان کا انحصار زمان و مکان کے محدد نظام پر ہے اور اس لئے شاہد پر بھی ہے- ان امور میں مکانی لحاظ سے دور افتادہ واردوں کی ہم وقتی، ٹھوس اجسام کی لمبائی وغیرہ شامل ہیں اور اس کے علاوہ کچھ چیزیں جو کلاسکی طبیعیات میں متغیر تھیں جیسے کہ خلا میں روشنی کی رفتار وہ نظریہ اضافیت میں مستقل حیثیت اختیار کر گئی ہیں-

مذہب Religion

مارکسیوں کے نزدیک مذہب کا کام خارجی اسباب اور قوتوں کے متعلق مضحکہ خیز نظریہ پیش کرنا ہے- اس نظریے سے زمینی طاقتیں غیر زمینی بن جاتی ہیں- یوں مذہب کا رشتہ کسی باطنی روحانی طاقت سے جوڑ دیا جاتا ہے اور اس کا جواز نفسیات سے پیش کیا جاتا ہے- مذہب سے عالمی نکتہ نگاہ پیدا ہوتا ہے اس میں عقاید رسومات اور عبادات ہوتی ہیں- بنیادی عنصر مافوق الحس ہستی پر ایمان لانا ہے مارکسیوں کا خیال ہے کہ معاشری حالات سے مذہب پیدا ہوتا ہے اس لئے اس کی ہستی عارضی اور مقامی ہے- قدیم اشتراکی نظام میں مذہب کا کام قدرت کی خوفناک طاقتوں کے سامنے انسان کی اہمیت برقرار رکھنا تھا- طبقاتی معاشرے میں مذہب کی بنیاد انسانی بے بسی اور لاچاری میں پائی جاتی ہے اور اس کا کام غریبوں اور محنت کشوں کا استحصال ہے جوں جوں علم کی روشنی بڑھتی ہے اور مارکسزم کا سائنسی فلسفہ پھلتا پھولتا ہے توں توں مذہب کی گرفت ڈھیلی پڑھتی جاتی ہے اور لادینیت اور الحاد زور پکڑتا ہے- مگر اب خود مارکسزم پر زد پڑی ہے اور کمیونسٹ ممالک میں مذاہب نئے سرے سے جڑیں پکڑ رہے ہیں-

پرومیتھی مذہب Religion, Promethean

ایک قدیم مذہب جس کی رو سے کسی گزشتہ یا موجودہ انقلابی نظریہ کو ظلم و ستم کا بہانہ نہیں بنانا چاہئے-

مذہبی قبل تجربی Religions A Pnin

اس نظریہ کی رو سے انسان میں ایک خلقی قوت موجود ہے جس کا تعلق مذہب سے ہے اور اس کے ذریعے خدا اور ماورائی طاقتوں کے متعلق سوفی صد صحیح علم حاصل ہوتا ہے۔ وجدان سے خدا کا براہ راست پتہ چلتا ہے اور عقلی اور تجربی لحاظ سے بھی خدا کا وجود برحق ہے۔ ریڈولف آٹو (Rudolph Otto) کہتا ہے کہ ذہن کی خلقی، قبل تجربی، مذہبی رجحان سے مقدس (Holy) کا غیر عقلی شعور ہوتا ہے انسان محسوس کرتا ہے کہ دنیا میں کوئی طاقت ہے جس کی ماہیت وہ سمجھ نہیں سکتا لیکن وہ ہر شے میں موجود ہے اور اس کی رہنمائی کر رہی ہے۔

نشاۃ ثانیہ Renaissance

یورپ اور خصوصاً اٹلی میں یہ دور پندرہ سے سترہ صدی عیسوی تک رہا۔ اس دور میں جاگیرداری نظام ڈھیلا پڑ گیا تھا اور بوژوا نظام قائم ہو رہا تھا۔ گو اس دور میں مدرسیت (Scholasticism) کا دور دورہ تھا۔ لیکن انسان دوست ثقافت، سائنسی ایجادات اور قدیم علوم کے احیا سے یورپ کو دینیات سے چھٹکارا مل گیا اور مدرسیت کے خلاف رجحانات پیدا ہو گئے۔ اخلاق میں رواقیت اور لذتیت میں دلچسپی پیدا ہو گئی اور فلسفہ میں قدرتی فلسفہ پر زور دیا گیا۔ گو خدا کا تصور موجود تھا لیکن مادہ پرستانہ خیالات بھی زور پکڑ گئے۔ سائنس میں تجربی ریاضیاتی طریق کار کا آغاز ہو گیا (لیونارڈی وِنسی اور گلیلیو) قدرت کے متعلق جبریت کا نظریہ تھا۔ غایت کا نظریہ مسترد ہو گیا۔ قوانین قدرت سے تجسیم (Anthropomerphism) کے عناصر بھی نکال دیئے گئے۔

پس نشاۃ ثانیہ میں دور وسطیٰ کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ دور جدید کا آغاز ہوتا ہے دینیات کی بجائے حقیقت کے بارے میں سائنسی تصورات آتے ہیں۔ اس دور میں انسان اور حقیقت میں اس کے مقام پر زور دیا جاتا ہے۔ دور وسطیٰ کے نظریئے سائنس رد کر دیئے جاتے ہیں اور فلسفہ کے لئے نئی زبان اور نئے محاورے تلاش کئے جاتے ہیں۔ کوپرنیکس، کیپلر اور گلیلیو اسی زمانہ کی پیداوار ہیں۔

چارلس رینوویر Renouvier, Charles

(1888-1903) ایک فلسفی جو لائبنز اور کانٹ سے بہت متاثر ہوا۔ اس کے فلسفہ کو نوانتقادی نظریت کہتے ہیں۔ کیونکہ اس نے تمام ماورائی ہستیوں سے جن میں مطلق، شے کماہی اور ذات شے داخل ہیں انکار کر دیا۔

نظریہ خیالات تمثیلی Representative Ideas, Theory of

اس نظریہ کی رو سے انسانی ذہن کو خارج کا علم براہ راست نہیں ہوتا بلکہ اس کا ذریعہ خیالات ہیں جو خارج کے مثل ہوتے ہیں۔ اس نظریہ کو ڈیسکارٹ نے پیش کیا۔ لاک، ہابس، میلرانچ اور بارکلے نے قبول کیا۔ آج کل کئی حقیقت پسندوں کا بھی ادراک کے متعلق یہی نظریہ ہے۔

تمثیلی حقیقیت Representative Realism

اس نظریہ کی رو سے ہمارے خیالات، خارجی دنیا کے مثل یا اس کے نمائندہ ہوتے ہیں۔ یہ جان لاک کا نظریہ ہے۔

وحی Revelation

اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے خیالات اور احکامات بندوں تک پہنچانا ہے۔ یہ ابلاغ کئی طریقوں سے ہوتا ہے مثلاً خواب، وجد، رویا پیغمبروں کے ذریعے۔ اس کی تہ میں یہ ہے کہ اللہ کی وحی غیر معمولی طریقے سے آتی ہے اور اسے عام سائنسی انداز سے سمجھا نہیں جا سکتا۔

اعادیت Revisionism

یہ رجحان مارکسیت میں انیسویں صدی کے خاتمہ پر پیدا ہوا۔ اس کا منشا مارکسیت میں تبدیلیاں پیدا کرنا

ہے اس سے بوژوا خیالات کو مارکسیت میں داخل ہونے کا موقعہ ملتا ہے۔ لہٰذا لینن اس رجحان کا سخت دشمن تھا۔ اس رجحان سے مارکسیت کے انقلاب اور پروگرام کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور سوشلزم کی قدر و قیمت میں فرق پڑ جاتا ہے۔

Revolution, Bowgeois بوژوا انقلاب

اس انقلاب کا منشا پیداواری طاقتوں اور جاگیردارانہ نظام کے تضادات کو ختم کرنا ہے۔ نو آبادیات اور ماتحت ممالک میں جو انقلابات سامراجیت اور جاگیردارانہ نظام کے خلاف رونما ہوتے ہیں وہ بوژوا انقلاب کی مثالیں ہیں۔ اس انقلاب کا اصل مقصد سرمایہ دارانہ نظام کے راستے میں جو مشکلات پیدا ہوتی ہیں انہیں دور کرنا ہے۔ معاشرے کی ساخت کو بدلنا اور اسے اشتراکی بنانا اس کے پروگرام میں شامل نہیں۔ نجی ملکیت بدستور قائم کرتی ہے۔ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ بوژوا انقلاب کئی دفعہ آئے یہ انقلاب دو قسم کے تھے ایک اعلیٰ سطح کا بوژوا اور دوسرے نچلی درجہ کا بوژوا۔ اعلیٰ سطح کے بوژوا انقلاب میں عوام کو شامل نہیں کیا جاتا اور اس کے اثرات بھی دیرپا نہیں ہوتے۔ دوسرے سطح کے انقلاب میں جسے بوژوا جمہوری انقلاب بھی کہا جاتا ہے عوام کو شامل کیا جاتا ہے۔ اس میں مزدور اور کسان شامل ہوتے ہیں۔ ان انقلابات کی قیادت بوژوا کے ہاتھوں ہوتی ہے۔

Revolution, Social معاشری انقلاب

مارکسیوں کا کہنا ہے کہ معاشری انقلاب سے پرانا فرسودہ نظام ختم ہو جاتا ہے ور اس کی جگہ ترقی پسندانہ نظام آ جاتا ہے۔ اس سے پیداواری طاقتوں اور پیداواری علائق میں ہم آہنگی پیدا ہو جاتی ہے۔ حکمراں طبقہ تو پرانے پیداواری رشتوں کی طرفداری کرتا ہے لیکن اس سے تضاد بڑھتے ہیں اور لوگوں کی بے چینی میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ تضادات بہت دور ہوتے ہیں جب پرانے پیداواری رشتوں کی جگہ نئے پیداواری رشتے قائم ہو جائیں جو ترقی پسندانہ اور کمیونسٹ طریقوں پر ہوں۔ معاشری انقلاب سے طبقاتی امتیازات مٹ جاتے ہیں۔ استحصال کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور معاشرہ سرمایہ داری سے نکل کر اشتراکیت کی جانب رواں دواں ہو جاتا ہے۔

Revolutionary Situation

انقلابی صورت حال

مارکسیوں کی رو سے انقلابی صورت حال خارجی امور کے مجموعہ کا نام ہے۔ اس سے کسی معاشرے کے سیاسی اور سماجی بحران کا پتہ چلتا ہے نیز یہ علم بھی ہوتا ہے کہ ان حالات میں معاشری انقلاب کے کتنے مواقع ہیں۔ لینن کے مطابق انقلابی صورت حال کی نشانی یہ ہے کہ حکمران طبقہ اپنا تسلط قائم نہیں رکھ سکتا۔ معاشرے میں نہ صرف عوام تنگ ہیں بلکہ خواص بھی۔ عوام کے مصائب بڑھ جاتے ہیں جن سے تنگ آ کر وہ کوئی قدم اٹھانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ انقلاب کی کامیابی صرف خارجی امور پر ہی منحصر نہیں اس کے لئے کچھ موضوعی اسباب بھی چاہئیں۔ مثلاً عوام کو جرات اور ثابت قدمی سے لڑنا ہوگا۔ اور پھر ان میں ایسی تنظیم بھی ہونی چاہئے جو نئی چالیں سوچ سکے اور قیادت کا فریضہ سرانجام دے۔

Rickert, Henrich ہین رک ریکرٹ

(1936-1863) جرمن تصوریتی فلسفی، نوکانتیت مکتب فکر کا حامی تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ مختلف علوم میں علم یا وقوف کے امکانات تلاش کرنے چاہئیں۔ فلسفہ اور تاریخ کا طریقہ کار معلوم ہونا چاہئے۔

سائنس میں دو منہاج ہیں۔ قدرتی علوم میں تو عمومی تجریدات سے بحث ہوتی ہے اور تاریخی علوم میں انفرادی تجریدات سے۔ لہٰذا قدرتی علوم میں تعلیمات وضع کی جاتی ہیں اور تاریخی علوم میں چند ایک واقعات اور اقدار کا رشتہ دریافت کیا جاتا ہے۔ یہ اقدار خود

انسان اپنے آزاد ارادہ سے بناتا ہے۔

اس کی مشہور تصنیف "فلسفیانہ طریقیات' موجودیات اور انسانیات کے اہم مسائل" ہے۔

Main Problems of Philosophical Metho-dology, Ontology and Anthropology

Right حق

اخلاقیات میں حق سے مراد وہ شے ہے جو انسان کے فائدے کی ہو اور اس کا مطالبہ بھی جائز ہو۔ لیکن یاد رہے کہ جماعتی اغراض کے لئے حقوق طلب کئے جاتے ہیں۔ اور اگر جماعت کا فلاح و بہبود کسی حق طلب کرنے سے خطرے میں پڑتا ہو تو اس حق کو طلب نہیں کرنا چاہئے بڑے بڑے حقوق میں زندگی کا حق' حق آزادی' حق مکتب' حق معاہدہ اور حق تعلیم شامل ہیں۔

Right Action عمل صائب

اگر ایک صورت حال میں کسی ایک عمل سے کوئی دوسرا عمل بہتر ممکن نہ ہو تو غایتی اعتبار سے وہ عمل صائب ہو گا۔

کچھ لوگ جن میں سی' ڈی براڈ کا شمار ہے کہتے ہیں کہ عمل صائب کی تعریف ممکن نہیں۔ اس کی نگاہ میں وہ عمل صائب ہو گا جس کا بادی النظر (Prima facie) صواب اس کے بادی النظر خلا سے زیادہ وزنی ہو۔

Right Reason عقل صحیح

رواقی کہتے تھے کہ کائنات میں قانون یا نظم موجود ہے۔ یہ عقل صحیح ہے انسانی عقل اور انسان کے افعال و کردار اسکے مطابق ہونے چاہئیں۔

Rigerism تشدد

کانٹ کہتا تھا کہ قانون اخلاق میں کوئی استثنا نہیں ہونا چاہئے اور اس کا تعلق احساسات سے بھی نہیں ہونا چاہے۔ ان دونوں وجوہات سے اخلاقی زندگی بڑی مشکل بن جاتی ہے۔

Ritschlianism رشالیت

انیسویں صدی کا مسیحی مکتب فکر جس کا بانی رشل (1889-1829) تھا۔ اس نے خدا کی ہستی کا ثبوت' مذہبی قدری تصدیقات کی بنیادوں پر مہیا کیا۔ وہ کہتا ہے کہ تصدیقات دو قسم کی ہوتی ہیں (1) اثباتی جن کا انحصار شواہد پر ہوتا ہے (2) مذہبی جو شواہد سے آزاد ہیں اور ماورائی حقائق کے متعلق ہیں۔ خدا کا ثبوت عقل' شواہد وجد وغیرہ سے نہیں دیا جا سکتا۔ خدا کا تصور ہماری مذہبی قدری تصدیقات میں موجود ہے۔ ان تصدیقات سے پتہ چلتا ہے کہ خدا کی ضرورت اس لئے ہے کہ انسان پھندوں سے آزاد ہو۔ اور ہر مصیبت کا مقابلہ جرات اور دلیری سے کر سکے۔

موجودہ دور کے خدا پرستانہ تصورات میں اقدار کا عنصر بڑا غالب ہے۔

Romance رومان

مارکسیوں کا کہنا ہے کہ رومان ایک خاص قسم کی معاشرتی' نفسیاتی اور جمالیاتی کیفیت کا نام ہے جس کا اظہار تخلیقی آرٹ میں ہوتا ہے۔ میکسم گورکی (Maxim Gorky) اس نظریہ کا حامی تھا۔ وہ کہتا ہے کہ رومان کا سرچشمہ اس حقیقت میں پایا جاتا ہے جہاں سے امرت پھوٹتا ہے۔ یہ رومان پرولتاری آزادی کے مجاہدوں اور غیر طبقاتی معاشرے کے معماروں کے جدوجہد میں موجود ہے۔ اور چونکہ سوشلسٹ جدوجہد جرات مندانہ ہے اس لئے یہ رومان انگیز بھی ہے۔ اس رومان سے نئے اور پرانے نظام کی کشمکش کا پتہ چلتا ہے اور نئے نظام کے لئے جو جوش اور ارمان ہے اس کا علم ہوتا ہے۔ اس ارمان سے فنکار کا مستقبل کے متعلق زاویہ نگاہ ظاہر ہوتا ہے۔

Romanticism رومانیت

ایک عام فلسفیانہ تحریک جسے جرمن تصوریت کی ابتدائی منزل کہنا چاہئے۔ یہ منزل کانٹ اور ہیگل کے درمیانی عرصہ میں آئی اور سن 1775ء سے 1815 تک

ہے رومانیت کا عقیدہ ہے کہ علم کا احاطہ ذات شے تک ہونا چاہئے اور حقیقت کی ماہیت رومانی ہے نہ کہ مادی' مطلق (Absolute) کے متعلق رومانیت کی رائے ہے کہ مطلق ایک تخلیقی ہستی ہے جو اظہار چاہتی ہے- ہر شے اس کا ظہور ہے اور اپنی انکمال ذات میں مصروف ہے- اس نقطہ نگاہ سے رومانی مفکر ارتقا' زندگی اور شعور کو بیان کرتے ہیں- قدرت کو مطلق کا مظہر کہتے ہیں- اور انسان میں یہی مطلق حقیقت خود شعوری کا رتبہ حاصل کرلیتی ہے-

رومانیت کا نظریہ علم وجدانی اور جذباتی ہے- وقوف کی بجائے تاثرات پر یقین کیا جاتا ہے اور عقل کی بجائے وجد اور کشف کا سہارا لیا جاتا ہے-

Romantic School رومانی مکتب فکر

اٹھارویں اور انیسویں صدی میں جرمنی کا مکتب فکر- جس کی اساس رومانیت میں تھی- اس مکتب فکر میں کئی ادیب اور فلسفی شامل تھی فلسفیوں میں شیلنگ (Schelling) اور شیلیز میکر (Schleiermacher) کے نام قابل ذکر ہیں- یہ لوگ روشن ضمیری کی عقلیت کے دشمن تھے- اس عقلیت کو بے روح عقلیت کہتے تھے- اور اس کے خلاف وجد اور جذبات کی تعریف کرتے تھے کیونکہ ان کے ذریعہ قدرت کے اسرار و غوامض کا پتہ چلتا ہے- ان لوگوں کا کہنا ہے کہ عقل سے تو محدود اور نامحدود کے تضاد پیدا ہوتے ہیں اور نامحدود تک رسائی نہ ہونے کے باعث محرومیوں کا احساس ہوتا ہے- نامحدود تک پہنچنے کے لئے جمالیاتی تخلیقی کام اور مذہبی تجربے کی ضرورت ہے-

Romero, Francisco فرانسسکو رومیرو

جنوبی امریکہ کا فلسفی' اس کا فلسفہ تین موضوعات پر مبنی ہے- 1- مشکوکیات (Problematics) رومیرو چاہتا ہے کہ نظریہ سازی کی خاطر حقائق کو نظرانداز نہیں کرنا چاہئے- (2) نظریہ کائنات' پرانے اور فرسودہ نظریئے چھوڑ کر (ان نظریوں میں ارتقائیت' میکانیت اور عقلیت کا شمار ہے) نیا نظریہ جسے رومیرو ترکیبیت (Structuralism) کہتا ہے اختیار کرنا چاہئے- (3) شخصیاتی فلسفہ' ماورائی حقیقت شخصیت کی حامل ہے اور اس کا اظہار دنیائے اقدار اور تاریخ میں ہوتا ہے-

رومیرو نے کئی کتابیں لکھی ہیں-

Roscelin, Joane جون روسیلن

(1050-1112) فرانسیسی مفکر جس نے انسلم (Aslem) اور ابی لارڈ (Abelord) سے ٹکرلی- اور اپنے نظریہ تثلیث کی خاطر تکالیف سہیں- وہ کہتا تھا کہ تثلیث کے تینوں خدا الگ الگ ہیں یہ عقیدہ کلیسا کو پسند نہ تھا- اس لئے اسے مجبور کیا گیا کہ اپنے عقیدہ کی تردید علے الاعلان کرے اسمیت (Nominalism) کا بانی تھا اور کہتا تھا کہ کلیوں کا وجود نہیں ہوتا یہ صرف نام یا اسم ہیں وجود تو جزئیات کو حاصل ہے-

Ross, David ڈیوڈ راس

(1877-1940) سکاٹ لینڈ کا فلسفی' اڈنبرا کی یونیورسٹی میں تعلیم پائی- اکسفورڈ کا وائس چانسلر رہا ہے- فلسفہ میں ارسطوی محقق کے حیثیت سے اسے شہرت حاصل ہے- ارسطو کی کئی تصانیف کے اس نے ترجمے کئے اور شرحیں لکھیں- مثلاً ارسطو کی مابعد الطبیعیات اور اخلاقیات کا ترجمہ اس نے خود کیا اور مابعد الطبیعیات اور طبیعیات پر خود شرحیں لکھیں-

اخلاقیات میں اس کا نقطہ نگاہ وجدانیتی تھا- اس سلسلہ میں اس کی دو تصانیف ہیں-

1-The Right & the Good صائب و خیر
2-Foundations of Ethics اساس اخلاقیات

Rousseau, Jean Jacques جین جیکس روسیو

(1712-1779) سوئٹزرلینڈ کا باشندہ' فلسفی' ماہر معاشرات' ماہر جمالیات اور ماہر تعلیم تھا- خدا اور روح کی لافنائیت کا قائل تھا- اس کا نظریہ علم تحساتی تھا- وہ کہتا تھا کہ اخلاقی تصورات خلقی ہیں- معاشرات

میں اس کا موقف جاگیردارانہ نظام کے خلاف تھا۔ بورژوا جمہوریت کا حامی تھا۔ نجی املاک کا مخالف بھی تھا اور حامی بھی۔ موجودہ دور کی تہذیب پر سخت نکتہ چینی کرتا تھا اور اسے تمام برائیوں کی جڑ کہتا تھا۔ اس لئے وہ چاہتا تھا کہ قدیم ماضی کی طرف لوٹا جائے اور سادہ زندگی بسر کی جائے۔ اس کی کتاب ایملی (Emile) نظریہ تعلیم پر قابل قدر تبصرہ ہے عمرانی معاہدہ (Social Contract) میں روسو نے پرانے سیاسی تصور کو احیا بخشی ہے اور اس میں نئے جمہوری خیالات داخل کر دیئے ہیں۔

Royce, Josioh **جوشیو رائس**

(1916-1855) امریکی فلسفی، تصوریت پسند، انسانی ذہن کو مطلق کا مظہر کہتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ انسان کا محدود ذہن صرف مطلق میں تشفی پا سکتا ہے۔ انسانی ذہن وسیع سے وسیع تر ہوتا جاتا ہے وہ مطالب و مفہوم کا بھی متقاضی ہے۔ اس لئے اسے مطلق حقیقت چاہئے جو تمام اغلاط کو صحیح کر دے اور ہر قسم کا نقص دور کر دے۔ گو انسانی ذہن، مطلق کا مظہر ہے لیکن اسے خود مختار حیثیت حاصل ہے۔ اسی طرح گو مطلق نامحدود اور محیط کل ہے لیکن مکمل اور بند ہے اور گو اس میں اغلاط برائیاں۔ گناہ اور ابتلا ہیں لیکن مطلق پھر بھی کامل ہے۔ کیونکہ ان سب پر غلبہ پانا اس کے کمال میں شامل ہے۔ مطلق ایک زمانی حقیقت ہے لیکن اس کے باوجود ماضی۔ حال اور مستقبل کے امتیازات اس کی ذات میں کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔

انسان کا ارادہ اور عقل صرف مطلق میں تسکین پاتے ہیں۔ لٰہذا ہماری اخلاقی زندگی کو مطلق سے ہم آہنگ ہونا چاہئے اسی کا نام وفاداری (Loyalty) ہے۔ اس کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

فلسفہ کا مذہبی پہلو

1-The Religious Aspect of Philosophy

جدید فلسفہ کی روح

2-The Spirit of Modern Philosophy

فرد اور کائنات

3-The World & the Individual

جدید تصوریت پر لیکچر

4-Lectures on Modern Idealism

Ruh al-Hayawani **روح الحیوانی**

حیوانی جسم میں لطیف قسم کا مادہ ہے اس سے حیوانات حرکت کرتے اور تحسات وصول کرتے ہیں۔ یہ روح تمام حیوانات میں موجود ہے۔ اس کا تعلق عمل انحضمام سے ہے۔

Rural Commune **دیہاتی پرگنے**

قدیم اشتراکی نظام کے خاتمہ پر دیہاتی پرگنے شروع ہوئے۔ یہ ایک قسم کی اقتصادی تنظیمیں تھیں۔ جن کی بنا قرابتداری پر نہیں تھی۔ اس کے عناصر دو تھے 1- تمام ذرائع پیداوار نجی ملکیت میں تھے۔ پیداوار انفرادی تھی اور اس پر قبضہ بھی انفرادی تھا۔ 2- کھیتوں' چراگاہوں' جنگلوں پر اجتماعی قبضہ تھا۔ تمام لوگ ان پرگنوں کے ممبر ہوتے تھے۔

Ruskin, John **جان رسکن**

(1900-1819) انگریز نقاد اور ماہر جمالیات۔ نقطہ نگاہ تصوریتی تھا۔ اس نے اپنے زمانہ کی بورژوا سوسائٹی پر کڑی نکتہ چینی کی اسے کاسہ لیس (Parasite) اور بداخلاق کہا۔ جنگوں کا سبب سرمایہ دارانہ نظام کو قرار دیتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ تعلیم اور اخلاقی اصلاح سے برائیاں معاشرے سے دور ہو سکتی ہیں۔ اس سلسلہ میں آرٹ کو بڑی اہمیت ہے۔ حقیقت' مکمل حسن ہے۔ اس حسن کی نقاب کشی آرٹ کا فریضہ ہے اس آرٹ سے اخلاقی بلندی آتی ہے۔ تصانیف حسب ذیل ہیں۔

جدید مصور — 1-Modern Painters

وینس کے پتھر — 2-The Stones of Venice

آرٹ پر لیکچر — 3-Lectures of Art

انگلستان کا آرٹ 4-The Art of Enqland

برٹرینڈ رسل Russell, Bertrand

(-1872) انگریز مفکر، فلسفی، ماہر منطق و ریاضیات، عالمی شہرت کا مالک، اس کے فلسفہ کے دو مستقل عناصر ہیں ایک ریاضیاتی منطق اور دوسرا فلسفہ کا سائنسی طریق کار- اس نے وائٹ ہڈ کی رفاقت میں اصول ریاضیات (Principia Mathematica) تین جلدوں میں لکھا- اس کا مقصد یہ ثابت کرنا تھا کہ ریاضیات کا منبع چند منطقی علامتیں بھی ہیں- گو اس پروگرام میں کئی رخنے ہیں لیکن اس پرگرام کو عملی جامہ پہناتے وقت جو تکنیک رسل نے وضع کیں وہ بڑی سودمند ہیں- اسی طرح گو فلسفہ میں اس نے کبھی حقیقیت، کبھی اثباتیت اور کبھی کرداریت کا موقف اختیار کیا لیکن بہت مجموعی اس کا تعلق کبھی بھی سائنسی طریق کار سے منقطع نہیں ہوا-

وہ بیشمار کتابوں کا مصنف ہوا- اس کی سو سالہ زندگی دنیا کی ایک صدی کی تاریخ ہے-

گلبرٹ رائل Ryle, Gilbert

(-1900) انگریزی فلسفی، لسانیاتی فلسفہ کا ماہر، اکسفورڈ یونیورسٹی میں پروفیسر رائل کہتا ہے کہ فلسفہ کا کام ان مسائل کو حل کرنا ہے جو ذرائع علم کو صحیح طور پر نہ سمجھنے سے پیدا ہوتے ہیں- کئی غلطیاں صرف و نحو سے پیدا ہوتی ہیں اور ان سے اغلاط مقولات (Errors of Category) سرزد ہوتے ہیں- اپنی کتاب تصور ذہن (The Concept of Mind) میں ذہن کی تشریح کرتے ہوئے کرداریت کے قریب آ جاتا ہے-

S

سابق Sabiq

سابق سے مراد محب ہے یا وہ شخص جو عبادت میں لذت حاصل کرتا ہے یا وہ شخص جو خدا کو کبھی نہیں بھولتا- یہ لوگ یعنی سابق حقیقی معنوں میں صوفی ہیں- حضرت شہاب الدین سہروردی کا خیال ہے کہ جو لوگ محب ہوتے ہیں وہ نفس امارہ سے چھٹکارہ حاصل کر لیتے ہیں لیکن دل کے غلام بن جاتے ہیں- جب صوفی محبوب بن جاتا ہے تو وہ نفس امارہ اور دل دونوں سے چھٹکارا حاصل کر لیتا ہے- اسی لئے بعض صوفی اپنے آپ کو دلہن اور معبود حقیقی کو دولہا کہتے ہیں-

صداقات Sadaqat

صداقات سے مراد وہ ٹیکس ہیں جو ازروئے قرآن آٹھ مدات پر خرچ ہونے چاہئیں- یہ غریبوں، ناداروں، مسافروں، سرکار کا مالیہ وصول کرنے کے ملازمین کے لئے، غلاموں کو آزاد کرنے کے لئے، مقروضوں کا قرضہ ادا کرنے کے لئے، اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے لئے ٹیکس لگایا جاتا ہے اس کے علاوہ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کی خوش سگالی ضروری ہوتے ہیں جن کی خوش سگالی ضروری ہوتی ہے اس امر کے لئے بھی صدقات کو خرچ کیا جا سکتا ہے-

سالک Salik

اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو کوشش کرتے ہیں ریاضتیں کرتے ہیں لیکن کشف حاصل نہیں ہوتا- یہ لوگ زہدو تقویٰ کے مالک ہوتے ہیں لیکن بدقسمتی سے مقام کشف تک نہیں پہنچ پاتے-

Saint-Simon Claude-Henri, Count De

کلاڈ ہنری کونٹ ڈی سینٹ سائمن

(1740-1825) فرانسیسی مفکر، ماہر معاشریات، فرانسیسی انقلاب کا سرگرم کارکن تھا- امریکہ کی جنگ آزادی میں بھی شریک تھا- مادہ پرست تھا اس لئے خدا پرستی اور تصوریت کا دشمن تھا- ہر شے کو قانون کے تحت سمجھتا تھا اور تاریخ کو بھی قانون علت و معلول کی کڑی خیال کرتا تھا- وہ کہتا تھا کہ جیسے طبعی علوم سے

انسانی ترقی ہوتی ہے ویسے ہی تاریخ بھی معاشرے کو آگے لی جاتی ہے۔ تاریخی ترقی کے محرکات سائنس۔ اخلاق اور مذہب ہیں۔ تاریخ تین ادوار سے گزرتی ہے دینیاتی (Theological) مابعد الطبیعیاتی (Methaphynial) اور اثباتی (Positive)۔ جب معاشرہ ایک دور سے گزر کر دوسرے دور میں آتا ہے تو ترقی کرتا ہے۔ مستقبل کا معاشرہ سائنس پر مبنی ہو گا اس میں بڑی بڑی صنعتیں ہوں گی۔ طبقاتی امتیازات ور نجی ملکیت رہے گی۔ ہر آدمی کے لیے کام ہو گا۔ اور انسان کی حکمرانی انسانوں کی بجائے اشیا اور ان کی پیداوار پر ہو گی۔

Sakti **شکتی (سنکرت)**

عورت کی طاقت اور قوت' مادہ کی تولیدی طاقت' کچھ مذاہب اسے کسی دیوتا کی بیوی سمجھ کر یعنی دیوی خیال کر کے اس کی پرستش کرتے ہیں۔

Samadhi **سمادھی (سنکرت)**

یوگا ریاضتوں کا آخری مرحلہ۔ اس مرحلہ پر انسان اپنی شخصیت کھو کر دھیان (meditation) میں گم ہو جاتا ہے اور آنند یا سرور پالیتا ہے۔ اس سرور کی حالت کو مکش کہا جاتا ہے۔

Same and Other **عین و غیر**

فلسفہ میں بڑا پرانا مسئلہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ آیا حقیقت کی توجیہ ایک اصول کی بنا پر کی جا سکتی ہے یا ایک سے زیادہ اصولوں پر۔ پہلی صورت میں وحدیت (Monism) اور دوسری صورت میں کثرتیت (Pluralism) لازم آتی ہے۔ حقیقت میں یہ سوال وحدت اور کثرت کا ہے۔

Samuel Alexander **سیموئل الیگزینڈر**

(1859-1938) انگریز مفکر جس نے غیر نفسی (Non -phsychic) نو حقیقی (Neo- Realist) مابعد الطبیعیات پیش کی اس نے بروج (Emergence) کو فلسفیانہ اصول مانا۔ اگرچہ اس کی تحقیق استخراجی تھی لیکن اس کا طریق کار تجربی تھا۔ اس نے Realism (حقیقت) کو مادیت کی شکل دے دی۔ قوانین قدرت تو اٹل اور مطلق ہیں لیکن اشیا کے خواص غیر مطلق اور غیر معین ہیں۔ قدیم سائنس اور فلسفہ میں کائنات کا جوہر' مادہ اور حرکت کہا گیا تھا لیکن آئن سٹائن کے بعد یہ رتبہ غیر منقسم زماں مکاں کے ہاتھ آگیا۔

الیگزینڈر خیال کرتا ہے کہ ہر صفت زماں و مکاں سے بروج کے اصول پر ہویدا ہوتی ہے۔ مثلاً اعصابی نظام سے نفس 'بروج' کرتا ہے۔ علم کے دو اقسام ہیں ایک میں موضوع اور معروض کی تمیز ہے دوسرے میں نہیں۔ ہر منزل کے لیے دوسری ارتقائی' منزل الوہیت کا درجہ رکھتی ہے۔ زماں' مکاں کے لیے نباتات' نباتات کے لیے حیوانات اور حیوانات کے لیے انسانیت الوہیت ہیں۔ انسانیت کے بعد بھی الوہیت آئے گی اس کے آثار موجود ہیں۔ یہ خیالات اس کی کتاب (Space Time & Diety) میں پائے جاتے ہیں۔

Sanctions, Moral **تکالیف اخلاقیہ**

علم قانون میں تکالیف سے مراد وہ اذیتیں ہیں جو قانون شکنی سے مجرم کو پہنچتی ہیں۔ لیکن علم الاخلاق میں تکالیف سے مراد وہ تمام محرکات ہیں جو انساں کو اپنے فرائض ادا کرنے پر آمادہ کریں۔ بینتھم (Benthem) اس سلسلہ میں چار تکالیف بیان کرتا ہے۔ ان تکالیف کی بدولت نہ صرف انسان بااخلاق رہتا ہے بلکہ اخوانیت کو انفرادیت پر ترجیح دیتا ہے۔ یہ تکالیف طبعی' سیاسی' اخلاقی اور شرعی ہیں۔ اکثر لوگ اس لیے نیک رہتے ہیں کہ وہ قدرت کے انتظام سے ڈرتے ہیں یا جیلوں سے خائف ہیں۔ یا سماجی اور مذہبی سزاؤں سے بچنا چاہتے ہیں۔

ان تکالیف کو خارجی سمجھ کر مل (Mill) نے ایک اندرونی تکلیف ضمیر کی شکل میں داخل کر دی۔ ضمیر کی ملامت سے بھی بعض لوگ گناہ سے باز رہتے ہیں۔

Sankhya **سنکھیا (سنکرت)**

قدیم ہندو فلسفہ کا ایک بڑا مکتب فکر' اس میں

کائنات کے دو مستقل عناصر کا ذکر آتا ہے مادی جسے پراکرتی کہتے ہیں اور روحانی جسے پرس کہا جاتا ہے۔ یہ پرس نہ تو خدائے خالق ہے اور نہ ہی عالمگیر روح۔ یہ تو ایک ابدی، غیر متغیر شعور ہے جو اس شے کی زندگی متعین کرتا ہے جس میں یہ حلول کر جائے اور مجموعی طور پر کائنات کی ارتقاء کا باعث بنتا ہے۔ پراکرتی میں ہمیشہ تبدیلیاں آتی رہتی ہیں اس کے تیں صفات ہیں پاکیزگی (Satava) جمود (Tamas) اور فعلیت (Rajas) جب ان میں ہلچل آتی ہے تو پرس کی مدد سے دنیا میں گوناگوں اشیا پیدا ہوتی ہیں۔ ہرذی حیات شے میں پرس اور پراکرتی ہوتے ہیں۔ پرس میں عقل، حواس اور جذبات اور پراکرتی ہیں مادہ یعنی گوشت پوست ہوتا ہے۔ مادہ تو موت کے وقت فنا ہو جاتا ہے البتہ پرس آواگون کے چکر سے نجات پا کر قائم رہتا ہے۔

San piao سن پیاؤ (چینی)

استدلال کے تین قوانین 1- وجہ یا اساس۔ جسے پرانے دانشمندوں کے اقوال و اطوار سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ 2- پھر مشاہدہ، تجربہ، دیکھ بھال ہونی چاہئے یعنی موجود لوگوں کے تجربات سے فائدہ اٹھانا 3- پھر اس کا اطلاق۔ یعنی یہ دیکھنا کہ آیا اس سے لوگوں کی بہبود اور مسرت میں اضافہ ہوتا ہے یا نہیں۔

Santayana, George جارج سنتیانا

(1972-1863) امریکی مصنف، فلسفی، اقتصادی حقیقت کا پیرو۔ وہ کہتا ہے کہ شعور مسخ کرنے کی بجائے حقیقت کو اشکار کرتا ہے۔ اسے سے بے شمار ہستیوں (essences) کا پتہ چلتا ہے۔ ان ہستیوں کی ماہیت افلاطونی امثال سے ملتی جلتی ہے یہ اپنی ذات میں قائم و دائم ہیں۔ کچھ تو ہستیاں انسانی ذہن میں آجاتی ہیں اور کچھ مادے میں جاگزین ہو جاتے ہیں جہاں انہیں ٹھوس وجود حاصل ہو جاتا ہے۔ ان ہستیوں کو عقل سے ثابت نہیں کیا جا سکتا لیکن ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ سنتیانا اس ایمان کو حیوانی ایمان (Animal faith) کہتا ہے۔ مادے کا اپنا الگ خود مختار وجود ہے۔ اس کے قوانین مقصدی نہیں بلکہ علیتی ہیں۔ نامیاتی اجسام میں مادہ شعور حاصل کر لیتا ہے۔ اس میں خواہش پیدا ہوتی ہے جو سچائی۔ خیر اور حسن کی تخلیق کرتی ہے۔ علم کی خواہش سے سائنس اور معاشری تناسب اور حسن کی خواہش سے اخلاق، آرٹ، شاعری اور مذہب جنم لیتے ہیں۔

یہ خواہشات کبھی اپنے دائرے سے بھٹک جاتی ہیں اور انتشار پیدا کرتی ہیں۔ فلسفہ کا کام ہے کہ انکا دائرہ متعین کرے اور انتشار رفع کرے۔ اس سے فنکاروں، سائنس دانوں، فلسفیوں، ماہرین دینیات کے آپس کے تضاد ختم ہو جائیں گے۔ اور علم میں ہم آہنگی پیدا ہو گی۔

اس کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

1-Sence of Beauty احساس حسن

شاعری اور مذہب کی تشریح

2-Interpretation of Poetry and Religian

میدان عقل پانچ جلدوں میں

3-Life of Reason(5Vols)

4-Winds of Doctrine عقائد کی فضائیں

جرمن فلسفہ میں خود غرضی

5-Egotism in German Philosophy

تشککیت اور حیوانی ایمان

6-Septicism Animat Faith

وجود کی قلمرو۔ 4 جلدوں میں

7-Realms of Beuny4vols

طاقتیں اور غلبہ

8-Domination and Powers

Sarasvati, dayananda سرسوتی دیانند

(1883-1824) ہندوؤں کا مفکر اور ریفارمر۔ آریہ سماج کا بانی۔ ہندوؤں کے قدیم مذاہب کا احیا چاہتا تھا

اور دیدوں کی طرف لوٹنے کی تلقین کرتا تھا۔ اس نے اقسام پرستی۔ توہمات۔ پرانی فرسودہ رسوم۔ بت پرستی اور برہمنوں کے تسلط کے خلاف مہم چلائی۔ سائنسی تعلیم کا حامی تھا لیکن کہتا تھا کہ ہر قسم کے علم کا منبع وید ہیں۔ خود ویدانت مت کا حامی تھا اور اس کی بنیادوں پر ہندوؤں کے چھ مکاتیب فکر میں مفاہمت پیدا کرنا چاہتا تھا۔ ہندوستان کی آزادی کا حامی تھا۔ مسلمانوں کا سخت دشمن تھا۔ اس کی مشہور کتاب ستیارتھ پرکاش ہے۔

ژاں پال سارترے Sartre, Jean-Paul

(1905) فرانسیسی مفکر اور ادیب، لادینی وجودیت کا علمبردار۔ تعلیم پیرس میں پائی اور پھر ہیور Havre میں پڑھانا شروع کیا۔ بعد میں برلن کی انسٹیچوٹ فرنکیس (Institut Francais) میں چلا گیا اور لیسی کنڈورسٹ (Lycu Condercet) کا سٹاف ممبر ہو گیا۔ یہاں سے اس نے 1942ء میں استعفیٰ دے دیا تاکہ یکسوئی سے اپنی ادبی سرگرمیاں جاری رکھ سکے۔ 1939 سے 1941 تک یعنی دو سال کے لئے فوج میں ملازم رہا اور نو مہینے جرمنوں کی قید میں گزارے۔ رہائی کے بعد 1941 سے 1944 تک مزاحمتی تحریک کا سرگرم رکن رہا۔ 1945ء سے Les Tempsmodernes ایک ماہنامہ کا ایڈیٹر ہے۔

فلسفہ میں اس کے خیالات کی تشکیل ہیڈیگر۔ ہرل اور ڈیسکارٹ کے زیر اثر ہوئی۔ ڈیسکارٹ کا فلسفہ شک پر مبنی ہے اور شک کو دور کرنے کی کوشش میں اسے دو ہستیوں کا پتہ چلا ایک جسم اور دوسرے نفس کا جو ایک دوسرے کے متضاد صفات کے حامل ہیں۔ ڈیسکارٹ کی طرح سارترے کو بھی اپنے شعور کا یقین ہے۔ لیکن خارجی کائنات جس میں اشیا اور انسان شامل ہیں اور جو انسان کے لیے اجنبی حیثیت رکھتے ہیں۔ شعور کے لئے ضروری ہیں۔ شعور اپنی ذات میں بالکل کوری ہے۔ ان کا وجود جوہر پر مقدم ہے۔ پس شعور کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک اپنے آپ میں (In itself en soe) جو ہر لحظہ بدلتی ہے اور دوسرا اپنے لئے (Fevitself Pour sau) جو پائدار، مستقل اور جامد ہے۔ چونکہ میرا شعور شروع میں بالکل کورا ہے لہٰذا وہ مکمل طور پر ارادہ ہے۔ ہر انسان دو حیثیتوں سے زندہ ہے ایک شعور اور دوسرا جسم یعنی (ensoe) اور (Pour sae) سے۔ ان دونوں کے درمیان کوئی رابطہ نہیں۔ اس سے ذہنی اور جسمانی خرابیاں واقع ہوتی ہیں۔ عام انسانوں کو تو ایک طرف رہنے دیں عشق میں بندھے ہوئے لوگ بھی ایک دوسرے پر قبضہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک میزو کی (Masochist) ہوتا ہے اور دوسرے سادی (Sadist)۔ وہ ایک دوسرے سے ہم کلامی نہیں کرتے بلکہ ایک دوسرے کے وجود پر تسلط حاصل کر کے ایک دوسرے کی شخصیت کو تباہ کرنے کے درپے ہیں۔ ہم ایک دوسرے کو (Pour soi) یعنی اشیا بنا رہے ہیں۔ لیبل سے بھی یہی ہوتا ہے جب کسی کو فلسفی، ادیب، سائنس دان وغیرہ کا لیبل لگا دیا جاتا ہے تو وہ شخص بحیثیت لیبل کے رہ جاتا ہے اس کی اصلیت گم ہو جاتی ہے اور وہ شخص بد ایمانی (Bad faith) میں زندگی گزارتا ہے۔ یہ شخص دنیا میں موجود ہے لیکن اپنے آپ سے گریز کرتا ہے فیصلہ نہیں کرپاتا اور تبدیلی سے گھبراتا ہے۔ بعض اوقات عصبانی ہو جاتا ہے۔ ایسی زندگی انتشار اور ابتلا کا پیش خیمہ ہے۔ اصلی زندگی اس کے بعد شروع ہوتی ہے۔ یہ زندگی آزادی کی ہوگی لیکن آزادی سے مراد کائنات کی حقیقت اور اس میں اپنا مقام پہچاننا ہے۔

سارترے نے اب کوشش کی ہے کہ وجودیت اور مارکسیت میں مفاہمت پیدا کرے۔ وہ خود مارکسی ہو چکا ہے لیکن اس کی مارکیست نئی قسم کی مارکیست ہے۔ دوسری عالمی جنگ میں سارترے فرانس کی مدافعتی تحریک میں شریک تھا وہ فسطائیت (Fascism) کے خلاف ہے اور عالمی امن کے لئے کوشاں ہے۔ عالمی امن کونسل (World Peace Council) کا ممبر ہے۔ اس کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

ہست اور نیست
1-Being & Nothingness
تخیل کی نفسیات
2-The Psychology of Imagination
وجودیت اور انسان دوستی
3-Existentialism & Humanism
4-Bandelairi باڈی لیر
5-What is Literature ادب کی حقیقت
ادبی اور فلسفیانہ مضامین
6-Literary & Philosophical Essays

اس کے علاوہ سارترے کے کئی ناول اور ڈرامے ہیں-

Satisfaction رضا

صوفیوں کی اصطلاح میں رضا سے وہ حالت مراد ہے جب آدمی ہر حالت میں قانع رہتا ہے اور خدا کا شکر ادا کرتا ہے- اس حالت پر پہنچنا فضل ربی ہے کسب سے حاصل نہیں ہو سکتی-

Scepticism ارتابیت

1- علم محدود ہے یقینی- قطعی اور شک و شبہ سے پاک علم محال اور ناممکن ہے- علم خواہ سائنس کے متعلق ہو یا فلسفہ اور مذہب کے متعلق اس کی حقیقت ظنی اور احتمالی ہے

2- ارتابیت ایک طریقہ ہے جس سے یقینی علم تک پہنچا جا سکتا ہے یعنی ہر شے کو اچھی طرح سے پرکھا جائے اگر شہادت ناکافی ہو تو حکم سے احتراز کیا جائے جب شواہد تسلی بخش مل جائیں تب قابل اعتماد اور حتمی علم تک رسائی ہو سکتی ہے-

3- تمام اقدار اضافی اور انفرادی ہیں- کوئی قدر ابدی اور عموی نہیں-

4- ارتابیت سے احتیاط بھی مراد لی جاتی ہے یعنی جلد بازی میں تعمیمات وضع نہیں ہونی چاہئیں- ہر منزل پر چھان بین اور تحقیق کرنی چاہیے تب کوئی نتیجہ ملے گا جو اعتماد کے قابل ہو-

5- ایک زندگی کا رویہ جو ہر انسان کو شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ہر انساں کو خود غرض سمجھتا ہے-

جب پرانے اقدار فنا ہو رہے ہیں اور نئے اقدار نے ابھی جنم نہ لیا ہو تو ارتابیت کا دور آتا ہے فلسفہ میں یہ دور کئی بار آیا اور غالباً کوئی زمانہ ایسا نہیں آیا جس میں ارتابیت پسند فلسفی نہ رہے ہوں-

Scheler, Max میکس شیلر

(1928-1874) جرمن فلسفی' ہسرل کا پیرو' مظہریت کا امام' دوسرے مظہریتی مفکروں کی طرح وہ اشیا اور نفسیاتی تجربوں کے مابین حقیقی اتحاد اور توافق دیکھتا ہے- لیکن اس کی نظر زیادہ بالغ اور وسیع تھی- اس نے وجود کی قدری صفات کی تشریح کی- ہیجانی کیفیات مثلاً عشق اور کینہ کی وضاحت کی- اس نے شخص کی تعریف کی- انفرادی اشخاص سے بالا کسی شخص کی نشاندہی کی- اس نے خلقیہ (ethos) کو ترجیحی اقداری نظام قرار دیا علم کی معاشریات کو الگ مضموں کی حیثیت دی اور فلسفیانہ انسانیات کی بنیاد رکھی جرمن زبان میں اس کی کئی تصانیف ہیں-

Schelling, Friedrich Wilhelm Joseph Von

فریڈرک ولہلم جوزف وان شیلنگ

(1854-1754) جرمن فلسفی' تصوریت کا علمبردار' برلن' جینا میں پروفیسر' میونچ کی سائنس اکیڈمی کا ممبر- اس کا کہنا ہے کہ مطلق حقیقت میں موضوع اور محمول ایک ہو جاتے ہیں اور یہ کیفیت تعقلی وجدان میں حاصل ہو جاتی ہے- ایسے ہی روح اور فطرت مل کر عضویہ کی شکل اختیار کر لیتی ہے اس عضویہ میں فطرت تو حرکی روح ہے اور روح غیر مرئی فطرت- آزادی اور جبریت بھی ایک ہی حقیقت کی دو مختلف شکلیں ہیں- فلسفہ میں روح کی زندگی بیان ہوتی ہے- یہ زندگی نظری' عملی اور جمالیاتی پہلوؤں میں عیاں ہے- فلسفہ اس کائناتی روح کی نشاندہی کرتا ہے جو ہر شے میں موجود

ہے۔ یہ فلسفہ ہمہ اوست کا ہے اس میں احدیت بھی ہے اور جمال، فن میں آزادی اور جبریت کا اظہار ہوتا ہے حسن سے 'لامحدود' محدود میں سما جاتا ہے۔ تاریخ میں مطلق حقیقت کا اظہار اور ارتقا ہے

Schema نسیجہ

اس سے مراد شکل، صورت یا پلان ہے یہ مطلب ارسطو کی منطق میں لیا جاتا ہے۔ کانٹ اسے تخیل کا عمل کہتا ہے جس کی رو سے مقولات کا اطلاق حسی علم پر ہوتا ہے۔ تخیل سے حسی علم اور مقولات میں ملاپ یا اتحاد قائم ہوتا ہے۔

Schenov, Ivan Mikhailovich

ایون میکھیلووچ شی نو

(1905-1829) روسی فعلیات اور نفسیات کا بانی۔ دنیا کی مادی وحدت۔ جبریت اور نموئی طریقہ پر زور دیتا تھا۔ نفسیات میں اس نے کئی ایک نئے تصورات داخل کئے جن کی بنا پر پیولونے مشروط اضطراری افعال کا نظریہ قائم کیا۔

Schiller, Ferdinand Canning Scott

فرڈیننڈ کیننگ سکاٹ شیلر

(1937-1864) انگریز نتائجیتی فلسفی آکسفورڈ اور لاس اینجلز میں پروفیسر رہ چکا ہے اپنی نتائجیت کو انسان دوستی کا لقب دیتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ انسان، صداقت کا خالق ہے۔ اس لئے ہر قسم کا علم موضوعی ہے۔ کائنات بھی انسان کی بنائی ہوئی ہے۔ کائنات وہی کچھ ہے جو انسان بناتا ہے۔ مابعد الطبیعیات میں شیلر نے موضوعی تصوریت کو نظریہ ارتقا سے ملا دیا اور کہا کہ ارتقا مقصدی عمل ہے اور اس کے پیچھے خدا کا ہاتھ ہے شیلر نے منطق کو نتائیجی بنا دیا۔

منطق کے اصولوں کو مفروضی حیثیت دی۔ اور انہیں افسانہ کہا۔ نتشے کی طرح وہ بھی فوق البشر کی تخلیق چاہتا تھا۔ اسکی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

1-Riddles of the Sphinx سنفنکس کی بوچھاڑیں

2-Humanism انسان دوستی

3-Logic for use اطلاقی منطق

Schiller, Johann Friedrich

جوہان فریڈرک شیلر

(1805-1759) جرمن شاعر اور فنکار روسیو اور لیسنگ کے خیالات سے متاثر تھا۔ 1871 میں اس نے ڈرامہ لکھا جو آمریت اور معاشی ناانصافی کے خلاف احتجاج تھا۔ فرانسیسی انقلاب کو اس نے خیر مقدم کہا لیکن اس کے نتائج سے مایوس ہو گیا۔ اس کے ڈراموں میں احساسات کی عکاسی ہے اور ظلم و ستم کے خلاف بغاوت۔ اخیر عمر میں کانٹ کا حاشیہ بردار بن گیا۔ شیلر کہتا تھا کہ آرٹ سے انسانیت کی تکمیل ہوتی ہے۔ اس سے خیر کی تخلیق ہوتی ہے اور انسان کو سچی آزادی حاصل ہوتی ہے۔ اگرچہ شیلر کا آزادی کا تصور روحانی تھا لیکن اس تصور کے تحت اس نے جاگیردارانہ نظام پر بڑی نکتہ چینی کی۔

Schleiermacher, Friedrich Ernst Daniel

فریڈرک ارنسٹ ڈینیل شیلر میکر

(1834-1768) جرمن ماہر دینیات اور فلسفی۔ کئی سالوں تک اپنے مذہب کا مبلغ رہا اور برلن یونیورسٹی کا پروفیسر، اس کا فلسفہ کانٹ۔ سپائنوزا۔ شیلنگ اور جیکوبی کے خیالات کی کھچڑی ہے۔ اس نے مذہب اور اخلاق کو نفس کی حقیقت سے اخذ کیا۔ لامحدود کو وہ فطرت کی وحدت سے استنتاج کرتا ہے۔ ہیگل کے جدلی اصولوں کو ہمہ گیر نہیں مانتا۔ ان کا اطلاق علم تک محدود کر دیتا ہے۔ اس کی اخلاقیات چار فیور یعنی ریاست، معاشرہ، مدرسہ اور کلیسا پر مبنی ہے۔

Schlick, Maritz **مارز شلک**

(1936-1882) اسٹریا کا فلسفی، ماہر طبیعیات، وی آنا

سرکل کا بانی اور منطقی اثباتیت کا علمبردار، اس نے منطق اور ریاضیات کی تحلیلی حیثیت واضح کی اور اصول تصدیق پزیری کو شکل دی۔ اس نے زمان ومکان۔ رشتہ علیت اور احتمالیت پر مضامین لکھے اس کا خیال تھا کہ نفسیاتی تجربہ پرائیویٹ ہوتا ہے اس کا ابلاغ ممکن نہیں البتہ اس تجربے کے ترکیبی عناصر قابل ترسیل ہیں۔ ان کو الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے۔ آخری وقت میں اس پر کارنپ اور ونگنسٹائن کا اثر پڑا اور اسی لئے کہہ دیا کہ فلسفہ کا فریضہ صرف تصورات کی وضاحت ہے۔

اپنے ایک انشائیہ 'نوجوانوں کا فلسفہ' (Philosophy of Youth) میں اس نے زندگی کا مقصد بڑے شاعرانہ انداز میں پیش کیا ہے اور رجائیت پسندانہ فلسفہ پیش کیا ہے۔ اس کی تصانیف میں سے ایک انگریزی میں ہے۔

مسائل اخلاقیات Problems of Ethics

مدرسیت Scholasticism

دور وسطیٰ کا مدرسی مکتب فکر جس نے مذہبی کائناتی نکتہ نگاہ کو فلسفیانہ بنیادوں پر ثابت کرنے کی کوشش کی۔ یہ فلسفہ ارسطو اور افلاطون کا فلسفہ تھا۔ اس میں کلیات اور جزئیات کا جھگڑا بھی خاصہ اہم تھا۔ مدرسیت کو تین ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے پہلے دور میں نو فلاطونیت کا اثر تھا۔ دوسرے دور میں مسیحی ارسطاطیت کا اور تیسرے دور میں ریفارمیشن کے خلاف مظاہرہ تھا۔

پہلا دور نویں صدی سے تیرھویں صدی تک۔
دوسرا دور چودھویں سے پندرھویں سے سولویں صدی تک رہا۔ بیسویں صدی میں مدریست کی نئی زندگی شروع ہوئی ہے۔ اس میں تھامیت کے علاوہ اور بھی کئی عناصر شامل ہیں یہ تحریک رومن کیتھولک کی ہے۔

آرتھر شوپنہار Schopenhauer, Arther

(1788-1860) جرمن فلسفی، برلن اور فرینکفرٹ میں پڑھاتا رہا ہے اس کی منشور کتاب 'دنیا بحیثیت ارادہ اور تصور' (The World as Will and Idea) ہے۔ وہ کہتا تھا کہ دنیا میرا خیال ہے۔ اس سے وہ موضوع اور محمول کی عینیت کو ظاہر کرنا چاہتا تھا۔ اس موقف سے موضوعیت اور مادیت دونوں کی تردید ہو جاتی ہے۔ محمول کا انحصار تو اصول سبب مکتفی (Law of Sufficent Reason) پر ہے لیکن اس کے باوجود دنیا کی حقیقت ایک اندھے۔ منہ زور اور ضدی ارادے پر ہے جو خیالات میں سرایت کئے ہوئے ہے اور اپنے آپ کو بتدریج ظاہر کرتا ہے شے کماہی کی حیثیت سے یہ ارادہ ایک ہے لیکن اس کے ظہور بے شمار ہیں۔

شوپنہار قنوطیت کا پیغمبر ہے آرٹ سے انسان کو قدرے سکون حاصل ہوتا ہے۔ آرٹ میں انسان خواہشات سے آزاد ہو جاتا ہے اور فن کی تخلیق میں گم ہو جاتا ہے۔ شوپنہار کا مقصد زندگی نروان تھا۔ یعنی بالکل سکون۔ اس میں جوش حیات دبا دیا جاتا ہے۔ اس مقصد کے حصول کی خاطر انسان کو سادہ، خشک، راہبانہ زندگی بسر کرنے کی ضرورت ہے۔ شوپنہار کا فلسفہ **نطشے** کا راہبر بنا۔

آرنٹ شروڈر Schroder, Ernst

(1841- 1902) جرمن ماہر ریاضیات، ریاضیات کا پروفیسر 1876 سے 1902 تک رہا۔ اپنی کتاب احصائے منطق (Algebra of Logic) میں اس نے اپنے پیش رووں کے خیالات قلمبند کئے اور خود بھی اضافہ کیا ہے۔ اس کتاب میں احصائے منطق اور منطق اضافات کے تمام ضروری اصول بیان کئے گئے ہیں۔

اروِن شروڈنگر Schrodinger, Erevin

(1887-1961) ماہر طبیعیات، پروفیسر روسی سائنسی اکیڈمی کا ممبر۔ اس نے مادہ کا موجی نظریہ دریافت کیا ہے اور کہا ہے کہ مادے کے عدم تسلسل کا باعث بھی اس کی موجی ساخت ہے۔ فلسفہ میں اس کا کہنا ہے کہ موضوع اور محمول کی تقسیم غیر معقول ہے اور سائنس نے خارجی دنیا کو معروض بنا دیا ہے۔ لیکن پرانے فلسفہ

میں اس قسم کی کوئی تقسیم موجود نہیں تھی۔

Science سائنس

مارکسیوں کے مطابق سائنس نام ہے معاشری شعور کا۔ جس کی تصدیق اور توثیق حقائق اور شواہد سے کی جاتی ہے اور جس کی وضاحت عملی زندگی سے ہوتی ہے سائنس کی طاقت کا معیار اس کی ہمہ گیریت۔ خارجی صداقت اور لابدیت ہے۔ آرٹ کے مقابلہ میں جہاں تخیلات کا دور دورہ ہے سائنس میں تصورات سے واسطہ پڑتا ہے اور مذہب کے مقابلہ میں جہاں حقیقت کو مسخ کر دیا جاتا ہے سائنس کا سروکار حقائق و شواہد سے ہوتا ہے اور اس کی صحت کا دارومدار بھی حقائق پر ہے۔ عارضی اور منتشر واقعات کے پیچھے جو عالم گیر حقیقت چھپی ہوئی ہوتی ہے سائنس اسے اجاگر کرتی ہے۔

Science of Sciences سائنسیات

مختلف پہلوؤں سے سائنس کی تشریح اور تجزیہ 'اس علم میں اہم موضوع تجزیہ زبان ہے۔ کچھ فلسفیوں کا کہنا ہے کہ فلسفہ کا کام منطق اور طریقات کو فروغ دینا ہے۔ اور پرانے فلسفہ کے مسائل بشرطیکہ وہ وقوفی ہوں سائنسیات کے مسائل ہیں۔

Science, Philosophy of فلسفہ سائنس

اس فلسفہ میں سائنس کی نوعیت اور ماہیت سے بحث ہوتی ہے۔ سائنس کا طریق کار 'اس کے تصورات اور مفروضے زیر بحث آتے ہیں۔ فلسفہ سائنس کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ان تینوں میں کوئی قطعی حد فاصل نہیں۔

1- سائنس کے طریق کار 'اس کی علامتوں اور اس کے نظام علامت کی منطقی ساخت کا باقاعدہ مطالعہ کرنا۔

2- سائنس کے مفروضوں اور تعقلات کی وضاحت کرنا اور اس کی بنیادوں کو دریافت کرنا۔

3- سائنسوں کے حدود متعین کرنا۔ ان کے باہمی رشتوں کو معلوم کرنا اور اس سے کائنات کے بارے میں کوئی نظریہ قائم کرنا۔

Scientific Empiricism, Unity of Science Movement سائنسی تجربیت 'تحریک وحدت علوم

یوں تو سائنسی تجربیت 'منطقی اثباتیت کا دوسرا نام ہے لیکن بعض لوگوں کے خیال میں سائنسی تجربیت کا مفہوم منطقی اثباتیت سے زیادہ وسیع ہے۔ اس میں منطقی اثباتیت کے علاوہ چند اور مکاتیب فکر بھی آجاتے ہیں۔ سائنسی تجربیت میں تجزیہ زبان پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ یہ زبان عموماً سائنس کی زبان ہوتی ہے۔ اس تجزیہ سے تمام علوم کی بنیادی زبان نکل آتی ہے جو وحدت سائنس پر دلالت کرتی ہے۔

سائنسی تجربیت کا دور اب تقریباً ختم ہو چکا ہے اس کی جگہ لسانی فلسفہ نے لے لی ہے۔

Secondary Qaualities ثانوی کیفیات

لاک نے دو قسم کی کیفیات بتلائیں ایک صفات اولیہ (Primary) اور دوسری ثانوی 'ثانوی صفات سراسر حسی ہوتی ہیں اور ان کا تعلق شے کی ذات سے نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ بدلتی رہتی ہیں۔ پیدا ہوتی ہیں اور مٹ بھی جاتی ہیں۔ مثلاً رنگ 'آوازیں 'بوئیں اور مزے۔

Sectus Emperixus سکٹس امپریکس

(250-200) یونانی فلسفی اور سائنس دان ہر شے کو شک کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور کہتا تھا کہ کسی چیز کا قطعی اور یقینی علم ممکن نہیں۔ اس لیے سکون قلب کی خاطر جو فلسفہ کا مطمح نظر ہے 'کاوش کو چھوڑ دینا چاہیے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ فطری زندگی بسر کرے اور فہم عامہ کا سہارا لے۔

Secundum quid مغالطہ شے دگر

منطق میں ایک مغالطہ ہے یہ اس وقت سرزد ہوتا ہے جب ایک عام اصول کو اس کے حدود نظرانداز کر

کے جزئیات پر منطبق کر دیا جاتا ہے حالانکہ اگر ان حدود کو مدنظر رکھا جائے تو اس اصول کا اطلاق ان جزئیات پر کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔

Selective Theories of Sensa
حس کے انتخابی نظریات

ان نظریوں کی رو سے محسوسات (sensa) جن کا تجربہ ذہن کرتا ہے وہ پہلے سے موجود ہوتے ہیں اور ذہن کا کام محض ان میں سے انتخاب کرنا ہے۔ یہ نظریہ رسل اور کئی اور حقیقیت پسندوں کا ہے۔

Self ذات

1-ذات سے مراد نفس 'ایغو' میں' میرا یا مجھے ہے۔
2- شخصیت کا وہ حصہ جو تغیرات سے محفوظ ہے اور تغیرات کے باوجود مستقل رہتا ہے اور اسی کی وجہ سے تبدیلیوں کے ہوتے ہوئے بھی ہم اپنے آپ کو وہی خیال کرتے ہوں جو کبھی تھے۔
3- نفسی تجربات کی تہ میں مابعد الطبیعیاتی وحدتی اصول۔ بعض اوقات اسے روح کہہ دیا جاتا ہے۔

Self-consciousness خود شعوری

ذات کا اپنا شعور۔ مارکیسیوں کے مطابق خود شعوری سے مراد انسان کا اپنے آپ کو خارجی کائنات سے ممیز کرنا ہے۔ اس طرح اپنی شخصیت 'اپنے کردار' خیالات اور احساسات سے آگہی حاصل کرتا ہے۔ حیوان کا تعلق براہ راست کائنات سے ہوتا ہے۔ انسان کا تعلق بالواسطہ ہوتا ہے یہ تعلق عملی فعلیت کے ذریعہ کائنات سے قائم ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں زبان بڑا اہم کردار ادا کرتی ہے۔ پہلے انسان اپنے آپ کو دوسروں سے الگ کرتا ہے پھر وہ کسی مجموعہ یا تصور سے وابستہ ہو جاتا ہے۔ اس سے انفرادیت پھوٹتی ہے اور تہذیب پیدا ہوتی ہے۔

Self-determination خود ارادیت

سیاسیات میں اس سے مراد کسی حکومت کے اندرونی معاملات میں عدم مداخلت اور ہر حکومت کو یہ حق دینا ہے کہ وہ اپنے مسائل خود حل کرے۔
اخلاقیات میں جبریت وقدریت کا نزاع دور کرنے کے لئے خود ارادیت کا نظریہ پیش کیا جاتا ہے۔ یہ نظریہ زندگی کی سکونی اور تخلیقی قوتوں کو مانتا ہے لیکن کہتا ہے کہ یہ دونوں قوتیں ذات کی ہیں اس لئے انتخاب خواہ سکونی طاقتوں کے تحت ہو یا تخلیقی قوتوں کے۔ انتخاب بہر حال ذات کرتی ہے یہ دونوں قوتیں ذات کی ہیں۔ یہ نظریہ راشڈل (Rashdall) کا ہے۔

Self Love حب ذات

اخلاقیات میں حب ذات سے مراد اپنے مفادات۔ خوشیوں وغیرہ کو ملحوظ خاطر رکھنا ہے۔ ہابس اور سپائینوزا کا کہنا ہے کہ حب ذات ہی بنیادی تقاضا ہے۔ اور ہمدردی اور ایثار کے جذبات بھی اسی تقاضے پر مبنی ہیں۔ اس نظریہ کی مخالفت شیفٹسبری' ہچسن' بٹلر اور ہیوم نے کی۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ فطری تقاضا احسان یا ہمدردی ہے حب ذات نہیں۔

Self-Realization تحصیل ذات

اخلاقیات میں یہ نظریہ گرین' بریڈلے اور میورہیڈ کا ہے۔ گرین کہتا ہے کہ ہر مخلوق کا نصب العین اس کی ذات میں موجود ہے اور وہیں سے متعین ہوتا ہے۔ انسان کا طغریٰ امتیاز خود شعوری یا عقل ہے۔ اس کو پایہ کمال تک پہنچانا انسان کا مقصود حیات ہے۔ گرین یہ نہیں چاہتا کہ اشتہات اور خواہشات کو پس پشت ڈال دیا جائے۔ اس کا منشا ہے کہ انہیں مناسب حدود میں رکھا جائے۔ ان کی تشفی چاہئے لیکن صرف اس حد تک کہ وہ عقل کے راستے میں مخل نہ ہوں۔ اس نظریہ کا نام استکمال نفس یا وصول ذات یا تحصیل ذات ہے۔ کیونکہ اس کا منشا مکمل ذات کی تشفی ہے عقل اور جذبہ دونوں کی۔ عقل چونکہ انسانوں کا خصوصی نشان ہے اس لئے اس کی تشفی جذبات کے مقابلے میں افضل ہے۔

گرین یہ بھی کہتا ہے کہ ہر ذی شعور انسان ذات الٰہی کا پرتو یا جزوی اعادہ ہے۔ اس لئے ہمارا اخلاقی نصب العین اس ذات کو پانا ہے جو خدا کا مظہر ہے۔ پس انفرادی خیر کی کوئی حقیقت نہیں خیر کا تعلق عالمگیر شعور یا نفس سے ہے۔

محاسبہ
Self-examination

یہ ایک نفسیاتی کیفیت ہے جس سے مراد اپنے قول و فعل کا خود جائزہ یا حساب لینا ہے۔ اس حساب سے پتہ چلتا ہے کہ کتنی ترقی ہوئی اور کتنی فرد گزاشت صوفیا کی ہاں محاسبہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

الوجود النفسی
Self-subsistent Being

یہ وجود، مطلق اور واجب ہوتا ہے اور اس کا کام محض مسند اور مسند علیہ میں ربط پیدا کرنا نہیں ہوتا۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔ 1۔جوہر، یہ معروضی حیثیت میں کسی کی صفت نہیں ہوتا۔ 2۔ عرض، یہ کسی جوہر کی صفت ہوتا ہے۔ 3۔ واجب الوجود جس کا سبب خود اپنی ذات ہے یعنی اس کا سبب اس کی ذات سے الگ نہیں ہوتا اور یہ صرف خدا کے متعلق ہی کہا جا سکتا ہے۔

معنویات
Semantics

ایسا علم ہے جس میں علامتوں اور اشیا کا جن کی وہ علامتیں ہیں تعلق یا رشتہ معلوم کرنا اور اس رشتہ کی حقیقت بیان کرنا ہے۔

علم علامات
Semiotic

اس علم کی تین شاخیں ہیں۔

1- نتائجیات (Pragmatics)- اس شاخ میں علامتوں اور ان اشخاص کے مابین جو ان علامتوں کو استعمال کرتے ہیں یا سمجھتے ہیں تعلق قائم کیا جاتا ہے اور اس تعلق کی قائم کیا جاتا ہے اور اس تعلق کی نوعیت بیان کی جاتی ہے۔

2- معنویات _ اس شاخ میں علامتوں اور ان اشیا کی جن کی یہ علامتیں اور ان اشیا کی جن کی یہ علامتیں ہیں تعلق قائم کیا جاتا ہے اور بیان کیا جاتا ہے۔

3- نحویات۔ اس شاخ میں نظام علامات کی منطقی ساخت عیاں کی جاتی ہے۔

اس سلسلہ میں مارس (Marris) اور کارنپ (Carnap) نے بڑا کام کیا ہے ملاحظہ ہو۔

نظریہ علامات کی اساس مصنفہ سی ڈبلیو مارس

1-Foundation of the theory of signs by C.W.Marris

منطق اور ریاضیات کی اساس۔ مصنفہ آر کارنپ

2-Foundations of logic and Methematics by R.Carnap

ایل-اے-سنیکا
Seneca,L.A

(65-4) رومن رواقیت کا علمبردار نیرو (Nero) کا اتالیق۔ جس نے بالآخر اس کو قتل کروا دیا۔ اس کا عقیدہ ہمہ اوست کا تھا۔ کیونکہ اس کے خیال میں تمام کائنات ایک مادی اور عقلی اکائی ہے۔ زندگی کا مقصد سکون قلب کہتا تھا۔ یوں تو اس کا نظام اخلاق انفرادیت پسند تھا لیکن ریاست اور معاشرے کو بالکل نظر انداز نہیں کرتا۔

حساتیت
Sensationalism

فلسفہ میں ایک نظریہ جس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اگر تحسسات کو خارجی دنیا کا عکس سمجھا جائے تو مادیت کا تصور ابھرتا ہے اور اگر تحسسات کو صرف موضوعی حیثیت دی جائے تو موضوعی تصوریت کا نظریہ پیدا ہوتا ہے۔

ہابس کا کہنا ہے کہ ہر قسم کے علم کی بنیاد تحسسات میں پائی جاتی ہے اس مکتب فکر کو بھی حساتیت کہا جاتا ہے۔

جملہ
Sentence

جملے کی تعریف اسان کام نہیں۔ صرف و نحو میں اس کی ساخت کے اصول موجود ہیں اور اس کی خاص صورت بھی ہوتی ہے جسے علامتوں میں ظاہر کیا جا سکتا ہے۔ منطق میں جملہ کی شکل بیانیہ ہوتی ہے۔ ریاضیات

میں اگر علامتوں میں متغیرہ ہوں اور ان متغیروں کو قدریں دینے کے بعد قضایا بن جاتے ہوں تو ان علامتوں کے مجموعہ کو بھی جملہ کہا جائے گا۔

جملی احصا Sentential Function

اس سے مراد ایسا جملہ ہے جس میں متغیرات ہوں۔ یہ مفہوم قضایائی تفاعل سے ملتا جلتا ہے۔

نظریہ ست Set Theory

ریاضیات کی ایک شاخ جس کا موضوع بحث لا محدود (Infinite) ہے۔ اس کا بانی جی۔ کینٹر (G.Canter) تھا۔ اس کی مدد سے کئی ایک فلسفہ۔ منطق اور ریاضیات کی استبعاد کو رفع کیا گیا ہے۔

ارل شیفٹبری Shaftesbury,Earl of

لاک کا شاگرد۔ حاسہ اخلاق کے نظریہ کا موید۔ اس نظریہ کی رو سے نیکی ایک ایسی فطری و مستقل صفت ہے جو خاص خاص افعال میں پائی جاتی ہے اور اس صفت کا لوگوں کو علم اور اعتراف ہے۔ جس طرح سفید شے کی سفیدی اور بلند آواز کی بلندی سے لوگ واقف ہوتے ہیں اس طرح نیک افعال کی نیکی سے باخبر ہوتے ہیں اس کے لئے خاص حاسہ ہے جسے حاسہ اخلاق کہا جاتا ہے یہ حاسہ حواس خمسہ کی مثل ہے اور اس سے نیکی و بدی کا علم براہ راست ہوتا ہے۔

آزادی خیال کا حامی تھا۔ خدا پرست تھا۔ اس کی مشہور کتاب ہے۔

انسان، زمانہ اور اطوار کے خواص

Characteristics of Men, Manners, Opinions, Times.

شمانیت Shamanism

سائبیریا کے لوگوں کا مذہب، اس مذہب پر پروہت چھائے ہوئے ہیں جو ناچ اور گانے سے مردہ روحوں سے تعلق پیدا کر لیتے ہیں اور ان کی مدد سے تعویز دھاگہ کرتے ہیں۔

شوکانگ چی Shao Kang-chich

(1077-1011) چینی مفکر۔ سرکاری ملازم تھا لیکن زندگی بڑی سادہ بسر کرتا تھا۔ اس کی علمیت کا شہرہ دور دراز پھیلا ہوا تھا اور لوگ اسے 'استاد' یا معلم کہتے تھے۔ اس کی کتاب Huang- chi Ching- shih 'ریاست اور معاشرے کے بنیادی اصول' بڑی اہم کتاب ہے۔

شنٹومت Shintoism

جاپان کا مذہب، شنٹو لفظ کا رواج اٹھارہویں صدی میں ہوا اور اس کا مقصد بدھ مت سے جاپان کے مذہب کو الگ کرنا تھا۔ 1868 میں شنٹومت جاپان کا سرکاری مذہب بن گیا۔ اس کا اثر انیسویں صدی کے آخر میں بہت کم ہو گیا۔ شنٹومت میں روحوں کی پوجا کی جاتی ہے۔ یہ روحیں آباواجداد، جانوروں، درختوں اور مادی اشیاء کی تصور کی جاتی ہیں۔ شنٹومت کے بموجب عوام الناس اور خدا کا رابطہ شہنشاہ جاپان کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔ جسے سورج دیوی اور اس کے زمینی نمائندے کی اولاد خیال کیا جاتا ہے۔ دوسری عالمی جنگ میں جب جاپان کو شکست ہوئی تو شہنشاہ کا خدائی رشتہ منقطع ہو گیا۔

شل یاتی کووزم Shulyatikovism

اس نظریہ کا نشا مارکزم کو مسخ کرنا اور اسے نہایت ہی سادہ طور پر پیش کرنا ہے۔ یہ نظریہ ہر چیز کو خواہ اس کا تعلق فلسفہ سے ہو یا ارٹ سے ادب سے ہو یا اثباتی علوم سے۔ طبقاتی مفاد میں تحویل کر دیتا ہے۔ اس نظریہ کا بانی شل یاتی کو (1872-1912) تھا اس نے یہ شے کو بوژوا ذہنیت کا شاخسانہ کہہ دیا ہے اور مارکسزم کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا ہے اس نظریہ میں نقص یہ ہے کہ مذہب ثقافت اور دیگر اشیا کو طبقاتی مفاد سے اخذ کرتے وقت ثقافت، مذہب وغیرہ کی خود مختار ہستی سے انکار کر دیا جاتا ہے۔

صدیقیہ Siddiqiyyah

کہا گیا ہے کہ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس

نے اپنے خدا کو پہچان لیا۔ اس کے تین مدارج ہیں علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین۔ جب صوفی حق الیقین کی منزل پر پہنچتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جاتا ہے اور وہ الٰہی صفات سے متصف ہو جاتا ہے۔

الجلی کے مطابق یہ معرف میں چھٹی اور آخری منزل ہے۔ پہلی پانچ اسلام ایمان، صالح اعمال، احسان اور شہادت ہیں۔

ہنری سجوک Sidgwick, Henry

(1838-1900) انگریز افادیت پرست مفکر، اپنی افادیت کو عقلیتی کہتا تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ وجدانی طور پر یہ امر واضح ہے کہ ہمیں خیر کو کثیر سے کثیر تعداد میں پیدا کرنا چاہئے۔ لیکن یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کن خصائص کی بنا پر کوئی واقعہ یا صورت حال فی نفسہ خیر کہلانے کی مستحق ہے۔ سجوک کہتا ہے کہ سوائے نفسی کوائف کے کوئی شے ذاتی اور باطنی طور پر خیر نہیں۔ اور نفسی کوائف میں سے بھی صرف مسرت اور الم ہی خیر و شر کو متعین کرتے ہیں۔ سجوک نے عورتوں کے لئے کالج کی تعلیم پر زور دیا۔ اومیاتی تحقیق کی سوسائٹی کا ممبر تھا۔

تصانیف حسب ذیل ہیں۔

نظریہ اخلاقیات
1-Method of Ethics

تاریخ اخلاقیات کا خاکہ
2-Outline of the History of Ethics

فلسفہ کانٹ پر لیکچر
3-Lectures on the Philosophy of Kant

اقتصادیات کا موضوع اور طریق کار
4-Scope & Method of Economic Science

نشان Sign

بعض دفعہ منطق کو علم نشانات کہا جاتا ہے۔ جب دو واقعات الف اور ب ایک دوسرے کے ساتھ مستقل حیثیت سے وابستہ ہوں اور الف کو ب کا اشاریہ (Index) قرار دیا جائے تو الف 'ب' کا نشان ہو گا۔ اس میں شرط یہ ہے کہ اس اشاریہ کو لوگوں نے تسلیم کر لیا ہو۔

سگنل سسٹم Signal Systems

اس سے مراد پیولو کا مشروطی عمل ہے پیولو کہتا ہے کہ انسان میں تین سسٹم ہیں (1) زیر قشر (Subcertes) حصہ جہاں جانوروں حیوانوں اور انسانوں کا رابطہ ماحول سے فطری طور پر اضطراری افعال سے قائم ہو جاتا ہے (2) جبہی خص (Frontal lobe) کو چھوڑ کر مخی نصف کرے۔ یہاں مشروط رد عمل پیدا ہوتے ہیں اور ماحول سے نیا رشتہ قائم ہوتا ہے (3) ذہن کے جبہی خصوص یہاں الفاظ اور زبان سے سگنل قبول کیا جاتا ہے۔ یہ فکر، تجریدات اور تعمیمات کا مرکز ہے۔ پہلا سسٹم ابتدائی ہے اس میں تقریباً سب جاندار آ جاتے ہیں۔ دوسرے سسٹم میں اعلیٰ قسم کے جاندار اور انسان آتے ہیں تیسرا سسٹم صرف انسانوں کے لئے مخصوص ہے اور اسی سے باقی جانوروں پر انسان کی برتری ہے۔

زبان نشانات Sign Language

نشانات کا ایسا نظام جو یا تو قدیم وقتوں سے چلا آ رہا ہو یا اسے خود وضع کیا گیا ہو جیسے بہرے، اندھوں کے لئے کیا جاتا ہے زبان نشانات کہلائے گا اس زبان میں الفاظ سے کام نہیں لیا جاتا۔ بلکہ اشارے ہوتے ہیں جن سے خیالات اور احساسات ایک سے دوسرے تک پہنچائے جاتے ہیں۔

معنویات Semantics

ایسا علم ہے جس میں علامتوں اور اشیا کا جن کی وہ علامتیں ہیں تعلق یا رشتہ معلوم کرنا اور اس رشتہ کی حقیقت بیان کرنا ہے۔

کرسٹوف سجوارٹ Sigevart, Christoph

(1830-1904) جرمن منطقی، توبنگن

(Tubengen) یونیورسٹی کا پروفیسر۔ منطق (Logic) کے لئے مشہور ہے اس کا موقف یہ ہے کہ منطق کی بنیاد نفسیات میں ہے اور منطق، صحیح فکر کے علم کا نام ہے۔ صداقت کا معیار عمومیت اور لابدیت ہے۔ یہ معیار خارج سے حاصل نہیں ہوا بلکہ ذہن سے ہے۔

Similiarity, Law of قانون مشابہت

ائتلاف کے کئی اسباب ہیں۔ ایک سبب مشابہت ہے۔ اگر دو نفسی کوائف ایک دوسرے کے مثل ہوں تو ان میں اتحاد قائم ہو جاتا ہے اور جب ایک یاد آتا ہے تو دوسرا بھی یاد آجاتا ہے۔

Simmel, George جارج سمل

(1918-1858) معاشرتی مفکر۔ اس نے فرد اور جماعت کے تعلق پر کچھ نہیں کہا وہ صرف باہمی تعامل کو دیکھتا تھا اور انہیں نفسیاتی کہتا تھا۔ اسی تعامل کو معاشریات کا موضوع بتلایا تھا۔ مابعد الطبیعیاتی طور پر زندگی کا مقصد خود ماورائیت (Self-transcendence) ہے۔

Simple Enumeration سادہ شمار

منطق استقرائی میں ایک طریقہ ہے جس کی رو سے محض شواہد و حقائق کی بنا پر، بغیر انہیں تحلیل کئے ہوئے یا ان میں رشتہ علت و معلول قائم کئے ہوئے، تعمیمات وضع کئے جاتے ہیں۔ اس طریقہ میں اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ شواہد و حقائق کی تعداد جس قدر زیادہ ہو اتنا ہی بہتر ہو گا۔

Single Indiviadual شخص واحد

وجودیت اور خصوصاً کیر کیگارڈ کی وجودیت میں 'شخص واحد' پر زور دیا جاتا ہے۔ 'شخص واحد' کا تصور معاشری روابط کے بغیر کیا جاتا ہے۔ 'شخص واحد' کی خصوصیت 'انفرادیت' اور 'واحدیت' ہے یعنی وہ مکمل طور پر دوسروں کی مثل نہیں ہوتا بلکہ اس کی اپنی شخصیت ہوتی ہے جو اسے دوسروں سے ممیز کرتی ہے۔

Skivoroda Grigory Savich گریگری سیوچ سکوورودا

(1794-1722) روسی مفکر اور شاعر، مذہبی تعلیم حاصل کی لیکن مذہبی پیشہ کو چھوڑ کر سیلانی فلسفی اور مبلغ بن گیا۔ اس کے خیالات میں دوئی پائی جاتی ہے۔ تصوریت اور مادیت دونوں کے رجحانات اس کے خیالات و افکار میں موجود ہیں۔ مادہ کو ابدی اور غیر محدود سمجھتا تھا۔ قدرت پر قوانین کی حکمرانی تسلیم کرتا تھا اور مادہ کے بارے میں کسی بیرونی سبب کو ماننے کے لئے تیار نہ تھا۔ مذہبی تعلیم کے زیر اثر 'تین عوالم' کو مانتا تھا ایک عالم اکبر جیسے فطرت (Nature) کہتے ہیں دوسرا عالم اصغر جو خود انسان ہے تیسرا عالم نشانات جو بائبل ہے۔ مادہ اور روح کے تضاد کو ختم کرنے کی غرض سے اس نے کہا کہ مادہ اور خدا ایک ہی چیز ہیں۔ اس کا مذہب پرانا روایتی مذہب نہیں تھا بلکہ 'محبت اور فضائل' کا مذہب تھا۔ اس کی کتابیں حسب ذیل ہیں۔

روحانی دنیا پر دوستانہ گفتگو

1-Friendly conversation on the Spiritual World

1-The Deluge of Snakes سانپوں کا سیلاب

Slave-Owning System غلام رکھنے کا نظام

مارکسیوں کے مطابق یہ نظام، ابتدائی اشتراکی نظام کے بعد آیا۔ یوں تو ہر ملک میں غلام رکھنے کا رواج تھا لیکن اس کی انتہا قدیم [illegible] اور قدیم روم میں ہوئی جہاں غلام پیداواری ذریعہ بن گئے۔ اس طرح معاشرہ دو حصوں میں تقسیم ہو گیا ایک غلام تھے اور دوسرے ان کے آقا۔ آقا کئی قسم کے تھے۔ مثلاً بڑے بڑے کارخانہ دار، تجار، اور ساہوکار، اس سے طبقاتی امتیازات اور طبقاتی کشمکش پیدا ہو گئے۔

Slavophiles سلاووفائلز

روسی معاشری نظریہ جس کی رو سے روس کی ترقی کا راستہ یورپ سے جدا ہو گا لیکن اس کا منشا بورژوا مفادات کا تحفظ اور تصوریتی نظام کا قائم کرنا تھا۔ اس

تحریک نے 1839ء میں باقاعدہ طور پر سر اٹھایا۔ اس کے پروگرام میں مذہب کی حفاظت اور روسی عوام کی اطاعت شامل تھیں۔ ان کا خیال تھا کہ فکر کی بنیاد مذہب پر ہے اور اس لئے مذہب ہی معاشری زندگی کی اساس ہے۔ مذہب کے بارے میں ان کے خیالات قدامت پسندانہ تھے۔ اور وہی لوگ جو اس قسم کے مذہب میں اعتقاد رکھتے تھے ترقی کے ذمہ دار قرار دیئے جاتے تھے۔

Smith, Adam آدم سمتھ

(1790-1723) سکاٹ لینڈ کا مفکر۔ گلاسگو یونیورسٹی میں منطق اور اخلاقیات کا پروفیسر رہا ہے۔ اخلاقیات میں اس کا نظریہ بے تعلق تماشائی (Impartial Spectater) کا ہے۔ آدم سمتھ کہتا ہے کہ اخلاق کی پسندیدگی اور غیر پسندیدگی کا دارومدار جذبہ ہم احساسی پر ہے۔ وہ لکھتا ہے "جس شخص پر کوئی رنج یا خوشی طاری ہے۔ اگر اس کے جذبات دیکھنے والے کے جذبات کے مطابق ہیں جس کے یہ معنی ہیں کہ دیکھنے والا اگر اس کی جگہ ہوتا تو وہ بھی اتنا ہی خوش یا رنجیدہ ہوتا۔ تو ایسی حالت میں یہ رنج یا خوشی دیکھنے والے کو معقول و موزوں معلوم ہوتی ہے۔ بخلاف اس کے جب دونوں کے جذبات میں تطابق نہیں ہوتا تو دیکھنے والے کو یہ رنج یا خوشی بے محل اور غیر موزوں معلوم ہوتی ہے۔"

ہمارے اندر معاشرے کا نقطہ نگاہ موجود ہوتا ہے اس سے اپنے افعال و کردار کو جانچتے ہیں۔ یہ نقطۂ نگاہ بتلاتا ہے کہ آیا معاشرہ ہمارے کردار کو پسند کرے گا یا نہیں لہٰذا اپنے افعال کے ہم خود تماشائی بن جاتے ہیں۔ اس جائزے میں ہماری ذات دو حصوں میں بٹ جاتی ہے۔ "میں' بحیثیت محتسب و حکم کے اس میں' سے مختلف ہوتا ہے جو زیر احتساب ہے" پہلا 'میں' بے تعلق تماشائی ہے۔

اس نے اقتصادیات پر کتاب لکھی جس کا نام دولت اقوام (Wealth of Nations) ہے۔

Social Being & Social Consciousness

معاشری وجود اور معاشری شعور

یہ دونوں تصور مارکسیوں کے ہاں بڑے اہم ہیں۔ معاشری وجود سے مراد معاشرے کی مادی زندگی اور اس زندگی کے حصول کی خاطر لوگوں کے مختلف رشتے ہیں۔ معاشری شعور سے مراد لوگوں کے تصورات' افکار اور اقدار ہیں۔ مارکس سے پہلے لوگوں کا خیال تھا کہ معاشری وجود' معاشری شعور کے تابع ہے لیکن مارکس کا کہنا ہے کہ معاشری شعور' معاشری وجود کی پیداوار ہے۔

Social Consciousness,Forms of

معاشری شعور کی مختلف صورتیں

جیسے کائنات کی مختلف صورتیں ہیں ویسے معاشری شعور کی بھی کئی صورتیں ہیں۔ ہماری معاشری شعور سیاسی' سماجی' مذہبی' اخلاقی' ثقافتی اور بیشمار دیگر صورتیں اختیار کر لیتی ہے ان تمام کا مجموعہ ہمارے معاشری شعور کی تشکیل کرتا ہے۔ اور درحقیقت اسی مجموعہ کو معاشری شعور کہا جاتا ہے۔

Social Cantract, Theory of

عمرانی معاہدہ کا نظریہ

اس نظریہ کی رو سے ریاست اور قانون کی جڑیں ایک معاہدہ میں پائی جاتی ہیں جو لوگوں نے مار دھاڑ' قتل و غارت سے بچنے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ شعوری طور پر کیا۔ فطری حالت میں ہر انسان لامحدود آزادی رکھتا ہے۔ لیکن یہ آزادی تنگ کرتی ہے اور ریاست کے ذریعہ اس آزادی پر پابندیاں عائد کی جاتی ہیں تاکہ لوگ چین سے جی سکیں۔ اور ان کا جان و مال حفاظت میں ہے۔ چینیوں کے ہاں اس نظریہ کا حامی موزو (Mo Tzu) تھا۔ یونانیوں میں سوفسطائی اسے مانتے تھے بعد میں لاک' سپائنوزا اور روسیو نے اسے اپنایا۔ اس نظریہ سے بوژوا اقتدار کو تقویت پہنچی اور

نجی ملکیت اور طبقاتی عدم مساوات برقرار رہی۔

جن لوگوں نے خیال کیا کہ ایسا کوئی معاہدہ شعوری طور پر نہیں ہوا انہوں نے بھی معیار کی حیثیت سے اس نظریہ کو قائم رکھا وہ کہتے تھے کہ سیاست میں بھی صحیح اور غلط کا پتہ لگانے کے لئے یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ آیا حکومت کے قوانین رائے عامہ پر مبنیٰ ہیں یا نہیں۔ یعنی عوام کی مرضی حاصل کی گئی ہے یا نہیں۔

معاشری ڈارونیت Social Darwinism

اس نظریہ کی رو سے معاشری ترقی کے اہم محرکات تنازع للبقا اور بقائے اصلح ہیں۔ یہ نظریہ ڈارون سے شروع ہوتا ہے لیکن معاشریات میں اس کا اطلاق دوسرے لوگوں نے کیا۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ ارتقا کے اصول معاشریات پر بھی لاگو ہیں۔ قوموں میں جنگیں ہوتی ہیں جس سے کمزور ختم ہو جاتے ہیں اور طاقتور اور توانا باقی رہ جاتے ہیں۔ نظام افکار میں بھی جنگ ہوتی ہے اور وہ ائیڈیالوجی باقی رہتی ہے جو پیکار حیات میں ساتھ دے اس نظریہ سے بوژوا' ذہنیت کو تقویت ملتی ہے اور غریبوں کمزوروں اور ناتوانوں کو جینے کے حق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

اشتراکیت Socialism

شروع شروع میں انگل اور مارکس اپنے آپ کو کمیونسٹ کہتے تھے۔ لیکن بعد میں اس زمانے کے رواج کے مطابق وہ اپنے آپ کو سوشلسٹ کہنے لگے۔ لیکن جب پہلی عالمی جنگ لڑی گئی تو کچھ مارکسی جنگ میں شرکت چاہتے تھے کچھ اس کے مخالف تھے۔ جو شرکت کے حامی تھے وہ کمیونسٹ کہلانے لگے اور دوسرے سوشلسٹ رہ گئے۔ اس کے علاوہ اور بھی اختلافات رونما ہوئے سوشلسٹ' سرمایہ دارانہ نظام میں رہ کر تدریجی ترقی کے خواہاں تھے اور ہر قسم کے انقلاب کے مخالف تھے۔ کمیونسٹ انقلاب کے حامی تھے اور سرمایہ دارانہ نظام کا خاتمہ چاہتے تھے۔

بعد میں جب مارکسی نظام روس میں قائم ہو گیا تو یہ کہا گیا کہ مارکیست کے دو منازل ہیں اول سوشلزم اور دوسرا کمیونزم۔ سوشلزم میں معاشی' سیاسی اور ثقافتی تبدیلیاں لائی جاتی ہیں۔ معاشی پروگرام میں ذرائع پیداوار کی اجتماعی ملکیت اور طبقاتی امتیازات' استحصال نجی منافع' فاضل قیمت وغیرہ کا خاتمہ ہے۔ سیاسی اعتبار سے عوام کی حاکمیت آنی چاہئے۔ اور ثقافتی اعتبار سے تمام تعلیمی اور ثقافتی اداروں پر حکومت کا کنٹرول ہو گا۔ نسلی امتیازات ختم کر دیئے جائیں گے اور جو طاقتیں سوشلسٹ نظام کے مخالف ہوں گی انہیں کچل دیا جائے گا۔

مارکس کا خیال تھا کہ سرمایہ دارانہ نظام قسم قسم کے تضاد میں پھنس جاتا ہے لہٰذا یہ ختم ہو کر رہتا ہے اور اس سے سوشلزم پھوٹتا ہے۔ لیکن سوشلزم حاصل کرنے کے لئے انقلاب برپا اور سیاسی حکومت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ مارکس اور انگل نے ان تمام امور کے سائنسی اسباب معلوم کئے اور یہ ایک کارہائے نمایاں بنے۔

اشتراکیت مسیحی Socialism, Christian

بعض مسیحی مفکروں نے کوشش کی ہے کہ وہ عیسائیت کو اشتراکی رنگ دیں۔ یہ تحریک 1830 میں شروع ہوئی۔ اس کا منشا کمیونزم اور سرمایہ داری کا مقابلہ کرنا اور ایک تیسرا راستہ تجویز کرنا ہے۔ لیکن یہ کوشش بے سود ہے کیونکہ مسیحی اشتراکیت کا پروگرام محض بوژوا روابط کو استوار کرنا ہے اور ان کے تضاد دور کرنا ہے۔ مارکسی کہتے ہیں کہ اس تحریک کا مقصد محنت کشوں کی صفوں میں انتشار پیدا کرنا ہے۔

فیبونی اشتراکیت Socialism, Fabian

برطانیہ میں یہ اصلاحی تحریک سائنسی سوشلزم کے مقابلہ میں 1884 میں شروع ہوئی اور لیبر پارٹی کے مقاصد میں شامل ہو گئی۔ فلسفہ سے اس تحریک کا کوئی تعلق نہیں لیکن اشتراکیت کا دم بھرنے کے باوجود اس کا اعتقاد مذہب میں ہے فکر کو مادی حالات پر ترجیح دیتی ہے

اور طبقاتی کشمکش کو پسند نہیں کرتی۔

Socialism of the Chair
سربراہوں کی سوشلزم

انیسویں صدی کے اخری نصف حصہ کے چند ایک جرمن لبرل پروفیسروں اور سیاستدانوں کی جماعت جن کا خیال تھا کہ سرمایہ دارانہ نظام خود بخود بغیر انقلاب کے سوشلزم میں داخل ہو جائے گا ان کا عقیدہ تھا کہ معاشی احوال دیگر سماجی احوال سے مختلف نہیں اور ریاست ان احوال کو سنبھال سکتی ہے۔ 1872 میں ان لوگوں نے ایک معاشری سیاسی جماعت بنائی جس کا منشا معاشری اصلاح تھی اور معاشی حالات کو بہتر بنانے کے لئے ریاست کو راست اقدام پر مجبور کرنا تھا۔

Socialism, Utopian خیالی اشتراکیت

اس نظریہ کی بنیاد مشترکہ ملکیت، پیداوار کی مساوی تقسیم اور ہر شخص کے لازمی کام کرنے پر ہے۔ ایسی مثالی سوسائٹی کا نقشہ جس میں یہ نظریہ کارفرما ہو ٹامس مور نے پیش کیا تھا۔ اس سوسائٹی میں نجی ملکیت کی بجائے اجتماعی ملکیت ہے اور ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق کام کرتا دکھائی دیتا ہے۔ امریکہ میں اس اشتراکیت کا بڑا چرچا ہے۔ لیکن اس اشتراکیت کا مارکسی اشتراکیت سے فرق اس امر میں ہے کہ انقلاب اور خون ریزی کی بجائے پرامن طریقے اختیار کئے جاتے ہیں اور تاریخ کا مارکسی تصور قبول نہیں کیا جاتا۔ اس کے علاوہ معاشری ترقی کے اسباب علم، اخلاق اور مذہب میں ڈھونڈے جاتے ہیں۔

Socialist Emulation اشتراکی جذبہ رشک

سرمایہ داری نظام میں مسابقت اور مقابلہ کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے۔ اس کا منشا دوسرے کو دبانا یا اس کا گلہ گھونٹنا ہے۔ اشتراکیت میں رشک کا جذبہ کام کرتا ہے۔ یہ ایک تخلیقی جذبہ ہے جو پیداوار کو بڑھاتا ہے۔ اس جذبہ کے تحت محنت کشوں کی پیداوار کی اشاعت ہوتی ہے۔ محنت کش ایک دوسرے سے ہمدردی سے پیش آتے ہیں۔ جو لوگ پیچھے رہ جاتے ہیں ان کی دست گیری کی جاتی ہے اور سائنسی تجربہ کو آگے بڑھایا جاتا ہے۔ اسی جذبہ کی بدولت محنت کشوں میں یک جہتی پیدا ہوتی ہے سائنس اور ٹکنالوجی کا بہترین استعمال ہوتا ہے اور پیداوار بڑھتی ہے۔ ملاحظہ ہو لینن کی کتابیں

جذبہ رشک کی تنظیم

1- How to Organize Emulation

سوویٹ حکومت کے فوری مقاصد

2- The Immidiate Task of The Soviet Government

3- A Great Beginning ایک عظیم آغاز

Social Mobility معاشری حرکت پذیری

معاشریات میں ایک اصول ہے جو بتلاتا ہے کہ کس طرح معاشرے کے افراد ایک معاشرے سے دوسرے معاشرے میں چلے جاتے ہیں یا معاشرے میں ایک مقام سے دوسرے مقام پر جا پہنچتے ہیں۔ معاشری حرکت پذیری دو قسم کی ہے۔ (1) افقی' (Horizantal) یعنی فرد کا ایک معاشرے سے دوسرے معاشرے میں اپنی حیثیت پر چلا جانا۔ (2) انتصابی (Vertical) یعنی ایک ہی معاشرے میں ادنیٰ مقام سے اعلیٰ مقام پر' چھوٹی جگہ سے بڑی جگہ پر پہنچ جانا۔

Social Psychology معاشری نفسیات

مارکسیوں کے ہاں معاشری نفسیات کا تصور غیر مارکسیوں سے مختلف ہے۔ مارکسی کہتے ہیں کہ معاشری نفسیات کا دائرہ مطالعہ عوام کے جذبات' عقاید اور تصورات ہیں۔ کیونکہ عوام کی معاشری' اقتصادی زندگی مشترکہ ہے ان کے احساسات اور تصورات بھی ایک جیسے ہوں گے۔ محنت کشوں کی معاشری نفسیات میں اجتماعیت اور یک جہتی کے احساسات پائے جاتے ہیں۔ لیکن سرمایہ داروں کی ذہنیت میں انفرادیت اور لالچ پایا جاتا ہے۔ یورپ میں معاشری نفسیات کی ابتداء لی بان (Le Ban) اور میکڈوگل سے ہوتی ہے امریکہ

میں معاشری نفسیات یا تو کردایت کا ماڈل اختیار کرتی ہے اور یا تجزیہ نفس کا۔ ان لوگوں کے ہاں مادی معاشی عناصر کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔

معاشی روابط Social Relations

مارکسیوں کا کہنا ہے کہ معاشی روابط دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک مادی اور دوسرے نظریاتی، مادی روابط تو معاشی معاشری تعلقات سے پیدا ہوتے ہیں اور ان کے بل بوتے پر نظریاتی روابط یعنی ثقافتی، مذہبی، فکری وغیرہ پنپتے ہیں۔

Society, Organic Theory of
معاشرہ کا عضویائی نظریہ

سرلیسلی سٹیفن نے اخلاق میں معاشری عضویہ کا خیال پیش کیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ معاشرہ ایک عضویہ ہے اور افراد اس کے اعضا ہیں۔ جس طرح اعضا مل جل کر عضویہ کی خدمت کرتے ہیں۔ اور ان کا اپنا مفاد کچھ نہیں ہوتا۔ اس طرح افراد کو بھی مل جل کر اپنا اور سوسائٹی کی خدمت کرنی چاہیئے۔ کیونکہ افراد کا مقصد جماعت سے جدا نہیں۔

ہربرٹ اسپنسر کا بھی یہی نظریہ ہے۔ اس سے لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام غیر متغیر اور عین فطرت کے مطابق ہے۔ آج کل امریکہ میں اس خیال کے حامی بوگارڈس (Bogardus) اور پارسنز (Parsons) ہیں۔

Socio-Economic Formation
معاشری معاشی ساخت

معاشرہ کی ہیت جس کا انحصار مادی وسائل اور ان کے استعمال پر ہے۔ اس نظریہ سے تاریخی ادوار متعین ہوتے ہیں اور تاریخی ارتقا کے سائنسی اسباب بے نقاب ہوتے ہیں۔ ان اسباب کی بنا پر ہر دور ایک معاشری عضویہ دکھائی دیتا ہے۔ اس کی پیداواری قوتیں تو معاشرے کی مادی اور فنی بنادیں ہوتی ہیں اور خیالات و افکار کا نظام جو ان بنیادوں پر تعمیر ہوتا ہے وہ اس کی عمارت ہوتی ہے۔ ہر دور کے اپنے نموئی اور ارتقائی قوانین ہوتے ہیں۔ یہ سلسلہ ایک سادہ اشتراکی نظام سے شروع ہو کر غلام رکھنے، جاگیرداری اور سرمایہ داری کے ادوار سے گزر کر اشتراکیت پر ختم ہو جاتا ہے۔ جب اشتراکیت آئے گی تب امن و اماں کا دور ہو گا اور ہر قسم کے امتیازات ختم ہو جائیں گے۔

معاشریات Sociology

یہ اصطلاح اگسٹ کامٹے (Auguste Comte) نے وضع کی تھی۔ اور اس کا مقصد معاشرہ اور معاشری روابط کا مطالعہ ہے۔ پہلے اسے معاشری طبیعیات کہتے تھے کیونکہ خیال یہ تھا کہ طبعی علوم کے قانون معاشرہ کے بھی قانون ہیں۔ پھر معاشرہ کا حیاتیاتی تصور لیا گیا اور حیاتیات کے قانون معاشرے پر چسپاں کئے گئے۔ پھر نفسیات کے اصول لئے گئے اور سوسائٹی کا مطالعہ نفسیاتی اصولوں سے کیا گیا۔ پھر کچھ لوگوں نے سوسائٹی کو حقیقت مانا۔ سوشل نفس (Group mind) کو تسلیم کیا۔ اس طرح معاشریات علم (Sociology of Knowledge) قائم ہوئی۔ اب معاشریات سے کئی شاخیں پھوٹی ہیں جنہوں نے خود مختار حیثیت اختیار کرلی ہے۔

معاشریات رومانی Sociology, Romantic

یہ نظریہ انگلستان اور جرمنی میں انیسویں صدی میں شروع ہوا۔ ابتدا میں اس کا گٹھ جوڑ جاگیرداری اشتراکیت سے تھا۔ اب اس کا رشتہ فاشیت سے جوڑا گیا ہے (ملاحظہ ہو ہیڈیگر کا فلسفہ)۔ اس معاشریات کا بنیادی تصور آریاؤں کا گزشتہ سنہری دور ہے جس کی جانب لوٹنے کی تلقین کی جاتی ہے۔ یہ نظریہ بوژوا جمہوریت کی تردید کرتا ہے۔ اور آریہ نسل کی فوقیت اور برتری کے حق میں ہے۔ اسی نظریہ سے نازی فلسفہ بنا اور ہٹلر کے کشور کشائی پروگرام کو تقویت ملی۔ ہندوستان کی فوج کشی کے تحت بھی یہی جذبہ کارفرما ہے۔

معاشرہ پیمائی Sociometry

تجربی اور اطلاقی معاشریات، تجربی طریقوں سے خاص احوال میں (مثلاً فیکٹری، دفتر سکول یا گھر میں) مختلف افراد کے تعلقات کی پیمائش کرنا اور شماریاتی طریقوں سے بیان کرنا اس کا موضوع ہے۔

سقراط Socrates

(399-469 ق م) سلاماس (Salamas) کی جنگ کے دس سال بعد سقراط ایتھنز میں پیدا ہوا۔ پیلوپنیسین جنگ (Peloponnesian war) میں فوجی کی حیثیت سے اس نے بڑا نام پیدا کیا۔ اور پوٹیڈیا (Potidaea) کے کیمپ میں اس پر کھڑے کھڑے ایک دفعہ 24 گھنٹے تک وجد کی کیفیت طاری رہی اور اس حالت میں فلسفیانہ غور و فکر میں ڈوبا رہا۔

سقراط نے کوئی کتاب نہیں لکھی لیکن استاد کی حیثیت سے اس کی تعلیمات کا لوگوں اور خصوصاً نوجوانوں پر گہرا اثر پڑا۔ اس کا فلسفیانہ طریق کار جدلیات (Dialectic) تھا۔ یہ اپنے حریف کی بات مان کر اسے ایسے مقام پر لے آتا تھا جو لغو ہوتی تھی اور مدعی کے اپنے دعویٰ کے متضاد ہوتی تھی۔ اس طرح مدعی کو پھر اسی مقام پر آنا پڑتا تھا جہاں سے اس نے شروع کیا تھا۔

دو چیزوں کے لئے زمانہ سقراط کا مرہون احسان ہے ایک منطقی تعریف اور دوسرا استقرائی طریقہ۔ ایک دفعہ ڈیلفی کے مندر کے کاہن نے کہہ دیا کہ سقراط اپنے زمانہ کا دانشمند ترین انسان ہے۔ سقراط اسے جھٹلا تو نہیں سکتا تھا کیونکہ یہ بات کاہن نے کہی ہوئی تھی لیکن اس نے اس کلیہ کے جواز کی انوکھی تدبیر نکالی اس نے فلسفی سے صداقت کی، شاعر سے حسن کی اور سیاست دان سے ملک رانی کی تعریف چاہی۔ اسے پتہ چلا کہ یہ لوگ کورے ہیں اور ان تصورات کی تعریف کرنے سے بھی عاجز ہیں جن کے ساتھ ان کا براہ راست تعلق ہے۔ لیکن انہیں اپنی جہالت کا علم نہیں تھا اور اپنے زعم میں سب کچھ جانتے تھے۔ سقراط کہتا تھا کہ میں بھی جاہل ہوں لیکن مجھے اپنی جہالت کا علم ہے اور یہی میری برتری کا راز ہے۔

سقراط کا کہنا ہے کہ فضیلت علم ہے یعنی لوگ لاعلمی کے باعث گناہ کرتے ہیں۔ اگر انہیں گناہ کا علم ہو جائے تو وہ گناہ نہیں کریں گے ایک اور مقولہ جو سقراط سے منسوب کیا جاتا ہے وہ ہے اپنے آپ کو جانو یا پہچانو (Know Thyself) یہ مقولہ بڑا پر معنی ہے اور اس کے کئی مطالب نکالے گئے ہیں۔

سیاسی امور میں بھی سقراط بہت حصہ لیا کرتا تھا۔ بڑا راست گو اور نڈر حق گو تھا۔ وہ اکیلا شخص تھا جس نے ایتھنز کی سینٹ میں اس امر کی مخالفت کی کہ فوجی جرنیلوں کو بغیر عدالت میں مقدمہ چلائے سزا نہ دی جائے اسی طرح اس نے سینٹ کا یہ حکم ماننے سے بھی انکار کر دیا کہ 'بحث کے طریق کار' کی تعلیم نہ دیا کرو۔

ایتھنز کا حکمران طبقہ سقراط کی بیباکی اور حق گوئی سے نالاں تھا۔ اس پر دو الزامات لگائے گئے ایک یہ کہ نوجوانوں کے اخلاق خراب کر رہا ہے اور دوسرے یہ کہ پرانے خداؤں کے مقابلے میں نئے خدا لا رہا ہے۔ اس مقدمہ کی روئداد افلاطون نے لکھی ہے۔ سقراط کو سزائے موت ملی اور زہر کا پیالہ پینا پڑا۔ جس بہادری سے اس نے جام شہادت نوش کیا اس کی مثال تاریخ میں کم ملتی ہے۔

سقراط کو بابائے فلسفہ کہتے ہیں۔ اس کی تعلیمات افلاطون کے مکالموں میں محفوظ ہیں۔ افلاطون، سقراط کا شاگرد تھا۔

سقراط کو اگر شہید فلسفہ کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ اس نے اصولوں کی خاطر جان دے دی۔ بعض لوگ سقراط کو پیغمبر بھی کہتے ہیں اسے اندر سے آواز آتی تھی اور اس کی رہنمائی میں ہر کام کرتا تھا۔

سقراطی طریقہ Socratic Method

سقراط کا خاص فلسفیانہ طریق کار، اس طریق کار میں کوئی معلومات فراہم نہیں کی جارہی بلکہ سوالات کے

ذریعہ جواب اخذ کئے جاتے ہیں۔ مثلاً افلاطون کے ایک مکالمے مینو (Meno) میں سقراط ایک ان پڑھ بچے کو پکڑ لیتا ہے اور سوالات کے ذریعہ فیثا غورث کا اصول نکال لیتا ہے۔ اس طریق کار کے پیچھے مفروضہ یہ ہے کہ ذہن میں خیالات تو موجود ہیں لیکن بغیر کسی مدد کے وہ جنم نہیں لے سکتے۔ فلسفی کا کام دایہ کی مانند ہے۔ جس طرح دایہ بچے کی ولادت میں مدد دیتی ہے اسی طرح فلسفی خیالات کی ولادت میں مدد دیتا ہے۔

اس طریق کار کا تعلق تجاہل عارفانہ (Socratic Trony) سے بھی ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ گو سوال کرنے والا لاعلمی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن دراصل وہ سب کچھ جانتا ہے۔

ہمہ انائیت ، Solipcism

اس نظریہ کی رو سے فلسفہ میں ابتدا فرد کے نفسی کوائف باشعور سے ہونی چاہئے۔ اس سے یہ بھی مراد ہے کہ فرد کا اپنا شعور ہی حقیقت ہے اور باقی دنیا جس میں انسان اور اشیا ہیں یہ سب اسی شعور کا اظہار یا عکس ہیں۔ یہ موضوعی تصوریت کی بنیاد ہے۔

سوما (سنکرت) Soma

ویدوں کے تین خداؤں میں سے ایک خدا۔ اس کی تعریف میں رگ وید بھرا پڑا ہے۔ سوما کا تعلق ایک پودے سے ہے جس سے شراب کشید کی جاتی ہے۔ اس کا نشہ دیوتاؤں کا نشہ سمجھا جاتا تھا۔

صوفیا Sophia

عملی کے مقابلہ میں نظری حکمت' ارسطو اس حکمت کا دائرہ اصول اولیہ تک محدود کر دیتا ہے۔

سوفسطائیت Sophism

یہ ایک مغالطہ ہے جس کا منشا دیدہ و دانستہ دوسروں کو دھوکا دینا ہے۔ اس کے مقابلہ میں غلط استدلال ہے (Paralogism) جو مغالطہ تو ضرور ہے لیکن اس کا منشا کسی کو دھوکا دینا نہیں۔

سوفسطائی Sophists

پانچویں صدی قبل مسیح کے سیلانی یونانی فلسفی' یہ فلسفی دوسرے شہروں سے ایتھنز میں آئے کیونکہ اس وقت کے نوجوان سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے لئے فن تقدیر اور فن بلاغت میں تعلیم چاہتے تھے۔ لہٰذا سوفطائیوں کا زور صداقت اور حقانیت کے مقابلہ میں فصاحت و بلاغت پر زیادہ تھا۔ کسی قضیہ کے حق میں دلائل دینا اور پھر اسی کے خلاف دلائل دینا ان کی تعلیم میں داخل تھا۔ اس طریق کار سے ہر شے اضافی بن جاتی ہے۔ اور صداقت کی مستقل حیثیت قائم نہیں رہتی۔ اس لئے کسی سوفسطائیوں نے علم کو اضافی قرار دیا اور اسے شک کی نگاہ سے دیکھا۔ اخلاق میں بھی ان کا یہی نظریہ تھا۔ اخلاقی اقدار کو مستقل نہیں سمجھتے تھے بلکہ انہیں بھی تغیر پذیر کہتے تھے۔

منشور سوفسطائی ہپیاس (Hippias)' گارگائس (Gorgias) تھرسامیکس (Thrasymachus) اور پراٹاگورس (Protageras) ہیں پراٹاگورس کہتا تھا کہ ہر شے کا پیمانہ انسان ہے۔ یونانی فلسفہ میں پراٹاگورس پہلا انسان دوست فلسفی ہوا ہے۔

سوفسطائیوں کے خلاف ردعمل سقراط' افلاطون اور ارسطو میں پایا جاتا ہے۔ یہ لوگ سوفسطائیوں کے مقابلہ میں علم کی عمومیت اور عالمگیر حیثیت کے قائل تھے۔

قیاس مسلسل Sorites

بعض اوقات قضیوں یا مقدمات کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جس میں ایک قضیہ کا دوسرے کے ساتھ ربط و تعلق ہوتا ہے اس حالت میں جو نتیجہ آخر کار اخذ ہو گا وہ گویا ان تمام مقدمات کا متفقہ نتیجہ ہو گا مثلاً تمام ایشیائی انسان ہیں ، تمام پاکستانی ایشیائی انساں ہیں اور تمام پنجابی پاکستانی ہیں اس لئے نتیجہ یہ ہوا کہ تمام پنجابی انسان ہیں۔

اگر ایسے قیاسات کی تحلیل کی جائے تو قیاسات متقدم و متاخر کی ایک طویل اور مسلسل زنجیر ظاہر ہوتی ہے جس کے تمام حلقے ایک دوسرے سے جکڑے ہوتے ہیں۔ استدلال کا ہر قدم قیاس متقدم سے متاخر کی

طرف بڑھتا ہے۔

اس کی دو اقسام ہیں نتیجہ دونوں حالتوں میں وہی ہے۔ ایک کو ارسطوی کہتے ہیں اور دوسرے کو گوکلوی' ارسطوی قسم میں نتیجہ کا موضوع (Subject) پہلے مقدمہ کا موضوع ہے اور نتیجہ کا محمول (Predicate) اخری مقدمہ کا محمول ہے۔ گوکلوی قسم میں نتیجہ کا موضوع اخری مقدمہ کا موضوع ہے اور نتیجہ کا محمول پہلے مقدمہ کا محمول ہے۔ ارسطوی قسم میں تمام معلوم قضئے سوائے پہلے کے تحصیل شدہ قیاسات میں کبریٰ کا کام دیتے ہیں۔ گوکلوی قسم میں تمام معلوم قضئے سوائے پہلے کے تحلیل شدہ قیاسات میں صغریٰ کا کام دیتے ہیں۔

Soul روح

ارسطو روح کو حیوی اصول' صورت اور جوہر کہتا تھا۔ دور وسطیٰ میں اسے لبیط غیر مادی جوہر کہتے تھے۔ کچھ مفکروں کا خیال تھا کہ بچہ کو روح والدین سے ملتی ہے اور کچھ کہتے تھے کہ ہر روح کو خدا علیحدہ علیحدہ تخلیق کرتا ہے روح اور جسم کے اتحاد کے متعلق ایک ثنویتی نظریہ ہے۔ افلاطون کہتا تھا کہ روح کو جسم سے عارضی طور پر ملا دیا جاتا ہے۔ ارسطو کہتا تھا کہ روح کو ملایا نہیں جاتا بلکہ روح جسم کی صورت ہے اور حیوی اور نفسی کیفیات کا منبع۔ انسانی روح کو ابدی اور غیر فانی کہا جاتا ہے۔ جانوروں اور پودوں کی بھی روحیں ہیں لیکن یہ فانی ہیں اور ہمیشہ قائم نہیں رہتیں۔

Soul-Substance Theory نظریہ جوہریت

اس نظریہ کی رو سے نفسی اکائی کی وجہ روح ہے جو اپنی ذات میں غیر متغیر اور غیر منقسم ہے۔ اس نظریہ کا رشتہ قوائی نفسیات سے ہے۔

Soviet Philosophy سوویٹ فلسفہ

مارکس کا جدلیاتی فلسفہ' سوویٹ فلسفہ کی بنیاد ہے لیکن روس نے اس میں حالات کے مطابق تبدیلیاں کر لی ہیں۔ اب مارکس کا فلسفہ روس سے ختم ہو گیا ہے۔

سوویٹ فلسفہ کے مسائل میکانیت اور تصوریت کے گرد گھومتے ہیں سوال یہ ہے کہ آیا مادیت کو میکانیت کہنا چاہئے یا نہیں۔ جن لوگوں نے اس کا جواب مثبت میں دیا وہ میکانکی مادیت پرست کہلائے یہ لوگ سائنسی علم کو قابل اعتبار سمجھتے تھے اور فلسفہ کو جس میں ہیگل کے فلسفہ کا شمار ہے اہمیت نہیں دیتے تھے۔ بلکہ جدلیاتی مادیت کو فلسفہ کی حیثیت سے کچھ وقعت نہیں دیتے تھے۔ کیفیات کو مقدار میں تبدیل کر دیتے' اور نئی کیفیات کی تولید سے انکار کرتے تھے۔ تعمیمات کو بھی کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے۔ اس مکتب فکر کے خلاف ڈیبورن (Deberin) کا گروہ تھا۔ یہ لوگ فلسفہ کی اہمیت اور ہیگل کے جدلیاتی طریق کار کو تسلیم کرتے تھے۔ تعمیمات کو بھی اہمیت دیتے تھے۔ یہ جھگڑا نمٹانے کے لئے 1929 میں بڑی بھاری کانفرنس ہوئی جس میں 229 مندوبین نے شرکت کی متفقہ رائے سے قرار پایا کہ دونوں گروہ حد سے تجاوز کر گئے ہیں۔ اگر پہلے گروہ نے شدید قسم کی میکانیت اختیار کر لی ہے تو دوسرا گروہ تصوریت کی جانب جھک گیا ہے۔ اور معاملہ بین نہیں ہے۔

اخلاقیات میں روسی مفکروں نے پرولتاری انسان دوستی کا موقف اختیار کیا ہے اس کے مقابلہ میں بوژوا انسان دوستی کا نقطۂ نظر ہے۔ پرولتاری انسان دوستی کا ایمان ہے کہ غیر طبقاتی معاشرہ میں ہی نیک اور پرامن زندگی ممکن ہے۔ جس انسان دوستی کا بوژوا طبقہ خواہاں ہے اس میں عوام شریک نہیں ہو سکتے اور اس کا اخلاقی معیار بھی دوغلا ہے۔ جب تمام طبقات مٹ جائیں گے تب ایک قسم کا اخلاق آجائے گا۔

Space-Time مکان زمان

یہ چار ابعادی سلسلہ ہے جس میں لمبائی' چوڑائی اور اونچائی کے علاوہ زماں کو بھی داخل کر لیا گیا ہے۔ یہ خیال پہلے ایچ منکووسکی (H.Minkovski) نے ظاہر کیا بعد میں آئن سٹائن نے اسے اپنا لیا۔ منکووسکی کا کہنا

ہے کہ کسی شے کا تصور مکاں، زماں کے بغیر ممکن نہیں۔ کیونکہ کوئی ایسی شے نہیں جس کی لمبائی چوڑائی اور اونچائی ہو لیکن زماں نہ ہو۔ اس تصور میں مکان اپنے واردوں سمیت اور زمان اپنے تغیرات سمیت شامل ہو جاتے ہیں۔ اس لئے چارابعادی کائنات غیر متحرک اور غیر متغیر بن جاتی ہے۔ چیزوں اس وقت بدلیں گی یا حرکت کریں گی جب انہیں زمان سے الگ لیا جائے یا زمان اور مکان کو الگ الگ حیثیت دی جائے۔

نیوٹن کی طبیعیات میں زماں اور مکاں کو الگ الگ لیا گیا ہے۔ آئن سٹائن کہتا ہے کہ اضافی حیثیت سے انہیں الگ الگ لیا جا سکتا ہے۔ ان کی اضافیت کا انحصار محدد نظام (Coordinate system) پر ہے۔

مارگن اور الیگزینڈر نے قدرے مختلف موقف اختیار کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مکان، زمان، کائنات کی ابتدائی شکل ہے جس سے بتدریج مادہ، زندگی اور نفس پیدا ہوئے ہیں اس سلسلہ کی انتہا الوہیت ہے جو نفس سے پیدا ہوگی۔ یہ خیال فلسفیانہ اور تصوریتی ہے۔

Species & Genus نوع اور جنس

ارسطوی منطق میں جنس سے مراد وہ بڑی جماعت اشیا یا جماعت افراد ہے جس میں ایک سے زیادہ چھوٹی جماعتیں شامل ہوں۔ وہ چھوٹی جماعتیں جو اس بڑی جماعت میں شامل ہیں انواع کہلاتی ہیں۔

Specious Present حال محسوس

یوں تو حال کا کوئی عرصہ نہیں ہوتا جب کوئی لفظ بولا جاتا ہے تو وہ فوراً ماضی کا حصہ بن جاتا ہے۔ حقیقت میں یا تو ماضی ہے یا مستقبل۔ لیکن نفسیاتی اعتبار سے حال کا کچھ عرصہ ضرور ہوتا ہے اس میں کچھ تو ماضی اور کچھ مستقبل شامل ہوتا ہے اور یہ سارا عرصہ حال محسوس کہلاتا ہے۔

Speculative Philosophy نظری فلسفہ

فلسفہ کا ایک ایسا نظام جو تجربہ کے بغیر تراشا جاتا ہے۔ اس کا انحصار منطق کے اصولوں یا واہبی تصورات پر ہوتا ہے۔ عام طور پر اس کی شکل استخراجی ہوتی ہے اور اس کے نتائج کو تمام حقیقت پر چسپاں کر دیا جاتا ہے۔ جو کسی طور پر جائز نہیں۔ ہیگل، فختے اور شیلنگ کا فلسفہ ایسی نہج کا ہے۔ جدلیات کے زور پر ایک صدری نظام قائم کیا گیا ہے اور فرض یہ کیا گیا ہے کہ اس کا اطلاق تمام حقیقت، نظری اور تجربی پر ہے۔

Spencer, Herbert ہربرٹ اسپنسر

(1903-1820) انگریز ماہر معاشریات اور نفسیات، اثباتیت کے بانیوں میں سے ایک۔ اس کے خیالات پر ہیوم، کانٹ اور مل کا زبردست اثر تھا جبھی اس کے فلسفہ میں 'ناقابل فہم' (Unknowable) کا تصور بڑا اہم ہے۔ سپنسر کہتا تھا کہ سائنسی تصورات متضاد بھی ہوتے ہیں اور جزوی بھی لہٰذا وہ تہ تک نہیں پہنچ سکتے۔ مذہب اور سائنس کے ڈانڈے مل جاتے ہیں کیونکہ دونوں کا واسطہ ناقابل فہم سے ہے۔ مسئلہ ارتقا میں سپنسر، ڈارون کا پیش رو تھا۔ اس نے کوشش کی کہ ہر علم میں ارتقائیت کا اطلاق کیا جائے۔ چنانچہ نفسیات، معاشریات، اخلاقیات اور کئی ایک علوم میں سپنسر نے قانون ارتقا کا استعمال کیا۔ سیاسیات میں اس کا موقف انفرادیت کا تھا۔

اس کی تصانیف حسب ذیل ہیں

ترکیبی فلسفہ کا نظام

1-System of Synthetic Philosophy

اخلاقی اور سائنسی تعلیم

2-On Moral & Physical Education

Spengler, Oswald اسوالڈ سپنگلر

(1936-1880) جرمن مفکر، اس کی شہرہ آفاق کتاب 'زوال مغرب' (Decline of the West) (دو جلدوں میں) فلسفہ تاریخ کی کتاب ہے اور پہلی عالمی جنگ میں جرمنوں کی شکست کے بعد شائع ہوئی۔ اس کتاب میں ننشاہیت اور جنگ پسندی کی تعریف کی گئی

ہے- جنگ کو "حیات انسانی کی ابدی صورت" قرار دیا گیا ہے- تاریخ میں سپنگلر کا موقف تاریخی اضافیت کا ہے اس نظریہ کی رو سے تمام تاریخ کو چند ایک خودمختار ثقافتوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے- ہر تہذیب کی اپنی ساخت اور اکائی ہے اس کی ابتدا ہوتی ہے پھولنے پھلنے کا دور آتا ہے اور پھر ختم ہونے کا- تاریخ کا کام ہے کہ وہ ہر تہذیب کی ساخت سمجھے اور اس کی روح تک پہنچے ازمنہ گذشتہ میں کئی تہذیبیں ابھریں اور فنا ہو گئیں اور کچھ جو موجود ہیں وہ بوڑھی ہو چکی ہیں- انیسویں صدی سے مغربی تہذیب پر زوال آیا ہے- اس کا عروج کا زمانہ جاگیرداری کا تھا-

ٹائن بی (Taynbee) برطانوی مورخ اس عقیدہ کو ماننے والوں میں سے ہے-

Spinoza, Benedict — بینڈکٹ سپائنوزا

(1632_1677) یہودی النسل تھا لیکن خیالات کی بنا پر ملک بدر ہوا- اس کا خاندان سپین سے ہالینڈ آگیا تاکہ سزا سے بچ جائے- یہاں اس نے نہایت ہی سادہ زندگی بسر کی- عدسے بنا کر گزارا کرتا تھا- سپائنوزا عجیب شہرت کا مالک تھا کچھ لوگ تو اسے خدا کے نشہ میں چور کہتے تھے کیونکہ اسے ہر شے میں خدا نظر آتا تھا اور کچھ لوگ اسے کٹر مادیت اور عقلیت پرست کہتے تھے اور ماورائیت کا منکر-

سپائنوزا کے کائنات کے متعلق دو قسم کے خیالات تھے- (1) (Natura naturom) یعنی قدرت لامحدود قوائیت کا سرچشمہ ہے- یہ ایک کل ہے ماورائی اور ناقابل بیاں (2) (Natura naturate) یعنی قدرت بے شمار عوالم- اشیا اور واردوں کے مجموعہ کا نام ہے- ہر شے' واردے اور عالم کی قوائیت کو واحد (One) ظاہر کرتا ہے-

سپائنوزا کو روح اور مادے میں کوئی تضاد نظر نہیں آتا- بلکہ یہ دونوں ایک ہی حقیقت کے دو رخ ہیں- ایک رخ امتداد (Extension) کا ہے اور دوسرا شعور (Thought) کا- پس خدا یا قدرت ایک لحاظ سے تو روح ہے اور دوسرے لحاظ سے مادہ- اگر روح اور مادہ کو حقیقت کے خواص کہا جائے تو حقیقت مختلف جہات (Modes) میں رونما ہوتی ہے- انسان بھی ایک جہت ہے اور اس لحاظ سے وہ خدا یا قدرت سے جدا نہیں- خدا کائنات کا سبب تو ہے لیکن بیرونی سبب نہیں بلکہ اندرونی سبب ہے- خدا کوئی شخص نہیں وہ ذہن ہے اور اس کی ذہنیت تمام فضا میں پھیلی ہوئی ہے- خدا سے دعا مانگنا فضول ہے کیونکہ وہ کوئی شخص نہیں- جو دعا کو سنے اور قبول کرے کائنات میں' جبریت (Necessity) کا دور دورہ ہے- جیسے مثلث کی اصلیت سے اس کے تمام اصول لابدی طور پر نکلتے ہیں ویسے ہی دنیا کے تمام واردے علت و معلول کے سلسلہ میں بندھے پڑے ہیں اور آزادی کہیں بھی نہیں- یہ چیز انسانوں پر بھی صادق آتی ہے-

سپائنوزا کی مشہور کتاب اخلاقیات (Ethics) ہے- اس میں تمام اصول جیومٹری کے طرز پر نکالے گئے ہیں- یہ طریقہ استخراجی ہے سپائنوزا ہر انسان کو فطری طور پر خود غرض کہتا ہے اور ایثار کو دھوکا سمجھتا ہے- انسان کا مقصد اپنے نفس کی بقا ہے- لیکن یہ بقا تب تک ممکن نہیں جب تک دوسروں کی بقا کے لئے کوشش نہ کی جائے- اس لئے حب ذات میں حب غیر کا جذبہ لازمی عنصر ہے-

Spir. African — افریقی سپر

(1837-1890) روسی مفکر جس کا فلسفہ تضاد کا آماجگاہ تھا- وہ کہتا تھا کہ حسی علم اور عقل مختلف راستوں پر لے جاتے ہیں- حسی علم سے تغیرات کی نشاندہی ہوتی ہے اور عقل سے مستقل 'غیر تجربی' اصولوں کی-

Spiritism — روحیت

اس عقیدہ کی رو سے آباؤاجداد کی روحیں اپنے پسماندگان سے ملتی ہیں اور ان روحوں سے ملنے کے باقاعدہ طریقے ہوتے ہیں-

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ صرف انسانوں اور حیوانوں کی ہی روحیں نہیں بلکہ بے جان اشیائیں بھی روحیں ہوتی ہیں۔ ان کے علاوہ فرشتوں۔ دیوتاؤں، جنوں وغیرہ کی بھی روحیں ہیں۔

Spiritualism روحانیت

مادیت کے مقابلہ میں روحانیت کا موقف ہے کہ حقیقت دراصل روح، نفس یا نسمہ ہے۔ یہ روح انسانی روح کی مثل ہے اور سب کائنات میں موجود ہے اور یہ ہی فی الحقیقت کائنات کی اساس ہے۔

روحانیت سے مراد کائنات کا تصوریتی عقیدہ بھی ہے۔ اس عقیدہ کی رو سے ہوا مطلق روح اور محدود روحوں کے دنیا میں اور کچھ موجود نہیں۔

روحانیت سے یہ بھی مراد ہے کہ مردہ روحوں کو بلایا جا سکتا ہے اور ان سے بات چیت ہو سکتی ہے۔ اس مطلب کے لئے معمول (Medium) یا ذریعہ ہوتا ہے۔ یہ معمول مردہ روح سے رابطہ قائم کرتا ہے اور اطلاعات بہم پہنچاتا ہے۔

Spiritual Realism روحانی حقیقت

اس نظریہ کی رو سے صرف 'نیک ارادہ' یا ارادہ طیبہ ہی آزاد ہے اس سلسلہ میں عیلیت کی نوعیت روحانی ہے۔ نیز خود فراموشی سے اتکمال ذات ہوتی ہے۔

Spontaneity انبعاث۔ از خود ہونا

وہ افعال جو سوچی سمجھی سکیم کے تحت صادر نہیں ہوتے بلکہ از خود وارد ہوتے ہیں۔ یہ افعال بیرونی دباؤ سے واقع نہیں ہوتے بلکہ ان کے اسباب خود ان کی ذات میں مضمر ہوتے ہیں۔ قدیم جوہریوں (Atomist) کا کہنا تھا کہ انبعاث کا شمار اتفاقات سے ہے اور اس کا دائرہ میکانکی جبریت سے باہر ہے مارکسی اس امر کو تسلیم نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ انبعاث کی حالت میں سبب اندر سے اٹھتے ہیں لیکن اسباب ضرور ہوتے ہیں۔ تصوریتی مفکروں کا کہنا ہے کہ انبعاث کی حالت میں عمل کا رشتہ خارجی دنیا سے نہیں ہوتا۔ لیکن یہ خیال بے بنیاد ہے اور غیر سائنسی بھی۔

Spontaneity & Consciousness انبعاث اور شعور

تاریخی مادیت میں یہ دونوں تصورات بڑے اہم ہیں انبعاث سے مراد ایسے واردات ہیں جن کے اسباب سمجھ میں نہیں آرہے اور جو بلائے ناگہانی کی طرح آن وارد ہوتے ہیں۔ ان کے مقاصد چونکہ انسانی کنٹرول سے باہر ہوتے ہیں اس لئے حاصل ہوتے نظر نہیں آتے۔ اس کے برخلاف وہ افعال و مقاصد شعوری ہوتے ہیں جو سوچی سمجھی سکیم کے تحت معرض وجود میں آتے ہیں اور ان کا تعلق معاشی مادی ماحول سے ہوتا ہے۔ مارکسزم سے پہلے چونکہ مادی معاشی احوال کی اہمیت کا کماحقہ علم نہ تھا لوگوں کے اکثر نظریئے کسی اصول کے تحت نہیں ہوتے تھے۔ معاشریات ابھی ابتدائی منازل پر ہے اور ہر واقعہ کا سبب نظر نہیں آتا۔ لیکن حقیقت میں ہر 'از خود' واقعہ اسباب کی لڑی میں بندھا ہوا ہے اور ایک وقت آئے گا جب اس لڑی کا علم ہو جائے گا۔

Square of Opposition مربع نسبتی

ارسطوی منطق میں مربع کے ذریعہ مختلف قضیوں کے باہمی تعلقات کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ اس مربع کے دو اوپر والے کونے کلیہ قضیوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور دو نچلے کونے جزئیہ قضیوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ مربع میں کلیہ موجبہ کے نیچے جزئیہ موجبہ کو آنا چاہیئے اور کلیہ سالبہ کے نیچے جزئیہ سالبہ کو۔ لیکن ان چاروں قضیوں کے موضوع اور محمول ایک سے ہونے چاہئیں۔ اگر م سے مراد قضیہ کلیہ موجبہ ہو۔ اس سے مراد قضیہ کلیہ سالبہ۔ د سے مراد قضیہ جزئیہ موجبہ اور ل سے مراد قضیہ جزئیہ سالبہ ہو تو مربع نسبتی کی شکل یوں ہو گی۔

✓Stale حال

صوفیوں کی اصطلاح میں حال سے مراد وہ حالت ہے

جو محض اللہ تعالیٰ کے فضل یا فیض سے حاصل ہو۔ اور اس میں صوفی کی اپنی کوشش کو دخل نہیں ہوتا۔

Stages, Theory of — **نظریہ مدارج**

امریکی ماہر معاشیات والٹ روسٹو (Walt Rostow) کے مطابق تمام تاریخ کو پانچ ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے (ملاحظہ ہو اس کی کتاب 'معاشی ارتقا کے مدارج' The Stages of Economic Growth ' ایک غیر مارکسی منشور) (1) پہلا دور روایتی معاشرہ کا ہے اس میں زراعت پر زور دیا جاتا ہے اور پیداوار کی شرح بہت کم ہوتی ہے (2) دوسرا دور عبوری معاشرہ کا ہے یہ سرمایہ داری کے اس حد تک جاتا ہے جب تک اجارہ داریاں قائم نہیں ہوتیں۔ (3) تیسرا دور اڑنے کا (Take off) دور ہے۔ اس میں صنعتی انقلاب آتے ہیں اور صنعت و حرفت کو فروغ حاصل ہوتا ہے (4) چوتھا دور پختگی Maturity کا دور ہے۔ صنعت کاری عروج تک پہنچ جاتی ہے اور صنعتی اعتبار سے ترقی یافتہ ممالک ابھرتے ہیں۔ (5) پانچواں دور صرف عام Mass Consumption کا ہے۔ کہتے ہیں کہ امریکہ اس مرحلہ پر پہنچ چکا ہے۔ اس تقسیم کی تہ میں فنی۔ معاشی نفسیاتی' سیاسی' ثقافتی اور تاریخی اسباب ہیں۔

Stankevich, Nikolai Viladimirovich

نکولائی ولاڈی میروورچ سٹینکی وچ

(40-1813) روسی تصوریتی فلسفی' شیلنگ' کانٹ اور ہیگل کے خیالات سے متاثر تھا۔ اس نے اخلاقیات کی بنیاد پر معاشی مسائل کو حل کرنا چاہا۔ غلامی' رشوت اور مفاد پرستی کے خلاف تھا۔ اخلاقی اصلاح اور روشن ضمیری کے حق میں تھا اور لوگوں کو محبت کے پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنا چاہتا تھا۔ محبت کا نظریہ مذہبی رنگ لئے ہوا تھا۔

Stasov, Vladimir Vasilyevich

ولاڈی میروسلی وچ سٹاسو

(1906-1824) روسی فنکار۔ فن اور موسیقی کا نقاد۔ اس کا نظریہ جمال مادیتی تھا۔ وہ کہتا تھا کہ آرٹ میں تین خصائص ہونے چاہئیں۔ حقیقیت' خدمت خلق اور نظریاتی رجحان۔ جس آرٹ کی تہہ میں یہ تینوں باتیں ہوں گی وہ معاشرے کو فروغ دے سکے گا۔ اس لئے سٹاسو فن برائے فن کے نظریہ کو بیہودہ اور لغو کہتا تھا۔ اس کی تصانیف ہیں۔

روسی آرٹ کے پچیس سال

1-Twenty five years of Russian Art

انیسویں صدی میں آرٹ

2-Art in the 19th Century

سٹاسو کی وجہ سے روسی فن اور موسیقی نے جمہوری رنگ اختیار کیا۔

State — **مملکت**

سیاسی تنظیم جس کی بنیاد مشترکہ علاقہ اور سیاسی دستور پر ہوتی ہے۔ کچھ لوگ مملکت کو قانون کے مترادف خیال کرتے ہیں۔ کیلسن (Kelsen) اور کچھ اسے چند افراد یا ایک فرد کی اجارہ داری یا حکومت سے تعبیر کرتے ہیں۔ کچھ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر عدلیہ اور مقننہ کے اختیارات کو جمع کر لیا جائے تو اس اکائی کو مملکت کہا جائے گا۔

State — **حال**

صوفیاؤں کی اصطلاح میں حال سے مراد نفسیاتی کیفیت ہے جو تغیر پذیر اور ترقی پذیر ہوتی ہے صوفیانہ واردات میں جو کیفیت صوفی پر طاری ہوتی ہے وہ اس کا حال ہے۔

Station — **مقام**

صوفیوں کی اصطلاح میں جب ریاضتوں سے کسی حال میں استقلال آجاتا ہے تو اسے مقام کہا جاتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی صوفی اپنے آپ کا محاسبہ کرنے کی عادت ڈال لیتا ہے تو محاسبہ اس کا مقام ہو گا اور اگر یہ محض

عارضی شے ہو تو حال کہلائے گا۔

The State & Revolution
ریاست اور انقلاب

لینن کی کتاب جو 1918 میں شائع ہوئی۔ اس وقت روس میں انقلاب کی تیاریاں ہو رہی تھیں اور فرد اور ریاست کا مقام متعین ہونا تھا۔ اس کتاب میں لینن ریاست کو مارکیٹ نقطہ نگاہ سے زیر بحث لاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ پرولتاری امریت ضرور قائم ہو گی اور سرمایہ داری نظام کا خاتمہ ہو گا۔ اس مطلب کے لئے عوام کو زیادہ سے زیادہ اقتدار حاصل کرنا چاہئے جمہوریت لانی چاہئے اور انقلابی طریقے اختیار کرنے چاہئے اس کے بعد ایک وقت آئے گا جب کہ حکومت خود اپنی موت مر جائے گی اور اشتمالیت کا مکمل دور دورہ ہو گا۔

ویسے یہ کتاب نامکمل ہے کیونکہ لینن نے اس میں ایک باب لکھنا تھا جو 1905 اور 1917 کے انقلابات کا ذکر کرے۔ یہ باب نہیں لکھا گیا۔

State & State Monopoly Capitalism
ریاست اور مملکتی اجارہ دارانہ سرمایہ داری نظام

سرمایہ دارانہ نظام کی آخری شکل جس میں نجی سرمایہ کاری' ریاست کی تحویل میں آ جاتی ہے اور سیاسی امور پر ریاست کا مکمل کنٹرول ہوتا ہے۔ قبل اجارہ داری نظام میں سرمایہ کو فروغ ملتا ہے لیکن ریاست کا عمل دخل نہیں ہوتا جب امپریلزم آتی ہے تو حکومت کی اجارہ داریاں قائم ہوتی ہیں نجی سرمایہ کاری کا خاتمہ ہو جاتا ہے یا اس کا زور کم ہو جاتا ہے اور حکومت تمام معاشی امور پر اپنا تسلط جما لیتی ہے۔ لینن کہتا ہے کہ یہ دور سوشلزم کا پیش خیمہ ہے۔ لیکن یہ دور بڑی ابتلا کا دور ہے اور عوام کو بڑی جدوجہد کرنی پڑے گی۔ یہ دور سرمایہ اور شہنشاہیت کی گٹھ جوڑ کی پیداوار ہوتا ہے اس لئے اس کو اکھاڑنا آسان کام نہیں۔

Statement **جملہ**

جدید منطق میں جملہ ایسا فقرہ ہے جس کی تصدیق یا تکذیب یا جہت متعین ہو چکی ہو۔ جو جملہ دوسرے جملوں پر مشتمل ہو۔ اسے مرکب کہتے ہیں۔ وگرنہ سادہ کہلاتا ہے بعض دفعہ جملہ کو قضیہ یا تصدیق بھی کہا جاتا ہے۔

State of Nature **فطری حالت**

انسان کی وہ حالت جو حکومت یا ریاست کی عدم موجودگی میں ہو گی۔ اس حالت کو مدنظر رکھ کر موجودہ پستی کا اندازہ لگایا جاتا ہے لاک اور روسیو نے اسی حالت کو سامنے رکھ کر انسان کے بنیادی حقوق خصوصاً آزادی اور مساوات کے متعین کئے۔

Stern, William **ولیم سٹرن**

(1871-1938) فلسفی اور ماہر نفسیات' انفرادی نفسیات میں اس کا کام بڑی اہمیت رکھتا ہے اس نے ذہانتی نسبت کا تصور دیا۔ انفرادی نفسیات کی بنا پر اس نے شخص مرکزی فلسفہ قائم کیا وہ کہتا تھا کہ تشخص ایک طبعی نفسی اکائی ہے اس میں انفرادیت اور مقصدیت پائی جاتی ہے۔

Stirner, Max **میکس سٹرنر**

(1806-1856) جرمن فلسفی۔ انفرادیت کا پرستار' نوجوان ہیگلیوں کے گروہ سے تعلق رکھتا تھا۔ موضویت (Anarchism) کا حامی تھا۔ وہ کہتا تھا کہ دنیا میں صرف ایک ہی حقیقت ہے اور وہ ہے 'میں' باقی سب التباس ہے۔ انصاف' اخلاق اور مذہب کے تصورات سب فضول ہیں کیونکہ اقدار کا منبع خود انسان ہے۔ نجی ملکیت کا حامی تھا کیونکہ نجی ملکیت میں ہی انسان کی ذات کا اظہار ہوتا ہے۔ کیمونزم کا مخالف تھا۔

Stoics **رواقین**

ایک مکتب فکر جو ایتھنز میں چار صدی قبل مسیح پیدا ہوا۔ اس کا بانی زینو (Zeno) تھا۔ رواقیت کی رو سے

نیکی صرف فضیلت (Virtue) ہے اور جو آدمی فضائل کو اپنی زندگی میں سمو لیتا ہے وہ خوشی پا لیتا ہے نیک آدمی کی خود اپنی ذات خوشیوں کا منبع ہوتی ہے اور اس نے اپنے جذبات اور ہیجانات کو قابو میں رکھا ہوا ہوتا ہے۔ کائنات کی تہ میں آفاقی عقل ہے اسی عقل کے مطابق زندگی بسر کرنا اخلاق کا تقاضا ہے۔ عقلمندی فرائض کی ادائیگی میں زندگی بسر کرتا ہے۔

رواقین کا نظریہ کائنات ہمہ اوست کا ہے۔

Stratification, Social معاشی طبقہ بندی

معاشریاتی تصور جس کی رو سے انسانوں کے مختلف طبقے معاشی، سیاسی، حیاتیاتی، نسلی اور مذہبی اعتبار سے بنتے ہیں بعض دفعہ یہ طبقے پیشوں، رہائشی مکانات، آمدنی کی بنا پر قائم ہوتے ہیں۔ یہ تقسیم عارضی ہوتی ہے۔ اس میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں اور لوگ ایک طبقہ سے دوسرے میں چلے جاتے ہیں۔ مارکسی کہتے ہیں کہ یہ تقسیم بالکل فضول اور غیر سائنسی ہے۔

Strict Implication قطعی تضمن

سی۔ آئی۔ لوئیس (C.I.Lewis) نے 1912 میں قطعی تضمن کی یوں تعریف کی کہ اگر س، پ میں مضمر ہے تو س کو پ سے اخذ کیا جا سکتا ہے۔ اس تعریف سے ہم مادی تضمن (Matrial Implieation) کی مشکلات سے بچ جاتے ہیں۔ قضایا کا احصا جس کی بنیاد قطعی تضمن پر تھی 1920 میں لکھا گیا اس میں لوئیس نے کئی ترمیمیں کیں اور 1932 میں شائع کر دیں ملاحظہ ہو اشارتی منطق (Symbolic Logic) مصنفہ لوئیس اور لینگفورڈ۔

Structuralism نسیجیت

نفسیات میں نفس کی ساخت کے متعلق ایک نظریہ۔ اس نظریہ کی رو سے نفس کی ساخت یا تو جوہری (atomistic) طریقے سے جانچ سکتے ہیں یا بطور گسٹالٹ (Gestalt) کے۔ یہ دونوں طریقے ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ایک طریقہ تحلیل کا ہے اور دوسرا ترکیب کا۔

Structural Psychology نسیجی نفسیات

ای۔ بی۔ ٹچنر (E.B.Titchener) کا نفسیات میں مکتب فکر۔ اس کی رو سے نفسی کوائف کا تجربہ ان کے سادہ عناصر میں کیا جاتا ہے۔ یہ سادہ عناصر ہر حالت میں تحسسات اور تاثر نکلتے ہیں ان عناصر کو آگے تحلیل نہیں کیا جا سکتا۔

Struggle For Existence تنازع للبقا

چارلس ڈارون کا کہنا ہے کہ ارتقا میں تنازع للبقا اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اسی کے ذریعے طبعی انتخاب واقع ہوتا ہے۔ جب جانوروں کی تعداد بڑھ جاتی ہے اور ساماں خورد و نوش کم ہو جاتا ہے تو زندہ رہنے کے لئے جانوروں کی آپس میں لڑائیاں ہوتی ہیں اور ان لڑائیوں میں وہ جانور کامیاب ہوتے ہیں جو جسمانی اور ذہنی لحاظ سے اپنے مد مخالف سے برتر ہوں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ لڑائیوں کا ذکر کرنے سے ڈارون کا منشا یہ نہیں تھا کہ یہ لڑائیاں حقیقت میں لڑی گئیں وہ تو صرف یہ کہنا چاہتا تھا کہ زندگی کا انحصار ماحول کے مادی معاشی وسائل پر ہوتا ہے اور اسی لئے جو نوع جسمانی اور ذہنی اعتبار سے بہتر ہوتی ہے وہ زندہ رہتی ہے دوسری مر جاتی ہے۔

Stuff, Neutral بے رنگ مواد

بعض فلسفیوں کا کہنا ہے کہ بنیادی حقیقت نہ طبعی ہے نہ نفسی، یہ نظریہ برٹرینڈ رسل کا ہے۔

Stumpf, Carl کارل سٹمف

(1848-1936) حقیقت پسند فلسفی جس پر برنٹینو (Brentano) کا اثر تھا۔ موسیقی اور نغمہ کی نفسیات میں اس کا کام بڑا مفید ہے۔ وہ کہتا تھا کہ مابعد الطبیعیات کو طبعی علوم کا کام آگے بڑھانا چاہیے تبھی اس کی افادیت ہو گی اور اہمیت کا پتہ چلے گا۔

Subalternation تحکیم

ارسطوی منطق میں جب دو قضیوں میں موضوع اور

محمول مشترک ہوں- کیفیت میں بھی کوئی اختلافات نہ ہو لیکن کمیت میں اختلاف ہو یعنی اگر ایک کلیہ ہے تو دوسرا جزئیہ ہے تو ان دونوں کا تعلق تحکیم کا ہو گا- مثلاً تمام آم میٹھے ہیں اور کچھ آم میٹھے ہیں یا کوئی آم کھٹا نہیں اور کچھ آم کھٹے ہیں- اس تعلق کا خاصہ یہ ہے کہ کلیہ کی سچائی سے جزئیہ کی سچائی لازم آتی ہے اور جزئیہ کے جھوٹ سے کلیہ کا جھوٹ لازم آتا ہے لیکن ان حالتوں کا الٹ درست نہیں-

تحت الشعور Sub-Conscious

نفس کا وہ حصہ جو شعور سے باہر ہو لیکن شعور سے تعلق رکھے اور اگر اسے شعور کا حصہ بنانا چاہیں تو وہ باسانی بن سکے- جس شے کو توجہ کا مرکز بنایا جائے وہ شعور میں ہوتی ہے اور اس کا ماحول یا پس منظر تحت الشعور میں ہوتا ہے-

تحت الشعور کا تصور شعور میں لائبنز نے دیا- پھر شوپنہار اور ہارٹ مین نے اس کا اظہار اپنے اپنے فلسفہ میں کیا- ملاحظہ ہو شوپنہار کی کتاب "دنیا بحیثیت ارادہ اور تصور" اور ہارٹ مین کی کتاب "فلسفہ لاشعور" بعد میں فرائیڈ نے اس کی تفصیلات بیان کیں اور اس کی حقیقت اجاگر کی- ملاحظہ ہو فرائیڈ کی کتاب "خوابوں کی تعبیر"

تضاد تحتانی Sub-Contrary

ارسطوی منطق میں جب دو قضیوں کے موضوع اور محمول مشترک ہوں اور ان میں فرق کیفیت کا ہو اور دونوں قضیے جزئیہ ہوں تو ان دو قضیوں میں تعلق تضاد تحتانی کا ہو گا یہ تعلق جزئیہ موجبہ اور جزئیہ سالبہ میں ہو گا- مثلاً بعض انسان شریف ہیں اور بعض انسان شریف نہیں- یہ قضیے ایک ہی وقت میں سچ ہو سکتے ہیں لیکن بیک وقت دونوں جھوٹ نہیں ہو سکتے- اس لئے اگر ایک جھوٹ ہے تو دوسرا یقیناً سچ ہو گا لیکن اگر ایک سچ ہے تو دوسرا مشتبہ ہو گا-

موضوع اور محمول Subject & Object

شروع میں موضوع کو خواص، عوامل اور کردار کا حامل یا مرکز تصور کیا گیا تھا اور اسے جوہر (Substance) کے مترادف قرار دیا گیا- انیسویں صدی سے موضوع کا استعمال علمیاتی انداز سے ہونے لگا- اور اس سے مراد انسان لی گئی جو ادراک کرتا ہے شعور اور ارادے کا مالک ہے- محمول سے مراد مدرکات لی گئی یعنی جن اشیا کا شعور کو ادراک ہوتا ہے-

موضوع اور محمول کا رشتہ فلسفہ میں موضوع بحث بنا رہا ہے مادہ پرستوں کے بموجب محمول یعنی مادہ یا ماحول سے موضوع کی تشکیل ہوتی ہے- تصوریت پسند فلسفی موضوع کو محمول پر ترجیح دیتے ہیں بلکہ یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ محمول کی تشکیل و تخلیق موضوع پر منحصر ہے-

موضوعی تصوریت Subjective Idealism

یہ نظریہ بارکلے کا ہے- اس کا مقولہ ہے 'ہستی کا انحصار ادراک پر ہے' Esse est Perapi جس کا مطلب یہ ہوا کہ تمام اشیا کا وجود ادراک پر منحصر ہے- اگر ادراک نہ ہو تو کائنات اپنی ہستی کھو دیتی ہے- یہ ادراک انسانوں کا یا خدا یا دونوں کا ہو سکتا ہے-

Subjective Method in Sociology
معاشریات میں موضوعی طریقہ

یہ طریق کار تصوریت پسند مفکرین کا ہے ان کا کہنا ہے کہ تاریخ کو بنانے والی چند نامور ہستیاں ہوتی ہیں عوام کو کوئی عمل دخل نہیں ہوتا- اس طریق کار میں مادی معاشی عناصر کو نظرانداز کر دیا جاتا ہے اور تاریخ کی بنیاد چند مشہور اشخاص کے خیالات پر رکھی جاتی ہے آج کل بھی اعیان (Elite) نظریہ کو ماننے والے موجود ہیں- کہا جاتا ہے کہ تاریخ کو چلانے اور اس کا رخ موڑنے والے چند چیدہ اور برگزیدہ اشخاص ہوتے ہیں- آج کل ان کا تعلق سرمایہ سے ہوتا ہے-

موضوعی صواب Subjective Rightness

اخلاقیات میں موضوعی اور معروضی صواب میں

فرق کیا جاتا ہے موضوعی صواب تو اس فعل میں ہو گا جو اس نیت سے کیا جائے کہ وہ فی الواقعہ یعنی معروضی لحاظ سے درست ہو گا۔ یہ عین ممکن ہے کہ جس فعل کو معروضی صواب کا حامل سمجھ کر کیا گیا ہو وہ معروضی طور پر صحیح نہ نکلے لیکن ایسی حالت میں عامل کو بری الذمہ قرار دیا جاتا ہے۔ معروضی اسباب کا انحصار کئی ایک ایسے عناصر پر ہوتا ہے جو عامل کے حیطہ اختیار سے باہر ہوتے ہیں۔

موضوعیت Subjectivism

علمیات میں اس نظریہ سے مراد یہ ہے کہ علم کا دائرہ ذہن مدرکہ تک محدود کر دیا جائے اور اس ذہن کی حسی، تاثری اور طلبی احوال تک۔

اخلاقیات میں اس نظریہ سے مراد یہ ہے کہ اخلاقی اور جمالیاتی اقدار موضوعی ہوتی ہیں اور یہ اشخاص کے احساسات کی عکاسی کرتی ہیں۔ ان اقدار کی اپنی کوئی خودمختار ہستی نہیں ہوتی۔ ویسٹر مارک (Wester March) نے اس نظریہ کو وضاحت سے بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ اخلاقی حکم کی بنیاد پسندیدگی یا غیرپسندیدگی پر ہے ملاحظہ ہو اس کی کتاب 'اخلاقی تصورات کی ابتدا اور ارتقا' (The Origin Development of Moral Ideas)

تصعید Sublimation

جب خیالات کے قدرتی محرکات کی بجائے مصنوعی محرکات اور قدرتی ذرائع تشفی کی بجائے مصنوعی ذرائع تشفی اختیار کر لئے جاتے ہیں تو اس عمل کو عمل تصعید کہتے ہیں اس عمل سے انفرادی اور اجتماعی طور پر فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً جنس کی تشفی براہ راست جنس مخالف میں ڈھونڈنے کی بجائے تخلیقی کاموں مثلاً ادب، شعروشاعری، موسیقی، مصوری بت کشی میں ڈھونڈنا تصعید ہے۔ تصعید سے زندگی میں وسعت آتی ہے اور خیالات کا رخ مفید کاموں کی طرف موڑ دیا جاتا ہے۔

رفیع Sublime

مارکسی ادب میں رفیع سے مراد بہادری کے کارناموں کا فن کے ذریعے جمالیاتی مطلب اور اہمیت بیان کرنا ہے۔ یہ کارنامے اعلیٰ و برتر ہوتے ہیں اور ہر قسم کے سوقیانہ خیالات سے مبرا۔ جو احساسات ان کارناموں سے پیدا ہوتے ہیں وہ بلند خیالات کے ضامن بنتے ہیں۔ تصوریت پسند فلسفی رفیع کا منبع ذہن یا الہیاتی ماورائی حقیقت بتلاتے ہیں لیکن مارکسیوں کا کہنا ہے کہ ان کا منبع باقی تصورات کی مانند۔ معروضی حقیقت ہے۔

تحت دہلیزی Subliminal

اس سے مراد لاشعور لیا جاتا ہے جو شعور کی دہلیز سے نیچے ہوتا ہے۔ یہ اصطلاح مائر (F.Myer) کی ہے لیکن آج کل اس کا استعمال کم ہو گیا ہے۔

جوہر Substance

جوہر سے مراد اشیا کی اصلی ساخت اور نوعیت ہے۔ اس کی بدولت شے کی ہستی قائم ہے۔ جب یہ موجود نہ ہو تو شے اپنی اصلیت کھو بیٹھتی ہے۔ پس اس کی حیثیت مستقل ہے اور عوارض اور صفات کی عارضی اور متغیر۔ افلاطون نے جوہر معلوم کرنا چاہا' اس کا نقطہ نگاہ وقوفی تھا۔ چنانچہ اس نے اعیان ثابتہ یا امثال معلوم کیں جو ہر لحاظ سے مکمل اور کامل تھیں اور اراضی اشیا کے لئے نمونہ کا کام دیتی تھیں۔ یہ امثال کلئے تھے۔ ارسطو نے بھی جوہر کی نوعیت بیان کرنی چاہی لیکن اس کا نقطہ نگاہ سائنسی یا زمینی تھا۔ لہٰذا اس نے کہا کہ جوہر سے مراد فرد یا منفرد شے ہے۔ پس کلیات کے مقابلے میں جزئیات جوہر ہیں۔

جدید فلسفہ میں جوہر کو دو طرح سے لیا جاتا ہے تجربی نقطہ نگاہ سے کہا جاتا ہے کہ ایک تو شے ہوتی ہے اور دوسرے اس کے خواص۔ لیکن اس امتیاز کو سائنس نے مٹا دیا ہے۔ بارکلے نے کہا تھا کہ یا تو جوہر خواص سے خالی ہو گا یا خواص کا حامل۔ اگر خواص سے خالی ہے تو تجربہ میں نہ آسکے گا اور اگر خواص کا حامل ہے تو

جوہر سے مراد خواص اور صفات کا مجموعہ ہے۔ عقلیتی اعتبار سے محدود اور نامحدود جوہر میں تمیز کی جاتی ہے۔ جوہر کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ واجب الوجود ہے خود مختار اور مطلق ہے۔ اس معنی میں صرف خدا ہی جوہر ہو سکتا ہے اور نامحدود جوہر کا تصور متضاد عناصر کا مرکب دکھائی دیتا ہے۔

پس تجربی نقطہ نگاہ سے جوہر خواص کا مجموعہ بن جاتا ہے اور عقلیتی نگاہ سے خدا جو واجب الوجود ہے۔

Substitutes ابدال

خدا کے چند برگزیدہ بندے جن کی بدولت دنیا قائم ہے۔ تعداد ان کی ستر بتلائی جاتی ہے۔ جب ان میں سے کوئی فوت ہو جاتا ہے تو دوسرا اس کی جگہ لے لیتا ہے۔ ان برگزیدہ اشخاص کا علم سوائے خدا کے کسی اور کو نہیں ہوتا۔

Subsumption تحت الحکم

منطق استقرائی میں توجیہ کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں ایک ان میں تحت الحکم ہے۔ اس سے مراد ایک واقعہ کو اصول، اصول کو بڑے اصول اور بڑے اصول کو سب سے بڑے اصول کے تحت لانا ہے۔ مثلاً پتھر اس لئے زمین پر گرتا ہے کہ ہر شے جو زمین سے بھاری ہوتی ہے وہ زمین پر گرتی ہے اور ہر شے جو زمین سے بھاری ہوتی ہے وہ زمین پر اس لئے گرتی ہے کہ کشش ثقل کا اصول ہے۔

Succession & Duration توالی و دوران

ان دونوں تصورات کا تعلق 'زمان' سے ہے زمانہ بھاگا جاتا ہے لیکن ہر لحظہ بعد میں آنے والے لحظہ کے لحاظ سے کچھ ثبات رکھتا ہے۔ لائبز کے مطابق 'زمانہ' کی صفت توالی ہے برگسان کے مطابق دوران۔ دوران میں حال، ماضی اور مستقبل کے امتیازات نہیں ہوتے۔ 'زمانہ' تو ہوتا ہے لیکن اس کی تقسیم ممکن نہیں ہوتی۔ وائٹ ہڈ کہتا ہے کہ دوران کو فطرت کی ایسی سل Slab of nature کہہ سکتے ہیں _ جس میں زمانی دبازت (Temperal Thickness) ہوتی ہے۔

Sufficient Reason, Principle of اصول وجہ کافی

اس اصول کا مطلب یہ ہے کہ جو شے کہ ہے یا سچ ہے اس کے ایسا ہونے کے لئے کافی وجہ ہو گی یعنی ایک وجہ ہو گی کہ وہ شے اس طرح کیوں ہے اور کسی دوسری طرح کیوں نہیں ہے، جو کچھ کہ ہے کس وجہ یا سبب سے ہے اور جس طرح وہ ہے اس کی بھی کافی وجہ ہے۔

منطق استقرائیہ میں یہ اصول قانون علل کی صورت پکڑتا ہے لیکن منطق استخراجیہ میں اس اصول سے مراد صرف یہ ہے کہ جو نتیجہ مقدمات سے اخذ کیا جاتا ہے اس کا جواز مقدمات میں موجود ہونا چاہے۔ اس جواز کی دو صورتیں ہوتی ہیں (1) علمیاتی (Epistemic) (2) ترکیبی (Constitutive)

Sufism تصوف

اس اصطلاح کے ماخذ کے متعلق اختلاف ہے بعض اس کا ماخذ صوف یعنی اون بتلاتے ہیں بعض صفا یعنی پاکیزگی بعض صوفیا یعنی دانش اور بعض ایک قبیلہ صفا کے نام میں۔

قرآن شریف کی آیات کے ایک تو ظاہری یا جلی مطالب ہیں اور ایک خفی جو اصلی ہیں۔ صوفی، ظاہری مطالب کو چھوڑ کر خفی مطالب کو لیتا ہے اور اس سلسلہ میں حضرت علیؓ کو اپنا راہبر دیکھتا ہے۔ صوفی سمجھتے ہیں کہ ان کا مسلک بہت پرانا ہے اور اسلام سے پہلے بھی صوفی تھے۔ صوفیوں کے کئی فرقے ہیں۔ لیکن موٹے موٹے دو ہیں۔ ایک الہامیہ جو خدا سے الہام پاتے ہیں اور دوسرے اتحادیہ جو خدا سے اتحاد چاہتے ہیں۔

صوفیوں کے عقاید حسب ذیل ہیں۔

1- خدا کے سوا کسی دوسرے کا وجود نہیں۔ وہ ہر شے میں ہے اور ہر شے اس میں ہے۔

2- تمام مرئی اور غیر مرئی اشیا خدا سے صادر ہوئی ہیں۔

اور حقیقت میں اس سے جدا نہیں۔

3- مذہب کی چنداں ضرورت نہیں۔ ان کا کام حقیقت کی طرف لے جانا ہے۔۔ سب مذاہب میں اسلام اس مطلب کے لئے بہترین مذہب ہے۔

4- خیر و شر میں حقیقتاً کوئی فرق نہیں دونوں اکائی میں شامل ہیں خدا ہی درحقیقت ہر شے کا خالق ہے۔

5- خدا ہی انسانی ارادوں کا خالق ہے لہٰذا کوئی انسان آزاد نہیں۔

6- جسم میں داخل ہونے سے پہلے روح موجود تھی جسم اس لئے پنجرے کے موافق ہے۔ موت پر روح جسم سے آزاد ہو جاتی ہے لہٰذا موت کی خواہش کرنی چاہیے۔

7- آزاد ہونے کے بعد روح کی مکمل پاکیزگی ممکن ہوتی ہے اور روح اس قابل ہو جاتی ہے کہ خدا سے متحد ہو جائے۔

8- فیضان الٰہی یا فضل الٰہی کے بغیر خدا سے اتحاد ممکن نہیں۔

9- صوفی کا کام ذکر کرنا' واحدنیت پر غور کرنا اور معرفت کے مختلف منازل طے کرنا ہے۔

معرفت کی کئی منازل ہیں۔ صوفیوں نے ان منازل کا ذکر کئی طرح سے کیا ہے۔ ایک بیان کے مطابق پہلی منزل ناصوت کی ہے اس میں شریعت کے مطابق زندگی گزارنی ہوتی ہے۔ اور مذہب کے تمام احکام ماننے ہوتے ہیں۔ دوسری منزل ملکوت کی ہے جس کے لئے طریقہ یعنی پاکیزگی کا راستہ تجویز کیا جاتا ہے۔ تیسری منزل جبروت کی ہے اس میں معرفت حاصل ہوتی ہے چوتھی منزل فنا کی ہے جب کہ خدا سے اتحاد حاصل ہوتا ہے۔ یہ منزل حقیقت کی ہے۔

بڑے بڑے صوفیوں میں سہروردیؒ اور امام غزالیؒ کے اسمائے گرامی آتے ہیں۔

خیر اعلیٰ — Summum Bonum

خیر اعلیٰ کو فی نفسہ غایت کہا جاتا ہے اور ہر قسم کا مقصد اس کے تحت خیال کیا جاتا ہے۔ مسرت' لذت' نضیلت' استکمال ذات' اقتدار' فرض یا ضمیر یا خدا کی اطاعت' ارادہ طیبہ اور کمال کو خیر اعلیٰ کہا گیا ہے۔ یہ نظریہ زندگی کی پیچیدگیوں کو نظرانداز کر دیتا ہے اور تمام افعال و مقاصد کو ایک ہی سانچہ میں مقید کر دیتا ہے۔

جنس عالی — Summum Genus

سب سے بڑی جماعت جس سے زیادہ وسیع جماعت کا تصور ممکن نہ ہو مثلاً شے یا ہستی۔ ایسی جنس کو جنس عالی یا جنس الاجناس کہا جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ ایسی جماعت ہے جو کسی کی نوع نہیں بن سکتی۔

اہل سنت والجماعت — Sunnites

لفظی معنی سنت رسول کو تسلیم کرنے والا اور اس کو مشعل راہ بنانے والا' مسلمانوں میں اکثریت رکھنے والا فرقہ' خلفائے راشدہ کو رسول کریم کے بعد جائز حکمران مانتا ہے۔ یعنی حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی خلافت کو برحق اور صحیح سمجھتا ہے۔ فقہ کے چار مکتب یعنی حنفی' شافعی' مالکی اور حمبلی میں سے اس فرقہ کے پیروکار کسی ایک کو درست مان کر اس کی ہدایات پر عمل کر کرتے ہیں۔

سن یات سن (چینی) — Sun Yatsen

(1866-1925) چینی انقلابی جمہوریت پسند' ہانگ کانگ میں ڈاکٹری تعلیم حاصل کی۔ 1894 میں 'احیائے چین کی سوسائٹی' کی بنا اس نے رکھی یہ ایک انقلابی جماعت تھی جس کا مقصد سلطنت کو الٹنا۔ چینی معاشرہ کو تین اصولوں یعنی قومیت' جمہوریت اور فلاح عام پر تعمیر کرنا اور غیر ملکی سرمایہ کو قومیانہ داخل تھا۔ ڈاکٹر سن یات سن روس کے ساتھ چین کے تعلقات استوار کرنا اور محنت کشوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا چاہتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ دنیا کو بدلنے میں افکار کا بڑا رول ہے اس حد تک 'مارکسیوں کے خیال میں' ڈاکٹر سن یٹ سن تصوریت پسند تھا۔

سون یا وادا — Sunya-vada

بدھ مت کا نظریہ جس کی رو سے دنیا کی کوئی حقیقت یا اصلیت نہیں۔ یہ نظریہ مہایانہ (Mahyana) مکتب

فکر کا ہے اور اسے فنائیت (Nehilism) کا نظریہ کہا جاتا ہے جو صحیح نہیں۔ کیونکہ عالم مظاہر کو تو التباس کہا گیا ہے لیکن جو حقیقت ان مظاہر کی تہ میں ہے اس سے انکار نہیں کیا گیا صرف یہ کہا گیا ہے کہ اسے بیان نہیں کیا جا سکتا۔

لیکن چونکہ یہ حقیقت ناقابل بیان ہے۔ لہٰذا اس حد تک یہ حقیقت بھی غیر حقیقی ہوئی

Super erogation **نافلہ**

کچھ تو زندگی کے فرائض ہیں جنہیں ضرور ادا کرنا ہو گا۔ اگر ان سے بڑھ چڑھ کر کام کیا جائے تو یہ نافلہ ہوں گے۔ مسلمانوں کے ہاں ایسی عبادت کو نفل کہا جاتا ہے جو نہ فرض ہو اور نہ سنت۔

Superman **فوق البشر**

نطشے کے مطابق انسانیت کا ارتقا ایک اعلیٰ سطح پر ہو گا۔ اس سطح پر فوق البشر ہوں گے انہیں ارتقا کا نتائے مقصود بھی کہہ سکتے ہیں۔ فوق البشر میں ہوس اقتدار پورے جوبن پر ہو گی اور وہ ہر طرح کی طاقت سے آراستہ پیراستہ ہو کر اپنا تسلط جما چکے ہوں گے۔

Supralapsarianism **قبل ہبوطیت**

کیلون ازم (Calvenism) ایک عیسائی فرقہ کا اعتقاد ہے کہ ہبوط آدم ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت ظہور پذیر ہوا۔ اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی شان کریمی اور قدرت نجات کو ظاہر کرنا تھا۔

Surrealism **ورائیت**

جدید آرٹ کا ایک رجحان جو 1920 میں فرانس میں شروع ہوا۔ اس کی جڑیں فرائیڈ کے نظریہ جنس میں پائی جاتی ہیں لہٰذا ورائیت میں لاشعوری جنسی تقاضوں کو آشکار کیا جاتا ہے۔ اور موت اور زندگی کی جبلتوں کا علامتی اظہار ہوتا ہے۔ ورائیت پسندوں کا عقیدہ ہے کہ مظاہر کے پیچھے چھپی ہوئی حقیقت ہے جیسے خواب میں ظاہری مافیہ کی تہ میں مخفی مافیہ ہوتا ہے خوابوں کی تعبیر میں ظاہری مافیہ کو علامتیں تصور کر کے مخفی مافیہ تک جانا ہوتا ہے اسی طرح ورائیت پسند اپنے فن کے ذریعہ مظاہر کی تہ تک پہنچتے ہیں۔ وہ لاشعور میں غوطہ لگاتے ہیں اور وہاں سے اصلی مطالب ڈھونڈھ لاتے ہیں۔

مارکسیوں کا خیال ہے کہ ورائیت سے دنیا کے اصل حقائق سے روپوشی ہوتی ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے وہ سوائے یاسیت، واہموں اور ڈراؤنے خوابوں کے کچھ نہیں ہوتا اس تحریک کے ماننے والوں میں ٹی۔ ایس۔ ایلیٹ (T.S.Eliot)، ایل سیلائن (L.Celine)، جیمز جائس (James Joyce)، فرانز کافکا (Franz Kafka) عذرا پاونڈ (Ezra Pound)، ہنری مور (Henry Moore)، سلیواڈر ڈالی (Salvador Dali) اور اے کیوبن (A.Kubin) کا شمار ہے۔

Survivals of Capitalism
سرمایہ داری کا بقا

مارکسیوں کا کہنا ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام کے ختم ہو جانے کے بعد بھی ذہنوں میں سرمایہ دارانہ رجحانات یعنی سرمایہ دارانہ نفسیات باقی رہ جاتی ہے۔ اس نفسیات کا اظہار لوگوں کے آرا، عوائد، روایت پرستی میں ہوتا رہتا ہے۔ شراب نوشی، غنڈہ گردی عشق بازی، فتنہ پردازی اور طفیلیت سرمایہ دارانہ ذہنیت کے شاخسانے ہیں۔ اس کا یہ مطب ہوا کہ ارتقا کی دوڑ میں مادی ترقی کے مقابلے میں انسانی ذہن پیچھے رہ جاتا ہے۔ لہٰذا تعلیم کی ضرورت رہتی ہے اور خصوصاً مارکسی اصولوں کی تاکہ سائنسی ذہنیت جلد سے جلد جنم لے۔

Swedenberg, Emanuel
ایمنوئیل سویڈن برگ

(1772-1688) سویڈن لینڈ کا سائنس دان جو بعد میں صوفی بن گیا۔ اس کا نام ریاضیات میکانکیت، فلکیات اور علم کان کنی کی وجہ سے روشن ہے اس کا فلسفہ، عقلیت کا نقطہ نگاہ لئے ہوئے ہے۔ لیکن ذہنی امراض میں پھنس جانے کی وجہ سے وہ تصوف میں پڑ گیا

اور اسے روحیں نظر آنے لگیں۔ وہ کہتا تھا کہ اسے وحی آتی ہے اس نے معرفت کی تین منزلیں بتلائیں۔ پہلی منزل تو مقصد، روح یا الوہیت سے عشق ہے دوسری حکمت کی جس میں روحانی سبب یا غایت کی تلاش ہوتی ہے اور تیسری معلول کی، قدرتی یا ذاتی۔ اس تحریک کے پیروکار جرمنی، فرانس اور روس میں تھے۔

انگریزی میں اس کی ایک کتاب ہے بہشت اور دوزخ (Heaven & Hell)

قیاس — Syllogism

ارسطو کی منطق کا مرکزی تصور اور استدلال کا مستند طریقہ۔ اس کی تعریف یوں ہوتی ہے کہ قیاس نام ہے دو معلوم قضیوں سے کسی ایک قضیئے کے استنتاج کا اس طرح سے کہ اخذ شدہ قضیہ ان دو معلوم قضیوں یعنی مقدمات سے اپنی تعبیر میں ہرگز زیادہ عام یا زیادہ وسیع نہیں ہوتا۔ اس تعریف سے تین باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ دو معلوم قضیئے یعنی مقدمے مل کر نتیجہ پیدا کرتے ہیں۔ دوم یہ کہ اگر قضیئے دونوں صحیح ہوں تو نیتجہ بھی صحیح ہو گا۔ لیکن نتیجہ صرف دو قضیوں کے مل جانے سے ہی پیدا نہیں ہوتا ان دو قضیوں میں کوئی رابطہ اتحاد بھی ہونا چاہئے۔ تیسرے یہ کہ نتیجہ میں وہ حقیقت ظاہر ہوتی ہے جو قضیوں میں چھپی ہوئی تھی۔ لیکن یہ نئی دریافت ایک بالکل نئی چیز نہیں ہے کیونکہ نتیجہ کسی صورت میں بھی اپنے مقدموں سے زیادہ عام یا زیادہ وسیع یا ان سے خارج نہیں ہو سکتا۔

ہر قیاس میں تین قضیئے ہوتے ہیں دو مقدمات اور ایک نتیجہ۔ مقدمات میں ایک صغریٰ اور دوسرا کبریٰ ہوتا ہے اسی طرح ہر قیاس میں تین حدود ہوتی ہیں۔ ایک حد اصغر ایک حد اکبر اور ایک حد اوسط، نتیجہ کے موضوع کو حد اصغر، اور اس کے محمول کو حد اکبر کہتے ہیں۔ حد اوسط دونوں مقدمات میں پائی جاتی ہے لیکن نتیجہ میں نہیں پائی جاتی۔ اس کا کام حد اکبر اور حد اصغر میں رابطہ پیدا کرنا ہے۔ مقدمات میں جس مقدمہ میں حد اصغر ہوتی ہے اسے مقدمہ صغریٰ کہتے ہیں اور جس میں حد اکبر پائی جاتی ہے اسے مقدمہ کبریٰ کہتے ہیں۔

قیاس یا تو خالص ہوتا ہے یا مخلوط قیاس خالص وہ ہے جس میں دونوں قضیئے (مقدمات) اور نتیجہ ایک جیسے ہوں۔ یعنی یا تینوں حملیہ ہوں یا تینوں شرطیہ متصلہ ہوں۔ مخلوط قیاس میں ایک مقدمہ شرطیہ متصلہ ہوتا ہے یا منفصلہ ہوتا ہے اور دوسرا حملیہ۔ نتیجہ ہر حالت میں حملیہ ہوتا ہے۔

علامت — Symbol

علامت سے مراد روایتی نشان ہے۔ یعنی جب دو یا دو سے زیادہ اشخاص ایک ہی علامت کو استعمال کرتے ہیں تو کسی روایت کے تحت خواہ روایت ظاہر ہو یا پوشیدہ اس علامت کو سمجھ لیتے ہیں۔

علامتیت — Symbolism

آرٹ اور ادب میں ایک رجحان جو فرانس میں 1880 میں شروع ہوتا ہے اور یورپ کے اکثر فن کاروں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ جس فلسفہ پر یہ تحریک مبنی ہے اس میں فلاطونیت، کانٹ، شوپنہار اور نطشے کی تعلیمات کا عکس موجود ہے۔ علامتیوں میں صوفیانہ قسم کی تصوریت پائی جاتی ہے۔ فنکار کی آزادی کا تصور موجود ہے فن برائے فن کا نظریہ بھی ہے اس لئے فن کی معاشری قیمت سے انکار کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ظاہری دنیا، ماورائی دنیا کی جھلک ہے۔ اور اس ماورائی دنیا میں غوطہ لگانا اور اس کی حقیقت کو واشگاف کرنا فنکار کا فریضہ ہے۔ اس مطلب کے لئے فنکار کو علامتیں استعمال کرنی ہوں گے اور چونکہ حقیقت مبہم ہے اس لئے علامتیں بھی مبہم ہوں گی۔

متشاکل — Symmetry

اگر س اور پ کے درمیان رشتہ متشاکل ہے اور رشتہ کو ر سے ظاہر کریں تو

س ر پ ⊃ س ر پ

کو۔ اگر س نے پ سے شادی کی ہو تو پ نے س سے

شادی کی ہو گی۔ اور اگر رشتہ غیر تشاکل ہو گا تو

پ ر س ->س ر پ

یعنی اگر س، پ کا باپ ہو گا تو پ، س کا باپ نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ رشتہ عدم تشاکل ہو گا تو اگر س، پ صحیح ہے تو کبھی س، پ صحیح ہو گا اور کبھی غلط۔ اگر س، پ کا دوست ہے تو کبھی پ، س کا دوست ہو گا اور کبھی نہیں ہو گا۔

Sympathy **ہمدردی**

نفسیاتی اعتبار سے ہمدردی سے مراد انسانوں اور حیوانوں کے دکھ درد میں شرکت اور ان کے احساس میں شامل ہونا ہے۔ میکڈوگل اسے جبلت کہتا ہے اور معاشری زندگی کے لئے ضروری عنصر۔ اس جبلت کی بدولت ہم دوسروں کے خیالات اور احساسات میں شریک ہو جاتے ہیں اور ہمارے تاثرات میں ہم آہنگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اخلاقیات میں ہمدردی کو بڑا رتبہ حاصل ہے اور اسے اخوانیت کے برابر سمجھا جاتا ہے۔ معاشریات میں ہمدردی کو اکتسابی جذبہ کہا جاتا ہے۔ اکٹھے رہنے سے، خاندان، قبلیہ یا گروہ میں ہمدردی کا جذبہ ابھرتا ہے اور ترقی پاتا ہے شوپنہار نے اسے عشق یا محبت کہا ہے نطشے اسے کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ اس کے خیال میں یہ کمزوری کی نشانی ہے آج کل ہمدردی کی اخلاقی صفت مفقود ہو گئی ہے کیونکہ اسے سائنسی طور پر مشروط عمل کے ذریعے پیدا کیا جا سکتا ہے۔

Synaes Thesia **ہم حسی**

مختلف حواس سے اٹھنے والے تحسات ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں اور ان کے اکٹھے ہونے کا سبب تجربہ میں نہیں پایا جاتا۔ مثلاً بعض سریں رنگ دار ہوتی ہیں۔

Syncretism **توفیقیت**

اس تحریک کا مقصد فلسفہ اور دینیات کے مختلف مکاتیب فکر میں ہم آہنگی پیدا کرنا یا تضاد کو دور کرنا ہے۔ پہلے اس اصطلاح کا استعمال نو فلاطونیوں پر ہوا جنہوں نے دوسری صدی میں اپنے زمانے کے مذاہب کو یکجا کرنے کی کوشش کی۔ پھر دور احیا العلوم میں جب مشرقی اور مغربی کلیساؤں کو اکٹھے کرنے کی کوشش کی گئی تب یہ اصطلاح استعمال کی گئی۔ آج کل کچھ لوگ ارسطو اور افلاطون کو ایک صف میں کھڑے کرنے کی کوشش کر رہے یا مختلف مذاہب فلسفہ میں رابطہ پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں یہ لوگ بھی توفیقیت کے حامی ہیں۔

Synderesis **نفس ملحمہ**

مدریستی فلسفہ میں اس اصطلاح سے مراد انسان کا مستقل خلقی رویہ تھا جس کی بدولت اخلاق کے عالمگیر اصولوں کی آگہی اور پھر ان اصولوں سے افعال و کردار کی رہنمائی ہوتی ہے۔ اس لئے اس کو ضمیر بھی کہا جا سکتا ہے۔ لیکن سینٹ ٹاس اور ڈنس سکاٹس اسے عقل کا رویہ کہتے تھے نہ کہ ارادے کا۔ اس سے استدلال کے اصول اولیہ کا پتہ چلتا ہے۔

Syndicalism **حرفی اشتراکیت**

یہ ایک معاشری اور سیاسی نظریہ ہے جس کا بانی جارج سورل (Georges Serel) بتلایا جاتا ہے۔ غیر عقلیتی نظریہ ہے۔ ارادہ، ایماں اور عمل کو غور و فکر پر ترجیح دیتا ہے۔ مارکیست کا طبقاتی کشمکش کا نظریہ قبول کر لینے کے بعد حرفی اشتراکیت کا کہنا ہے کہ بوڑوا معاشرہ کے خرابیاں دور کرنے کے لئے اس معاشرے کو تباہ کرنا ہو گا۔ اس کے بعد محنت کشوں کی حکومت ہو گی۔ اس مطلب کے لئے اتحادیہ مزدوروں (Trade Union) اور مجالس تجار (Sydicates) کو انقلاب کا مراکز بننا ہو گا۔ اس انقلاب سے سرمایہ داری کی بجائے اجتماعیت آئے گی اور پرولتاری انتظامیہ قائم ہو جائے گی۔

Synechism **تسلسلیت**

یہ نظریہ سی۔ ایس۔ پرس (C.S Pierce) نے توجیہ کے بارے میں پیش کیا۔ اس کا خیال تھا کہ فلسفہ اور

سائنس میں تسلسل نہایت ضروری ہے اور مفروضوں میں خاص طور پر تسلسل ہونا چاہئے۔ تسلسل سے پرس کی مراد تمام مظاہر فطرت کا باہمی انحصار اور باہمی تعلق ہے۔ وہ مفروضہ کبھی سودمند ثابت نہیں ہو سکتا جس کا انحصار ناقابل فہم حقیقت پر ہو۔ تسلسلیت عمومیت کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔

تسلسلیات Synechology

اس نظریہ کے رو سے شعوری کیفیات، طبعی واردوں کے موافق ہوتی ہیں۔ یہ تصور فیچنر (Fechner) کا جسم اور نفس کے تعلق کے بارے میں ہے۔

منطقی نحو Syntax, Logical

کارنپ (Carnap) کے مطابق منطقی نحو سے مراد زبان کی لسانی صورتوں کے بارے نیں صوری نظریہ ہے۔ اس نحو میں زبان کے تمام صوری اصولوں اور ان کے نتائج کا ذکر ہو گا۔ اپنی کتابوں میں کارنپ نہ صرف مختلف زبانوں کی نحو کا تذکرہ کرتا ہے بلکہ عام نحو کا بھی جو ہر زبان کی نحو کے متعلق صوری اصول بناتی ہے۔

ترکیب Synthesis

(1) استخراجی منطق کا عام طریقہ جس کے ذریعہ سے سادہ سے مرکب، کلیات سے جزئیات اصول سے اس کے اطلاق، علت سے معلول، متقدم سے موخر، منطقی کل سے منطقی جز اور شرط سے مشروط کی طرف آیا جاتا ہے۔
(2) فکری عناصر کو جوڑ کر کل بنانا۔ مثلاً قضیہ کو موضوع اور محمول کی ترکیب کہتے ہیں بشرطیکہ محمول کا انحصار تجربہ پر ہو۔ ایسا قضیہ کانٹ کی زبان میں ترکیبی ہو گا۔
(3) جدلیات میں تیسرا عنصر، پہلے دو عناصر دعویٰ اور جواب دعویٰ ہیں۔

Synthetic & Analytic

ترکیبی اور تحلیلی

معنویات (Semantic) میں دو قسم کے تصورات ہیں ایک قسم تو ان تصورات کی ہے جو اپنی سسٹم کے اصولوں سے بنتے ہیں اور ان کی تشکیل میں تجربے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ دوسری قسم ان تصورات کی ہے جن کی تشکیل میں تجربے کی ضرورت پڑتی ہے اول الذکر کو تحلیلی اور دوم الذکر کو ترکیبی کہتے ہیں۔ اس تقسیم کی بنیاد تجربی اور نظری علوم کی تقسیم پر ہے۔ لائبنز نے پہلے پہل اس تقسیم کو واضح کیا وہ کہتا تھا کہ صداقت یا تو لازمی (نظری) ہوگی یا فرعی (اثباتی) کانٹ کا کہنا ہے کہ تحلیلی قضایا میں محمول تضمین کے اعتبار سے موضوع کا حصہ ہوتا ہے لیکن ترکیبی قضایا میں ایسا نہیں ہوتا۔ آج کل اس تقسیم کو قائم رکھا گیا ہے منطقی اثباتی کہتے ہیں کہ تحلیلی قضایا سے کوئی معلومات حاصل نہیں ہوتے۔ یہ قضایا تو تکراری (Tantotoyical) ہوتی ہیں منطق اور ریاضیات کی قضایا اسی نوعیت کی ہیں۔ ترکیبی قضایا کا انحصار تجربے پر ہوتا ہے اور اثباتی علوم میں اسی نوعیت کی قضایا پائی جاتی ہیں۔ تحلیلی تصورات قبل تجربی اور ترکیبی تصورات بعد تجربی ہوتے ہیں۔ کانٹ نے انہیں ملانے کی کوشش کی اور کہا کہ بعض تصورات اور تجربی قبل تجربی ہیں۔ منطقی اثباتی اس امر سے انکار کرتے ہیں۔

نظام System

باہم مربوط عناصر کے سٹ کو نظام یا سسٹم کہا جاتا ہے۔ جدید سائنس میں نظام اشیا کی تحلیل کو خاص اہمیت دی جاتی ہے۔ اس قسم کے نظام کو ہم اشیا اور ان کے تعلقات میں تحلیل نہیں کر سکتے کیونکہ اس نظام میں باہمی انحصار اور باہمی تعلقات کا عنصر بڑا غالب ہوتا ہے اور اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ زمانہ گزشتہ میں مرکبات کو ان کے سادہ عناصر میں تحلیل کر دیا جاتا تھا اور بس۔ اس سے ترکیب کے عناصر کا تو پتہ لگ جاتا تھا لیکن ان کے باہمی تعلق کا پتہ نہیں لگتا تھا۔ مارکسیوں کا دعویٰ ہے کہ مارکسی طریقے سے باہمی تعلق کو اجاگر کیا جا سکتا ہے۔

Systems, General Theory of **سسٹم کا عام نظریہ**

ایک آسٹرین (Austrian) ماہر حیاتیات ایل برٹلانفی (L.Bertalanffy) کا نظام کے متعلق نظریہ، وہ ہر نظام میں ہم شکلی (Ismerphism) دیکھتا ہے اور نظام کے عناصر اسی ہم شکلیت کے تحت کام کرتے ہیں۔ اس نے کچھ قوانین وضع کئے ہیں اور انہیں ریاضیات کی زبان میں بیان کیا ہے۔

T

Taboo **تابو**

نفسیات اور انسانیات کی اصطلاح، اس اصطلاح کا اطلاق ان اشیا یا ہستیوں پر ہوتا ہے جن سے رابطہ رکھنا ممنوع ہوتا ہے اور اگر رابطہ قائم کرلیا جائے تو قصوروار کو سخت سے سخت سزائیں دی جاتی ہیں۔ تابو کا منبع دیوی یا دیوتا ہوتے ہیں لہٰذا ان ممنوعات پر بڑی سختی سے پابندی ہوتی ہے۔ قدیم سوسائٹیوں میں ایسے تابو ملتے ہیں۔ آج کل بھی اس قسم کی سوسائٹیاں۔ پاکستان میں مل جاتی ہیں۔

Tabula rasa **لوح سادہ، خالی تختی**

اس اصطلاح کا لفظی مطلب خالی تختی ہے لاک کا کہنا تھا کہ نوزائیدہ ذہن، نقوش سے خالی ہوتا ہے جوں جوں بچہ بڑھتا چلا جاتا ہے تجربے سے ذہن پر نقوش آتے جاتے ہیں اور خالی تختی، نقوش سے بھر جاتی ہے۔ لاک کہنا یہ چاہتا تھا کہ خلقی یا قبل تجربی تصورات کا کوئی وجود نہیں۔ تمام تصورات تجربے کی بدولت حاصل ہوتے ہیں۔

Tachism **لطخیت**

دوسری عالمی جنگ کے بعد فرانس میں آرٹ کا ایک نیا رجحان پیدا ہوا۔ جو تجریدی آرٹ سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کا مقصد فن کو ذہنی کیفیات کے اظہار کا ذریعہ بنانا تھا۔ اس کے بانی جین ڈیوبیفی (Jean Dubuffe) کا کہنا ہے کہ مٹی کا رنگ، آسمان کے رنگ سے کم خوبصورت نہیں۔ لطخیت پسندوں کے فن پاروں میں مختلف قسم کے مبہم نشانات اور دھبے ہوتے ہیں۔ اس مطلب کے لئے وہ تارکول، کوئلہ، ریت، ٹوٹے ہوئے شیشے کے ٹکڑے استعمال کرتے ہیں۔

Tai Chen **تائی چن (چینی)**

(1777-1723) چینی فلسفی۔ ریاضیات فلکیات اور اثباتی علوم کا شائق، فطرت کو ابدی اور شعور سے خودمختار تسلیم کرتا تھا۔ 1۔ تصوری یعنی لی (Li) اور مادی چی (Chi) کے تصورات میں سے گو دونوں ہی بنیادی تصورات ہیں لی کو فوقیت حاصل ہے اور چی ثانوی حیثیت رکھتا ہے۔ کائنات دائم متحرک ہے اور حرکت کی وجہ ینگ اور ین کا تضاد ہے۔ ینگ مثبت ہے اور ین منفی۔ یہ طاقتیں ازل سے برسرپیکار ہیں اور برسرپیکار رہیں گی وگرنہ دنیا کا ارتقاء رک جائے گا۔ تائی چن کہتا تھا کہ علم کی بنا تحسات پر ہے اس لئے خلقی تصورات کا وجود نہیں ہوتا۔ ہر اصول کو حقائق سے پرکھنا چاہئے تب اس کی صداقت کا پتہ چلتا ہے۔ انسان کی آزادی کا ضامن اس کی تعلیم اور اخلاقی بلندی ہے۔

Tai Shih **تائی سی**

چینی فلسفہ کا بنیادی تصور۔ تائی سی کا لفظی مطلب عظیم اخری ہے کتاب تغیرات (Book of Changes) میں اس سے مراد ابتدائی تبدیلی لی گئی ہے اور اسے ارتقا کا اصلی سبب کہا گیا ہے۔ چوتن ای (Chow Tun-i) اس تصور کی مدد سے کائنات کی ترقی اور نشوونما بیان کرتا ہے۔ عظیم اخری کی حرکت کا سبب ین اور ینگ کے علاوہ پانچ عناصر پانی، آگ، لکڑی، دھات اور زمین ہیں۔ انہی سے کثرت پیدا ہوتی ہے اور تبدیلیاں آتی ہیں۔

عظیم اخری کو واحد اور غیر متحرک بھی کہا جاتا ہے۔ جب اس میں حرکت پیدا ہوتی ہے تو یہ ہمہ طاقت تخلیقی

اصول بن جاتا ہے جن سے پہلے عدد نکلتے ہیں، پھر صورت اور پھر مادیت۔ لہٰذا عظیم اخری کو نفس بھی کہہ سکتے ہیں اور اخلاقی قانون بھی۔
بعض چینی فلسفی عظیم اخری کو واحد بھی کہتے ہیں اور عظیم تناسب بھی۔

Tan Ssu Tung **تن سو تنگ**

(1898-1865) چینی فلسفی اور مصلح۔ اس کی کتاب 'اخوانیت کا مطالعہ' (A Study of Bennolenca) میں ان کا فلسفہ موجود ہے۔ یہ فلسفہ بنیادی طور پر تو روایتی چینی فلسفہ ہے لیکن اس میں یورپ کے سائنسی نظریات کی آمیزش بھی ہے۔ مرکزی تصور تن سو تنگ کے فلسفہ کا جن (Jen) ہے جو اخلاقی معیار بھی ہے اور مابعد الطبیعیاتی اصول بھی۔ جن سے تمام مظاہر فطرت ایک نظام کے تحت کام کرتے ہیں۔ تن سو تنگ کہتا تھا کہ اخلاق کا انحصار معاشری ضوابط پر ہے۔

Tantra **تنترا (سنکرت)**

ہندوؤں کی کتابیں جن میں نتو اور درگا کا مکالمہ رسومات، جادو، فلسفہ اور دیگر علوم کے بارے میں ہے۔ تنترا کی کتابیں ویدوں سے بالکل مختلف ہیں ان میں رسومات پر زور دیا گیا ہے اور شکتی جو کہ تانثی (Finale) اصول ہے اسے طاقت مانا گیا ہے اور اسے باقی سب پر فوقیت دی گئی ہے۔

Tantrism **تنترامت**

قدیم ہندوؤں کا مذہب جس میں دیویوں اور سحر پر زور دیا گیا ہے اور زمین سے عمدہ پیداوار حاصل کرنے کے لئے دیویوں کی پرستش اور جادو کا استعمال ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اس مذہب میں کئی تبدیلیاں آئیں۔ دور وسطیٰ میں اس کا مقابلہ ویدانت مت سے ہوا۔ ویدانت مت کے خلاف تنترامت کو دنیا کی حقیقت کا یقین تھا اور اس کا ارتقا کسی روحانی ابتدائی اصول سے بتلاتا تھا۔ تنترامت کی رو سے عالم اکبر اور عالم اصغر میں کوئی فرق نہیں۔ لہٰذا نفس انسانی سے کائنات کا علم ممکن ہے۔ تنترامت میں کئی ریاضتیں ہیں لیکن ان کا مقصود ترک دنیا نہیں۔ مکتی یعنی نجات کے ساتھ بھگتی یعنی مسرت یا آنند بھی ہے۔

Tao **تاؤ**

1- راستہ، اصول، صراط مستقیم
2- کنفیوشس کا بتلایا ہوا راستہ، اخلاقی اصول
3- راستہ جس سے مراد کائنات کی وجہ۔ جس کی تابعداری لازمی ہے۔
4- راستہ، اس سے مراد کائنات کا اخلاقی اصول ہے۔

Taoism **تاؤمت**

تاؤ یعنی صراط مستقیم کی تعلیمات۔ یہ مذہب چین میں پانچویں چھٹی صدی قبل مسیح شروع ہوا۔ اس کا مقصد یہ کہنا تھا کہ ہر شے ایک راستے کے موافق پیدا ہوتی اور بدلتی ہے جب اشیا بدلتی ہیں تو اپنے مخالف صورت اختیار کر جاتی ہیں۔ انسان کو چاہیے کہ وہ سادہ زندگی بسر کرے اور جدوجہد سے گریز کرے۔ اس مذہب کے پیروکاروں کا خیال تھا کہ تاؤ پر چلنے سے حکمت و دانش حاصل ہوتی ہے۔ یہ لوگ کہتے تھے کہ روح انسانی مادی ریزوں سے بنی ہے یہ لوگ کسی سچائی کو معروضی نہیں کہتے تھے اور زندگی کو التباس بتلاتے تھے۔ اس مذہب کے ماننے والوں میں ینگ چو (Yang Chu) سون سانگ (Hsun Tsiang) ین ون (Yin Wen) اور چونگ زو (Chuang Tzu) کا شمار ہے۔

Tarski Alfrid **الفرڈ تارسکی**

(1902) منطقی اور ماہر ریاضیات، جدید منطق پر اسکی کتابیں مستند اور مقبول ہیں۔

Tat Twam asi **او تست، آں تست**

ہندو فلسفیوں کے مطابق آتما یعنی انسانی نفس اور آفاقی نفس میں یکجہتی اور عینیت ہے۔ سنکرت کی اصطلاح کا لفظی مطلب 'وہ تم ہے'، ہے۔ یعنی تم میں اور

کائنات میں کوئی فرق نہیں۔

تکرار Tautology

پرانی منطق میں تکرار ایک مغالطہ ہے جو منطق تعریف کے ضمن میں سرزد ہوتا ہے۔ اگر تعریف کرتے وقت اس لفظ کی جس کی تعریف مطلوب ہو محض دوسرے لفظوں میں دہرا دیا جائے تو تکرار کا مغالطہ سرزد ہو جاتا ہے مثلاً منشی وہ ہے جو انشا پرداز ہو' جدید منطق میں ریاضیاتی اور منطقی جملوں کو تکراری کہا جاتا ہے کیونکہ یہ کوئی اطلاع مہیا نہیں کرتے اور بند نظام میں رہتے ہیں۔

زکوٰۃ Tax

اسلامی فقہ میں زکوٰۃ سے مراد خیرات نہیں بلکہ ہر قسم کا ٹیکس ہے۔ چنانچہ زمین کے ٹیکس کو زکوٰۃ العرض' برآمد اور درآمد کے ٹیکس کو زکوٰۃ التجارہ۔ مویشیوں کے ٹیکس کو زکوٰۃ المویشیات۔ زیر زمین پیداوار پر ٹیکس کو زکوٰۃ المیدان اور بجٹ پر ٹیکس کو زکوٰۃ العین کہا جاتا تھا۔

Taylar Alfred Edward

الفرڈ ایڈورڈ ٹیلر

(1869) برطانیہ کا فلسفی۔ کئی یونیورسٹیوں میں پروفیسر رہ چکا ہے۔ فلسفہ میں تصوریتی موقف رکھتا تھا اور ہیگل کا مرید تھا۔ ملاحظہ ہو اس کی کتاب اصول مابعد الطبیعیات (Elements of Metaphysics) بعد میں اس کے فلسفہ پر نو مدریست کا رنگ غالب آ گیا ملاحظہ ہو اس کی کتاب اخلاقین کا ایمان (Faith of a Meratist) ان لیکچروں میں اس نے خدا کے ثبوت میں اخلاقی وجوہات پیش کئے ہیں۔

کوائف ثالثہ Tertiary Qualities

لاک کے مطابق کوائف کی دو قسمیں ہیں ایک ابتدائی یا اصلی اور دوسری ثانوی' یہ دونوں ہی شے سے متعلق ہیں۔ ابتدائی خواص تو شے کی اصلیت کا حصہ ہوتی ہیں اور اس لئے ان کی حیثیت مستقل ہوتی ہے۔ ثانوی خواص متغیر اور عارضی ہوتے ہیں۔ ان دو کے علاوہ خواص کی ایک تیسری قسم بھی ہے۔ اس کا تعلق ذہن سے ہے۔ مثلاً جب کسی شے کو حسین کہا جاتا ہے تو یہ صفت ذہن کی تخلیق ہے۔

اصول کار Techni

کسی شے یا منصوبہ کے حصول میں اصول کار ان اصولوں کا مطلب محض افہام و تفہیم نہیں بلکہ ان کا مقصد 'کام کرنا' یعنی عمل میں مدد دینا ہے۔ ان اصولوں کا تعلق ٹکنالوجی سے ہوتا ہے جو نظری علوم کا اطلاقی پہلو ہیں۔

حکومت صناع Technocracy

دور جدید کی معاشری اور سیاسی تحریک جس کا چرچا خاص طور پر امریکہ میں ہے۔ اس تحریک کو چلانے والوں کا کہنا ہے کہ سرمایہ داری نظام میں خرابیوں کے ذمہ دار سیاست دان ہیں اگر عنان حکومت صنعت کاروں کے پاس ہو تو تمام خرابیاں دور ہو سکتی ہیں۔ اس نظریہ کا بانی تھورسٹین ویبلیس (Tharesteen Veblen) تھا اور اس کے شریک کار ایچ سکاٹ۔ جی ٹوب وغیرہ تھے۔

ٹکنالوجی Technology

ٹکنالوجی سے مراد جملہ کلیں' میکانکی اوزار' نظم و ضبط کے آلے' طاقت کا کنٹرول' ترسیل' اطلاع' نیز ہر شے جو پیداوار' تحقیق یا جنگ سے تعلق رکھے۔ سائنسی علوم کا انحصار ٹکنالوجی پر ہوتا ہے۔ جب ٹکنالوجی مضبوط بنیادوں پر استوار ہو جاتی ہے تب سائنس سرعت سے ترقی کرتی ہے۔ ٹکنالوجی سے سائنسی نظریوں کی صداقت کا پتہ چلتا ہے۔

توجس Telegnosis

کسی دوسرے ذہن یا نفس کا علم حاصل کر لینا جبکہ نہ اس کے جسم کو دیکھا جا رہا ہو اور نہ ہی کوئی ایسا ذریعہ

استعمال کیا جا رہا ہو جس سے عام طور پر دوسرے ذہن کے متعلق علم حاصل کیا جاتا ہے۔ ایسے علم کو بروں حسی ادراک (E.S.P) کہا جا سکتا ہے۔

Telegram Argument دلیل تار

یہ دلیل نفس کی حقیقت ثابت کرنے کے لئے دی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ خواہ مہیجات میں خفیف سے خفیف فرق کیوں نہ ہو۔ نفس کو اس کا علم ہو جاتا ہے اور یہ فرق معانی کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ مثلاً اگر تار میں لکھا ہو میرا لڑکا فوت ہو گیا ہے یا لکھا ہو تیرا لڑکا فوت ہو گیا ہے تو رد عمل میں شدید فرق ہو گا۔ مسیح میں تو کوئی زیادہ فرق نہیں ایک جگہ 'میرا' ہے اور دوسری جگہ 'تیرا' لیکن مطالب اس قدر مختلف ہیں کہ نفس کو فوراً پتہ چل جاتا ہے اور اس لئے رد عمل میں خاصا فرق پڑ جاتا ہے۔

Teleological Argument for God وجود باری کی دلیل نمائی

وجود خداوندی کو ثابت کرنے کے لئے مشہور تین دلائل میں سے ایک یہ ہے اس دلیل کا انحصار قدرت کے نظام پر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کائنات کا ہر مظہر کسی مقصد یا غایت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ان مقاصد سے پتہ چلتا ہے کہ اس کائنات کا کوئی صانع ہے اور وہی اس کو کسی مقصد کے تحت چلا رہا ہے۔ کانٹ اس دلیل کو پسند کرتا تھا لیکن کہتا تھا کہ اس کا انحصار باقی دو دلائل یعنی کونیاتی اور وجودیاتی پر ہے اور یہ دونوں دلائل بودے ہیں۔

Teleological Etheis غایتی اخلاقیات

یہ اخلاقیات کا نظریہ ہے جس کی رو سے افعال و کردار کی صحت کا دارومدار حصول مقصد پر ہے۔ یہ افعال و کردار بالواسطہ یا بلاواسطہ مقصد سے متعلق ہونے چاہیں۔ مقصد حیات کو خیر عظمیٰ کہا جاتا ہے۔ اس خیر کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔

Teleology غایتیت

یہ مقصد، اقدار خیر اور علت غائی کا نظریہ ہے۔ اور میکانیت کی ضد۔ میکانیت میں حال اور مستقبل کو ماضی کے نقطہ نگاہ سے جانچا جاتا ہے غایتیت میں ماضی اور حال کو مستقبل کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ غائیت کا عمل دخل طبیعیات، حیاتیات، نفسیات کے علاوہ علمیات، مابعد الطبیعیات اور اخلاقیات میں بھی ہے۔

پہلے پہل ارسطو نے غایتیت کا نظریہ پیش کیا وہ کہتا تھا کہ ہر شے میں اس کا مقصد پنہاں ہے۔ اس میں روح، جان یا حیاتہ (Entelechy) ہے نیز تمام اشیا کے مقصد کسی آفاقی مقصد کے تحت کام کر رہے ہیں۔ ٹاس اکیوناس، لائبنیز، ہیگل اور ہیڈیگر اس سلسلہ میں ارسطو کے ہم زبان ہیں۔

لوگوں نے آفاقی مقصد کو ہستی باری تعالیٰ کی دلیل قرار دیا ہے لیکن کانٹ نے اس دلیل کے نقائص آشکار کئے۔ ڈارون سے پہلے حیاتیات میں غایتی نظریئے کو تسلیم کیا جاتا ہے لیکن ڈارون کے بعد یہ نظریہ اپنی حقیقت کھو بیٹھا۔ انضباطیات اجزا (Cybernatics) کی رو سے مقصدیت کا مطلب صرف یہ ہے کہ کوئی شے اپنے ماحول سے بدرجہ احسن متوافق ہے۔

Telepathy اشراق

اگر دو قلوب کے درمیان رابطہ یا رشتہ اتحاد ہو تو کسی مادی واسطے کے بغیر اور فاصلے کے باوجود محض دلی تعلق کی وجہ سے وہ اپنی قلبی کیفیات سے ایک دوسرے کو روشناس کر سکتے ہیں۔ اسے اشراق کہتے ہیں۔ یہ رشتہ ماں بیٹے یا عاشق اور معشوق کے درمیان ہو سکتا ہے۔

Telesio Bernardino برنارڈینو تلی ہو

(1588-1508) اٹلی کا فطریتی فلسفی، وہ کہتا تھا کہ نیچر کا مطالعہ تجربات اور مشاہدات سے کرنا چاہیے اور حسی علم کو قابل اعتماد سمجھنا چاہیے۔ قیاس (Syllogism) کو پسند نہیں کرتا تھا۔ مادے کو سمجھتا تھا کہ یہ خلا کو پر کر رہا ہے اور خدا کی طرح ابدی ہے۔ اس کا فلسفیانہ موقف

ہیولیت (Hylozoism) کا تھا۔

مزاج Temperament

مزاج سے مراد انسان کی عام ہیجانی ساخت یا ہیجانات سے اثر پذیری کا نام ہے۔ پرانے زمانے میں خصوصاً یونانیوں کے ہاں مزاج کا انحصار عضویاتی عناصر پر بتلایا گیا ہے۔ یونانیوں نے چار قسم کے مزاج بتلائے ہیں صفراوی، دموی، سوداوی اور بلغمی، بقراط کا خیال تھا کہ انسان کے جسم میں چار قسم کی رطوبتیں ہیں کسی ایک رطوبت کی زیادتی مخصوص مزاج کو پیدا کر دیتی ہے جدید نفسیات کے مطابق مزاج کا تعلق انسان کے تاثرات کی گہرائی یا سطحیت، ان کی پائیداری یا ناپائیداری اور ان کی سرعت یا عدم سرعت سے ہے۔ مثلاً دموی مزاج میں ہیجانات جلد جلد بدلتے ہیں اور انسان شگفتہ مزاج ہوتا ہے۔ بلغمی مزاج میں جذبات قدرے مستقل ہوتے ہیں اور انسان کا مزاج پر سکون اور دھیما ہوتا ہے۔ صفراوی مزاج میں انسان کے جذبات جھٹ پٹ بدل جاتے ہیں طبیعت میں ہیجان رہتا ہے اور حرکات پر زور ہوتے ہیں۔ سوداوی مزاج میں احساسات مضبوط اور پائدار ہوتے ہیں لیکن ان کا اظہار نہیں ہوتا۔

مزاج کا انحصار خلقت اور ماحول دونوں پر ہے۔ پیشے کو بھی بڑا دخل ہے۔ اس لئے مزاج بدل بھی سکتا ہے۔

تناؤ Tension

انسان کی ذہنی زندگی دو حدود کے درمیان کام کرتی ہے ایک حد پر تو حسی حرکی وظائف ہیں اور دوسرے حد پر خواب ہے جس میں مخیلہ اور یادداشت کو بڑا اختیار ہے۔ ان کے درمیان بڑے مدارج یا منازل ہیں۔ انسانی ذہن میں پھیلاؤ یا کھچاوٹ کی صلاحیت موجود ہے۔ برگساں کا کہنا ہے کہ ذہن میں اگر مختلف تناؤ کے مدارج مقرر کر لئے جائیں تو ان کی مدد سے کائنات اور انسانی شخصیت کی زندگی بیان کی جا سکتی ہے۔

حد Term

ارسطوی منطق میں جو تصور کسی قضیہ میں موضوع یا محمول کا کام دے سکے وہ طرف یا حد کہلاتا ہے۔ اطراف یا حدود سے مراد قضیہ کی دو طرفیں یا حدیں ہیں۔ قضیئے کے ایک سرے پر موضوع ہوتا ہے اور دوسرے سرے پر محمول۔ ان دو حدوں کے درمیان جو تعلق ہوتا ہے اسے نسبت حکمیہ کہا جاتا ہے۔

تھیلیز Thales

(624-547 ق م) پہلا یونانی فلسفی جس کا شمار یونانیوں کے سات دانشمندوں میں ہوتا ہے۔ اسے مصر اور بابل کے ریاضیاتی اور فلکیاتی علوم سے پوری واقفیت تھی اور اسی کی بنا پر اس نے چاند گرہن کی پیش گوئی کی۔ تھیلیز کا خیال تھا کہ مظاہر فطرت کے پیچھے کوئی مستقل مادی عنصر ہے جس کو اس نے پانی کہا۔

روحی فنائیت Thanatism

روح کی ابدیت اور لافنائیت کے خلاف یہ عقیدہ ہے۔ فرائڈ کے ہاں بھی ایک تو زندگی کا اصول ایروس (Eros) ہے اور دوسرا فنا کا جسے وہ (Thanatas) کہتا ہے

الہیات Theism

یہ نظریہ وحدانیت کا ہے۔ اس کی رو سے توحید لازمی آتی ہے۔ خدا اور مخلوقات کا رشتہ تین طرح سے بیان کیا گیا ہے۔ ہمہ اوست میں خدا اور دنیا ایک ہی شے کے دو نام ہیں الہ پرستی (Deism) کی رو سے تخلیق کائنات کے بعد خدا کائنات سے بے تعلق ہو گیا الہیات کی رو سے خدا دنیا میں اور دنیا کے ساتھ سرگرم کار ہے۔ پس یا تو خدا دنیا سے بالا ہے یا اس کے اندر ہے یا اس کے مساوی ہے۔ جتنا شخصی خدا ہو گا اتنا ہی الہیین کے لئے زیادہ قابل قبول ہو گا کیونکہ وہ اس صورت میں دعائیں سن سکے گا عبادت قبول کرے گا۔ جزا و سزا کا ذمہ دار ہو گا۔ الہیات کی رو سے جو کچھ اس کائنات میں ہو رہا ہے وہ مشیت الٰہی سے ہو رہا ہے۔

قوانین قدرت صرف مشیت الٰہی کو ظاہر کرتے ہیں۔
مارکسیوں کا کہنا ہے کہ الٰہیات، سائنسی ذہنیت کے خلاف ہے اس لئے ترقی کے راستے میں روڑا اٹکاتی ہے۔

Theistic Personalism
الٰہیاتی شخصیاتیت

شخصیاتیت پسندوں کے نزدیک خدا کائنات کی اساس اور وجہ ہے۔ وہ ماورئی بھی ہے اور محیط کل بھی۔ اس نظریہ میں ہمہ اوست سے یہ کہہ کر بچا جاتا ہے کہ خدا کی ذات میں محیطیت کے ساتھ ماورائیت بھی موجود ہے۔ خدا کے متعلق یہ عقیدہ عام طور پر رائج ہے۔

Theoaracy مذہبی حکومت

اس عقیدہ کی رو سے حاکیت صحیح معنوں میں خدا کی ہے۔ لہٰذا تمام ملکی قوانین اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع ہونے چاہئیں، مذہبی حکومت میں کلیسا اور ریاست کی تمیز مٹ جاتی ہے اور کوئی قانون مذہب کے خلاف نافذ نہیں کیا جا سکتا۔

Theorasy وصل خدا

1- مختلف خداؤں کی پرستش
2- ذکر الٰہی میں روح کا اللہ سے وصال۔ ان معنوں میں یہ اصطلاح تصوف میں آتی ہے۔

Theodicy اثبات عدل الٰہی

سترہویں اور اٹھارویں صدی میں فلسفہ کا ایک نیا شعبہ قائم ہوا جس کا مقصد مذہبی تضادات کو دور کرنا تھا۔ سب سے بڑا تضاد تو ایک طرف اللہ جو پاکیزگی کا منبع ہے اور شر جو ہر قسم کی بدی کا مخزن سمجھا جاتا ہے۔
لائبنیز نے اسے (Theodicel) میں دور کرنے کی کوشش کی والٹیر (Voltair) نے اس کا مذاق (Candide) میں اڑایا سوال یہ ہے کہ اگر خدا نیک ہے تو پھر بدی کیوں؟

Theogony دیوتاؤں کا شجرہ

1- خداؤں کا شجرہ نسب اور خداؤں کی تخلیق کے بارے میں قصہ کہانیاں، ایسی کہانیاں پہلے پہل ہیسڈ (Hesoid) نے آٹھویں صدی قبل مسیح جمع کیں۔ اور کتاب کا نام (Theogony) رکھا۔
2- ایک کتاب کا نام ہے جو فیور باچ (Feuevbach) نے 1857 میں لکھی اس کتاب میں خداؤں کے بارے میں یہودی اور مسیحی نظریے درج ہیں۔

Theology دینیات

فلسفہ کا وہ حصہ جو خدا کی ذات اور دنیا سے خدا کے تعلق کو زیر بحث لاتا ہے۔ مذہب میں اس سے مراد مذہب کا نظری، فکری یا فلسفیانہ بیان اور اظہار ہے دینیات کی کئی شکلیں ہیں ایک شکل بحث و مباحثہ اور مناظرہ کی ہے۔ دوسری شکل تاریخی ہے۔ تیسری اعتذاری (Apologetics) وغیرہ وغیرہ۔

The Perfect Man الانسان الکامل

صوفیوں کی اصطلاح میں اس انسان کو کامل انسان کہا جائے گا جس میں بشریت اور الوہیت کے اوصاف موجود ہوں۔
عبد الکریم ابن ابراہیم الجلی کی کتاب کا نام بھی ہے۔

Theo-phany تجلی

تجلی سے مراد ذات الٰہی سے کسی شے کا ظہور، یہ ظہور طولی بھی ہوتا ہے اور عرضی بھی۔ مثلاً نور الانوار سے پہلی طولی تجلی عقل کل تھی اور عرضی تجلی جسم مطلق تھا جس سے آسمانوں اور زمینوں کے عناصر بنے۔

The Possibility of that Which is Superior
امکان الاشرف (نظریہ)

ملا صدرہ کا کہنا ہے کہ جیسے ہر نامکمل شے کمال تک پہنچنے کے لئے مختلف مدارج سے گزرتی ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے۔ کہ ہر ارتقائی منزل پر اس نامکمل شے کا

ارتقائی وجود موجود ہو کیونکہ یہ خود بھی تو کئی درمیانی ہستیوں کی وساطت سے منبع اول سے نکل کر موجود شکل میں کائنات میں آئی ہے۔ مثلاً ناکمل انسان کا وجود درمیانی عوالم ارواح میں ہونا چاہئے اور عالم ارواح میں وجود رکھنے والوں کا وجود عالم عقول میں ہونا چاہئے۔ لہٰذا ناکمل اشیاء کا وجود امثال المعلقہ میں ہوتا ہے۔ اور اس کے بعد عالم عقول میں۔

نظری استدلال Theoretical Reasan

کانٹ کے فلسفہ میں نظری اور عملی استدلال کا فرق بیان کیا گیا ہے۔ نظری استدلال کا تعلق علم اور وقوف سے ہے عملی استدلال کا تعلق اخلاق اور وجدانیت سے ہے۔

مسئلہ Theorm

جدید صوری منطق میں اس قضیہ کو مسئلہ کہا جاتا ہے جو اپنے ہی نظام یعنی سسٹم کے بنیادی اصولوں یعنی بدیہات سے ثابت ہو سکے مسئلہ اور بدیہات میں بڑا ہلکا سا فرق ہے۔ جو اصول ایک سسٹم میں مسئلہ ہے وہ دوسرے میں بدیہی بن سکتا ہے۔

نظریہ Theory

افلاطون نظرئے کو مصدقہ سچائی اور ارسطو اسے عمل کے مقابلہ میں عمل کہتا تھا۔

1- مفروضہ، جس کی مکمل تصدیق نہ ہوئی ہو

2- عمومی یا عالمگیر اصول

3- توجیہ، کسی سسٹم کے بدیہات اور مسئلوں کو کسی اور سسٹم کے اصولوں سے ثابت یا اخذ کرنا۔

علم و عمل Theory & Practice

مارکسیوں کے ہاں علم و عمل کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ معاشری عمل سے علم پیدا ہوتا ہے اور معاشری عمل ہی سے اس کے صدق و کذب کا پتہ چلتا ہے۔ پس معاشری عمل ہی علم کا منبع اور علم کی کسوٹی ہے معاشری عمل بھی علم سے متاثر ہوتا ہے۔ جب صورت حال پر غور و تدبر کی ضرورت پڑتی ہے تو یہ فکر ہمارے ردعمل

میں تبدیلیوں کا باعث بنتا ہے۔

عرفان Theosophy

یہ عقیدہ پلوٹائنس کے استاد ساکس (Sacas) کا ہے جو کہتا تھا کہ روح کے متعلق جو متصوفانہ تجربات بعض لوگوں کو ہوتے ہیں وہ برحق ہیں۔ یہ لوگ اشراق اور غیب بینی (Clairvoyance) سے روح اور جسم کا رشتہ ثابت کرتے تھے۔ فلسفہ میں ان کا موقف یہ تھا کہ کوئی ماورائی منبع ہے جس سے روح اور مادہ صادر ہوتے ہیں۔ تب زندگی آتی ہے جو روح اور مادہ کے امتزاج سے پیدا ہوتی ہے زندگی بڑی اہم ہے کیونکہ اس سے ماورائی سرچشمہ کا علم ہوتا ہے۔ ہر شے میں زندگی ہے مادہ، شعور، روح سبھی میں زندگی ہے۔ روح کو بعض دفعہ روح القدس، برہما اور انتشار (Choas) کہا جاتا ہے اور مادہ کو سیوا (Seva)، کلام (Logs) اور آسمانی باپ۔

کائنات کی 'حرارتی موت' Thermal Death' of the Universe

حر حرکیات (Theromodynamics) کے دوسرے اصول کی بنا پر کہا جاتا ہے کہ کائنات میں بالآخر ایسا وقت آئے گا جب کہ ہر قسم کی حرکت، حرارت میں تبدیل ہو جائے گی۔ اور یہ حرارت تمام فضا میں پھیل جائے گی۔ نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ کائنات متوازن حالت میں آکر ناکارہ ہو جائے گی۔ لیکن یہ نظریہ غلط ہے۔

فیورباچ پر مقالے Thesis on Feuerbach

یہ مقالے مارکس نے لکھے تھے اور ان کی تعداد گیارہ ہے ان مقالوں میں مارکس نے فیورباچ کی تاریخی تصوریت کے نقائص بیان کئے ہیں اور اپنی پوزیشن کی وضاحت کی ہے۔ مارکس نے ثابت کیا ہے کہ صرف جدلیاتی مادیت ہی فلسفہ عمل بنا سکتا ہے۔

دعویٰ Thesis

ارسطو کی منطق میں دعویٰ سے مراد مقدمہ ہے یہ بدیہی نہیں ہوتا- ہیگل کے ہاں دعویٰ سے مراد مثبت قضیہ ہے جس کا توڑ جواب دعویٰ میں دیا جاتا ہے- یہ قضیہ عام خیال یا رائے سے ہٹا ہوا ہوتا ہے لیکن اس کے حق میں دلائل دئے جا سکتے ہیں ان دلائل کو جواب دعویٰ میں کاٹ دیا جاتا ہے-

شے Thing

مارکسیوں کے ہاں شے سے مراد مادی دنیا کا کوئی خودمختار اور قدرے مستقل ٹکڑا ہے جس میں ذاتی اکائی ہوتی ہے اور جس کے تعلقات دیگر اشیا سے ہوتے ہیں-

Thing in itself & Phenomenon
شے کماہی اور مظاہر

شے کماہی سے مراد شے کی وہ حقیقت ہے جو ادراک میں نہیں آ سکتی اور خودمختار حیثیت سے قائم و دائم ہے- مظاہر سے مراد شے کے وہ صفات و علائق ہیں جو ادراک میں آتے ہیں- یہ تمیز لاک سے شروع ہوتی ہے اور کانٹ تک آتی ہے- کانٹ نے اسے واضح طور پر بیان کیا- کانٹ کے ہاں شے کماہی' جوہر کا رتبہ اختیار کر جاتی ہے یہ جوہر اپنی ذات میں فوق الفطرت- ناقابل فہم اور تجربے سے ورے ہے-
اس تمیز کو کئی فلسفیوں نے جھٹلایا ہے ان فلسفیوں میں مارکسیوں کا بھی شمار ہے-

ثامیت Thomism

یہ فلسفہ ٹامس ایکوناس (Thomas Aquinas) کی تعلیمات سے وابستہ ہے اور وہیں سے شروع ہوتا ہے مسیحیوں کے ڈومینیکی سلسلہ (Dominican order) کا یہی فلسفہ تھا- اس کی مخالفت ڈنس سکاٹس نے کی کیونکہ اس کا تعلق ایک اور سلسلہ سے تھا جسے فرانسکی (Fransican) کہتے ہیں- کچھ وقت کے لئے یہ تحریک مدھم پڑ گئی- دوبارہ اس کا احیا انیسویں صدی کے وسط میں ہوا- دور جدید میں ثامیت کا رجحان سائنس اور سائنسی نقطہ نگاہ کے خلاف ہے- ٹامس ایکوناس کے فلسفہ میں کانٹ اور ہیگل کو سمویا جا رہا ہے اور جدید وجودیت سے بھی سہارا لیا جا رہا ہے-

Thereau Henry David
ہنری ڈیوڈ تھوریو

(1817- 1862) امریکی مفکر' ایمرسن کا پیروکار تھا- اس نے سرمایہ داری کی مخالفت کی- اپنی کتاب 'والڈن یا جنگلات میں زندگی' (Walden or Life in the Woods) میں لکھتا ہے- کہ ایک طبقہ کے عیش کے مقابلے میں دوسری طرف غربت ہی غربت ہے- ایک طرف تو محلات ہیں اور دوسری طرف یتیم خانے اور دم بخود غربا- فلسفہ میں اس کا موقف صوفیانہ اور تصوریتی تھا- وہ کہتا تھا کہ قوانین قدرت اور عالمگیر عقل میں کوئی تضاد نہیں- علم کا مقصد صداقت کی تلاش ہے اور یہ صداقت قدرت کے مطالعہ سے حاصل ہوتی ہے کیونکہ قدرت' الوہیت کی مظہر ہے-

فکر Thought

روایتی طور پر فکر کے تین مفہوم بتلائے جاتے ہیں- (1) ہر شعوری کیفیت کو فکر کہہ دیا جاتا ہے اس میں وقوف- تاثر اور طلب سبھی آ جاتے ہیں (2) چونکہ تاثر اور طلب کو فکر کہنا صریح زیادتی ہے لہٰذا صرف وقوفی کیفیات کو ہی فکر کہا جاتا ہے (3) دوسرے مفہوم پر بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہا جاتا ہے کہ وقوف میں کئی ایک کیفیات ہیں جنہیں فکر نہیں کہنا چاہیے مثلاً تحسسات' ادراک' تخیل' حافظہ وغیرہ وقوف میں سے تین کیفیات' تصورات' قضایا اور استنتاج ہی اس قابل ہیں کہ انہیں فکر کہا جا سکے- یعنی جب ادراک سے تصورات بنتے ہیں- تصورات سے قضایا کی تشکیل ہوتی ہے اور قضایا سے نتائج اخذ کئے جاتے ہیں

تب فکر کا عمل ہو رہا ہوتا ہے۔

زمان Time

ایک عام ذریعہ جس سے واقعات ایک توالی میں سرزد ہوتے ہیں۔ ماضی، حال اور مستقبل 'ازل سے ابد تک' زمان کے متعلق پہلا جھگڑا برمینڈیز اور ہیراقلیطس میں ہوا اول الذکر کہتا تھا کہ تغیر محال ہے اور دوم الذکر کہتا تھا کہ ثبات محال ہے تغیر ہی تغیر ہے۔ پھر نیوٹن اور لائبنیز میں ہوا نیوٹن کہتا تھا کہ وقت' واردوں سے بے نیاز اور قبل ہے۔ لائبنیز اس کے برخلاف کہتا تھا کہ وقت ' واردوں سے بے نیاز نہیں کیونکہ انہی واردوں سے وقت بنتا ہے۔ لائبنیز کے نظریہ سے بعد میں زمان۔ مکاں کے تصور پیدا ہوا۔ اس تصور میں زمان اور مکان کو کسی ایک نظام کے دو رشتے کہا گیا جو ایک دوسرے کے لئے لازم ہیں۔ ان کا تعلق ادراک سے نہیں ہوتا۔

جاں ٹولینڈ Toland John

(1722-1670) انگریز مادہ پرست فلسفی' ملحد تھا۔ روح کی لافنائیت' جزا اور سزا' معجزات' تخلیق کائنات کا انکاری تھا۔ کہتا تھا کہ مادی حالات سے مذہب پیدا ہوا اور 'مقدس' کی تولید دنیوی حالات سے ہوتی ہے اس کی کتاب 'مسیحیت کوئی مخفی شے نہیں' (Christianity not Mysterious) سے پادری لوگ ناراض ہو گئے اور ان کے حکم سے کتاب کو جلا دیا گیا خود ٹولینڈ مشکل سے بچا۔ وہ کہتا تھا کہ مادے میں حرکت موجود ہے۔ کسی بیرونی عامل کی ضرورت نہیں۔ اسی لئے وہ سپائنوزا۔ ڈیسکارٹ اور نیوٹن پر اعتراض کرتا تھا کیونکہ یہ لوگ حرکت کو مادے کا خاصہ نہیں سمجھتے تھے۔

Tolstoi, Lev Nikolayevich
لیونکولے وچ ٹالسٹائی

(1910-1828) روسی مفکر اور ادیب' 1861 سے 1904 کی دنیا کا جب سرمایہ میں ترقی ہو رہی تھی اور کسانوں کی زبوں حالی تھی اس کی ترجمانی کرتا ہے۔ لہٰذا اس کے خیالات میں مارکسی نقطہ نگاہ سے تضاد موجود ہیں۔ ایک طرف تو سرمایہ داری اور استحصال کی مذمت کرتا ہے اور دوسری طرف وہ تابعداری۔ عدم مدافعت اور مذہب کی تلقین کرتا ہے اس کے فلسفیانہ خیالات پر مسیحیت۔ کنفیوشس مت' بدھ مت' روسیو اور شوپنہار کا اثر تھا۔ وہ کہتا تھا کہ تمام لوگوں کو خدا کے جھنڈے تلے کھڑے کرنا چاہئے۔ ریاست' کلیسا اور تہذیب اس راستے میں حائل ہیں۔ بوژوا تہذیب کا بڑا شاکی تھا اور اسی لئے سادہ زندگی کی ہدایت کرتا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ انساں حقیقی معنوں میں تبھی آزاد ہوتا ہے جب وہ خدا کی عبادت کرتا ہے آرٹ کے متعلق کہتا تھا کہ یہ ترسیل خیالات و احساسات کا ایک ذریعہ ہے اور چونکہ انسانی زندگی کا مقصد حکومت الہیہ کا قیام ہے آرٹ وہی کامیاب ہو گا جو اس مقصد کو فروغ دے۔

اس کی ایک تصانیف حسب ذیل ہیں۔

آرٹ کی نوعیت	1- What is Art
جنگ اور امن	2- War & Peace
اینا کرے نینا	3- Anna Karenina
غطریکی دینیات کی تحقیق	4- Investigation of Dogmatic Theology
میرے اعتقادات	5- What do I Believe in
ہمارے دلوں میں خدائی حکومت	6- God's Kingdom inside us
زندگی کا راستہ	7- Path of Life

توپیکا Topics

ارسطو نے جو طرز استدلال پر کتابچہ لکھا اس کا عنواں توپیکا ہے۔ یہ نام اس وجہ سے رکھا گیا کہ کتاب کو کئی عام استدلال کی قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے تاکہ مد مقابل کے دلائل کا آسانی سے محاسبہ ہو سکے۔ عام

استدلال کو یونانی زبان میں ٹوپو (Topoi) کہا جاتا ہے۔

Totemism ٹوٹمیت

قدیم زمانہ کا مذہب جس میں کسی جانور درخت یا بے جان شے سے تعلق جتلا کر تمام قبیلہ اس کی پرستش کرتا تھا۔ اس سے قبیلہ میں یک جہتی اور مودت پیدا ہوتی تھی وہ سمجھتے تھے کہ ہم سب کا خونی رشتہ ایک ہے۔ ٹوٹم سے شجرہ نسب شروع ہوتا تھا اور ٹوٹم ہی قبیلہ کا محافظ ہوتا تھا۔ شمالی اور جنوبی امریکہ' اسٹریلیا' افریقہ کے کئی قدیم فرقوں کا اب تک بھی یہی اعتقاد ہے۔

مارکسیوں کا کہنا ہے کہ ترقی یافتہ مذاہب میں جو خدا کو محافظ مانا جاتا ہے وہ دراصل ٹوٹم کا ہی تصور ہے۔ لوگ گیتوں میں جب انسانوں کا رشتہ جانوروں یا دیگر اشیاء سے قائم کیا جاتا ہے وہ بھی ٹوٹم کی یادگار ہے۔

Toynbee, Arnold Joseph
آرنلڈ جوزف ٹائن بی

(-1889) انگریز مورخ۔ ماہر معاشریات ترقی کے دوری نظریہ کا قائل ہے سپنگلر (Spengler) کی طرح یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ تہذیب کی جنم' ارتقا' انحطاط اور فنا کے ادوار ہوتے ہیں۔ ان دونوں مفکروں میں فرق صرف اتنا ہے کہ سپنگلر کے مطابق مغربی تہذیب ضرور غرق ہو کر رہے گی ٹائن بی کہتا ہے کہ مسیحیت اسے بچا سکتی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ تاریخ کو وحی با معنی اور با مقصد بناتی ہے۔

Traditionalism روایتیت

انیسویں صدی کے فرانسیسی فلسفہ کا عقیدہ جس کی رو سے سچائی خصوصاً مذہبی سچائی کو معلوم نہیں کیا جاتا بلکہ روایتوں میں موجود پایا جاتا ہے کہا جاتا تھا کہ سچائی تو ایک دفعہ خدا سے نازل ہو گئی اور اس کا مفہوم روایات میں واضح ہو گیا۔ اس لئے روایات کی طرف رجوع کرنا چاہئے روایتی یہ بھی کہتے تھے کہ چونکہ سچائی' تصورات کی خاصیت ہے لہٰذا تصورات کا وجود افراد سے بالا ہے۔ یہ تصورات معاشرہ کا ورثہ ہیں۔ انہیں خدا نے افرینش کے وقت انسانوں کو ودیعت کر دیا۔

Traducianism توالد روح

اس نظریہ کے رو سے انسانی جسم اور روح کے خالق بچے کے والدین ہوتے ہیں۔ جو حیاتیاتی فعل بچہ کو پیدا کرتا ہے وہی اس کی روح کو بھی پیدا کرتا ہے۔

Traduction انتقال

ایک طرز استدلال جس میں مقدمات اور نتائج کیت کے اعتبار سے برابر ہوتے ہیں۔ اس کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں یعنی Singular واحد سے واحد۔ جزئیات سے جزئیہ اور کلیوں سے کلیہ نتیجہ نکالا جاتا ہے۔ استقرائی منطق میں تمثیل (Analogy) اس طرز استدلال کی مثال ہے۔

Traid تکڑی۔ تثلیث

اس اصطلاح کو رائج کرنے والے نوفلاطونی تھے۔ ہیگل کے فلسفہ میں اسے بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ہیگل کہتا ہے کہ دعویٰ کے مقابلہ میں جواب دعویٰ ہوتا ہے دعویٰ میں کسی شے کا اثبات ہوتا ہے جواب دعویٰ میں اس کی نفی۔ اس تضاد کو دور کرنے کے لئے دونوں کو چھوڑ کر ترکیب پر پہنچتے ہیں۔ یہ ترکیب پھر کسی اور جواب دعویٰ کے لئے دعویٰ کا کام کرتی ہے۔ اس سے نئی ترکیب پیدا ہوتی ہے۔ یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے حتیٰ کہ ایسے مقام پر پہنچ جاتے ہیں کہ آخری ترکیب آ جاتی ہے۔ اس کا جواب دعویٰ ممکن نہیں۔ اس آخری ترکیب کو مطلق حقیقت کہتے ہیں۔

مارکسیوں نے ہیگل کا طریقہ تو اختیار کر لیا ہے لیکن اس کی سپرٹ بدل جاتی ہے ہیگل تو عالم افکار میں تضاد دور کرنے کی خاطر دعویٰ۔ جواب دعویٰ اور ترکیب کا طریق کار استعمال کرتا تھا مارکس اسی طریقہ کو مادی معاشی حالات کے تضاد رفع کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے۔

Transcendent ماوریٰ

1- مدرسیت میں ماوریٰ سے مراد وہ تصورات لئے جاتے

ہیں جو ارسطو کے دس مقولوں (Categories) کے تحت نہ سما سکیں۔

2- کانٹ کے نزدیک جو شے تجربہ کے احاطہ سے باہر ہو گی وہ ماورے کہلائے گی اور ناقابل فہم ہو گی۔

3- خدا کو ماورے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ کامل- ہر قسم کے عیب سے پاک ہے ناقابل فہم اور قدرت سے پرے ہے۔

4- علمیاتی ثنویت کی رو سے حقائق شعور سے الگ وجود رکھتے ہیں۔

5- اخلاقی تصوریت میں ارادہ کو قدرت پر فائق اور بالا سمجھا جاتا ہے۔ ماورے کی ضد محیط کل ہے۔

Transcendental ماورائی

مدرسیت میں ماورائی سے مراد ایسے تصورات ہیں جو ہر وجود پر حاوی ہیں اور مقولات سے بالا ہیں ان کا علم وجدان سے ہوتا ہے اور ان کی حیثیت قبل تجربی ہے۔ ان کی تعداد چھ ہے۔ اور یہ ہیں وجود، شے کوئی چیز، واحد، سچائی اور نیک دوسرے تین بڑا اہم ہیں۔ واحد سے مراد وجود کا اپنی ذات سے تعلق ہے۔ سچائی سے مراد خود کا لامحدود سے مقابلہ کرنا یا وجود کو الہی عقل کا حصہ سمجھنا ہے۔ نیکی سے مراد وجود کا لامحدود ارادے سے مقابلہ کرنا یا اپنی زندگی کا مقصد الہی ارادے کی روشنی میں تشکیل کرنا ہے۔ چھ ماورائیوں میں وجود اور شے تو ایک ہی چیز میں باقی چار اشیاء کا خاصہ ہیں۔

Transcendental analytic

ماورائی تحلیلیات

کانٹ نے اپنی منطق کے پہلے حصہ کا یہ نام رکھا۔ اس میں قبل تجربی علم کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ دوسرا حصہ ماورائی جمالیات کا ہے جس میں تحسات کے قبل تجربی صورتوں کا تجربہ کیا گیا ہے۔ تیسرا حصہ ماورائی جدلیات کا ہے جس میں دلائل کے قبل تجربی اصولوں کی تشریح کی گئی ہے۔

Transcendental Apperception

ماورائی ادراک

یہ اصطلاح کانٹ کے فلسفہ کی ہے۔ اس سے مراد قبل تجربی شعور ہے جس سے تحسات کو تسلسل، استقلال اور معانی نصیب ہوتے ہیں اسی ادراک سے محسوسات میں وحدت باہمی رشتہ اور پائداری آتی ہے۔ ہر تجربے کے پیچھے میں سوچ رہا ہوں، کہ احساس ہوتا ہے اور اس سے وحدت پیدا ہوتی ہے

Transcendental Idealism

ماورائی تصوریت

کانٹ کا نظریہ تصوریت۔ کانٹ کا کہنا ہے کہ اس کے پیشرو فلسفیوں نے وجود (Being) کا مطالعہ روایتی اور غیر انتقادی طریقہ پر کیا۔ کیونکہ انہوں نے کبھی یہ زحمت گوارا نہ کی کہ عالمگیر اور لازمی صداقت کی کیا شروط ہیں۔ کانٹ کا عقیدہ ہے کہ فلسفہ کا اہم فریضہ یہ معلوم کرنا ہے کہ سائنس اور فلسفہ میں کیسے مندرجہ بالا اوصاف کی حامل چند قسمیں ممکن ہیں۔ ماورائی تصوریت کا واسطہ انہی صداقتوں سے ہے۔ ماورائی تصوریت بتلاتی ہے کہ تجربے کے لئے قبل تجربی تصورات کی ضرورت ہے۔ ان کے بغیر تجربہ بے معنی رہ جاتا ہے۔

Transcendentalists ماورائی پسند

امریکہ کے تصوریتی پسندوں کا گروہ جنہوں نے 1886 میں بوسٹن کے مقام پر ایک انجمن بنائی۔ ان کا اپنا رسالہ تھا جسے ڈائل (The dial) کہتے تھے اس انجمن کے شرکا میں ایمرسن، رپلی، مارگرٹ فلر اور تھوریو کے نام شامل ہیں۔ ان لوگوں کے فکر پر کانٹ، شیلنگ اور ہیگل کے علاوہ انگلستان کے شعراء ورڈزورتھ، کولیرف اور کارلائل کا اثر تھا۔ یہ لوگ سرمایہ داری اور غلامی کے دشمن تھے اور لوگوں کو فطرت کے قریب آنے کی دعوت دیتے تھے۔ 1841ء میں رپلی نے فیوریر (Fourier) کی تعلیمات پر ایک بستی قائم کی جو چھ سال تک زندہ رہی۔ اس کا نام ندی مزرع

(Brook Farm) تھا۔

Transcendental Method
ماورائی طریقہ

کانٹ اپنے فلسفہ میں ان اصولوں اور مقولوں کو بیان کرتا ہے جن کی وجہ سے ذہنی تجربہ ممکن ہو سکتا ہے یہ طریقہ ماورائی ہے۔

Transition from Quantity to Quality
کمیت کا کیفیت میں بدلنا

مارکسیوں کے نزدیک یہ جدلیات کا اہم اصول ہے اسی کے تحت ترقی اور تغیرات نمودار ہوتے ہیں۔ جب کمی تبدیلیاں جمع ہو کر ایک خاص مقام تک پہنچتی ہیں تو یک لخت نئی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ یہ کیفیت ہر جگہ پیدا ہوتی ہے۔ نیچر، معاشرہ اور فکر میں ایسی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں کہ ان کی شکل بالکل نئی ہوتی ہے۔ پس جب آہستہ آہستہ اور اکثر غیر مرئی طریقے سے مقداریں اکٹھی ہوتی ہیں تو نیا وجود پیدا ہوتا ہے لوگ اسے تخلیق، جدیدت یا انفرادیت وغیرہ کا نام دیتے ہیں۔ مارکسیوں کے نزدیک کیفیت اور کمیت کا چولی دامن کا ساتھ ہے ایک کے بغیر دوسری کا زندہ رہنا محال ہے۔

Transitivity **مقصدیت**

جدید منطق میں ایک اثنائی رشتہ (Dyadic relation) ہے۔ فرض کیا ج، ح، خ تین قضایا ہیں اور ان کے درمیان کوئی رشتہ رہے۔ اگر ج، ح اور ح، خ ہے تو ج، خ ہو گا۔ اگر تمام انسان فانی ہیں اور ارسطو انسان ہے تو ارسطو فانی ہے۔ قیاس (Syllogism) میں یہی رشتہ ہوتا ہے اور اسی کی بنا پر نتیجہ نکالا جاتا ہے۔

Transpathy **درادردی**

کچھ احساسات اور تاثرات ماحول سے حاصل کئے جاتے ہیں جیسے کچھ بیماریاں تعدیہ (Cantagion) سے لگ جاتی ہیں ویسے ہی کچھ جذبات اور ہیجانات 'چھوت' سے لے لئے جاتے ہیں۔ ان کو درادردی کہتے ہیں۔ یہ جذبہ ہمدردی سے مختلف ہے۔ ہمدردی تو کسی انسان سے کی جاتی ہے جس کے دکھ درد کا علم ہوتا ہے۔ لیکن درادردی میں ایسا علم نہیں ہوتا۔ جن جذبات کو حاصل کیا جاتا ہے وہ معاشری ماحول میں موجود ہوتے ہیں اور جراثیم کی طرح ذہنی زندگی میں داخل ہو جاتے ہیں۔

Transposition **تبدیل محل**

جدید منطق احصا میں ایک درست طریقہ استنتاج۔ اگر ب تو ج ہو تو ج کی نفی سے ب کی نفی لازم آئے گی۔ اگر زہر کھانے سے موت لازم آتی ہو تو موت کا نہ آنا اس امر کی دلالت ہو گا کہ زہر نہیں کھایا گیا۔

Transvaluation of Values
ورائی تقدیر اقدار

یہ اصطلاح نٹشے کی ہے۔ نٹشے کو مسیحیت کے اقدار سے چڑ تھی وہ کہتا تھا کہ مسیحی اقدار غلامانہ ذہنیت کی پیداوار ہیں اور غلامانہ ذہنیت کی پرورش کرتی ہیں۔ اگر فوق البشر نے پیدا ہونا ہو تو ان اقدار کو چھوڑنا ہو گا اور ایسی اقدار اختیار کرنی ہوں گی جو اقتدار، غلبہ اور حکمرانی کی ضامن بنیں۔ نٹشے کا منشا اقدار کی دنیا میں انقلاب لانا تھا۔ اور غلامانہ اقدار کو چھوڑ کر اقتدار پسندانہ اقدار کی تلقین کرتا تھا۔

Trichotomy **سہ گانیت**

اس نظریہ کی رو سے انسان کے تین حصہ ہیں روح، جسم اور سپرٹ، یہ خیال روایتوں کے علاوہ بائبل میں ملتا ہے۔

Trika **ترکا**

ہندوؤں کا مکتب فکر جس کی بنا درس گپتا نے نویں صدی میں ڈالی۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ شو (Shiva) کو اپنی ہی فطرت سمجھا جائے اور سہ گونہ حقیقت جس کے

عناصر شو، شکتی اور روح ہیں اس کو وحدت میں تحویل کر دیا جائے۔

Trinitarianism **تثلیثیت**

مسیحیوں کا فرقہ جو 1198 میں قائم ہوا۔ اس کا عقیدہ تھا کہ خدا ایک ہے لیکن اس کی تین شکلیں باپ۔ بیٹا اور روح القدس ہیں۔ جس طرح افلاطونی فلسفہ میں کلیے حقیقی ہیں اور جزئیہ، کلیوں کے اعتبار سے حقیقی ہیں اسی طرح خدا حقیقی ہے اور باپ، بیٹا اور روح القدس، خدا کے اغیار سے حقیقی ہیں۔ یہ تمثیل غلط ہے۔

Trope **صنعت معنوی**

جن دلائل کے ذریعے قدیم متشککین علم کو ناممکن قرار دیتے تھے انہیں صنعت معنوی کہا جاتا تھا۔ اینیسڈیمس (Aenisidemus) نے اس سلسلہ میں زیادہ سے زیادہ دلائل دیئے۔ پہلے چار دلائل ادراک کے تضاد، ابہام اور تغیر پر مبنی ہیں اور اس امر کو ثابت کرتے ہیں کہ خارجی اشیا کا علم ممکن نہیں چار اور دلائل کا انحصار اشیا کی نوعیت پر ہے۔ نویں دلیل پہلے آٹھ دلائل کا خلاصہ ہے اور ادراک کی تصانیف کو بیان کرتی ہے دسویں دلیل اس امر پر مبنی ہے کہ لوگوں کے آراء اور عقائد مختلف ہیں ہر قوم کے اپنے اپنے قانون اور فلسفے ہوتے ہیں لہٰذا صحیح علم ناممکن ہے۔

Trubetskoi Sergei Nikoloyevich
سرگی نکلووی وچ ٹروبیٹسوکی

(1862-1905) روسی تصوریتی مفکر، ماسکو یونیورسٹی میں پروفیسر ہے اس کے فلسفہ پر جرمن تصوریت کا چربہ چڑھا ہوا ہے وہ کہتا ہے کہ کائنات کا فلسفہ مطلق کی بنیادوں پر ہی بن سکتا ہے۔ مطلق ایک خود مختار ہستی ہے اور عالم کون ومکان کی خالق بھی ہے۔ ٹروبینسوکی اپنے نظریہ کو مقرون تصوریت کہتا ہے۔ اس تصوریت کی وجہ سے وہ خدا کو لامحدود محبت کہتا ہے اور چاہتا ہے کہ تمام لوگ مسیحیت کے جھنڈے تلے اکٹھے ہو جائیں۔ یونیورسٹی کی خود اختیاری کا قائل تھا۔ شہنشاہیت کا حامی تھی اور سوشلزم کو پسند نہیں کرتا تھا۔ اس کی چند ایک تصانیف حسب ذیل ہیں۔

انسانی شعور کی حقیقت
1- The Nature of Human Conciousness

تصوریت کے اصول
2- Principles of Idealism

نظریہ کلام اور اس کی تاریخ
3- The Theory of Logos & its History.

True Socialism **حقیقی اشتراکیت**

یہ ایک قسم کی بورژوا اشتراکیت ہے جو انیسویں صدی کے وسط میں جرمنی میں نمودار ہوئی۔ یہ سوشلسٹ خیالات کی کھچڑی ہے۔ اس نظریہ کے حامیوں کا کہنا ہے کہ سوشلزم فوق طبقاتی تصور ہے اور اس کا منشا انسانی جوہر کو واشگاف کرتا ہے۔ حقیقی سوشلسٹ طبقاتی کشمکش کے قائل نہیں۔ یہ تضادات سے سمجھوتہ کرنا چاہتے ہیں سیاست میں حصہ نہیں لینا چاہتے اور عوام کو انقلاب سے باز رکھتے ہیں۔

Truth **صداقت**

کسی زمانے میں فلسفہ کو صداقت یا حق کی تلاش کہا جاتا تھا۔ لیکن آج کل لسانی فلسفہ کے زیر اثر صداقت کو قضایا تک محدود کر دیا گیا ہے۔ صرف قضیہ کے متعلق صدق و کذب کا سوال اٹھایا جا سکتا ہے۔ منطقی اثباتیوں کا کہنا ہے کہ اصول تصدیق پذیری سے قضایا کی صداقت کا علم ہوتا ہے۔

پرانے فلسفہ میں صداقت کا معیار تین طرح سے بیان کیا جاتا تھا (1) نظریہ مطابقت (Theory of Correspondence)۔ اس نظریہ کے مطابق اگر کوئی قضیہ ان حقائق کے مطابق ہے جنہیں وہ بیان کر رہا ہے تو صادق ہو گا ورنہ کاذب۔

(2) نظریہ التجام (Theory of Coherence)- اس نظریہ کی رو سے اگر کوئی اصول خود بھی تضاد سے خالی ہو اور کسی نظام میں پوری طرح سے سما بھی جائے تو وہ صادق ہو گا- یہ نظریہ عدم تضاد کا تقاضا کرتا ہے- (3) نظریہ نتائجیت (Theory of Pragmatism) اگر کوئی اصول کار آمد ثابت ہو رہا ہے اور اس کے نتائج بھی خوشگوار ہیں تو وہ صادق ہو گا-

Truth, Absolute & Relative
مطلق اور اضافی صداقت

یہ دونوں مقولے جدلیاتی مادیت میں بڑے اہم ہیں- ان سے علم کی ارتقائی منازل کا پتہ چلتا ہے- مثلاً سائنس میں بعض اشیا کا علم حاصل ہو چکا ہے اور بعض کا حاصل ہوتا ہے- اسی طرح کچھ سائنسی علم تو قابل تغیر یا قابل نظرثانی ہے اور کچھ یقینی اور ناقابل تغیر- سائنسی علم اضافی ہوتا ہے کیونکہ اس میں قطعیت نہیں- سائنس آگے بڑھتی ہے- اپنے نظریات کو واضح کرتی ہے- جھوٹے نظریات کو چھوڑتی یا تبدیل کرتی ہے- یقینی یا قطعی علم صرف ریاضیات اور منطق میں ممکن ہے- کیونکہ ان علوم میں تجربی حقائق سے واسطہ نہیں پڑتا بلکہ مفروضات کی بنا پر استخراجی نظام کی تعمیر ہوتی ہے-

Truth function **صداقتی تفاعل**

جدید منطق میں مرکب قضایا کی صداقت سادہ قضایا سے متعین ہوتی ہے ریاضیاتی زبان میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ مرکب قضایا کی صداقت تفاعل ہے سادہ قضایا کی صداقت کا-

Truth Objective **معروضی صداقت**

مارکسیوں کے نزدیک تمام علم جو انسان نے حاصل کیا ہے وہ معروضی ہے- اس کا انحصار تجربہ اور اشیا کی حقیقت پر مبنی ہے- انسان کی مرضی- خواہشات یا ارادے کو اس میں دخل نہیں- یہ تصور موضوعی تصوریت اور نتائجیت کے خلاف ہے- معروضی صداقت سے علم میں استقلال اور پائیداری آ جاتی ہے-

Truth Value **صداقتی قدر**

ہر قضیہ دو اقدار، صدق و کذب میں سے ایک کا ضرور حامل ہو گا- اسے صداقتی قدر کہتے ہیں- صداقتی جدول (Truth tables) کے ذریعہ صدق و کذب کا پتہ چل سکتا ہے-

Tso Wang **سوو انگ**

لفظی مطلب 'فراموشی میں بیٹھنا' ہے- یہ وہ حالت ہے جہاں آزادی ہی آزادی ہے اپنی اور غیر کی تمیز مٹ جاتی ہے- زندگی اور موت کی حقیقت باقی نہیں رہتی- یہ ایسی کیفیت ہے جہاں انسان غیر محدود میں گم ہو جاتا ہے-

Tsao Yen **سوین**

چین کے ین ینگ مکتب فکر کا بانی تھا- تیسری صدی قبل مسیح میں پیدا ہوا- اس نے فاعل اور منفعل اصولوں کے عروج و زوال کا مطالعہ کیا- کئی مقالے لکھے لیکن سب ناپید ہو گئے ہیں-

Turing, Alan **ایلن ٹورنگ**

(1954-1912) انگریز منطقی، ماہر ریاضیات، 1937 میں اس نے شمارندہ (Computer) کی منطقی تعریف پیش کی جس کی بدولت مخصوص حالات میں مکمل حساب کیا جا سکتا تھا- یہ شمارندہ ایک قسم کی مشین تھی اور پہلا علم حساب (Algorithm) تھا جس سے کئی راستے کھل گئے- ٹورنگ نے تعلیمی مشینوں کا خیال بھی پیش کیا یہ تجربات کو جمع کریں گی اور زمانے کے ساتھ ساتھ اس کی اصلاح کرتی جائیں گی-

Turro.Y.Darder, Raman
رامن ٹوروو ائی ڈارڈر

(1926-1854)، مفکر، ماہر فعلیات، خون کے دورے کے متعلق میکانکی تشریحات قبول نہیں کرتا تھا-

نفسیات میں کسی موضوعی یا مابعد الطبعیاتی مفروضے کو گوارا نہیں کرتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ نفسی کوائف کا مطالعہ مقدم و موخر کے سلسلے سے کیا جائے اور کسی قسم کا غائی نظریہ تسلیم نہ کیا جائے۔ نفسیات کو فعلیاتی طریقے سے مطالعہ کرتا تھا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ فعلیاتی عمل کو نفسیاتی عمل کا سبب قرار دیتا تھا یہ عمل مقدم ضرور ہیں لیکن اسباب نہیں۔ یہ تو ایک دوسرے کے ساتھ مقدم اور موخر کی نسبت سے آتے ہیں۔ اپنی کتاب تنقیدی فلسفہ (Filosofla Critica) میں کائنات کے بارے میں نہ موضوعی نظریہ قبول کرتا ہے اور نہ معروضی وہ کہتا ہے کہ دونوں ہی سائنس اور فلسفہ بحران میں گھرے ہوئے ہیں۔ سائنس کی بنیاد فلسفیانہ مفروضات پر ہے اور ان مفروضات کا جاننا چاہیے۔ فلسفہ تضادات میں پھنسا ہوا ہے۔ اس کا کوڑا کرکٹ صاف کرنا چاہے اور پھر ان بنیادی تصورات تک آنا چاہیے جہاں سے فلسفہ کی آغاز ہوئی تھی۔

Two-fold Truth **دوگونہ صداقت**

اس نظریہ کی رو سے صداقت دو قسم کی ہے ایک کا تعلق فلسفہ سے ہے اور دوسری کا مذہب سے ہے۔ یہ تصور دور وسطیٰ میں پیدا ہوا اور مسلم فلسفہ کا اہم مسئلہ بنا۔ اس کے مطابق مذہب کی صداقتیں فلسفہ کی صداقتوں سے مختلف ہیں۔ اس نظریہ کا مقصد مذہب کو بچانا تھا۔ گو مذہب کی صداقتیں فلسفہ کی صداقتوں کے متضاد ہیں لیکن ان کی اپنی حیثیت ہے اور تضاد سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔

Tychism **بختیت**

لفظی مطلب اتفاقات یا بخت ہے۔ بختیت ایک نظریہ ہے جس کی رو سے اتفاقات کو حقیقت کا جزو ماننا پڑتا ہے کیونکہ کائنات میں ان کا عمل دخل ہے۔

اگر ارتقاء میں اتفاقات کو تسلیم کر لیا جائے تو اسے بھی نظریہ بختیت کہا جائے گا۔

Types, Theory of **نظریہ انواع**

فوری منطق کی تشکیل کا ایک طریقہ، اس میں مختلف سطح پر جو حقائق آتے ہیں ان میں تمیز کی جاتی ہے۔ اس طرح سے کئی منطقی مشکلات سے بچا جا سکتا ہے اس نظریہ کا بانی شروڈر (Schroder) ہے بعد میں رسل نے اس کا تفصیلی ذکر کیا۔ رسل کے نزدیک افراد، خواص اور خواص سے خواص کے مختلف انواع ہیں اور ہر نوع کی اپنی نوعیت ہے۔

Typification in the Arts **فن میں انواع بندی**

فن کا ایک طریقہ جس کے ذریعہ مظاہر اور اشیا کی باطنیت ظاہر کی جاتی ہے۔ اس میں انسان کے تاثرات اور احساسات کو بیس تمثالوں (Images) میں ظاہر کیا جاتا ہے۔ اس طریق کار میں دو متضاد اصول آ جاتے ہیں ایک طرف تو فنکار تعمیمات کی مدد لیتا ہے اور دوسری طرف انفرادیت کی۔ وہ جذبات اور ہیجانات کو ایسی شکل دیتا ہے کہ اس سے جمالیاتی حظ پیدا ہو۔ اس شکل کو نوعی شکل بنانے کی خاطر اسے اشیا کی حقیقت تک پہنچنا ہوتا ہے۔ اس مطلب کے لئے اسے دینا اور مافیہا کا بغور مطالعہ کرنا پڑتا ہے۔ اس مطالعہ کے بعد وہ نوعی تمثال کو افراد کی زندگیوں میں ظاہر کر سکے گا۔

U

Ugly, The **کریہہ**

حسین و جمیل کی ضد، قبیح، بدصورت اور لائق نفرت، مارکسیوں کا کہنا ہے کہ معاشرہ میں کراہت کا سبب سماجی بندشیں ہیں جس سے انسانی زندگی گھٹ جاتی ہے اور نشوونما یک طرفہ روش اختیار کر جاتی ہے آرٹ میں بعض اوقات بدصورتی کو نمایاں کرنے کی اصل وجہ زیبا کو اجاگر کرنا ہوتا ہے۔

Unamuno.Y.Jugo Miguel de
مگیول ڈی انامنووائی جوگو

(1936-1864)- سپین کا مفکر، اس کا کہنا ہے کہ ہر انسان بجائے خود ایک غایت ہے اسے ذریعہ نہیں سمجھنا چاہیے- یہ ٹھیک ہے کہ انسان معاشرے میں رہتا ہے لیکن معاشرے کا تصور محض تجریدی ہے ٹھوس حقیقت تو فرد ہے اس لئے انامنو انسان' معاشرہ' آدمیت جیسے تصورات کی نکتہ چینی کرتا ہے- اور ہمیشہ فرد کی حمایت میں لکھتا ہے- فرد کو ٹھوس حقیقت تسلیم کر لینے کے بعد انامنو لافنائیت پر آتا ہے وہ کہتا ہے لافنائیت کا عقیدہ عقل سے پیدا نہیں ہوتا بلکہ ان حقائق سے جو عقل کی دسترس سے پرے ہیں- انامنو منطقی دلائل کو کوئی وقعت نہیں دیتا- اس کے بعد وہ لاگوس یعنی کلام (Logos) پر آتا ہے اور کہتا ہے کہ لاگوس سے کائنات کا وجدان ہوتا ہے اور فوری' بدیہی رشتہ قائم ہوتا ہے- انامنو نے کئی کتابیں اپنی زبان میں لکھی ہیں-

Uncertainty Principle اصول لاتیقن

یہ اصول کوانٹم کیمیا کا ہے اور اس کو مرتب کرنے والا ہائنبرگ (Heisenberg) ہے- وہ کہتا ہے کہ ذروں کا محل اور رفتار ایک مقررہ حد تک متعین ہو سکتا ہے اگر اس حد سے تجاوز کریں اور زیادہ صحیح ہونے کی کوشش کریں تو یہ کوشش فضول ہوگی- کیونکہ اگر محل کے متعلق زیادہ صحیح ہوں گے تو رفتار کے متعلق ہی غلط ہو جائیں گے اور اگر رفتار کے متعلق زیادہ صحیح ہوں گے تو محل کے متعلق اتنا ہی غلط ہو جائیں گے-

Unconscious لاشعور

لاشعور سے مراد اضطراری افعال اور اس کے علاوہ وہ افعال بھی ہیں جو بے شعوری کے عالم میں سرزد ہوتے ہیں- مثلاً خوابیدہ روی' اسکار' نومیت اور خواب-

فرائیڈ نے لاشعور کو ایسا نفس سمجھا ہے جو نامناسب دبی ہوئی یا رد کردہ خواہشات کا مخزن ہے اور جو افعال د

کردار کا اصلی یا حقیقی سبب ہے- فرائیڈ کے مطابق شعور کے علاوہ تحت الشعور اور لاشعور ہیں- تحت الشعور میں لاشعور کے خیالات کے حملے وقتاً" فوقتاً" ہوتے رہتے ہیں- لیکن یہاں ایک محتسب (Censar) بیٹھا ہوا ہے جو مناسب چھان بین کرتا ہے اور ایسے خیالات کو جو شعور کے لئے ناموزوں ہوں روک دیتا ہے شعور کی وقعت بہت تھوڑی ہے کیونکہ اصل میں کرتا دھرتا تو لاشعور ہے اور شعور اس کے ہاتھوں کٹھ پتلی ہے- ذہنی بیماریوں کے اسباب بھی لاشعور میں پائے جاتے ہیں- لہٰذا انہیں دور کرنے کے لئے لاشعور کو کریدنا پڑتا ہے- لاشعور کا علم خوابوں' ذہنی بیماریوں' سہو اور مزاح سے ملتا ہے-

Undistributed Middle
حد اوسط غیر جامع

منطق استخراجی کی رو سے حد اوسط مقدمات میں کم سے کم ایک بار ضرور جامع ہونی چاہئے- یعنی کم سے کم ایک بار اسے ضرور اپنی پوری وسعت میں یعنی پوری دلالت افرادی میں استعمال ہونا چاہئے- حد اوسط حدود اکبر و اصغر کا باہمی تعلق ظاہر کرتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ کم از کم ایک قضیہ میں یہ حد کلیتہ" طرفین میں سے کسی ایک کو یا تو اپنی جزو دکھلائے یا خود اس کی جزو بنے یا اس سے اپنی کلی بے تعلقی ظاہر کرے اگر ایسا نہ ہوگا تو کوئی نتیجہ بر آمد نہیں ہو سکتا اور اگر نتیجہ بر آمد کر لیا جائے تو مغالطۂ حد اوسط غیر جامع سرزد ہوگا-

Uniformity of Nature
یکسانیت فطرت

منطق استقرائی کا اہم مفروضہ ہے- اس کا کہنا ہے کہ فطرت ایک ہی نہج پر کام کرتی ہے- جو ماضی میں درست تھا وہ اب بھی درست اور مستقبل میں بھی درست رہے گا- اگر ماضی میں سورج مشرق میں چڑھتا رہا ہے تو اب بھی مشرق میں چڑھے گا اور آئندہ بھی مشرق میں چڑھتا رہے گا- فطرت اپنے قوانین پر کام

کرتی ہے یہ قوانین غیر متغیر اور اٹل ہیں۔ سائنس یکسانیت فطرت کی بنا پر قوانین وضع کرتی ہے آج کل اس اصول کو چھوڑ دیا گیا ہے۔

اتصال Union

اتصال سے مراد قلب کا منکشف ہونا اور اسرار کا مشاہدہ ہے اس مقام کو جدوجہد سے بھی حاصل کیا جا سکتا ہے اور فضل ربی سے بھی۔ جب فضل ربی سے خدا کا وصال حاصل ہو تو فضل یافتہ انسان کو واصل کہا جاتا ہے۔ اتصال میں کئی مقام آتے ہیں۔

جمع و تفرقہ Union & Separation

حضرت جنید بغدادی کا کہنا ہے کہ وجد میں خدا کا قرب جمع ہے اور اپنی خودی یا بشریت کا احساس اور اللہ تعالیٰ سے غیب رہنے کی حالت تفرقہ ہے۔ حضرت شہاب الدین سہروردی کے مطابق جب صوفی کو خدا کا وصال حاصل ہوتا ہے تو یہ حالت جمع کی ہے۔ لیکن جب صوفی اپنے آپ کو اور دوسری اشیائے کائنات کو اللہ تعالیٰ سے جدا دیکھتا ہے تو یہ حالت تفرقہ کی ہے یہ دونوں حالتیں ایک دوسرے کی تکملہ ہیں۔ اگر جمع سے انکار کیا جائے تو تعطیل یعنی اللہ تعالیٰ کے صفات کے انکار کا مجرم بنتے ہیں اور اگر تفرقہ سے انکار کریں تو الحاد لازم آتا ہے اور خدا کے منکر بن جاتے ہیں۔ جمع سے مراد فنا باللہ ہے اور تفرقہ سے مراد عبودیت ہے۔

Unity & Confilct of opposites, Law of

ضدوں کی وحدت اور آویزش کا اصول

مارکسیوں کے نزدیک ضدیں ایسے مظاہر یا ان کے ایسے پہلو ہیں جو ایک دوسرے کو خارج کر دیتے ہیں مثلاً نیکی اور بدی ضدیں ہیں لیکن ضدیں ہونے کے باوجود ایک دوسرے کی محتاج ہیں اور لازم و ملزوم ہونے کے باوجود ایک دوسرے سے متصادم ہوتی ہیں۔ مارکسی جدلیات کا یہ اہم اصول ہے اسی سے نشوونما ہوتی ہے اور قدیم کی جگہ نئی تخلیق آتی ہے۔ مارکسیوں کا کہنا ہے کہ اس اصول کے بعد کسی محرک اول کو فرض کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ حرکت کا اصول اشیا کی فطرت میں پنہاں ہے اور یہ اصول ضدوں کی وحدت اور آویزش ہے۔

وحدت سائنس Unity of Science

منطقی اثباتیوں کا کہنا ہے کہ ہر سائنس کی زبان کو بالاخر طبیعیات کی زبان میں تحویل کیا جا سکتا ہے۔ اور اس سے تمام سائنسوں کی وحدت کا علم ہوتا ہے۔ یہ پروگرام اصول تحویل پذیری پر مبنی ہے لیکن خود اصول تحویل پذیری کو دیگر فلسفی شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سائنسوں میں بنیادی اختلافات موجود ہیں اس لئے ہر علم کی زبان ایک جیسی نہیں۔ اور وحدت سائنس کا پروگرام ناقابل عمل ہے۔

کلیہ Universal

کلیہ سے مراد تصور، تعقل لیا گیا ہے یعنی ایسا خیال جس کا اطلاق کثرت اشیا پر ہو سکے۔ حقیقت پسند کہتے ہیں کہ کلیہ کا وجود، اس کے وقوف سے بالا یا الگ ہوتا ہے۔ اسمیت پسند کہتے ہیں کہ کلیہ کا کوئی وجود نہیں ہوتا یہ تو محض ایک اسم ہے

کلیہ، جزئیہ کی ضد ہے۔

کلیت پسندی Universalism

اخلاقیات میں کلیت پسندی کا نظریہ ایغویت کی ضد ہے۔ اس نظریہ کی رو سے انسان کا مقصد تمام بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود ہے۔ اور اسی میں اس کی اپنی فلاح بھی مضمر ہے۔

قضیہ کلیہ Universal Propositions

قضیہ کلیہ میں محمول، کا تعلق، موضوع کی کل جماعت یا تمام افراد سے ہوتا ہے خواہ یہ تعلق اقرار کا ہو یا انکار کا۔ مثلاً 'تمام انسان فانی ہیں'۔ یہاں فانی ہونے کا اقرار کل جماعت انسان سے ہے۔ اس طرح اس قضیہ میں کہ 'کوئی انسان فرشتہ نہیں'، فرشتہ ہونے کا انکار کل جماعت انسان سے ہے۔ پس قضیہ کلیہ کی دو

قسمیں ہیں موجبہ اور سالبہ۔

Universe
کائنات

تمام عالم کون و مکاں، ہر قسم کے کلیات اور جزئیات کا مجموعہ کائنات ہے۔ ہیگل کے نزدیک مطلق کلیات ہے طبیعیات کا کہنا ہے کہ کائنات کی وسعت لامحدود ہے اور اس میں بے شمار قسم کی مادی اشکال موجود ہیں۔ یہاں پر ستارے، سیارے، کہکشاں اور کہکشاؤں کے جھرمٹ ہیں۔ ابھی تک سائنس نے کوئی ایسے قوانین وضع نہیں کئے جو ہر قسم کے مادے پر حاوی ہوں۔

منطق میں دائرہ بحث (Universe of Discourse) ہوتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ نقیضین صرف اپنے ہی دائرہ بحث میں صحیح یا بامطلب ہو سکتی ہیں مثلاً سفید یا غیر سفید کی ضد صرف رنگوں کی دنیا میں صحیح ہو گی رنگوں کے متعلق تو کہا جا سکتا ہے کہ وہ یا سفید ہوں گے یا غیر سفید لیکن طرز تحریر کے متعلق نہیں کہا جا سکتا کہ وہ سفید ہو گا یا غیر سفید۔

Upanishad
اپنشد

ہندوؤں کی مذہبی کتابیں، سو کے قریب۔ جو دس سے چھ صدی قبل مسیح لکھی گئیں۔ ان میں ہر قسم کے فلسفیانہ اور دینی مسائل کا ذکر آتا ہے۔ مثلاً برہما، تناسخ، کائنات، مذہبی رسومات کا۔ اپنشد میں سوال اٹھایا گیا ہے کہ حقیقت کیا ہے اور جواب ملتا ہے کہ یہ حقیقت برہما ہے یعنی ایک روحانی تخلیقی قوت۔ اور انسان کی آتما یعنی روح بھی اسی حقیقت کے مثل ہے۔ اور آواگون یا تناسخ سے نجات پانے کے لئے انسان کو ذکر کی ضرورت ہے انسان کو چاہئے کہ وہ اپنی اور برہما کی وحدت پر غور کرے۔ اس سے اس کی مکتی ہو گی۔ اپنشدوں میں مذہبی رسومات کو علامتی حیثیت دی گئی ہے اور بڑے عمدہ فلسفیانہ نکتے پیدا کئے گئے ہیں۔

اپنشد، دراصل ویدوں کی تفسیر ہیں اور ان میں سے دو۔ ایک بدریانا (Badarayana) اور دوسری سمکارا (Samkara) کی لکھی ہوئیں ویدانت مت کی بنیاد

ہیں۔

Utilitarianism
افادیت

جان سٹورٹ مل کا نظریہ اخلاق جس کے مطابق بنی نوع انسان کا مقصد حیات بڑی سے بڑی تعداد کی بڑی سے بڑی مسرت کا حاصل کرنا ہے 'بڑی سے بڑی تعداد' سے مل کر مقصود صرف انسانوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد نہیں، بلکہ حیوانوں کو بھی اس تعداد میں شامل کیا گیا ہے۔ مل کہتا ہے کہ مسرت عامہ کے قابل خواہش ہونے کے حق میں یہی دلیل ہے کہ ہر شخص اپنے لئے ممکن الحصول مسرت کی خواہش رکھتا ہے اور اس لئے عمومی مسرت جملہ انسانوں کے لئے خیر ہے۔ ہنری سجوک بھی افادیت کا قائل ہے لیکن اس کی افادیت عقلی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ امر بدیہی ہے کہ ہمیں خیر کی کثیر سے کثیر تعداد پیدا کرنا چاہئے اور یہ خیر صرف نفسی کوائف میں پائی جاتی ہے اور وہ بھی مسرت اور الم میں ہی۔

مثالی افادیت
Utilitarianism, Ideal

یہ نظریہ راشڈل اور جی۔ ای۔ مور کا ہے۔ اس نظریہ کے مطابق مسرت کے علاوہ اور بھی خیور ہیں۔ مسرت صرف خیر کی ایک قسم ہے۔ راشڈل اور مور کے نزدیک افادیت پسند وہ شخص ہے جو اقدار کی تخلیق یا ترویج کرتا ہے یا ان سے حظ اٹھاتا ہے۔ مسرت ان اقدار میں ایک قدر ہے۔ (ملاحظہ ہو نظریہ خیر و شر (دو جلد) از راشڈل اور اصول اخلاقیات از مور) منطقی اثباتیوں کی اخلاقیات میں بھی مسرت کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ نتائجیتی اخلاقیات میں بھی جس کے دعویدار ولیم جیمز اور جان ڈیوی ہیں افادیت پر زور دیا گیا ہے۔

Utopia
یطوبیہ

ایک مثالی دنیا کا تصور۔ افلاطون کی کتاب 'جمہوریہ' ایک منثور یطوبیہ ہے۔ لیکن افلاطون سے پہلے اور

افلاطون کے بعد بھی بے شمار لوگوں نے یطوبۓ لکھے ہیں- یوں یہ اصطلاح سر ٹامس مور نے 1516 میں استعمال کی-

یطوبی شوشلزم Utopian Socialism

اون (Ouen)، سائمن اور فوریر (Fourrer) کی اشتراکیت کا نام- یہ لوگ کہتے تھے کہ سرمایہ داری نظام میں عوام کا برا حال ہے اور اس کا علاج یہ ہے کہ تمام وسائل پیداوار کو سماجی تحویل میں لے لئے جائیں- حکمران طبقہ کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ اپنی مرضی سے نجی املاک سوسائٹی کے حوالہ کردے مارکس یطوبی سوشلزم کے پروگرام سے اتفاق نہیں کرتا تھا- وہ کہتا تھا کہ اس مطلب کے لئے انقلاب چاہئے- کیونکہ حکمران طبقہ کبھی بھی اپنی مرضی سے اپنے مراعات سے دست بردار نہیں ہو گا- اسی لئے مارکس اپنی سوشلزم کے مقابلے میں جسے وہ سائنسی کہتا تھا اون وغیرہ کی سوشلزم کو یطوبی کا لقب دیتا تھا-

V

مبہم Vague

ایسا لفظ یا تصور جس کا اطلاق واضح نہ ہو- کچھ مثالیں ایسی نکل آتی ہیں جہاں حتمی طور پر کہنا محال ہوتا ہے کہ یہ لفظ یا تصور صحیح طور پر چسپاں ہوتا ہے یا نہیں مثلاً لمبی عمر- جو آدمی پچاس سال کی عمر پر مرجاتا ہے اس کی عمر لمبی نہیں ہوتی اور جو اسی سال کی عمر پر مرتا ہے اس کی عمر لمبی ہوتی ہے- لیکن اگر کوئی شخص ساٹھ پینسٹھ برس کی عمر پر فوت ہوتا ہے توکیا اس کی عمر کو لمبا کہیں گے- لیکن اگر پیر ہشتاد سالہ کہا جائے گا ہشتاد سالہ کا لفظ یا تصور غیر مبہم ہو گا کیونکہ سال متعین کردیا گیا ہے-

اصول اور معیار بھی مبہم ہو جاتے ہیں اگر ان کا اطلاق بعض حالتوں میں تو واضح ہو اور بعض حالتوں میں غیر واضح-

الہام Vaguenes

منطق میں ابہام کو ذو معنویت (Amlignity) سے جدا کیا گیا ہے- ذو معنویت کو تو کسی اصول کے تحت دور کیا جا سکتا ہے لیکن الہام دور نہیں ہو سکتا اور اس سے کئی منطقی الجھنیں پیدا ہوتی ہیں-

ڈینس ویراسی Vairasse, Denis

فرانسی ادیب جو اپنے ناول Histoire dessevarambes کی وجہ سے مشہور ہے- اس کا مرکزی کردار سیوریث (Sevrais) ہے اس کا کہنا ہے کہ غرور- حرص اور ہستی تمام سماجی خرابیوں کی جڑ ہیں- اس لئے نسلی امتیازات مٹا دینے چاہیں اور کسی آدمی کو ذات یا نسل کی وجہ سے فوقیت حاصل نہیں ہونی چاہئے- وہ نجی ملکیت کے بھی مخالف ہے اور کہتا ہے کہ زمین اور دولت، عوام کی ملکیت ہے- محنت سوائے بوڑھوں اور مریضوں کے سب پر لازم ہے- زمین کو سیوریث پیداوار کی بنا پر دیہی اور شہری میں تقسیم کرتا ہے- سیوارینیر جہاں سیوریث بلور قانون دان مقرر ہے اپنا حکمران خود چنتے ہیں لیکن اس کے اختیارات کئی ضوابط سے محدود ہیں- یہاں کے لوگ سورج کو خدا کہتے ہیں اور اس کی پرستش کرتے ہیں-

ویسک Vaisesika

ہندو فلسفہ کا ایک اہم مکتب فکر جس کا بانی الکا تھا منشور کاندا (Kanada) کے نام سے ہے- اس کے فلسفہ میں مادیت کا عنصر غالب ہے- تمام موجودات کو سات مقولوں میں تقسیم کرتا ہے- جوہر، صفات، عمل، کلیت، جزئیت، حلول (Inherence) اور نیستی (Non existence) پہلے نہیں مقولے یعنی جوہر، صفت اور عمل حقیقی ہیں- دوسرے تین ذہن کی اختراع ہیں- جوہر نو قسم کے ہیں یعنی زمین، پانی، روشنی ہوا، ایتھر زمان، مکان، روح اور نفس، تمام دنیا ایٹم سے بنی ہے- اینموں کی رہنمائی آفاقی روح کرتی ہے- ایٹم کی چار قسمیں ہیں اور ان سے چار تحسات چھونے،

سونگھنے، دیکھنے اور چکھنے کے پیدا ہوتے ہیں۔
ویسک کا فلسفیانہ موقف کثرتیتی حقیقت پسندی ہے مادیت کے ساتھ ساتھ خدا پرستی کے رجحانات بھی موجود ہیں۔

Valid **صحیح**

ارسطوی منطق میں صحت کے دو اصول ہیں ایک صوری اور دوسرا مادی۔ انہی کی بنیاد پر منطق کی دو شاخیں استخراجی اور استقرائی ہو جاتی ہیں۔ صوری صحت کا اصول، عدم تضاد پر مبنی ہے۔ یعنی اگر قضایا مس نوافق یا استواری ہو تو وہ صحیح ہوں گی۔ مادی صحت کا اصول حقائق سے مطابقت ہے یعنی جو قضیہ حقائق کی عکاسی کرے وہ صحیح ہو گا اور جو ان اسے انحراف کرے وہ غلط ہو گا۔ پہلے اصول پر منطق استخراجیہ اور دوسرے اصول پر منطق استقرائیہ کی بنیاد ہے۔
ریاضیاتی منطق میں صحیح کا مفہوم بدل گیا ہے۔ کارنپ اس جملہ کو صحیح کہے گا جو طبقہ صفر (null class) کے جملوں سے اخذ کیا جا سکے اور اس جملہ کو غلط کہے گا جس سے ہر قسم کا جملہ بطور نتیجہ نکل سکے۔

Valid Inference **انتاج صحیح**

جو انتاج اصولوں کے مطابق ہو وہ صحیح ہو گا۔ ہر نتیجہ اپنے سسٹم میں صحیح ہو گا۔ اگر کسی اور سسٹم میں اس نتیجہ کو پرکھا جائے تو ممکن ہے صحیح نہ ہو۔

Value **قدر**

اقداریت (Asciology) کا علم بالکل نیا ہے اسے بیسویں صدی کی پیداوار کہنا چاہئے۔ قدر میں دو پہلو ہیں ایک تو قدر بطور صفت کے اور دوسرا قدر بطور عمل (Process) کے۔ جب قدر کو بطور صفت لیا جائے تو کئی سوال اٹھتے ہیں۔ قدر کی نوعیت کیا ہے۔ کیا قدر صفت ہے یا رشتہ۔ کیا قدر معروضی ہے یا موضوعی؟ کیا یہ ایک صفت ہے یا صفات کا مجموعہ؟ جب قدر کو بطور عمل لیا جائے تو بھی کئی سوال اٹھتے ہیں کیا یہ تاثر ہے یا خواہش؟ کیا اس میں وقوف اور تصدیق کو دخل ہے؟ کیا یہ کیفیت وقوفی ہے یا غیر وقوفی۔

اقدار ذاتی یا طاری ہوتے ہیں۔ ذاتی ہونے کی حیثیت سے وہ فی نفسہ لائق تحسین یا لائق خواہش ہوتے ہیں۔ اور طاری ہونے کی حیثیت میں وہ ذاتی قدر کے حصول کا ذریعہ بنتے ہیں۔
جب قدر کا مقابلہ صائب سے کیا جاتا ہے تب قدر سے مراد خیر لی جاتی ہے لیکن قدر کا لفظ خیر اور شر دونوں پر حاوی ہونا چاہئے اور پھر قدر میں خیر کے علاوہ حسن اور صداقت کو بھی شامل کرنا چاہئے۔ بعض لوگ شر کو قدر نہیں کہیں گے بلکہ قدر کی نفی۔ قدر کا مقابلہ 'موجود' سے بھی کیا جاتا ہے یہاں پر فرق 'ہے' اور 'چاہیے' کا ہے۔ سوال قدر اور موجود کا رشتہ دریافت کرنا ہے۔

Value, Singular **قدر واحد**

طے شدہ، متعین مفہوم جس سے ہر قسم کا الہام اور ذومعنویت ختم ہو جاتی ہے سائنس میں قدر واحد کا استعمال عام ہے۔ ریاضیات میں قدر واحد سے مراد ایسی تفاعل ہے جس کا صرف ایک ہی مفہوم ہو سکتا ہے۔ منطق میں قدر واحد سے نتائج میں وضاحت اور صحت آتی ہے۔ طبیعیات میں قدر واحد سے مراد ایک خاص قسم کا تعلق ہے جو مقدم اور موخر میں ہوتا ہے۔ اس تعلق کو پہلی جبریت (Laplacian determinism) کہتے ہیں۔ قدر واحد کو حاصل کرنے کے لئے جملے کو مشروط کرنا پڑتا ہے اور کئی الفاظ تخصیص داخل کرنے ہوتے ہیں۔

Variable & Constant **متغیر اور ساکن**

ریاضیات اور منطق کی اصطلاحیں ہیں۔ ریاضیات میں قدر ایک مقدار ہے جس کی کئی قیمتیں ہو سکتی ہیں۔ ساکن بھی ایک مقدار ہے لیکن اس کی قیمت ایک ہی رہتی ہے بدلتی نہیں۔ مثلاً اگر الف تب ب" میں الف اور ب تو متغیر ہیں لیکن 'اگر۔ تب' ساکن ہیں۔

Variable Error **تغیر پذیر خطا**

کئی اقدار کے درمیان 'اوسط' سے اوسط انحراف کو

تغیر پذیر خطا کہا جاتا ہے۔ اگر طبعی علوم یا نفسیات میں کئی بار پیمائش کی جائے تو ان میں کچھ ناگزیر فرق پایا جاتا ہے یہ فرق کئی چھوٹے چھوٹے وجوہ کی بنا پر ہوتا ہے جن پر قابو پانا ممکن نہیں ہوتا ان وجوہ سے پیمائش میں کمی یا زیادتی واقع ہو جاتی ہے۔

وید Veda

ہندوؤں کی مقدس کتابیں جو ڈھائی ہزار سال قبل مسیح لکھی گئی ہیں۔ اصل میں ویدوں کی تعداد چار ہے۔ رگ وید میں دیوتاؤں کی تعریف میں گانے ہیں سام وید میں برہمنوں کے لئے منتر ہیں۔ یجروید میں قربانی وغیرہ کے طریقے اور منتر درج ہیں اتھروید میں جادو' تعویز' دھاگہ ہے۔ ویدوں میں ابتدائی قسم کا فلسفہ بھی موجود ہے۔ بعد میں کچھ صرف و نحو' فلکیات اور طب کی بنا پر ایک پانچواں وید 'وید انگاس' مرتب ہوا۔ اور اپنشد بھی شامل ہو گئے اپنشد میں ویدوں کی نزح اور تفسیر درج ہے۔

پہلے چار ویدوں کے تین تین حصے ہیں۔ (1) 'سماتاس' یعنی مقدس منتر (2) 'برہماناس' یعنی تفسیر (3) 'ارن یاکاس' جنگل میں لکھی گئی کتابیں۔ رگ وید دنیا کی قدیم ترین فلسفیانہ کتاب ہے۔

ویدوں کے قدیم منتروں میں نیچری مذہب پایا جاتا ہے۔ اور انہیں خدا سمجھا جاتا ہے۔ ان خداؤں میں اندرا اور ورونا کو خاص مقام حاصل ہے۔ یہ دونوں خدا پاک و صاف اور ہمہ دان ہیں اور کائنات کے اخلاقی نظام کی جسے ریتا (Rta) کہتے ہیں۔ رکھوالی کرتے ہیں۔ ہندوؤں کا خدا پر مکمل انحصار ہے۔ خدا کو خوش کرنے کے لئے پاکیزہ زندگی چاہئے۔ بعد کے منتروں میں توحید' احدیت اور رسوم پرستی آجاتی ہے۔ تمام خداؤں کو ایک سطح پر لے آیا جاتا ہے۔ ان میں پرجاپتی کو اول مقام دیا جاتا ہے۔ احدیت میں اصل لااصول کو خدا نہیں کہا جاتا بلکہ سبب اول' رسومات کا مقصد خداؤں کی خوشنودی حاصل کرنا ہے اور ان رسومات کی ادائیگی کے خاص طریقے ہیں۔

ویدانیت Vedanta

ہندوؤں کا قدیم فلسفہ جو نیم مذہبی اور نیم تصوریتی ہے۔ اس کا بانی بدریانا ہے جس نے ویدانیت سونروں کو تیسری چوتھی صدی میں لکھا۔ ویدانیت کی دو قسمیں ہیں (1) ادویتا (Advaita)۔ اس کی بنیاد شنکرا نے آٹھویں صدی میں رکھی۔ اس نظریہ کی رو سے دنیا مایا ہے اور صرف ایک ہی حقیقت ہے جو خدا ہے۔ دوئی ہماری جہالت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ کثرت کے پیچھے وحدت ہے اور وہی حقیقی ہے (2) ویسسٹ ادویتا (Visistadvaita) اس فرقہ کا بانی رامانج ہے جو گیارہویں بارہویں صدی میں ہوا ہے۔ رامانج کہتا ہے کہ حقیقتیں تین ہیں مادہ' روح اور خدا' یہ تینوں ایک دوسرے کے لئے لازم ملزوم ہیں۔ مادہ پر روح کی اور روح پر خدا کی حکومت ہے۔ خدا کے بغیر روح اور مادہ صرف تصورات رہ جاتے ہیں۔ زندگی کا مقصد مادہ سے نجات پانا ہے اور اس مطلب کے لئے عرفان اور حب الٰہی کی ضرورت ہے۔

ویدانیت میں مرکزی سوال خدا اور بندے کا تعلق ہے۔ دوسرے الفاظ میں پرماتما اور آتما کا رشتہ ڈھونڈنا ہے۔ اس کے جواب مختلف ہیں۔ شنکرا نے کہہ دیا کہ پرماتما اور آتما ایک ہی ہیں۔ مہادیو انہیں مختلف کہتا ہے۔ رامانج ان دونوں کو ایک تو کہتا ہے لیکن کچھ امتیازات بھی قائم کرتا ہے۔

وخ ازم Vekhism

روسی بورژوا کا فلسفہ' 1902 میں کچھ رجعت پسندوں نے تصوف پسندوں سے مل کر ایک تحریک چلائی جس کا مقصد مادیت کی مخالفت تھی (ملاحظہ ہو مسائل تصوریت (Problems of Idealism) اس کے بعد ان لوگوں کے مضامین کا مجموعہ 1909ء میں شائع ہوا۔ اس کا مقصد کمیونزم کا مقابلہ کرنا تھا۔ حریت پسند تحریکوں کو جھٹلانا اور ہلکے قسم کی ذہنیت کو جنم دینا تھا۔ طبقاتی کشمکش کی بجائے اندرونی اور روحانی آزادی پر زور دیا جاتا تھا۔ اس تحریک میں بردیو (Berdyayev) شامل تھے۔ یہ لوگ مارکسزم کے خلاف مذہب کی حمایت کرتے تھے

اخلاقیات میں انفرادیت کو اور فلسفہ میں موضوعیت کو پسند کرتے تھے اور عقلیت کے دشمن تھے۔

Verification, Principle of
اصول تصدیق پذیری

منطقی اثباتیت کا مرکزی اصول ہے۔ اس کے مطابق حسی علم سے ہی بیانات کی صداقت پرکھی جا سکتی ہے اور جس بیان کے لئے عالم محسوسات سے شواہد اور حقائق پیش نہ کئے جا سکیں۔ وہ غلط ہے۔ منطقی اثباتیت کا گڑھ وی آنا تھا۔ وی آنا سرکل کا عقیدہ تھا کہ ہر قسم کا علم بالاخر حسی علم میں تحویل ہو سکتا ہے۔ ان کے نزدیک تصدیق یا تو براہ راست ہو سکتی ہے یا بالواسطہ، بالواسطہ تصدیق سے مراد یہ تھی کہ نظری ڈھانچے کو تحلیل اور تجزیہ سے بالاخر حسی شواہد تک لایا جا سکے۔ جب اصول تصدیق پذیری پر اعتراضات ہوئے تو منطقی اثباتیوں کو اپنی جگہ چھوڑنی پڑی اور ایسے مقام پر آ گئے جو سائنس دان پہلے سے مانتے چلے آ رہے تھے یعنی نظری اصولوں کو تجربی حقائق سے انحراف نہیں کرنا چاہئے۔

Vico, Giovanni Battista
گیوانی باطسطا ویکو

(1744-1668) اٹلی کا فلسفی، ماہر معاشریات، نیپلز کی یونیورسٹی میں پروفیسر تھا، اس نے تاریخی دور (Historical Cycle) کا نظریہ پیش کیا ہے۔ تاریخ کے پیچھے توالیاتی اصول ہے۔ لیکن پھر بھی ہر قوم تین ادوار سے گزرتی ہے الہیاتی (divine)، بطلانہ (heroic) اور مردانہ (human)۔ یہ ارتقا ذاتی یا داخلی قوانین کی بدولت ہے یہ تین ادوار انسان کے بچپنے، جوانی اور پختگی کے مشابہ ہیں۔ ریاست کا آغاز بطلانہ دور میں ہوتا ہے۔ اس کی شکل اشرافیہ (aristocracy) ہوتی ہے۔ مردانہ دور میں یہ طرز حکومت جمہوریت میں بدل جاتا ہے۔ آزادی آجاتی ہے اور عدل و انصاف کا دور دورہ شروع ہو جاتا ہے۔ یہ دور عروج پر پہنچنے کے بعد گرنا شروع ہوتا ہے۔ معاشرہ دوبارہ ابتدائی دور پر آجاتا ہے اور پھر تمام ادوار سے گزرنا ہوتا ہے۔ ویکو نے اس نظریہ کا اطلاق زبان، قانون اور فن پر کیا۔

Vienna Circle
وی آنا سرکل

1922 میں شلک کی سرکردگی میں ایک مجلس وی آنا میں قائم ہوئی۔ اس کے شرکا میں کارنپ، ولیمیس، فیگل، نیورتھ ہاں، کرافٹ، گوڈل اور کاف مین شامل تھے۔ ان کے علاوہ دیگر ممالک کے کئی سرکردہ مفکر بھی اس جماعت کے ممبر تھے۔ اس سرکل کے خیالات ماشیت (Machism) کے مطابق تھے اور ان پر ونگنسٹائن کا رنگ چڑھا ہوا تھا۔ ونگنسٹائن سے ان لوگوں نے لسانی تجزیہ، منطق اور ریاضیات کی تحلیلی اصلیت اور مابعدالطبیعات کی بے معنویت کے تصورات حاصل کئے۔ ان لوگوں کا اپنا رسالہ (Erkenntis) تھا اور یہ لوگ مشنریوں کی طرح کام کرتے تھے۔ 1930ء میں کئی ممبران کو وی آنا چھوڑنا پڑا۔ شلک کا قتل ہو گیا اور ہٹلر نے آسٹریا پر حملہ کر دیا اس لئے یہ سرکل تتر بتر ہو گیا۔ اور اس کی جگہ کارنپ اور جنگل کے منطقی تجربیت نے لے لی۔

Virtue
فضیلت

ارسطو کے مطابق فضیلت سے مراد اخلاقی خوبی ہے اسے وہ اعتباری وسط کے اختیار کی عادت کہتا ہے وسط کی تعیین یا تو عقل کرتی ہے یا صاحب فراست اشخاص۔ وسط کا مقام افراط و تفریط کے درمیان ہوتا ہے اور زمانے کے تقاضوں کے ساتھ یہ مقام اپنی جگہ سے بدل بھی سکتا ہے یعنی افراط کی جانب جھک سکتا ہے یا تفریط کی جانب ارسطو کے نزدیک فضیلت سے انسان کی خوبی عیاں ہوتی ہے اور وہ اپنے فریضے کو احسن طریقے سے ادا کر سکتا ہے۔ مثلاً انسان میں عقل اور عقلی طور پر منضبط عادات فضیلت کا رتبہ رکھتی ہیں۔
اہل روما کے ہاں فضیلت کا تصور شجاعت اور مردانگی

سے وابستہ تھا۔ میکاولی فضیلت کو معاملہ فہمی اور حکمت عملی کہتا تھا۔

Vishnuism **وشنومت**

ہندوؤں کا فلسفیانہ مذہبی فرقہ جو ویشنو کو خدا کہتا ہے کائنات اسی خدا کی تخلیق ہے کیونکہ خدا میں تکوین اور تخلیق کی قوت موجود ہے۔ روح کا تعلق ویشنو سے ہے جو اس کائنات کی اساس ہے۔

Vitalism **حیویت**

اس نظریہ کی رو سے جاندار اشیا کو مشین نہیں کہا جا سکتا اور نہ ہی ان کی تشریح اور توجیہہ میکانکی اصولوں پر کی جا سکتی ہے۔ جاندار اشیا میں حیاتی اصول ہے جو خود مختار اور نادر اصول ہے۔ برگسان اسے جوش حیات (Elan Vital) اور ڈریش (Dresch) اسے حیاتہ (entelechy) کہتا ہے۔ کیمونسٹ اس نظریئے کے مخالف ہیں اور جاندار اور بے جان کی تخصیص ناجائز قرار دیتے ہیں۔

Vivekananda, Narendra Nath Datta

نرندر اناتھ دتہ ووکانندا

(1863-1902) ہندوؤں کا مصلح، راما کرشنا کا شاگرد، کلکتہ یونیورسٹی کا فارغ التحصیل، امریکہ، انگلینڈ، جاپان اور کئی اور ممالک میں اپنے فلسفہ کی پرچار کرتا رہا۔ یہ فلسفہ ویدانیت کا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ روئے زمین کا مذہب ایک ہونا چاہئے اور وہ ویدانیت ہی ہو سکتا ہے۔ برٹش راج کا مخالف تھا اور آزادی کی تحریک کا سرگرم کارکن تھا۔ اپنے زمانہ کی بوژوا سوسائٹی کو بنیوں کا راج کہتا تھا اس کا خیال تھا کہ مستقبل میں حکومت شودروں کی ہو گی۔ وہ کانندا سامراجیت۔ نو آبادیت اور طبقاتی نظام کے خلاف تھا۔ لیکن اسے کیمونسٹ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس کا فلسفہ دینی اور تصوریتی تھا۔

Voltari, Francois Marie Arouet de

فرانکوس ماری آروت ڈی والٹیر

(1694-1778) فرانسیسی، ادیب، فلسفی اور مورخ، ڈڈروٹ کی معیت میں اس نے معارف العلوم لکھا۔ لوگ اسے دہریہ کہتے تھے کیونکہ وہ مسیحیت کے خلاف تھا لیکن حقیقت میں وہ خدا پرست تھا اور سیدھا سادھا مذہب چاہتا تھا۔ معاشرہ اور مذہب کی برائیاں اسے ایک آنکھ نہیں بھاتی تھیں۔ ہجو میں یکتائے زمانہ تھا۔ جس خوبصورتی سے اس نے لائبنز کے فلسفہ کو اڑایا ہے اس کا جواب نہیں۔

Voluntarism **ارادیت**

اس نظریہ کی رو سے ارادہ ہی حقیقت کا اصلی عنصر ہے۔ اسی سے کائنات کی تشکیل ہوئی ہے۔ نفسیات میں ارادیت سے مراد تاثر اور وقوف پر ارادے کی فوقیت ہے۔ اخلاقیات میں ارادیت کی رو سے ارادے کو ضمیر اور عقل پر بالادستی ہے اور اسی وجہ سے انسانی زندگی میں آزادی اور عدل جبریت ہے۔ بعض مذاہب میں بھی ارادے کو مرکزی حیثیت دی جاتی ہے۔ اور خدا کو وقوف یا تاثر کی بجائے ارادے سے نسبت دی جاتی ہے۔ شوپنہار، ولیم جیمز اور ونٹ نے اپنے اپنے فکر میں ارادے کو بڑی اہمیت دی ہے۔

Vulgar Evolutionism

عامیانہ ارتقائیت

اس نظریہ کی رو سے ہر شے کی ابتدائی حالت میں ارتقا کی بدولت خود بخود تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ یہ نظریہ اچانک تبدیلی کا انکار کرتا ہے اور یہ بھی نہیں مانتا کہ مقداریں بدل کر نئی کیفیت کو جنم دیتی ہیں۔ اس عقیدہ کی رو سے سرمایہ داری خود بخود اشتراکیت میں بدل جائے گی اور کسی انقلاب اور تحریک کی حاجت نہیں۔

Vulgar Sociologism

عامیانہ معاشرتیت

اس عقیدہ کے مطابق معاشری ارتقا میں مشینیں، پیداواری تنظیمیں، اقتصادیات، سیاسیات اور افکار بڑا

اہم کردار ادا کرتے ہیں- خواہ یہ عقیدہ فلسفہ میں اختیار کیا جائے خواہ جمالیات یا اخلاقیات میں اس کا مقصد ہر قسم کے فکر کو پیداواری طریقوں کی تخلیق ظاہر کرنا ہے اس سے فکر کی اپنی ہستی ماند پڑ جاتی ہے- یوں تو اس عقیدہ کے حامی تخلیق کا رشتہ طبقات اور طبقاتی کشمکش سے جوڑتے تھے لیکن لینن کے مطابق یہ رشتہ بالکل سطحی ہے اور تہ تک نہیں پہنچتا اسی لئے وہ اس تشریح کو عامیانہ کہتا ہے-

Vedensky Alexender Ivanovich
الیگزینڈر آئی ون چن وی ڈنسکی

(1856-1925) روسی فلسفی، ماہر نفسیات نوکانتی مفکر، اس کے فلسفہ میں روح اور مادہ کا امتیاز زیادہ گہرا ہو گیا ہے- اس کا کہنا ہے کہ روحانی زندگی کے خارجی اثرات اور محرکات نہیں ہوتے لہذا اس کا علم ممکن نہیں- اس کی نفسیات بھی نفسی کوائف تک محدود ہے خدا کا قائل تھا- اسکی کتابیں حسب ذیل ہیں-

حیاتیت کی نوعیت اور حدود
1-Limits & Character of Animation

نفسیات، فلسفہ سے الگ
2-Psychology without Metaphysic

منطق بطور علمیات کی ایک شاخ کے
3-Logic as Part of the Theory of Knowledge

دہریت کے خلاف جنگ اور خدا پر ایمان
4-The Fate of Faith in God and the struggle Against Atheism

W

Wang Chung **وانگ چنگ**

(104-27) چینی مفکر، مادیت پسند، تصوف کا دشمن، وہ اس امر کو تسلیم نہیں کرتا تھا کہ کائنات کو چلانے والی کوئی روحانی طاقت ہے- اس کا کہنا ہے کہ ہر شے کا آغاز مادہ سے ہوتا ہے اسے وہ چی (Chi) کہتا ہے- چی کے- مجتمع ہونے سے انسان بنتا ہے اور اس کے منتشر ہونے سے موت واقع ہوتی ہے- علم کا منبع حیات ہیں- کوئی تصور خلقی نہیں- تاریخ ایک دور (Cycle) میں چلتی ہے- عروج کے بعد زوال اور زوال کے بعد عروج یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے-

War **جنگ**

مارکسیوں کا کہنا ہے کہ جنگ کا مقصد طبقاتی مفاد کی حفاظت کرنا ہے- جنگ کوئی ابدی حقیقت نہیں- جنگ تو نجی ملکیت اور استحصال کی پیداوار ہے- دو قسم کی جنگیں ہوتی ہیں- ایک منصفانہ اور دوسری غیر منصفانہ- جن جنگوں کا منشا استحصال کو قائم رکھنا اور آزادی کو دبانا ہے وہ غلط اور ناجائز ہیں اور جن جنگوں کا مقصد قوموں کو استحصال اور غلامی سے آزاد کرانا ہے وہ روا اور جائز ہیں- جب دنیا سے استحصال اور غلامی ختم ہو جائے گی تب جنگیں خود بخود بند ہو جائیں گی- کیمونزم کا منشا جنگ کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنا اور پائیدار امن کو قائم کرنا ہے اور اس مطلب کے لئے ان کے پاس بقائے باہمی کا اصول ہے-

Watson, John Broadus
جان بروڈس واٹسن

(-1878) امریکی ماہر نفسیات، کرداریت کا بانی، شروع میں اس کی دلچسپی فلسفہ میں تھی اور اسی کو پڑھنے کے لئے شکاگو کی یونیورسٹی میں داخلہ لیا لیکن وہیں اسے نفسیات میں ڈاکٹریٹ کی اور نفسیات کا پروفیسر مقرر ہو گیا- اس کی کتاب 'کردار' (Behaviour) جو 1914 میں شائع ہوئی کرداریت کی منشور کی حیثیت رکھتی ہے- اس تحریک کا منشا نفسیات سے شعور اور طریق مطالعہ باطن کو خارج کرنا ہے- اس کی بجائے والٹسن کردار کا مطالعہ چاہتا ہے اور اس مطالعہ کے لئے تجربے اور مشاہدے کے سائنسی طریقے رائج کرنا چاہتا ہے- کرداریت کا سنگ بنیاد S-R فارمولا ہے- S سے مراد

مہیج ہے اور R سے رد عمل- اس فارمولا میں شعور کا کہیں ذکر نہیں- مہیج اور رد عمل کا مطالعہ مشاہدے اور تجربوں سے کیا جاتا ہے-

اس کی چند کتابیں حسب ذیل ہیں-

1- The Behaviour کردار
کردار پسند کے نقطہ نگاہ سے نفسیات

2- Psychology from the Standpoint of a Beharviourist

3-Behaviourism کرداریت

Weber, Max میکس ویبر

(1920-1864) جرمن ماہر معاشریات' شروع میں برلن میں وکالت کرتا تھا- پھر مختلف یونیورسٹیوں میں پڑھاتا رہا- اس کا فلسفیانہ موقف اثباتیت اور نوکانتیت تھا- وہ کہتا تھا کہ مظاہر کی حقیقت خارج میں نہیں ڈھونڈنی چاہئے وہ تو محقق کے زاویہ نگاہ میں ہوتی ہے- ہر محقق نے مثالی نوع (Ideal type) بنا رکھی ہوئی ہوتی ہے اور اسی سے کسی مظہر کی قدر و قیمت کا اندازہ لگاتا ہے- مظہر کے کئی اسباب ہوتے ہیں مادی معاشی سبب ان میں سے ایک ہے- 'مثالی نوع' حقیقی نہیں ہوتا یہ تو ایک قسم کا معیار ہے جس نے شواہد کی تنظیم عمل میں آتی ہے اور ان کی اہمیت کا اندازہ کیا جاتا ہے-

Weitling, Wilhelm ولہلم وٹ لنگ

(1871-1808) جرمن کیمونسٹ' امریکہ ہجرت کر گیا اور وہاں کیمونسٹ سوسائٹی بنا ڈالی- اس سوسائٹی کا مقصد افراد کی خواہشات اور قابلیتوں کو معاشرے سے ہم آہنگ بنانا تھا- وٹ لنگ کو پورا علم تھا کہ ایسا معاشرہ بنانے کے راستے میں کیا مشکلات آ سکتی ہیں- اور اس لئے وہ آمریت کو پسند کرتا تھا- وہ کہتا تھا کہ مستقبل میں سائنس کو بڑا مقام حاصل ہو گا اور فلسفہ اس کی رہنمائی کرے گا- سائنس کی تین قسمیں ہوں گی- (1) فلسفیانہ طب- اس کا دائرہ انسان کی طبعی اور روحانی زندگی ہو گی- (2) فلسفیانہ طبیعیات (3) فلسفیانہ کیمیا- وٹ لنگ کو تجریدی فلسفہ اور خاص طور پر ہیگل کا فلسفہ پسند نہیں تھا- مذہب پر اعتراضات کرتا تھا لیکن بائیبل کو کیمونزم کی ترویج کے لئے استعمال کرتا تھا-

اس کی چند ایک کتابیں جرمن زبان میں ہیں-

Welfare State فلاحی مملکت

یہ نظریہ ریاست سرمایہ دارانہ نظام کا ہے- اس کے مطابق بیسویں صدی میں سرمایہ داری' عوامی ہو چکی ہے اس نظام سے بیروزگاری اور غربت جاتی رہی ہے پیداواری بحراں ختم ہو گیا ہے اور خوشحالی پھیل گئی ہے- بوژوا کا کہنا ہے کہ فلاحی مملکت ہی اشتراکیت ہے اس لئے کیمونزم لانے کی ضرورت نہیں رہی- کیمونسٹ اس نظریہ کو نہیں مانتے وہ 'فلاحی مملکت' کے تصور کو ایک ڈھونگ کہتے ہیں کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ انگلستان اور امریکہ جیسی فلاحی ریاستوں میں بے کاری اور غربت موجود ہے- سرمایہ داری کی اصلاحیں ادھوری اور ناقص ہوتی ہیں وہ خرابیوں کی بیخ کنی نہیں کر سکتیں-

Weltanschauung ملاحظہ کلی

جرمن لفظ جس کا مطلب آفاقی نقطہ نگاہ' فلسفہ کائنات' فلسفہ زندگی' آئیڈیالوجی وغیرہ ہے-

Wertheimer, Max میکس ورد یمر

(1943-1880) کرٹ کافکا اور ولف گینگ کوئلر کے ساتھ نفسیات میں گسٹالٹ مکتب فکر کا بانی' اس نے جو بصارت پر تجربے کئے اس سے گسٹالٹ نفسیات کی راہ ہموار ہو گئی- ان تجربوں نے ثابت کر دیا کہ بصری ادراک ایک عضویاتی حقیقت ہے نہ کہ بصری تحسسات کا مجموعہ-

اس کی ایک کتاب جو انگریزی زبان میں ترجمہ ہو چکی ہے اس کا نام تخلیقی فکر (Productive Thinking) ہے-

Westerners مغرب پسند

روس کا ایک معاشری مکتب فکر' جو 1840 میں

ابھرا۔ اس کا عقیدہ تھا کہ روس کو فلاح کی خاطر، یورپ کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔ اس نقطہ نگاہ کو ماننے والے جاگیرداری اور آمریت کی مذمت کرتے تھے۔ شروع شروع میں ان میں بڑا اتحاد تھا بعد میں ان کے دو گروہ بن گئے۔ ایک گروہ تو مادہ پرستوں، انقلابیوں اور سوشلسٹ کا تھا اور دوسرا مذہب اور تصوریت کے حامیوں کا۔

Whitehead, Alfred North
الفرڈ نارتھ وائٹ ہڈ

(1861-1947) برٹش فلسفی، لندن اور ہارورڈ یونیوسٹیوں میں پروفیسر رہ چکا ہے۔ منطق اور ریاضیات میں خاص مہارت اور شہرت کا مالک ہے۔ 1910-1913 میں رسل کے ساتھ مل کر اس نے اصول ریاضیات (Principia Mathemathica) تین جلدوں میں لکھی، طبیعیات کے بحران کو دور کرنے کے لئے وہ نیچر کو تغیرپذیر کہتا تھا اور اسے جامد یا ٹھوس کہنے کی بجائے 'عمل' پکارتا تھا۔ اس کا فلسفیانہ نقطہ نگاہ نو حقیقت کا تھا۔ لیکن اس موقف میں مادیت اور تصوریت دونوں کے عناصر موجود ہیں وائٹ ہڈ کہتا تھا کہ دنیا، خدا کا 'تجربہ' ہے اور 'کلیات' خدا سے مادی دنیا میں آتے ہیں اور 'واردوں' کی تشکیل کرتے ہیں، تاریخ میں بھی افکار اور سرکردہ ہستیوں کا کردار بڑا اہم ہے۔ ان سرکردہ ہستیوں میں سائنس دانوں کا شمار ہے جو صحیح معنوں میں کائنات پر حکومت کرتے ہیں۔

اس کی کتابیں حسب ذیل ہیں۔

قدرتی علم کے اصولوں کی جستجو
1- An Enquiry concerning the Principles of Natural Knowledge

نیچر کا تصور
2- The Cancept of Nature

سائنس اور آج کل کی دنیا
3- Science & the Modern Wolrd

زیر تشکیل مذہب
4- Religion in the Making

عمل اور حقیقت
5- Proces & Reality

افکار کی مہم
6- Adventure of Ideas

Whole — کل

آج کل نفسیاتی، حیاتیاتی اور معاشرتی علوم میں کل کا لفظ عام پر استعمال کیا جاتا ہے اور اس سے مراد ایسے مظاہر لئے جاتے ہیں جن کی تشریح میکانکی طریقوں سے نہیں ہو سکتی کل کی تہہ میں ایک اصول ہے جو یہ ہے کہ کل کو جزوں کا مجموعہ نہیں کہنا چاہئے کیونکہ کل اس مجموعہ سے زیادہ ہوتا ہے۔

کل اور جز کا اصول صاف اور واضح نہیں اس میں کئی ابہام ہیں۔ اول تو کل اور جز ہی مبہم الفاظ ہیں اور پھر اصول کی دو طرح سے تشریح ہو سکتی ہے۔ اول یہ کہ کسی سسٹم کو سمجھنے کے لئے صرف جزوں کا علم کافی نہیں بلکہ ان جزوں کے باہمی رشتوں کو بھی سمجھنا چاہئے۔ دوم یہ کہ سسٹم میں خود ایسے صفات موجود ہیں جو جزوں میں نہیں پائے جاتے۔ لیکن خیال رہے کہ جب کسی کل کی تشریح مطلوب ہوتی ہے تو اس وقت تجزی اصولوں کا سہارا لینا پڑتا ہے اور یہ اصول جزوں کے بھی ہو سکتے ہیں اور جزوں کے باہمی رشتوں کے بھی۔

Weiner, Norbert — نار برٹ ویز

(1894-1964) امریکی ریاضی دان، ماہر انضباطیات اجزا (Cybernatics) سے پہلے اس کی دلچسپی ریاضیات میں تھی۔ بعد میں طبیعیات میں ہو گئی۔ ریاضیاتی تجزیہ اور احتمالیت کے سلسلہ میں اس کا کام امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ کمپیوٹر مشینوں اور فعلیات پر کام کرنے سے اس نے انضباطیات اجزا جیسی مفید سائنس کی بنا ڈالی۔ فلسفہ میں وجودیت کا موقف رکھتا تھا۔ اس کی مشہور کتاب انضباطیات اجزا یا جانداروں اور مشینوں میں انضباط اور ابلاغ

Cybernatics or Control and Communication in the Animal & the Machine ہے۔

Will ارادہ

بعض لوگ ارادہ کو طلب کا ہم معنی سمجھتے ہیں۔ لیکن کچھ لوگ ارادے کو ان نفسی کوائف کے لئے مختص کریں گے جو متبادل، خواہشات، میلانات، اعمال وغیرہ میں فیصلہ کرتے ہیں اور کسی ایک کو منتخب کرتے ہیں۔ دوسرے معنی میں ارادہ کے تین حصے ہوں گے۔ اول متبادل خواہشات، متبادل پلان، متبادل میلانات یا متبادل عمل کے راستے، دوم، سوچ بچار، متبادل خواہشات وغیرہ پر غور و فکر کیا جاتا ہے۔ تیسرا فیصلہ یا انتخاب، کوئی ایک خواہش، میلان، یا عمل کے راستے کو چن لیا جاتا ہے اور دوسرے کو رد کر دیا جاتا ہے۔

دور وسطیٰ میں مدرستوں کا خیال تھا کہ انسان میں صرف دو ملاکات ہیں۔ ایک عقل اور دوسرا ارادے کا۔ حیوانوں کو ارادے سے خالی سمجھا جاتا تھا۔ حیوانوں کے کردار کے محرکات ان کے حسی تجربات میں پائے جاتے ہیں لیکن انسان کا ارادہ حسی تجربات سے بالا ہوتا ہے اور خود اپنا راستہ متعین کرتا ہے۔

Will the Free Elective

آزاد انتخابی ارادہ

کانٹ کے نزدیک وہ انتخابی ارادہ آزاد ہوگا جس میں تحسات اور تاثرات کو دخل نہ ہوگا۔ جب ارادہ بن چکتا ہے اور کوئی فیصلہ کر لیا جاتا ہے تو بعد میں تحسات اور تاثرات اس فیصلہ اور ارادہ کی تائید اور توثیق کر سکتی ہیں۔

Will to Believe ارادہ یقین

یہ اصطلاح ولیم جیمز کی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جب شہادت نامکمل ہوتی ہے تو سائنس دان اور دیگر معقول انسان لاادریت یا نفسیت میں پناہ نہیں لیتے بلکہ وہ موجودہ حقائق کو تسلیم کرتے ہیں اور اپنے ذہن کو کھلا رکھتے ہیں۔ اگر مستقبل میں شواہد حال کے شواہد کے مخالف نکل آتے ہیں تو سائنس داں اپنے نظریوں اور مفروضوں کو بدل لیتے ہیں اور یہی حال تمام معقول انسانوں کا ہے۔ ارادہ یقین سے یہ مراد نہیں کہ ہر قسم کے مفروضہ پر ایمان لے آیا جائے بلکہ اس سے مراد معقول پوزیشن کو اختیار کرنا اور تائید یا تکذیب کے لئے تیار رہنا ہے۔

Winckelmann, Johann Joachim

جوہن جوکم ونکل مین

(1768-1717) روشن ضمیر، مورخ، ماہر جمالیات، یہ پہلا شخص ہے جس نے آرٹ پر سائنسی تحقیق کی۔ وہ کہتا تھا کہ آرٹ کی ترویج اور ارتقا، دو عناصر پر منحصر ہے۔ ایک قدرتی عناصر (آب و ہوا) اور دوسرا معاشری عناصر (حکومت اور اس کے پیدا کردہ افکار) یونانی فن میں ایک عظمت اور بلندی تھی جو آزادی کی بدولت تھی۔ اسی عظمت کو دوبارہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کی کتاب جرمن زبان میں ہے اور نام اس کا Geschichte der Kunst dest Altertums ہے۔

Windleband, Wilhelm

ولہلم ونڈل بینڈ

(1915-1848) جرمن فلسفی، نوکانتیت اور تصوریت کا علمبردار، اس کا کہنا ہے کہ سائنس کا تعلق شواہد و حقائق سے ہے اور فلسفہ کا اقدار سے۔ شواہد و حقائق تو مشاہدہ اور تجربہ سے اکٹھے کئے جا سکتے ہیں لیکن اقدار قبل تجربی ہیں۔ ونڈل بینڈ نے طبیعی اور تاریخی علوم میں بھی فرق کیا۔ وہ کہتا ہے کہ طبیعی علوم میں تعمیمات وضع کی جاتی ہے۔ لیکن تاریخی علوم میں افراد سے بحث ہوتی ہے سائنس کا نقطہ نگاہ کلی (Nomothetic) ہوتا ہے اور تاریخ کا تصور نگارانہ (Idiographic) تاریخ ہر فرد یا جز میں دلچسپی نہیں رکھتی صرف وہی فرد یا چیز اہمیت رکھتے ہیں جو اقداری نقطہ نگاہ سے ضروری ہوں۔

ونڈل بینڈ، فلسفہ کے مورخ کی حیثیت سے مشہور ہے۔ اس کی 'جدید فلسفہ کی تاریخ' (History)

of Modern Philosophy) مستند تاریخ مانی جاتی ہے اور بڑی مقبول ہے۔

Wittgenstein, Ludwig لڈوگ وٹگنسٹائن

(1889-1951) آسٹریا کا فلسفی، منطقی، تحلیلی فلسفہ کا بانی۔ اس کی پہلی کتاب Tractatus logico philosophicus منطقی اثباتیت کی اساس ہے اس کتاب میں ونگنسنائن مثالی زبان کی تلاش میں ہے یہ اسے ریاضیاتی منطق میں ملتی ہے اور اس سے وہ یہ ثابت کرتا ہے کہ علم کا انحصار، سادہ بیانات پر ہے یہ بیانات استصال اور انفصال کے عمل سے ایک دوسرے کے رشتہ میں آتے ہیں۔ اس موقف سے منطقی جوہریت (Logical Atomism) پیدا ہوئی۔

ونگنسنائن کے مرنے کے بعد اس کی کتاب فلسفیانہ تحقیق (Philosophical Investigation) شائع ہوئی اس کتاب نے منطقی اثباتیت کو باطل قرار دیا اور ایک نئے فلسفہ کی راہ ہموار کی جسے فلسفہ زبان کہتے ہیں یہ فلسفہ آج کل انگلینڈ امریکہ اور ان کے زیر اثر علاقوں میں مقبول ہے۔

Wolff, Christian کرسچن ولف

(1679-1754) جرمن تصوریتی فلسفی، لائبنز کا پیروکار۔ لائبنز کے فلسفہ سے جدلیات علیحدہ کر کے اس نے فلسفیانہ غائیت کی بنیاد رکھی۔ اس کے مطابق کائنات کی ہم آہنگی کی وجہ یہ ہے کہ کائنات خدا کی مرضی کے مطابق چل رہی ہے ولف عقلیت کا حامی تھا اس نے فلسفہ کو منطق میں تحویل کر دیا۔ قانون عدم تضاد کو مرکزی قانون سمجھتا تھا اور اسی سے تمام فلسفیانہ مسائل حل کرتا تھا۔

World soul روح عالم

کائنات کا جاندار، صاحب فہم، جاری و ساری اصول، اس سے کائنات کی تنظیم و ترتیب ہوتی ہے۔ یہ تصور قدیم معاشرے میں ملتا ہے۔ ارسطو، افلاطون اور ان کے پیروکار بھی اس نظریہ کے حامی ہیں۔ بدھ مت اور ویدانیت میں بھی یہ نظریہ موجود ہے۔

Wunalt, Wilhelm Max میکس ولہلم ونٹ

(1832-1920) فلسفی، ماہر نفسیات اور ماہر فعلیات، دنیا میں سب سے پہلی نفیساتی تجربہ گاہ اس نے بمقام لیپزگ 1875 میں قائم کی۔ اس نے مہیج اور رد عمل کی پیائش کے طریقے بتلائے اور جو عرصہ مہیج اور رد عمل کے درمیان گزرتا ہے اس میں مطالعہ باطن کی ضرورت محسوس کی نفسیاتی اور فعلیاتی کوائف کے درمیان ایک 'ایک کی مطابقت تسلیم کرتا تھا۔ تاثرات کے بارے میں اس کا نظریہ ابعاد ثلاثہ کا ہے۔ یہ ابعاد ہیں (1) خوشگواری اور ناخوشگواری (2) تناؤ اور تسکین۔ (3) جوش اور پژمردگی۔

ونٹ کے فلسفہ میں لائبنز، کانٹ اور ہیگل کے اثرات موجود ہیں۔ ونٹ نے وقوفی علم کے تین مدارج بتلائے ہیں۔ (1) فوری ادراک (2) علوم کا نظری جائزہ (3) فلسفہ کا ترکیبی جائزہ۔ فلسفہ میں سائنس اور نفسیات کی تفریق مٹ جاتی ہے اور مادیت اور تصوریت کا حسین امتزاج پیدا ہوتا ہے۔

X

Xenophane زینوفون

یونانی فلسفی، شاعر، ہجوگو، الیاطی مکتب فکر کا بانی، پانچویں چھٹی صدی قبل مسیح کا رہنے والا۔ اس کا کہنا تھا کہ تمام جاندار اشیا کا آغاز ہوا نباتات اور حیوانات کا آغاز قدرت سے ہوا۔ نظریہ تجیمیت (Anthromorphism) کا مخالف تھا وہ کہتا تھا کہ "حبشیوں کا خدا سیاہ فام اور چپٹے ناک والا ہے۔ تھریلین (Thracian) کا خدا حسین اور نیلی آنکھوں والا ہے اگر بیل بھی اس قابل ہوتے کہ خدا بنا سکتے تو ان کا خدا بیل ہوتا۔"

Y

Yung ینگ (چینی)

اس سے مراد مذکر فعال عالمگیر طاقت یا اصول ہے۔ ینگ سے ینگ چو (Yang chu) اور اس کے پیروکاروں کا مذہب فکر بھی مراد ہے یہ مذہب نہ تو لذتیت کا ہے اور نہ ہی ایغویت کا۔ بلکہ اس کا منشا زندگی کا بقا ہے زندگی آسان ہونی چاہئے اور انسان کو نہ صرف دولت اور شہرت سے بے نیاز ہونا چاہئے بلکہ زندگی اور موت کے فکر سے بھی۔

Yang Chu ینگ چو (چینی)

(335-395 ق م) چینی فلسفی، جس نے مذہب اور لافنائیت روح کے مسئلہ پر اعتراضات کئے، مادہ پرست تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ قدرت اصولوں کے تحت کام کرتی ہے اسے وہ تقدیر کہتا ہے۔ اخلاقیات میں اس کا نقطہ نگاہ نہ خالص لذتیت ہے نہ خالص ایغویت، وہ ارضی زندگی پر زور دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ انسان کے خواہشات کی تکمیل احسن طریقے پر ہو اور انسان کو دولت اور شہرت کے پیچھے نہیں جانا چاہئے۔

Yin Yang ین ینگ (چینی)

چینی فلسفہ کے دو مرکزی تصور یا اصول، ایک مونث، انفعالی اصول ہے اور دوسرا مذکر فعالی اصول ہے مونث اصول منفی اور مذکر اصول مثبت ہے۔ یہ اصول ایک دوسرے کے مخالف ہونے کے باوجود ایک دوسرے کا تکملہ ہیں۔ ان اصولوں کا اظہار آسمان اور زمین۔ مرد اور عورت، باپ اور بیٹا، سورج اور بارش، خیر اور شر، سفید اور سیاہ بڑے اور چھوٹے۔ طاق اور جفت، غم اور خوشی، جزا اور سزا، اتفاق اور نفاق۔ زندگی اور موت، محبت اور نفرت، پیش قدمی اور مراجعت، غرضیکہ دنیا کی ہر شے میں ہو رہا ہے۔ چینی جدلیات انہی دو اصولوں پر کام کرتی ہے۔ چینیوں نے ان اصولوں کا اطلاق طب، کیمیا اور موسیقی میں بھی کیا ہے۔

Yoga یوگا

قدیم ہندو فلسفہ کا ایک مکتب فکر، اس کے مطابق انسانی زندگی کا مقصد مادی دنیا سے اور موت اور پیدائش کے چکر سے نجات پانا ہے۔ اس کے لئے دو شرطیں ہیں (1) ویراگ یعنی مادی دنیا کی بے معنویت کو سمجھ جانا اور اس سے لاتعلقی کا اظہار کرنا۔ (2) یوگا جس کا منشا صداقت یا پرماتما کا حصول ہے۔ یوگا میں مختلف قسم کی ریاضتیں اور جسمانی ورزشیں ہیں جس سے روح کی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے اور حواس ٹھیک رہتے ہیں یوگا کے اصولوں کو پہلی صدی قبل مسیح پاتنجلی (Patanjali) نے یوگا سوترا میں بیان کیا۔

Yogacara یوگا کارا

بدھ مذہب کا مہایانا مکتب فکر جس میں یوگا کے ساتھ اخلاق پر بھی زور دیا گیا ہے اس مکتب کا فلسفہ موضوعی تصوریت ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ کسی شے کا علم، شعور کے بغیر ممکن نہیں۔ لہٰذا شے کے وجود کے لئے شعور ایک ضروری عنصر ہے۔ ہر شے کا وجود شعور سے ہے اشیا کی ہستی کسی اور طریقے سے ثابت نہیں کی جا سکتی۔

Young Hegelians نوجوان ہیگلی

جرمن حریت پسندوں کی تنظیم جو 1830 سے 1840 تک سرگرم کار رہی۔ یہ تنظیم آزادی فکر کی حامی تھی اور ہیگل کے فلسفہ کا بائیں بازو تھا۔ ڈیوڈ ایف سٹراس (David F.Strauss) کی کتاب Das Leben Jesu نے اس تنظیم کو بڑی تقویت دی۔ اس نے کہا کہ حضرت مسیح ایک عام انسان تھے اور ان کے الوہیت کے قصے بے بنیاد ہیں۔ سٹراس دراصل سماجی شعور کا تجزیہ کر رہا تھا اور اس سلسلہ میں کہتا ہے کہ سماج کے بارے میں غلط نظریئے اجبار کی حیثیت اختیار کر جاتے ہیں اور یہ چیز مذہب کے علاوہ اسطوریات سے بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ برونو بیئر (Brouno Bauer) کا کہنا ہے کہ حضرت مسیح کا وجود فرضی ہے اور انجیلیں محض

افسانے ہیں۔ برونو کہتا ہے کہ معاشری غلط نظریے پیدا ہونے کی وجہ اجنبیت (Alienation) ہے۔ یعنی شعور کی پیدا کردہ اشیا خود مختار حیثیت اختیار کر جاتی ہیں۔

Yurkevich Pamfil Danilovich
پمفل ڈی نیلووچ یورکی وچ

(1874-1827) روسی تصوریتی فلسفی، ماہر دینیات، کیو کی دینی اکیڈمی اور ماسکو یونیورسٹی میں پروفیسر رہا ہے۔ مادیت کے خلاف تھا۔ اس نے ایک مقالہ لکھا جس کا عنوان تھا "انسانی روح کا علم" یہ مقالہ اس کی شہرت کا باعث بنا۔ یورکی وچ کا کہنا ہے کہ انسان جسم اور روح کا مجموعہ ہے۔ جسم کو تو سائنس سمجھ لیتی ہے لیکن روح کو نہیں سمجھ سکتی۔ سائنس کے پاس کوئی ایسا آلہ نہیں جس سے روح گرفت میں آ سکے۔ روح کو ظاہری آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اس کے لئے باطنی آنکھیں درکار ہیں جسے ایمان (Faith) کہا جاتا ہے۔

Yushkevich Pavel Solo Monovich
پیول سولومونووچ یسکی وچ

(1945-1873) روسی مفکر اور صحافی، اپنی کتاب مادیت اور انتقادی حقیقت پسندی (Materialism Critical Realism) میں اس نے مارکیٹ پر اعتراضات کئے ہیں اور تصوریت کے حق میں دلائل دیئے وہ کہتا ہے کہ فلسفہ کو سائنس نہیں کہنا چاہئے یہ تو ایک نیم جمالیاتی، نیم عقلیتی بصیرت ہے جو افکار اور احساسات کا حسین امتزاج پیش کرتی ہے۔

Z

Zalum **زلم**

زلم سے مراد زہد لیا جاتا ہے یا ایسا آدمی جو مصیبت کے وقت آواز بلند کرتا ہے یا وہ آدمی جو معمول سمجھ کر عبادت کرتا ہے لیکن اس کا دل عبادت میں موجود نہیں ہوتا۔

Zarathustra **زرتشت**

زرتشت مذہب کا بانی، ثنویت کا حامی تھا۔ اہرمن اور یزداں کو مانتا تھا ان میں سے ایک بدی اور دوسرا نیکی کا خدا ہے، ایران میں چھٹی صدی قبل مسیح میں یہ مذہب پیدا ہوا۔

Zen Buddhism **زین بدھ مت**

بدھ مت کا ایک مکتب جو چین میں چھٹی صدی میں پیدا ہوا۔ اس کے مطابق تمام کائنات کا مہاتما بدھ سمیت ایک ہی جوہر ہے جسے تاؤ (Tao) کہا جاتا ہے یہ مکتب غیر عقلیت اور وجدانیت کا حامی ہے اور گیان یا اچانک شعور sateri کی تائید کرتا ہے۔ اس مکتب کے پیروکار جاپان اور چین کے علاوہ یورپ اور امریکہ میں بھی پھیلے ہوئے ہیں۔

Zeno of Elea **الیاطی زینو**

(490-430 ق م) پارمینڈیز کا شاگرد ہے اور اپنے استاد کے فلسفیانہ موقف کو دلائل سے ثابت کرتا ہے پارمنڈیز کہتا تھا کہ حقیقت ساکن اور غیر متغیر ہے۔ زینو نے کئی دلائل اس کے حق میں پیش کئے اور ثابت کر دکھایا کہ حرکت ناممکن ہے۔ زینو نے حرکت کے سلسلہ میں جو منطقی استبعاد پیش کئے وہ فلسفہ میں بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔

Zeno the Stoic **رواقی زینو**

(340-265 ق م) سائیرپس کا رہنے والا، رواقیت کا بانی تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ کائنات میں عقلی اصول ہیں اور یہ اصول کائنات پر حکمرانی کر رہے ہیں۔ انسان کی زندگی پر تقدیر چھائی ہوئی ہے اس کا مقابلہ کرنا فضول ہے اسے تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں۔

Zhegalkin Ivan Ivanovich
آئی ونوچ ای ون زیگل کن

(1947-1869) روسی منطقی، ریاضی دان روسی

ریاضیاتی منطق کا بانی ہے۔ اس نے دو ہندسے جفت اور طاق لے کر قضایا کی منطق بنائی۔ اس سے منطقی مسائل کا حل آسان ہو گیا۔ اس منطق میں متصلہ (CanJunctives) نہیں ہیں صرف منفصلہ (Disjunctives) ہی ہیں۔

Zorastrianism **زرتشتیت**

اس مذہب کا بانی زرتشت ہے جو چھٹی صدی قبل مسیح ایران میں پیدا ہوا' یہ مذہب ثنویت کو تسلیم کرتا ہے۔ خیرو شریا اہرمن اور یزداں کی جنگ ازلی اور ابدی ہے اور ایسے ہی نور اور تاریکی کی۔ اس مذہب کے پیروکار سورج کو منبع نور کی حیثیت سے پرستش کرتے ہیں۔ انسان کا فرض ہے کہ اس جنگ میں یزداں کا ساتھ دے وگرنہ اس کی روحانی موت واقع ہو جائے گی۔

مسلم فلسفہ

Abdul-Qadir Al-Jilani

عبدالقادر الجیلانیؒ

حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر الجیلانی "غوث الاعظم" حسنی والحسنی سید تھے۔ سلسلہ قادریہ انہیں سے منسوب ہے۔ 470ھ میں گیلان یا جیلان میں پیدا ہوئے اور 561ھ میں بغداد میں انتقال فرما گئے اور وہیں دفن ہوئے۔ آپ بچپن میں یتیم ہو گئے۔ تعلیم کیلئے اٹھارہ برس کی عمر میں بغداد آئے اور پھر عمر کا بڑا حصہ بغداد میں ہی بسر کیا۔ مدرسہ نظامیہ میں علوم متداولہ کے حصول کے بعد تفسیر، حدیث اور دوسرے دینی علوم کی تدریس میں مشغول ہو گئے۔ تصوف کی ریاضتوں کا شوق ہوا اور بڑی مشکل ریاضتیں قائم کیں۔ چنانچہ آپ بہت بڑے عالم، واعظ، مبلغ اور صوفی تھے۔

آپ نے تصنیف و تالیف کے ساتھ ساتھ درس و وعظ کا سلسلہ بھی شروع کیا۔ جلد ہی آپ کے وعظ کی شہرت دور دور تک پھیل گئی جو دور دور سے شاگردوں کو کھینچ لانے کا سبب بنی۔ بے شمار نصرانیوں اور یہودیوں نے آپ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا۔

بیشتر مصنفین کے نزدیک آپ اسلام کے سب سے بڑے ولی ہیں۔ مگر ان منصفین نے آپ کی زندگی اور سرگرمیوں کے بارے میں تاریخی مواد کی نسبت مذہبی اور تبلیغی نقطہ نگاہ سے جائزہ لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی تحریر میں ان کی زندگی کے تاریخی حالات کی فراہمی بہت کم مدد دیتی ہیں۔

آپ اسلامی تعلیماتی پر بڑی سختی سے عمل کرتے اور دوسروں کو ایسا کرنے کی تلقین فرماتے۔ آپ ایک عالم باعمل تھے۔ آپ تجارت کرتے اور اس سے جو منافع ہوتا اسے غریبوں میں تقسیم کر دیتے۔

آپ کے بارے میں یہ روایت مشہور ہے کہ ایک بار آپ کے ایک کارندے نے آکر اطلاع دی کہ حضور مال کا بھرا ہوا جہاز طوفان کی نذر ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا الحمدللہ۔ چند دنوں بعد اسی کارندہ نے آکر خبر دی۔ حضور جہاز صحیح سالم منزل پر پہنچ گیا ہے۔ آپ نے پھر فرمایا الحمدللہ۔ کارندے نے جرات سے کہا حضور اس الحمدللہ کے معنی تو سمجھ میں آتے ہیں مگر پہلے کے نہیں آئے۔ آپ نے فرمایا تم دونوں کے معنی نہیں سمجھے۔ جب تم نے مجھے جہاز کی غرقابی کی اطلاع دی تو میں نے اپنے دل کا جائزہ لیا کہ اس پر دنیوی دولت کے ضیاع کا کوئی اثر تو نہیں ہوا۔ جب محسوس کیا تو میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ جب تم نے بتایا کہ جہاز منزل پر پہنچ گیا ہے تو پھر میں نے جائزہ لیا کہ دنیوی دولت کے بچ رہنے سے بے جا خوشی کا احساس تو نہیں ابھرا۔ جب دیکھا نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

آپ کا دینی رتبہ بہت بلند ہے۔ آپ نے متعدد کتب تصنیف کیں جن میں "غنیۃ الطالبین" "فتوح الغیب" "الفتح الربانی" بہت مشہور ہیں۔ برصغیر اور دوسرے ممالک میں کروڑوں افراد آپ کے عقیدت مند ہیں۔ اکابرین مدینہ بھی آپ کی جلالت و عظمت کے قائل ہیں۔

Abu Abdi llah Muhammad Ibn Al-Hasan

ابو عبداللہ محمد بن الحسن

132 ہجری میں عراق میں پیدا ہوئے۔ امام ابوحنیفہ کے شاگرد تھے۔ امام مالک سے بھی تین برس تک علم حاصل کیا۔ امام محمد کے نام سے مشہور ہیں۔ وفات خراسان میں 189 ہجری میں ہوئی۔

Abu al-Hudhail Allaf

ابوالہذیل الف (748ء-840ء)

معتزلہ فرقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس نے ساٹھ کے قریب کتابیں لکھی ہیں لیکن دستبرد زمانہ سے کوئی کتاب نہ بچ سکی۔ جدلیاتی طرز استدلال کا ماہر تھا۔ اور مباحثہ میں ید طولیٰ رکھتا تھا۔ خدا کی ذات اور صفات میں الف کوئی فرق نہیں کرتا تھا۔ وہ ڈرتا تھا کہ اگر صفات کو ذات سے الگ کیا گیا تو صفات بھی ویسی ازلی ابدی ہونگی جیسی ذات۔

ابن طفیل Abubacer

(1186-) پورا نام ابوبکر محمد بن عبدالملک بن محمد بن ابن طفیل ہے۔ بارہویں صدی کے آغاز میں گوڈیکس (Guadex) کے مقام پر جو غرناطہ کے صوبہ میں ہے پیدا ہوا۔ غرناطہ میں طبیب کی حیثیت سے مشہور تھا۔ اسی لئے وہاں کے گورنر کا سیکرٹری بن گیا۔ بعد میں فلسفہ ابو یعقوب یوسف کے دربار میں طبیب اور قاضی کے عہدے پر فائز ہوا۔ خلیفہ کو اس پر بڑا اعتماد تھا اس نے ارسطو پر شرح لکھنے کا کام ان کے سپرد کیا۔ جب بڑھاپے کی بنا پر اسے عہدے سے مستعفی ہونا پڑا تو اس نے سفارش کی کہ ابن رشد کو اسکا جانشین مقرر کیا جائے۔ مراکو میں اس کا انتقال ہوا۔

ابن طفیل نے کئی کتابیں طب۔ فلکیات اور فلسفہ پر لکھی ہیں۔ لیکن اسکا فلسفیانہ مقالہ' ناول کی صورت میں حی بن یقزان ہے۔ اس میں وہ ابن باجہ کے متوحد (تنہا) کے تصور کو آگے بڑھاتا ہے۔ ابن سینا کی ایک کتاب کا بھی یہی نام ہے دونوں نے نو فلاطونی فکر کو جسے مشرق میں فارابی اور بو علی سینا اور مغرب میں ابن باجہ فروغ دے رہے تھے اجاگر کیا۔ اس تمثیل سے یہ حقیقت بھی واضع ہوتی ہے کہ جب سچائی کو تن تنہا محض عقل کے سہارے حاصل کر لیا جاتا ہے تو اسکی تصدیق دیگر انسانوں سے بھی ہو جاتی ہے جو مذہب کے پیروکار ہوتے ہیں بالفاظ دیگر عقل اور ایمان' فلسفہ اور اعتقادات میں کوئی تضاد نہیں۔ انکی منزل ایک ہے۔ حی بن یقزان کے مقدمہ میں ابن طفیل لکھتا ہے کہ میرا منشا اس اشراقی حکمت کو عیاں کرنا ہے جو ابن سینا بیان کرتا ہے اور جو دراصل تصوف کی جان ہے۔ کہانی اس طرح شروع ہوتی ہے کہ کوئی بچہ جس کا نام حی ہے خود بخود ایک جزیرہ میں پیدا ہو جاتا ہے۔ ہرنی اسے دودھ پلاتی ہے وہ بڑا ہو کر جانوروں سے اپنا فرق کرنے لگتا ہے جسم کو پتوں یا کھال سے ڈھانپتا ہے۔ ہرنی جب مرتی ہے تو اس پر غم کا پہاڑ ٹوٹتا ہے اور وہ موت کے بارے میں سوچتا ہے۔ اسے پتہ چلتا ہے کہ ہرنی کے دل میں نقص آگیا تھا اور اس کی روح پرواز کر گئی تھی۔

ہرنی کے جسم میں کوئی خرابی نظر نہیں آتی تھی اس لیے وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ موت کی وجہ جسم اور روح کی علیحدگی ہے اس طرح اسے زندگی کا راز معلوم ہو گیا پھر اسے آگ کا پتہ چلا پھر اور رازوں کا پھر جانوروں اور نباتات کے مماثلات کا اور پھر ان کے ارتقاء اور منزل کا۔ اس سے اسے روحانی دنیا کا علم ہوا۔ اٹھائیس سال کی عمر میں وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس کائنات کے لیے خالق چاہے۔

کائنات کی خوبصورتی سے حی کو یقین ہوا کہ اسکا خالق ہر لحاظ سے مکمل ہو گا۔ اب وہ 38 سال کا تھا جب اس نے اس امر پر غور کرنا شروع کیا کہ یہ سب کچھ اسے کیسے حاصل ہوا تو اسے پتہ چلا کہ اسکا منبع اسکی اپنی روح ہے۔

حی کو جسم کی بدولت حیوانات سے۔ روح کی بدولت روحانی عوامل سے اور روح کی غیر مادیت اور برتری کی بدولت واجب الوجود سے رشتہ کا احساس ہوا۔ انسان کا کام اللہ تعالٰی کی ذات میں فنا ہونا ہے۔ اس مطلب کے لیے اسے خدا کے مثبت اور منفی پہلو پر غور کرنا چاہے مثبت پہلو تو اسکی توحید ہے اور منفی پہلو اسکی ماورائیت۔ فنا کی حالت کو بیان کرنا۔ ممکن نہیں۔

کہانی یہاں پر ختم نہیں ہوتی اب سکا دوسرا پہلو سامنے آتا ہے۔ پڑوس کے جزیرے میں دو شخص ایصبال اور سلمان رہتے تھے یہ ایک قدیم مذہب کے پیروکار تھے۔ ایصبال کا رجحان تصوف کی طرف تھا سلمان کا ظاہریت کی طرف۔ ایصبال تنہائی کی خاطر اس جزیرے پر آگیا جہاں حی رہتا تھا لیکن اسے اس جبر کا علم نہ تھا۔ ایک دن اتفاقاً ان دونوں میں ملاقات ہو گئی ایصبال نے حی کو زبان سکھائی گفتگو کے دوران انہیں پتہ چلا کہ جو کچھ ایصبال نے مذہب سے سیکھا تھا وہ وہی تھا جو حی نے عقل کے زریعے اپنی روح سے پایا تھا۔ اسکے بعد یہ دونوں سلمان کے جزیرے پر آگئے اور لوگوں کو ظاہر کے منفی اور اندرونی امر معانی بتلانے لگے

لیکن عام لوگوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی تھی۔ تب
حی نے کہا کہ عام انسانوں کو ظاہر کی سطح پر ہی رہنا
چاہیے اندرونی معانی پر پہنچنا صرف چند لوگوں کے لئے
ممکن ہے اور وہ ہیں متوجد یعنی فلسفی۔

دوسرے حصہ سے مذہب اور فلسفہ کی یگانگت ثابت
ہوتی ہے۔ لیکن اس یگانگت کا علم صرف محبان حکمت کو
ہی ہو سکتا ہے۔

ابو ہاشم Abu Hashim

پورا نام ابو ہاشم عبدالسلام ہے الجبائی اس کا باپ
تھا۔ باپ اور بیٹا دونوں کا تعلق معتزلہ فرقہ سے تھا۔
یوں تو باپ بیٹے کا موقف ایک ہی تھا لیکن صفات الیہ
کے بارے میں ان میں اختلاف تھا۔ الجبائی کہتا تھا کہ
خدا اپنی ذات کی وجہ سے علم رکھتا ہے۔ اور علم رکھنا
خدا کی کوئی الگ صفت نہیں ابوہاشم اس مسئلہ میں
ترمیم پیش کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ ذات کی کئی حالتیں ہو
سکتی ہیں جب ذات کو کسی خاص حالت میں دیکھا جاتا
ہے تو یہ ایک طرح سے ذات کی صفت ہے اور ذات
سے الگ ہے اسی طرح خدا کی بھی حالتیں ہیں یہ ذات
سے جدا تو نہیں ہوتیں لیکن ان کی اپنی ہستی ہوتی ہے۔

ابو حنیفہ Abu Hanifah

(767-699) اصلی نام نعمان بن ثابت تھا۔ عراق
کے دارالخلافے کوفہ میں پیدا ہوئے انہوں نے عمر کے
پچیس سال دور امیہ میں گزارے اور باقی ماندہ اٹھارہ
سال دور عباسیہ میں۔ امام ابوحنیفہ کے آباؤاجداد کا
تعلق کابل سے تھا۔ ان کا دادا قید ہو کر کوفہ آیا یہاں
مشرف بہ اسلام ہوا۔ باپ ان کا تاجر پیشہ تھا۔ یہ خود
بھی تاجر تھے اور تجارت سے روزی کماتے تھے۔
شروع میں قرآن، حدیث، صرف و نحو، شاعری، ادب
اور فلسفہ میں تعلیم حاصل کی۔ پھر دینیات اور علوم
مناظرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان میں مہارت حاصل
کی۔ بعد میں فقہ کی طرف آئے فقہ میں حامد کا تتبع
کرتے تھے۔

اٹھارہ سال تک ان کے ساتھ رہے اور ان کی
وفات پر ان کے جانشین مقرر ہوئے۔ تیس سال تک
اس عہدے پر فائز رہے اور اس عرصہ میں ساٹھ ہزار
قانونی مسائل کا حل پیش کیا اور بیشمار فتاوئی دئے۔ ان
کو اکٹھا کیا گیا ہے اور یہی حنفیہ مذہب کی بنیاد ہیں۔ اپنی
کتاب الفقہ الاکبر میں اہل سنت والجماعت کے عقاید
بیان کرتے ہیں۔ اس کتاب میں خلفائے راشدہ۔ صحابہ
کرام اور ایمان پر سرحاصل بحث ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ
رسول کریم کے بعد پہلے حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر پھر
حضرت عثمان اور پھر حضرت علی بہترین انسان تھے۔ کسی
صحابی کو برا نہیں کہنا چاہئے تمام صحابی واجب التعظیم
ہیں۔ ایمان سے مراد زبان سے اقرار اور دل سے
تصدیق ہے۔ فاسق اور فاجر کو کافر نہیں کہنا چاہئے۔

امام ابوحنیفہ کا کہنا ہے حاکمیت خدا کی ہے اس کے
بعد رسول کی تابعداری آتی ہے کیونکہ وہ خدا کے کے
برگزیدہ انسان تھے۔ شریعت کو یعنی خدا اور رسول کے
قانون کو ہر حالت میں ماننا لازمی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ
پہلے قرآن کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ پھر حدیث کی
طرف۔ پھر اجماع کی طرف۔ اور اگر یہاں سے کوئی
ہدایت نہ ملے تو پر قیاس (analogical reason)
اور رائے کی طرف آنا چاہئے۔ کہا جاتا ہے کہ امام
ابوحنیفہ ضعیف حدیث کو بھی شخصی رائے پر ترجیع دیتے
تھے۔

امام ابوحنیفہ کا کہنا ہے کہ اگر کوئی حکومت پر چھاپہ
مارلیتا ہے اور پھر اپنا تسلط جمالیتا ہے تو اس طریقہ سے
غاصب کو قانونی حیثیت حاصل نہیں ہو جاتی۔ صحیح
طریقہ تو انتخاب کا ہے۔ منتخب کرنے والے لوگ
صاحب الرائے ہونے چاہئیں زہد و تقویٰ سے مزین
تاکہ صحیح انتخاب ہو سکے۔ خلیفہ کے لئے ضروری ہے کہ
وہ مسلمان ہو مرد ہو۔ آزاد ہو علوم دینوی و دینی سے
واقف ہو اور دماغی اور جسمانی لحاظ سے بالکل ٹھیک ہو
خلیفہ کو عادل، رحمدل اور پاکیزہ ہونا چاہئے۔ اگر وہ ظالم،
غیر عادل اور فاسق ہو جائے تو رعایا کو اس کی اطاعت

ضروری نہیں رہتی بلکہ اسے بغاوت کرنی چاہئے امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ اسلامی ریاست میں آزادی رائے اتنی ہی ضروری ہے جتنی عدلیہ سے انتظامیہ کی علیحدگی۔

ابو ہاشم Abu Hasham

کوفہ کے رہنے والے پہلے شخص تھے جنہیں صوفی کہا گیا۔ سن انتقال 776ء ہے۔ غرور اور خود پسندی کو بہت بڑا عیب خیال کرتے تھے۔ کہا کرتے تھے کہ سوئی سے پہاڑ کو گذارنا اس امر سے آسان ہے کہ کبر و ریا کو دل سے نکالا جائے ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ جس علم سے دل کو فائدہ نہ پہنچے وہ علم بیکار ہے۔

ابو یوسف Abu Yusuf

(731-798) ان کا ذاتی نام یعقوب تھا۔ انصار خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد انہوں نے قانون میں مہارت حاصل کی۔ قانون میں ان کے استاد عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ تھے۔ حنیفہ فقہ سے منسلک تھے۔ ان کے والدین غریب تھے۔ ابو یوسف کی ذہانت دیکھ کر امام ابو حنیفہ نے نہ صرف ان کا خرچہ اپنے ذمہ لے لیا بلکہ سارے کنبہ کا خرچ خود ادا کرتے تھے۔ ابو یوسف حدیث، تفسیر، تاریخ زبان، ادب اور علم کلام میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ امام ابو حنیفہ کی وفات کے بعد سولہ سال تک انہوں نے علم فقہ کی خدمت کی۔ امام ابو حنیفہ کی فقہ میں اضافہ کیا اور اسے مقبول عام بنایا۔ یوں تو امام مالک کا موطہ بھی موجود تھا لیکن حنفی فقہ کی تدوین و ترتیب حضرت ابو یوسف نے کچھ اس طرح سے کی کہ اسے ہی مستند قرار دیا جاتا تھا۔

آخر میں غربت سے تنگ آکر انہوں نے بغداد میں ملازمت کرلی۔ پہلے خلیفہ المہدی کے زمانہ میں مشرقی بغداد کے قاضی مقرر ہوئے اور پھر ہارون الرشید کے زمانے میں قاضی القضاہ کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوئے۔ جب ان کا انتقال ہوا تو ہارون الرشید پا پیادہ ان کے جنازے کے ہمراہ تھا۔

حضرت ابو یوسف پہلے شخص ہیں جنہوں نے دستور یہ کتاب لکھی۔ کتاب کا نام کتاب الخراج ہے۔ نام سے دھوکا ہوتا ہے کہ شاید کتاب کا تعلق محض مالیات سے ہے لیکن یہ تاثر صحیح نہیں۔ اصل میں یہ کتاب ریاست کے دستور پر ہے۔

اس کتاب میں حضرت ابو یوسف چاہتے ہیں کہ خلافت راشدہ کی طرف لوٹا جائے اور امیہ اور عباسیہ خاندان کے حکمران نے جو اثرات ایران اور بزنطی سے حاصل کئے تھے ان کو اکھاڑ پھینکا جائے۔ خلیفہ کو امین اور گڈریا کہتے ہیں ان کا خیال ہے کہ رعایا کے متعلق خلیفہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جواب دہ ہے۔ وہ خدا کا نائب ہے۔ اسے خدا کا قانون رائج کرنا ہے اگر اس سے کوئی کوتاہی ہو جائے تو اس کا جواب دینا پڑے گا۔ رعایا کا کام اطاعت اور فرماں برداری ہے۔ خلیفہ خزانے کا امین ہے۔ اسے نہایت احتیاط سے شاہی روپیہ خرچ کرنا چاہئے۔ ٹیکس اس آمدنی پر لگنا چاہئے جو ضروریات سے فاضل ہو۔ غیر مسلموں کو جزیہ ادا کرنا ہو گا لیکن جو اسلام قبول کر لیں وہ جزیہ ادا نہیں کریں گے۔ غیر مسلموں سے جو معاہدہ کیا جائے اس کی پابندی لازمی ہے ریاست کی حفاظت، غیر مسلموں کا فرض نہیں ان پر جزیہ ان کی استطاعت سے زیادہ نہیں لگانا چاہئے۔ حضرت ابو یوسف جاگیرداری کے خلاف تھے۔ شخصی آزادی کے حامی تھے۔ سزا دینے سے پہلے مجرم کو جرم سے آگاہی لازمی سمجھتے تھے اور اپنے وقت کے قید خانوں کی اصلاح چاہتے تھے۔

العشریہ Al-Ashariyah

مسلمانوں کا مکتب فکر جس کے بانی ابوالحسن علی ابن اسمٰعیل العشری تھے انکی پیدائش 260 ہجری اور وفات 330 ہجری بغداد میں ہوئی۔ یہ مکتب فکر دینیاتی فلسفیانہ تھا۔ اس کا مقصد اسلام میں سے غیر اسلامی عناصر کو نکالنا اور دینی شعور کو اسلام کے دینی افکار سے ہم آہنگ بنانا تھا۔ جو علم کلام اس طرح سے معرض ظہور میں آتی ہے وہ معتزلہ کی علم کلام سے مختلف ہے جو ہر چیز کی تشریح عقل سے کرتے تھے۔ دراصل العشریہ

کا مدعا بھی معتزلہ کا مقابلہ کرنا تھا جو ہر شے کو عقل کی کسوٹی پر ناپ رہے تھے اور اسلامی عقائد کو فلسفہ کی عینک سے دیکھتے تھے۔ چنانچہ معتزلہ کے ساتھ العشریہ کی بحث خدا کے صفات، قرآن شریف کے مخلوق یا غیر مخلوق، ذات الٰہی کا دیدار، خدا کا عرش پر متمکن ہونا اور آزاد ارادے کے مسائل پر ہوتے تھے۔ العشریہ کا کہنا ہے کہ خدا کی صفات ہیں لیکن ان کی حیثیت منفرد ہے اور اس کا مقابلہ انسانی صفات سے نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن غیر مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے۔ خدا عرش پر بھی متمکن ہے۔ انسان کا ارادہ آزاد ہے اس کے لئے العشریہ کے پاس نظریہ کسب تھا۔ العشریہ ہر چیز کیلئے عقلی اور نقلی دلائل دیتے تھے۔ ان کا موقف راسخ العقیدہ عقاید کے قریب ہے۔

العشری کا اپنا فلسفہ اور خصوصاً مابعد الطبیعیات کچھ زیادہ نہیں لیکن اس کے شاگردوں نے یہ کمی پوری کر دی۔ اس سلسلہ میں قاضی ابوبکر محمد بن طیب البقلانی کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

البلوطی Al-Balluti

پورا نام مظہر ابن سعد البلوطی ہے۔ قرطبہ کے قریب 886ء میں پیدا ہوئے۔ قرطبہ میں تعلیم حاصل کی پھر مصر اور حجاز کی سیرو سیاحت میں نکل گئے۔ واپسی پر پہلے مریدا کے شہر میں قاضی مقرر ہوئے بعد میں قرطبہ کے اعلیٰ قاضی بن گئے۔ ان کا تعلق ظاہری فرقہ سے تھا۔ اور داؤد کی تعلیمات کو عملی جامہ پہناتے رہے۔ ویسے عدل و انصاف کرتے وقت رائے یعنی رواج کو نظرانداز نہیں کرتے تھے اور مالکی فقہ کو بھی مناسب اہمیت دیتے تھے۔ ادیب، شاعر دینی فلسفی اور شعلہ بیان مقرر تھے۔

الفارابی (817-950) Al-Farabi

الفارابی کا پورا نام محمد بن محمد بن ترخاں بن ازلاغ ابونصر فارابی تھا۔ فاراب کے قریب ایک گاؤں واسج میں پیدا ہوا۔ ترک فلسفی، ارسطوی منطق کا مفکر۔ ارسطو ثانی کے لقب سے مشہور ہے۔ یونانی فلسفہ اور اسلام میں ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش جو الکندی سے شروع ہوتی ہے اسے الفارابی نے جاری رکھا اور بوعلی سینا تک پہنچایا۔ بوعلی سینا اور ابن مسکویہ پر فارابی کا گہرا اثر ہوا۔ ابن مسکویہ اپنی کتاب الفوض الاصغر (Al Fauz-al-Asghar) میں وجود باری تعالیٰ اور اس کی صفات پر بحث کرتے ہوئے محض الفارابی کے دلائل دہرا دیتا ہے۔ دو عیسائی مدرسین (Scholastics) البرٹ اعظم (Albert the Great) اور سینٹ ٹامس ایکوی ناس (St.Thomas Aquinas) پر بھی فارابی کا اثر پڑا۔ اس کا اقرار انہوں نے خود کیا ہے۔ وہ اپنے فلسفہ میں کئی جگہ فارابی کا ذکر کرتے ہیں اور اسے بطور سند پیش کرتے ہیں۔

متی بن یونان اور یوحنا بن فیلوس سے الفارابی نے فلسفہ اور منطق پڑھا۔ علوم عقلیہ کے ساتھ علوم ادبیہ کی بھی تحصیل کی۔ علوم ادبیہ کے سلسلہ میں ابوبکر محمد بن البری سے نحو کی کتابیں پڑھیں۔ علوم طب میں بھی مہارت تھی گو عملاً کبھی طبابت نہیں کی۔ علم موسیقی کا بھی ماہر تھا اور ایسا باجہ ایجاد کیا جس سے محرک جذبات نغمے سنائی دیتے تھے۔ ابن خلکان میں لکھا ہے کہ جس باجے کا نام قانون ہے وہ فارابی کی ایجاد ہے۔

ابتدا میں قاضی تھا لیکن جب علوم حکمیہ کی طرف متوجہ ہوا تو اس عہدے کو چھوڑ دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے فقہ کی تعلیم بھی حاصل کی کیونکہ فقہ کی تعلیم کے بغیر کوئی شخص قاضی نہیں ہو سکتا۔

منطق میں ارسطو کا تتبع کرتا تھا۔ استنتاج سے معروف سے غیر معروف کی طرف جاتے ہیں۔ منطق میں تصورات سے بحث ہوتی ہے کیونکہ یہ قضیوں اور استنتاج کے لازمی جزو ہیں۔ فارابی سمجھتا تھا کہ کلیات کا جزئیات کے بغیر کوئی وجود نہیں۔ مادی اعتبار سے جزئیات کا دارومدار تحسسات پر ہے لیکن صوری اعتبار سے انکا انحصار عقل پر ہے اور گو کلیات کا انحصار

عقل پر ہے لیکن ان کا وجود محسوسات کا محتاج ہے کیونکہ جزئیات کے بغیر کلیات قائم نہیں رہ سکتے۔

خدا کا وجود ثابت کرتے وقت وہ علت و معلول کے اصول کا سہارا لیتا ہے۔ وہ کہتا ہے ہر شے کا سبب ہے لیکن یہ سلسلہ کہیں ختم ہونا چاہئے۔ ارسطو کی طرح وہ ممکن اور واجب الوجود میں تمیز کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہر ممکن کیلئے علت کی ضرورت ہے لیکن یہ سلسلہ نہ تو لامتناہی ہو سکتا ہے نہ دوری کہ پھر اپنی جگہ پر واپس آ جائے۔ لہٰذا اسکا خاتمہ واجب الوجود پر ہونا چاہئے جو ذات اولیٰ ہے اور اسی کو خدا کہتے ہیں۔ فارابی ذات باری تعالیٰ کو ارسطو کی طرح محرک اول بھی کہتا ہے۔

کسی حد تک فارابی کا فلسفہ نوفلاطونیت کا بھی دست نگر ہے۔ مخلوق کو صدور (emanation) کہتا ہے۔ پہلی مخلوق شے عقل تھی جو ذات اولیٰ سے صادر ہوئی اس عقل سے نغمہ عالم (anima mundi) کا ظہور ہوا جس کے تمثالات جسمانی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

فارابی نے کئی کتابیں تصنیف کیں۔ 113 کے نام مولانا عبدالسلام ندوی نے حکمائے اسلام جلد اول میں گنوائے ہیں۔

الغزالی (1058ء-1111) Al-Gazali

ابو حامد کنیت۔ حجتہ الاسلام اور زین الدین لقب اور غزالی عرف ہے۔ سلسلہ نسب یہ ہے محمد بن محمد بن محمد بن احمد۔ خراسان کے شہر طوس میں پیدا ہوئے۔ اوائل عمر میں فقہ کی تعلیم حاصل کر کے جرجان چلے گئے جہاں انہوں نے ابوالقاسم الاسمعیلی کے زیر سایہ اپنی تعلیم جاری رکھی۔ لیکن حقیقت میں ان کا استاد الجوانی تھا جو اپنے دور کا مشہور اشعری عالم دین تھا۔ اس نے علم الکلام فلسفہ اور منطق کی طرف الغزالی کی توجہ دلائی۔ تصوف کی تعلیم اور طریقہ الغزالی نے انصار مہدی سے سیکھا جو اپنے زمانے کا مشہور صوفی تھا۔

سلجوق خاندان کے بادشاہ ملک شاہ کے وزیر نظام الملک نے سیاسی اور دینی مقاصد کے پیش نظر ملک میں نظامیہ درسگاہیں کھول رکھی تھیں ایک درسگاہ نیشاپور میں تھی جس کا سربراہ الجوانی تھا یہاں دیگر نظامیہ درسگاہوں کی مانند اہل سنت کی دینیات کو پڑھایا جاتا تھا۔ اسکی وفات کے بعد جو 1085ء میں ہوئی الغزالی کو یہ فریضہ ادا کرنا پڑا۔ چنانچہ پانچ سال تک بغداد کی درسگاہ نظامیہ میں انہوں نے فقہ اور دینیات پڑھائی لیکن جب 1092ء میں نظام الملک قتل ہو گیا اور سلطان ملک شاہ بھی فوراً بعد ہی راہی ملک بقا ہوا تو الغزالی کو دھکا لگا اور پھر وہ تصوف کی طرف راغب ہوئے۔

الغزالی نے اپنی سوانح عمری المنقذ (Al-Munqidh) جو کئی لحاظ سے سینٹ آگسٹائن (St.Augustine) کی خودنوشت سوانح عمری (Confenian) یعنی اقرار گناہ سے ملتی جلتی ہے اپنی روحانی ارتقا اور شک و شبہ کی سرگزشت بیان کی ہے۔ ڈیسکارٹ (Descartes) کی مانند انہیں یقینی اور قطعی علم کی تلاش تھی جو حواس خمسہ سے دستیاب نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ حسی علم پر شک و شبہ کیا جا سکتا ہے ایسے ہی بدیہات (Axioms) اور لابدی قضایا (Necessary Proporition) کو بھی جھٹلایا جا سکتا ہے۔ الغزالی کو ان شکوک سے نجاتی دلانے والی ہستی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس نے نور اور ہدایت دیا۔ پس جو یقین انہیں حسی علم اور عقل نہ دے سکی وہ انہیں ایمان اور مذہب سے ملتا ہے۔ اس سلسلہ میں الغزالی چار فرقوں کو زیر بحث لاتا ہے۔ متکلمین۔ اسماعیلی یا باطنی۔ فلسفی یا صوفی۔ پہلے تین پر الغزالی نے کڑی نکتہ چینی کی ہے لیکن اگر سچ پوچھا جائے تو اس ساری تنقید میں الغزالی کا مقصد نوفلاطونیت کی مخالفت تھا جس کے الفارابی اور بوعلی سینا علمبردار تھے۔ الغزالی کی تین کتابیں معیار العلوم، مقاصد الفلاسفہ اور تہافتہ الفلاسفہ اسی موضوع پر ہیں۔ ان کتابوں سے اس زمانے کے فلسفہ اور مذہب کے نزاع اور اختلاف کا علم ہوتا ہے۔ اور اسی وجہ سے تاریخ فلسفہ اسلام میں انکی اہمیت ہے الغزالی صریحاً" بیان کرتے ہیں کہ تہافتہ الفلاسفہ لکھنے کا اصل مقصد مذہب کی حمایت تھی اور الحاد کا تدارک تھا اس لئے وہ علوم کو دو حصوں میں

تقسیم کرتے ہیں ایک ریاضیات اور منطق ہیں جو مذہبی نقطہ نگاہ سے بے ضرر ہیں اور ایک طبیعیات اور مابعد الطبیعیات جو فلسفیانہ اغلاط اور الحاد سے بھرے پڑے ہیں۔ اس ضمن میں ارسطو کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے اور اس کے دو مسلمان تلامذہ الفارابی اور ابن سینا کا۔ الغزالی ان تینوں کے خیالات اور آراء کو زیر بحث لاتا ہے اور اعتراضات کی بوچھاڑ کرتا ہے۔ اس کتاب میں کل بیس مسائل ہیں جن پر بحث ہوتی ہے۔ تین ان میں سے خاص طور پر مذہب کے منافی ہیں: کائنات کا ازلی اور ابدی ہونا' خدا کا علم صرف کلیات تک محدود رکھنا اور حشر (جسمانی) سے انکار کرنا۔ ان سے کفر لازم آتا ہے۔ باقی سترہ سے بدعت لازم آتی ہے چنانچہ متذکرہ بالا تین قضایا پر الغزالی سیر حاصل بحث کرتا ہے اور انہیں جھٹلاتا ہے۔ یہ تو مابعد الطبیعیاتی حصہ ہے تہافتہ کے طبعی حصے میں علت و معلول پر بحث ہوتی ہے وہ کہتا ہے کہ علت و معلول کا رشتہ ضروری یا لابدی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو معطل کر سکتا ہے اور توڑ بھی سکتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشت علت و معلول کے سلسلہ سے کائنات کو متاثر نہیں کرتے بلکہ قوت ارادہ سے۔ اس حصہ میں حشر' روح اور معجزات کا بھی ذکر آتا ہے۔ قیامت کے روز مردوں کے جی اٹھنے' روح کے غیر فانی ہونے اور بہشت اور دوزخ کا ذکر کلام الہی میں آیا ہے اس کا اقرار ضروری ہے۔

علم الکلام' باطنیت اور فلسفہ کو رد کرنے کے بعد جب الغزالی تصوف کی طرف آتے ہیں تو ابن رشد کے مطابق (ملاحظہ ہو تہافتہ التہافہ) وہ نوفلاطونی بن جاتے ہیں حالانکہ تہافتہ الفلاسفہ میں وہ نوفلاطونیت کو رد کر چکے ہیں۔ الغزالی اپنی مشہور صوفیانہ تصانیف مشکوۃ النور اور الرسالہ الدینہ میں نوفلاطونی نظریہ ترتیب وجود (Hierarchy of Being) کو تصوف کی اساس بناتا ہے۔ قرآن کی وہ آیت جس میں خدا کو زمینوں اور آسمانوں کا نور کہا گیا ہے مشکوۃ اسی کی تفسیر ہے۔ حقیقی معنوں میں صرف اللہ ہی نور ہے باقی سب اشیا صرف مجازاً "نور کہلا سکتی ہیں۔ ان سب میں عقل اللہ کے نور کے زیادہ قریب ہے کیونکہ یہ اشیاء کو منکشف کرتی ہے اور خود زمان و مکان کے قیود سے بالا ہے۔ عوالم دو ہیں عالم شہود اور عالم ملکوت۔ عالم شہود ادنیٰ درجہ کا ہے اور عالم ملکوت کا عکس یا سایہ ہے جس قدر کوئی شے اللہ تعالیٰ کے نور کے نزدیک ہو گی اتنی ہی مرتبہ میں اعلیٰ ہو گی۔ ان میں سے کوئی بھی واجب الوجود نہیں۔ حقیقی معنوں میں صرف خدا کا ہی وجود ہے اور باقی سب لاوجود ہیں۔ کیونکہ باقی تمام اشیاء کا وجود خدا کے وجود پر منحصر ہے۔ اس ترتیب وجود میں انسان کا رتبہ منفرد ہے۔ الغزالی کے نزدیک اعلیٰ ترین علم نہ تو حسی علم ہے اور نہ ہی عقلی۔ یہ تو بلاواسطہ درک یا تجربہ ہے۔ صوفی کا علم بھی ایسا ہوتا ہے اس لئے یہ تجربی ہوا۔ لیکن خدا کا مشاہدہ کرتے ہوئے صوفی ایک پردے سے خدا کو دیکھتا ہے۔ جوش میں آ کر بعض صوفی سمجھتے ہیں کہ وہ خدا ہو گئے لیکن یہ ان کی بھول ہے۔ دراصل یہ مقام خاص توحید الہی کا ہے جس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی کا وجود حقیقی نہیں۔ لیکن اس کا مطلب تطابق (identification) نہیں۔ الغزالی ہمہ اوست کے عقیدہ کے قائل نہیں۔ یہ سچ ہے کہ وہ کائنات میں خدا کے سوائے کچھ نہیں دیکھتا۔ کائنات وہ کہتا ہے خدا نے بنائی لیکن اس کا نہ تو وجود ہے اور نہ ہی اس میں حرکت کرنے کی طاقت ہے۔ ہمہ اوست کے نظریہ کے مطابق خدا کی ہستی کائنات سے ہے۔ الغزالی کے مطابق کائنات کا وجود ہی نہیں۔ پس غزالی پکا موحد ہے۔

الغزالی ترک دنیا تو نہیں چاہتے لیکن ترک لذات کے ضرور حامی ہیں۔ ارادہ کو کسی حد تک آزاد سمجھتے تھے۔ اور معرفت الہی اور حب الہی کو انسانی زندگی کا منتہائے مقصود قرار دیتے ہیں۔ اس کیلئے اللہ تعالیٰ کا فضل یا توفیق چاہیے۔ توفیق میں ہدایت' رشد' تسدید اور تائید شامل ہیں۔ ہدایت سے مراد رہنمائی۔ رشد سے مراد ارادہ۔ تسدید سے مراد صحیح راستہ پر چلنا اور تائید

سے مراد تصدیق ہے۔ روحانی ترقی کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ حب دنیا ہے اس میں بسیار خوری، شہوت، کذب وافترا، کبروغرور، ریا اور خود فریبی اور حب جاہ ایسے افعال قبیحہ ہیں جو انسان کو خدا سے دور لیجاتے ہیں۔ انکے مقابلے میں توبہ، زہدو تقویٰ، فقر، شکر، اخلاص، صدق اور توکل ایسے فضائل حسنہ ہیں جو خدا کے قریب لے جاتے ہیں۔

انسانی زندگی کا مقصد عرفان اور حب الٰہی ہے۔ محبت چار قسم کی ہوتی ہے۔ حب ذات، حب محسن، حب جمال، اور دو روحوں کی ہم آہنگی سے محبت۔ اللہ کی ذات میں یہ سب اقسام بدرجہ اتم موجود ہیں لہٰذا وہ ہی اصلی اور حقیقی محبت کا حقدار ہے۔ خدا سے محبت کرنے والا موت سے نہیں ڈرتا کیونکہ موت تو وصال خدا کا نام ہے۔ وہ ہر وقت خدا کو یاد کرتا ہے اور وہ خدا کے ہر فعل اور اس کی ہر تخلیق سے والہانہ لگاؤ رکھتا ہے۔ عشق الٰہی میں شوق، انس اور رضا شامل ہیں رضا سے مراد تمام مخلوقات سے ہم آہنگی اور عدم تضاد ہے۔ چونکہ عشق الٰہی کی بنیاد عرفان پر ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے عاشق کو عارف کہنا چاہئے اور جو اس دنیا میں عارف اور عاشق خدا ہے وہ دوسری دنیا میں بھی خدا کا دیدار کرے گا۔

Al-Hallaj حلاج (922-857)

پورا نام ابوالمغیث الحسین بن منصور بن مہاما البیضاوی ہے۔ عموماً منصور کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں موضع طور (ایران) میں پیدا ہوئے۔ ذات کے بافندہ تھے اسی لئے حلاج کہے گئے۔ تعلیم واسط میں حاصل کی۔ قرآن شریف کے حافظ تھے۔ ہر لفظ کو باطن کا حصہ بناتے تھے چنانچہ بسم اللہ کو کن میں تبدیل کرنا چاہتے تھے تاکہ خدا کی تخلیقی قوت سے رابطہ پیدا ہو۔ انہیں عامر بن عثمان مکی کے ہاتھوں صوفیوں کا خرقہ عطا ہوا۔ روزے رکھتے تھے۔ عمرہ بھی کیا۔ عمرہ میں خاموش رہتے تھے تاکہ اندر سے خدا کی آواز سن سکیں۔ انہوں نے حج بھی کئے چونکہ انکے اقوال و افعال کچھ نرالے تھے چند فقیہوں نے کفر کا فتویٰ دے دیا۔ خدا سے اپنے عشق ثابت کرنے کیلئے خودکشی کرنے کو تیار تھے اور پھر انہوں نے اناالحق کا نعرہ لگا دیا جس کا مطلب یہ لیا گیا کہ میں خدا ہوں حالانکہ یہ مطلب صحیح نہیں۔ آٹھ سال اور آٹھ مہینے تک جیل میں بند رہے پھر مقدمہ چلایا گیا۔ الزامات دو تھے ایک یہ تھا کہ قرامطہ کے ایجنٹ ہیں اور دوسرا یہ کہ کعبہ اور مکہ کو تباہ کرنے کی تبلیغ کرتے ہیں۔ ان دونوں الزامات پر سزائے موت دی گئی اور انہیں تختہ دار پر چڑھا دیا گیا۔ ان کی موت کے بعد لوگوں کو ان کی عظمت کا احساس ہوا اور ان کے نعرے کا اصل مطلب پتہ چلا۔

Ali Hujwiri علی ہجویری

آپ کا پورا نام شیخ سید ابوالحسن ہجویری ہے لیکن عوام الناس میں داتا گنج بخش کے نام سے مشہور ہیں۔ 400 ھ میں غزنی سے متصل بستی ہجویر میں پیدا ہوئے والد کا نام سید حسین جلالی ہے آپ نے کئی بزرگوں سے کسب فیض کیا۔ طریقت میں آپ کے شیخ ابوالفضل محمد ہیں۔ یہ تفسیر حدیث اور تصوف تینوں کے عالم تھے۔

کسب روحانی کے ئے داتا گنج بخش نے شام عراق ایران اور ترکستان کا سفر کیا۔ پھر اپنے مرشد کے حکم سے دین اسلام کی اشاعت کے لئے محمود غزنوی کے بیٹے ناصرالدین محمود کے دور میں لاہور تشریف لائے۔ آپ نے ہندوستان کے دوسرے علاقوں کا بھی سفر کیا لیکن مرکز لاہور ہی رہا۔ اور یہیں 465 ھ میں انتقال فرمایا۔

کتب۔ آپ نے سات کتابیں کشف المحجوب۔ منہاج الدین الرعاقیہ الحقوق اللہ۔ کتاب الفنا و البقا۔ اسرار الفرق و المونات۔ بحرالقلوب اور کتاب البیان لایل العیاں تحریر کیں لیکن اب کشف المحجوب کے سوا کوئی کتاب نہیں ملتی۔ آپ شعر بھی کہتے تھے۔ دیوان ترتیب دیا۔ کوئی شخص مانگ کر لے گیا اور آپ کا نام حذف کر کے اپنے نام سے شائع کرا دیا۔

داتا گنج بخش معرفت کے ساتھ شریعت پر بھی زور

دیتے تھے۔ انہوں نے عرفان کے تین مقولوں یعنی وحدت اور ذات خداوندی، صفات خداوندی اور خدا کی حکمت کا موازنہ علم کے مقولوں شریعت، قرآن، سنت اور اجماع سے کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں شریعت، معرفت کے بغیر اور معرفت، شریعت کے بغیر بیکار ہے۔ داتا صاحب انسانوں کو اہل دنیا، اہل دین اور اہل الخصوصیات میں تقسیم کرتے ہیں۔ اہل الخصوصیات میں صوفیا اور اولیا کا شمار ہے۔ یہ لوگ معرفت کے متلاشی ہیں۔ توحید ایک معمہ ہے اس کی تعریف ممکن نہیں۔ اگر تعریف کی جائے تو شرک لازم آتا ہے۔ صوفی فقر کی زندگی بسر کرتا ہے۔ اس کا منشا فنا ہے ذکر الٰہی سے ابدی حیات تک پہنچتا ہے۔ داتا صاحب شرعی فرائض کو فی نفسہ غایت کہتے ہیں انہیں معرفت کے لئے ذریعہ قرار نہیں دیتے۔

الجہاز Al-Jahiz

پورا نام آمر بن بہار الجہاز ہے معتزلہ فرقہ کا امام تھا۔ وفات 869ء بصرہ میں ہوئی۔ اس کا کہنا ہے کہ علم کا منبع قدرت ہے۔ کتاب الحیوان میں لکھتا ہے علم کے دو راستے ہیں حواس اور عقل، اس لئے شواہد اور تجربات سے علم حاصل کرنا چاہیے۔ حسی علم قابل اعتماد تب بنتا ہے جب عقل کا سہارا لیا جائے۔ الجہاز کہتا ہے کہ بدکار دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہیں گے ایک وقت آئے گا جب وہ خود دوزخ کا ایندھن بن جائیں گے۔ خدا ہر غلطی سے پاک ہے۔ اس کا دیدار ناممکن ہے۔

اس کی مشہور کتاب البیان۔ کتاب الحیوان اور کتاب الغلماں ہیں۔

الجبائی Al-Jubbai

پورا نام ابو علی الجبائی ہے۔ جبہ میں (خراسان) 849) میں پیدا ہوا۔ معتزلہ فرقہ سے تعلق رکھتا تھا اس لئے صفات الٰہی کا منکر ہے خلقت عالم کا قائل ہے اس خلقت کا سبب اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے۔ دیگر معتزلہ کی طرح دیدار الٰہی کو ممکن خیال نہیں کرتا۔ انسان کو اپنے اعمال کا ذمہ دار گردانتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا کے لئے لازمی ہے کہ وہ گنہگاروں کو سزا دے اور نیکوکاروں کو اجر۔ اس کے الٹ وہ نہیں کرسکتا۔

الکندی(873-801) Al-Kindi

پہلا مسلم فلسفی اور پہلا عرب مسلم تھا جس نے سائنس اور فلسفہ کا مطالعہ کیا اور خود فلسفہ لکھا اسے اہل عرب کا فلسفی بھی کہتے ہیں۔ اس کا پورا نام ابو یوسف یعقوب ابن اسحاق ابن الصباح ابن عمران ابن اسمٰعیل ابن الاشعث ابن قیس الکندی تھا۔ اس کے دادا الاشعث نے اسلام قبول کیا اور پیغمبرؐ اسلام کے صحابہ میں ان کا شمار تھا۔ اس کا باپ عباسیہ خاندان کے دو حکمرانوں المہدی اور الرشید کے دور حکومت میں کوفہ کا حاکم تھا۔

الکندی کا بچپن کوفہ میں گزرا وہاں اس نے قرآن شریف حفظ کیا۔ اور عربی گرائمر، ادب اور ریاضیات میں تعلیم حاصل کی۔ بعد میں فقہ اور علم الکلام میں سبق لئے۔ بغداد میں یونانی فلسفہ اور یونانی سائنس پڑھی۔ اور ان دونوں پر عبور حاصل کرنے کیلئے اسے یونانی اور شامی زبانوں کا مطالعہ کرنا پڑا۔ کئی یونانی کتب کے ترجمے الکندی نے خود کئے۔

بغداد میں اس کے علم و فضل کا بڑا چرچا تھا۔ جس سے بعض لوگ جلنے لگے۔ انہوں نے اس کے خلاف سازش کی جس کے نتیجہ میں الکندی کی لائبریری قرق ہو گئی اور خود الکندی کو جسمانی سزا ملی۔ الجہاز کے مطابق وہ بخیل تھا (ملاحظہ ہو کتاب البخلا) لیکن خود ٹھاٹھ سے رہتا تھا۔

الکندی نہ صرف فلسفی تھا بلکہ منجم، ریاضی دان اور طبیب بھی تھا۔ کہتے ہیں اس نے ایک فالج کے مریض کو موسیقی سے تندرست کیا۔

الکندی نے 27 کے قریب کتابیں لکھیں ان میں سے اکثر گم ہو گئی ہیں۔ القفطی نے اس کی تصانیف کو 17 مضامین میں تقسیم کیا ہے۔ فلسفہ، منطق، ریاضیات، فلکیات، اقلیدس، علم الارض، موسیقی، اجرام فلکی،

طب، علم النجوم، جدلیات، نفسیات، سیاسیات، موسمیات، سبب اولیٰ اور العباد- اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ الکندی کتنا بڑا عالم تھا اسی لئے کارڈینو (Cardano) اسے دنیا کے بارہ عظیم ترین مفکروں میں شمار کرتا ہے (ملاحظہ ہو A History of human Philosophy جلد اول صفحہ 423 جرمنی 1963)

الکندی کا فلسفہ-

اس نے فلسفہ اور مذہب میں ہم آہنگی پیدا کرنی چاہی- فلسفہ کا دارومدار عقل پر ہے اور مذہب کا وحی پر فلسفہ کا طریق منطق ہے اور مذہب کا ایمان- لیکن ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں- الکندی تین دلائل دیتا ہے

1- مذہب' فلسفہ کا جزو ہے 2- الہامی صداقت اور فلسفیانہ صداقت ایک دوسرے سے اہم آہنگ ہیں-

ابن رشد اور ابن سینا تو کائنات کو ابدی تسلیم کرتے تھے لیکن الکندی اسے محدود سمجھتا تھا- لہٰذا غیر ابدی- اس نے لامتناہی (infinite) کے تصور پر ریاضیاتی طریقہ سے بحث کی- اور ثابت کیا کہ جو شے مادہ اور صورت سے بنی ہو اور زمان و مکان میں مقید ہو وہ لامتناہی نہیں ہو سکتی- اور چونکہ کائنات محدود ہے لہٰذا وہ ابدی نہیں ہے- ابدی تو صرف خدا کی ذات ہے-

روح اور عقل پر بحث کرتے ہوئے الکندی اپنے خیال میں ارسطو اور افلاطون کا تتبع کرتا ہے لیکن حقیقت میں یہ خیالات فلاطینوس (Plotinus) کے تھے جو اس نے اینیڈز (Enneads) میں بیان کئے- الکندی نے غلطی سے یہ کتاب افلاطون کی سمجھ لی- روح بسیط ہے اور خدا سے نکلی ہے جیسے شعاعیں سورج سے نکلتی ہیں مرنے پر روح عالم عقل میں پہنچ جاتی ہے اور خدا کی روشنی کی طرف لوٹ جاتی ہے اور پھر اس کا نظارہ کرتی ہے-

3- مذہب کا مطالعہ اور پیروی عین منطقی تقاضوں کے مطابق ہے-

ان طریقوں سے فلسفہ اور مذہب ایک دوسرے کے قریب آ گئے اور قرآنی آیات کی فلسفیانہ تشریح کا جواز پیدا ہوا-

خدا پر بحث کرتے ہوئے الکندی پہلے تو قدیم یونانی خیالات سے متاثر ہوا اور پھر معتزلہ خیالات سے- قدیم یونانیوں کی طرح خدا کو بسیط' ناقابل تقسیم' غیر مرئی اور محرک اول کہتا ہے لیکن چونکہ اس کی ہستی ماورائی ہے اس لئے خدا کی منفی صفات ہی بیان ہو سکتی ہیں یعنی خدا مادی نہیں اس کی کوئی صورت نہیں- وہ صفت' عددیت اور علائق سے پاک ہے ارسطو کا کوئی مقولہ اس کی ذات پر صادق نہیں بیٹھتا یہ معتزلہ کا عقیدہ تھا- الکندی خدا کی ہستی کو علت و معلول کے اصول پر ثابت کرتا ہے خدا سبب اولیٰ ہے لہٰذا اسکا وجود ضروری ہے- انسان کی روح کبھی نہیں سوتی صرف جسم سو جاتا ہے- سوتے ہوئے حواس معطل ہو جاتے ہیں لیکن عقل جاگتی رہتی ہے اسی لئے جب بیماری روح' حواس کو استعمال نہیں کرتی اور عقل سے کام لیتی ہے تو خواب نمودار ہوتے ہیں-

الکندی عقل کی مختلف اقسام بیان کرتا ہے- ارسطو نے صرف دو قسمیں بتلائی تھیں ایک امکان (possible) اور دوسری فاعل (Agent) لیکن بعد میں تین ہو گئیں- تیسری اکتسابی عقل (Habitual) تھی جس کا مطلب تھا کہ عقل نے علم حاصل کیا اور وہ علم اب اس کے قبضہ میں ہے یا دوسرے الفاظ میں بالقوہ سے بالفعل تک پہنچ گیا- الکندی نے چار قسمیں کر دیں- وہ اکتسابی عقل کے دو حصے کرتا ہے ایک وہ جو علم حاصل کرتی ہے لیکن عمل نہیں کرتی اور دوسری وہ جو علم حاصل کرتی ہے اور اس پر عمل بھی کرتی ہے-

علمیات پر بحث کرتے ہوئے الکندی کہتا ہے کہ صورت دو قسم کی ہوتی ہے مادی یا غیر مادی- جب روح' مادی صورت اختیار کرتی ہے تو مادی بن جاتی ہے اور جب غیر مادی صورت اختیار کرتی ہے تو غیر مادی بن جاتی ہے- مادی سے مراد حسی علم ہے غیر مادی سے مراد غیر حسی-

کلیات پر بحث کرتے ہوئے الکندی کہتا ہے کہ ایک

لحاظ سے تو یہ کثرت ہیں لیکن دوسرے لحاظ سے وحدت۔ کیونکہ ان کا انحصار عقل پر ہے جو وحدت ہے گو یہ وحدت اصلی نہیں۔

عربی فلسفہ میں الکندی نے ارسطو کے فلسفہ کو متعارف کرایا۔ ارسطو کی کتاب ارگن (argan) اور بعض مابعد الطبیعیاتی رسالوں کی شرح لکھی۔ الکندی کی کئی کتابوں کا ترجمہ لاطینی میں ہوا اور دور وسطیٰ کے عیسائی مفکروں نے اس سے استفادہ کیا۔

Al-Mawardi

الماوردی

(1058-974) پورا نام ابوالحسن الماوردی تھا۔ بصرہ میں پیدا ہوئے اور وہیں مروجہ علوم و فنون میں تعلیم پائی۔ کئی جگہ قاضی کے فرائض سرانجام دئے بالاخر بغداد میں قاضی مقرر ہوئے۔ اس زمانے کے خلفیہ القادر نے فقہ کے چاروں مکاتب فکر کے عالموں کو بلایا اور انہیں اپنے مکتب فکر کا لب لباب پیش کرنے کے لئے کہا چنانچہ الماوردی نے شافعی مسلک کو کتاب الاعتقنا میں بیان کیا اور القدوری نے حنفیہ مسلک کو المختصر میں۔ خلیفہ کو الماوردی کی کتاب بہت پسند آئی اور انہیں عقدہ القضات Aqde-al-Qudat کا خطاب دیا۔

ان کی تصانیف میں سے الحکام السطانیہ بہت پایہ کی کتاب ہے مسلمانوں میں یہ سیاست اور حکومت پر پہلی سائنسی کتاب ہے اس کتاب میں الماوردی لکھتا ہے کہ شریعت کی رو سے امامت ضروری ہے امام کا انتخاب ہونا چاہئے رائے و بندگان کا تعلق صرف دارالخلافہ سے ہی نہیں ہونا چاہئے بلکہ دیگر شہروں اور قصبوں کے لوگوں کو بھی ووٹ کی اجازت ہونی چاہئے۔ امام کا تعلق قریش کے قبیلہ سے ہونا چاہئے۔ امام یا تو منتخب ہونا چاہئے یا حکمران امام کا نامزد۔ بشرطیکہ امامت کی تمام شرائط پورا کرتا ہو ایک کم بہتر آدمی کو بہتر کے مقابلے میں امام چنا جا سکتا ہے۔ اور اگر امامت کا ایک ہی امیدوار ہو تو انتخاب کی ضرورت نہیں رہتی۔
امام اپنے جانشین کو نامزد کر سکتا ہے۔ لیکن یہ نامزد

اس کا باپ یا بیٹا نہیں ہونا چاہئے امام کو اختیار ہو گا کہ وہ اپنا ولی عہد مقرر کرے بشرطیکہ دوسرا آدمی ولی عہد بننے پر رضامند ہو۔ امام ایک سے زیادہ ولی عہد مقرر کر سکتا ہے اور ان کی تقدیم بھی متعین کر سکتا ہے۔ امام حلقہ انتخاب اور امیدواروں کی تعداد اور ان کی اہلیت بھی مقرر کر سکتا ہے۔
امام کا فرض ہے کہ وہ دین کی حفاظت کرے۔ شریعت کا قانون نافذ کرے۔ ملک میں نظم و نسق قائم کرے۔ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے متعین کردہ حدود میں رکھے۔ ملک کی حدود کی حفاظت کرے۔ خراج اور زکوۃ کو جمع کرے اور ریاست کے مختلف شعبوں میں ایمان دار آدمیوں کی تقرری کرے۔
امام کو معزول کیا جا سکتا ہے اگر 1۔ اس کی اخلاقی حیثیت میں فرق آجائے یعنی وہ نفس امارہ سے مغلوب ہو کر شریعت کی علی الاعلان مخالفت کرے یا مذہب کے خلاف عقاید رکھے۔
2۔ اس کی شخصیت بدل جائے یعنی جسمانی اور ذہنی لحاظ سے وہ امامت کے فرائض ادا نہ کر سکے۔ اس کے جسم میں نقص آجائے، لنگڑا، اندھا یا مفلوج ہو جائے یا اس کی رائے پر مشیر اور خوشامدی غلبہ پالیں اور وہ خود کچھ سوچ نہ سکے۔ یا اگر امام قید ہو جائے اور اس کی جگہ مقام امام مقرر کیا جا سکتا ہے۔ اور ہر فریضہ کے متعلق اپنی کتاب میں نہایت کارآمد باتیں لکھی ہیں۔

Al-Nazzam

الناظم

پورا نام ابو اسحاق ابراہیم بن سیر تھا۔ اس کی وفات 845ء میں ہوئی۔ معتزلہ فرقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو گناہ پر قدرت نہیں کیونکہ گناہ پر قدرت رکھنا بھی ایک قسم کا گناہ ہے خدا عادل ہے اس لئے وہ بہشتیوں یا دوزخیوں کی سزا جزا میں کمی بیشی نہیں کر سکتا۔ الناظم خدا میں قوت ارادے کو نہیں مانتا۔ وہ کہتا ہے کہ جب ہم کہتے ہیں کہ خدا خالق ہے تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ خدا اپنے علم کے مطابق اشیاء کو پیدا کرتا ہے الناظم یہ بھی کہتا ہے کہ ہر ذرے کو

لامتناہی طریقے پر تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ذرے ایک جگہ سے دوسری جگہ تک چھلانگ لگاتے ہیں اسے وہ تفرہ (tafrah) کہتا تھا۔ یہ نظریہ کوانٹم چھلانگ سے ملتا جلتا ہے۔

النظام کمون و بروز کا قائل تھا۔ وہ کہتا ہے کہ خدا نے ایک ہی وقت سب اشیاء کو پیدا کر دیا لیکن اس وقت یہ تمام اشیاء latency کی حالت میں تھیں اور بعد میں اپنے اپنے وقت پر ظاہر ہوتی گئیں۔

یوں تو النظام جسم کو روح کا آلہ سمجھتا تھا لیکن روح کو ایک قسم کا لطیف مادہ تصور کرتا تھا۔ اس سے مادیت کا شائبہ پڑتا تھا۔

الرازی Al-Razi

(925-865) پورا نام ابوبکر محمد ابن زکریا یحییٰ الرازی تھا۔ رے (Rayy) میں پیدا ہوا۔ پہلے جوہری یا سارنگی نواز تھا۔ پھر کیمیا کا دلدادہ ہو گیا۔ تیس یا چالیس سال کی عمر پر جب اس کی آنکھیں کمزور ہو گئیں اس نے کیمیا کو ترک کر دیا۔ اور طب کی طرف متوجہ ہوا۔ طب کی تعلیم ابن ربان التبری سے حاصل کی۔ رازی اپنے زمانے کا بہت بڑا طبیب ہے۔ رے کے ہسپتال کا ناظم بھی رہا ہے وہیں اس نے طب منصوری لکھی۔ رے سے رازی بغداد پہنچا اور وہاں بھی ہسپتال کا ناظم مقرر ہوا۔ کچھ عرصہ بعد دوبارہ رے لوٹا کئی لوگوں نے یہاں اس سے فیض پایا۔ اپنا وقت مریضوں کی دیکھ بھال اور تشخیص میں گزارتا تھا اور جب فرصت نصیب ہوتی تھی تب مطالعہ کرتا تھا اور کتابیں لکھتا تھا۔ کثرت مطالعہ سے آنکھیں کمزور ہو گئیں اور بالآخر بالکل ہی جاتی رہیں۔ اس کا انتقال رے میں ساٹھ سال کی عمر میں ہوا۔

رازی عقلیت پسند ہے۔ عقل کے سوائے کسی چیز کو نہیں مانتا اس کی طب میں ہر چیز مشاہدہ اور اور تجربہ پر مبنی ہے۔ مرض کا مطالعہ اور تشخیص بالکل سائنسی طریقے سے کرتا ہے اور کسی قسم کے توہم کو پاس نہیں پھٹکنے دیتا۔ اس کی مابعد الطبیعیات کا علم دو کتابوں 'مقالہ محمد ابن ابی بکر زکریا الرازی فی مابعد الطبیعیات' اور 'کتاب العلم الالہیہ' سے حاصل ہوتا ہے۔ پانچ حقائق کو ابدی تسلیم کرتا ہے یہ حقائق ہیں خدا' روح مادہ' زماں اور مکاں۔ ان میں سے خدا اور روح زندہ اور فعال ہیں۔ ایک منفعل اور بغیر زندگی کے ہے وہ ہے مادہ جس سے تمام اجسام پیدا ہوتے ہیں باقی دو نہ ذی حیات ہیں نہ فعال۔ خدا مکمل ہے زندگی اس سے ایسے نکلتی ہے جیسے سورج سے روشنی۔ خدا کو علم تھا کہ روح مادہ کی جانب مائل ہو گئی۔ خدا نے یہ امتزاج بہترین طریقہ پر سرانجام دیا۔ خدا جانتا تھا کہ یہ اتحاد شر کا موجب ہو گا لیکن جب اتحاد فی الواقعہ ہو گیا تب خدا نے اس اتحاد کو احسن طریقہ پر چلایا۔ لیکن اس کے باوجود بھی کچھ شر رہ گیا جس کی مکمل بیخ کنی ممکن نہیں۔ رازی کے مطابق خدا نے کائنات کو کسی ضرورت کے تحت نہیں بنایا شروع شروع میں خدا تخلیق کائنات کا کوئی ارادہ نہ رکھتا تھا۔ لیکن بعد میں اس نے کائنات بنانے کا فیصلہ کر دیا۔ اس فیصلہ کا ذمہ دار کوئی اور ابدی حقیقت ہے جسے وہ روح کہتا ہے۔ یہ روح ذی حیات ہے لیکن علم سے خالی ہے۔ مادہ بھی ابدی ہے۔ بے علمی کی وجہ سے روح کو مادہ سے انس تھا۔ مسرت کے لئے روح نے مادہ سے مختلف اشکال بنائیں۔ لیکن مادہ سرکش ہے اس لئے خدا کو مداخلت کرنی پڑی اور کائنات کی تخلیق ہوئی مادہ جوہر سے بنا ہے اور ابدی ہے اس کے دو ثبوت ہیں۔ اول تخلیق ہمارے سامنے ہے اس کا خالق چاہئے دوم نیستی سے کوئی شے ہست میں نہیں آسکتی لہٰذا مادہ کا وجود ازل سے لازم ہے مکان و زمان بھی ازلی ابدی ہیں کیونکہ مادہ ازلی ابدی ہے۔ زمان ہر دم رواں دواں ہے نہ اس کی ابتدا ہے نہ انتہا۔

دینیات میں رازی بالکل عقل پرست بنا ہوا ہے وہ الہام کو نہیں مانتا۔ کیونکہ وہ کہتا ہے کہ خیر و شر کی پہچان عقل سے ہوتی ہے اور پھر اس کا بھی کوئی جواز نہیں کہ کیوں چند آدمیوں کو بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے چن لیا جائے اس کے علاوہ پیغمبروں میں تضاد ہے۔

مذہب کو بھی رازی نہیں مانتا۔ وہ کہتا ہے کہ مذہب کو لوگ روایات یا نقالی سے مانتے ہیں۔ اس کے علاوہ مولویت اور کاہنیت بھی مذہب کے فروغ کا باعث ہیں پھر رسومات، تعویز، گنڈے وغیرہ بھی عوام الناس کی عقل پر پردہ ڈال دیتے ہیں اور انہیں مذہب کی جانب کھینچ لاتے ہیں۔ رازی کہتا ہے کہ مذاہب کے درمیان بڑا تضاد ہے رازی معجزوں اور کرامات سے انکار کرتا ہے سائنسی کتابوں کو مذہبی کتابوں پر ترجیح دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ دنیا میں جنگوں کا باعث مذاہب بنے ہیں۔ نفرت اور عناد بھی مذاہب ہی پھیلاتے ہیں۔

ابن باجہ Avempace

(1138-) پورا نام ابوبکر محمد ابن یحیٰی البیغ ہے خاندان التجیب سے تعلق رکھتا تھا اس لئے التجیبی کے نام سے بھی مشہور ہے۔ پیدائش سارا گوسہ (Saragosa) میں گیارہویں صدی کے خاتمہ پر ہوئی۔ عربی زبان اور ادب کا بڑا ماہر تھا۔ اسی لئے لوگ اس کا مقابلہ بوعلی سینا سے کرتے تھے۔ عقاید کی بنا پر ابن باجہ پر الحاد کا فتویٰ لگا۔ اس لئے کچھ وقت قید میں بھی گزارنا پڑا۔ دو دفعہ وزارت کے عہدے پر فائز ہوا۔ آخری مرتبہ بیس سال تک اس عہدہ پر فائز رہا۔ اس کی موت زہر سے واقع ہوئی خیال کیا جاتا ہے کہ زہر دینے کی وجہ اس کے ملحدانہ خیالات تھے۔ اس کی تصانیف کئی ہیں۔ ابن باجہ کو منطق، فلسفہ اور مابعد الطبیعیات کے علاوہ ریاضیات، فلکیات، موسیقی اور طب میں بھی مہارت تھی۔ فلسفہ میں فارابی کی تقلید کرتا تھا۔ گو کہیں کہیں اس سے اختلاف بھی کیا ہے۔ ابن باجہ کہتا تھا کہ ارسطو سمجھنے کے لئے پہلے اس کے فلسفہ کا مطالعہ ضروری ہے۔ لہٰذا اس نے ارسطو کی تصانیف کی شرحیں لکھی ہیں۔ مابعد الطبیعیات کی ابتداء اس عقیدے سے کرتا ہے کہ مادہ تو صورت کے بغیر ممکن نہیں لیکن صورت' مادہ کے بغیر ممکن ہے۔ یہاں پر ارسطو سے تھوڑا سا اختلاف ہے۔ جسم کی صورت کو عمومی روحانی۔ خصوصی روحانی اور طبعی صورت میں تقسیم کرتا ہے۔ اور روحانی صورت کی تین شکلیں بتلاتا ہے۔ جس صورت کا تعلق عقل فعال سے ہے ابن باجہ اسے عمومی روحانی کہتا ہے اور جس کا تعلق فہم عامہ سے ہے اسے خصوصی روحانی کہتا ہے۔ فارابی اور ابن سینا کی طرح ابن باجہ کا مسئلہ اخلاقی اور معادیاتی (Exhatological) تھا۔ اس کے فکر کا منشا عقل فعال سے اتصال ہے۔ اس مقام پر انسان کا وصال فوق الحسن ہستی سے ہو جاتا ہے اپنی کتابوں 'تدبیر المتوحد' بعد اتصال العقل بالا انساں' میں ابن باجہ نے وہ مدارج بیان کئے ہیں جو بالاخر اتصال پر ختم ہوتے ہیں۔ متوحد یعنی فلسفی کو معاشرہ سے الگ رہنا پڑتا ہے اگر معاشرہ افراتفری اور فسق و فجور کا شکار ہو۔ چونکہ متوحد' عقل کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ اسے حقیقی مسرت حاصل ہوتی ہے۔ اس میں فضل ربی بھی شامل ہونا چاہئے جب قلب اللہ کے نور سے منور ہوتا ہے تب اتصال حاصل ہوتا ہے اور فلسفی یا متوحد کو سعادت نصیب ہوتی ہے۔

ابن رشد (1198-1126) Averroes

محمد ابن رشد قرطبہ کے بہت بڑے علمی گھرانے میں پیدا ہوا۔ اس کا باپ اور دادا اندلس میں قاضی القضاہ کے عہدے پر فائز رہے۔ ابن رشد کو ہر قسم کے علوم حاصل کرنے کا موقع ملا۔ چنانچہ الموطا اپنے باپ سے پڑھی۔ قرآن کریم' حدیث اور فقہ کا علم اپنے زمانے کے مشہور علماء سے حاصل کیا۔ ریاضیات' طبیعیات' نجوم' منطق' فلسفہ اور طب کا بھی خوب مطالعہ کیا۔

ابن رشد کا عروج موحدین کی سلطنت میں ہوا۔ موحدین کا پہلا حکمران عبدالمومن تھا اس نے اپنے دور کے مشہور فلسفی جن میں ابن ماجہ' ابن طفیل اور ابن رشد شامل ہیں اپنے دربار میں جمع کر لئے۔ عبدالمومن کے بعد ابویعقوب بادشاہ بنا۔ اس نے ابن رشد کو حکم دیا کہ ارسطو کی شرح لکھے۔ اس وجہ سے ابن رشد کو شارح ارسطو بھی کہا جاتا ہے۔ اس نے ارسطو کی کتابوں کی جو شرحیں لکھیں وہ تین قسم کی ہیں۔

1- شروح بسیط۔ ان شرحوں میں وہ ارسطو کے ہر ہر

فقرے کو اس کی تصریح کے ساتھ نقل کرتا ہے۔

2- شروح متوسط- ان میں اس نے ارسطو کا پورا متن نقل نہیں کیا ہے بلکہ اس کی عبارتوں کے ابتدائی فقرے نقل کر کے فارابی کے طریقے پر اس کی شرح کی ہے۔

3- ملحضات- ان میں وہ ارسطو کے متن سے تعرض نہیں کرتا بلکہ خود مطالب بیان کرتا ہے۔

ابن رشد نے تقریباً ارسطو کی کل کتابوں پر تینوں طرح کی شرحیں لکھی ہیں ان میں انابوطیقا الثانیہ' کتاب الطبیعیات' کتاب العما' کتاب النفس اور کتاب مابعد الطبیعیات پر تینوں طرح کی شرحیں موجود ہیں- ان کتابوں کی اہمیت محض تاریخی ہے- اس کے اپنے فلسفیانہ خیالات کا پتہ اس کی اپنی تین اہم تصانیف یعنی فعل' کشف اور تہافہ سے چلتا ہے- ان کے علاوہ ایک چھوٹی سی کتاب 'الاتغال' ہے اس میں بھی ابن رشد اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے- طب میں اس کی قابل ذکر کتاب کلیات ہے اور فقہ میں بدایت المجتہد(Bidayar-ul-Mujtahid) ہے-

1194 میں مذہبی اختلافات کی بنا پر اسے جلاوطن کر دیا گیا- اس کی تصانیف نذر آتش کر دی گئیں- کچھ عرصے بعد اسے وطن آنے کی اجازت مل گئی اور اس کا دھوم دھام سے استقبال کیا گیا مگر وہ جلد ہی وفات پا گیا- مولانا شبلی نعمانی نے ذوق کے اس مصرع کا اس پر اطلاق کیا ہے- ع

عید ہوئی ذوق ولے شام کو

ابن رشد کی تعلیمات کو پانچ عنوانات کے تحت بیان کر سکتے ہیں-

1- فلسفہ اور مذہب 2- ذات باری تعالیٰ 3- علم کی حقیقت 4- سائنس 5- وجود

1- فلسفہ اور مذہب- ابن رشد کے سامنے امام غزالی کا "تہافتہ الفلاسفہ" تھا جس میں فلسفے اور فلسفیوں پر سخت تنقید کی گئی- ابن رشد نے امام غزالی کی تنقید پر تنقید کی اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ فلسفہ اور قرآن میں کوئی تضاد نہیں بلکہ قرآن کریم کی آیات فلسفیانہ غور و فکر کی طرف مائل کرتی ہیں- نقل اور عقل میں کوئی اختلاف نہیں اور اگر کہیں فرق نظر آئے تو تاویل سے کام لینا چاہئے- بعض قرآنی آیات کے دو معنی ہیں ایک ظاہر میں اور دوسرے باطن میں- عوام کے سامنے باطنی معانی پیش نہیں کرنے چاہئیں اس سے وہ گمراہ ہو سکتے ہیں- مذہب اور فلسفہ ایک دوسرے کے حریف نہیں بلکہ حلیف ہیں-

2- ذات باری تعالیٰ- اس کا تذکرہ کشف میں آتا ہے جہاں وہ پانچ قسم کے فلسفیوں یعنی اشعری' معتزلہ' باطنی' حشوی اور صوفیا کے آراء پر بحث کرتا ہے اور جو ثبوت انہوں نے خدا کی ہستی کے بارے میں دیئے ہیں ان پر تنقید کرتا ہے اور بعد میں خود دو راستے تجویز کرتا ہے ایک تخلیق سے اور دوسرا قدرت الٰہی سے- پہلا کونیاتی (Cosmalogical) اور دوسرا غایتی (Teleological) ہے- خدا کی اہم صفات علم' حیات' قدرت' ارادہ' سماعت بصارت اور کلام ہیں اس کے افعال تخلیق' پیغمبروں کو مبعوث کرنا' تقدیر' عدل اور قیامت کے روز مردوں کو دوبارہ زندہ کرنا ہے-

3- علم کی حقیقت- اس کی بحث تلخیص کتاب النفس میں آتی ہے- اس کتاب میں ابن رشد عقل اور روح میں تمیز کرتا ہے اور یہ سوال اٹھاتا ہے کہ آیا مادہ کے بغیر صورت کا وجود ممکن ہے- مادی صورت تو مادہ کے بغیر ممکن نہیں لہٰذا اگر کسی چیز کا الگ وجود متصور ہو سکتا ہے تو وہ مادی نہیں ہوگی- روح کا تعلق بھی عضویہ سے ہے- لہٰذا یہ بھی مادہ سے الگ نہیں- روح کے پانچ اقسام ہیں- مغذی (Nutritive) حساس (Sensitive) متخیلہ (Imaginative) وقوفی (Cognitive) اور مشتہی (Appetitive) حیوانوں کا علم تحسسات تک محدود ہے- انسان ان دو کے علاوہ عقل سے بھی علم حاصل کرتا ہے- عقل سے تصورات اور استدلال ملتے ہیں- اللہ تعالیٰ اور انسان کے علم میں بنیادی فرق ہے- انسان تو حواس اور عقل

سے علم حاصل کرتا ہے اشیاء کے بدلنے سے حسی علم بھی بدل جاتا ہے۔ انسان کا علم تو موجودات کے باعث ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کا علم ابدی اور لازوال ہے۔ انسان کا علم وقتی اور عارضی ہے خدا کے علم نے موجودات کو پیدا کیا نہ کہ موجودات نے خدا کا علم پیدا کیا۔

علم یا تو اندرونی ہو گا یا عمومی۔ پہلی قسم کے علم کا دارومدار تحسسات اور تحلیلات پر ہے اور دوسری قسم کے علم کا عقل پر۔ عقل سے تجریدات' امتزاج اور محاکمات حاصل کرتے ہیں علاوہ ازیں عقل نظری اور عملی بھی ہو سکتی ہے۔ عملی عقل ہر انسان میں موجود ہے۔ صرف نظری عقل ابدی ہے اور اس کا رابطہ عقل فاعل یعنی خدا سے ہوتا ہے۔

4- سائنس- تہافتہ الفلاسفہ میں امام غزالی نے فلسفہ اور سائنس کی بنیادوں پر بڑے زور کے حملے کئے۔ ابن رشد نے اس کا جواب دیا اور تینوں کا یعنی مذہب' فلسفہ اور سائنس کا ثقافت میں مقام تعین کیا۔ امام غزالی کے نزدیک علت و معلول کا رشتہ لازمی نہیں اور نہ ہی وہ اشیاء کی کوئی مستقل حیثیت تسلیم کرتا ہے۔ ابن رشد نے علت و معلول کے رشتے کو لازمی جانا اور اشیاء کی بھی مستقل حیثیت تسلیم کی۔ اس طرح اس نے اپنے خیال میں سائنس کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا۔

5- وجود- ارسطو کے تتبع میں ابن رشد کہتا ہے کہ فلسفہ کا موضوع وجود ہے اس لئے ارسطو کے فلسفہ میں معقولات عشرہ کی طرف آتی ہے اور جوہر کے اصولوں کا تعلق اصول اول سے بتایا جاتا ہے۔ ابن رشد کا کہنا ہے کہ سائنس میں موجودات کے علائق دریافت کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا تعلق سبب اول سے تعین کیا جاتا ہے لہٰذا فلسفہ وجود کا کام اسباب اور اصولوں کی تلاش ہے۔ یہ اصول ہمیں خارج سے موصول ہوتے ہیں اور خارج جسے وجود یا جوہر کہا جاتا ہے ارسطو کے فلسفہ میں پہلا مقولہ ہے اور یہی بنیادی مقولہ ہے باقی نو مقولے ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔

تعریف سے کسی شے کو جانا جاتا ہے اور تعریف میں جنس اور فعل کا ذکر ہوتا ہے۔ کلیات کا خارج میں موجود ہونا ضروری نہیں۔ وہ ذہن میں تصورات کی شکل میں زندہ رہ سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں کلیات ابدی اور غیر متغیر بھی ہیں۔ یہاں ابن رشد ارسطو کی حمایت کرتا ہے اور افلاطون کی مخالفت۔

ابن رشد اسلام میں خالص ارسطوئی فلسفے کا بہت بڑا علم بردار اور حامی تھا اور ازمنہ وسطیٰ میں معلم اول کی تحریروں کا بہترین شارح تھا۔ لیکن وہ شارح ہی نہیں تھا بلکہ اس نے ارسطو پر تنقید بھی کی اور فکر کا قدم آگے بڑھایا۔ ابن رشد کا کمال یہ ہے کہ اس نے غزالی جس نے فلسفے پر اتنا شدید وار کیا تھا کہ وہ نزع کے عالم میں پہنچ گیا تھا از سرنو قوت بخشی اور اسے دوبارہ زندگی عطا کی۔

ابن سینا (980-1037) Avicenna

حسین نام ابو علی کنیت ہے۔ باپ کا نام عبداللہ تھا پورا سلسلہ نسب یہ ہے۔ حسین بن عبداللہ بن حسن بن علی بن سینا۔ بخارا کے قریب ایک گاؤں افشنہ میں پیدا ہوا۔ وہ اس اعتبار سے خوش نصیب تھا کہ اس کے والد نے جو اسماعیلی عقیدے کا مالک تھا اس کو تعلیم دلانے کے معاملے میں بے پناہ دلچسپی لی۔ اس کے والد کا گھر دور و نزدیک کے اہل علم کیلئے مقام ملاقات کی حیثیت رکھتا تھا۔ ابن سینا نے دس برس کی عمر میں قرآن کریم حفظ کر لیا اور صرف و نحو کی تعلیم بھی مکمل کر لی۔ ازاں بعد وہ منطق و ریاضی کی جانب متوجہ ہوا۔ علم ریاضی ابو عبداللہ الناتلی سے حاصل کیا۔ ان ہر دو علوم پر بڑی جلدی قادر ہو جانے کے بعد اس نے ابو سہل الحسیحی کے پاس مابعد الطبیعیات اور طب کی تعلیم پانا شروع کی۔ اٹھارہ برس کی عمر میں وہ اپنے زمانے کے جملہ علوم میں مہارت نامہ حاصل کر چکا تھا۔ اتنی عمر تک جو کچھ پڑھ لیا تھا اب گویا اس کے فہم و ادراک کے باب میں ترقی کی ضرورت تھی۔ اس نے اپنی عمر کے آخری حصے میں اپنے شاگرد الجوزجانی کو بتایا تھا کہ تمام

درمیانی عرصے میں اس نے جو کچھ پڑھا وہ اس سے زیادہ نہ تھا جو اسے اٹھارہ برس کی عمر میں معلوم تھا۔

اس کی طبی مہارت نے اسے بخارا کے حکمران کا منظور نظر بنا دیا تھا اور اس کیلئے محل کی لائبریری کے دروازے کھول دیئے گئے تھے۔ دربار میں بھی اسے بڑی منزلت حاصل تھی۔ لیکن وسطی ایشیا میں سیاسی افراتفری کے باعث جو سلطان محمود کی ابھرتی ہوئی طاقت نے پیدا کر رکھی تھی اس کے اپنے وطن میں زندگی دشوار اور بے استقرار ہو کر رہ گئی تھی۔ چنانچہ اسے بخارا چھوڑ کر جرجانیہ جانا پڑا اور آخر کار اس علاقے کو بھی خیرباد کہا اور جرجان کی راہ لی۔ جرجان پہنچنے سے قبل اس کی مشہور صوفی اور شاعر ابو سعید ابو الخیر سے ملاقات ہوئی۔ ملاقات کے بعد ایک شخص نے صوفی سے پوچھا ابن سینا کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ صوفی نے جواب دیا "جو میں دیکھتا ہوں وہ جانتا ہے" اسی شخص نے ابن سینا سے صوفی ابو سعید کی رائے معلوم کی تو ابن سینا نے کہا "جو میں جانتا ہوں وہ دیکھتا ہے۔" جرجان سے اس نے رے کا رخ کیا وہاں سے ہمدان اور پھر اصفہان چلا آیا۔ اصفہان بہت بڑا علمی مرکز تھا وہاں پندرہ سال ابن سینا نے پرسکون زندگی بسر کی۔ اور بہت سی اہم تصانیف سپرد قلم کیں۔ بلکہ نجوم کا مطالعہ کر کے ایک رصدگاہ کی تعمیر کا آغاز کیا۔ تاہم پریشانی کے دور میں ہاتھ لگنے والے اس وقفہ اطمینان کو بھی مسعود کے حملہ اصفہان نے اختلال سے ہمکنار کر دیا۔ مسعود اس محمود غزنوی کا فرزند تھا جس نے ابن سینا کو دور عنفوان میں اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس حملے کی بدولت اس کی بہت سی تحریریں برباد ہو گئیں اور پریشان حالی میں وہ پھر ہمدان چلا گیا اور وہیں 1037ء میں اس کا انتقال ہو گیا۔

تصانیف:

ابن سینا نے عنفوان شباب میں ہی کتب تحریر کرنا شروع کر دی تھیں۔ اگر چھوٹے رسائل اور مکاتیب کو بھی حساب میں رکھا جائے تو ابن سینا کی تاحال سلامت کتب کی تعداد کوئی ڈھائی سو بنتی ہے اور وہ کتب دنیائے قرون وسطیٰ میں پائے جانے والے ہر موضوع کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہیں۔ اس کی بیشتر تصانیف عربی زبان میں ہیں اور چند فارسی زبان میں۔

ابن سینا کی فلسفیانہ تحریروں میں اس کا مثالی شاہکار کتاب "الشفا" ہے جسے لاطینی زبان میں (Sufficientia) کہا جاتا ہے اور یہ کسی ایک فرد کے قلم سے ظہور میں آنے والا ضخیم ترین دائرہ المعارف ہے۔ اس کی کتاب "نجات" الشفا کا ملخص ہے۔ اس کی آخری اور عظیم ترین تصنیف "اشارات" الشبہیات " ہے۔ علاوہ ازیں اس نے بہت سے رسائل منطق، نفسیات، کونیات اور مابعد الطبیعیات پر تصنیف کئے۔ علاوہ ازیں اس کی باطنی تعلیمات سے تعلق رکھنے والی تحریریں ہیں جو اس کے فلسفہ مشرق کے ذیل میں آتی ہیں۔ ان میں سب سے اہم یہ ہیں۔ رسالہ فی العشق، سہ رسالہ، ہمنوع، رسالتہ الطیر، اور سلاماتی والبال۔ اشارات کے آخری تین ابواب اور منطق المشرقین جو ایک ضائع شدہ ضخیم تر تصنیف کا حصہ ہے۔

سائنس پر بھی ابن سینا نے چھوٹے چھوٹے رسائل مرتب کئے جن میں طبقات اور موسمیات (Meteorology) وغیرہ کے مخصوص مسائل سے بحث کی گئی ہے۔ رہی طب تو ابن سینا نے اپنی مشہور و معروف کتاب "قانون" سپرد قلم کی جو تاریخ طب میں اہم ترین کتاب شمار ہوتی ہے اور آج بھی مشرق میں پڑھائی جاتی ہے۔ مغرب میں تو اس کی بیشتر مقبولیت ہی ایک ماہر طب کی حیثیت سے ہے بطور "ملک الاطبا" اس کی تصویر یورپ کے بہت سے کلیساؤں کی دیواروں پر سجی رہی۔ دانتے نے اس کا خاصا احترام کیا ہے لہٰذا اسے عہد عتیق کی دو طبی مستند شخصیتوں یعنی بقراط اور جالینوس کے مابین جگہ دی گئی ہے مشرق میں بھی اس کی حاوی حیثیت بطور طبیب ہے۔

اس کا فلسفہ مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت بیان کیا جا سکتا ہے۔ 1- وجود 2- روح اور جسم کا تعلق 3-

نظریہ علم 4۔ نظریہ الہام و نبوت 5۔ خالق اور مخلوق

1۔ وجود۔ الفارابی اور دیگر مسلم فلسفیوں کی طرح ابن سینا بھی نظریہ صدور کو تسلیم کرتا ہے۔ خدا واجب الوجود ہے اس کی ہستی سے عقل اول کا صدور ہوتا ہے۔ چونکہ عقل اول واجب الوجود نہیں اسے امکان بھی کہہ سکتے ہیں اور اس امکان کی فعلیت خدا ہے۔ عقل اول سے عقل دوم اور اعلیٰ ترین کرہ آسمانی کا صدور ہوتا ہے ابن سینا نے نظریہ صدور دو وجوہات کی بنا پر اختیار کیا۔ اولاً اس سے اسلامی نظریہ تخلیق سمجھ میں آجاتا ہے اور ثانیاً ارسطو کا فلسفہ تخلیق کے بارے میں ناقص تھا۔ ارسطو کے ہاں وحدت سے کثرت کی طرف کوئی راستہ نہیں نکلتا۔ ارسطو تو کائنات کی تخلیق صورت اور مادہ کے نظریہ سے بیان کرتا ہے جو ابن سینا کے نزدیک درست نہیں۔ ابن سینا کا موقف یہ ہے کہ جب تک خدا کا وجود تسلیم نہ کیا جائے تخلیق کا مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ خدا کی ہستی کیلئے اس کے پاس وجودیاتی (Ontological) دلیل ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ابن سینا محض ارسطو کا حاشیہ بردار نہیں تھا بلکہ اسلامی فکر کی روشنی میں مسائل کا حل تلاش کرتا تھا۔

2۔ روح اور جسم کا تعلق۔ ارسطو کی طرح ابن سینا بھی روح اور جسم میں گہرے تعلق کا قائل ہے لیکن جہاں ارسطو ان دونوں کا الگ اور خودمختار وجود تسلیم نہیں کرتا وہاں ابن سینا بڑے شدومد سے اس امر پر مصر ہے کہ روح اور جسم کا وجود الگ الگ ہے اور اس میں کوئی مشترک خواص نہیں پائے جاتے۔

ابن سینا نے اپنی کتاب "الشفا" میں کہا ہے کہ روح کی ہستی جسم کے بغیر ممکن نہیں ہے وہاں پر اس کا استدلال ڈیسکارٹ (Descartes) سے ملتا جلتا ہے۔ ابن سینا یہ بھی کہتا ہے کہ روح ماورائی حقیقت ہے اور ہر قسم کے مادی اوصاف سے معرا۔ اس لئے غیرفانی بھی ہے۔ اس کی ہستی اللہ تعالیٰ کی ہستی میں گم نہیں ہوتی بلکہ الگ قائم رہتی ہے۔

ابن سینا کے خیال میں روح اور جسم کا تعلق کئی طرح ظاہر ہوتا ہے۔ ایک تو ارادی افعال میں اور دوسرے ہیجانات میں۔ ابن سینا کے مطابق کئی بیماریاں قوت ارادہ سے ٹھیک ہو جاتی ہیں اور کئی اس سے لاحق بھی ہو جاتی ہیں۔ اس سلسلہ میں ابن سینا نے ایعاز (Suggestion) نومیت (Hyptonsis) نظر بد (Evil eye) اور جادو کا بھی ذکر کیا ہے۔

3۔ نظریہ علم۔ علم سے مراد شے معلومہ کی صورت کو تجرید کرنا ہے۔ لیکن ذہن کے ہر شعبہ کی تجریدی قوت ایک جیسی نہیں ہوتی۔ مثلاً حسی ادراک کو مادہ چاہئے لیکن قوت متخیلہ مادہ کے بغیر کام کرتی ہے کیونکہ اسے تمثال چاہئیں۔ اگرچہ یہ تمثال مادی اوصاف سے خالی نہیں ہوتی صرف عقل ہی ایسا ملکہ ہے جو صورت کو تجرید کر کے تصورات کو عمومی شکل عطا کرتی ہے۔

ادراک (Perception) دو طرح کے ہیں۔ اندرونی اور بیرونی۔ بیرونی تو حواس خمسہ کی بدولت حاصل ہوتے ہیں اور اندرونی اندر کے حواس سے۔ اندرونی حواس میں سب سے اول نمبر پر (Senses Communis) ہے جو تحسسات میں نظم لا کر انہیں ادراکات بناتا ہے دوسری حس متخیلہ ہے جو ادراکات کو محفوظ کرتی ہے۔ تیسری بھی متخیلہ ہے جو تمثالات کو جوڑتی یا علیحدہ کرتی ہے۔ اس میں عقل کو بھی دخل ہے۔ چوتھی حس وہم ہے جو محبت یا نفرت، فائدہ یا تکلیف کا احساس دلاتی ہے اور ایک طرح سے سیرت کی بنیاد بنتی ہے۔ پانچویں حس معانی کی حفاظت ہے۔

ابن سینا عقل پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ انسانی عقل سے ماورا الٰہی عقل ہے اور یہی فوق والبشر عقل اور علم کی ذمہ دار اور منبع ہے۔ انسانی عقل غیر مادی مستقل اور ناقابل تقسیم جوہر ہے۔ لہٰذا ہر انسان غیرفانی ہے۔ الفارابی صرف انہی انسانوں کو غیرفانی کہتا ہے جن کی عقل ترقی کے منازل طے کر لیتی ہے۔ علم ایک عطیہ ہے جو فعال عقل یا خدا سے انسان کی امکانی عقل کو ملتا ہے۔ امکانی عقل آئینہ کی مانند ہے جس پر

فعال عقل کا عکس پڑتا ہے اور علم ملتا ہے۔ ہمارا علم جزوی ہوتا ہے حتیٰ کہ فلسفی یا صوفی کا علم جب تحقیقی بھی ہوتا ہے تب بھی مکمل حقیقت کو آشکار نہیں کرتا۔ لیکن ابن سینا کہتا ہے کہ بعض شعور اس جزوی پن کو دور کرنے کے قابل ہوتے ہیں اور حقیقت کی مکمل طور پر نقاب کشائی کر لیتے ہیں۔

4- نظریہ الہام و نبوت- ابن سینا نے الہام اور نبوت کی ضرورت چار سطح پر ثابت کی ہے یعنی عقلی' تخیلی' کراماتی اور سماجی و سیاسی- عقلی سطح پر ابن سینا کہتا ہے کہ قرآن کریم کے ایک تو علامتی معنی ہیں اور دوسرے لغوی- علامتی معنی زیادہ صحیح ہوتے ہیں لیکن عوام کو نہیں بتانے چاہئیں اس طرح فقہ کے بھی دو معانی یعنی علامتی اور لغوی ہوتے ہیں لیکن ان کی حیثیت فلسفہ سے کم تر ہے۔

الہام کی ضرورت ثابت کرتے ہوئے ابن سینا ارسطو کا سہارا لیتا ہے- ارسطو نے کہا ہے کہ بعض لوگ حد اوسط (Middle Term) کے بغیر نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں- ابن سینا کے نزدیک یہ لوگ صاحب وجدان اور صاحب ولی ہوتے ہیں جو امی یا ان پڑھ ہونے کے باوجود حقیقت کی پردہ کشائی کرتے ہیں- نبیؐ ایک لحاظ سے تو عقل فعال ہیں اور مکمل حقیقت کا علم رکھتے ہیں اور دوسرے لحاظ سے بشر ہیں اور عقل فعال سے اتفاقی رابطہ رکھتے ہیں چونکہ نبیؐ کا کام ذہنی انقلاب برپا کرنا ہوتا ہے اور معاشرے کو از سرنو تشکیل کرنا لہٰذا اس کا الہام ذہنی انقلاب بھی لائے گا اور معاشرے کا نظام بھی بدلے گا- یعنی نبیؐ کی قوت متخیلہ تیز ہونی چاہئے- اس کی روحانی طاقت بھی زبردست ہوتی ہے تاکہ وہ انسانی دماغوں پر قابو پا سکے اور حالات کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال سکے-

نبیؐ کی قوت متخیلہ زور دار ہوتی ہے جس سے وہ تعقلی تصورات کو حرکی تمثال میں بدل لیتا ہے- اس کے تمثال ایسے تیز اور طاقتور ہوتے ہیں کہ وہ انہیں سنتا اور دیکھتا ہے حالانکہ یہ دکھ اور خوشی کی روحانی کیفیات ہوتی ہیں- نبی قانون دان اور سیاستدان بھی ہوتا ہے-

5- خالق اور مخلوق- خدا واحد ہے اور واجب الوجود ہے- وہ بے نیاز ہے تمام مخلوق کا دارومدار اس کی ذات پر ہے- خدا کا کوئی جوہر نہیں- اس کی کوئی صفات نہیں- اگر کسی چیز کو اس کا جوہر کہہ سکتے ہیں تو وہ اس کا واجب الوجود ہونا ہے- خدا بسیط ہے اور جو صفات مثلاً علم، تخلیق، قدرت اور ارادہ وغیرہ اس سے منسوب کی جاتی ہیں وہ یا تو اس کے وجود ہی کا دوسرا نام ہیں یا اس کے وجود سے نکلتی ہیں- خدا کے علم میں مخلوقات کا علم مضمر ہے- خودشناسی کے ذریعے خدا تمام مخلوقات کو جان لیتا ہے کیونکہ یہ تمام موجودات اسی سے تو نکلی ہیں- نہ صرف خدا کلیات کا علم رکھتا ہے بلکہ جزئیات کا بھی کیونکہ صدور کا منبع تو اسی کی ذات ہے- مخلوق بھی ویسی ہی ابدی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات- مادہ اور صورت دونوں خدا کی ذات سے نکلتے ہیں اس لئے وہ بھی ابدی اور ازلی ہیں- پس خدا کی طرح اس کی کائنات بھی ابدی ازلی ہے اگرچہ یہ تصور مذہب سے دور چلا جاتا ہے لیکن ابن سینا نے فلسفی ہونے کی حیثیت سے اس کی تائید کی- پھر اس کے نزدیک یہ نظریہ مادیت کی بھی کاٹ کرتا ہے- گو یہ کائنات ازلی اور ابدی ہے جیسا کہ مادہ پرست سمجھتے ہیں لیکن اس کا دارومدار خدا کی ذات پر ہے اور کائنات کی ابدیت خدا کی ابدیت کا نتیجہ ہے اور خدا کی ابدیت اعلیٰ اور فائق ہے-

یورپ میں ارسطو کو دوبارہ متعارف کرانے میں ابن سینا کا بڑا ہاتھ ہے- بارہویں اور تیرہویں صدی میں اس کی کتابوں کے کثیر تعداد میں ترجمے ہوئے- ابن سینا کو ارسطو سوم بھی کہا جاتا ہے-

بایزید بسطامی Bayazid Bistami

سن وفات 874ء ہے- ایرانی مسلمان تھے شروع میں ان کا شمار اصحاب الرائے میں تھا امام ابو حنیفہ کی تقلید کرتے تھے- بعد میں صوفی ہو گئے- سندھ کے صوفی ابو علی سے انکی دوستی تھی- ان سے انہوں نے فنا

فی التوحید کا سبق لیا اور ان کو سورہ اخلاص اور سورہ فاتحہ سے توحید کا سبق دیا۔ تیس سال تک شام کے جنگلوں میں بھوکے پیاسے ننگے پھرتے رہے سوتے بھی کم تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ انسان اندھا پن، بہرہ پن اور زبان بندی سے معرفت کے انتہائی مقام تک پہنچ سکتا ہے۔ توحید ان کی آخری منزل ہوتی ہے۔ یہ منزل تجرد سے حاصل ہوتی ہے۔ ہر شے کو ترک کر کے انسان وحدت میں گم ہو جاتا ہے۔ اور اس وقت وہ خود میں اور حقیقت میں کوئی فرق نہیں پاتا۔ کرسی، عرش، لوح و قلم وہ خود ہی ہوتا ہے۔ حضرت بایزید نے تفصیل سے اپنے روحانی تجربات بیان کئے ہیں انہیں وہ معراج کہتے ہیں۔

Dhu al-Nun Misri

ذوالنون مصری (706-859)

بہت مشہور صوفی ہیں۔ بڑی ریاضتیں کرتے تھے۔ خلوت نشینی کو بڑی اہمیت دیتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ معرفت الٰہی کے دو راستے ہیں ایک ترک گناہ ترک دنیا اور ترک خواہشات اور دوسرا خدا سے لو لگانا اور دل کو باقی تمام خیالات سے خالی کر دینا ہے۔ توکل پر بھی زور دیتے تھے توکل سے مراد ظاہری اسباب کا سہارا نہ لینا اور کوئی منصوبہ بندی نہ کرنا ہے۔ اس کا تقاضا ترک دینا۔ گوشہ نشینی اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر پورا بھروسہ ہے۔

حضرت ذوالنون مصری نے علم کے تین اقسام بتلائے ہیں۔ پہلا خدا کی توحید کا علم۔ یہ ہر مسلمان کا خاصہ ہے دوسرا شواہد اور عقل سے حاصل کردہ علم۔ یہ عالموں اور دانشمندوں کا خاصہ ہے تیسرا اللہ تعالیٰ کی صفات کا علم۔ یہ صوفیوں کا خاصہ ہے۔ اسی علم کو معرفت کہتے ہیں۔ اس سے قلب کا براہ راست رشتہ خدا سے بندھ جاتا ہے اور ہر قسم کا حجاب اٹھ جاتا ہے اور پردہ دور ہو جاتا ہے۔ اس وقت صوفی کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ بن جاتا ہے صوفی کی آنکھ اللہ کی آنکھ بن جاتی ہے۔ پس اعلیٰ قسم کا علم معرفت ہے جس میں انسان اپنے آپ کو بھول جاتا ہے اور خدا کی ذات میں فنا ہو جاتا ہے۔

فخرالدین رازی Fakhr al Din Razi

(1209-1149) پورا نام ابوالفضل محمد بن عمر ہے۔ مشہور امام فخر، ابن الخطیب اور امام المتشککین کے نام سے بھی جانے جاتے ہیں۔ جائے تولید شمالی ایران کا قصبہ رے (Rayy) ہے۔ ان کے والد ضیا الدین اپنے زمانہ کے بہت بڑے عالم تھے۔ اور ابتدا میں یہی امام صاحب کے معلم تھے۔ فلسفہ میں ان کے استاد محمد البیضاوی اور مجد الدین الجلی تھے۔ اور دینیات میں ان کے استاد کمال الدین شمنانی تھے۔ اوائل عمر میں ہی امام صاحب سب علوم کے ماہر ہو گئے۔ ریاضیات، طب اور طبیعی علوم میں بھی انہیں مہارت حاصل تھی۔

علوم سے بہرہ ور ہو کر امام صاحب معتزلہ کا مقابلہ کرنے کے لئے خوارزن روانہ ہو گئے وہاں غوریوں کے دربار میں ان کی بڑی آؤ بھگت ہوئی لیکن درباریوں کے حسد سے تنگ آ کر غزنی آ گئے۔ وہاں سے ہرات پہنچے وہاں ان کے لئے خوارزم شاہ نے مدرسہ کھول لیا یہاں امام صاحب تادم حیات درس دیتے رہے۔

کئی لحاظ سے امام صاحب امام غزالی کے موافق تھے۔ دونوں کا تعلق شافعی مذہب سے ہے اور دونوں ہی صوفی منش ہیں۔ ان کا مکتب فکر اشعری تھا۔ ان کے فلسفہ پر بوعلی سینا، محمد زکریا رازی کا رنگ غالب ہے طبیعیات میں ابوالبرکات کی کوشش تھی کہ مذہب اور فلسفہ کے ڈانڈے ملا دئے جائیں۔ اس مطلب کے لئے وہ ارسطو سے زیادہ افلاطون کے مرہون احسان تھے۔

امام رازی نے کوشش کی ہے کہ دینیات کو دیگر علوم سے ہم آہنگ کریں۔ چنانچہ اسرار التنزیل میں دینیات کو اخلاقیات سے اور لوامع البینات میں دینیات کو تصوف سے ہم آہنگ کیا گیا ہے۔ یوں دینیات میں ان کا موقف خالص اشعری ہے لیکن یاد رہے کہ انہوں نے اشعریوں کے نظریہ جوہریت کی تردید کی ہے خدا اور اس کے صفات کے بارے امام رازی، امام الحرمین کا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ یعنی قرآن شریف کی جا بجا تاویل

کرتے ہیں خصوصاً جہاں خدا کے ہاتھ پاؤں وغیرہ کا ذکر آتا ہے۔

فلسفہ میں انہوں نے یونانی فلسفہ پر تنقید بھی کی ہے اور کہیں کہیں تائید بھی۔ 'مباحث' میں وہ افلاطون کے نظریہ امثال کی تردید کرتے ہیں۔ افلاطون کے نظریہ یادداشت پر بھی اعتراضات کرتے ہیں۔ مشائیت پر ان کے اعتراضات بڑے وزنی ہیں۔ اس سے علم کے نئے دروازے کھل گئے اور عرفان کا راستہ ہموار ہو گیا۔

امام رازی بہت بڑے طبیب اور فقیہہ تھے۔ طب میں انہوں نے کئی کتابیں لکھیں جو مستند اور بڑے پایہ کی ہیں مثلاً الطب الکبیر فقہ میں ابھی امام شافعی کا تتبع کرتے تھے۔ ان کی کتابیں المحاصل فی الاصول الفقہ اور احکام الاحکام بڑی مستند فقہ پر کتابیں ہیں۔

اخیر عمر میں امام رازی صوفی ہو گئے۔ ان کی کتاب لوامع البنیات پر تصوف کا رنگ غالب ہے اور اس میں معرفت کی منازل کا ذکر موجود ہے۔ انہوں نے کچھ نظمیں بھی عارفانہ انداز میں لکھی ہیں۔

امام رازی بہت بڑے مفکر تھے۔ ساری عمر انہوں نے عقل پسندی کے خلاف جہاد میں گزار دی۔ انہوں نے علم کلام کو ایک علیحدہ مضبوط مضمون بنا دیا۔

Haji Mulla Hadi Sabziwari

حاجی ملا ہادی سبزواری

(1797-1878) حاجی ملا ہادی سبزاوری خراساں کے قصبہ سبزاور میں پیدا ہوئے یہ قصبہ صوفیوں کی وجہ سے مشہور ہے۔ حاجی صاحب نے ابتدائی تعلیم یہیں حاصل کی بعد میں مشہد چلے گئے جہاں فقہ، منطق، ریاضیات اور حکمت کا دس سال تک مطالعہ کیا۔ پھر اصفہاں چلے گئے جہاں آٹھ سال تک ملا اسمٰعیل اصفہانی اور ملا علی نوری سے درس لیا۔

تعلیم ختم کرنے کے بعد حاجی صاحب خراسان واپس آئے جہاں پانچ سال تک پڑھایا اور پھر حج کے لئے مکہ شریف چلے گئے۔ تین سال کے بعد جب واپس لوٹے تو سبزوار میں اپنا مدرسہ کھول لیا۔ اس مدرسہ میں دور دور سے علماء آئے اور فیض یاب ہوئے۔

حاجی صاحب کو علم و فضل کی وجہ سے اپنے دور کا افلاطون اور خاتم الحکما کہتے تھے ان کی کتابیں عربی فارسی دونوں زبانوں میں ہیں۔ سب سے زیادہ مشہور شرح منظوم ہے جو حکمت میں مستند کتاب مانی جاتی ہے۔ ایک اور مشہور کتاب اسرار الحکم ہے ان کے فلسفہ کی بنیاد ابن عربی، شیعہ اماموں، اشراقی مفکروں اور مشائی فلسفیوں کے خیالات اور افکار پر ہے۔ ان کا فلسفہ وہی کچھ ہے جو ملا صدرہ کا تھا۔

حارث محاسبی Harith Muhasibi

(781-857) شروع میں عالم دین اور شافعی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ معتزلہ سے بحث مباحثے کرتے تھے اور عقل کا سہارا لیتے تھے۔ بعد میں صوفی ہو گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ اسلام فرقوں میں بٹ چکا ہے اور ان میں بڑا اختلاف ہے۔ انہوں نے علم کے بل پر صحیح راستہ تلاش کرنا چاہا لیکن قرآن شریف اور سنت نبویؐ سے وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ صحیح علم کے راستے میں خواہشات روڑا اٹکاتی ہیں۔ اس لیے وہ محاسبہ، تہذیب النفس اور اخلاقی ارتقا کی طرف متوجہ ہوئے۔ انہوں نے صوفیوں کی سوانح حیات کا بھی مطالعہ کیا وہاں بھی انہیں اختلاف نظر آیا لیکن ایک چیز انہوں نے سیکھ لی کہ جو لوگ خدا سے پیار کرتے ہیں صرف وہی دوسروں کی رہنمائی کر سکتے ہیں۔ حضرت حارث کو ایسے باکمال شخص مل گئے جنہوں نے ان کی رہنمائی کی۔ صوفی بننے کے باوجود حضرت حارث نے عقل کا دامن نہیں چھوڑا۔ انہوں نے تصوف کی اصطلاحات کو بھی واضح کیا ہے۔

ابن عربی Ibn Arabi

(1193-1240) پورا نام شیخ محی الدین ابن عربی ہے۔ مرکیا (Murcia) سپین میں پیدا ہوئے۔ سیول (Seville) میں جو اس زمانہ میں علم و فضل کا گہوارہ تھا تعلیم حاصل کی۔ یہاں تیس سال تک رہے اور بڑے

بڑے عالموں کی صحبت سے فیض یاب ہوئے جن میں ابو بکر بن خائف، ابن زرکون، ابو محمد عبدالحق شبلی کا شمار ہے۔ بعد ازاں تمام سپین اور مغرب (Maghrib) کی سیروسیاحت کی اور مختلف قسم کے صوفیوں سے ملے۔ قرطبہ بھی گئے اور وہاں ابن رشد سے ملاقات ہوئی۔ فیض اور مراکو بھی گئے پھر مشرق کا عزم کیا۔ مغرب میں افراتفری مچی ہوئی تھی اس سے بچنا چاہتے تھے اور مشرق میں قیام کرنا چاہتے تھے۔ مغرب میں ان کے عقائد کے خلاف تعصب اور بغض کی لہر دوڑ رہی تھی۔ مشرق انہیں زیادہ وسیع القلب اور بردبار نظر آتا تھا۔ اس لئے مصر، حجاز، بغداد، اشیائے کوچک کا دورہ کیا۔ دمشق میں رہنے لگے اور وہیں انتقال ہوا۔

کہتے ہیں کوئی چار، پانچ سو کتابوں کے مصنف ہیں۔ جن میں چھوٹے چھوٹے رسالے بھی ہیں اور فتوحات جیسی ضخیم کتابیں بھی ہیں۔ ان کتابوں میں سے 140 آج موجود ہیں۔ باقی ضائع ہو چکی ہیں۔ یہ سب کتابیں کسی نہ کسی رنگ میں تصوف میں ڈوبی ہوئی ہیں یوں تو انہوں نے فلسفہ ادب، حدیث، تفسیر اور تصوف سبھی پر حتی کہ طبیعی علوم پر سیر حاصل لکھا لیکن ان سب پر تصوف کا رنگ چڑھا ہوا ہے۔ تصوف پر ان کی شہرہ آفاق کتاب فصوص الحکم ہے۔

ابن عربی کی شخصیت متنازعہ فیہ ہے جو لوگ صرف الفاظ کو دیکھتے ہیں وہ انہیں کافر اور ملحد کہتے ہیں لیکن جو معانی کی طرف جاتے ہیں وہ انہیں بہت بڑا صوفی پاتے ہیں۔

وحدت الوجود کے قائل تھے۔ خدا کو بھی مانتے تھے لیکن انکا خدا مذہب کا خدا نہ تھا۔ یہ وہ مطلق تھا جس کی پرستش ہر مذہب کے لوگ کرتے ہیں اسے اخلاقی یا شخصی خدا نہیں کہہ سکتے۔ اس کی عبادت کا کوئی خاص طریقہ نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی خاص نام ہے پس ہر طریقہ سے اس کی عبادت ہو سکتی ہے اور ہر نام سے پکارا جا سکتا ہے۔ ابن عربی میں انسان کامل کا تصور موجود ہے۔ حلاج نے انسان کے دو حصے بتلائے تھے ایک لاہوتی اور دوسرا ناہوتی۔ ابن عربی، انہیں حصے نہیں کہتے بلکہ ایک ہی حقیقت کے دو پہلو کہتے ہیں اور پھر ہر شے میں ان دونوں پہلوؤں کو دیکھتے ہیں۔ ہر شے کا بیرونی حصہ تو ناہوتی ہے اور اندرونی حصہ لاہوتی۔ انسان کامل میں خدا کا ظہور ہوتا ہے انسان کامل کی بہترین مثالیں پیغمبر اور صوفیا ہیں۔ چونکہ ابن عربی وحدت الوجود یا ہمہ اوست کے قائل تھے لہٰذا انہیں ہر مقام پر جبریت نظر آتی ہے۔ اطاعت اور نافرمانی انہیں صوری رشتے نظر آتے ہیں۔ دوزخ اور بہشت کو نفس کی کیفیات بتلاتے ہیں ان کے خارجی وجود کے قائل نہ تھے۔

ابن خلدون Ibn-e-Khaldun

ابن خلدون بیک وقت مورخ، فلسفی ماہر معاشیات، سیاست دان اور ماہر تدریسیات تھا۔ فلسفہ میں اسے کوئی خاص مقام حاصل نہیں۔ وہ تو ایک لحاظ سے فلسفہ کا دشمن تھا۔ لیکن جن دلائل کی بنا پر وہ فلسفہ کو ترک کرتا ہے ان میں بڑا وزن ہے اور وہ خود فلسفہ بن جاتے ہیں ابن خلدون نے فلسفہ پر کوئی علیحدہ کتاب نہیں لکھی۔ اس کے فلسفیانہ موقف کا پتہ مقدمہ سے لگتا ہے اور یہ مقدمہ ابن خلدون نے کتاب لابر کے لئے بطور تمہید کے لکھا۔ کتاب لابر سات جلدوں میں ہے اور مقدمہ اس کی ایک جلد کے برابر ہے۔ اس مقدمہ میں ابن خلدون فلسفہ تاریخ پر بحث کرتا ہوا کہتا ہے کہ تاریخ کا کام بادشاہوں کے کارنامے بیان کرنا نہیں بلکہ تہذیب و تمدن کے اسباب اور اس کا عروج و زوال بیان کرنا ہے۔ تاریخ میں ماضی کی تشریح سے حال اور مستقبل کے متعلق رہنمائی ملتی ہے۔

ابن خلدون نے معاشریات کے اصول بھی بیان کئے ہیں۔ یہ اصول طبیعی قوانین کی طرح اٹل تو نہیں لیکن ان کے قریب آجاتے ہیں معاشری اصول جماعتوں یا گرہوں کے متعلق ہوتے ہیں اور ان کا تعین سماجی احوال اور کیفیات سے ہوتا ہے۔

فلسفہ میں ابن خلدون منطق کو بڑا اہم درجہ دیتا ہے

لیکن وہ اسے حقیقت کی تلاش کا ذریعہ نہیں سمجھتا اس سے صرف یہ علم ہوتا ہے کہ کیا کچھ ٹھیک نہیں۔ جو ٹھیک یا درست ہو اس کا علم منطق سے نہیں ہوتا۔ جدلیات جسے علم کلام کہنا چاہئے لاحاصل علم ہے۔ اس میں محض موشگافیاں میں الہیاتی حقائق اس کے دسترس سے باہر ہیں۔

ابن خلدون کہتا ہے کہ فلسفہ تین طرح سے گمراہ کرتا ہے اول فلسفیوں کا کہنا ہے کہ فلسفہ سے مذہبی حقائق کا علم ہو سکتا ہے اور اس طرح مذہب اور فلسفہ میں تطبیق ممکن ہے دوم فلسفی یہ بھی سمجھتے ہیں کہ انسانی روح کی نجات کا دارومدار فلسفیانہ غور و فکر پر ہے اور سوم کائنات کی تخلیق کے لئے نظریہ صدور بالکل درست ہے حالانکہ کائنات کی تخلیق 'کن' سے ہوئی یعنی نیست سے ہست ہوا۔ مابعد الطبیعیات کو بطور علم ناممکن قرار دیتے وقت ابن خلدون۔ عقل اور حواس کے حدود قائم کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ماورائی حقیقتوں تک ان کی رسائی ممکن نہیں۔

Ibrahim Bin Adham ابراہیم بن ادھم

حضرت جنید بغدادی ابراہیم بن ادھم کو تصوف کی کنجی کہتے تھے۔ باقی صوفیوں کی مانند یہ بھی زہد و تقویٰ' فقر اور تجرد پر زور دیتے تھے۔ صوفی کی نشانی ان کے خیال میں یہ تھی کہ نہ اسے اس دنیا کا لالچ ہوتا ہے نہ عقبی کا۔ وہ صرف خدا کی یاد میں مگن رہتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ چونکہ صوفی اپنی زندگی غربت میں بسر کرتا ہے وہ شادی کی نہیں سوچ سکتا۔ جب صوفی شادی کرتا ہے تو کشتی میں سوار ہوتا ہے جب بچہ ہو جاتا ہے تو کشتی ڈوب جاتی ہے اور زہد و تقویٰ ختم ہو جاتا ہے۔

حضرت ابراہیم کا شمار ملامتہ (Malamah) میں ہوتا ہے۔ تزکیہ نفس اور ضبط نفس کے لیے ضروری ہے کہ انسان دوسروں کے طعن و تشنیع سنے اور برداشت کرے۔ ان کا انتقال 777ء میں ہوا۔

Jalal-al-Din Dawwani

جلال الدین دوانی

(1502-1427) پورا نام محمد بن اسد جلال الدین تھا۔ علم و فضل کی وجہ سے مدرستہ الایطان میں پروفیسر مقرر ہوئے اور حسن بیگ خان بہادر کے دور حکومت میں قاضی کے عہدے پر فائز ہوئے۔ دوان میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہوئے۔ جیسے طوسی نے دور منگول میں اسلامی علوم کو نئی زندگی دی۔ ویسے ہی دوانی نے دور عثمانیہ میں اسلامی علوم کا احیا کیا۔ طوسی نے تو ابن سینا کا تتبع کیا تھا دوانی' شہاب الدین مقتول کی پیروی کرتا ہے اور اپنی کتابوں میں حکمت الاشراق کو فروغ دیا۔

طوسی نے اخلاق ناصری میں بو علی سینا کا فلسفہ اختیار کیا۔ سلطان حسن بیگ نے دوانی کو کہا کہ اسے اشراق کی روشنی میں پیش کرے۔ اس کا نتیجہ اخلاق جلالی ہے اس کتاب میں دوانی انسان کے مقصد عظمیٰ کو خلافت الہیہ کہتا ہے چونکہ زمین پر انسان خدا کا نائب اور خلیفہ ہے لہٰذا اس کا مقصد سعادت یا مسرت نہیں بلکہ صحیح معنوں میں خلیفہ بنتا ہے۔ اس نے افلاطون کے چار فضائل کی کئی قسمیں بتلائی ہیں اور پھر ذہنی امراض کے اسباب اور علاج پر بھی بہت کچھ لکھا ہے۔

سیاسیات میں طوسی کا اتباع کرتا ہے اور بعض باتوں میں اضافہ کرتا ہے۔ چنانچہ عدل کے سلسلے میں دوانی دس اور اصول بیان کرتا ہے۔

مابعد الطبیعیات میں بھی اس کا مسلک' طوسی کا ہے۔ وہ نظریہ صدور کو مانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے دس عقول' نو کرے' چار عناصر اور تین عوام (جمادات' نباتات' حیوانات) صادر ہوئے۔

ان کی کتابوں کی تعداد ستر بتائی جاتی ہے۔ ان میں سے اخلاق جلالی بہت مشہور ہے۔

Jalal Al- Din Rumi

جلال الدین رومی

(-1207) ان کی پیدائش محمد خوارزم شاہ کے دور حکومت میں ہوئی۔ چونکہ بلخ ایرانی۔ سلطنت کا حصہ تھا اور مولانا رومی کا تعلق اس شہر سے ہے اور پھر مولانا روم فارسی زبان میں لکھتے رہے اہل ایران انہیں ایرانی

کہتے ہیں لیکن ترک انہیں ترک کہتے ہیں کیونکہ ان
کے بچپن کے بعد ان کا کنبہ انطولیہ میں بسا لیا اور
انطولیہ، ترکی کا حصہ بننے سے پیشتر روم کی قلمرو میں
شامل تھا۔ اسی لحاظ سے یہ مولانا رومی کہلائے۔ ان کا
والد بہاء الدین اپنے زمانہ کا فاضل اجل تھا۔ ان کا
درس سننے کے لئے علما و فضلا کے علاوہ شاہان وقت بھی
آیا کرتے تھے۔ امام فخرالدین رازی جو محمد خوارزم شاہ،
سلطان وقت، کے بڑے چہیتے تھے انہیں یہ بات ناگوار
گزری۔ حضرت بہاؤ الدین یونانی منطق اور فلسفہ کے
خلاف تھے اور امام رازی اس کے دلدادہ تھے اس لئے
انہوں نے بادشاہ کو ان کے خلاف کر دیا اور بہاؤ الدین
کو بلخ چھوڑنا پڑا۔ پہلے یہ لوگ نیشاپور آئے پھر بغداد۔
بغداد چونکہ علم و فن کا گہوارہ تھا وہاں حضرت بہاؤ الدین
ٹھہر گئے۔ ان کے علم و فضل کی شہرت سن کر علاؤ الدین
کیقباد، شاہ روم نے انہیں اپنے ہاں بلا لیا۔ وہاں
سات سال آرام اور عزت سے گزارے۔

مولانا کی زندگی علم کے ماحول میں گزری۔ پہلے استاد
تو خود ان کے باپ تھے دوسرے استاد ان کے برہان
الدین محقق تھے۔ پچیس سال کی عمر پر ان کے والد
صاحب کا انتقال ہو گیا۔ مولانا روم علم کی تلاش میں
دمشق اور حلب پہنچے ہلیریہ (Helariyyah) مدرسہ
کی اقامت گاہ میں قیام کیا۔ وہاں انہیں چوٹی کے علما
ملے جن سے انہوں نے تفسیر، حدیث، فقہ، عربی ادب
اور صرف و نحو کا علم حاصل کیا۔ مولانا روم خود بڑے
عالم تھے ان سے فتاویٰ لئے جاتے تھے لیکن شمس تبریز
کی ملاقات نے ان کی زندگی بدل دی اور انہیں تصوف
کے راستے پر ڈال دیا۔ تصوف میں ان کی ہمسری مشکل
ہے۔ اس کی گواہ ان کی مثنوی ہے۔ جسے مثنوی معنوی
بھی کہتے ہیں اور پہلوی زبان میں قرآن بھی۔

رومی نے فلسفہ پر کوئی کتاب نہیں لکھی لیکن ان کی
مثنوی سے صاف پتہ چلتا ہے کہ رومی کے نزدیک
کائنات کی اساس روحانیت پر ہے ہر شے اپنی جگہ ایغو
یا مرکز شعور ہے۔ مادہ بھی ایغو ہے اور یہ سب لاتعداد
ایغو، آفاقی ایغو سے پیدا ہوئے ہیں۔ مغرب میں لائبنز
اور مشرق میں اقبال اس نظریہ کے دعویدار ہیں رومی
کے فلسفہ میں نزول اور صعود دونوں ہیں۔ تمام ایغو اللہ
تعالیٰ کے ایغو، سے صادر ہوتے ہیں اور پھر اس ایغو کی
طرف لوٹتے اور اس میں جذب ہونے کی خواہش رکھتے
ہیں۔ تمام حقیقت حرکی، تخلیقی اور ارتقائی ہے۔
جمادات سے شروع ہو کر انسانیت اور پھر انسانیت سے
الوہیت پر خاتمہ ہوتا ہے۔ جو خواہش ایغو کو آفاقی ایغو
میں جذب ہونے پر اکساتی ہے یا محرک بنتی ہے رومی
اسے عشق کے نام سے تعبیر کرتا ہے یہ نظریہ یونانیوں
کے ہاں اور خاص طور پر افلاطون میں ملتا ہے۔

رومی کا مذہب کوئی خاص مذہب نہیں یہ ایک عالمگیر
مذہب ہے جس کی بنیاد عشق اور محبت پر ہے اور جس
میں عقل اور منطق کو ثانوی حیثیت حاصل ہے۔

رومی تصوریت پرست فلسفی ہے۔ مادیت کی تردید
کرتا ہے اور زندگی کو مسلسل جدوجہد سمجھتا ہے۔ ان کا
مسلک نفسیت اور قنوطیت نہیں بلکہ رجائیت ہے۔

رومی کا فلسفہ زندگی کے ہر پہلو پر حاوی ہے۔ اس
نے منجملہ اور مسلمان مفکروں کے اقبال کو بہت
متاثر کیا ہے۔ اقبال اسے اپنا پیر، راہبر اور مرشد تسلیم
کرتے ہیں۔

Jamal al-Din Afghani
جمال الدین افغانی

(1838-1897) اسلام کی افلاحی و اصلاحی تحریکات
کے علمبردار گو افغانی کہلاتے ہیں لیکن وہ ہر اسلامی ملک
کے باشندہ ہیں اور ان کی تحریک سے تمام عالم اسلام
متاثر ہوا۔ ابتدائی تعلیم انہوں نے ایران اور افغانستان
میں پائی۔ اسلامی علوم۔ فلسفہ اور سائنس پڑھی پھر
ڈیڑھ سال کے لئے ہندوستان آئے جہاں علوم مغربی
سے شناسائی ہوئی پھر مکہ معظمہ گئے۔ حج کے بعد
افغانستان لوٹے تو انگریزوں کی دشمنی مول لی۔ انگریز
امیر شیر علی کی پشت پناہی کر رہے تھے جب یہ امیر مسند
حکومت پر بیٹھا تو جمال الدین کو افغانستان چھوڑنا پڑا۔

ہندوستان آئے یہاں پر بھی ان پر پابندیاں عائد کی گئیں۔ اس لئے مصر سے ہوتے ہوئے قسطنطنیہ پہنچے۔ مصر میں ان کے علم و فضل کا خاصا چرچا ہوا۔ ان کی تعلیمات کا اثر محمد عبدہ' پر پڑا اور لوگوں کو غیر ملکی تسلط کا احساس پیدا ہوا۔ مصر سے بھی انہیں نکلنا پڑا۔ دوبارہ ہندوستان آئے اور اسلام کے جواز میں مادیت کی تردید پر رسالہ لکھا۔ ہندوستان میں تین سال تک نظر بند رہے پھر پیرس چلے گئے محمد عبدہ بھی وہاں پہنچ گئے دونوں نے مل کر غیر ملکی تسلط پر رسالہ نکالا لیکن اس کا داخلہ ہندوستان اور مصر میں ممنوع قرار دیا گیا پیرس سے لندن گئے۔ پھر روس' جہاں چار سال تک قیام رہا۔ پھر ایران آئے شاہ ایران ان کے خیالات اور تعلیمات کو ناپسند کرتے تھے اس لئے ایران چھوڑنا پڑا۔ اب پھر انگلستان پہنچے۔ جہاں انہوں نے ایک کتاب لکھی۔ یہاں انہیں ترکی کے سلطان کا دعوت نامہ ملا۔ ترکی جا کر تا دم حیات' محبوس رہے۔

مسلمانوں کے لئے جمال الدین افغانی کی ذات سقراط کی مانند ہے۔ دونوں میں اعلیٰ پایہ کی روحانی' مذہبی اور اخلاقی حس ملتی ہے۔ جمال الدین سامراجی قوتوں کے مخالف تھے عقلیت پسند تھے۔ مسلمانوں کو پستی سے نکال کر باعزت زندگی کی طرف لے جانا چاہتے تھے۔

Jami

جامی

(1414-1492) پورا نام عبدالرحمٰن جامی ہے مشہور شاعر' عالم اور صوفی ہے ابن عربی کا تتبع کرتا ہے۔ اپنی کتاب لوائح (Lawaih) میں وحدت الوجود کے نظریہ کی تشریح کرتا ہے اس کا کہنا ہے کہ یہ نظریہ کئی صوفیوں کے تجربے میں آیا اور وہ صرف اس تجربے کی توضیح کر رہا ہے۔

وہ سب سے پہلے وجود کی تعریف کرتا ہے وجود کو عام طور پر ایک کلیہ بنا دیا جاتا ہے اور منطق میں اسے معقول ثانیہ کہتے ہیں۔ اس کے پیچھے کوئی خارجی حقیقت نہیں ہوتی اس کا مفہوم محض ذہنی ہوتا ہے۔ وجود کا یہ مطلب لے کر ابن عربی پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ اگر مطلق حقیقت کا تعلق خارجی حقیقت سے نہیں تو کیسے اس حقیقت کو کائنات کا سرچشمہ قرار دیا جا سکتا ہے؟ لہٰذا جامی کہتا ہے کہ وجود کی متذکرہ بالا تعریف غلط ہے وجود تو واجب ہے قائم بالذات ہے اور تمام کائنات کا وجود اس پر منحصر ہے۔ بجز اس وجود کے کوئی چیز موجود نہیں۔ لیکن اس کا احساس صرف متصوفانہ واردات میں ہی ہو سکتا ہے۔ عقل سے اس نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے۔ مطلق سے کائنات کا تعلق جہات کا ہے ابن عربی اسے شیون کہتا ہے ان کی اپنی کوئی حقیقت یا ہستی نہیں ہوتی۔ خالق اور مخلوق کو جامی ایک ہی نہیں کہتا گو کائنات کا منبع خالق ہے لیکن کائنات کی ہر شے کا اپنا وجود بھی ہے۔ خالق اور مخلوق' حقیقت کے دو پہلو ہیں۔

اخلاقیات میں جامی کا موقف' نظریہ ہمہ اوست' کی وجہ سے' جبریت کا ہے۔ انسان کا ہر فعل خدا کی مرضی سے صادر ہوتا ہے لیکن یہاں بدی کا سوال پیدا ہوتا ہے اگر ہر شے کا خالق خدا ہے تو بدی کہاں سے آ گئی۔ ابن عربی کا تتبع کرتے ہوئے جامی کہتا ہے کہ بدی کا کوئی وجود نہیں۔ بدی تو محض نیکی کی نفی کا نام ہے۔

جامی فنا کو آخری مقام نہیں کہتا بلکہ فناء فنا کو یعنی ایسا مقام جہاں پر فنا ہونے کا احساس بھی فنا ہو جائے۔

Junaid of Bagdad

جنید بغدادی

حضرت جنید بغدادی' فقہ' اخلاق اور دین کے عالم ہونے کے علاوہ مشہور زمانہ صوفی بھی ہیں۔ انہوں نے اپنا رشتہ حضرت علیؓ سے گانٹھا کیونکہ حضرت علیؓ علم اور حکمت دونوں کے ماہر تھے۔ حضرت جنید شکر کے مقابلہ میں صبر کو ترجیح دیتے تھے اور کسی حالت میں بھی قرآن اور سنت کا ہاتھ نہیں چھوڑتے تھے۔ ان کا ظاہر شریعت کے مطابق تھا اور باطن تصوف کے مطابق۔ اسی لئے وہ صوفیوں کو بھی قابل قبول تھے اور علمائے دین کو بھی۔ توحید کا مطلب مستقل کو عارضی سے اور واجب کو حادث سے الگ کرنا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کی ذات میں جذب ہونا ہے۔ عام طور پر صوفی ابلیس کو پکا مواحد

سمجھتے ہیں کیونکہ اس نے غیر اللہ کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا لیکن حضرت جنید کہتے ہیں کہ تابعداری شرط عبادت ہے اس لئے ابلیس کی نافرمانی کسی طرح جائز قرار نہیں دی جا سکتی۔ عبادت کے ساتھ توکل اور توبہ پر بھی زور دیتے تھے۔ توبہ کے تین منازل ہیں اول اپنے کئے پر پشیمان ہونا دوم اس گناہ کو ہمیشہ کے لئے ترک کرنے کا ارادہ رکھنا اور سوم تزکیہ نفس۔ سن انتقال 910ء ہے۔

Khalifa Abdul Hakeem

خلیفہ عبدالحکیم

(1893-1959ء) لاہور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی اور ثانوی تعلیم یہیں حاصل کی۔ پھر علی گڑھ چلے گئے۔ وہاں ایف اے کیا۔ بعد میں سینٹ اسٹیفن کالج دہلی میں آ گئے اور بی اے میں داخلہ لیا۔ اور 1915ء میں بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ ایم۔ اے بھی اسی کالج سے کیا۔ پھر ایل۔ایل۔بی میں داخلہ لیا اور ساتھ ہی خواجہ احمد شاہ کے انگریزی اخبار 'آبزرور' کی ادارت کے فرائض بھی اپنے ذمے لے لئے۔ ایل۔ ایل۔ بی کر لیا لیکن کبھی وکالت نہیں کی۔ 1919ء میں عثمانیہ یونیورسٹی کالج میں فلسفہ اور منطق کے اسٹنٹ پروفیسر مقرر ہوئے۔ 1922 میں یونیورسٹی کے وظیفہ پر ہائیڈل برگ یونیورسٹی پہنچ گئے وہاں انہوں نے رومی کی مابعد الطبیعیات (Metaphysics of Rumi) پر مقالہ لکھا۔ اور پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ 1925ء میں وطن لوٹے اور عثمانیہ یونیورسٹی میں صدر شعبہ فلسفہ کے منصب پر فائز ہو گئے۔ 1943ء میں جب امر سنگھ کالج سری نگر کے پرنسپل کی اسامی خالی ہوئی تو حکومت کشمیر نے ان کی خدمات مستعار لے لیں اور بعد میں انہیں ناظم تعلیمات کشمیر مقرر کر دیا۔ 1946 میں ملازمت سے ریٹائر ہو گئے۔ حیدر آباد واپس آئے تو 1947ء سے 1949ء تک عثمانیہ یونیورسٹی میں ڈین آف آرٹس (Dean of Arts) کے عہدہ پر فائز رہے۔ پھر لاہور آ گئے اور 1950ء میں ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور کی بنیاد ڈالی۔ اس ادارے کے ساتھ بحیثیت ڈائرکٹر تادم حیات منسلک رہے۔

خلیفہ صاحب نے کئی بین الاقوامی مذاکروں میں حصہ لیا۔ کئی تحقیقی مضامین لکھے۔ اور کئی کتابیں تصنیف کیں۔

ان کی اردو تصانیف میں افکار غالب۔ اسلام کا نظریہ حیات۔ تشبیہات رومی۔ حکمت رومی۔ داستان دانش اور فکر اقبال بڑے پایہ کی کتابیں ہیں۔ انگریزی کتابیں حسب ذیل ہیں۔

1- Islamic Idiology

رومی کی مابعد الطبیعیات

2- Metaphysics of Rumi

اسلام اور اشتراکیت

3- Islam & Communism

خلیفہ صاحب نے حسب ذیل تراجم کئے۔

تاریخ فلسفہ

1-History of Philosophy by A.Weher

تاریخ فلسفہ جدید جلد دوم

2-Hsitory of Modern Philosophy by H.Halfding Vol-II

مختصر تاریخ فلسفہ یونان

3-History of Greek Philosophy by Welhelem Nemal

نفسیات واردات روحانی

4-Varieties of ReligiousExperience by William James

5- بھگوت گیتا کا منظوم ترجمہ

بنیادی طور پر خلیفہ عبدالحکیم ایک مفکر اسلام تھے۔ انہوں نے اپنی کتب اور خصوصاً اسلام کا نظریہ حیات' اور 'اسلامک آئیڈیالوجی' میں اسلامی تصورات کو لبرل اور فلسفیانہ انداز میں پیش کیا۔

Khuaja Abdul Hameed

خواجہ عبدالحمید

لاہور میں پیدا ہوئے آپ نے فارمن کرسچین کالج لاہور سے بی۔ اے اور دیال سنگھ کالج لاہور سے ایم۔ اے کی ڈگری لی۔ فارمن کالج میں ڈاکٹر جے۔ سی۔ آر۔ یونگ اور ڈاکٹر سی۔ ایچ۔ رائس آپ کے استادوں میں سے تھے۔ ان کے علاوہ خواجہ صاحب نے پروفیسر رائے Prof Roy اور ڈاکٹر ہیگ سے بھی علمی استفادہ کیا۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد اسلامیہ کالج لاہور میں فلسفہ کے جونیئر پروفیسر مقرر ہو گئے۔ وہیں ڈاکٹر ہیگ تھے جن سے انہوں نے جرمن زبان سیکھی اسلامیہ کالج میں دس سال کام کرنے کے بعد سرکاری ملازمت میں آ گئے۔ اور کیمبلپور گجرات اور لدھیانہ کے سرکاری کالجوں میں کام کرنے کے بعد بالآخر گورنمنٹ کالج لاہور آ گئے۔ جہاں انہوں نے ایف۔ اے سے لے کر ایم اے تک پڑھایا۔

خواجہ صاحب، منطق سے خاص لگاؤ رکھتے تھے۔ آپ نے انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں منطق پر کتابیں لکھیں۔ اسلامی فلسفہ سے بھی انہیں بڑی دلچسپی تھی۔ انہی کی وجہ سے 1940ء میں ایم اے اور بی اے آنرز کے امتحانات کے لئے اسلامی فلسفہ کو نصاب میں شامل کر لیا گیا۔ آپ نے ابن مسکویہ پر انگریزی زبان میں ایک کتابچہ لکھا۔ اقبال پر آپ کے کئی مضامین ہیں جو معارف۔ اسلامک کلچر۔ وشوا بھارتی اور دیگر رسالوں میں شائع ہوئے۔ ایک دفعہ خواجہ صاحب انڈین فلوسافیکل کانگرس کے شعبہ مابعد الطبیعیات کے صدر مقرر ہوئے جہاں انہوں نے مقالہ فکر کا ماحول (Envirionment of Thought) پڑھا۔

ملازمت سے ریٹائر ہونے سے پہلے ہی فوت ہو گئے آپ پورے 33 برس مختلف کالجوں میں پڑھاتے رہے۔

Maturdi

متردی

پورا نام ابو منصور بن محمد بن محمود المتردی الانصاری الحنفی ہے۔ جائے پیدائش مترد ہے جو سمرقند کے قریب ایک قصبہ ہے سن وفات 862ء ہے سن پیدائش کے متعلق کوئی اطلاع نہیں۔ اہل سنت و الجماعت کے لئے جو انہوں نے گرانقدر خدمات انجام دی ہیں ان کی وجہ سے لوگ انہیں امام الہدا اور امام المتوکلین کے لقب سے یاد کرتے ہیں انہوں نے تفسیر کلام اور اصول پر کئی کتابیں لکھی ہیں۔ ان کتابوں کا منشا افراط اور تفریط سے بچ کر مسلمانوں کے لئے درمیانی راستہ متعین کرنا تھا۔ ایک طرف معتزلہ تھے اور دوسری طرف لکیر کے فقیر' العشری' التہادی اور المتردی نے اپنے اپنے علاقے میں درمیانی راستہ تجویز کیا۔ المتردی نے کتاب التوحید میں معتزلہ اور قدامت پسندوں کے درمیان جھگڑا نپٹانے کی کوشش کی اور وسطی راستہ اختیار کیا۔ فقہ میں اس کی دو کتابیں کتاب الجدل اور ماخذ الشرعیہ مستند خیال کی جاتی ہیں۔

کتاب التوحید میں المتردی علم کے تین راستے بتلاتے ہیں۔ العیان یعنی حسی الاخبار یعنی شہادت کا النظر یعنی عقلی تینوں کو ضروری خیال کرتا ہے۔ عقل کو اس سکیم میں بڑی اہمیت ہے۔ لیکن عقل گمراہ بھی ہو سکتی ہے اس لئے وحی کی ضرورت ہوتی ہے الہام کی ضرورت صرف مذہبی معاملات میں ہی نہیں ہوتی بلکہ سائنسی علوم میں بھی۔ مثلاً جڑی بوٹیوں کا علم الہامی ہے نہ کہ حسی۔ اسی طرح دیگر علوم کا حال ہے اگر یہ علم دستیاب نہ ہوتا تو انسانی تہذیب ابتدائی منازل سے آگے نہ بڑھتی الہام کو المتردی (inspirati[illegible]n) ذریعہ علم نہیں سمجھتا کیونکہ الہام سے انتشار پیدا ہوتا ہے اور صحیح علم نہیں ملتا۔

مستردی کا اپنا نظام فکر تنزیہ اور حکم پر مبنی ہے۔ تنزیہ کی بنا پر وہ تشبیہ اور تجسیم کی مخالفت کرتا ہے اور حکمہ کی بنا پر وہ کسی حد تک انسان کو آزادی دیتا ہے لیکن خدا کی مطلق قدرت سے انکار نہیں کرتا۔

Mir Abu-al Qasim Fendiriski

میر ابو القاسم فندرسکی

(1640) شیخ بہائی اور میر داماد کی طرح ان کا تعلق

بھی اصفہان کے مکتب فکر سے تھا۔ انہوں نے زندگی کا
اکثر وقت ایران سے باہر، سیروسیاحت میں گزارا۔
ہندوستان بھی آئے۔ کئی مہاراجوں اور پنڈتوں سے
ملاقات ہوئی نظام الدین پانی پتی کے یوگا وشسٹ کا فارسی
ترجمہ کیا اور شرح لکھی۔ حکمت۔ ریاضیات اور طب
میں مہارت رکھتے تھے۔ اور بو علی سینا کی "شفا" اور "
قانون" پر اصفہان میں درس دیا کرتے تھے۔

خود اپنی زندگی نہایت سادہ، یوگیوں کی مانند گزارتے
تھے۔ دنیا سے کنارہ کشی کی ہوئی تھی لیکن اس کے باوجود
انہوں نے الحرکت، سنائیہ اور اصل الفصول جیسی
مستند علمی کتب لکھیں۔ شاعر بھی تھے ان کے شعر
معرفت سے بھرے ہوئے ہیں اپنی کتاب سنائیہ میں ان
معاشری فنون اور علوم کا ذکر کرتے ہیں جن کی بنیاد
مابعد الطبعیات پر ہے۔ اس کتاب سے پتہ چلتا ہے کہ
افضل ترین انسان تو پیغمبر اور صالحین ہیں بعد میں حکماء
اور علماء آتے ہیں اور آخر میں کاروباری اور علمی دنیا
میں حصہ لینے والے لوگ، جتنی بڑی سچائی سے انسان
منہ موڑتا ہے اتنی بڑی اس کی پستی ہوئی ہے۔ یہ پستی
معرفت کے میدان میں ہوتی ہے اور وہیں اس کا اندازہ
ہوتا ہے۔

Mir Damad میرداماد

(- 1631) پورا نام محمد باقر داماد تھا۔ صفوی دور
حکومت میں اصفہان کے بہت بڑے شیعہ عالم۔ فقہی
اور علم کلام کے ماہر تھے۔ ملا صدرہ ان کے شاگردوں
میں سے ہیں۔ انہی کی بدولت بو علی سینا اور اشراقی فلسفہ
کو حیات نو ملی۔ وہ ہمیشہ فلسفہ یمنی یعنی پیغمبروں کے
فلسفہ کو یونانی فلسفہ پر ترجیع دیتے تھے۔ ارسطو اور فارابی
کے بعد انہیں معلم ثالث یعنی تیسرا استاد کہتے ہیں۔ ان
کی تصانیف فارسی اور عربی دونوں زبانوں میں ہیں۔
انہوں نے کئی علم کلام پر کتابیں لکھی ہیں فقہ میں ان کی
کتابیں شرح نجات الافوق المبین، السیرت
المستقیم، تقویم الایمان وغیرہ ہیں۔ معرفت پر ان کی
کتابیں خلاصتہ الملکوت۔ مشارق الانوار ہیں۔

دوسرے حکما کے مقابلہ میں میرداماد نے اپنی
تصانیف کو ترتیب دی اور حدوث دہری
(etenal creation) کا نظریہ پیش کیا۔ اس نظریہ
سے اس سوال سے بچا جا سکتا ہے کہ آیا دنیا حادث ہے
یا قدیم۔ اپنی کتاب جزوات (Jadhawat) میں وہ اپنے
فلسفیانہ خیالات کو قرآن اور حدیث کی روشنی میں پیش
کرتے ہیں۔ پہلے وہ ذات الٰہی کی تجلی اور پھر ذات الٰہی
کی طرف مراجعت کو بیان کرتے ہیں۔ عالم اصغر اور
عالم اکبر کو خدا کی کتاب کہتے ہیں اس میں تمام اشیاء
الفاظ اور حروف کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہیں لکھنے والی
قلم ہے جس سے مراد انسانی عقل ہے۔ مراجعت کے
لئے اسماء الیہ اور خصوصاً اسم اعظم سے واقفیت ضروری
ہے۔ انبیا کرام اور عارفین حق انہی اسماء سے ہستی
پاتے ہیں اور اسی لحاظ سے عالم حقائق کو عالم تبیع کہا
گیا ہے۔ دونوں عوالم کے مابین روح انسانی، پل کا کام
دیتی ہے۔

فیثا غورث کی پیروؤں کی مانند میرداماد بھی اعداد کو
بڑی اہمیت دیتے ہیں عربی 28 حروف تہجی اور اتنے ہی
چاند کے مقامات پر انہوں نے تفصیل سے لکھا ہے۔
اعداد، حروف تہجی اور آسمانوں میں رشتہ قائم کرتے
وقت میرداماد الہامی کتب اور قدرت کی کتاب میں قدر
مشترک دیکھتے ہیں اور یہ ہی قدر مشترک انہیں عالم
محسوسات اور عالم عقول میں نظر آتی ہے۔ لیکن
مابعد الطبیعیات اور کونیات کا یہ گہرا رشتہ قرآن شریف
کے باطنی معنی میں عیاں ہوتا ہے۔ حروف اور اعداد کی
علامتیت اور قرآن شریف کی متصوفانہ تفسیر سے نہ
صرف قرآن تفوینی (Quran-i-taduini) کی کائنات
سے تطبیق ظاہر ہوتی ہے بلکہ قرآن تکوینی یعنی کلام یا
محمدؐ کی بھی جسے حقیقت محمدیہ کہا جاتا ہے۔

Miskawaih مسکوہ

(941-1030) پورا نام احمد ابن محمد ابن یعقوب تھا۔
لقب مسکوہ تھا۔ بعض لوگ مسکوہ اور بعض ابن مسکوہ
کہتے ہیں۔ اس نے تاریخ کا مطالعہ ابوبکر احمد ابن کمال

القاضی سے کیا۔ فلسفہ میں اس کا استاد، ارسطو کا مشہور شارح، ابن الخمر تھا۔ مسکوہ کیمیا کا شائق تھا۔ فلسفہ میں زیادہ درک نہیں رکھتا تھا۔

اس کی تصانیف کی تعداد تیرہ چودہ ہے 'الفوض الاکبر' 'الفوض الاصغر' تہذیب الاخلاق اور ترتیب السعادہ بڑی مشہور کتب ہیں۔

الفوض الاصغر کے تین حصے ہیں۔ پہلا خدا کے ثبوت میں دوسرا اور اس کی کیفیات کے بارے میں اور تیسرا رسالت کے متعلق۔ خدا کو محرک اول کہتا ہے اور ارسطو کی ساری دلیل اختیار کر لیتا ہے۔ مسکوہ کہتا ہے کہ خدا کو مثبت میں بیان کرنا مشکل ہے اور منفی میں بیان کرنا آسان۔ کائنات کی تکوین بیان کرتے ہوئے مسکوہ نوفلاطونی ہو جاتا ہے اور نظریہ صدور کو قبول کر لیتا ہے۔ تخلیق کے بارے میں کہتا ہے کہ یہ نیستی سے ہست ہوئی۔ نہ صرف کائنات، نیست سے ہست میں آئی بلکہ ہر تخلیق نیست سے ہست ہوتی ہے کیونکہ تخلیق جس صورت سے تبدیل ہو کر نئی صورت اختیار کرتی ہے وہ عدم میں چلی جاتی ہے۔ مسکوہ کے ہاں مسئلہ ارتقا بھی پایا جاتا ہے وہ کہتا ہے کہ ارتقا کے چار مدارج ہیں جمادات، نباتات حیوانات اور انسان۔ یہ سلسلہ نبوت پر ختم ہوتا ہے۔

نفسیات میں مسکوہ ارسطو اور افلاطون کا تتبع کرتا ہے روح کو تسلیم کرتا ہے اور افلاطون کی دلیل درست مان کر روح کی اور لافنائیت کا قائل ہے۔

مسکوہ اخلاقی مفکر ہے۔ روح کی تین قوتیں ہیں۔ عقلی، شجاعتی اور انتہائی اور فضائل بھی اس لحاظ سے تین حکمت، شجاعت اور عفت۔ جب ان فضائل میں تناسب ہوتا ہے تب چوتھی فضیلت، عدالت پیدا ہوتی ہے۔ مسکوہ نے حکمت کی سات۔ شجاعت کی گیارہ، عفت کی بارہ اور عدالت کی انیس قسمیں گنوائی ہیں۔ ارسطو کی طرح فضیلت کو افراط و تفریط کے درمیاں حد اوسط قرار دیتا ہے ارسطو کی پیروی کرتے ہوئے مسکوہ خیر کو سعادت کہتا ہے۔ دوستی کو بڑا رتبہ دیتا ہے۔ شاگرد کی استاد سے محبت کو بچوں کی والدین سے محبت سے افضل اور برتر کہتا ہے مسکوہ ترک دنیا کا مخالف ہے۔

تہذیب الاخلاق کے آخری دو باب روحانی علاج پر مشتمل ہیں۔ دوست کی نسبت دشمن کا محاسبہ زیادہ سودمند ہوتا ہے۔

نفس کی کئی بیماریاں ہیں جن کا علاج روحانی طریقے سے ہو سکتا ہے۔

تجاوب الامم میں مسکوہ نے فلسفہ تاریخ بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ تاریخ سے بادشاہوں، جرنیلوں اور ان کے عملے کی سوانح حیات مقصود نہیں۔ بلکہ یہ تو ہر زمانہ کی معاشی، سیاسی زندگی کی آئینہ دار ہے تاریخ کا مطالعہ کرتے وقت ہمیں بنیادی اسباب تک جانا چاہئے۔ تاریخ میں کوئی چیز اتفاقی نہیں۔ تاریخ تمام حقائق کو مربوط کرتی ہے اور ان کا فروغ آشکار کرتی ہے۔

Muammar معمر

پورا نام معمر بن عباد تھا۔ وفات 842ء میں ہوئی۔ اس کا تعلق معتزلہ فرقہ سے تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ خدا کی صفات خدا سے الگ نہیں کیونکہ اگر وہ الگ ہوں تو وحدت ٹوٹ جاتی ہے اور کثرت لازم آتی ہے۔ توحید قائم رکھنے کی خاطر وہ کہتا ہے کہ خدا نہ اپنا نہ غیروں کا علم رکھتا ہے۔ اس سے غیریت لازم آتی ہے اور کثرت کی وجہ بنتی ہے معمر خدا کے ارادے سے بھی انکار کرتا ہے خدا کے ارادے کو ازلی نہیں کہا جا سکتا۔ ازلی تو صرف اس کی ذات ہے باقی تمام اشیا زمانی مکانی ہیں معمر خدا کو خالق تو مانتا ہے لیکن کہتا ہے کہ خدا نے صرف جوہر کی تخلیق کی۔ عوارض کی نہیں۔ انسان کو معمر مادہ نہیں کہتا کیونکہ وہ ذی حیات۔ ذی حیات صاحب ارادہ اور ذی وقوف ہے۔

Muhammad Abduh محمد عبدہ

(1849-1905) مصر کا عظیم مفکر جسے الاستاد الامام بھی کہا جاتا ہے ایک کسان کے فرزند ارجمند تھے۔ جو ایک چھوٹے سے قصبہ الجعیرہ میں پیدا ہوئے۔ پہلے

تانتا کی مسجد الاحمدی میں تعلیم پائی لیکن یہاں پر تعلیم کا طریقہ ایسا فرسودہ تھا کہ محمد عبدہ' کی طبیعت منغض ہو گئی- اس موقعہ پر ان کے شیخ درویش نے دستگیری کی- ان کی وجہ سے ان کی تعلیم کی آرزو جاری رہی اور تصوف میں دلچسپی پیدا ہوئی- پھر یہ جامعہ اظہر گئے وہاں بھی تعلیم کا وہی حال تھا- یہاں پر محمد عبدہ' کے دل و دماغ پر تصوف چھا گیا اور انہوں نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور مجاہدات اور ریاضیات میں مصروف ہو گئے لیکن خوش قسمتی سے جمال الدین افغانی سے ملاقات ہو گئی جنہوں نے انہیں گوشہ تنہائی سے نکال کر دنیا کی حقیقتوں سے روشناس کرایا اور عملی پروگرام کی دعوت دی- جمال الدین کی صحبت سے ان میں اسلامی دنیا کی آزادی کا شعور پیدا ہوا اور لادینی علوم کی قدر کا اندازہ ہوا-

1876ء میں انہوں نے رسالوں میں لکھنا شروع کیا- مضامین کا رنگ سیاسی اور معاشری ہوتا تھا- 1877ء میں انہیں العلمیہ کا ڈپلوما مل گیا اب وہ پڑھا سکتے تھے- انہوں نے الاظہر میں فلسفہ' منطق اور دینیات پر لیکچر دئے- دارالعلوم میں تاریخ اور ادب کے پروفیسر مقرر ہوئے- اس کے ساتھ وہ ایک سرکاری رسالے کے مدیر بھی تھے- اس وقت مصری فوج نے ترکی افسران کے خلاف بغاوت کر دی اور انگریزوں کو بہانہ مل گیا کہ وہ مصر کو زیر تابع لے آئیں محمد عبدہ کو یہ بات بالکل ناپسند تھی چنانچہ انہیں جلا وطن کر دیا گیا- فرانس چلے گئے وہاں جمال الدین افغانی موجود تھے دونوں نے ایک مجلس اور رسالہ قائم کیا جس کا نام الاروات الوثوقہ (The Indissoluble Link) تھا- 1884ء میں انگلستان پہنچے وہاں بڑے بڑے آدمیوں سے ملاقات کی سال بعد بیروت آ گئے یہاں انہوں نے رسالتہ التوحید لکھا- 1888ء میں واپس مصر آئے- انہیں جج مقرر کیا گیا- جامعہ الاظہر کی انتظامیہ کونسل کے ممبر بھی تھے- انہی کی وجہ سے جامعہ میں لادینی مضامین کے شعبے کھلے- 1899ء میں مصر کے مفتی اعظم مقرر ہوئے- بڑے تعلیمی اور ادبی کام کئے- قاہرہ میں دفن ہیں-

فلسفہ میں محمد عبدہ کا رجحان نتائجیت اور انسان دوستی کی طرف تھا- فلسفہ کو محض فکر تک محدود کرنا نہیں چاہتے تھے بلکہ عمل کو بھی ضروری سمجھتے تھے- وہ کہتے تھے کہ منطق یقینی صحیح فکر کے ساتھ صحیح عمل یقینی پسندیدہ اخلاق بھی ہونا چاہئے تقلید کے دشمن تھے اجتہاد کی ضرورت پر زور دیتے تھے- جب دنیا ابتدائی دور سے ترقی کر کے عقل کی منزل تک پہنچی تب اسلام معرض وجود میں آیا- اسی لئے اسلام عقل کو دعوت دیتا ہے- علماء نے تقلید پر زور دے کر اسلام کی اصلی شکل مسخ کر دی ہے- اسلام میں تقدیر سے مراد آزاد ارادے کی نفی نہیں- ایسا سمجھنا غلط فہمی پر مبنی ہے اسلام تعداد ازواج کا بھی حامی نہیں ہے بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو اسلام یک ازدواجی رشتہ کا خواہاں ہے-

محمد عبدہ مغرب کی نقالی نہیں چاہتے تھے- وہ مغربی تہذیب کے ساتھ ساتھ اپنی روایات اور تعلیمات کو بھی قائم رکھنا چاہتے تھے- نہ تو وہ اتحاد اسلامی (Pan Islamism) کے موید تھے اور نہ ہی غیر مسلموں کے خلاف جہاد کی تعلیم دیتے تھے- ان کا خیال تھا کہ ہر شخص فطرت سلیم پر پیدا ہوا ہے- ہر شخص میں نیکی کی خواہش ہے اس لئے تمام بنی نوع انسان کا ایسا معاشرہ تشکیل ہو سکتا ہے یا ہونا چاہئے جو آپس میں پیار و محبت سے رہے اور مذہب' نسل اور عقاید کے قیود سے بالا ہو-

Muhammad bin Abdul Wahab and his Movement

محمد بن عبدالوہاب اور ان کی تحریک

محمد بن عبدالوہاب (1787-1700) نجد میں پیدا ہوئے- مدینہ تعلیم حاصل کی سیروسیاحت کی غرض سے ایران پہنچے لیکن بالاخر اپنے وطن مولود نجد میں مقیم ہو گئے- ان کے استادوں میں شیخ عبداللہ بن ابراہیم نجدی شیخ محمد حیات سندھی اور شیخ مجموعی کے اسماء شامل ہیں- شروع سے ہی انہیں قرآن اور حدیث سے شغف تھا اور اسلام کو ان تمام عناصر سے پاک کرنا

چاہتے تھے جو غیر اسلامی تھے یا جن کی بنا توہمات پر تھی۔ خود بڑے فصیح و بلیغ مقرر تھے۔ لیکن انہیں پتہ چلا کہ اصلاح احوال کے لئے محض فصاحت کافی نہیں سیاسی اقتدار بھی چاہئے اس سلسلہ میں انہیں امیر اودانیہ (Uvainah) عثمان بن حامد بن معمر کی اعانت دستیاب ہو گئی۔ اور اس کے بعد قبیلہ سعود کے امیر محمد کا تعاون بھی حاصل ہو گیا۔

محمد بن عبدالوہاب کی خواہش تھی کہ خلافت راشدہ دوبارہ قائم ہو۔ اسلامی معاشرے سے تمام توہمات ختم ہو جائیں قبر اور پیر پرستی جاتی رہے اور زندگی سادہ اور اسلامی شعار کے مطابق ہو۔ وہابی تحریک کو رجعت پسندانہ کہنا ٹھیک نہ ہو گا یہ تو اسلام میں از سر نو زندگی پیدا کرنے کی خواہاں تھی تقلید کی دشمن تھی۔ اس لئے اس کی اسپرٹ معتزلہ سے ملتی تھی۔ اسی لئے عبدالوہاب اور اس کے حامیوں نے اجتہاد کے دروازے جو چھ سو سال سے بند تھے دوبارہ کھول دیئے اور فقہ پر نظر ثانی کی تلقین کی۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ لوگوں کی توجہ فقہ سے ہٹ کر قرآن اور حدیث پر مرکوز ہو گئی۔ اس تحریک کا یہ اثر ہوا کہ جہاں مغرب کے سائنس اور فلسفہ کو قبول کیا وہاں اسلامی روایات اور اسلامی طرز زندگی کا دامن بھی ہاتھ سے چھوٹنے نہ دیا۔ گو ان کی کتاب ہدایت السنہ مشہور کتاب ہے لیکن یہ کئی کتابوں کے مصنف ہیں جو بڑی علمی اور مذہبی پایہ کی حامل ہیں۔

Mulla Muhammad Baqar Majlisi

ملا محمد باقر مجلسی

صفوی خاندان میں دو مجلسی ہوئے ہیں۔ بڑے عالم و فاضل۔ ایک باپ اور ایک بیٹا۔ دونوں شیعہ عالم تھے باپ کا نام محمد تقی (1659-1594) اور بیٹے کا نام محمد باقر (1699-1628) تھا۔ ملا محمد باقر کی شہرت اپنے باپ سے بڑھ چڑھ کر تھی۔ انہوں نے شیعہ علوم کو یکجا کیا اور یہ کتابیں شیعہ مدرسوں میں بطور نصاب پڑھائی جانے لگیں۔ ان میں مشہور بحار الانوار، حق الیقین، حیات القلوب اور مراۃ العقول ہیں۔ مراۃ العقول میں ملا محمد باقر نے عقلی مسائل اٹھائے ہیں۔ انہوں نے آخری عمر میں تصوف کی مخالفت کی اور بڑے شد و مد سے اس امر کی تردید کی کہ ان کے والد صوفی تھے انہوں نے حکما اور فلسفیوں کی بھی مخالفت کی۔

Mulla Mohsin ملا محسن

(1600) پورا نام محمد بن شاہ مرتضیٰ بن شاہ محمود تھا۔ مشہور ملا محسن کے نام سے ہیں شیعہ صوفیوں میں اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ ملا صدرہ کے شاگرد اور داماد تھے۔ ملا صدرہ نے شعور، کشف او . فلسفہ کو ہم پلہ کھڑا کر دیا تھا۔ ملا محسن نے بھی شریعت اور طریقت کو ایک ساتھ کھڑا کر دیا۔ ملا محسن کو شیعوں کا امام غزالی کہا جا سکتا ہے۔ نہ صرف انہوں نے خارجیت اور باطنیت کا تضاد دور کر دیا بلکہ امام غزالی کی احیا العلوم کو دوبارہ لکھا اور اس میں سے سنی احادیث کو نکال کر شیعہ احادیث بھر دیں۔ ملا محسن کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ مثلاً حکمت پر ان کی تین کتابیں حق الیقین، عین الیقین اور علم الیقین ہیں۔ پھر تفاسیر پر تین کتابیں الصافی، الوافی اور الشافعی ہیں۔ فقہ پر ان کی کتاب مفاتح الشریعہ ہے اور اخلاقیات پر التطہیر۔ اپنی مشہور کتاب کلمات المقنونہ میں حکمت اور شعور کی تطبیق واضح کرتے ہیں۔

کائنات کی تکوین اسمائے الٰہی سے ہوتی ہے۔ ہر مخلوق کسی اسم کی تجلی ہے۔ اسم اعظم تو رب الارباب ہے جس کی تجلی الانسان کامل ہے۔ کامل انسان یا تو پیغمبر ہو گا یا ولی۔ نبوت مطلق تو حضرت محمدؐ کو ملی اور ولایت مطلق حضرت علیؓ کو۔ اس ولایت کا سلسلہ بارہ اماموں تک چلتا ہے جو سبھی معصوم تھے۔ آخری امام، امام مہدی ہوں گے۔

Muhammad Iqbal سر محمد اقبال

(1938-1876) سیالکوٹ میں پیدا ہوئے آباؤ اجداد کا تعلق کشمیری برہمنوں سے تھا۔ ان کے دادا کے والد

سیالکوٹ ہجرت کر کے آئے۔ ان کے اپنے والد بزرگوار صوفی منش بزرگ تھے۔ ابتدائی تعلیم انہوں نے شمس العلما مولوی میر حسن کے سایہ عاطفت میں حاصل کی۔ انہیں کے کہنے پر علامہ اقبال لاہور آئے۔ فلسفہ میں داخلہ لیا اور ٹامس آرنلڈ جیسا فاضل استاد ملا۔ پھر وہ انگلینڈ چلے گئے۔ انگلینڈ میں کچھ عرصہ رہنے کے بعد جرمنی ڈاکٹریٹ کے لئے چلے گئے۔ ڈاکٹریٹ کے لئے انہوں نے ایران کی مابعد الطبیعیات پر مقالہ لکھا۔

انگلینڈ جانے سے پیشتر ہی علامہ اقبال کی شہرت کی وجہ ان کی شاعری تھی ان کی نظمیں اردو کے مقبول اور مستند رسالوں میں چھپ رہی تھیں اور ہر چھوٹی بڑی مجلس میں پڑی جاتی تھیں۔ لوگ سنتے تھے اور جھوم جاتے تھے۔

انگلینڈ جا کر انہیں پتہ چلا کہ یورپ کی مادی تہذیب کھوکھلی ہے اور مشرق کی مذہبیت بھی اپنے مشن میں ناکام ہو چکی ہے اس لئے انہوں نے مادیت کو بے نقاب کیا اور مشرق کی غلط روحانیت کو زندگی کے لئے مضر قرار دیا۔

جولائی 1908ء کو علامہ اقبال واپس وطن لوٹے۔ اور وکالت شروع کر دی۔ 1909ء میں وکالت کے علاوہ کچھ عرصہ تک گورنمنٹ کالج لاہور کے شعبہ فلسفہ کے پروفیسر رہے۔ 1923ء کو انہیں سرکار انگلینڈ سے سر کا خطاب ملا۔ 1924ء کے بعد علامہ اقبال کا سیاسی دور شروع ہوتا ہے۔ اس دور میں انہوں نے پاکستان کا نظریہ پیش کیا۔ اور اس کے سرگرم علمبردار رہے۔

علامہ اقبال کا فلسفہ ان کی شاعری اور مقالوں میں پایا جاتا ہے۔ یوں تو ولایت جانے سے پہلے ہی ان کی شعر وشاعری کا ڈنکا بج رہا تھا۔ لیکن ولایت سے واپسی پر ان کی نظم و نثر دونوں میں ایک خاص قسم کی پختگی آئی اور ایک خاص قسم کا نظریہ حیات ابھرا۔ واپسی پر انہوں نے شکوہ۔ شمع و شاعر اور جواب شکوہ جیسی حیات افروز نظمیں لکھیں فارسی میں اسرار خودی اور رموز خودی لکھیں اسرار خودی میں انسانی ایغو کا ارتقا بیان کیا ہے اور رموز خودی میں ان اصولوں کا جن پر صحت مند معاشرے کی تشکیل ہو سکتی ہے۔ اسرار اور رموز کے بعد پیام مشرق آئی جو گوئٹے کے دیوان کے جواب میں لکھی گئی۔ پھر زبور عجم شائع ہوئی جس میں دو مثنویاں گلشن راز جدید اور بندگی نامہ بھی شامل ہیں۔ پہلی مثنوی صوفیانہ رنگ میں ہے اور دوسری ان فنون کا ذکر کرتی ہے جو آزاد اور غلام قوموں میں مقبول ہوتے ہیں۔ زبور عجم کے بعد جاوید نامہ شائع ہوا جسے بجا طور پر مشرق کی (Divine Comedy) کہا جاتا ہے۔

علامہ اقبال کا پہلا اردو نظموں کا دیوان بانگ درا آیا۔ 1933ء میں علامہ اقبال نے افغانستان کا سفر کیا اور نظم مسافر لکھی۔ اس فارسی نظم کے بعد ایک اور فارسی نظم انہوں نے پس چہ باید کرد لکھی۔ ان کا آخری مجموعہ کلام جس میں اردو اور فارسی نظمیں دونوں موجود ہیں ارمغان حجاز ہے۔

نثر میں ان کی پہلی کتاب اقتصادیات پر ہے۔ پھر 1908ء میں انہوں نے انگریزی میں 'ایران میں مابعد الطبیعیات کا ارتقا' (The Development of metaphysics in Persia) پر مقالہ لکھا۔ اس کے بعد خالص فلسفہ پر ان کے لیکچرز ہیں جو اسلام میں مذہبی فکر کی تشکیل نو (The Re Censtre of Religious Thought in Islam) کے نام سے مشہور ہیں۔

اقبال کا فلسفہ خودی کا فلسفہ ہے۔ کائنات کا ہر ذرہ مرکز شعور یا ایغو ہے ترقی کے مختلف مرکز طے کرتا ہوا یہ ایغو انسان کی منزل تک پہنچ جاتا ہے۔ یہاں بھی اس کی ترقی جاری رہتی ہے اور اس کے لئے معاشری ماحول ازبس ضروری ہے اس ماحول کی اساس اخلاق اور روحانیت پر ہونی چاہئے اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے اقبال کا ایمان تھا کہ توحید اور رسالت ہی معاشرے کا اساس بن سکتے ہیں۔ علامہ اقبال کی قومیت کا تصور جغرافیائی۔ نسلی اور ثقافتی حدود سے بالا نظریاتی

تھا۔ علامہ اقبال چاہتے تھے کہ معاشرہ متحرک رہے اور اسی لئے اجتہاد کی ضرورت پر مصر تھے۔

علامہ اقبال کے فلسفہ نے مسلمانوں کو نئی زندگی بخشی انہی کی ذہنی کاوشوں سے پاکستان معرض ظہور میں آیا اور تمام اسلامی دنیا حرکت میں آئی۔ ان کے فلسفہ پر مغربی اور مشرقی فلسفیوں کے خیالات کا اثر نمایاں ہے۔ مغربی مفکروں میں برگسان، کانٹ، جیمس وارڈ، لائبنز کے نام لئے جا سکتے ہیں۔ مشرقی مفکروں میں مولانا روم کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ مولانا روم کو علامہ اقبال اپنا پیرو مرشد سمجھتے تھے۔

لیکن علامہ اقبال کے فلسفہ کا اصل سرچشمہ قرآن و حدیث ہیں۔ انہوں نے کوشش کی ہے کہ اسلامی تعلیمات کو نئے رنگ میں پیش کیا جائے۔ لیکن نیا انداز اور نیا فکر اختیار کرتے وقت انہوں نے کبھی بھی اسلام کا دامن اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

میاں محمد شریف M.M.Sharif

(1893-1965) لاہور کی ایک بستی باغبان پورہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد بزرگوار صوفی منش انسان تھے۔ جب مدرسہ میں پڑھتے تھے تو ان کی والدہ ماجدہ ایک بھائی اور ایک بہن پلیگ کی نذر ہو گئے۔ معاشی حالت تو پہلے ہی کمزور تھی۔ ان اموات نے رہی سہی سکت بھی چھین لی۔ یہ زمانہ میاں صاحب کے لئے نہایت تاریک زمانہ تھا۔ لیکن جلد ہی سنبھل گئے۔ لاہور سے ثانوی تعلیم حاصل کرنے کے بعد 1910 میں علی گڑھ چلے گئے اور ایم۔ اے۔ او کالج میں داخلہ لے لیا وہیں انہیں فلسفہ سے دلچسپی پیدا ہوئی۔ اپنے کالج کی فلوسافیکل سوسائٹی کے سکرٹری تھے۔ بی۔ اے انہوں نے الہ آباد یونیورسٹی سے کیا۔ پھر 1914 میں انگلینڈ گئے۔ وہاں سے آنرز کی ڈگری حاصل کی اور بڑے بڑے نامور اساتذہ جن میں سورلے (Sorley) جی۔ ای مور اور ڈی۔ ای جانسن شامل ہیں اس سے استفادہ کیا۔ اکتوبر 1917ء میں ایم۔ اے۔ او کالج علی گڑھ میں سینئر پروفیسر فلسفہ مقرر ہوئے۔ جب اس کالج کو یونیورسٹی کا درجہ ملا تو میاں شریف چودہ سال تک شعبہ فلسفہ کے سربراہ رہے۔ 1936ء میں انڈین فلوسافیکل کانگرس کے شعبہ مابعد الطبیعیات کے پریذیڈنٹ تھے اور پھر اسی کانگرس کے 1945ء میں جنرل پریذیڈنٹ مقرر ہوئے۔ پاکستان بننے پر اسلامیہ کالج لاہور کے پرنسپل بنے اور انہوں نے پاکستان فلوسافیکل کانگرس کی 1954ء میں بنیاد رکھی۔ یہ کانگرس ہر سال اپنا اجلاس کرتی ہے۔ جب تک میاں صاحب زندہ رہے تب تک اس ادارہ میں بڑی جان تھی۔ میاں صاحب اس کانگرس کی انتظامیہ کے تادم مرگ پریذیڈنٹ رہے۔ ان کا ایک اور کارنامہ (History of Muslim Philosophy) تاریخ فلسفہ اسلامیہ دو جلدوں میں ہے یہ کتاب جرمنی میں چھپی۔ اور تاریخ فلسفہ اسلامیہ پر مستند کتاب سمجھی جاتی ہے فلسفہ کی جو گراں قدر خدمات میاں صاحب نے سرانجام دی تھیں ان کے پیش نظر، پروفیسر سی۔ اے۔ قادر نے میاں صاحب کے دوستوں اور شاگردوں کی وساطت سے فلسفیانہ مضامین کا مجموعہ بنام دنیائے فلسفہ (The World of Philospy) ان کے اعزاز میں لکھی اور ایک خصوصی تقریب میں ان کی خدمت میں پیش کی۔ میاں صاحب نے 31 کے قریب تحقیقی مقالے لکھے۔ آٹھ کتابیں لکھیں:

اقبال اور اس کے فکر کے بارے میں

1-About Iqbal & his Thought

جمالیات پر تحقیقی مضامین

2-Studies in Aesthetics

جمالیات پر تحقیقی مضامین۔ نمبر2 کا اردو ترجمہ

3-Studies in Aesthetics (Urdu)

اسلامی اور تعلیمی تحقیقی مقالے

4-Islamic & Educational Studies

اسلامی فکر۔ اس کے منابع اور کارہائے نمایاں

5-Muslim Thought:Its Origin & Achievements

اسلامی فکر- اس کے منابع اور کارہائے نمایاں نمبر 5 کا اردو ترجمہ

6-Muslim Thought:Its origin & Achievements(urdu)

قومی یکجہتی اور دیگر مضامین

7-National Integration & Other Essays

تاریخ فلسفہ اسلامیہ (دو جلد)

8-A History of Muslim Philosophy(2 Vols)

شروع میں میاں صاحب تجربی تصوریت کا نظریہ رکھتے تھے بعد میں جی- ای- مور اور برٹرینڈرسل کے زیر اثر انہوں نے حقیقت کا نظریہ اختیار کیا اور بالآخر اپنا نظریہ قائم کیا جسے وہ جدلیاتی واحدیت (Dialectical Monadism) کہتے تھے- میاں صاحب اپنی ذات کو بنیاد بنا کر کائنات کی حقیقت تلاش کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میری ذات شعور کا مرکز ہے فعال' آزاد' قائم بالذات ہے- اس مرکز شعور یا طاقت کو وہ روحیہ Monad کہتے ہیں- یہ روحئے غیر نامیاتی سطح سے شروع ہو کر انسانی درجہ تک پہنچتے ہیں اعلیٰ روحئے 'ادنیٰ' روحیوں میں موجود ہوتے ہیں لیکن اپنی نیچر میں ان سے اعلیٰ اور ارفع ہوتے ہیں- روحئے حرکی ہیں اور ان کا ارتقا جدلیاتی صورت میں پیدا ہوتا ہے لیکن یہ جدلیات ہیگل اور مارکس سے الگ ہے کیونکہ نہ تو یہ فکری تضاد سے سرگرم کار ہوتی ہے اور نہ معاشی تضاد سے- اس جدلیات کا طریقہ میری ذات کا طریقہ ہے- میری ذات کے مقابلہ میں لا ذات (Not self) ہوتی ہے اور اس تقابل سے ایک ترکیب پیدا ہوتی ہے- یہ عمل مقصدی ہے- نچلی سطح پر مقصد کا پتہ نہیں چلتا- جوں جوں ترقی کے منازل طے ہوتے جاتے ہیں توں توں مقصد زیادہ سے زیادہ واضح ہوتا جاتا ہے- انسان کی سطح پر تمام اعمال و افعال مقصد بن جاتے ہیں- یہ عمل لا متناہی ہے- انسان اپنے نقائص دور کرتا چلا جاتا ہے اور اس کے مقاصد بلند سے بلند تر ہوتے جاتے ہیں- اس سلسلہ کی پشت پر خدا یا مطلق ہے اسے عقل کے زور پر تو ثابت نہیں کیا جا سکتا البتہ وجدان یا ایمان سے جانا پہچانا جا سکتا ہے-

فلسفہ تاریخ میں میاں شریف کا نظریہ سوروکن (Sorokin) سے ملتا جلتا ہے- ان کے خیال میں معاشرے کا ایک دور (Cycle) نہیں ہوتا بلکہ کئی ادوار ہوتے ہیں- اس لئے کوئی ثقافت مکمل طور پر نہیں مرتی اگر اس کا ایک دور ختم ہو جاتا ہے تو دوسرا شروع ہو جاتا ہے- اس کی مردہ رگوں میں نئی زندگی بھی پڑ سکتی ہے- علاوہ ازیں ارتقاء کبھی سیدھی لکیر اوپر کی طرف متواتر بڑھتی ہوئی نہیں ہوتی بلکہ اس میں کئی اتار چڑھاؤ آتے ہیں- اور اثرات بھی کئی اطراف سے آتے ہیں لہذا ثقافتی ارتقاء کا منبع مقامی عناصر کے علاوہ بیرونی عناصر بھی ہو سکتا ہے-

Mustafa, Abdul Razak

مصطفیٰ عبدالرزاق

(1885-) مصر کا مفکر' محمد عبدہ' کا شاگرد تھا- تیس برس کی عمر میں جامعہ اظہر سے علمیہ کا ڈپلوما حاصل کر کے فرانس' سوربان کی یونیورسٹی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے گئے وہاں ڈرگھیم (Durkheum) سے معاشریات پر پڑھی- مصر واپس آنے پر جامعہ الاظہر کے سیکرٹری جنرل مقرر ہوئے- اور محمد عبدہ کے پروگرام پر عمل کرنا شروع کیا- وہ ایک عمومی یونیورسٹی قائم کرنا چاہتے تھے جہاں ثقافت پر لیکچر ہوں- انہوں نے خود بھی محمد عبدہ پر لیکچر دئے- جب باقاعدہ طور پر مصری یونیورسٹی قائم ہو گئی تو عبدالرزاق کو پہلا اسلامی فلسفہ کا پروفیسر مقرر کیا گیا- انہوں نے ثابت کیا کہ اسلامی فلسفہ کو یونانی فلسفہ کی نقالی کہنا غلط ہے اس کی اپنی جدیدیت ہے- اگر اسلامی فلسفہ کی روح دیکھنی ہو تو فارابی اور بو علی سینا کا مطالعہ نہ کیجئے بلکہ علم کلام اور فقہ دیکھئے- عبدالرزاق' اوقاف کے وزیر رہ چکے ہیں- مصری فلسفیانہ سوسائٹی کے پریزیڈنٹ بھی- اس کے

علاوہ ازیں جامعہ اظہر کے ناظم (Rector) کے عہدے پر بھی فائز رہے ہیں۔

عبدالرزاق کا فلسفہ اخلاقی اور ایثاریتی تھا۔ اس میں رواداری، عفو فراخدلی اور نوع انسانی سے محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ عبدالرزاق کئی کتابوں کے مصنف ہیں انہوں نے یہ بات کہنے کی کوشش کی ہے کہ ان کا فلسفہ جو ایثار پر مبنی ہے حقیقی فلسفہ ہے اور تمام عظیم مفکروں کا فلسفہ بھی یہی رہا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ زندگی دوسروں کے مفاد کے لئے وقف ہونی چاہے اور انسان کو فطرت کے ساتھ ہم امنگ رہنا چاہے۔ عبدالرزاق کا خیال ہے کہ محبت کا جذبہ فطری ہے اس کے راستے سے روڑے ہٹا دیجئے یہ خود بخود چمکے گا۔ ہم انسانیت کے ممبر ہیں۔ اس لئے ہمیں وہی کام کرنا چاہئے جس میں انسانیت کا بھلا ہو۔ تعلیم کا مقصد بھی انسان دوستی ہونا چاہئے تاکہ پیار و محبت بڑھے۔

Nasir ud Din Tusi

نصیرالدین طوسی

(1201-1274) پورا نام خواجہ نصیرالدین ابو جعفر محمد بن حسن تھا۔ بہت بڑا عالم۔ ریاضی دان اور ماہر فلکیات تھا۔ طوس میں پیدا ہوا۔ ابتدائی تعلیم اپنے باپ محمد بن حسن سے پائی۔ فقہ، اصول، حکمت اور کلام کا درس فریدالدین داماد سے لیا اور ریاضیات، محمد حسیب سے سیکھی۔ پھر بغداد چلا گیا اور وہاں طب اور فلسفہ قطب الدین سے۔ ریاضیات، کمال الدین سے اور فقہ اور اصول سلیم بن بدران سے سیکھا۔ پہلے نصیرالدین عبدالرحیم کا منجم مقرر ہوا کچھ عرصہ نظربند بھی رہا۔ اس نے اسماعیلی حکمران رکن الدین کو ہلاکو کے حوالہ کر دیا اور خود ہلاکو کا قابل اعتماد مشیر بن گیا۔

اور جب ہلاکو نے بغداد فتح کیا تب طوسی اسکے ہمراہ تھا۔ طوسی کے کہنے پر ہلاکو نے مراغہ (Maraghah) میں رصد خانہ بنوایا اور اس کو بہترین آلات سے آراستہ کیا۔ ہلاکو نے اس کے ساتھ جائیداد وقف کر دی بعد یہ رصد گاہ ایشیاء کے سائنس دانوں کا گہوارہ بن گئی۔

اس نے کئی کتابیں لکھیں اخلاق ناصری اخلاقیات پر۔ اساس الاقتباسات اور منطق التجرید منطق پر، اوصاف الاشرف تصوف پر اور فصول، مابعد الطبیعیات پر چند ایک کتابیں ہیں۔

اخلاق ناصری میں طوسی، مسکوہ کے تتبع میں سعادت کو انسان کا مقصد عظمیٰ قرار دیتا ہے۔ سعادت کا تعین کائنات میں انسان کے مقام سے ہوتا ہے اور اسے تزکیہ نفس اور عبادت سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ارسطو شر کو فضیلت کا الٹ اور گیلن شر کو روح کی بیماری کہتا تھا۔ مسکوہ اسے قلب کا مرض کہتا ہے۔ شر کی آٹھ اقسام کا ذکر کرنے کے بعد طوسی خوف و حزن کے اسباب اور ان کا علاج بتلاتا ہے اسی طرح عقل کی بیماریوں کا ذکر کرتا ہے اور ان کا علاج تجویز کرتا ہے۔ اخلاقی زندگی کے لئے طوسی معاشرے کو ضروری خیال کرتا ہے۔ اسی لئے محبت اور دوستی کی بڑی قدر کرتا ہے۔ لہٰذا زہد اور ترک دنیا کو اس کی اخلاقیات میں کوئی اہمیت نہیں۔ البتہ اوصاف الاشرف، میں تصوف کو زیر بحث لاتے ہوئے طوسی نے زہد و تقویٰ کو بڑا مقام دیا ہے۔

مابعدالطبیعیات کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے علم الہیہ اور فلسفہ اولیٰ، علم الہیہ میں خدا، عقول اور ارواح سے اور فلسفہ اولیٰ میں کائنات اور کلیات سے بحث ہوتی ہے۔ خدا پر بحث کرتے ہوئے طوسی کہتا ہے کہ اس کے ثبوت میں منطقی اور فلسفیانہ دلائل پیش نہیں کئے جاتے۔ جیسے منطق کے اصول اولیٰ ثبوت کے محتاج نہیں بلکہ قبل تجربی اور بدیہی ہیں اسی طرح خدا بھی قبل تجربی اور بدیہی حقیقت ہے۔ خدا کو کائنات کا محرک اول تسلیم کر لینے کے بعد طوسی کہتا ہے کہ تخلیق عدم سے ہوئی یعنی نیستی سے ہست پیدا ہوا۔

خیر و شر کے بارے میں طوسی کہتا ہے کہ خیر کا منبع تو خدا ہے اس لئے خیر مستقل ہے لیکن شر عارضی ہے اس لئے اس کی کوئی حقیقت یا خارج میں وجود نہیں۔

منطق میں طوسی کا موقف خالص ارسطوی ہے۔ تعریف اور قیاس کو علم کے دو آلات سمجھتا ہے۔ تعریف سے تصورات اور قیاس سے تصدیقات دستیاب ہوتی ہیں۔ قیاس کی دو قسمیں ہیں۔ اقترانی اور اثنائی۔

طوسی اخلاقیات میں مسکوہ کا۔ سیاسیات میں فارابی کا اور فلسفہ میں بوعلی سینا کا تتبع کرتا ہے اور کچھ اپنی طرف سے بھی اضافہ کرتا ہے۔ اس نے دور انحطاط میں علوم کو دوبارہ زندہ کیا ہے اور یہ اس کی بڑی خدمت ہے۔

Nizam Al Mulk Tusi

نظام الملک طوسی

(1092-1018) اصلی نام ابو علی حسن تھا۔ نظام الملک خطاب تھا۔ طوس میں پیدا ہوا۔ تیس سال تک خاندان سلجوق کا وزیر رہا۔ علوم فنون کا مربی تھا اور جامعہ نظامیہ کا بانی مبانی کہتے ہیں کہ اوائل عمر میں اس کی ملاقات عمر خیام اور حسن بن صباح سے ہوئی۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد اس نے بخارا اور مرو کا سفر کیا۔ غزنی بھی گیا جہاں اسے سرکاری ملازمت مل گئی۔ پھر سلجوق خاندان میں وزارت کے عہدہ پر فائز ہوا۔ آہستہ آہستہ وزیر اعظم بن گیا اور اتنی طاقت حاصل کرلی کہ اس کا مقابلہ بادشاہ بھی نہیں کرسکتے تھے۔ جب ملک شاہ نے اسے معزول کرنے کی دھمکی دی تو اس نے بڑی دلیری سے کہا کہ تمہاری بادشاہت بھی میری وزارت کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی۔

اس کی کتابوں میں سے سیاست نامہ اور وصایاء بہت اہم ہیں۔ نظام الملک طوسی اپنی کتابوں میں خلافت کا ذکر نہیں کرتا وہ اس بات کا قائل نہیں کہ سلطان کے اختیارات کا منبع خلیفہ یا خلافت ہے اس کا عقیدہ مقتدر اعلیٰ کے حق خداداد میں تھا۔ اسی لئے وہ بادشاہت کے الہامی پہلو کو زیر بحث لاتا ہے اس نظریہ کا لازمی نتیجہ جمہوریت کا خاتمہ اور آمریت کا جواز ہے۔ نظام الملک سمجھتا ہے کہ بادشاہ منشائے الٰہی کے آلہ کار ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی حکم عدولی خدائی قہر کا موجب بنتی ہے ان کی اطاعت ہر حالت میں لازمی ہے۔ اطاعت نہ صرف اس کی ضامن ہے بلکہ خدا کی خوشنودی کی بھی۔ ظاہر ہے کہ اس نظریہ سے مطلق العنانی اور آمریت کو تقویت اور جواز میسر آتا ہے۔

نظام الملک نے اقطاداری (Iqta dary) یعنی جاگیرداری کو بھی رواج دیا سیاسی استحکام کے لئے اس نظام کی ضرورت تھی۔ نظام الملک کی رو سے زمینوں کا مالک بادشاہ ہے نہ کہ خدا۔ اس لئے وہ جیسے چاہے زمین کی تقسیم کا مجاز ہے۔

بادشاہ کو نظام الملک ظل الٰہی تو کہتا تھا لیکن خدا کا اوتار نہیں مانتا تھا۔ وہ اسے بشر ہی کہتا تھا لیکن اس میں الٰہی صفات آجاتی ہیں۔ اسی طرح بادشاہ کے اختیارات تو غیر محدود ہیں لیکن وہ قانون ساز نہیں کیونکہ شریعت تو پہلے سے موجود ہے بادشاہ کا کام اس پر عمل درآمد کرانا ہے۔

وزارت کے عہدہ کو نظام الملک خطرات سے بھرا ہوا دیکھتا ہے کیونکہ وزیر کو ہر روز احکام جاری کرنے ہوتے ہیں اور وہ عدل و انصاف سے انحراف کرسکتا ہے۔ ان احکام کی وجہ سے چند لوگوں کو خوش کرے گا اور چند کو ناراض۔ حتیٰ کہ شہزادے اور امرا بھی ناراض ہوجاتے ہیں اور پھر اسے اپنے ماتحت عملہ اور حکام پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے جو تعاون سے گریز کرتے ہیں اس لئے وزیر کو معاملہ فہم اور زیرک ہونا چاہئے اسے خدا کی تابعداری اور حاکم وقت کی اطاعت کرنی چاہئے۔ حکومت کے چہیتوں کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے اور عامتہ الناس کو خوش رکھنا چاہئے۔

مندرجہ بالا بیان سے ظاہر ہوگیا ہوگا کہ نظام الملک طوسی بادشاہ اور وزیر دونوں کے لئے مذہب اور اخلاق کی بالادستی قائم کرتا ہے۔ نظام الملک کی اہمیت اس امر میں مضمر نہیں کہ اس نے بادشاہوں اور وزراء کے لئے ہدایات مرتب کیں بلکہ اس امر میں کہ اس نے شہنشاہیت اور وزارت کے لئے اخلاقی اور مذہبی قوانین واضح کئے۔ اس سے حکمران طبقہ خلافت کی بجائے

ضابطہ اخلاق اور احکام الہٰی کا پابند ہو گیا اور یہ بڑا کارنامہ ہے۔

Qadi abu Bakr Muhammad bin Tayyib al-Baqillani
قاضی ابوبکر محمد بن طیب البقلانی

الغتریہ مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے بصرہ میں 403 ہجری میں پیدا ہوئے ان کا عقیدہ تھا کہ جوہر کا وجود ہے۔ عوارض عارضی حیثیت رکھتے ہیں۔ خلا ممکن ہے اس طرح انہوں نے الغتریہ فرقہ کی مابعد الطبیعیات ترتیب دی۔

البقلانی کہتے تھے کہ علم سے مراد کسی شے کا فی نفسہ وتوف ہے۔ جو چیز موجود ہے وہ شے ہے۔ پس خواہ کوئی وجود واجب ہو یا ممکن وہ شے ہے یا کماہی کا جوہر' اور وجود کو باقی صفات کی طرح صفت نہیں کہنا چاہیے۔ ارسطو کے مقولات عشرہ میں سے صرف دو مقولوں کو البقلانی تسلیم کرتا ہے اور یہ مقولے ہیں جوہر اور صفت۔ الغتریہ تمام صفات کو موضوعی کہتے ہیں۔ ان کا خالق ذہن ہے پس ان کی ہستی محض عارضی ہے۔ وہ ہیولیٰ اور صورت کی تمیز جو ارسطو نے قائم کی تھی نہیں مانتے۔

البقلانی جوہریت کا قائل تھا وہ کہتا تھا کہ خلا سے ایٹم آتے ہیں اور پھر غائب ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ ایٹم مستقل حیثیت کے مالک نہیں یہ عارضی ہیں۔ زمان و مکان دونوں کے ایٹم ہیں۔ یہ ایٹم مادی نہیں بلکہ تصوری ہیں۔ اس پوزیشن سے صاف طور پر تصوریت کا نظریہ ابھرتا ہے اور اس کی شکل بارکلے کی تصوریت سے ملتی جلتی ہے۔

Qasim Amin قاسم امین

قاسم امین مصری معاشری مفکر' محمد عبدہ (1849-1905) کے شاگرد تھے۔ محمد عبدہ تعلیم نسواں کے بڑے حامی تھے اور ان کو مردوں کے برابر حقوق دینا چاہتے تھے' تعدد ازواج کے بھی مخالف تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اسلام یک ازواجی رشتہ کا حامی ہے اور قانون وراثت سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ عورت کو خود مختار ہستی تسلیم کرتا ہے۔ لہٰذا عورتوں کو گھر کی چار دیواری میں بند رکھنا کسی طرح جائز نہیں انہیں میدان عمل میں آنا چاہئے۔ یہ کام محمد عبدہ خود تو نہ کر سکے ان کے شاگرد قسم امین نے یہ کام اپنے ذمہ لیا۔ وہ رجعت پسندوں اور تقلید پسندوں کے مخالف تھے انہوں نے مصری عورت کو صحیح مقام دلانے میں انتھک کوشش کی۔ انہوں نے عورتوں کی تعلیم اور ان سے بہتر سلوک کرنے کی اہمیت پر زور دیا۔

Rabiah al Adawiyyah رابعہ بصری

(713-801) بصرہ کی رہنے والی تھیں صوفی منش تھیں۔ غریب گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ گھر سے چوری ہو گئیں۔ اور غلامی میں بیچ دی گئیں۔ زہد و تقویٰ کی وجہ سے آزاد کر دی گئیں۔ ساری عمر شادی نہیں کی۔ ان کا کہنا ہے کہ انسان کو خدا سے محبت نہ بہشت کے لالچ سے نہ دوزخ کے ڈر سے کرنی چاہے بلکہ خدا سے لو لگانی چاہے اور اس میں خود غرضی کا شائبہ نہیں ہونا چاہے۔

Rashid Rida رشید رضا

(1865-1935) شام کے رہنے والے۔ محمد عبدہ (1849-1905) کے شاگرد ہیں۔ پہلے علوم دینیہ پڑھے۔ پھر مذہبی اور ادبی علوم۔ تصوف بھی اختیار کیا لیکن جمال الدین افغانی کا رسالہ الاروات الوثوقہ پڑھ کر عملی پروگرام اختیار کیا۔ چونکہ شام میں آزادیِ رائے کی گنجائش نہیں تھی اس لئے 1897 میں مصر آ گئے۔ خیال نہ تھا کہ جمال الدین افغانی سے فیض حاصل کریں گے لیکن جب ان کا انتقال ہوا تو محمد عبدہ کی طرف رجوع کیا اور سایہ کی طرح ان سے چمٹے رہے۔ 1898 میں انہوں نے المنار نکالا۔ اس کا مقصد تعلیم کی اشاعت اور بدعات کا مقابلہ کرنا تھا۔

دو باتوں میں رشید رضا اپنے استاد محمد عبدہ سے

مختلف تھے۔ ایک تو وہ قدامت پسند تھے اور دوسرے اسلامی اتحاد کے حامی تھے اور فوقیت کو ناپسند کرتے تھے۔ محمد عبدہ میں لادینی جدیدیت تھی اور قومیت بھی۔

Sadr-al-Din Shirazi (Mulla Sadra)

صدرالدین شیرازی

(1640-1571) شیراز میں پیدا ہوئے والد کا نام ابراہیم شیرازی تھا جو اپنے زمانے میں وزیر اور اہم سیاسی شخصیت تھے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد علوم عقلیہ، خصوصاً مابعدالطبیعیات کا شوق انہیں اصفہان لے آیا جہاں پہلے انہوں نے علوم نقلیہ بہاء الدین عاملی سے پڑھے اور علوم عقلیہ میرداماد سے۔ لیکن یہ درسی تعلیم ان کی روح کو تسکین نہ دے سکی لہٰذا پندرہ سال تک دنیا سے منہ موڑ کر مجاہدات اور تزکیہ نفس میں لگے رہے۔ اب انہیں وجدان اور اشراق سے وہ حقائق صاف دکھائی دینے لگے جو محض انہوں نے کتابوں سے پڑھ رکھے تھے۔ عرفان حاصل کرنے کے بعد وہ دوبارہ دنیا کی طرف لوٹے شیراز واپس آئے جہاں ایک مدرسہ کے سربراہ مقرر ہو گئے۔ یہ مدرسہ جو مدرسہ خان کہلاتا ہے حکمت اور فلسفہ کا گہوارہ بن گیا۔ ملا صدرہ اس درسگاہ میں آخری دم تک رہے۔

ملا صدرہ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ معرفت کے سلسلہ میں ان کی کتابیں الشواہد الربوبیہ 'الاسریہ' اسرار الحیات اور الواردات القلبیہ مشہور ہیں اور فلسفہ میں شرح الہدایہ اور شرح شفا بڑی پایہ کی کتابیں ہیں۔ ان کی کتاب اسفار الاربعہ معرفت پر مستند کتاب ہے اس میں روح کے سفر کا بیان ہے۔ یہ چار کتابوں پر مشتمل ہے۔

ملا صدرہ کا فلسفہ چار مسائل پر مبنی ہے اول' وجود اور اس کی تقطیب' دوم' علم اور معلوم کنندہ اور معلوم شدہ شے کا رشتہ' سوم' حرکت' تکوین اور تغیر' چہارم روح' اس کے قوا۔ اس کا خاتمہ اور دوبارہ احیا۔

وجود کے بارے میں ملا صدرہ کہتے ہیں کہ وہ وحدت ہے اور گو وجود ہر شے میں موجود ہے لیکن ایک ہی طرح سے نہیں۔ عالم مجاز کی ہر شے حقیقت پر حد بندی (Limitation) ہے اس حد بندی کو انسانی ذہن الگ ماہیت دے دیتا ہے اور جب اس ماہیت کو عالم حقائق سے وابستہ کرتا ہے تو اعیان ثابتہ کی شکل میں رونما ہوتی ہے۔

حرکت کے بارے میں ارسطو کہتا ہے کہ اس سے مراد قوائیت سے فعلیت میں آنا ہے۔ ملا صدرہ اچانک تغیر کا قائل نہیں۔ وہ دنیا کو ایک ندی کی مانند دیکھتا ہے جہاں پانی سدا بہتا ہے اور حرکت سے مراد کائنات کی ہر لمحہ مسلسل طریقہ پر تخلیق نو اور احیاء نو ہے۔

علم کو ملا صدرہ کے فلسفہ میں خاص اہمیت ہے۔ وہ علم کو روح کی نجات کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ وہ علم اور ہستی کو یا معلوم کنندہ اور معلوم شدہ شے میں کوئی تفریق نہیں کرتا۔ بلکہ اشیاء کے وجود کو خدا کے علم سے جدا فرض نہیں کرتا۔

ملا صدرہ نے نفسیات پر بڑا زور دیا ہے۔ نفس کے مختلف قوا کا ذکر کیا ہے۔ ایک لحاظ سے نفس کا مقابلہ کائنات سے کرتا ہے اور دوسرے لحاظ سے قرآن شریف سے۔ جیسے سات آسمان ہیں ویسے ہی روح کے سات منازل ہیں اور ویسے ہی قرآن شریف کی سات باطنی تشریحیں۔

شیعہ حکمت میں ملا صدرہ کا بڑا اونچا مقام ہے اسی لئے ان کو صدرالمطالحین (Sadr-al-Mutiallihin) کہتے ہیں۔ ملا صدرہ شعر بھی کہتے تھے۔ ان کی رباعیات کا مضمون وحدت الوجود ہے۔

Sayyed Ahmad Khan سرسید احمد خاں

(1898-1817) دہلی میں پیدا ہوئے مروجہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد انہوں نے اپنے بھائی کے اخبار میں لکھنا شروع کر دیا۔ پھر شعر کہنے لگے لیکن جلد ہی ان کا دل بھر گیا۔ والد بزرگوار کی وفات کے بعد 1838ء میں انہوں نے ایسٹ انڈیا کمپنی کی ملازمت اختیار کر لی۔ ملازمت کے سلسلہ میں آگرہ اور فتح پور سیکری بھی رہے

پھر دہلی آ گئے یہاں سرکاری مشاغل کے علاوہ ان کی ادبی سرگرمیاں بھی کثرت سے تھیں- شاعروں اور ادیبوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا تھا- پھر انہوں نے یہیں اثار الصنادید لکھی جو تحقیقی تاریخی مضامین پر مشتمل کتاب ہے- سات سال دہلی میں گزرانے کے بعد بجنور میں سول جج مقرر ہوئے- جب 1857ء میں غدر ہوا تو سید احمد اس عہدہ پر معمور تھے- یہاں پر انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ مسلمانوں پر کیسے شدید مظالم ہو رہے تھے- غدر کے خاتمہ پر انہوں نے کوشش کی کہ انگریزوں اور ہندوستانیوں اور خاص طور پر انگریزوں اور مسلمانوں کے درمیان افہام و تفہیم کے راستے ہموار ہو جائیں- انہوں نے غدر کے اسباب پر مقالہ لکھا- مرشد آباد اور غازی پور میں مدرسے کھولے- ایک سائنٹیفک سوسائٹی کی بنا ڈالی جس کا اپنا رسالہ علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ تھا-

ایک سال کے لئے (70-1869) انگلستان رہے- اس سفر سے انہیں نئے فکر کی اہمیت کا اندازہ ہوا- واپسی پر انہوں نے تہذیب الاخلاق رسالہ نکالا جس کا منشا اسلامی معاشرے کی اصلاح تھی- یہ رسالہ ایک طرف تو الحاد اور لادینی کی مخالفت کر رہا تھا اور دوسری طرف مغربی تہذیب کی خواہ مخواہ مخالفت کو کم کر رہا تھا- جو لوگ اس تحریک سے ہمدردی رکھتے تھے انہوں نے سید احمد خاں کی قیادت میں ایم-اے-او کالج کی بنیاد رکھی- اس کے ساتھ سید احمد خان نے مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی بنا رکھی- یہ دونوں مسلمانوں کی ثقافتی مذہبی اور سماجی اصلاح کی زبردست تحریکیں بنیں- 1888 میں انہیں گورنمنٹ انگلسیہ سے سر کا خطاب ملا- 81 برس کی عمر میں علی گڑھ میں وفات پائی-

سرسید کے نزدیک وہی دین سچا ہو سکتا ہے جو فطرت کے عین مطابق ہو اور ایسا دین صرف اسلام ہے- سرسید عقل کی حاکمیت مانتے ہیں اور وجدان کو اس کے تابع رکھتے ہیں- وہ عقل اور وحی میں کوئی تمیز نہیں کرتے- اسی طرح نبوت کو بھی انسانی قوا کی مانند ایک قوت مانتے ہیں- جس طرح دوسری قوا اپنے وقت پر پھولتی پھلتی ہیں اسی طرح یہ قوت بھی اپنے وقت پر ظاہر ہوتی ہے- لیکن گو یہ قوت ہر انسان میں موجود ہے اس کی شدت یا طاقت ہر انسان میں ایک جیسی نہیں-

سرسید کے نزدیک خدا اس کائنات کا سبب اول ہے- کائنات سے خدا کا رشتہ ایسا ہے جیسا گھڑی کا گھڑی ساز سے اور گھڑی کے قوانین گھڑی ساز مقرر کرتا ہے- ویسے ہی اس کائنات کے قوانین خدا مقرر کرتا ہے- یہ قوانین غیر متغیر اور اٹل ہیں- للذا معجزات محال ہیں اور دعائیں بے معنی ہیں- انسان ارتقاء کی ایک کڑی ہے اس کڑی کو شروع کرنے والا خدا ہے- جبر و قدر کے مسئلہ پر سرسید کی رائے جبریت کی طرف ہے گو وہ اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ انسان نیکی اور بدی میں تمیز کر سکتا ہے اور اسی میں اس کی ترقی کا راز مضمر ہے- روح ابدی ہے لیکن جنت اور دوزخ حقیقی نہیں یہ تو دوسری دنیا میں نفسیاتی کیفیات کی علامتیں ہیں-

سرسید اجتہاد کی ضرورت پر زور دیتے تھے اور کہتے تھے کہ مذہب کی ہر نئے دور میں نئی تشریح ہونی چاہئے- اسلام دو چیزوں پر مبنی ہے ایک توحید اور دوسرے اخلاقیات پر- پس معاشرے کو روحانی اور اخلاقی اقدار پر تعمیر کرنا چاہئے-

ان کی چند ایک تصانیف تفسیر القرآن، تہذیب الاخلاق، مجموعہ لیکچرز اور خطبات احمدیہ ہیں-

Sayyid Muhammad Bin Ali-al-Sanusi

سید محمد بن علی السنوسی

(1859-1787) سنوسی سلسلہ کے بانی سید محمد بن علی السنوسی (جنہیں سنوسی اعظم بھی کہتے ہیں) الجیرا میں پیدا ہوئے- سیاسی اعتبار سے یہ زمانہ بڑا افراتفری کا تھا اور خلافت عثمانیہ کے گورنر نہایت نااہل ثابت ہو رہے تھے- جب سید بیس برس کے تھے تو انہیں شدت سے احساس ہوا کہ الجیرا قعر مذلت میں گر رہا ہے اور اس کے

حکمران اسے تباہی کی طرف دھکیل رہے ہیں- یہی احساس انہیں دیگر اسلامی ممالک کا ہوا- انہوں نے ابتدائی تعلیم الجیرا میں حاصل کی- قرآن، حدیث اور فقہ کا مطالعہ کیا- پھر فیض چلے گئے- وہاں بھی بہت کچھ حاصل کیا- لیکن فیض کے حکمرانوں کو ان کے عقاید پسند نہ تھے- اس لئے مصر آ گئے- وہاں انہیں تصوف سے واسطہ پڑا- یہاں بھی ان کی مخالفت ہوئی- لیکن جہاں کہیں وہ گئے انہیں مسلمانوں کے شاندار ماضی اور موجودہ پستی کا منظر دیکھنا پڑا- اس کا علاج انہیں یہ سوجھا کہ اصل اسلام کی طرف لوٹنا چاہیے- مصر سے حجاز پہنچے کچھ حج کی نیت سے اور کچھ حکمرانوں کی سختیوں سے بچنے کے لئے- بعد میں مراکو آ گئے- خلافت عثمانیہ ہر جگہ دم توڑ رہی تھی اور اپنی مملکت کو بیرونی حملوں سے بچانے کی طاقت کھو بیٹھی تھی-

سید صاحب ہر جگہ اپنی تعلیمات کی تبلیغ کرتے تھے- انہوں نے سلسلہ سنوسیہ کی بنیاد رکھی- ان کے مرید اخواں کہلاتے تھے- وہ اپنے آپ کو اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم سے مزین کرنا چاہتے تھے- فرقہ پرستی اور آمریت کے دشمن تھے- ہر قسم کی تعلیم جس میں فنی تعلیم بھی شامل تھی اس کا حصول ضروری سمجھتے تھے- کھیلوں کو بنظر تحسین دیکھتے ہیں- اسلحہ کے استعمال اور گھوڑے کی سواری پر بھی زور دیتے تھے- مکہ معظمہ میں آٹھ سال رہے- بے شمار حاجیوں، صوفیوں اور زائرین سے ملے- ان سے مسلم ممالک کی معلومات حاصل کیں اور اپنا پیغام پہنچایا- بالاخر انہوں نے اپنا ڈیرہ جذبوب (Jaghbub) لگایا- اس سے پہلے تو سید صاحب کے اثر و رسوخ کا دائرہ محدود تھا اب تمام عالم اسلام میں پھیل گیا- یہ ایک ایسا مرکز بن گیا جو اسلام کی احیا کے لئے وقف ہو گیا- یہاں سے علما اور مفکریں تمام افریقہ میں پھیل گئے اور اسلام کی سربلندی کے لئے کوشش کرنے لگے-

جیسا کہ ظاہر ہو گیا ہو گا سنوسیہ سلسلہ کا مقصد اصلاحی تھا- پہلے تو یہ اندرونی یا باطنی قسم کا سلسلہ تھا لیکن جب اس کا ہیڈ کوارٹر جذبوب بنا تو اس کا مطلب تبلیغی ہو گیا- لیکن اس تحریک کو خالصتاً مذہبی بھی نہیں کہنا چاہیے کیونکہ ان کا مقصد سیاسی بھی تھا یوں تو یہ سلسلہ صوفیانہ تھا- اس کا مقصد صحیح اسلام کی طرف لوٹنا اور اسلام کو غیر اسلامی عناصر سے پاک کرنا تھا- لیکن اس کا اصلی منشا روح کی پاکیزگی سے خدا کا وصل حاصل کرنا تھا- اس میں سات منازل آتے تھے- ان کو طے کرنے کے بعد خدا کا وصال حاصل ہوتا تھا- سید صاحب نے نو کتابیں تصوف پر لکھی ہیں- لیکن سید صاحب کے تصوف اور دیگر صوفیوں کے تصوف میں خاصہ فرق تھا دوسرے صوفی تو مجاہدوں اور ریاضتوں پر زور دیتے تھے- سید صاحب کا تصوف، عقلیت پسند تھا- ان کا مقصد علما کے طرز فکر کو تصوف سے ملانا تھا- ابن تیمیہ کا احترام کرتے تھے- اپنا سلسلہ قائم کرنے سے پہلے انہوں نے دیگر صوفیوں کے سلسلوں کا مطالعہ کیا- ان کا اپنا سلسلہ دیگر سب سلسلوں سے نرالا تھا- اس کا مقصد اسلام کو حیات نو بخشنا تھا- مالکی فقہ کو مانتے تھے- قیاس اور اجماع کو تسلیم کرتے تھے اور اجتہاد کے حامی تھے-

Shah Wali Allah Dehlawi
شاہ ولی اللہ دہلوی

(1763-1703) اصل نام قطب الدین احمد تھا- شہنشاہ اورنگ زیب کی وفات سے چار سال پہلے پیدا ہوئے- آباؤ اجداد کا تعلق عرب سے تھا خیال کیا جاتا ہے کہ ہجرت کے تین سو سال بعد ان کا خاندان ہندوستان آیا- ان کے والد بزرگوار شاہ عبدالرحیم اپنے علم و فضل اور نیکی کی وجہ سے بڑے مشہور تھے- شہنشاہ عالمگیر نے انہیں فتویٰ عالمگیری پر نظرثانی کے لئے فرمائش کی- انہوں نے یہ فریضہ ادا کر دیا اور معاوضہ لینے سے انکار کر دیا-

شاہ ولی اللہ شروع سے ہی ہونہار تھے- چھوٹی عمر میں تمام علوم میں مہارت حاصل کر لی- پھر حج کیا چودہ ماہ تک حجاز رہے جہاں انہوں نے فقہ اور حدیث کا مطالعہ

بڑے بڑے علما سے کیا۔ پھر دہلی آ گئے۔ کئی کتابیں لکھیں۔ سب سے مشہور حجتہ اللہ البالغہ ہے اس میں شاہ صاحب نے کوشش کی ہے کہ اسلام کو سائنسی انداز میں پیش کیا جائے۔

شاہ ولی اللہ کے فکر کا محور مذہب ہے اس لئے انہوں نے مذہب اسلام کو ہر قسم کے برے اثرات سے پاک کرنے کی کوشش کی اور اسے ایسے پیش کیا کہ وہ موجودہ دور کا چیلنج قبول کر سکے اور اس کا خاطر خواہ جواب دے سکے۔

شاہ صاحب نے سیاسی، اخلاقی اور معاشی رشتوں کو جوڑا۔ ان کا خیال تھا کہ انسان کے دو پہلو ہیں ایک اس کا خدا سے ذاتی رشتہ ہے اور دوسرا اس کا رشتہ خدا کے بندوں سے ہے کوئی آدمی، سوسائٹی سے باہر رہ کر اپنا روحانی ارتقا نہیں کر سکتا۔ لہٰذا اسلام، فرد کو معاشرہ کا ممبر فرض کر کے اس سے بحث کرتا ہے۔ اس لئے اسلام کی رو سے ریاست کا مطمح نظر معاشری انصاف ہے۔

مابعد الطبیعیات میں شاہ ولی اللہ کے سامنے وحدت الوجود اور وحدت الشہود کا مسئلہ تھا ایک کے موید ابن عربی تھے اور دوسرے کے مجدد الف ثانی۔ شاہ صاحب ان دونوں نظریوں میں کوئی فرق نہیں دیکھتے اور اپنے طور پر ان کے تضاد کو مٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے جبر اور قدر میں بھی ہم آہنگی پیدا کی۔ فقہ میں بھی شاہ ولی اللہ نے مختلف مکاتیب فکر کے تضاد کو دور کرنا چاہئے۔ وہ چاہتے ہیں کہ فقہ کے چار مکاتیب یعنی حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا چاہئے۔ لیکن وہ اجتہاد کے بھی قائل ہیں اور مجتہد کے لئے شرائط مقرر کرتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر شخص اجتہاد کے لائق نہیں۔

Shaikh Ahmad Sirhandi

شیخ احمد سرہندی

(1598-1562) مجدد الف ثانی کے نام سے مشہور ہیں۔ سرہند (ہندوستان) پیدا ہوئے۔ اس کے والد شیخ عبدالاحد مخدوم اپنے زمانے کے چوٹی کے عالم تھے۔ فقہ، فلسفہ اور علوم دینیہ کا درس دیا کرتے تھے۔

بڑی چھوٹی عمر میں مجدد صاحب نے قرآن شریف حفظ کر لیا۔ بہت عرصہ اپنے باپ سے پڑھتے رہے۔ پھر سیالکوٹ گئے وہاں کمال کاشمیزی سے کئی علم پڑھے۔ آگرہ بھی گئے ابوالفضل اور فیضی سے ملاقات ہوئی۔ بعد میں سرہند واپس لوٹے۔ تصوف میں قادریہ اور چشتیہ سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اپنے والد کے انتقال کے بعد حج پر روانہ ہوئے تو دہلی میں خواجہ باقی اللہ سے ملاقات ہو گئی اور ان کے مرید بن گئے۔

چار سال تک جیل کاٹی۔ ان میں تین سال شہنشاہ جہانگیر کے دور حکومت کے تھے۔ مجدد صاحب کسی دیو استبداد کے سامنے سر جھکانے کو تیار نہ تھے اور یہی ان کی خطا تھی انہیں مجدد اس لئے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اکبر کے دین الٰہی کی مخالفت کی۔ اسلام سے غیر اسلامی عناصر کو نکالا اور مبلغین کی ایسی جماعت تیار کی جو مختلف شہروں اور ممالک میں جا کر صحیح اسلام پیش کرتے تھے۔ مجدد صاحب نے مسلمانوں کو قرآن اور سنت کی پیروی کی دعوت دی اور بدعتوں سے منع کیا۔ انہوں نے اسلامی تصوف سے غیر اسلامی عناصر کو خارج کرنے کی مہم شروع کی اور اسلامی فقہ پر زور دیا۔

وحدت الوجود اور وحدت الشہود کا مسئلہ بڑا پرانا ہے۔ مجدد صاحب کہتے ہیں کہ شروع میں وہ وحدت الوجود کے قائل تھے۔ لیکن خود ان کا تجربہ اس ضمن میں کام آیا ابتدا میں صوفی محسوس کرتا ہے کہ اس میں اور خدا میں کوئی فرق نہیں لیکن یہ عینیت صرف نفسیاتی سطح پر ہے کیونکہ جہاں تک وجود کا تعلق ہے۔ صوفی صوفی ہے اور خدا خدا ہے۔

مجدد صاحب شریعت کے پابند تھے اور کسی حالت میں بھی قرآن اور سنت سے انحراف جائز نہیں سمجھتے تھے۔ اگر کوئی صوفی اپنے کشف کے زور پر کوئی ایسی بات کہہ دے جو شریعت کے خلاف ہو تو مجدد صاحب اسے ماننے کے لئے تیار نہ تھے۔ مجدد صاحب تصوف کو

بھی شریعت کے تابع رکھنا چاہتے تھے۔

Shaikh Baha-al-Din Amili
شیخ بہاؤالدین عاملی

(1622-1546) ایران کے صفوی دور حکومت میں شیعوں کے بہت بڑے عالم اور مفکر تھے علوم دینیہ، شاعری اور حکمت میں کمال حاصل کرنے کی وجہ سے اصفہان میں شیخ الاسلام کہلاتے تھے۔ صوفی منش تھے درویشیوں کی صحبت میں رہتے تھے اور کئی صوفیوں سے شرف باریابی حاصل کر چکے تھے۔ عالم اور صوفی ہونے کے علاوہ شاعر، ماہر عماریات، ریاضیات اور فلکیات بھی تھے۔ صوفی ہونے کے حیثیت سے وہ عرفاں کے مقابلے میں باقی تمام علوم کو ہیچ سمجھتے تھے لیکن اس کے باوجود اپنے زمانے کے علوم میں مہارت نامہ رکھتے تھے۔ ان کی دینیات، عربی حرف و نحو، الجبرا، فلکیات تفسیر اور تصوف پر کتابیں سند کا درجہ اختیار کر چکی ہیں۔ اپنی مثنویوں میں انہوں نے مولانا جلال الدین رومی کی طرح عرفان کے رموز و غوامض آشکار کئے ہیں۔ انہوں نے بلی اور چوہے کی نظم میں بتلایا ہے کہ تعلیمات عمومی (exoteric) میں منافقت ایک ضروری امر ہے اور اس لئے باطنیت (esoterisim) کی ضرورت ہے تاکہ اخلاص اور سچائی پیدا ہو۔ اپنی مثنوی نان و حلوا میں کہتے ہیں کہ انسان کا اصلی مقام دوسری دنیا ہے اسے اس دنیا میں پھنس نہیں جانا چاہئے۔

ان کی چند ایک تصانیف حسب ذیل ہیں۔

جمع عباسی 1-Jami-i-Abbasi
فوائد الصمدیہ Faivaid al-Samadiyyah
عروات الوثوقہ Urvat al Wuthqa
کشکول۔ نان و موا۔ طوطی نامہ، خلاصہ فی الحساب، تشریح الافلاک۔

Shahab Al-Din Suhrawardi Maqtul
شہاب الدین سہروردی مقتول

(1191-1153) قصبہ سہرورد (ایران) میں پیدا ہوئے۔ پہلے مجد الدین جلی اور پھر ظہیر الدین قاری سے تعلیم حاصل کی۔ تعلیم سے فارغ ہو کر ایران کی سیر و سیاحت کی کئی صوفیوں سے ملے۔ مراقبہ اور ریاضتیں کیں ایک سفر میں سلطان صلاح الدین ایوبی کے بیٹے ملک ظاہر سے ملاقات ہوئی۔ اس کے اصرار پر اس کے دربار ٹھہر گئے وہاں اشراقی خیالات کی وجہ سے قید ہوئے اور 38 سال کی عمر میں یا فاقوں سے اور یا گلہ گھونٹنے سے مار دئے گئے۔ اس مختصر سی عمر میں انہوں نے بیشمار کتابیں لکھیں جن کی تعداد پچاس کے لگ بھگ بتائی جاتی ہے۔

اشراقی مکتب فکر کے بانی ہیں۔ اس فکر میں ارسطو، افلاطون، فیثا غورث، ہرمس کے خیالات کے علاوہ زرتشت کا فلسفہ بھی ملتا ہے۔ حضرت شہاب الدین مقتول کے مطابق فلسفہ کی ابتدا افلاطون اور ارسطو سے نہیں ہوتی بلکہ ارسطو پر تو اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے کیونکہ ارسطو نے حکمت کو عقل کی زنجیروں میں محبوس کر دیا۔ اشراقیوں کے نقطہ نگاہ سے فلسفہ کا آغاز ہرمس سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد یونان اور قدیم ایران میں دانشمند آئے اور پھر اسلام میں جنہوں نے علم کی وحدت دوبارہ قائم کی۔

حضرت سہروردی مقتول کا فلسفہ ان کی کتاب حکمت الاشراق میں پایا جاتا ہے اس کا آغاز ایک خواب سے ہوتا ہے ارسطو خواب میں آتا ہے اور حضرت سہروردی کو کہتا ہے کہ معرفت کی کنجی خود شعوری میں ہے۔ معرفت، ذوقی علم ہے نہ کہ بحثی (discursing) اشراق (نور) کا ذکر کرتے ہوئے حضرت سہروردی کہتے ہیں کہ اس کا یہاں مشرق اور مغرب کے اکثر فلسفیوں اور حکما نے کیا ہے۔ سب سے پہلے اس کا علم ہرمس کو ہوا اور پھر مختلف لوگوں کے ذریعے البسطامی، الحلاج کو ہوا، بعد ازاں خود سہروردی کو۔ حکمت الاشراق میں مشائیت پر کڑی نکتہ چینی ہے اور نور کے فلسفہ کو اجاگر کیا گیا ہے۔ نور غیر مادی شے ہے اور ناقابل تعریف ہر شے میں موجود ہے خواہ وہ طبیعی ہو یا غیر طبیعی۔ جہاں نور

نہیں وہاں تاریکی ہو گی۔ تاریک اجسام کا خاصہ شکل اور قیامت ہے۔ خالص نور میں کوئی تاریکی نہیں۔ نور خوذ کو بھی اجاگر کرتا ہے اور دوسری اشیا کو بھی۔ جہاں تک نور کا دوسری اشیا سے تعلق ہے۔ ایک نور تو خود اپنی ذات کے لئے ہے اور دوسرا دوسری ذات کے لئے۔ نور کی کوئی بھی صورت ہو نور زندگی ہے نور کی ایک ترتیب ہے۔ سب سے اوپر تو نور علیٰ نور ہے۔ یہ واجب الوجود ہے واحد ہے اس سے باقی روشنیاں صادر ہوتی ہیں۔ یہاں نظریہ صدور سے کام لیا جاتا ہے۔ بڑی روشنی کا چھوٹی روشنی سے قہر یعنی غلبہ کا تعلق ہے اور چھوٹی روشنی کا بڑی روشنی سے عشق کا رشتہ ہے۔ کائنات جس کا منبع نور علی نور ہے ویسی ہی ابدی ازلی ہے جیسے کہ نور علی نور۔ وقت بھی ابدی ازلی ہے۔ جب نور' تاریکی میں پھنس جاتا ہے تو مادہ پیدا ہوتا ہے اور اس کو مجبوراً مادہ میں رہنا پڑتا ہے۔ یہاں سے رہائی جدوجہد سے حاصل ہوتی ہے۔ جب روح کو نور علی نور کا اتصال ہوتا ہے تو مادہ سے نجات مل جاتی ہے۔

حضرت سہروردی مقتول کو شیخ الاشراق کہا جاتا ہے ان کی وجہ سے ابن رشد کے بعد فلسفہ زندہ رہتا ہے اور اب تک ایران میں چل رہا ہے مغلوں کے دور میں حضرت سہروردی مقتول کی چند کتابوں کا سنکرت میں ترجمہ ہوا۔ اس لئے ہندوؤں کے فکر پر بھی اس کا اثر ہوا۔

یاد رہے کہ ابن سینا کے فلسفہ میں بھی مشائیت سے بیزاری کا اظہار اور اشراقی موقف کی تائید پائی جاتی ہے حضرت سہروردی نے اس اسلوب فکر کو منظم کیا اور آگے بڑھایا۔

شمس تبریزی Shams of Tabriz

(- 1247) ایک عالی پایہ صوفی جس نے مولانا روم کے روحانی ارتقا میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ان کے والد کا نام علاؤالدین تھا جو اسمعیلیہ فرقہ کے امام تھے۔ شمس نے تبریز میں تعلیم حاصل کی اور پھر بابا کمال الدین کی شاگردی میں داخل ہو گئے جنہوں نے شمس کو معرفت کے راستے پر ڈال دیا۔ یہ ہمیشہ سفر میں رہتے تھے اور پٹیاں گوند کر گزارہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ یہ قونیہ کی سرائے میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ مولانا روم سے ملاقات ہو گئی۔ اس ملاقات نے مولانا کے دل و دماغ پر گہرا نقش چھوڑا اور دونوں اکیلے چھ ماہ تک حجرہ نشین رہے۔ اس کے بعد مولانا روم نے درس و تدریس کا سلسلہ چھوڑ دیا شاہ شمس تبریز کے ساتھ رہنے لگے۔ مولانا روم کے بچوں اور شاگردوں کو یہ امر ناگوار گزار اس لئے شاہ شمس قونیہ چھوڑ دمشق چلے گئے۔ مولانا روم نے بڑی منت سماجت کے بعد انہیں واپس بلایا لیکن پھران کے بچے ناراض ہو گئے۔ اب کے شاہ شمس ایسے بھاگے کہ واپس نہ لوٹے۔ مورخین کا خیال ہے کہ مولانا روم کے لڑکے علاؤالدین نے انہیں شہید کر دیا۔

مولانا روم کو ان سے اتنی عقیدت تھی کہ انہوں نے اپنے دیوان کو دیوان شمس تبریز کہا ہے اور اپنی شہرہ آفاق مثنوی میں شاہ شمس اور ان کی فیوض و برکات کا جا بجا ذکر کیا ہے۔

شقیق Shaqiq

بلخ کے رہنے والے تھا اور حضرت ابراہیم بن ادہم کے مرید تھے۔ انہوں نے توکل کی تشریح عارفانہ رنگ میں کی۔ وہ کہتے تھے کہ توکل کا مطلب یہ ہے کہ انسان روزی کمانے کے لئے کوئی جدوجہد نہ کرے۔ یہ انسان کی بھول ہے کہ وہ فکر معاش میں رات دن لگا رہتا ہے۔ یہ کوشش حرام ہے۔ ان کی وفات 810ء میں ہوئی۔

Shehab Al-Din Suhrawardhi شہاب الدین سہروردی

(1234-1144) جس زمانے میں حضرت سہروردی پیدا ہوئے وہ افراتفری اور بدحالی کا زمانہ تھا۔ چنگیز خاں کا حملہ اسی زمانہ میں ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی تصانیف اور خصوصاً اوارف المعارف (Awarif al Maarif) میں بڑی یاس اور قنوطیت چھائی ہوئی ہے۔ کتاب متذکرہ بالا بڑی مستند صوفی لٹریچر ہے اس

میں تصوف پر سیر حاصل بحث موجود ہے۔ صوفی لفظ کا ماخذ اور تصوف کی نوعیت بڑے شرح و بسط سے بیان کی گئی ہے۔ علم پر بحث کرتے ہوئے علم درسیہ اور علم وارثیہ میں تمیز کرتے ہیں۔ پہلا علم تو کتابوں سے حاصل ہوتا ہے۔ دوسرا علم اخلاقی جدجہد سے دوسرا علم تصوف کی جان ہے۔ صوفیوں کو فقر اور زہد دونوں ہی چاہیں۔ معرفت کے تین منازل ہیں ایمان، علم اور ذوق (Intuition) حضرت سہروردی کا خیال ہے کہ صوفیوں کو خانقاہوں میں رہنا چاہیے اور کھانے پینے کے لئے بھیک مانگنی چاہیے۔ مجذوب اور سالک میں تمیز کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ بہترین صوفی وہ ہے جو پہلے مجذوب ہو اور بعد میں سالک۔

روح کے متعلق اگرچہ عامتہ الناس کا خیال ہے کہ ابدی اور لازمی ہے اور امر سے نکلا ہوا ہے لیکن حضرت سہروردی کہتے ہیں کہ روح حادث ہے گو دیگر اشیا کے مقابلہ میں لطیف اور نفس ہے۔ روح کے بارے میں جوہر اور عرض کی بحث کرتے ہوئے حضرت سہروردی کہتے ہیں کہ روح عرض ہے یہ مخلوق ہے اور جب تک جسم میں موجود ہے اسے زندہ رکھتی ہے۔ روح کی دو قسمیں ہیں روح حیوانیہ جو تمام حیوانات میں موجود ہے اور وہ روح جو عالم امر سے تعلق رکھتا ہے اس روح کی بدولت انسان عقل کا وارث بنتا ہے اور الہام کے قابل ہوتا ہے۔ انسان کا نفس تین منازل سے گذرتا ہے امارہ، جو شر کی ترغیب دیتا ہے۔ لوامہ جو توبہ کرتا ہے اور مطمئنہ جو سکون حاصل کرتا ہے۔ روحانیت کا گہوارہ انسان کا قلب ہے اور قلوب چار قسموں کے ہوتے ہیں۔ پہلا بالکل صاف و شفاف، چمکدار لمپ کی طرح، یہ مومن کا دل ہے۔ دوسرا تاریک الٹا دل جو کافر کا ہے۔ تیسرا منافق کا دل جو پردوں میں ڈھکا ہوا ہوتا ہے۔ چوتھا پہلودار دل جس میں خیر و شر دونوں کی ترغیبات موجود ہوتی ہیں۔

تزکیہ نفس کے لئے ایمان، توبہ، زہد اور اخلاص کی ضرورت ہے اس کے ساتھ کم گوئی، کم خوری، گھر پر تھوڑا ٹھہرنا اور لوگوں سے کم ملنا بھی لازمی ہے۔ ان کی مدد سے انسان معرفت کی منزلیں طے کرتا ہوا کمال تک پہنچتا ہے اور اس کی زندگی مکمل طور پر شریعت کے تحت آجاتی ہے۔ یہ عبودیت کا مقام ہے انسان اپنے آپ کو خدا کے حوالہ کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے اسے آزادی بھی مل جاتی ہے۔ کیونکہ صوفی کا یہ قول و فعل خدا کا قول و فعل بن جاتا ہے یہ مقام فنا کے بعد حاصل ہوتا ہے۔

تہاوی Tahavi

پورا نام ابو جعفر محمد بن محمد بن سلامہ الازی الحجری التہاوی ہے۔ تہا (مصر) جائے پیدائش ہے۔ سن پیدائش 833 یا 834 یا 853 ہے اور سن انتقال 933ء حدیث اور فقہ کے ماہر تھے ان کا شمار چوٹی کے محدثین میں ہوتا ہے۔ حنیفہ مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ اسی لئے اپنی تصانیف میں انہوں نے امام ابو حنیفہ کی تعلیمات کو اجاگر کیا ہے۔

امام ابو حنیفہ نے ایمان کے تین عنصر بتلائے تھے معرفت۔ تصدیق اور اقرار۔ التہاوی معرفت کو نکال دیتا ہے اور ایمان کو تصدیق اور اقرار تک محدود کر دیتا ہے۔ نکالنے سے مراد یہ نہیں کہ وہ اس کی وقوفی حیثیت سے آشنا نہیں۔ خدا کی ذات اور صفات کے مسئلہ پر امام ابو حنیفہ تو خاموشی کی تلقین کرتے ہیں لیکن التہاوی کہتا ہے کہ صفات ازلی اور ابدی ہیں۔ لیکن وہ خدا کے ہاتھ پاؤں کو انسانی ہاتھ پاؤں جیسا نہیں لیتا۔ تجسیم کے مخالف تھا۔ 'ہاتھ پاؤں' کو صفات کے طور پر لیتا تھا۔ عرش کے متعلق بھی یہی نظریہ ہے۔ خدا کو زمان و مکان میں بند نہیں کرنا چاہئے۔ خدا عرش اور کرسی کا محتاج نہیں وہ ان سے بہت بالا، ارفع و اعلیٰ ہے۔ دیدار الٰہی سے انکار نہیں کرتا لیکن دیدار سے ہر قسم کی تجسیمیت کو نکال دیتا ہے۔ اس کے بارے میں وہ کسی عقلی تاویل کی اجازت نہیں دیتا وہ کہتا ہے یہ اسلام کا عقیدہ ہے اور اسے بطور عقیدہ تسلیم کرنا چاہئے۔ اسی طرح وہ قدر و جبر کے مسئلہ پر بھی بحث پسند

[illegible] قرآن شریف میں دونوں کا ذکر آتا ہے انہیں تسلیم کرنا [illegible] تقاضا ہے۔

چند ایک کتابیں [illegible] ہیں۔

شرح معانی الاثر۔ شکل الاثر۔ احکام القرآن۔ اختلاف الاعلما۔ النواد الفقیہ۔ کتاب الشروط الکبیر۔ الشروط الاوسط۔ شرح الجامی الصغیر۔ شرح الجامی الکبیر۔ المختصر۔ مناقب ابو حنیفہ۔ تاریخ الکبیر۔ الرد الکتاب المدلیش۔

حدیث کی صحت کے بارے میں تہاوانے شاندار کام کیا وہ استاد کے ساتھ متن کو بھی دیکھتے تھے اور اختلاف کو مٹانے کی کوشش کرتے تھے۔

تہماما Thamamah

پورا نام تہماما ابن اشراث النمیری تھا۔ خلیفہ ہارون الرشید اور خلیفہ المامون کے دور میں زندگی بسر کی۔ وفات 823 میں ہوئی۔ فرقہ معتزلہ سے تعلق رکھتا تھا۔ تہماما کا کہنا ہے کہ خیر و شر کا علم عقل سے ہوتا ہے اور اگر یہ علم خدا کے ذریعہ سے نہ ہوتا تو عقل کے ذریعے کرنا پڑتا۔ یہ کائنات اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اور فعل بھی وہ جو ذات سے صادر ہو لہٰذا کائنات بھی ویسی ہی ابدی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی اپنی ذات۔ لہٰذا کائنات کو قدیم کہنا چاہئے نہ کہ حادث۔ تہماما کہتا ہے کہ انسانی افعال و کردار کا سبب نہ خدا ہے نہ خود انسان۔ کیونکہ کئی افعال کے نتائج انسان کی موت کے بعد ظاہر ہوتے ہیں اور اگر انسان کو افعال کا ذمہ دار قرار دیا جائے تو پھر انسان ان افعال کا بھی ذمہ دار ہو گا جن کے نتائج اس کی موت کے بعد ظاہر ہوتے ہیں۔ تہماما کا عقیدہ تھا کہ عیسائی۔ یہودی اور مجوسی مرنے پر ختم ہو جائیں گے۔ ان کی روح ابدلاباد تک زندہ نہیں رہے گی۔

واصل بن عطا Wasil ibn Ata

(748-699) معتزلہ مکتب فکر سے تعلق رکھتا تھا۔ خدا کی صفات سے انکار کرتا تھا۔ آزاد ارادہ کا قائل تھا۔ جو شخص گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو اس کے متعلق کہتا تھا کہ وہ نہ مومن ہے نہ کافر بلکہ اس کی پوزیشن میں ہے۔ جن لوگوں نے جنگ جبل میں شرکت کی اور حضرت عثمانؓ کی شہادت میں جو لوگ دشمن یا معاون کی حیثیت سے موجود تھے ان میں سے ایک گروہ خطاوار تھا لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کون ہے۔

واصل کہتا تھا کہ اگر خدا کے علاوہ اس کی صفات کو بھی ازلی ابدی مان لیا جائے تو اس سے شرک لازم آتا ہے اور اگر انسان کو سزا اور جزا ملتی ہے لیکن اس کا ارادہ آزاد نہیں تو خدا عادل نہیں رہتا۔ واصل یہ بھی کہتا تھا کہ کسی ایک گناہ کی بنا پر انسان کو مطعون نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر نہیں ہو جاتا اور پھر سیاسی اختلافات میں جرم کا تعین کرنا بہت مشکل ہے۔

اس کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

کتاب المنزلہ بین المنزلتین
1- Kitab al-Manzilah Bain al-Manzilatain

کتاب الفوتیہ
2- Kitab al Futya

کتاب التوحید
3- Kitab al-Tauhid

ضیا گو کلپے Zia Goklp

دور جدید کا ترکی کا مفکر۔ اس نے ترکی میں فلسفیانہ روایت قائم کی ہے۔ اپنے فلسفہ کو معاشری تصوریت کہتا ہے۔ یہ فلسفہ سپنسر (Spencer) اور افادیت کے خلاف رد عمل ہے۔ اس کا مقصد ترکی قومیت کے لئے فلسفیانہ اساس مہیا کرنا ہے۔ مادیت کے مقابلہ میں یہ فلسفہ روحانی ہے حقیقت کو امثال میں تحویل کر دیتا ہے اور معاشرہ کو فرد کے مقابلے میں اول مقام دیتا ہے۔

گوکلپے کا فلسفہ مغربی فلسفہ کا چربہ نہیں۔ بلکہ ایک لحاظ سے نیا اور تخلیقی ہے کیونکہ اس میں کئی ایک خیالات اور عقاید ہیں جن کا سرچشمہ خود اس کا اپنا فکر ہے۔ گوکلپے آزادی رائے کا حامی تھا اور لوگوں کو کسی خاص فلسفہ کا پابند نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے گوکلپے کی قیادت میں فلسفہ کی صحت مند روایت قائم ہو گئی۔ یونیورسٹیوں میں ہر قسم کا فلسفہ پڑھایا جانے لگا۔ اور

اسے ثقافت میں جائز مقام مل گیا۔

چونکہ گوکلپ کا اپنا فلسفہ معاشری تصوریت، اسلامی اور مغربی فکر کا امتزاج تھا اور اس کا مقصد ترکی قومیت کے لئے فلسفیانہ بنیاد قائم کرنا تھا۔ لہٰذا گوکلپ کا منشا فلسفہ پڑھنے سے یہ نہ تھا کہ فلسفیانہ تحریکات کو سمجھ لیا جائے بلکہ اس کا منشا دور جدید کو سمجھنا تھا جو ترک قوم کے لئے بطور چیلنج موجود تھا۔ اس طرح گوکلپ نے فلسفہ کے ڈانڈے ثقافت اور معاشرے سے ملا دئے۔

گوکلپ کی وجہ سے مشرقی اور مغربی فلسفیانہ کتب کا ترجمہ ترکی زبان میں ہوا اور ترکی زبان میں اصطلاحات وضع ہوئیں۔ اس کی کتاب ترک قومیت اور مغربی Turkish Nationalism & Western Civilisation اس کے فلسفہ کی آئینہ دار ہے۔